عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ

(انسان کو سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔القرآن)

کیا آپ جانتے ہیں؟

(اسلامی معلومات کی انسائیکلو پیڈیا)

مرتبہ

سید شاہ آلِ رسول حسنین میاں برکاتی

نظمی مارہروی

سجادہ نشین و متولی

درگاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ امیریہ مارہرہ شریف

پیش کش

بزم برکات آل مصطفیٰ (رجسٹرڈ) ممبئی

فون:

ای میل:

سلسلۂ اشاعت نمبر

کتاب	:	کیا آپ جانتے ہیں؟
مرتبہ	:	سید شاہ آلِ رسول حسنین میاں برکاتی نظمی مارہروی
اشاعت	:	شوال المکرم ۱۴۳۲ھ/ستمبر ۲۰۱۱ء
صفحات	:	
کمپوزنگ	:	نظمی بذاتِ خود

محمد زبیر قادری 9867934085

فہرست

(۴۳)

انتساب

اے اللہ مَیں نے اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے اس کا ثواب میرے والد ماجد مرشدِ عالم، علم بردارِ مسلکِ برکاتیت، تاجدارِ مارہرہ، ناشرِ فکرِ اعلیٰ حضرت، درویش کامل، وارثِ ہفت اقطاب مارہرہ مطہرہ مولٰینا مولوی حافظ قاری مفتی حکیم الحاج سید شاہ آلِ مصطفیٰ سید میاں قادری برکاتی نوری قاسمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور میری والدہ ماجدہ خاندانِ برکات کی سرتاج دولہن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو عطا فرما اور اس کتاب کو کل میدانِ محشر میں میرے لیے میرے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بنادے۔ یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم! اس کتاب کی ترتیب میں جانے انجانے جو غلطی ہوئی ہو اسے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل میں معاف فرما۔ اس کتاب کی تیاری اور اشاعت کے سلسلے میں جن جن لوگوں نے میری معاونت کی ہے انھیں اجرِ عظیم عطا فرما۔ آمین۔ یا رب العٰلمین بجاہ النبی الامین المکین الکریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم۔

سید شاہ آلِ رسول حسنین میاں برکاتی نظمی مارہروی
سجادہ نشین ومتولیٔ درگاہِ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ امیریہ
مارہ مطہرہ ، ضلع ایٹہ۔ (یوپی)
حال مقیم: ممبئی
بارہ ربیع النور ۱۴۳۱ ہجری

مجھے کچھ کہنا ہے

یہ آج سے تقریباً چالیس سال پہلے کی بات ہے، کانپور سے اہلِ سُنّت وجماعت کا ایک معتبر رسالہ نکلتا تھا استقامت ڈائجسٹ جس کے مدیر تھے ہند کے مشہور صحافی اور عالم دین مرحوم حافظ ظہیر الدین صاحب قبلہ قادری برکاتی۔ ان کی زندگی کا زیادہ وقت خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ میں میرے جدِ کریم حضور تاج العلماء سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں گزرتا تھا۔ میں اپنے بچپن ہی سے ان سے کافی مانوس تھا اور وہ بھی اپنے پیر خانے کے ایک ایک فرد کا بہت احترام کرتے تھے۔ حافظ صاحب مرحوم نے مجھ سے فرمائش کی کہ مَیں ان کے رسالے کے لیے کچھ لکھوں۔ میں سوچ میں پڑ گیا کیا لکھوں؟ میرا معاملہ یہ ہے کہ مَیں عام روش سے ہٹ کر کام کرنا پسند کرتا ہوں۔ رسالوں میں الگ الگ موضوعات پر مختلف مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ایک ہی موضوع پر تین چار صفحات میں مختلف زاویوں سے روشنی ڈالی جاتی ہے۔ میں نے سوچا کیوں نہ ایسا سلسلہ شروع کروں کہ پڑھنے والوں کو کم سے کم محنت میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل ہوں۔

ان دنوں میں حکومتِ ہند کی وزارتِ اطلاعات ونشریات کے محکمۂ پریس انفارمیشن بیورو (پی آئی بی) میں کام کرتا تھا۔ ہمارے محکمے سے چھوٹے اردو اخبارات کے لیے ایک خصوصی سروس شروع کی گئی تھی جس کا عنوان تھا: کیا آپ جانتے ہیں؟ اس سروس کے تحت عوام کے فائدے کے لیے ایک ہی موضوع پر مختلف قسم کی معلومات صرف ایک یا دو صفحات میں پیش کی جاتی تھیں۔ میں نے یہی عنوان اپنایا اور ایسی اسلامی معلومات اکٹھی کرنی شروع کردیں جو عام طور پر لوگوں کے علم میں نہیں ہیں یا جو بڑی بڑی کتابوں میں موجود ہیں، جنھیں خرید کر پڑھنا عام آدمی کے بس سے باہر ہے۔ میرا کام کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ میں روزانہ اپنی لائبریری سے ایک کتاب منتخب کرلیتا اور پھر کاغذ قلم لے کر بیٹھ جاتا۔ کتاب کا صفحہ در صفحہ

مطالعہ کرتا اور جو غیر معمولی جانکاری ملتی اسے نوٹ کر لیتا۔ اس دینی علمی مہم میں مجھے عجیب عجیب چونکا دینے والی باتیں پڑھنے کو ملیں۔ استقامت ڈائجسٹ میں میرا یہ صفحہ بہت مقبول ہوا۔لوگوں کے خطوط آنے لگے۔ کچھ لوگ صرف اس ایک صفحے کے لیے پورا رسالہ خریدتے تھے۔ یہ سلسلہ کوئی دس بارہ سال تک چلا۔ پھر ملازمت کے سلسلے میں میری مصروفیت میں اضافہ ہوگیا۔اس بیچ استقامت ڈائجسٹ کا روپ بھی بدل گیا۔اس وقت تک یہ ڈائجسٹ سُنّی دنیا کا نمبرون رسالہ بن چکا تھا۔انہی دنوں حافظ صاحب مرحوم برطانیہ کے دورے پر تشریف لے گئے۔ وہاں کسی مہربان نے حافظ صاحب مرحوم کو مشورہ دیا کہ ڈائجسٹ انگریزی میں بھی نکالا جائے۔حافظ صاحب کی نیت تو اچھی تھی مگر اسے کیا کیا جائے کہ انھیں انگریزی رسالے کے لیے باصلاحیت آدمی نہیں مل پائے۔نتیجہ یہ ہوا کہ غلط سلط انگریزی نے رسالے کا حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیا۔ رسالے کی ساکھ پر برا اثر پڑا۔ جگ ہنسائی ہوئی سو الگ۔ کچھ عرصے بعد استقامت ڈائجسٹ کی اشاعت ہی بند ہوگئی۔اس کے لیے حافظ صاحب مرحوم کی صحت کی خرابی بھی کچھ حد تک ذمے دار تھی۔

میرے مطالعے کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔کیا آپ جانتے ہیں کا سلسلہ اتنا مقبول ہوا کہ ملک کے دوسرے اخباروں اور رسالوں میں اس کے متوازی عنوانات کے تحت مضامین چھپنے لگے۔مثلاً کسی نے عنوان دیا: کیا آپ نہیں جانتے؟ کسی نے لکھا: کیا آپ کو معلوم ہے؟ کسی نے یوں کوشش کی: شاید آپ نہیں جانتے؟ کسی نے لکھا: اسلامی حیرت انگیز معلومات وغیرہ وغیرہ۔

میں نے اپنے تیسرے نعتیہ مجموعہ ''تنویر مصطفیٰ'' میں نعتوں کے ساتھ ساتھ اسلامی معلومات کا یہ ذخیرہ بھی تھوڑا تھوڑا شامل کیا جو کافی مقبول ہوا۔ اگلے نعتیہ مجموعہ ''عرفانِ مصطفیٰ'' میں کیا آپ جانتے ہیں کے عنوان سے کچھ اور زیادہ معلومات شامل کی گئیں اور اس سے اگلے نعتیہ دیوان ''نوازشِ مصطفیٰ'' میں ہر نعت کے بعد ان معلومات پر مشتمل ایک صفحہ رکھا گیا۔میرے پڑھنے والوں نے اس طریقے کو کافی سراہا۔ یہاں سے مجھے اس بات کی

تحریک ملی کہ میں اپنے اس خزانے کو کتابی شکل میں پیش کروں۔ کچھ احباب نے اصرار کیا کہ میں اس کتاب کو ضرور شائع کروں تاکہ اسے ہمارے سُنّی مدارس کے نصاب میں شامل کیا جاسکے۔ میں نے کام شروع کر دیا اس کتاب کو ترتیب دینے کا بھی اور اس کی اشاعت کا انتظام کرنے کا بھی۔ میں نے اپنی تنخواہ سے ہر ماہ کچھ بچت کرنی شروع کی اور کچھ ہی مہینوں میں اچھی خاصی رقم جمع کر لی۔ کتاب کے مضامین بکھرے ہوئے تھے۔ انھیں مختلف عنوانات کے تحت ترتیب دینے میں مجھے کافی محنت کرنی پڑی۔

کیا آپ جانتے ہیں کا اردو ایڈیشن بازار میں آیا اور اتنا مقبول ہوا کہ اس کے ایک کے بعد ایک کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ میرے چاہنے والوں نے میری اس کتاب کو جوں کا توں قبول کر لیا۔مگر جو لوگ مجھے نہیں جانتے تھے انھوں نے مجھے خط لکھے کہ آپ نے اس کتاب میں معلومات تو بہت عمدہ پیش کی ہیں مگر ان کے حوالے نہیں دیے ہیں۔ ہاں یہ بھول مجھ سے ضرور ہوئی کہ جن دنوں میں یہ معلومات جمع کر رہا تھا تو ان کتابوں کے نام بھی درج کر لیتا تو بہتر ہوتا۔اس ذرا سی بھول کے لیے مجھے پھر نئے سرے سے محنت کرنی پڑی۔اور پھر سے اپنی لائبریری کھنگالنی پڑی تاکہ حوالے تلاش کر سکوں۔ جو لوگ مجھے جانتے ہیں وہ اس بات سے بھی واقف ہیں کہ میں اپنے قلم سے کوئی ایسی بات نہیں لکھتا جو کسی مرحلے پر قابلِ گرفت ہو۔اس کتاب کی ترتیب میں بھی میں نے یہی کوشش کی ہے کہ جو کچھ لکھوں وہ مستند اور معتبر ہو۔علمائے کرام یہ فیصلہ بخوبی کر سکتے ہیں کہ اس کتاب میں جو کچھ ہے وہ بڑی کتابوں سے لیا گیا ہے۔

میں نے حد بھر کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں کوئی تنازعے والی بات شامل نہ کروں پھر بھی اگر کسی قاری کو ان صفحات میں کوئی خلافِ مرضی بات محسوس ہو تو وہ مجھے اس کی اطلاع ضرور کرے۔اگر کسی کی اصلاح سے میری عاقبت سدھر سکے تو یہ میری خوش نصیبی ہوگی۔

میں نے کوشش تو یہی کی ہے کہ میری زبان آسان اور عام فہم ہو۔اگر کہیں کہیں زبان مشکل لگے تو اس کے لیے مجھے معاف کر دیجیے گا کہ شاید یہ گاڑھا پن اس مضمون کی

مناسبت سے ہو۔

میں نے اس کتاب کو ہندی میں اس لیے پیش کیا ہے تاکہ ہماری نئی نسل جو اردو زبان سے تقریباً انجان ہے وہ بھی اسے پڑھ سکے اور اپنی معلومات میں اضافہ کرسکے۔ ہندی روپ دیتے وقت میں نے اصل کتاب کے روپ میں کچھ تبدیلی کی ہے۔ کچھ ابواب بڑھائے ہیں، ساتھ ہی معلومات میں بھی خاصا اضافہ کیا ہے۔ میرا یہ دعویٰ آج بھی برقرار ہے کہ یہ کتاب آپ کو ایک بھرپور لائبریری کا لطف دے گی۔ اللہ تعالیٰ میری اس خدمت کو قبول فرمائے اور اسے میری اور میرے خاندان کی مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

قارئین کے بے حد اصرار پر میں نے کیا آپ جانتے ہیں کے اردو اور ہندی روپ پر نظر ثانی کی ہے۔ اب یہ کتاب بیک وقت قرآن وحدیث کی تشریح بھی ہے، اسلام کی تاریخ بھی، تصوف کا خزانہ بھی، معلومات کا ذخیرہ بھی، سیرت کی کتاب بھی، فقہی مسائل کا گنجینہ بھی اور مجموعۂ احادیث بھی۔ اس کتاب میں کسی بھی سُنّی مدرسے کی درسی کتاب بننے کی ساری صلاحیت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ میری یہ محنت قبول فرمائے۔ آمین۔

آپ کی دعاؤں کا طالب

نظمی

پہلا باب:

نورِ محمدی، خِلق و خُلقِ مصطفیٰ اور مرتبۂ نبوت

(۱) خالقِ کائنات جل جلالہٗ نے سب سے پہلے نورِ محمدی تخلیق فرمایا۔ حدیث شریف میں ہے: **اوّل ما خلق اللہ نوری** یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور بنایا۔ ایک دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: '**انا من نور اللہ والخلق کلھم من نوری**' یعنی میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور کائنات کی ساری چیزیں میرے نور سے بنائی گئی ہیں۔ (سیرتِ رسولِ عربی مصنفہ علامہ نور بخش توکلی)

(۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جابر بے شک اللہ نے تمام چیزوں سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔ پیدائش کے بعد یہ نور اللہ نے جہاں چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت نہ دوزخ، نہ سورج نہ چاند، نہ انسان نہ جن۔ اس کے بعد اسی نور سے تمام مخلوقات کی آفرینش کی تفصیل ہے۔ (شرح المواہب زرقانی، محمد بن حسین بن مسعود بغوی)

(۳) اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے نور سے اپنے پیارے نبی ﷺ کا نور بنایا پھر جب عالم کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے۔ پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا۔ اور پھر چوتھے ٹکڑے کے چار حصے کیے اور ان سے عرش وکرسی اُٹھانے والے ملائکہ اور باقی فرشتے پیدا کیے۔ (سیرتِ رسول عربی)

(۴) حضرت کعب احبار سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو پیدا کرنا چاہا تو جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ سفید مٹی لاؤ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام بہشت کے فرشتوں کے ساتھ اُترے اور حضور ﷺ کی قبر شریف کی جگہ سے مٹھی بھر سفید چمکتی دمکتی خاک اُٹھا لائے اور پھر وہ مٹھی بھر خاک بہشت کے چشمۂ تسنیم سے گوندھی گئی یہاں تک کہ سفید موتی کی طرح ہوگئی جس کی بڑی شعاع تھی۔ اس کے بعد فرشتے اسے لے کر عرش اور

کرسی کے چاروں طرف اور آسمان اور زمین میں پھرے یہاں تک کہ تمام فرشتوں نے آپ کی روحِ انور اور مادّۂ اطہر کو آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے پہچان لیا۔ (سیرتِ رسول عربی)

(۵) ایک روایت میں آیا ہے کہ مولائے کریم سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے نور کو حضرت آدم علیہ السلام کے انگوٹھوں کے ناخنوں میں آئینے کی طرح چمکایا۔ انھوں نے دیکھتے ہی انگوٹھوں کو چوم لیا اور آنکھوں پر مسح کیا۔ (سیرتِ رسول عربی)

(۶) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے حضورِ اقدس ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھا۔ (سیرتِ رسول عربی)

(۷) مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو میرے نبی بنا کر بھیجے جانے سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۔ (صحیح مسلم)

(۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ کائنات سے دو ہزار سال پہلے حضور ﷺ کا نام محمد رکھا۔ (سیرتِ رسول عربی)

(۹) روایت ہے کہ حضور ﷺ کے دادا حضور عبد المطلب نے حضور ﷺ کی پیدائش سے کچھ عرصہ پہلے آپ کو خواب میں دیکھا کہ ایک سونے کی زنجیر آپ کی پشت سے نکلی کہ زمین میں ایک طرف مشرق میں ہے اور ایک طرف مغرب میں ہے اور اس کے بعد وہ زنجیر ایک درخت ہوگئی کہ اس کی پتیوں پر ایسا نور ہے کہ سورج سے ستّر درجہ زیادہ چمک رہا ہے کہ ویسا نور انھوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور اس نور کی شعاعیں ہر لحظہ بڑھتی جارہی تھیں اور مشرق اور مغرب والے اس درخت سے لپٹے ہوئے ہیں اور عرب اور عجم کے لوگ اسے سجدہ کررہے ہیں اور قریش کے کچھ لوگ اس کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں اور قریش کے ہی کچھ لوگ اسے کاٹنا چاہتے ہیں۔ جب اس کے پاس آتے ہیں تو ایک حسین جوان انھیں پکڑ کر ان کی پیٹھیں توڑ ڈالتا ہے اور ان کی آنکھیں پھوڑ ڈالتا ہے۔ حضرت عبد المطلب نے یہ خواب

قریش کی ایک جادوٹونا کرنے والی عورت سے بیان کیا۔ اس نے تعبیر بتائی کہ تیری پشت سے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ مشرق اور مغرب کے رہنے والے اس کے مرید ہوں گے اور زمین و آسمان کے رہنے والے اس کی حمد کریں گے۔ اسی وجہ سے حضرت عبد المطلب نے آپ کا نام محمد رکھا ﷺ۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری از علامہ مفتی محمد شریف الحق برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۱۰) حضور ﷺ کعبہ کا کعبہ ہیں اسی لیے آپ کی ولادت پر کعبہ معظّمہ نے حضرت بی بی آمنہ خاتون کے مکان یا مقامِ ابراھیم کی طرف سجدہ کیا تھا۔ (مدارج النبوۃ مصنفہ علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۱۱) سرکار ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ میں حاملہ ہوگئی ہوں۔ نہ مجھے کوئی بوجھ محسوس ہوا جو ان حالات میں دوسری عورتوں کو محسوس ہوتا ہے۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہوا کہ میرے ایام ماہواری بند ہوگئے ہیں۔ ایک روز میں خواب اور بیداری کے درمیان تھی کہ کوئی آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے پوچھا: آمنہ تجھے معلوم ہے کہ تو حاملہ ہے۔ میں نے جواب دیا: نہیں۔ پھر اس نے مجھے بتایا تم حاملہ ہو اور تمھارے بطن میں اس اُمت کا سردار اور نبی تشریف فرما ہوا ہے۔ اور جس دن یہ واقعہ پیش آیا وہ دوشنبہ کا دن تھا۔ (الوفاء ابن الجوزی' جلد اوّل صفحہ ۸۸)

(۱۲) کعب احبار کہتے ہیں کہ میں نے تورات میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی کریم ﷺ کی ولادت کے وقت سے آگاہ کیا تھا۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو وہ نشانی بتادی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ وہ ستارہ جو تمھارے نزدیک فلاں نام سے مشہور ہے جب اپنی جگہ سے حرکت کرے گا تو وہ وقت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت کا ہوگا اور یہ بات بنی اسرائیل میں ایسی عام تھی کہ علما ایک دوسرے کو بتاتے تھے اور اپنی آنے والی نسل کو اس کی خبر دیتے تھے۔ (السیرۃ النبویہ احمد بن زینی دحلان' جلد اوّل)

(۱۳) فرشِ زمین کا وہ مقام جو اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم ﷺ کے پائے ناز کو سب

سے پہلے بوسہ دے کر عرشِ پایہ بناوہ پہلے حضرت عقیل بن ابی طالب اوران کی اولاد کی ملکیت میں رہا۔ پھر حجاج کے بھائی محمد بن یوسف ثقفی نے ایک لاکھ دینار قیمت ادا کر کے اسے خرید لیا اور اس جگہ کو اپنے مکان کا حصہ بنالیا۔ چونکہ یہ مکان سفید چونے سے تعمیر کیا گیا تھا اور اس پر پلستر بھی سفید چونے کا تھا اس لیے اسے البیضاء کہا جاتا تھا۔ یہ عرصے تک دار ابن یوسف کے طور پر مشہور رہا۔ ہارون رشید کے دورِ خلافت میں اس کی بیوی زبیدہ خاتون حج کے لیے مکہ مکرمہ حاضر ہوئی تو اس نے یہ مکان حاصل کرنے کے بعد اسے گرا کر ایک مسجد تعمیر کر دی۔ سعودی دور میں یہاں ایک دارالحدیث بنا دیا گیا۔ آج کل یہاں ایک لائبریری ہے جو کبھی کبھی کھولی جاتی ہے، ورنہ اکثر بند رہتی ہے۔ (ضیاء النبی مصنفہ پیر کرم علی شاہ ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' جلد دوم)

(۱۴) امام علامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن جوزی لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے اربل کے بادشاہ الملک المظفر ابوسعید نے محفل میلاد النبی کی شروعات کی۔ اس زمانے کے محدث شہیر حافظ ابن دحیہ نے اس مقصد کے لیے ایک میلاد نامہ **التنویر فی مولد البشیر النذیر** تصنیف کیا۔ بادشاہ ابوسعید نے انھیں ایک ہزار اشرفی بطور انعام پیش کی۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۱۵) سبط ابن الجوزی اپنی تصنیف مراۃ الزمان میں اس ضیافت کا ذکر کرتے ہیں جو ملک مظفر میلاد شریف کے موقع پر کیا کرتا تھا۔ ایک شخص جو اس دعوت میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ میں نے بھیڑ بکریوں کے پانچ ہزار سر' دس ہزار مرغیاں اور فیرنی کے ایک لاکھ سکورے اور حلوے کے تیس ہزار طشت خود دیکھے۔ اس تقریب پر ملک مظفر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔ (محمد رسول اللہ از علامہ محمد رضا)

(۱۶) حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ جس روز رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو ابلیس نے دیکھا کہ آسمان سے تارے گر رہے ہیں۔ اس نے اپنی ذریت سے کہا رات کو وہ پیدا ہوا ہے جو ہمارے نظام کو درہم برہم کر دے گا۔ اس کے لشکریوں نے کہا کہ تم اس کے

نزدیک جاؤ اور اسے چھو کر جنون میں مبتلا کر دو۔ جب ابلیس اس نیت سے حضور ﷺ کے قریب جانے لگا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسے ٹھوکر لگائی اور دور عدن میں پھینک دیا۔ (السیرۃ النبویہ زینی دحلان' جلد اوّل)

(۱۷) رحمت عالم ﷺ کی ولادت سے پہلے یہ بات مشہور ہو چکی تھی کہ نبی آخر الزماں کی ولادت کا زمانہ قریب آ گیا ہے اور ان کا اسم گرامی محمد ہوگا۔ کئی لوگوں نے اس آرزو میں اپنے بچوں کے نام محمد رکھے کہ شاید یہ سعادت ان کے حصے میں آئے۔ علامہ ابن سید الناس نے چھ ایسے بچوں کے نام گنائے ہیں جو اس نام سے موسوم ہوئے۔ وہ یہ ہیں: (۱) محمد بن اوحیحہ بن الجلاح الاوسی (۲) محمد بن مسلمہ انصاری (۳) محمد بن براء البکری (۴) محمد بن سفیان بن مجاشع (۵) محمد بن حمران الجعفی (۶) محمد خزاعی السلمی۔ (عیون الاثر' جلد اوّل)

(۱۸) نبی کریم ﷺ کو سب سے پہلے آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ نے دودھ پلایا، پھر یہ شرف ابولہب کی کنیز ثویبہ کو نصیب ہوا۔ جن دوسری خوش نصیب خواتین نے اللہ کے حبیب ﷺ کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی ان میں خولہ بنت منذر' ام ایمن' حلیمہ سعدیہ اور بنی سعد کی ایک اور خاتون شامل ہیں۔ سب سے زیادہ یہ شرف حلیمہ سعدیہ کے حصہ میں آیا۔ انھوں نے لگاتار دو سال تک یہ خدمت انجام دی۔ (السیرۃ النبویہ زینی دحلان)

(۱۹) ایک بار حضور ﷺ نے اپنے ایک صحابی کو کسی کو عار دلاتے ہوئے یہ سنا: اے کالی ماں کے بیٹے۔ تو حضور ﷺ نے بڑے جوش اور غضب سے فرمایا: پیمانہ چھلک گیا' پیمانہ چھلک گیا' پیمانہ چھلک گیا۔ کسی سفید رنگ والی ماں کے بیٹے کو کسی سیاہ رنگ والی ماں کے بیٹے پر کوئی فضیلت نہیں بجز تقویٰ کے۔ پس محمد سفید رنگ والی ماں کا فرزند ہے اس کی پرورش کالے رنگ والی ماں (اُم ایمن) نے کی ہے پس وہ ان دونوں کا بیک وقت بیٹا ہے۔ (خاتم النبیین' جلد اوّل)

(۲۰) روح کی ترقی کے نو درجے ہیں: (۱) مومن (۲) عابد (۳) زاہد (۴) عارف (۵) ولی (۶) نبی (۷) مرسل (۸) اولوالعزم اور (۹) خاتم۔ حضور ﷺ میں یہ تمام درجے

جمع ہیں مگر حضور ﷺ کا مرتبہ کسی میں نہیں۔(تفسیر نعیمی از مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۲۱) ظہورِ نبوت کی شروعات رویائے صادقہ یعنی سچے خوابوں سے ہوئی جن کی مدت چھ ماہ تھی۔ سورۂ اقرا کا نزول رمضان شریف میں ہوا۔ اس طرح ثابت ہوا کہ سچے خوابوں کی شروعات ربیع الاوّل شریف سے ہوئی۔ اس طرح ربیع الاوّل کو حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس سے چار خصوصیات حاصل ہوئیں: ولادت، ظہورِ نبوت، تکمیل ہجرت اور وصال۔(تفسیر نعیمی)

(۲۲) امام شعبی نے فرمایا کہ بعثت اقدس کے شروع کے تین سال حضرت اسرافیل علیہ السلام وحی لانے کی خدمت پر مامور تھے پھر یہ خدمت حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سونپی گئی۔ انہی کی وساطت سے سے پورا قرآن نازل ہوا۔(بخاری، مسلم، ترمذی، مؤطا امام مالک، مسند امام احمد)

(۲۳) حضور سرور عالم ﷺ کو پہلے نیند میں چھ ماہ لوح محفوظ کی سیر کرائی گئی پھر تئیس سال بیداری میں۔ تئیس سال کا چھیالیسواں حصہ چھ ماہ ہوتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ مومن کا سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوتا ہے۔(نزہۃ القاری)

(۲۴) سرورِ کائنات ﷺ کو بعثت اقدس کے بارھویں برس مکہ شریف کے قیام کے زمانے میں رجب کی ستّائیسویں تاریخ کو دوشنبہ کی رات میں معراج ہوئی۔(بخاری شریف)

(۲۵) سرورِ عالم ﷺ معراج کی شب مکہ سے بیت المقدس تک براق پر، بیت المقدس سے آسمانِ دنیا تک معراج (ایک سیڑھی) پر، وہاں سے ساتویں آسمان تک فرشتوں کے بازوؤں پر اور وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بازو پر اور سدرہ سے عرش تک رف رف پر تشریف لے گئے۔ نزول یعنی واپسی بھی اسی ترتیب سے ہوئی۔(بخاری شریف)

(۲۶) شبِ معراج حضور ﷺ نے زمین پر انبیائے کرام کی امامت فرمائی اور آسمانوں پر فرشتوں کی۔(سیرتِ رسول عربی)

(۲۷) رسول اللہ ﷺ کو معراج کی شب سواری کے لیے جو براق عطا ہوا تھا وہ گدھے سے کچھ بڑا اور خچر سے کچھ چھوٹا تھا۔ چہرہ انسان جیسا، دُم اونٹ کی سی، کُھر بیل کے سے اور پیٹھ سفید موتی جیسی چمک رہی تھی۔ اس کی رانوں میں دو پر تھے۔ اس کی لگام جنت کی حریر کی تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۲۸) شبِ معراج نبی کریم ﷺ نے بیت المقدس میں تمام انبیاء کی امامت فرمائی۔ یہ کون سی نماز تھی اس میں علماء کے دو قول ہیں: کچھ علماء فرماتے ہیں کہ یہ نماز عرش کی طرف پرواز کرنے سے پہلے بیت المقدس میں پڑھائی۔ اس صورت میں یہ عشاء کی نماز ہوئی۔ کچھ علماء کا قول ہے کہ سیدالانبیاء ﷺ نے سفرِ معراج سے واپسی پر یہ نماز پڑھائی۔ اس صورت میں یہ فجر کی نماز ہوئی۔ کچھ علماء کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے معراج کو جاتے وقت اور وہاں سے واپسی پر دونوں وقت امامت فرمائی۔(تفسیر نعیمی)

(۲۹) سرورِ عالم ﷺ نے شب معراج حق تعالیٰ سے دس ہزار کلمے ساعت فرمائے۔(سیرتِ رسول عربی)

(۳۰) سید عالم ﷺ نے واقعہ معراج میں فرمایا ہے کہ میں نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں دیکھا۔(بخاری)

(۳۱) حضور اقدس ﷺ کو قرآن مجید میں گیارہ جگہ یا ایھا النبی کہہ کر مخاطب فرمایا گیا ہے۔(سیارہ ڈائجسٹ۔ قرآن نمبر)

(۳۲) قرآن عظیم میں اسم محمد چار جگہ آیا ہے اور اسم احمد ایک جگہ۔(سیارہ ڈائجسٹ۔ قرآن نمبر)

(۳۳) حضور اکرم ﷺ کی اطاعت مطلقاً واجب ہے چاہے عقل میں آئے یا نہ آئے۔ اگر حضور ﷺ ایسا حکم دیں جو ہم کو قرآن کے حکم سے الگ معلوم ہو تب بھی حضور ﷺ

کی اطاعت لازم ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۳۴) لا الہ الا اللہ میں بارہ حروف ہیں۔ اسی طرح **محمد رسول اللہ**' ابوبکر الصدیق' عمر ابن خطاب' عثمان ابن عفان' علی ابن ابی طالب سب میں بارہ ہی حروف ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۵) نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنا ہر عاقل وبالغ مسلمان پر عمر میں ایک بار فرض ہے۔(بخاری شریف)

(۳۶) رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل' میکائیل' اسرافیل اور عزرائیل علیھم السلام آئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا جو آپ پر درود بھیجے گا میں اس کا ہات پکڑ کر پل صراط سے اُتاروں گا۔ میکائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں آپ کے حوضِ کوثر سے اُسے پانی پلاؤں گا۔ اسرافیل علیہ السلام نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کروں گا اور جب تک اس کی مغفرت نہ ہوگی سجدے سے سر نہ اُٹھاؤں گا۔ عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں اُس کی روح اس طرح نکالوں گا جس طرح انبیاء کی۔(تحفۃ الواعظین)

(۳۷) حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص نے میرا نام اذان میں سنا اور محبت سے انگوٹھے چوم لیے اور چوم کر آنکھوں پر ملے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔(تحفۃ الواعظین)

(۳۸) آج کل اکثر لوگ حضور ﷺ کے اسم مبارک کے بعد صلعم' عم اور دوسرے نشان لگاتے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلا وہ شخص کہ جس نے درود شریف کے ساتھ ایسا اختصار کیا اس کا ہات کاٹا گیا۔ علامہ طحاوی کا قول ہے کہ نام مبارک کے ساتھ درود کا ایسا اختصار لکھنے والا کافر ہوجاتا ہے کیونکہ انبیائے کرام کی شان کو ہلکا کرنا کفر ہے۔(نزہۃ القاری)

(۳۹) قعدۂ اخیرہ میں تشہد (التحیات) کے بعد درود شریف پڑھنا سارے علماء کے نزدیک سُنّت ہے مگر امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک فرض ہے۔ درود پڑھے بنا سلام پھیر دیا تو نماز نہیں ہوگی۔(تفسیر نعیمی)

(۴۰) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قعدۂ اخیرہ میں التحیات کے بعد سلام پھیرا جا سکتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۴۱)۔ ایک شخص حضور اقدس ﷺ کا نام پاک لکھتا تو اس کے ساتھ صلی اللہ علیہ لکھتا' وسلّم نہ لکھتا۔ تاجدارِ مدینہ ﷺ نے خواب میں اس پر عتاب فرمایا کہ تو خود کو چالیس نعمتوں سے محروم رکھتا ہے یعنی لفظ وسلّم میں چار حروف ہیں اور ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ہیں لہٰذا اس حساب سے چالیس نیکیاں ہوتی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۲)۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ''جذب القلوب'' میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص کاغذ کی بچت کے خیال سے حضور ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ درود نہیں لکھتا تھا تو اس کا ہات سڑنے لگا۔(سیرتِ رسول عربی)

(۴۳)۔ مثنوی شریف میں ہے کہ ایک بار سید عالم ﷺ نے شہد کی مکھی سے دریافت فرمایا کہ تو شہد کیسے بناتی ہے۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے حبیب' ہم چمن میں جاتے ہیں اور طرح طرح کے پھولوں کا رس چوستے ہیں پھر اسے منہ میں لیے اپنے چھتّے تک آتے ہیں اور وہ اُگل دیتے ہیں' وہی شہد ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: پھولوں کا رس پھیکا اور کسیلا ہوتا ہے اور شہد میٹھا۔ یہ مٹھاس کہاں سے آتی ہے؟ شہد کی مکھی نے عرض کیا کہ ہم چمن سے لے کر اپنے چھتّے تک راستے بھر آپ پر درود پڑھتے آتے ہیں اسی کی برکت سے شہد میں لذت اور مٹھاس پیدا ہوتی ہے۔

(۴۴)۔ حضور انور ﷺ کے ذاتی نام دو ہیں: محمد اور احمد۔ باقی صفاتی نام دوسو ایک ہیں اور مدارج النبوۃ کی روایت کے مطابق ایک ہزار ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۵)۔ جس دسترخوان پر محمد نام کا مسلمان موجود ہو اس کھانے میں بڑی برکت ہوتی ہے۔(تفسیر روح البیان)

(۴۶)۔ ایک اسرائیلی سو برس کا گنہگار تھا۔ مرنے کے بعد لوگوں نے اسے گھوڑے پر ڈال دیا۔ رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ میرے اس بندے کو غسل' کفن'

نماز کے بعد دفن کرو۔ اس نے ایک بار توراۃ میں محمد نام دیکھ کر اسے چوما تھا اور آنکھوں سے لگایا تھا۔ ہم نے اس کے گناہ معاف کر دیے۔ (تفسیر روح البیان)

(۴۷)۔ جس شخص کے لڑکیاں ہی ہوتی ہوں اور بیٹا نہ ہو وہ حمل کے شروع میں اپنی بیوی کے پیٹ پر انگلی سے لکھ دیا کرے: جو اس پیٹ میں ہے اس کا نام محمد ہے۔ ان شاءاللہ بیٹا ہی ہوگا۔ مگر یہ عمل حمل کے چار ماہ کے اندر چالیس روز تک کرے۔ (تفسیر روح البیان)

(۴۸)۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم' اللہ تعالیٰ آپ کو کتنا چاہتا ہے کہ آپ کے شہر پاک کے خس وخاشاک کی بھی قسمیں یاد فرماتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم نے یہ کیسے جانا؟ عرض کی: آپ کے شہر کی قسم قرآن نے یاد فرمائی تو شہر کے خس وخاشاک اور گلی کوچے بھی تو اسی میں ہیں۔ (ابن عساکر تجلی الیقین)

(۴۹)۔ بابا نانک نے اسم محمد ﷺ کے بارے میں فرمایا ہے کہ کسی نام کے عدد نکال کر انھیں چوگنا کرو اور پھر دو ملا کر پانچ گنا کرو، پھر اس میں سے بیس بیس نکالتے جاؤ۔ جب اتنے بچیں کہ بیس نہ نکل سکیں تو انھیں نو گنا کرو۔ دو اور ملاؤ تو بانوے کا عدد حاصل ہوگا جو سرکار ﷺ کے نام نامی محمد کا عدد ہے۔ (تفسیر نعیمی) نظمی نے اس فارمولے کو الگ الگ طریقے سے آزمایا ہے اور بالکل صحیح پایا ہے۔

(۵۰)۔ علما فرماتے ہیں کہ درود شریف میں شفا ہے کہ یہ ہماری پہلی ماں حضرت حوّا رضی اللہ عنہا کا مہر ہے۔ اس کا واقعہ یوں ہے کہ ایک دن حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوّا سے قریب ہونا چاہا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا: اے آدم تم حوّا کو اس وقت تک نہیں چھو سکتے جب تک اس کا مہر ادا نہ کر دو۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب یہ مہر کیا ہے اور کیسے ادا ہوگا؟ جب کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم میرے حبیب ﷺ پر سترہ بار درود بھیجو، یہی حوّا کا مہر ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب میں کیا درود بھیجوں تو ہی مجھے تعلیم فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یوں کہو' اللھم صل علیٰ محمدٍ و علیٰ آل محمد۔ حضرت آدم علیہ السلام نے یہ درود پڑھا تب انھیں حضرت حوّا سے قربت کی

اجازت ملی۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۱)۔ تفسیر صاوی میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا نام نامی سریانی زبان میں جو توریت کی زبان ہے منحمنن ہے جس کے معنی ہیں محمد یعنی تعریف کیا ہوا۔ خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کعب احبار سے روایت کی کہ حضور اکرم ﷺ کا اسم مبارک اہلِ جنت کے نزدیک عبدالکریم ہے' دوزخیوں کی زبان پر عبدالجبار' عرش والوں کی زبان پر عبدالمجید' باقی تمام فرشتوں کی زبان پر عبدالحمید اور سارے نبیوں کے یہاں عبدالوہاب ہے۔ شیاطین کے منہ پر عبدالقاہر' جنات کی زبان پر عبدالرحیم' پہاڑوں پر عبدالخالق' خشکیوں میں عبدالقادر' دریاؤں میں عبدالمہیمن' کیڑے مکوڑوں کی زبان پر عبدالغیاث' وحشی جانوروں کی زبان پر عبدالرب' توراۃ میں موزموز' انجیل میں طاب طاب' زبور میں فاروق' باقی آسمانی صحیفوں میں عاقب ہے۔ رب کے یہاں طٰہٰ اور محمد ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (تفسیر صاوی)

(۵۲)۔ حضور اکرم ﷺ کا اسم مبارک آسمان پر احمد' زمین پر محمد اور زمین کے نیچے محمود ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (سیرتِ رسول عربی)

(۵۳)۔ سرکارِ ابد قرار ﷺ کے جسم مبارک اور کپڑوں پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ کچھ علمائے عجم نے کہا ہے کہ محمد رسول اللہ میں بنا نقطہ والے حروف ہیں کیونکہ نقطہ مکھی سے مشابہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم مبارک کے ساتھ ساتھ اسم پاک کو بھی اس مشابہت سے محفوظ رکھا ہے۔ (تواریخ حبیب الٰہ)

(۵۴)۔ لفظ اللہ میں بھی چار حروف ہیں اور لفظ محمد میں بھی۔ لفظ اللہ میں بھی کوئی نقطہ نہیں ہے اور لفظ محمد میں بھی نہیں۔ جس طرح لا الہ الا اللہ میں کوئی نقطہ نہیں ہے اسی طرح محمد رسول اللہ میں بھی کوئی نقطہ نہیں ہے۔ (تواریخ حبیب الٰہ)

(۵۵)۔ حضور اکرم ﷺ کو کبھی جماہی نہیں آئی۔ (سیرتِ رسول عربی)

(۵۶)۔ اصحاب فیل کا واقعہ حضور اکرم ﷺ کی ولادتِ اقدس سے ۵۵/دن پہلے پیش آیا تھا۔ (ضیاء النبی' جلد اوّل)

(۵۷)۔سرورعالم ﷺ جس وقت پیدا ہوئے' دونوں ہات زمین پر رکھے' سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے' بدن بالکل پاک صاف اور اس سے مشک جیسی تیز خوشبو نکلتی ہوئی' ختنہ کیے ہوئے' ناف کٹی ہوئی اور آنکھیں قدرتِ الٰہی سے سرمہ لگی ہوئی تھیں۔(نزہتہ القاری)

(۵۸)۔امام ابواسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت میں ہشام بن عروہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان کے والد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ کہتے سنا کہ ایک یہودی تجارت کے لیے مکہ مکرمہ میں مقیم تھا۔جب نبی کریم ﷺ کی ولادت کی رات آئی تو اس نے قریش کی ایک مجلس میں آکر پوچھا کیا آج تمھارے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔لوگوں نے کہا ہمیں کوئی علم نہیں۔ یہودی نے حیرت سے کہا: اللہ اکبر۔ پھر بولا تم اپنے گھر والوں سے اس بارے میں ضرور پوچھنا اور میری اس بات کو مَت بھولنا کہ آج کی رات اس اُمت کا نبی پیدا ہوا ہے۔اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے دونوں کندھوں کے بیچ بالوں کا ایک گچھا اُگا ہوا ہوگا۔لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ ہر ایک نے اپنے اپنے گھر جا کر پوچھا کیا قریش کے کسی گھر میں آج کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ پتہ چلا کہ آج عبداللہ ابن عبدالمطلب کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس کا نام انھوں نے محمد رکھا ہے۔ وہ لوگ اس یہودی کے پاس گئے اور اسے بتایا کہ ان کے قبیلے میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔اس نے کہا: مجھے وہاں لے چلو میں بھی اس بچے کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ لوگ حضرت بی بی آمنہ کے گھر آئے اور کہا ہمیں اپنا بچہ دکھایئے۔ آپ نے اپنے نورانی فرزند کو ان کے سامنے پیش کیا۔اس یہودی نے بچے کی پیٹھ سے کپڑا ہٹایا اور بالوں کا اُگا ہوا ایک گچھا دیکھتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا۔جب اسے ہوش آیا تو لوگوں نے اس سے پوچھا: تیرا خانہ خراب' تجھے کیا ہو گیا تھا؟ اس نے بڑی ہی حسرت سے کہا کہ آج بنی اسرائیل کے گھرانے سے نبوت رخصت ہو گئی۔اے قریشیو! تمھیں خوش خبری کہ یہ نومولود تمھیں بڑی بلندی کی طرف لے جائے گا۔مشرق اور مغرب میں تمھارے نام کی گونج سنائی دے گی۔(السیرۃ النبویہ احمد بن زینی دحلان' جلد اوّل)

(۵۹)۔حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے یہود کا یہ طریقہ تھا کہ جب کبھی کافروں اور مشرکوں سے جنگ ہوتی تھی اور انھیں ایسا محسوس ہوتا کہ وہ جنگ ہار جائیں گے تو اس وقت توریت کو سامنے رکھتے اور وہ جگہ کھول کر' جہاں حضور نبی کریم ﷺ کی صفات اور کمالات کا ذکر ہوتا وہاں ہات رکھتے اور یوں دعا مانگتے: اے خدا ہم تجھ سے تیرے اس نبی کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں' جس کی بعثت کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے' آج ہمیں اپنے دشمنوں پر فتح دے۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے صدقے میں انھیں فتح دیتا۔(روح المعانی' قرطبی وغیرہ)

(۶۰)۔حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک نومولود بچہ لایا گیا۔حضور ﷺ نے فرمایا: اے بچے میں کون ہوں؟ اس ایک دن کے بچے نے نہایت صاف زبان میں کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تُو سچ کہتا ہے اللہ تجھے برکت دے۔ بچے نے پھر کوئی بات نہیں کی۔اپنے وقت پر برس ڈیڑھ برس کے بعد بولنا شروع کیا۔سب اسے مبارک یمامہ کہتے تھے۔یہ واقعہ حجۃ الوداع میں ہوا۔(گلدستۂ طریقت مصنفہ سید عبداللہ شاہ صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۶۱)۔حضور اکرم ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہانڈی میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا تھا تو چار سیر جَو اور تین سیر گوشت میں دو ہزار آدمیوں نے کھانا کھایا اور کھانا بھی ختم نہیں ہوا۔(سیرتِ رسول عربی)

(۶۲)۔امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب خصائص کبریٰ میں حضور انور ﷺ کے ایک ہزار معجزے گنائے ہیں۔کچھ علما اور محدثین نے لکھا ہے کہ تین ہزار معجزات حضور اکرم ﷺ سے صادر ہوئے۔(تحفۃ الواعظین مصنفہ محمد عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۶۳)۔ہندوستان کے دیا شہر کے راجا نے اپنے محل سے چاند کے دو ٹکڑے ہو جانے کا معجزہ دیکھ کر اپنا ایلچی حضور اکرم کی بارگاہ میں بھیجا اور اسلام قبول کر لیا۔سوانح حرمین

میں راجا کا اسلامی نام عبداللہ لکھا ہے۔(سیرتِ رسول عربی)

(۶۴)۔حضور انور ﷺ کا سینہ مبارک چار بار کھولا گیا۔پہلی بار جب حضور انور ﷺ حضرت حلیمہ کے گھر تھے۔دوسری بار جب آپ کی عمر شریف دس برس کی ہوئی۔تیسری بار وحی کی شروعات سے پہلے اور چوتھی بار شب معراج میں۔(سیرتِ رسول عربی)

(۶۵)۔حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے اس مشکیزہ کا منہ کاٹ کر رکھ لیا تھا جس سے ساقیِ کوثر سرکار دوعالم ﷺ نے منہ لگا کر پانی پیا تھا۔مدینہ منورہ میں بیماروں کو یہ چمڑے کا ٹکڑا گھول کر پلاتی تھیں جس کی برکت سے انھیں شفا ہوتی تھی۔(تفسیر صاوی)

(۶۶)۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات سے پہلے وصیت کی تھی کہ میرے پاس حضور اکرم ﷺ کے موہائے مبارک اور ناخن ہیں وہ میرے کفن میں میری آنکھوں اور منہ پر رکھ دیے جائیں تاکہ قبر کی مشکل آسان ہو۔(تفسیر ساوی)

(۶۷)۔حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں حضور انور تاجدار مدینہ ﷺ کا موئے مبارک تھا جسے پہن کر وہ جنگ کرتے تھے۔(تفسیر ساوی)

(۶۸)۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سرکارِ دوعالم نورِ مجسم ﷺ کا جبہ مبارکہ تھا جسے دھوکر بیماروں کو پلاتی تھیں۔(تفسیر ساوی)

(۶۹)۔حضرت اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضور انور شافع محشر ﷺ کے کچھ سرخ رنگ کے بال تھے جو ایک ڈبے میں رکھے ہوئے تھے۔لوگ ان بالوں سے نظر بد اور دوسری بیماریوں کا علاج کرتے تھے۔(تفسیر ساوی)

(۷۰)۔حضور تاجدارِ مدینہ ﷺ کی مشہور کنیت ابوالقاسم ہے مگر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ آپ کی کنیت ابوابراہیم بھی ہے۔چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو ان لفظوں سے سلام کیا: **السلام علیک یا ابا ابراھیم** یعنی اے ابراہیم کے باپ آپ پر اللہ کی سلامتی ہو۔(زرقانی۔جلد تین)

(۷۱)۔مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے پاس ایک بوریا تھا جسے موڑ کر آپ اسے حجرے

کی طرح بنا لیتے تھے اور اسی میں نماز ادا فرماتے تھے۔دن میں اسی کو بچھا کر اس پر تشریف فرما ہوتے تھے۔(سیرتِ رسول عربی)

(۷۲)۔حضور اقدس سرورِ کائنات ﷺ کے پاس تین تلواریں تھیں: ایک کا نام ذوالفقار' دوسری کا نام ماثور اور تیسری کا نام بتار تھا۔(مدارج النبوۃ)

(۷۳)۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا: میری اور دوسرے نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی محل ہو جس میں کل تعمیر نہایت خوب صورت ہوئی ہو صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔دیکھنے والے اس میں گھوم پھر کر دیکھتے ہوں۔ان کو عمارت دیکھ کر حیرت ہوتی ہو لیکن اس ایک اینٹ کی جگہ خالی ہونے سے خوب صورتی کی تکمیل نہ ہوتی ہو۔مجھ سے ہی اس عمارت کی تکمیل ہوئی ہے اور مجھ پر ہی پیغمبروں کا سلسلہ ختم ہوا ہے۔کچھ روایتوں میں ہے فرمایا: میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم الانبیا ہوں۔(نزہۃ القاری)

(۷۴)۔حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس لکھ رکھا ہے کہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور میرا خاتم النبیین ہونا خدا نے اس وقت لکھ دیا تھا جب آدم علیہ السلام کیچڑ کی حالت میں تھے اور میں تم کو اپنی ابتدائی حالت کے بارے میں خبر دیتا ہوں۔میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جو میری پیدائش کے وقت انھوں نے دیکھا تھا کہ ان کے اندر سے ایک نور نکلا تھا جس سے شام کے محل جگمگا اُٹھے تھے۔(بخاری شریف)

(۷۵)۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: میرے لیے اللہ سے وسیلے کی خواستگاری کرو۔صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ وسیلہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: جنت میں سب سے بڑا مرتبہ ہے جو صرف ایک آدمی کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ ایک آدمی میں ہی ہوں۔(بخاری شریف)

(۷۶)۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد

فرمایا: قربانی میرے لیے فرض کی گئی ہے اور تمھارے اوپر فرض نہیں کی گئی اور مجھ پر چاشت کی نماز واجب کی گئی مگر تمھارے اوپر نہیں۔ (بخاری شریف)

(۷۷)۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔ (بخاری شریف)

(۷۸)۔حضورِ اقدس شفیع المذنبین ﷺ کے مزارِ اقدس پر روز صبح ستر ہزار فرشتے حاضر ہوتے ہیں، پر بچھاتے ہیں، استغفار کرتے ہیں، شام تک درود شریف پڑھتے ہیں۔ شام کو آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور دوسرے ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں۔ اسی طرح صبح تک رہتے ہیں۔ قیامت تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ جب قیامت کا دور ہوگا، حضورِ اقدس ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے گھیرے میں باہر تشریف لائیں گے۔ (نزہۃ القاری)

(۷۹)۔حضورِ اقدس ﷺ کو چونتیس بار روحانی معراج ہوئی۔ (سیرتِ رسولِ عربی)

(۸۰)۔نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص میرا نام لکھ کر اس کے آگے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھ دیتا ہے تو جب تک وہ تحریر باقی رہے گی فرشتے اس کے لیے مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۸۱)۔سرورِ عالم ﷺ کے غسل مبارک کا پانی چار شیشوں میں بھر کر ایک شیشہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے لیا، ایک حضرت میکائیل علیہ السلام نے، ایک حضرت اسرافیل علیہ السلام نے اور ایک حضرت عزرائیل علیہ السلام نے لیا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نزع کے وقت مومنوں کے منہ میں اس کا ایک قطرہ ڈال دیتے ہیں جس سے موت کی سختی آسان ہو جاتی ہے۔ حضرت میکائیل علیہ السلام منکر نکیر کے سوالوں کے وقت ایک قطرہ ڈال دیتے ہیں اس سے جواب میں سہولت ہوتی ہے۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام قیامت کے دن ایک قطرہ چہرے پر چھڑک دیں گے اس سے قیامت کی دہشت سے امن ملے گا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام قیامت کے دن ایک قطرہ آنکھوں پر مل دیں گے جس سے دیدارِ خداوندی کے

مشاہدے کی طاقت حاصل ہو جائے گی۔ (تحفۃ الواعظین)

(۸۲)۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر صحابہ کرام کی دعوت تھی۔ ایک کپڑے کا دسترخوان لایا گیا جو بہت میلا تھا۔ آپ نے وہ دسترخوان بھڑکتے ہوئے تنور میں ڈال دیا۔ سارا میل جل گیا لیکن دسترخوان کے کپڑے کے تار بھی گرم نہ ہوئے۔ ساتھیوں نے پوچھا: اے صحابیِ رسول ﷺ آگ میں کپڑا کیوں نہ جلا؟ اور اتنا صاف کیسے ہو گیا؟ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ایک دن حضور اقدس ﷺ نے اس دسترخوان سے اپنا ہات اور منہ پونچھا تھا اس دن سے آگ اسے نہیں جلاتی۔ (مثنوی شریف)

(۸۳)۔حضورِ اقدس ﷺ کے ترکش کا نام کافور تھا۔ (بخاری شریف)

(۸۴)۔علماء کا کہنا ہے کہ دنیا و آخرت کے تمام پانیوں سے افضل اور مقدس وہ پانی ہے جو حضورِ اقدس ﷺ کی انگلیوں سے نکلا یہاں تک کہ یہ پانی زم زم سے بھی افضل ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۵)۔ایک بار حضور شفیع المذنبین ﷺ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باغ میں تشریف لے گئے۔ سرکار ﷺ کے قدموں کی برکت سے ان کا باغ سال میں دو بار فصل دینے لگا۔ (بخاری شریف)

(۸۶)۔حضورِ اقدس ﷺ فرماتے ہیں: روئے زمین پر جتنے پیڑ پتھر ڈھیلے ہیں میں قیامت کے دن ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت کروں گا۔ (بخاری شریف)

(۸۷)۔نبی کریم ﷺ کو لوکی بہت پسند تھی۔ فرماتے تھے لوکی میرے بھائی یونس علیہ السلام کا درخت ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۸۸)۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔ یہ حدیث متواتر ہے۔ اس حدیث کے سوا کسی اور حدیث کی روایت میں عشرہ مبشرہ جمع نہیں ہوئے۔ (بخاری شریف)

(۸۹)۔نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تھے تو انگوٹھی مبارک یا تو

اتار کر باہر ہی رکھ جاتے تھے یا جیب میں یا منہ میں ڈال لیتے تھے کیونکہ انگوٹھی پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ (شمائل ترمذی۔ابوعیسیٰ ترمذی)

(۹۰)۔حضور انور ﷺ کا محشر کے دن کا سجدہ ایک ہفتے تک رہے گا جس میں حضور ﷺ ایسی حمد کریں گے جو کبھی کسی نے نہ کی ہوگی۔(بخاری شریف)

(۹۱)۔حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر میں درد تھا نبی کریم ﷺ کے دست مبارک کی برکت سے جاتا رہا۔اس ہات کی برکت یہ ہوئی کہ حضرت سائب کی عمر سو سال ہوئی، نہ کوئی بال سفید ہوا اور نہ کوئی دانت گرا۔(بخاری شریف)

(۹۲)۔مہرِ نبوت نبی کریم ﷺ کی گردن کے نیچے دو کاندھوں کے درمیان ایک پارہ گوشت تھا جس پر کچھ تل تھے۔کبوتری کے انڈے یا مسہری کی گھنڈی کے برابر۔پارہ گوشت نہایت نورانی چمک دار تھا۔سیاہ تل' آس پاس بال' یہ سب مل کر بہت خوب صورت معلوم ہوتے تھے۔نیچے سے دیکھو تو پڑھنے میں یوں آتا تھا:اللہ وحدہ لا شریک لہ۔اوپر سے دیکھو تو یوں پڑھا جاتا تھا:توجہ حیث کنت فانک منصورٌ۔اسے مہرِ نبوت اس لیے کہتے ہیں کہ پچھلی آسمانی کتابوں میں اس مہر کو حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی نشانی قرار دیا گیا تھا۔وفاتِ اقدس کے وقت یہ مہرِ نبوت غائب ہوگئی تھی۔اس میں اختلاف ہے کہ ولادتِ اقدس کے وقت موجود تھی یا نہیں۔کچھ محدثین فرماتے ہیں کہ شقِ صدر کے بعد فرشتوں نے جو ٹانکے لگائے تھے ان سے یہ مہر پیدا ہوگئی تھی۔صحیح یہ ہے کہ سرکار ﷺ کی ولادتِ پاک کے وقت اصل مہر موجود تھی مگر اس کا اُبھار ان ٹانکوں کے بعد ہوا۔(سیرتِ رسول عربی)

(۹۳)۔سرورِ عالم ﷺ کی ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصے کی حالت میں سرخ ہوجاتی تھی۔(بخاری شریف)

(۹۴)۔سرکار ﷺ جب چلتے تھے تو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے آپ اونچائی سے اُتر رہے ہوں۔(بخاری شریف)

(۹۵)۔حضور اقدس ﷺ اپنے جدِّ کریم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت زیادہ

مشابہ تھے۔(بخاری شریف)

(۹۶)۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے سرکار ﷺ کے سر مبارک اور ریش اقدس میں صرف چودہ سفید بال شمار کیے۔(بخاری شریف)

(۹۷)۔سرکار ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبش کا عقیق تھا۔(شمائل ترمذی)

(۹۸)۔سرکارِ دوعالم ﷺ کی چادر کی لمبائی چار گز کی تھی اور چوڑائی ڈھائی گز کی۔(زرقانی)

(۹۹)۔مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا تہبند شریف آدھی پنڈلیوں تک رہتا تھا۔(بخاری شریف)

(۱۰۰)۔حضورِ اقدس ﷺ کی تلوار مبارک کا قبضہ (دستہ) چاندی کا بنا ہوا تھا۔(شمائل ترمذی)

(۱۰۱)۔حضور ﷺ اکثر دستار مبارک کے نیچے ایک چھوٹا سا رومال رکھتے تھے جو تیل سے بھیگا رہتا تھا۔(بخاری شریف)

(۱۰۲)۔نبی کریم ﷺ جب کھانا کھاتے تھے تو اپنی انگلیوں کو تین بار چاٹتے تھے۔(بخاری شریف)

(۱۰۳)۔سرکار ﷺ نے ساری عمر نہ تو چوکی پر بیٹھ کر کھانا کھایا اور نہ چپاتی کھائی۔(بخاری شریف)

(۱۰۴)۔حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: بہترین سالن سرکہ ہے۔(بخاری شریف)

(۱۰۵)۔جس بستر پر رسولِ خدا ﷺ آرام فرماتے تھے وہ چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی مونجھ بھری ہوئی تھی۔(بخاری شریف)

(۱۰۶)۔مفسرین کرام کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اگر ایسا حسن دیا جاتا کہ دیکھنے والے مصر کی عورتوں کی طرح حیرت زدہ ہو کر ہات کاٹ لیتے تو یہ رحمت کی صفت کے خلاف

ہوتا۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہافرماتی ہیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کاحسن دل میں پیوست ہو جاتا تھا۔ اگر مصر کی عورتیں دیکھ لیتیں تو ہاتوں کے بدلے اپنے دلوں کو کاٹ ڈالتیں۔(گلدستہ طریقت)

(۱۰۷)۔قبرِ انور کا وہ حصہ جو سرکارِ دوعالم ﷺ کے جسم پاک سے ملا ہوا ہے وہ کعبہ معظّمہ بلکہ عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے۔اہلِ دل کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سینہ،حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زانو،حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود جو مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی آرام گاہ تھی،وہ بھی عرشِ معلّیٰ سے کہیں افضل ہے۔(تفسیر روح البیان)

(۱۰۸)۔حضورِاقدس ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے سامنے کچھ گائیں ذبح کی جارہی ہیں اور دیکھا کہ آپ کی تلوار ٹوٹی ہوئی ہے مگر بعد میں پہلے سے بہتر ہوگئی ہے۔آپ کے خواب کی تعبیر کی صورت میں بدر کی غنیمت میں ذوالفقار ملی جو منبہ ابن حجاج سہمی کی تلوار تھی۔حضور اقدس ﷺ نے یہ تلوار اپنے لیے پسند فرمالی اور غزوۂ خندق میں مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخش دی۔چونکہ اس تلوار کے مختلف پرت تھے اس لیے اسے ذوالفقار یعنی جوڑ اور پرت والی تلوار کہتے ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۹)۔حضور انور ﷺ کا قرین یعنی ساتھ رہنے والا شیطان مسلمان ہوگیا تھا۔یہ خصوصیت سرکار ﷺ کے صدقے میں دوسرے انبیاء کو بھی حاصل رہی۔(بخاری شریف)

(۱۱۰)۔روایت ہے کہ ایک عرب دیہاتی نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ حضور ﷺ کا خُلق کیسا تھا؟فرمایا:پہلے تو یہ بتا کہ دنیا کس قدر ہے اور کیا کیا چیز دنیا میں ہے؟ دیہاتی بولا:یہ باتیں میں کیسے جان سکتا ہوں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب تو دنیا کا حال بیان نہیں کرسکتا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:**الدنیا مطاعٌ قلیل** یعنی دنیا تھوڑی پونجی ہے تو میں کس طرح حضور ﷺ کے خُلق کا حال بیان کروں جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وانک لعلیٰ خُلقٍ عظیم**۔(بخاری شریف)

(۱۱۱)۔کچھ علماء کہتے ہیں کہ تمام دنیا کے پانیوں سے زم زم افضل ہے مگر زم زم سے بھی افضل وہ پانی ہے جو ایک موقع پر مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی انگلیوں سے جاری ہوا تھا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ زم زم تو ایک نبی کے تلوے سے جاری ہوا تھا اور یہ پانی سید الانبیاء ﷺ کی مبارک انگلیوں سے نکلا تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۲)۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میری مدد پُروا ہوا کے ذریعے کی گئی اور قومِ عاد پچھوا سے ہلاک ہوئی۔(بخاری شریف)

(۱۱۳)۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ ہانڈی کی تہہ کی چیز یعنی کھرچن بڑے شوق سے کھاتے تھے۔(بخاری شریف)

(۱۱۴)۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے کچی پیاز کھانے سے منع فرمایا ہے البتہ پختہ پیاز کھانے کی اجازت دی ہے۔(بخاری شریف)

(۱۱۵)۔حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لہسن کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا رسول اکرم ﷺ نے جو آخری کھانا کھایا ہے اس میں پختہ لہسن پڑا ہوا تھا۔(بخاری شریف)

(۱۱۶)۔مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کھجور اور مکھن کو نہایت مرغوب رکھتے تھے۔(بخاری شریف)

(۱۱۷)۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:تمھارے کھانے کا سردار نمک ہے۔(بخاری شریف)

(۱۱۸)۔نبی کریم ﷺ سے فارسی زبان کے سات الفاظ مروی ہیں:(۱) ایک بار انگور کا طباق لایا گیا۔اتفاق سے صحابہ کی ایک جماعت موجود تھی۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **العنب دو دو**۔یعنی دو دو انگور تقسیم کیے جائیں۔(۲) رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ فرشتوں نے لوط علیہ السلام کی قوم کو کس چیز سے رجم کیا تھا۔فرمایا: **بسنگ وکلوخ** یعنی پتھروں اور ڈھیلوں سے۔(۳) رسول اللہ ﷺ نے حضرت امیر معاویہ کے جبہ پر جوں دیکھی تو فرمایا:

یا معاویہ! ھٰذا سپش یعنی اے معاویہ یہ جوں ہے۔(۴) جنگِ اُحد میں سرکار ﷺ لوگوں میں خلط ملط ہوگئے یہاں تک کہ صحابہ حاضر آئے اور کچھ اونٹ ساتھ لائے تا کہ سرکار ﷺ ایک پر سوار ہو جائیں۔فرمایا: ھٰذا اشتُر یہ اونٹ ہے۔(۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہات میں ایک تازہ سیب تھا۔ مذاق میں پوچھا یہ سیب کسے دوں؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: مرابدہ یعنی مجھے دو۔(۶) ایک دن صبح سویرے سرکار دو عالم ﷺ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے آواز دی: من علی الباب؟ یعنی دروازے پر کون ہے؟ فرمایا منم محمد یعنی میں محمد۔(۷) مشرکوں نے پوچھا کہ اللہ ایک ہے یا دو؟ ارشاد فرمایا: اویکی ست۔یعنی اللہ ایک ہے۔(سبع سنابل شریف)

(۱۱۹)۔مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ اُمّی (بے پڑھے) تھے یعنی بظاہر لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔مگر اپنے ان بے شمار علوم کے باعث جو آپ کے باطن میں جگمگا رہے تھے ایک بار آپ نے کاتب سے کہا: دوات میں عمدہ روشنائی ڈال، قلم کو تھوڑا ترچھا رکھ، بسم اللہ کی ب کو نمایاں لکھ، سین کے شوشے ظاہر کر، اسم اللہ زیبائی سے لکھ، میم کو جوف دار رکھ اور اسے اندھا مت لکھ۔(سبع سنابل شریف)

(۱۲۰)۔عربی زبان میں وحی کے معنی ہیں اشارہ کرنا، لکھنا، پیغام دینا، دل میں ڈالنا، چھپا کر بولنا اور دوسرے کے خیال میں اپنا خیال ڈالنا۔لیکن اہلِ لغت کہتے ہیں کہ اس لفظ کے اصل معنی ہیں ''دوسروں سے چھپا کر کسی سے چپکے چپکے بات کرنا''۔قرآن پاک میں یہ لفظ اپنے اصل مفہوم کے اندر تین معنی میں آیا ہے: (۱) فطری حکم، جیسے تیرے پروردگار نے شہد کی مکھیوں کو وحی کیا۔اور اس لیے کہ تیرے پروردگار نے زمین کو وحی کیا۔(۲) دل میں بات ڈالنا جیسے: اور جب میں نے حواریوں کو حکم کیا کہ مجھ پر اور میرے پیغمبر پر ایمان لاؤ اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو وحی کیا کہ اس بچے کو دودھ پلاؤ۔(۳) چپکے چپکے بات کرنا جیسے: یہ ایک دوسرے کو چکنی چپڑی بات وحی کرتے اور یہ شیطان لوگ اپنے دوستوں کو وحی کرتے ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲۱)۔علماء نے وحی محمدی کی سات قسمیں قرار دی ہیں: (۱) رویائے صادقہ یعنی سچے خواب دیکھنا۔(۲) دل میں پھونکنا یا دل میں ڈالنا۔(۳) گھنٹی کی طرح آواز آنا۔(۴) فرشتے کا اپنی اصل صورت میں نمودار ہونا۔(۵) فرشتے کا کسی کی شکل میں آنا۔(۶) وہ بات چیت کا ڈھنگ جو معراج کی رات پیش آیا تھا۔(۷) بلاواسطہ بات چیت۔(بخاری شریف)

(۱۲۲)۔نبی کریم ﷺ میں جملہ انبیائے کرام کی شان تھی۔آپ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح جھٹلائے گئے پھر بھی صابر وشاکر ہی پائے گئے۔آپ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرح بیابانوں اور بستیوں میں اللہ کی آواز پہنچائی۔آپ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح صبر وشکیبائی کے ساتھ گھاٹی میں تین سال تک گھیراؤ کے دن گذارے پھر بھی آپ کا دل اللہ کی شکر گزاری سے لبریز اور زبان حمدِ الٰہی میں لگی رہی۔آپ نے نوح علیہ السلام کی طرح قوم کے بھٹکے ہوئے لوگوں کو پوشیدہ اور ظاہر میں، خلوت وجلوت میں، میلوں اور جلسوں میں، گزرگاہوں اور راہوں پر، پہاڑوں اور میدانوں میں اسلام کی تبلیغ فرمائی اور لوگوں کو اُن کے برے اعمال سے نفرت دلائی۔آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح نافرمان قوم سے علیحدگی اختیار کرلی اور ہجرت کی۔آپ حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح شبِ ہجرت دشمنوں کے گھیرے سے نکلنے میں کامیاب ہوئے۔حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں رہ کر پھر نینوا میں اپنی منادی کو جاری کیا تھا۔نبی کریم ﷺ نے تین دن غارِ ثور کے شکم میں رہ کر پھر مدینہ منورہ میں کلمۃ اللہ کی آواز کو بلند فرمایا۔موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے آزاد کرایا تھا۔نبی کریم ﷺ نے شمالی عرب کو شاہِ قسطنطنیہ کی غلامی سے اور مشرقی عرب کو کسرائے ایران سے اور جنوبی عرب کو شاہِ حبش کے طوقِ غلامی سے نجات دلائی۔آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح اپنے ایذا رساں اور ستم پیشہ برادرانِ مکہ کے لیے نجد اور سلم سے غلّہ بہم پہنچایا اور آخر میں فتح مکہ کے دن سب کو عام معافی دے کر پابند احسان فرمایا۔آپ ایک ہی وقت میں موسیٰ علیہ السلام کی طرح صاحبِ حکومت بھی تھے اور ہارون علیہ السلام کی طرح صاحبِ امانت بھی۔آپ نے سلیمان علیہ السلام کی طرح مکہ میں بیت اللہ تعمیر کیا جو

قیامت تک کے لیے اللہ کو یاد کرنے والوں سے بھرا رہے گا۔ اسے آج تک بخت نصر جیسا کوئی سیاہ بخت ویران نہ کرسکا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۳)۔ نبی کریم ﷺ کو کرتا (قمیص) بہت پسند تھا۔ کرتے کی آستین نہ تنگ رکھتے تھے نہ زیادہ کھلی، درمیانی ساخت زیادہ پسند تھی۔ آستین کلائی اور بانہہ کے جوڑ تک پہنچتی تھی۔ سفر (خصوصاً جہاد) کے لیے جو کرتا پہنتے تھے اس کے دامن اور آستین کی لمبائی ذرا کم ہوتی تھی۔ قمیص کا گریبان سینے پر ہوتا تھا جسے کبھی کبھار موسم کے حساب سے کھلا رکھتے تھے اور اسی حالت میں نماز پڑھتے تھے۔ کرتا پہنتے ہوئے پہلے سیدھا ہاتھ ڈالتے پھر بایاں۔ (شمائل ترمذی)

(۱۲۴)۔ نبی کریم ﷺ کو سر پر عمامہ باندھنا بہت پسند تھا۔ ایک روایت کے مطابق عمامے کی لمبائی سات گز ہوتی تھی۔ عمامے کا شملہ بالشت بھر ضرور چھوڑتے تھے جو پیچھے کی جانب دونوں شانوں کے بیچ پڑا رہتا تھا۔ موسم کے تقاضے کو دیکھتے ہوئے آخری بل ٹھوڑی کے نیچے سے لے کر گردن کے گرد بھی لپیٹ لیتے تھے۔ کبھی عمامہ نہ ہوتا تو کپڑے کی ایک دھجی (رومال) پٹی کی طرح سر پر باندھ لیتے تھے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ایسا صرف بیماری خصوصاً سر درد کی حالت میں کیا ہوگا۔ سفید کے علاوہ زرد رنگ کا عمامہ بھی سرکارِ دو عالم ﷺ نے استعمال فرمایا ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ عمامے کے نیچے ٹوپی بھی استعمال میں رہی۔ (شمائل ترمذی)

(۱۲۵)۔ نبی کریم ﷺ کی اوڑھنے کی چادر چار گز لمبی، سوا دو گز چوڑی ہوتی تھی۔ کبھی لپیٹتے کبھی ایک پلّو سیدھی بغل سے نکال کر الٹے کاندھے پر ڈال لیتے۔ یہی چادر کبھی کبھار بیٹھے ہوئے ٹانگوں کے گرد لپیٹ لیتے اور کبھی اسے تہہ کر کے تکیہ بنا لیتے۔ اہم لوگوں کے استقبال کے لیے چادر اتار کر بچھا بھی دیتے۔ (بخاری شریف)

(۱۲۶)۔ حضور ﷺ نے کبھی کبھار تنگ آستین کا رومی جبہ بھی زیب تن فرمایا ہے۔ کبھی طیلسانی قسم کا کسروانی جبہ بھی پہنا ہے جس کے گریبان کے ساتھ ریشمی گوٹ بھی لگی تھی۔ (بخاری شریف)

(۱۲۷)۔ سرکار ﷺ کا نعل پاک (مقدس جوتا) مروجہ عربی روایت کے مطابق چپل یا کھڑاؤں کی سی شکل کا تھا جس کے دو تسمے تھے ایک انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی کے بیچ رہتا، دوسرا چھنگلیا اور اس کے ساتھ والی انگلی کے بیچ۔ یہ ایک بالشت دو انگل لمبا تھا۔ تلوے کے پاس سے سات انگل چوڑا اور دونوں تسموں کے بیچ پنجے پر سے دو انگل کا فاصلہ تھا۔ (بخاری شریف)

(۱۲۸)۔ سرورِ عالم ﷺ نے جرابیں اور موزے بھی استعمال فرمائے ہیں۔ شاہ نجاشی نے سیاہ رنگ کے سادہ موزے تحفے کے طور پر بھیجے تھے آپ نے انھیں پہنا اور ان پر مسح فرمایا۔ اسی طرح حضرت دحیہ کلبی نے بھی موزوں کا تحفہ پیش کیا تھا ان کو آپ نے پھٹنے تک استعمال کیا۔ (سیرتِ رسولِ عربی)

(۱۲۹)۔ ہجرت فرماتے ہوئے رسول اللہ ﷺ اُم معبد کے خیمے سے ہو کر گزرے تھے۔ جب اس کا شوہر ابو معبد گھر پر آیا اور اپنے خالی برتنوں کو دودھ سے بھرا دیکھا تو پوچھا: یہ کہاں سے آیا ہے؟ اُم معبد نے کہا: یہ برکت ہے ایک شخص کی جو ابھی ادھر سے گزرا تھا۔ اس نے کہا: ذرا اس کا حال تو بتاؤ۔ اس پر وہ بولی: میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کی نظافت نمایاں، جس کا چہرہ روشن، جس کی بناوٹ (خلق) میں حسن تھا۔ نہ موٹاپے کا عیب، نہ دبلاپے کا نقص، خوش رو، حسین آنکھیں کشادہ اور سیاہ پلکیں لمبی، آواز میں کھنک، گردن صراحی دار، داڑھی گھنی، بھویں کمان دار اور جڑی ہوئی، خاموشی میں وقار کا مجسمہ، گفتگو میں صفائی اور دل کشی، حسن کا پیکر، اور جمال میں یگانہ روزگار، دور سے دیکھو تو حسین ترین، قریب سے دیکھو تو شیریں ترین بھی اور جمیل ترین بھی، گفتگو میں مٹھاس، نہ فضول گفتگو کرے اور نہ ضرورت کے وقت خاموش رہے، گفتگو اس انداز کی جیسے پروئے ہوئے موتی، ایسا درمیانہ قد جس میں نہ قابلِ نفرت درازی نہ حقارت آمیز کوتاہی، اگر دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ ہو تو وہ دیکھنے میں ان تینوں شاخوں سے زیادہ تر و تازہ دکھائی دے اور قدر و قیمت میں ان سب سے بہتر نظر آئے۔ اس کے کچھ جاں نثار تھے جو اسے گھیرے رہتے تھے۔ جب وہ بولتا تو سب خاموش ہو جاتے۔ جب کوئی حکم دیتا تو

اس کی تعمیل کے لیے ٹوٹ پڑتے ۔سب کا مخدوم' سب کا مطاع ۔ترش روئی سے پاک اور قابلِ گرفت باتوں سے مبرّا۔ابومعبد بولے: خدا کی قسم یہ وہی قریشی معلوم ہوتا ہے جس کا ذکر میں مکہ میں سن چکا ہوں ۔میں ارادہ بھی کر چکا ہوں کہ اس کی صحبت نصیب ہو۔اگر اس کی سبیل نظر آئی تو میں یہ ضرور کروں گا۔(کبیر نجفی)

(۱۳۰)۔سفر اور حضر میں سات چیزیں ہمیشہ حضور ﷺ کے ساتھ رہتیں: (۱) تیل کی شیشی ۔(۲) کنگھی (ہاتھی دانت کی بھی) (۳) سیاہ رنگ کی سرمہ دانی (۴) قینچی (۵) مسواک (۶) آئینہ (۷) لکڑی کی ایک پتلی کھچی ۔(سیرتِ رسول عربی)

(۱۳۱)۔حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے راستے میں بہت تکلیفیں اُٹھائیں لیکن سخت ترین دن وہ تھا جب آپ تبلیغ اسلام کے لیے طائف گئے ۔وہاں دعوتِ اسلام کے جواب میں لوگ سخت بد اخلاقی سے پیش آئے ۔اوباش لفنگوں کو پیچھے لگا دیا۔ یہ غنڈے آپ پر ٹوٹ پڑے اور پتھر مارنا شروع کر دیے۔آپ جدھر کا رخ کرتے یہ ٹولا آپ کے پیچھے پتھراؤ کرتا چلا آتا۔حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے جسم کو آپ کی ڈھال بنا رکھا تھا۔اتنا پتھراؤ ہوا کہ بدن مبارک لہولہان ہو گیا اور نعلین مبارک خون سے بھر گئے ۔آخر آپ نے بڑی مشکل سے ایک باغ میں انگور کی بیلوں میں پناہ لی۔حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جسم اطہر کا خون پونچھا۔نعلین مقدس میں اتنا خون جم گیا تھا کہ آپ وضو کرتے وقت مشکل سے اپنے پاؤں نکال سکے ۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ میرے لیے سخت ترین دن تھا۔ میں دکھی دل کے ساتھ باغ سے نکل کر آ رہا تھا کہ اچانک بادل کے ایک ٹکڑے نے میرے اوپر سایہ کر لیا۔ میں نے جو نظر اٹھا کر دیکھا تو جبرئیل علیہ السلام تھے ۔انھوں نے کہا: جو کچھ آپ کے ساتھ ہوا ہے حق تعالیٰ نے اسے دیکھا اور اگر آپ کی مرضی ہو تو طائف کے دونوں پہاڑوں کو ایک دوسرے سے ملا کر یہاں کی آبادی کو تہس نہس کر دیا جائے ۔ میں نے کہا: نہیں میں ان کی ہلاکت اور بربادی نہیں چاہتا مجھے خدا کے فضل سے امید ہے کہ حق تعالیٰ انہی میں سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو خدائے وحدہٗ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں

ٹھہرائیں گے ۔گیارہ سال بعد یہی طائف والے تھے جو حضور ﷺ کی دشمنی سے دست بردار ہو کر آپ کے قدموں میں گر پڑے تھے ۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۲)۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا بات ہے کہ آپ فصاحت میں ہم سے بالاتر ہیں حالانکہ آپ ہم سے کبھی جدا نہیں ہوئے ۔فرمایا: میری زبان اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان ہے جسے میں نے خاص طور سے سیکھا ہے اسے جبرئیل علیہ السلام مجھ تک لائے اور میرے ذہن نشین کرا دی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۳)۔حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے سرکارِ ابد قرار ﷺ سے ایک بار سوال کیا کہ آپ اپنے مسلک کی وضاحت فرمائیں ۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عرفان میرا سرمایہ ہے' عقل میرے دین کی اصل ہے' محبت میری بنیاد ہے' شوق میری سواری ہے' ذکر الٰہی میرا مونس ہے' اعتماد میرا خزانہ ہے' حزن میرا رفیق ہے' علم میرا ہتھیار ہے' صبر میرا لباس ہے' خدا کی رضا میری غنیمت ہے' عاجزی میرے لیے وجہ اعزاز ہے' زہد میرا پیشہ ہے' یقین میری طاقت ہے' صدق میرا سفارشی ہے' طاعت میرا بچاؤ ہے' جہاد میرا کردار ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔(بخاری شریف)

(۱۳۴)۔براق لفظ برق سے ماخوذ ہے۔اس سواری کی رفتار بجلی کی طرح تیز تھی اس لیے اسے براق کہا گیا ہے۔ برق کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے اور روایتوں میں آیا ہے کہ براق ایسی تیز رفتار سواری تھی کہ جہاں نگاہ کی حد ختم ہوتی تھی وہاں اس کا پہلا قدم پڑتا تھا۔(سیرتِ رسول عربی)

(۱۳۵)۔مسند امام احمد بن حنبل اور سیرت ابن اسحٰق کی روایت یہی ہے کہ حضور ﷺ نے شبِ معراج سفر سے واپسی پر بیت المقدس میں نبیوں اور فرشتوں کی امامت فرمائی۔
(تفسیر نعیمی)

(۱۳۶)۔معراج کے سفر میں حضور اقدس ﷺ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملے۔ان کے دائیں طرف جنت والے تھے اور بائیں طرف دوزخ والے۔ پہلے آسمان

پر سرکار ﷺ نے نہرِ کوثر بھی دیکھی جس کے کناروں پر جواہر کے محل بنے ہوئے تھے۔
دوسرے آسمان پر حضور ﷺ کی ملاقات حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے
ہوئی۔ تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام حضور ﷺ سے ملے۔ چوتھے آسمان پر
حضرت ادریس علیہ السلام نے آپ سے بات چیت کی۔ پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ
السلام اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے۔ ساتویں آسمان پر سرکار ﷺ کی
ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ (بخاری شریف)

(۱۳۷)۔ یہودیوں نے ایک جادوگر لبید بن اعصم کے ذریعے رسول اللہ ﷺ پر
جادو کروایا تھا۔ اس سے آپ کو اور تو کوئی نقصان نہیں پہنچا البتہ یہ اثر ظاہر ہوا کہ آپ نا کردہ
دنیاوی کاموں کے بارے میں یہ خیال کرنے لگے کہ کر چکے ہیں۔ چالیس دن تک جادو کا اثر
رہا۔ اس کے بعد آپ نے صحت یابی کے لیے دعا کی اور فرشتوں نے حضور ﷺ کو جادو کی
ساری تفصیل بتائی۔ آپ نے حضرت علی اور حضرت عمار بن یاسر کو ایک کنویں پر بھیجا۔ اس
کنویں سے رسول اللہ ﷺ کی مومی تصویر برامد ہوئی اس میں سوئیاں چھدی ہوئی تھی اور ایک
دھاگا بندھا ہوا تھا جس میں گیارہ گانٹھیں تھیں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورہ فلق اور سورہ ناس
نازل فرمائیں۔ ان کی ہر آیت پڑھنے سے ایک ایک گرہ کھلتی گئی اور سوئیاں نکلتی گئیں اور
رسول اللہ ﷺ پر سے جادو کا اثر اُترتا گیا۔ (بخاری شریف)

(۱۳۸)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمھارے پاس پاک صاف شریعت لایا
ہوں۔ خدا کی قسم اگر موسیٰ بن عمران زندہ ہوتے تو ان کے لیے بھی میرے اتباع کے سوا کوئی
گنجائش نہ رہتی۔ (بخاری شریف)

(۱۳۹)۔ ابن عساکر نے کعب احبار سے روایت کی ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے
بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت کی تھی کہ تم اللہ کے ذکر کے ساتھ محمد کا نام بھی لیا کرو کیوں کہ
میں نے اُن کا نام عرش کے ستون پر لکھا دیکھا ہے جبکہ میں روح اور مٹی کے درمیان تھا پھر
میں نے گھومنا شروع کیا تو آسمان میں کوئی جگہ ایسی نہ دیکھی جہاں محمد نہ لکھا ہو۔ نہ جنت میں

کوئی محل اور کوئی بالاخانہ دیکھا مگر اس پر محمد کا نام لکھا ہوا تھا۔ اور میں نے ان کا نام مبارک
حوروں کے سینوں پر، جنت کے درختوں کی شاخوں پر، طوبیٰ درخت اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتّوں،
حجابات کے کناروں، فرشتوں کی آنکھوں میں لکھا دیکھا۔ تم ان کا ذکر کثرت سے کیا کرو کیونکہ
فرشتے بھی ہر گھڑی ان کا ذکر کرتے ہیں۔ (روح المعانی)

(۱۴۰)۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے پوچھا
کہ اپنے ہم نشینوں میں حضور ﷺ کی سیرت کیسی تھی؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمیشہ خندہ
پیشانی سے رہنے والے، نرم اخلاق والے، سہولت کی زندگی بسر کرنے والے، نہ درشت خو تھے نہ
بدمزاج، نہ بے ہودہ باتیں کرنے والے، نہ عیب تلاش کرنے والے، جس چیز کی خواہش نہ ہوتی
اس سے تغافل برتتے، نہ اس کا عیب بیان کرتے نہ اس میں رغبت ظاہر فرماتے۔ تین
چیزیں آپ نے خود ترک فرمادی تھیں: شک کرنا، مالِ کثیر جمع کرنا اور غیر مفید باتیں کرنا۔ تین
چیزوں سے آپ نے لوگوں کو چھوڑ دیا تھا: کسی کی مذمت نہیں فرماتے تھے، کسی کو عار (شرم)
نہیں دلاتے تھے اور کسی کی چھپی ہوئی بات کا تجسس نہیں فرماتے تھے۔ صرف وہی کلام کرتے
جس میں آپ کو ثواب کی امید ہوتی تھی۔ جب بات چیت فرماتے تو سننے والے اس طرح
خاموش ہوجاتے جیسے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوں۔ پھر جب آپ خاموش ہوجاتے تو لوگ کلام
کرتے۔ مسافر اور غریب کے بات کرنے یا سوال کرنے میں اس کی بے ادبی پر صبر
فرماتے۔ اس وقت صحابہ اسے دور ہٹانا چاہتے تو آپ فرماتے جب کسی ضرورت مند کو دیکھو کہ
کچھ طلب کرتا ہے تو اس کی مدد کرو۔ سوائے تلافی کرنے والے کے کسی کی مدح وثنا قبول نہ
کرتے۔ آپ کسی کی بات بیچ میں نہ کاٹتے جب تک کہ وہ خود ہی اپنی بات نہ کاٹے۔ حلم اور صبر
کا امتزاج تھے۔ آپ کو نہ تو کوئی چیز غضب ناک کرتی نہ بے زار۔ احتیاط صرف چار چیزوں پر
منحصر تھی: نیکی کے اخذ کرنے میں کہ اس کی پیروی کریں، بدی کے ترک کرنے میں کہ اس
سے باز رہیں، اُمت کی بھلائی کے کاموں میں دل سے غور وفکر کرنے میں اور ان کاموں کو قائم
کرنے میں جن سے اُمت کی دنیا اور آخرت جمع ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۱)۔حضرت عثمان ابن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ اور ہجرت سے پہلے میں پیر اور جمعرات کو کعبہ کھولا کرتا تھا۔ایک روز حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے لیے آج کعبہ کھول دو۔ میں نے آپ کی بڑی بے ادبی کی مگر حضور ﷺ نے بہت بردباری فرمائی اور فرمایا کہ اے عثمان بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے کہ تم یہ چابی میرے ہات میں دیکھو گے پھر میں جسے چاہے دوں۔ میں بولا اگر ایسا ہوا تو قریش ہلاک ہوجائیں گے اور کعبہ ذلیل ہوجائے گا۔فرمایا:نہیں ربِ کعبہ کی قسم! کعبہ کو اسی دن عزت ملے گی۔ مجھے یقین ہوگیا کہ ایسا ہوکر رہے گا کیونکہ اس مبارک زبان کی کوئی بات خالی نہیں جاتی۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ عمرہ قضا کے لیے ذی القعدہ سن سات ہجری میں بیت اللہ تشریف لائے اور میں نے آپ کی سج دھج دیکھی تو میرے دل کا حال بدل گیا۔ دل میں ایمان آ گیا۔موقع ڈھونڈا مگر خدمت میں حاضر نہ ہوسکا یہاں تک کہ حضور ﷺ مدینے واپس ہوگئے۔ایک روز دل بہت بے چین ہوا تو اندھیرے منہ مکہ سے بھاگا۔راستے میں خالد بن ولید اور عمرو بن عاص سے ملاقات ہوئی۔ ان کا حال بھی میرے جیسا ہی تھا۔ چنانچہ ہم تینوں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور سرکار ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرکے مسلمان ہوگئے۔ پھر فتح مکہ کے دن جو کہ رمضان سن آٹھ ہجری میں ہوئی ہم تینوں حضور ﷺ کے ساتھ ہی مکہ مکرمہ آئے تب مجھ سے حضور ﷺ نے چابی منگوائی۔حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ چابی انھیں دی جائے۔میں ڈر کی وجہ سے چابی نہ مانگ سکا۔مجھے واقعہ یاد تھا اور میں سمجھتا تھا کہ حضور انور ﷺ کے چچا کے مقابلہ میں مجھ غیر کی کیا حیثیت ہے۔مگر ان کے کرم کے قربان' فرمایا: عباس اگر تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہو تو چابی مجھے دے دو۔ چابی لے کر فرمایا: عثمان کہاں ہیں۔میں بولا: حضور حاضر ہوں۔فرمایا:لو یہ چابی یہ ہمیشہ تمھارے پاس رہے گی۔(بخاری شریف)

(۱۴۲)۔کسی نبی کی کتاب معجزہ نہ تھی۔قرآن ہمارے حضور ﷺ کا ہمیشہ زندہ رہنے والا معجزہ ہے اس لیے اور رسولوں کو کتاب نبوت کے دعوے کے عرصہ بعد ملی مگر حضور ﷺ کی نبوت کے ظہور کی شروعات نزول قرآن سے ہی ہوئی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۳)۔ابن سعد دارمی نے اپنی مسند میں' بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور ابن عساکر نے سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ توریت میں حضور ﷺ کے اوصاف کچھ یوں بیان ہوئے ہیں: اے نبی! ہم نے آپ کو شاہد' مبشر' نذیر' اُمّی اور لوگوں کا محافظ بنا کر بھیجا۔تم میرے بندے' میرے رسول ہو۔میں نے تمھارا نام متوکل رکھا۔تم نہ سخت دل ہو نہ سخت زبان' نہ بازار میں شور مچانے والے' برائی کا بدلہ برائی سے نہ دو گے بلکہ درگذر اور معافی سے کام لو گے۔ اللہ تمھیں وفات نہ دے گا یہاں تک کہ تمھارے ذریعے ٹیڑھی اُمت کو سیدھا کر دے گا اور لوگ کہنے لگیں گے: **لا الہ الا اللہ**۔رب تعالیٰ تمھارے ذریعے اندھی آنکھیں' بہرے کان' پردے والے دل کھول دے گا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۴)۔ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت سہیل مولا خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے انجیل میں حضور ﷺ کے اوصاف یوں پڑھے: وہ نہ تو پستہ قد ہیں نہ دراز قد۔گورا رنگ ہے' دو زلفوں والے ہیں' ان کے دو کاندھوں کے بیچ مہرِ نبوت ہے۔ وہ صدقہ قبول نہ کریں گے۔اونٹ اور خچر پر سوار ہوں گے' اپنی بکری خود دوہ لیا کریں گے' پیوند والے کپڑے پہن لیں گے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے ان کا نام احمد ہوگا۔ (تفسیر روح المعانی' تفسیر خازن)

(۱۴۵)۔بیہقی نے دلائل النبوۃ میں وہب بن منبّہ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زبور میں فرمایا کہ اے داؤد تمھارے بعد ایک نبی آئیں گے جن کا نام احمد اور محمد ہوگا وہ میری نافرمانی کبھی نہیں کریں گے۔ میں ان پر کبھی ناراض نہ ہوؤں گا۔ان کی اُمت مرحومہ ہوگی۔انھیں نوافل کا ثواب نبیوں کی طرح دوں گا۔ان پر نبیوں کے سے فرائض لازم کر دوں گا۔قیامت میں اس اُمت کا نور نبیوں کے نور کی طرح ہوگا۔میں ان پر پچھلے نبیوں کی طرح ہر نماز کے لیے وضو' ہر جنابت کے لیے غسل' حج' جہاد فرض کروں گا۔اے داؤد! میں نے محمد اور ان کی اُمت کو تمام نبیوں' تمام اُمتوں پر پانچ چیزوں سے عظمت دی ہے: ان کی بھول چوک معاف ہوگی۔وہ گناہ کرکے توبہ کریں گے تو انھیں بخش دوں گا۔اور وہ جو کام آخرت کے لیے

کریں گے میں اس کا بدلہ انھیں دنیا میں بھی دوں گا۔ جب وہ مصیبتوں میں انا للہ پڑھیں گے تو انھیں بڑا ثواب دوں گا۔ان کی دعائیں قبول کروں گا۔(روح المعانی'خازن)

(۱۴۶)۔مسلم شریف میں ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ ہات اُٹھا کر رو رو کر اُمت کے حق میں دعا کر رہے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر رونے کی وجہ پوچھی۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہم کو اپنی اُمت کا غم رلا رہا ہے۔جبرئیل امین علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں جا کر یہی عرض کیا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ میرے محبوب سے کہہ دو کہ ہم آپ کو آپ کی اُمت کے بارے میں راضی کریں گے۔حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ ارشاد نازل ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تک میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں رہے گا میں راضی نہ ہوؤں گا۔
(تحفۃ الواعظین)

(۱۴۷)۔نبی کریم ﷺ کا عصائے مبارک حضور ﷺ کے سینۂ اقدس تک لمبا تھا۔ اس کے نیچے لوہے کا گولا بھی تھا جس سے ضرورت کے وقت استنجے کا ڈھیلا بھی توڑا جاسکتا تھا اور جنگل میں نماز پڑھنے کے وقت سامنے گاڑ کر سترے کا کام بھی لیا جاتا تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۸)۔جب حضور انور ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور حضرت عبداللہ بن سلام جیسے یہودی عالم ایمان سے مشرف ہوئے تو ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام سے پوچھا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے علماء اس محبوب کو ایسا جانتے اور پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو۔اے عبداللہ تم بھی تو یہودی عالم تھے ذرا اس پہچاننے کی حقیقت تو بیان کرو۔حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے کہ حضور کو ہم اپنے بیٹوں سے زیادہ جانتے پہچانتے ہیں کیونکہ بیٹے کے متعلق تو یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اس کی ماں نے خیانت کی ہوگی مگر حضور ﷺ کے بارے میں تو کسی شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔(تفسیر کبیر'خزائن العرفان' تفسیر عزیزی)

(۱۴۹) تفسیر ساوی میں ابوطالب کے اشعار نقل کیے گئے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے:

میں یقین سے جانتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا دین سارے دینوں میں بہتر ہے۔اگر مجھے ملامت کا خوف اور قوم کے طعنوں کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں یہ دین ضرور قبول کر لیتا۔اے محمد آپ اپنا کام بخوبی انجام دیتے جایئے جب تک میں قبر میں دفن نہ ہو جاؤں تب تک یہ کفار آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی ہے۔مجھے یقین ہے کہ آپ میرا بھلا چاہنے والے ہیں اور مجھے اچھی چیز کی طرف بلا رہے ہیں مگر ملامت کے ڈر سے میں اسلام قبول نہیں کر سکتا۔(تفسیر ساوی)

(۱۵۰)ابوجہل کا دوست اخنس بن قیس ایک بار اسے تنہائی میں لے گیا اور بولا: ابوجہل'سچ بتا کہ محمد (ﷺ) سچے ہیں یا نہیں؟ سچ بول دے۔میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گا۔ابو جہل بولا: وہ بالکل سچے ہیں۔ان کی زبان سے جھوٹ کبھی نہیں نکلا۔میں اس لیے انھیں نہیں مانتا کہ ان کے خاندان یعنی قصی ابن کلاب میں پہلے ہی سے بہت سی عظمتیں جمع ہیں اگر نبوت بھی ان میں پہنچ جائے گی تو دوسرے قریشیوں کے لیے کیا بچے گا۔(روح المعانی' خازن' تفسیر کبیر)

(۱۵۱)۔ایک بد دین حضور ﷺ کے پیچھے دل لگی میں لنگڑا کر منہ بنائے ہات ناک پر رکھے چل رہا تھا۔آپ نے منہ پھیر کر فرمایا: تو ایسا ہی ہو جا۔وہ بد بخت بالکل ویسا ہی ہو گیا۔
(تفسیر نعیمی)

(۱۵۲)۔جب حضور ﷺ نے طائف والوں کو تبلیغ فرمائی تو وہاں کے سردار ابن عبدیا لعلی ابن عبد کلال نے بہت گستاخی کی۔حضرت جبرئیل امین علیہ السلام پہاڑوں کے فرشتے اسمٰعیل کے ساتھ حاضر ہوئے۔عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم'رب تعالیٰ نے اس فرشتے کو بھیجا ہے۔آپ حکم دیں اخشوین پہاڑ ملا دیے جائیں جس سے یہ لوگ دانوں کی طرح پس جائیں۔مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: نہیں یہ لوگ زندہ رکھے جائیں۔اگر یہ ایمان نہیں لائے تو ان کی اولاد ایمان لے آئے گی۔(تفسیر ابن کثیر' بخاری شریف'مسلم شریف وغیرہ)

(۱۵۳)۔کسی مست حال سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام کیوں ہوئے'

پورے سو کیوں نہ ہوئے۔ علماء ومشائخ اس کی بہت باریک وجوہ بیان کرتے ہیں۔ مگر اس مست نے کہا: سو کا عدد اپنے محبوب کے لیے خالی رکھا گیا کیونکہ حضور اقدس ﷺ خود اسم اللہ ہیں۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۵۴)۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی عبد ہے مگر حضور ﷺ عبدہٗ ہیں۔ عبد اور عبدہٗ میں چند طرح کے فرق ہیں: (۱) عبد وہ جو اللہ کی رضا چاہے۔ عبدہٗ وہ کہ اللہ جس کی رضا چاہے۔ (۲) عبد وہ جو اپنی عبدیت پر ناز کرے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ عبدہٗ وہ کہ جس کی عبدیت پر قدرت ناز کرے۔ رب تعالیٰ خود فرمائے میں محمد کا رب ہوں۔ (۳) عبد وہ کہ اس کی شان رب سے ظاہر ہو۔ عبدہٗ وہ کہ رب کی شان اس سے ظاہر ہو۔ (۴) عبد وہ کہ جو کسی کے لیے بنے۔ عبدہٗ وہ جس کے لیے دوسرے بنیں۔ (۵) عبد وہ جو رب سے ملنا چاہے مگر عبدہٗ وہ کہ رب جس سے ملنا چاہے۔ (۶) عبد وہ جو رب کی رحمت کے پاس جائے مگر عبدہٗ وہ کہ رب کی رحمت اسے تلاش کرے اس کے پاس آئے۔ (۷) عبد وہ کہ جو کچھ نہ ہو عبدہٗ وہ جو کچھ نہ ہو کر بھی سب کچھ ہو۔ (۸) عبد وہ جو اپنے کام کا خود ذمہ دار ہو۔ عبدہٗ وہ جس کے ہر کام کی ذمہ دار اللہ کی رحمت ہو۔ (۹) عبد وہ جو کسی کے لیے بنے عبدہٗ وہ کہ جس سے سب کچھ بنے۔ (۱۰) عبد وہ کہ کرنا بھی اس کا ہو اور کام بھی اس کا۔ عبدہٗ وہ کہ کرنا تو اس کا ہو مگر کام رب کا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۵)۔ حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو تیس مردوں کی قوت دی گئی تھی اور حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ چالیس جنتی مردوں کی قوت عطا کی گئی تھی اور ترمذی شریف میں ہے کہ جنت کے ایک مرد کو دنیا کے سو مردوں کے برابر قوت ہوگی۔ اس حساب سے رسول اللہ ﷺ کو دنیا کے چار ہزار مردوں کے برابر قوت دی گئی تھی۔ اس قوت سے مباشرت کی قوت مراد ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۶)۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں عالم کو عابد پر اتنی فضیلت ہے جتنی مجھے ایک ادنیٰ مسلمان پر۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۵۷)۔ مدینہ کے رہنے والوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قحط کی شکایت کی تو ام المومنین نے فرمایا: دیکھو نبی ﷺ کی قبر اطہر کے ٹھیک اوپر چھت میں ایک سوراخ کرلو کہ آسمان اور قبر انور کے بیچ کوئی چیز آڑ نہ بنے۔ صحابہ کرام نے ایسا ہی کیا۔ اس سال بہت زوروں کی بارش ہوئی اور اونٹ اتنے موٹے ہو گئے کہ چربی سے پھٹے جا رہے تھے۔ اس سال کا نام ہی بہت زیادہ سرسبزی کا سال ہوگیا۔ (مشکوٰۃ وزرقانی)

(۱۵۸)۔ بخاری شریف میں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار خانہ کعبہ کے سائے میں چادر مبارک کا تکیہ لگائے تشریف فرما تھے۔ ہم نے حضور ﷺ سے اپنی مصیبتوں کی شکایت کی اور عرض کیا کہ حضور ہمارے لیے دعا کیوں نہیں فرما دیتے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ زمین میں داب دیے جاتے تھے' آرے سے چیر کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جاتے تھے' لوہے کی کنگھیوں سے ان کے سر کا گوشت نوچ لیا جاتا تھا مگر انھیں کوئی مصیبت دین سے نہیں روک سکتی تھی۔ قسم ہے رب کی یہ دین پورا ہو کر رہے گا۔ دنیا میں امن وامان کا دور دورہ ہوگا کہ صنعا سے حضر موت تک لوگ بے دھڑک جائیں گے مگر تم جلدی کرتے ہو۔ (بخاری شریف)

(۱۵۹)۔ مسیحیوں کے مشہور امریکی سہ ماہی رسالہ مسلم ورلڈ میں ایک مسیحی فاضل نے اپریل ۱۹۵۰ء میں لکھا ہے کہ اسم محمد اور اس جیسے دوسرے نام یعنی احمد' محمود' حامد وغیرہ سے زیادہ مردانہ نام دنیا میں چلا ہوا نہیں ہے۔ (سیارہ ڈائجسٹ)

(۱۶۰)۔ چاند کے دو ٹکڑے ہو جانے کا واقعہ رسول خدا ﷺ کے مشہور معجزات میں سے ہے۔ حضور ﷺ کا قیام مکہ میں تھا اور ہجرت کو ابھی پانچ سال کا زمانہ باقی تھا کہ مکہ کے مشرکین نے حضور ﷺ سے کہا اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہمیں کوئی معجزہ دکھائیے۔ حضور ﷺ نے اللہ کے حکم سے چاند کی طرف انگلی سے اشارہ کر دیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑوں میں پھٹا ہوا ہے۔ حدیثوں میں یہ خبر ایک نہیں دس صحابہ سے روایت ہوئی ہے جن میں حضرت عبداللہ ابن مسعود' حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت انس بن مالک وغیرہم

شامل ہیں اور سب سے بڑھ کر قرآن مجید کی سورۃ قمر اس معجزے کی شاہد ہے۔ (بخاری شریف)

(۱۶۱) خیبر کے دن حضور اقدس ﷺ کو سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حارث یہودیہ نے بکری کے گوشت میں ملا کر زہر دیا تھا۔ (بخاری شریف)

(۱۶۲)۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر حضور پر مختلف چیزیں عمدہ اور معمولی پیش کی جاتیں تو آپ درمیانہ درجہ کی چیز کو پسند فرماتے نہ بہت عمدہ نہ بالکل معمولی۔ (بخاری شریف)

(۱۶۳)۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سوار کسی درخت کے سائے میں دم لیتا ہے اور پھر آگے روانہ ہوجاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۴)۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ آئینہ دیکھتے تو فرماتے اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے میری صورت اور سیرت دونوں اچھی بنائی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۵)۔حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے اپنے دادا حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے پروردگار کے حضور ایک نور (روح) تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۶)۔حضور اقدس ﷺ کی امت دو قسم کی ہے: ایک وہ جن کے حضور ﷺ نبی ہیں اور جن پر حضور ﷺ کو ماننا اور آپ پر ایمان لانا فرض ہے۔ اسے امت دعوت کہتے ہیں۔ دوسری وہ جنھوں نے حضور انور ﷺ کو صحیح طور پر مان بھی لیا اور حضور ﷺ پر ایمان بھی لے آئے۔ اسے اُمتِ اجابت کہتے ہیں۔ سارا عالم حضور ﷺ کی امت دعوت ہے اور ہم مسلمان اُمتِ اجابت۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۷)۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اے مسلمانو! تم سے امتوں کا عدد پورا ہوا۔ اب

سب میں تم افضل اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہو۔ (ترمذی)

(۱۶۸)۔ایک بار اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو پیام بھیجا کہ تم کہو تو میں مکہ کے دو پہاڑوں کو جنھیں خشوین کہتے ہیں سونے کا بنادوں کہ وہ تمھارے ساتھ رہیں۔ سرکار ﷺ نے عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک دن دے کہ شکر بجالاؤں ایک دن بھوکا رکھ کہ صبر کروں۔ (بخاری شریف)

(۱۶۹)۔جب حضور ﷺ نے کوہ صفا پر پہلی بار لوگوں کو دعوت عام دی تو دعوت حق کی سب سے پہلی مخالفت ابولہب نے کی تھی اور بڑی حقارت سے کہا تھا: تم غارت ہو' کیا یہی بکواس سنانے کے لیے تم نے ہم کو بلایا تھا۔ (بخاری شریف)

(۱۷۰)۔حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین کاموں سے عمر بھر پرہیز کیا: تکبر سے' بحث اور تکرار سے اور لایعنی اور فضول باتوں سے۔ اسی طرح آپ نے تین باتوں سے لوگوں کو ہمیشہ محفوظ رکھا: کبھی کسی کی مذمت یا توہین نہیں فرمائی' کسی کو عیب نہیں لگایا نہ کسی سے اس کی ذات کے متعلق کرید کرید کر کوئی بات پوچھی۔ آپ صرف ایسے موقعوں پر کلام فرماتے جب آپ کو یقین ہوتا کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کو خوش اور راضی کرنے والی ہے۔ (بخاری شریف)

(۱۷۱)۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ نے بھی؟ فرمایا: میں مکہ والوں کی بکریاں اجرت پر چرایا کرتا تھا۔ (بخاری شریف)

(۱۷۲)۔علمائے کرام حضور اکرم ﷺ کے وجود گرامی سے دنیا کو ملنے والی رحمت کے بارے میں کہتے ہیں کہ مٹی کو آپ کی یہ رحمت ملی کہ وہ پاک کرنے والی ہوگئی۔ اور پانی کو طوفان سے روک دیا گیا اور ہوا شیطانوں کے راستے سے سلامت ہوگئی اور آندھی کفار کو ہلاک کرنے سے محفوظ ہوگئی اور آگ صدقات کے جلانے سے بچ گئی اور آسمان شیطانوں کی رسائی اور باتوں کو چوری چھپے سننے سے محفوظ ہوگیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۳)۔ کچھ علماء حضور ﷺ کا اسم مبارک اور آپ کی کنیت دونوں کو جمع کر کے نام رکھنے سے منع کرتے ہیں اور ایک ایک کر کے رکھنے کو جائز کہتے ہیں یعنی یا تو ابوالقاسم نام رکھو یا محمد نام رکھو۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ بالکل منع ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ بالکل جائز ہے اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ ابوالقاسم نام رکھنا اس شخص کے لیے ناجائز ہے جس کا نام محمد نہیں ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۴)۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو قوم کسی مشورے کے لیے جمع ہوئی اور ان میں کوئی ایسا ہے جس کا نام محمد ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے کام میں برکت دے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۵)۔ حدیث میں ہے کہ جس کا نام محمد ہوگا حضور ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے اور جنت میں داخل کروائیں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۶)۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ سے فرمایا مجھے قسم ہے اپنے عز وجلال کی کسی ایک پر عذاب نہ کروں گا جس کا نام اے محبوب تمھارے نام پر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۷)۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ فرمایا: کوئی دسترخوان نہیں کہ بچھایا گیا ہو اور اس پر لوگ کھانے آئیں اور ان میں احمد یا محمد نام والے ہوں مگر یہ کہ حق تعالیٰ اس گھر کو جس میں یہ دسترخوان بچھایا گیا ہو اسے روزانہ دو بار پاک نہ فرمائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۸)۔ خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث روایت کی کہ حضور انور ﷺ کی والدہ بی بی آمنہ نے فرمایا کہ جب حضور اقدس ﷺ پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی بدلی آئی جس میں روشنی کے ساتھ گھوڑوں کے ہنہنانے اور پرندوں کے اڑنے کی آواز تھی اور کچھ انسانوں کی بولیاں بھی سنائی دیتی تھیں۔ پھر ایک دم حضور ﷺ میرے سامنے سے غائب ہو گئے اور میں نے سنا ایک اعلان کرنے والا اعلان کر رہا تھا کہ محمد کو مشرق اور مغرب میں گشت کراؤ اور ان کو سمندروں کی بھی سیر کراؤ تاکہ تمام کائنات کو ان کا نام ان کا

حلیہ ان کی صفت معلوم ہو جائے اور ان کو تمام جان دار مخلوق یعنی جن وانس فرشتوں اور چرند پرند کے سامنے پیش کرو اور انھیں حضرت آدم علیہ السلام کی صورت، حضرت شیث علیہ السلام کی معرفت، حضرت نوح علیہ السلام کی شجاعت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان، حضرت اسحٰق علیہ السلام کی رضا، حضرت صالح علیہ السلام کی فصاحت، حضرت لوط علیہ السلام کی حکمت، حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شدت، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یونس علیہ السلام کی طاعت، حضرت یوشع علیہ السلام کا جہاد، حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز، حضرت دانیال علیہ السلام کی محبت، حضرت الیاس علیہ السلام کا وقار، حضرت یحیٰی علیہ السلام کی عصمت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زہد عطا کر کے ان کو تمام پیغمبروں کے کمالات اور اخلاق حسنہ سے سجا دو۔ اس کے بعد وہ بادل چھٹ گیا پھر میں نے دیکھا کہ آپ ریشم کے سبز کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور اس کپڑے سے پانی ٹپک رہا ہے اور کوئی پکارنے والا اعلان کر رہا ہے کہ واہ واہ کیا خوب، محمد کو تمام دنیا پر قبضہ دے دیا گیا اور کائنات کی کوئی چیز باقی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ ہو۔ اب میں نے چہرہ انور دیکھا تو چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا اور بدن سے پاکیزہ مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ پھر تین شخص نظر آئے۔ ایک کے ہات میں چاندی کا لوٹا، دوسرے کے ہات میں سبز زمرد کا طشت، تیسرے کے ہات میں ایک چمک دار انگوٹھی تھی۔ انگوٹھی کو سات بار دھو کر اس نے حضور ﷺ کے دونوں شانوں کے بیچ مہر نبوت لگا دی پھر حضور ﷺ کو ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر اٹھایا اور ایک لمحہ کے بعد میرے سپرد کر دیا۔ (زرقانی علی المواہب، جلد اوّل)

(۱۷۹)۔ رسول اللہ ﷺ کی خادمہ ام ایمن کا نام برکت ہے۔ یہ آپ کو آپ کے والد حضرت عبد اللہ سے میراث میں ملی تھیں۔ بچپن میں یہی آپ کو کھانا کھلاتی تھیں، کپڑے پہناتی تھیں، آپ کے کپڑے دھوتی تھیں۔ آگے چل کر حضور ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا تھا جن سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸۰)۔حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی زبان کھلی توسب سے پہلا کلام جوآپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا: **اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العلمین و سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا**۔(مدارج النبوۃ)

(۱۸۱)۔زرقانی علی المواہب (جلد تین) میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی ملکیت میں سات گھوڑے، پانچ خچر، تین گدھے اور دو اونٹنیاں تھیں۔

(۱۸۲)۔صحیح روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی وفاتِ اقدس کے وقت جو سواری کے جانور موجود تھے ان میں ایک گھوڑا تھا جس کا نام لُحیف تھا، ایک سفید خچر تھا جس کا نام دُلدُل تھا۔اس کی کافی لمبی عمر ہوئی۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے تک زندہ رہا۔ایک عربی گدھا تھا جس کا نام عفیر تھا۔ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضبا اور قصویٰ تھا۔اسی اونٹنی پر حضور ﷺ نے ہجرت فرمائی اور اسی کی پیٹھ پر حجۃ الوداع میں آپ نے عرفات اور منیٰ کا خطبہ پڑھا تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۳)۔ایک بار حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کا مبارک عصا اپنے دست مبارک میں لے کر مسجد نبوی کے منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اچانک جہجاہ غفاری نام کا ایک بدنصیب اٹھا اور حضرت عثمان غنی کے ہات سے اس مبارک تبرک کو لے کر توڑ ڈالا۔اس بے ادبی پر اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سزا ملی کہ اس کے ہات میں کینسر ہوگیا اور پوراہات سڑگل کر گر پڑا اور اسی عذاب میں وہ ہلاک ہوگیا۔(دلائل النبوۃ، جلد ۳)

(۱۸۴)۔نبوت کے اعلان کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں دو یا تین حج کیے لیکن ہجرت کے بعد مدینہ منورہ سے سن دس ہجری میں آپ نے ایک حج فرمایا جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔حج کے علاوہ ہجرت کے بعد آپ نے چار عمرے بھی ادا فرمائے۔(ترمذی، بخاری و مسلم)

(۱۸۵)۔ابن ابی حاتم نے سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ایک حدیث بیان کی ہے کہ حضور ﷺ جب معراج کے سفر پر ساتویں آسمان سے نکلے تو ایک نہر ملاحظہ

فرمائی جو یاقوت اور زمرد کے سنگریزوں پر جاری ہے۔اس کے پیالے سونے، چاندی، یاقوت، موتی اور زبرجد کے ہیں اور اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ فرمایا: اے جبرئیل یہ کیا ہے۔عرض کیا یہ حوض کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۶)۔حضور ﷺ نے مرغ اور فالودہ کھایا ہے۔آپ کو مٹھائی اور حلوہ بہت پسند تھا اور فرماتے تھے کہ مومن میٹھا ہوتا ہے حلوہ پسند کرتا ہے۔(تفسیر مدارک)

(۱۸۷)۔حارث ابن عامر ابن نوفل ابن عبد مناف ابن قصی ابن کلاب حضور ﷺ کا سخت دشمن تھا۔کھلم کھلا آپ کو جھٹلاتا تھا مگر جب اپنے گھر پہنچتا تو گھر والوں سے کہتا کہ محمد (ﷺ) جھوٹ بولنے والوں میں نہیں۔وہ بالکل سچے ہیں۔(روح المعانی)

(۱۸۸)۔ہجرت سے پہلے کفار قریش نے عرب کے یہودیوں کی ایک جماعت کو جن میں مالک بن سیف بھی تھا حضور انور ﷺ سے مناظرہ کرنے کے لیے بلایا۔مالک ابن سیف یہودیوں کا بڑا عالم تھا۔قریش کا مقصد تھا کہ لوگوں کے سامنے حضور انور ﷺ کی بے علمی یا یہودی علماء کے مقابلے میں حضور ﷺ کی بے بسی لوگوں پر ظاہر ہو اور لوگ حضور ﷺ پر ایمان نہ لائیں۔مالک بن سیف مناظرے کے لیے حضور ﷺ کے سامنے حاضر ہوا تو حضور انور ﷺ نے اس سے پوچھا: مالک بن سیف! کیا تو توریت جانتا ہے؟ وہ بولا: اس وقت عرب میں مجھ سے بڑا توریت کا عالم کوئی نہیں۔فرمایا: تجھے قسم ہے اس رب کی جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت اتاری، کیا توریت میں یہ آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ موٹے پادری کو ناپسند فرماتا ہے۔وہ بولا کہ ہاں۔فرمایا: تو بہت پلا ہوا موٹا عالم ہے۔توریت کے حکم کے مطابق تو اللہ کی بارگاہ کا مردود ہے کہ تو اپنی قوم سے رشوتیں لے کر حرام خوری کر کے خوب موٹا ہوا ہے۔تو مجھ سے مناظرہ بعد میں کرنا پہلے توریت کے حکم کے مطابق اپنا ایمان ثابت کر۔اس پر مالک گھبرا گیا۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منہ کر کے بولا: اللہ نے کسی بشر پر کچھ نہ اتارا، نہ وحی نہ کتاب۔اس کی اس بکواس پر خود یہودی اسے لعنت ملامت کرنے لگے اور بولے کہ تو

توریت شریف کے نزول کا ہی انکار کر رہا ہے۔ وہ بولا کہ مجھے حضور ﷺ نے غصہ دلایا جس سے میں آپے سے باہر ہو کر یہ کہہ بیٹھا۔ یہودی بولے: پھر تو ہماری سرداری کے قابل نہیں کہ تو غصہ میں ہمارے مذہب کا ہی خاتمہ کر ڈالتا ہے۔ اسے منصب سے ہٹا کر اس کی جگہ کعب بن اشرف کو اپنا پادری امیر مقرر کر لیا۔ (تفسیر خازن، تفسیر کبیر، مدارک وغیرہ)

(۱۸۹)۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے برابر دفن کی جاؤں؟ فرمایا: یہ کیسے ممکن ہے۔ وہاں صرف میری ابوبکر، عمر اور عیسیٰ ابن مریم کی قبر کی جگہ ہے۔ (مسند احمد)

(۱۹۰)۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے جسم کے حالات شریعت ہیں، دل مبارک کے حالات طریقت، روح پاک کے حالات حقیقت، سر مبارک کے حالات معرفت، انہی چار چیزوں یعنی شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کا نام دین ہے اور حضور ﷺ دین اللہ ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۱)۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: میں نے اُمتِ محمدیہ کو دو نور عطا فرمائے ہیں تا کہ انھیں دو اندھیریاں نہ ستائیں: ایک نور قرآن دوسرا نور رمضان۔ دو اندھیریاں: ایک قبر کی دوسری قیامت کی۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۹۲)۔ حضور انور ﷺ امیر مکہ سے زمزم مدینے منگوایا کرتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۳)۔ ایک دن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہیں گئی ہوئی تھیں۔ جب واپس آئیں تو دروازہ کھولا اندر حضور ﷺ ایک تخت پر پاؤں لٹکائے بیٹھے تھے۔ دروازے کی طرف دیکھ کر فرمایا: کون ہے؟ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں: آپ کی کنیز عائشہ۔ فرمایا: کون عائشہ؟ حضرت صدیقہ نے عرض کیا: میں ابوبکر کی بیٹی عائشہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کون ابوبکر؟ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں نے دروازہ بند کر دیا اور میں کسی دوسری بی بی کے گھر چلی گئی۔ جب واپس آئی تو حضور ﷺ نے پوچھا: عائشہ آج گھر میں کھانے کا کوئی

انتظام نہیں ہے؟ حضرت عائشہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ میں حاضر ہوئی تھی لیکن آپ نے ایسا ایسا فرمایا تو میں دوسری بی بی کے یہاں چلی گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ تو سچی ہے۔ میرا کوئی ایسا وقت بھی میرے رب کے ساتھ ہوتا ہے کہ مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی آئے تو اس کو بھی دخل حاصل نہ ہو۔ (شرح حدائق بخشش، جلد ۷، علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۹۴)۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ آپ کے دروازے پر ناخنوں سے دستک دیتے تھے۔ (شفا شریف مصنفہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۹۵)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات (غالباً شب برات) جناب سرور کونین ﷺ ان کے گھر تشریف فرما تھے۔ رات کے آخری حصے میں سرکار جنت البقیع کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں دفن حضرات کو سلام کیا اور ان کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ سے یہ بھی روایت ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ اکثر بقیع میں تشریف لے جاتے اور وہاں دفن صحابہ پر سلام بھیجتے اور ان کی مغفرت کی دعا فرماتے تھے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جنت البقیع میں دفن ستر ہزار لوگ بنا حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۶)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین شخص مجھے نہ دیکھ سکیں گے: پہلا ماں باپ کا نافرمان، دوسرا سُنّت ترک کرنے والا اور تیسرا میرا تذکرہ سن کر مجھ پر درود نہ پڑھنے والا۔
اللھم صل علیٰ سیدنا و نبینا محمد و علیٰ آلہ و صحبہ و بارک و سلم۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۷)۔ ابرہہ کو یونانی مورخین ابرامس اور سریانی مورخ ابراہام لکھتے ہیں جس کا حبشی تلفظ ابرہہ ہے۔ یہ شخص نکٹا تھا اس لیے اشرم کہلاتا ہے۔ ابرہہ بازنطینی کلیسا کو مانتا تھا اور بہت ہی کٹر عیسائی تھا۔ اس نے بڑے بڑے شہروں میں گرجا گھر بنوائے۔ سب سے بڑا گرجا اپنی راج دھانی صنعا میں بنوایا۔ اس کے اثر سے نجران میں توحید پرست مسیحیوں کا خاتمہ ہو گیا اور رومن کیتھلک کلیسا قائم ہو گیا۔ ابرہہ نے حکم جاری کیا کہ لوگ کعبہ کی بجائے اس کے بنوائے

ہوئے گرجامیں حج کے لیے آئیں۔اس اعلان پر غصہ ہو کر کسی عرب نوجوان نے رات کو چھپ
کراس کے کلیسا کو ناپاک کر دیا۔اس بے حرمتی پر ابرہہ غضب ناک ہو گیا اور کعبہ کو ڈھانے
کے ارادے سے عرب پر چڑھائی کر دی۔اس کی فوج میں ساٹھ ہزار سپاہی اور تیرہ یا نو ہاتھی
تھے۔راستے میں یمن کے سردار جونفر نے مقابلہ کیا مگر نا کام رہا۔خثعم کے علاقہ میں عرب سردا
نفیل بن حبیب نے راستہ روکا مگر وہ بھی مارا گیا۔ابرہہ کی فوج طائف پہنچ گئی۔طائف کے قبیلے
بنو ثقیف نے اس ڈر سے کہ وہ ان کے بت لات کو نقصان نہ پہنچائے اس کی اطاعت کی اور
ایک شخص ابورغال کو رہبر کے طور پر اس کے ساتھ کر دیا۔ابورغال نے لشکر کو مکہ کا راستہ دکھایا
مگر مکہ سے نو دس میل کے فاصلہ پر وہ مر گیا۔بعد میں عرب اس کی قبر پر پتھر مارتے تھے اور
طائف والوں کو اس بے غیرتی اور غداری پر طعنہ دیتے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۹۸)۔مسجد نبوی میں ایک چبوترہ تھا جس پر چھپر پڑا ہوا تھا اسے صفّہ کہتے تھے۔
جن مہاجروں کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا تھا وہ یہیں رہتے تھے۔(بخاری شریف)

(۱۹۹)۔اُمتِ محمدیہ کو ایک خصوصیت یہ بھی حاصل ہے کہ اس نے اپنے نبی سے
بہت کم سوال کیے۔دوسری اُمتوں کی طرح اپنے نبی کو سوالوں سے پریشان نہیں کیا۔قرآن
کریم میں اُمتِ محمدیہ کے کل چودہ سوال نقل ہیں۔آٹھ تو سورہ بقرہ میں ہیں' ایک سورہ مائدہ
میں کہ کیا کیا چیزیں حلال ہیں؟ ایک سورہ انفال میں کہ انفال کا کیا مصرف ہے؟ ایک سورہ
بنی اسرائیل میں کہ روح کیا ہے؟ ایک سورہ کہف میں کہ ذوالقرنین کے کیا حالات ہیں؟
ایک سورہ طٰہٰ میں پہاڑوں کے بارے میں' ایک سورہ نازعات میں قیامت کے بارے
میں۔(تفسیر نعیمی)

(۲۰۰)۔سرکارِ اقدس ﷺ کا قول ہے کہ جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی
زیارت کی اس نے گو یا میری زندگی میں مجھ سے ملاقات کی۔(بخاری شریف)

(۲۰۱)۔مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: جو صرف میری زیارت کے لیے مدینہ آیا
نہ کہ دنیاوی غرض سے تو مجھ پر واجب ہے کہ اس کا قیامت کے دن شفیع بنوں۔(بخاری

شریف)

(۲۰۲)۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے اخلاق
بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ خود اونٹ کے آگے چارہ ڈالا کرتے' گھر میں
جھاڑو دیتے' جوتا سیتے' کپڑے میں پیوند لگاتے' بکری کا دودھ دوہتے' خادم کے ساتھ کھانا
کھاتے' اور جب وہ تھک جاتا تو اس کے ساتھ مل کر چکی پیستے۔آپ بازار سے سودا سلف خود
اٹھا کر لانے میں شرم نہیں محسوس کرتے تھے۔امیر غریب سے مصافحہ کرنے میں پہل
کرتے۔کسی طرح کی دعوت ہوتی آپ اسے حقیر نہ سمجھتے چاہے وہ ادنیٰ قسم کی کھجوریں ہی کیوں
نہ ہوں۔آپ نرم اخلاق والے اور نرم خو تھے۔طبیعت میں کرم ہی کرم تھا۔کسی کا مذاق نہ
اڑاتے۔کسی سے تیکھا یا کڑوا نہ بولتے۔ہر ایک سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے۔سخی ایسے
کہ سخاوت میں فضول خرچی نہ ہوتی۔انتہائی نرم دل۔ہر مسلمان کے ساتھ رحم دل تھے۔آپ
نے کبھی سیر ہو کر ڈکار نہ لی اور نہ ہی کسی طرح کے لالچ کی وجہ سے کسی چیز کی طرف ہات بڑھایا۔
(تفسیر نعیمی)

(۲۰۳)۔رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا: یا نبی آل محمد کون ہیں؟ فرمایا: ہر متقی۔
(تفسیر نعیمی)

(۲۰۴)۔اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ بیت المقدس میں وہ نماز جس میں حضور ﷺ
نے نبیوں رسولوں کی امامت فرمائی تھی' وہ نماز نفل تھی یا فرض۔اگر فرض نماز تھی تو عشاء کی نماز
تھی یا فجر کی؟ حدیث معراج کی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت المقدس میں تشریف لانا
آسمان پر چڑھنے سے پہلے ہے۔تو یہ نماز عشاء کی ہوگی اور اس قول کے مطابق جس میں کہا گیا
ہے کہ یہ نماز پڑھانا آسمان سے اترنے کے بعد ہے تو یہ صبح کی نماز ہوگی اور کچھ علماء نے اسی کو
ترجیح دی ہے کیونکہ حضور انور ﷺ جب تمام کمال اور برکت لے کر اترے تو نبیوں اور رسولوں
پر اپنے فضل اور شرف کے اظہار کے لیے یہ نماز پڑھی۔(تفسیر نعیمی)

(۲۰۵)۔ابوجہل کا اصل نام عمرو بن ہشام تھا۔لوگ اسے اس کی حکمت اور دانائی کی

وجہ سے ابوالحکم کہہ کر بلاتے تھے۔ابوجہل کا خطاب مسلمانوں کا دیا ہوا ہے۔(نزہۃ القاری)

(۲۰۶)۔حضرت ارباز بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ غزوہ تبوک میں ایک رات حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے بلال کیا تمھارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ انھوں نے عرض کیا: حضور آپ کے رب کی قسم ہمارے توشہ دان خالی ہو چکے ہیں۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اچھی طرح دیکھو اور اپنے توشہ دان جھاڑو۔سب نے اپنے اپنے توشہ دان جھاڑے تو کل سات کھجوریں ملیں۔آپ نے انھیں ایک دسترخوان پر رکھا پھر ان پر اپنا مقدس ہات رکھا اور فرمایا: کھاؤ اللہ کے نام سے۔ہم تینوں حضور ﷺ کے ہات کے نیچے سے ایک ایک اٹھا کر کھانے لگے۔حضرت بلال فرماتے ہیں: میں بائیں ہات سے گٹھلیاں رکھتا جاتا تھا۔پیٹ بھر کھانے کے بعد جب میں نے گنا تو وہ چوّن تھیں۔اسی طرح ہمارے دونوں ساتھیوں نے بھی پیٹ بھر کھایا۔جب ہم لوگ سیر ہو گئے تو حضور ﷺ نے اپنا ہات اٹھالیا۔وہ سات کھجوریں اسی طرح موجود تھیں۔
(خصائص کبریٰ از علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

(۲۰۷)۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے آ کر کہا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے: آپ جانتے ہیں کہ کس چیز کے ساتھ آپ کے ذکر کو میں نے بلند کیا ہے۔میں نے کہا: اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔کہا: اس طرح پر کہ **اذا ذکرت ذکرت معي** یعنی جب آپ کا ذکر ہو تو میرے ساتھ ذکر کیا جائے اور میں نے پورے ایمان کے لیے آپ کے ذکر کے ساتھ اپنے ذکر کو لازم کیا یعنی **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** اور میں نے آپ کے ذکر کو اپنا ذکر، آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔لہٰذا جو کوئی بھی آپ کا ذکر کرے گا وہ میرا ہی ذکر ہوگا اور آپ کی اطاعت میری ہی اطاعت ہوگی۔**من یطع الرسول فقد اطاع اللہ** یعنی جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور آپ کی پیروی کو اپنی محبت کا حصہ قرار دیا: **فاتبعونی یحببکم اللہ** یعنی فرمادو: میرا اتباع کرو اللہ تمھیں محبوب بنالے گا۔(بخاری شریف)

(۲۰۸)۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رمضان کے ختم تک سرکار دوعالم ﷺ بستر پر تشریف نہیں لاتے تھے۔(بخاری شریف)

(۲۰۹)۔مشہور تاریخی تلوار ذوالفقار کا یہ نام اس لیے پڑا کہ اس میں اٹھارہ دندانے تھے۔پہلے یہ منبہ بن حجاج سہمی کی ملکیت تھی۔بدر کی غنیمت میں آئی تھی۔حضور ﷺ کے پاس رہتی تھی۔سرکار ﷺ نے غزوہ خندق میں امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو بخش دی تھی۔ہارون رشید تک اس کا پتہ چلتا ہے۔وہ خود بھی کبھی کبھی اس تلوار کو لگایا کرتے تھے۔
(مدارج النبوۃ)

(۲۱۰)۔سرور عالم ﷺ کی انگوٹھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھی پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی۔جب ان کی خلافت کو چھ برس ہو گئے تو وہ ایک دن اریس نامی کنویں پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ہات سے نکل کر کنویں میں گر پڑی۔تین دن تک تلاش کی گئی۔کنویں کا سارا پانی نکالا گیا مگر انگوٹھی نہ ملی۔(بخاری شریف)

(۲۱۱)۔حضور ﷺ کے منبر شریف کے تین درجے تھے۔حضور سب سے اوپر کے درجے میں بیٹھتے تھے اور بیچ کے درجے پر اپنے قدم پاک رکھتے تھے۔حضور اقدس ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عہد خلافت میں ادب کے لحاظ سے نیچے کے درجے پر کھڑے ہوتے تھے اور جب بیٹھتے تو پاؤں سب سے نیچے رکھتے تھے۔(نزہۃ القاری)

(۲۱۲)۔ابویعلی رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک بار نبی کریم ﷺ کے دولت خانہ میں کئی دن کھانا نہ پکا۔جب بھوک کا غلبہ ہوا تو اپنی ازواج کے گھروں میں تشریف لے گئے مگر کسی کے پاس کچھ نہ پایا۔پھر حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کہ گھر میں کھانے کو کچھ ہے؟ عرض کیا: نہیں یا رسول اللہ۔ وہاں سے واپس ہی ہوئے تھے کہ کسی ہمسائے نے حضرت خاتون جنت کی خدمت میں دو

روٹیاں اور کچھ گوشت بھیجا۔ خاتونِ جنت نے سوچا کہ اگر چہ ہم حاجت مند ہیں مگر یہ کھانا حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گی۔ اس خیال سے وہ کھانا ایک برتن میں رکھ دیا اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ حضور ﷺ تشریف لائے۔ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ کھانا پیش کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا: فاطمہ یہ کھانا کہاں سے آیا؟ عرض کیا: **ھو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔** (یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے بلا حساب رزق بہم پہنچاتا ہے) حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا: الحمدللہ! فاطمہ مریم کی طرح ہے وہ بھی غیبی کھانا پاکر یہی کہا کرتی تھیں۔ پھر وہ کھانا سب گھر والوں نے کھایا اور محلہ میں تقسیم کیا گیا۔ (روح البیان وروح المعانی)

(۲۱۳)۔ جیسی مکمل تاریخ حضور ﷺ کی لکھی گئی ایسی دنیا میں کسی کی نہیں لکھی گئی۔ حیاتِ پاک کا ہر واقعہ تاریخ میں آیا اور اس احتیاط کے ساتھ آیا کہ باقاعدہ اس کے لیے اسناد بنیں۔ جو راوی کسی سند میں آگیا اس کی بھی تاریخ لکھ دی گئی۔ مسلمان کے سوا کوئی دین والا اپنے پیشوا کی مکمل اور مستند سوانح عمری بیان نہیں کرسکتا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۴)۔ روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کی مٹھی بند تھی۔ اس نے آپ سے کہا: اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو بتائیں کہ میری مٹھی میں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تیری مٹھی میں کھجور کی جلی ہوئی گٹھلیاں ہیں۔ اس نے اپنی مٹھی کھولی تو واقعی اس میں جلی ہوئی گٹھلیاں تھیں۔ اس نے کہا: اب آپ ان گٹھلیوں کو زمین میں بو دیجیے ان سے ابھی کھجور کا درخت اگے اس میں پھل آئیں اور میں ان پھلوں کو کھاؤں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ مالک کون ومکاں ﷺ نے ان جلی ہوئی گٹھلیوں کو اپنے دست مبارک میں لیا اور بسم اللہ کہہ کر زمین میں بو دیا پھر ان پر تھوڑا سا پانی ڈالا۔ اسی وقت کھجور کا درخت اُگ آیا اور اس میں اسی وقت خوشے نمودار ہوئے اور اسی وقت پک بھی گئے اور پکی ہوئی کھجوریں گرنے لگیں۔ حاضرین نے ان متبرک کھجوروں کو جی بھر کے کھایا۔ یہ دیکھ کر بہت سارے لوگ آپ پر ایمان لے آئے۔ آج بھی مدینہ منورہ میں اس کھجور کی نسل باقی ہے

اس کھجور کو حلہ کہتے ہیں اور انھیں کھانے سے آج بھی جلی ہوئی بو آتی ہے۔ (خصائص کبری)

(۲۱۵)۔ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز نبی ﷺ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا: مانگ لو جو مانگنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا: جنت میں آپ کی رفاقت کا طلب گار ہوں۔ آپ نے فرمایا: کچھ اس کے علاوہ بھی؟ میں نے عرض کیا: بس یہی مطلوب ہے۔ آپ نے فرمایا: تو پھر اپنے مطلب کے حصول کے لیے کثرت سجود سے میری مدد کرو۔ (یعنی میرے دعا کرنے کے ساتھ تم نوافل کا بھی اہتمام کرو)۔ (سنن ابو داؤد)

(۲۱۶)۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے آپ سے محبت ہے۔ آپ نے فرمایا: جو کچھ کہہ رہے ہو سوچ سمجھ کر کہو۔ تو انھوں نے تین بار کہا: خدا کی قسم مجھے آپ سے محبت ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر مجھے محبوب رکھتے ہو تو پھر فقر وفاقہ کے لیے تیار ہوجاؤ کیونکہ جو مجھ سے محبت رکھتا ہے فقر وفاقہ اس کی طرف اس سے زیادہ تیزی سے آتا ہے جیسی تیزی سے پانی بلندی سے نشیب کی طرف بہتا ہے۔ (ترمذی)

(۲۱۷)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری سُنّت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (تاریخ ابن عساکر)

(۲۱۸)۔ فرمان نبوی ہے: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنی خواہشات کو میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ کردے۔ (مشکوٰۃ)

(۲۱۹)۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا ہر شخص جنت میں داخل ہوگا سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کون شخص ہے جو جنت میں جانے سے انکار کرے؟ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔ (الحدیث)۔

(۲۲۰)۔حضور سرور عالم ﷺ کا سر سے قدم مبارک تک ایسا مکمل حلیہ شریف لکھا گیا کہ کسی کا نہ لکھا جاسکا۔ازواج مطہرات نے اندرونی زندگی شریف اور صحابہ کرام نے بیرونی زندگی شریف اس طرح پیش کردی کہ سارے مشاغل دنیا کو معلوم ہوگئے کہ کسی کو آپ ﷺ کے متعلق کچھ شک وشبہ نہ رہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۲۱)۔شام کے علمائے یہود میں سے دو عالم حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔جب انھوں نے مدینہ منورہ کو دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ نبی آخر الزماں کے شہر کی یہی صفت ہے جو اس شہر میں پائی جاتی ہے۔جب آستانہ اقدس پر حاضر ہوئے تو انھوں نے حضور ﷺ کی شکل مبارک اور اخلاق کریمانہ کو توریت کے مطابق دیکھ کر حضور ﷺ کو پہچان لیا اور عرض کیا کہ آپ محمد ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں۔پھر پوچھا کیا آپ احمد ہیں؟ فرمایا: ہاں۔عرض کرنے لگے: ہم ایک سوال پیش کرتے ہیں اگر آپ نے اس کا صحیح جواب دے دیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔فرمائیے کہ کتاب اللہ میں سب سے بڑی گواہی کون سی ہے؟ اس پر آیت کریمہ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔(اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں) نازل ہوئی جسے سن کر وہ دونوں مسلمان ہوگئے۔(خزائن العرفان، روح البیان و روح المعانی وغیرہ)

(۲۲۲)۔تاجدار حرم ﷺ نے فرمایا میری طرف جھوٹی نسبت ایسی معمولی چیز نہیں جیسی دوسروں کی طرف ہوتی ہے۔جو شخص جان بوجھ کر جھوٹی بات میری طرف منسوب کرے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔(شیخین و ترمذی)

(۲۲۳)۔مسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ستارے امان ہیں آسمان کے لیے۔جب ستارے جاتے رہیں گے آسمان پر وہ آئے گا جس کا اس سے وعدہ ہے یعنی شق ہونا فنا ہوجانا اور میں امان ہوں اپنے اصحاب کے لیے۔جب میں تشریف لے جاؤں گا میرے اصحاب پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے یعنی مشاجرۃ (لڑائی جھگڑے، فسادات، اختلافات) اور میرے صحابہ امان ہیں میری اُمت کے

لیے۔جب میرے اصحاب نہ رہیں گے میری اُمت پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے یعنی ظہور کذب اور مذاہب فاسدہ اور کفار کا تسلط۔(احمد)

(۲۲۴)۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نبی ﷺ کے حمل مبارک کی نشانیوں میں ایک نشانی یہ تھی کہ قریش کے جتنے چوپائے تھے سب نے اس رات کلام کیا اور کہا رب کعبہ کی قسم رسول اللہ ﷺ حمل میں تشریف فرما ہوئے۔وہ تمام دنیا کی پناہ اور اہلِ عالم کے سورج ہیں۔(الامن والعلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء مصنفہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ)

(۲۲۵)۔حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لاتے ہی حضور اقدس ﷺ سے عرض کی: بے شک میں حضور کی صفت توراۃ میں پاتا ہوں: اے نبی یقیناً ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور اپنی امت کے تمام احوال و افعال پر مطلع اور خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا۔اللہ عزوجل اس نبی کو نہ اُٹھائے گا یہاں تک کہ لوگ لا الٰہ الا اللہ کہہ دیں اور اس نبی کے ذریعے سے اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور غلاف چڑھے ہوئے دل کھل جائیں۔(ابن عساکر، دارمی، بیہقی)

(۲۲۶)۔اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی شعیا علیہ السلام کو وحی بھیجی: بے شک میں ایک نبی اُمّی کو بھیجنے والا ہوں جس کے ذریعے سے بہرے کان اور غلاف چڑھے دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا اور اس کے سبب گمراہی کے بعد ہدایت دوں گا۔اس کے ذریعے سے جہل کے بعد علم دوں گا۔اس کے وسیلے سے گمنامی کے بعد نیک نامی دوں گا۔اس کے ذریعے سے ناشناسی کے بعد شناخت دوں گا اس کے واسطے سے کمی کے بعد کثرت دوں گا۔اس کے سبب محتاج کے بعد غنی کردوں گا اس کے وسیلے سے پھوٹ کے بعد یک دلی کردوں گا اس کے وسیلے سے پریشان دلوں، مختلف خواہشوں، متفرق امتوں میں میل کردوں گا۔(ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے روایت کیا)

(۲۲۷)۔حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا اس پر نور کے قلم سے جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا لکھا: اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ میں انہی کے واسطے سے لوں گا اور انہی کے وسیلے سے دوں گا۔ ان کی اُمت سب اُمتوں سے افضل ہے اور ان کی اُمت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

(۲۲۸)۔ توریت کے سفر چہارم میں ہے: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا بے شک ہاجرہ کے اولاد ہوگی اور اس کے بچوں میں وہ ہوگا جس کا ہات سب پر بالا ہے اور سب کے ہات اس کی طرف پھیلے ہیں عاجزی اور گڑگڑانے میں۔ وہ کون؟ وہ ہیں محمد رسول اللہ ﷺ۔ قربان تیرے اے بلند ہات والے اے دوجہان کے اجالے۔ حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے ہماری عاجزی اور محتاجی کے ہات ہر لئیم بے قدرت سے بچائے اور تجھ جیسے کریم رؤف ورحیم کے سامنے پھیلائے۔ (تحفہ اثنا عشریہ)

(۲۲۹)۔ تحفہ میں زبور شریف سے منقول ہے: اے احمد! رحمت نے جوش مارا تیرے لبوں پر۔ میں اس لیے تجھے برکت دیتا ہوں۔ تو اپنی تلوار حمائل کر کہ تیری چمک اور تیری تعریف غالب ہے۔ سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی۔ سچی کتاب لایا اللہ۔ برکت اور پاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے بھر گئی زمین احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے سے۔ احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا۔ اے احمد پیارے ﷺ کے مملوکو! خوشی وشادمانی ہے تمھارے لیے مالک پیارا سراپا کرم سراپا رحمت ہے۔

(۲۳۰)۔ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں: جب حضور میرے شکم سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا سجدے میں پڑے ہیں۔ پھر ایک سفید ابر نے آسمان سے آکر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ایک اونی سفید کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور سبز ریشمی بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں اور نبوت کی کنجیاں سب پر محمد ﷺ نے قبضہ فرمالیا۔ پھر اور ابر نے آکر

حضور کو ڈھانپ لیا کہ میری نگاہوں سے چھپ گئے۔ پھر روشن ہوا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے: واہ واہ! ساری دنیا محمد ﷺ کی مٹھی میں آگئی۔ زمین وآسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔ (ابو نعیم حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی)

(۲۳۱)۔ حافظ ابوزکریا یحییٰ بن عائذ اپنے مولد میں بروایت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت آمنہ زہریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی: رضوان خازن جنت علیہ السلام نے بعد ولادت سید الکونین ﷺ کو اپنے پروں کے اندر لے کر گوش اقدس میں عرض کی: حضور کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں اور رعب ودبدبہ کا جامہ حضور کو پہنایا گیا ہے۔ جو حضور کا چرچا سنے گا اس کا دل ڈر جائے گا اور جگر کانپ اٹھے گا اگرچہ حضور کو دیکھا نہ ہو۔ اے اللہ کے نائب صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ آلک وسلم۔

(۲۳۲)۔ صحیحین میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: بے شک میرے متعدد نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی یعنی کفر وشرک کا مٹانے والا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے کفر مٹاتا ہے۔ میں حاشر یعنی مخلوق کو حشر دینے والا ہوں کہ میرے قدموں پر تمام لوگوں کا حشر ہوگا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (مالک، احمد، ابوداؤد الطیالسی، ابن سعد، بخاری و مسلم، ترمذی، نسائی، طبرانی، حاکم، بیہقی)

(۲۳۳)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرا نام قرآن میں محمد اور انجیل میں احمد اور توریت میں احید ہے۔ اور میرا نام احید اس لیے ہوا کہ میں اپنی امت سے نار دوزخ کو دفع فر مانے والا ہوں۔ ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا۔

(۲۳۴)۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم ومسند امام احمد میں سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کی کہ حضور نے اپنے چچا ابوطالب کو کیا نفع دیا؟ خدا کی قسم وہ حضور کی حمایت کرتا اور حضور کے لیے لوگوں سے لڑتا جھگڑتا تھا۔ فرمایا: میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو میں نے اسے کھینچ کر پاؤں تک کی آگ میں کر دیا۔

(۲۳۵)۔ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ فتح خیبر کے روز ایک خچر حضور ﷺ کے پاس آ کر بات کرنے لگا۔حضور ﷺ نے اس سے پوچھا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: یا رسول اللہ! میرا نام یزید بن شہاب ہے۔میرے دادا کی نسل سے ساٹھ خچر پیدا ہوئے۔ان کی پشت پر پیغمبر کے سوا کوئی دوسرا نہیں چڑھا۔میرے جد کی اولاد میں سے اب میرے سوا کوئی باقی نہیں ہے۔اب آپ کے سوا کوئی دوسرا پیغمبر بھی نہیں۔میں اس امید اور انتظار میں تھا کہ آپ مجھ پر سواری کریں گے۔میں ایک یہودی کے پاس تھا وہ یہودی مجھے بھوکا رکھتا تھا۔ جب آپ کا شوق مجھ پر غالب آیا تو میں جان بوجھ کر لنگڑانے لگا تاکہ وہ یہودی مجھ پر سوار نہ ہونے پائے۔آج میں آپ کی خدمت اقدس میں آ گیا۔حضور ﷺ نے فرمایا: اب تو اپنا غم بھول جا۔میں نے تیرا نام یعفور رکھا۔اس کے بعد وہ خچر ہمیشہ سرکار مدینہ ﷺ کی سواری میں رہا۔آپ کی صحبت کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی تھی۔کبھی حضور ﷺ اس سے فرماتے کہ جا فلاں شخص کو بلا لا۔وہ فوراً اس شخص کے گھر جاتا اور اپنے سر سے اس کے دروازے کو ٹھونکتا۔جب وہ شخص باہر آتا تو اشارے سے اسے سمجھا دیتا کہ تجھے حضور ﷺ یاد فرما رہے ہیں۔وہ حضور ﷺ کے کلام کو سمجھ لیتا تھا۔جب آپ نے رحلت فرمائی تو یعفور غم سے تڑپنے لگا۔آپ کی جدائی کو برداشت نہ کر سکا آخر فرقت رسول ﷺ کے جنون میں ایک کنویں میں گرا اور اپنی جان قربان کر دی۔

(۲۳۶)۔حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری کو دبوچ لیا۔چرواہے نے بکری کو بھیڑیے سے چھڑانا چاہا تو بھیڑیے نے انسانی آواز میں اس سے کہا: اللہ سے ڈر، وہ رزّاق سب کو رزق دینے والا ہے۔تو اس رزق کو مجھ سے نہ چھین۔اس گفتگو سے چرواہا بہت حیران ہوا کہ بھیڑیا انسان کی طرح بولتا ہے۔ بھیڑیے نے پھر کہا: میرا کلام کرنا کچھ عجیب نہیں ہے بلکہ زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ تو اللہ کے پیغمبر کو چھوڑ کر ایک بکری کے لیے یہاں کھڑا ہوا ہے۔اللہ کی طرف سے ایسا کوئی رسول اب تک پیدا نہیں ہوا۔اللہ کے پاس ان سے بزرگ و برتر کوئی نہیں ہے۔جنت کے سارے

دروازے ان پر کھلے ہوئے ہیں اور جنت کے سب لوگ ان کے اصحاب ہیں۔جنت کے فرشتے، حور و غلماں سب رات دن ان کا انتظار کرتے ہیں۔تیرے اور اس پیغمبر کے درمیان اس چھوٹے سے گوہ کے سوا کوئی اور چیز حائل نہیں ہے۔تو اب فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لے۔چرواہے نے کہا میں ابھی جاتا ہوں مگر میری بکریوں کو کون چرائے گا؟ بھیڑیے نے کہا: میں تیری بکریوں کو چراتا رہوں گا جب تک کہ تو لوٹ کر نہ آئے، میں ان کی حفاظت کروں گا۔چرواہا مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور سید المرسلین ﷺ کے پاس آ کر سارا حال کہہ سنایا۔حضور ﷺ نے اذان کا حکم دیا۔سب لوگ جمع ہو گئے تو حضور ﷺ نے چرواہے کو حکم دیا کہ تو نے جو کچھ دیکھا اس کو پھر بیان کر۔چرواہے نے سارا واقعہ دوبارہ من وعن بیان کر دیا۔وہ یہودی تھا، فوراً ایمان لے آیا۔پھر جنگل جا کر دیکھا تو واقعی بھیڑیا بکریوں کی نگرانی کر رہا تھا۔یہ دیکھ کر چرواہا بہت خوش ہوا اور ایک بکری بھیڑیے کو دے دی۔(سیرتِ رسول عربی)

(۲۳۷)۔حضور انور ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ ہر دوشنبہ کو عام طور پر روزہ رکھا کرتے تھے۔ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ دوشنبہ کو اکثر روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ فرمایا: اسی دن میری ولادت ہوئی اور اس دن میں مبعوث ہوا اور مجھ پر قرآن نازل ہوا۔(صحیح مسلم)

(۲۳۸)۔نبی کریم ﷺ ہجرت سے پہلے حرم مکہ میں جب بھی نماز ادا کرتے تو حجر اسود اور رکن یمانی کی دیوار کو قبلہ بناتے اور کعبہ کو اپنے اور بیت المقدس کے درمیان رکھتے۔ (ضیاء النبی، جلد دوم)

(۲۳۹)۔اگرچہ سارے مشرکین مکہ حضور ﷺ کو اذیت پہنچانے اور حضور ﷺ پر زبان طعن دراز کرنے میں حتی المقدور کوشاں رہتے تھے لیکن پانچ سردار سرکار دو عالم ﷺ پر ظلم و تشدد کرنے میں سب کفار سے بازی لے گئے تھے۔ان پانچوں کے نام یہ ہیں: ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، حرث بن قیس، اسود بن عبد یغوث اور اسود بن مطلب۔(ضیاء النبی، جلد

دوم)

(۲۴۰)۔حضور ﷺ کا معمول تھا کہ جب کسی کی کوئی شکایت آپ تک پہنچتی تو یہ کبھی نہ فرماتے کہ فلاں شخص کا کیا حال ہے بلکہ یوں فرماتے: ان قوموں کا کیا حال ہے جو ایسا کہتے ہیں یا ایسا کرتے ہیں؟ (ابوداؤد)

(۲۴۱)۔انبیائے کرام میں سے صرف حضور نبی کریم ﷺ نے ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی ملکی شکل میں دیکھا۔(ضیاء النبی جلد دوم)

(۲۴۲)۔رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو سمجھانے کے لیے زمین پر ایک سیدھی لکیر کھینچی پھر اس سے نکلتی ہوئی کئی لکیریں کھینچیں اور اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: یہ سیدھی لکیر صراط مستقیم ہے جو چلنے والے کو سیدھا منزل پر پہنچا دیتی ہے۔اس سیدھی لکیر سے نکلنے والی دوسری سب لکیریں دوسرے راستے ہیں جو خواہ اسی سیدھے راستے سے نکلتے ہیں لیکن منزل پر پہنچانے کی بجائے کہیں اور لے جاتے ہیں۔(مسند احمد جلد ایک)

(۲۴۳)۔نبی کریم ﷺ شوال دس نبوی میں تبلیغ کی خاطر طائف تشریف لے گئے مگر وہاں کے باشندوں نے آپ کے ساتھ بدسلوکی کی جس میں سرکار ﷺ شدید زخمی ہوگئے۔طائف سے واپسی پر نبی کریم وادی نخلہ میں دس دن ٹھہرے۔اس دوران نصیبین (ترکی) سے آنے والے جنوں کی ایک جماعت حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔انھوں نے نبی ﷺ سے قرآن سنا اور آپ پر ایمان لے آئے۔اس وقت سورہ احقاف کی آیتیں نازل ہوئی تھیں۔یہ واقعہ جس مقام پر پیش آیا وہ السیل الکبیر تھا۔اس سے پہلے نبوت کے ابتدائی دور کا واقعہ ہے کہ نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے عُکاظ تشریف لے جارہے تھے۔راستے میں آپ نے چند صحابہ کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی۔اس دوران میں جنوں کی ایک جماعت وہاں گزری جو مشرکین اور منکرین رسالت تھے۔انھوں نے نبی ﷺ کی زبان سے قرآن کی تلاوت بغور سنی اور آپ پر ایمان لے آئے۔اس موقع پر سورہ جن نازل ہوئی تھی۔(اطلس سیرت نبوی)

(۲۴۴)۔علامہ قرطبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ

ایک دفعہ مشرک اکٹھے ہوکر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اگر آپ سچے ہیں تو چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھایئے۔اس رات کو چاند کی چودھویں تاریخ تھی۔اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے اللہ سے عرض کی کہ کفار نے جو مطالبہ کیا ہے اسے پورا کرنے کی قوت دی جائے۔چنانچہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔بعض قصہ گوؤں نے اس واقعہ پر مضحکہ خیز اضافے کیے ہیں کہ چاند حضور ﷺ کے گریبان میں داخل ہوا اور آستین سے نکل گیا۔علما نے کہا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور یہ سراسر باطل ہے۔(ضیاء النبی جلد دوم)

(۲۴۵)۔علامہ سلیمان ندوی نے اپنی کتاب خطبات مدراس میں لکھا ہے کہ ابھی ابھی سنسکرت کی ایک پرانی کتاب ملی ہے جس میں لکھا ہے کہ مالابار کے راجہ نے اپنی آنکھوں سے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔(ضیاء النبی جلد دوم)

(۲۴۶)۔معراج النبی پر علم طبیعیات کے ماہروں نے دو اعتراض کیے ہیں۔پہلا اعتراض رفتار کی سرعت سے متعلق ہے دوسرا یہ کہ کیا جسم خاکی کے لیے ممکن ہے کہ فضا میں روشنی کی رفتار سے بھی تیز پرواز کر سکے۔معراج کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کائنات کے افق اعلیٰ تک تشریف لے گئے پھر واپس بھی تشریف لے آئے۔آئن اسٹائن مشہور عالم سائنسداں اور ریاضی دان کے نزدیک کائنات کے دائرہ کے قطر کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک اگر روشنی سفر کرے تو اس کو یہ مسافت طے کرنے کے لیے تین ہزار ملین نوری سالوں کا عرصہ درکار ہے جب کہ روشنی کی اپنی رفتار تین لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ ہے۔اول تو حضور ﷺ کو جسم خاکی سے تشبیہ دینا ہی غلط ہے۔دوسرے یہ کہ جب بلانے والا اللہ اور جانے والے رسول اللہ تو اس سفر کا احاطہ دنیا کے پیمانے کس طرح کر سکتے ہیں۔نظمی لکھتا ہے:

معراج کا قصہ قرآں میں کچھ یوں ہی نہیں مذکور ہوا
یہ بات کوئی معمولی نہیں جب نور کی جانب نور چلے

(۲۴۷) امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے۔ایک عمرہ کے سوا باقی تینوں

عمرے ماہ ذی قعدہ میں ادا فرمائے۔ چوتھا عمرہ جو حج کے ساتھ ادا کیا وہ ذی الحجہ میں فرمایا۔
(ابن کثیر السیرۃ النبویہ)

(۲۴۸) حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس دنیا سے انتقال کرتے وقت جو آخری بات ارشاد فرمائی وہ یہ تھی کہ میں نے جن لوگوں کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کی ذمہ داری اٹھائی ہے اس کی لاج رکھنا اس پر آنچ نہ آنے دینا۔ (الاحکام السلطانیہ مصنفہ ابویعلی محمد بن الحسین الفراء الحنبلی)

(۲۴۹) سن گیارہ ہجری ماہ صفر کی انتیس تاریخ اور دوشنبہ کا دن تھا کہ ایک صحابی کا انتقال ہوا۔ ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے رحمت عالم ﷺ جنت البقیع میں تشریف لے گئے۔ اپنے جاں نثار کی تجہیز و تکفین کے بعد جب حضور ﷺ واپس تشریف لا رہے تھے تو راستے میں ہی سر درد شروع ہو گیا۔ درد کی شدت کے باعث بہت تیز بخار چڑھ گیا۔ یہی بیماری آخر کار اللہ کے محبوب بندے کی اپنے رب کریم سے ملاقات کا ذریعہ بن گئی۔ اس بیماری کی مدت مختلف روایات میں تیرہ، چودہ اور پندرہ دن تک بتائی گئی ہے۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۲۵۰) مصر کے حکمران مقوقس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں دو کنیزیں نذر کی تھیں ایک کا نام ماریہ اور دوسری کا نام شریں تھا۔ حضرت ماریہ قبطیہ کو نبی ﷺ نے اپنی زوجیت میں لے لیا اور شیریں کا نکاح حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہو گیا۔ شاہ مصر نے حضور انور ﷺ کو بنہا کا شہد، خوشبو، مصر کے مشہور قباطی کپڑے کے بیس جوڑے اور ایک شیشے کا پیالہ بھی نذر کیا تھا۔ حضور ﷺ اس پیالے سے شربت نوش فرماتے تھے۔ مقوقس کے تحفوں میں ایک خچر دُلدُل تھا جو حضرت امیر معاویہ کے دور تک باقی رہا۔ یہ سفید رنگ کا تھا۔ بادشاہ نے ایک ماہر طبیب بھی بھیجا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: تم واپس چلے جاؤ۔ ہم لوگ اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے جب تک ہمیں بھوک نہ لگے اور کھاتے وقت بھی پیٹ بھر نہیں کھاتے لہذا ہمیں طبیب کی ضرورت نہیں پڑتی۔ (الطبقات الکبری جلد

اوّل)

(۲۵۱)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جس وقت رحمت عالم ﷺ کی روح مبارک جسم اطہر سے نکل کر سوئے رفیق اعلیٰ روانہ ہوئی تو میں نے ایسی خوشبو سونگھی جو میں نے آج تک کبھی نہیں سونگھی تھی۔ (ابن کثیر، السیرۃ النبویہ جلد ۴)

(۲۵۲)۔ رسول اللہ ﷺ اپنے ہر کام میں جہاں تک ممکن ہوتا تیامُن (دائیں طرف سے شروع کرنے) کو پسند فرماتے تھے۔ کنگھی کرنے میں اور جوتا پہننے میں بھی تیامن کا خیال رکھتے۔ (شمائل نبوی)

(۲۵۳)۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے سینہ مبارکہ پر آپ کی وفات کے دن اپنا ہات رکھا۔ کئی ہفتوں تک میرے ہات سے خوشبو آتی رہی۔ کئی ہفتے مجھے بھوک نہیں لگی۔ نہ کھانا کھایا اور نہ وضو کی ضرورت محسوس ہوئی۔ (ابن کثیر السیرۃ النبویہ جلد ۴)

(۲۵۴)۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رحمت عالم کے مرض میں شدت ہوگئی تو رحمت عالم نے ہم سب کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر جمع فرمایا۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ حضور کا وصال کب ہوگا؟ فرمایا مقررہ گھڑی بالکل قریب آ رہی ہے۔ میں اللہ کی طرف لوٹ کر جانے والا ہوں اور سدرۃ المنتہیٰ میری منزل ہوگی۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! حضور کو غسل کون دے گا؟ فرمایا میرے اہلِ بیت میں سے جو مرد اور میرے قریبی رشتے دار ہوں گے ان کے ساتھ کثیر تعداد فرشتوں کی ہوگی جو تمھیں دیکھیں گے لیکن تم ان کو نہیں دیکھ سکو گے۔ پھر ہم نے عرض کیا: ہم حضور کو کفن کن کپڑوں میں دیں گے؟ فرمایا اگر تم چاہو تو جو لباس میں نے پہن رکھا ہے اس میں کفنا دینا یا یمن کی چادروں میں یا مصر کے سفید کپڑوں میں۔ پھر عرض کی: حضور کی نماز جنازہ کون پڑھائے گا؟ فرمایا: جب تم مجھے غسل دے چکو اور خوشبو لگا کر کفن پہنا چکو تو میری قبر کے کنارے پر میری چارپائی رکھ دینا پھر ایک ساعت کے لیے میرے پاس سے باہر چلے جانا۔ سب سے پہلے میرے دو

دوست اور ہم نشین میری نماز جنازہ پڑھیں گے یعنی جبرئیل اور میکائیل۔ اس کے بعد اسرافیل پھر ملک الموت ملائکہ کے لشکر جرار سمیت یہ سعادت حاصل کرے گا۔ اس کے بعد میرے اہلِ بیت کے مرد میری نماز جنازہ پڑھیں گے۔ پھر ان کی مستورات یہ سعادت حاصل کریں گی پھر یکے بعد دیگرے فوج درفوج مجھ پر داخل ہونا اور نماز جنازہ پڑھنا۔ پھر عرض کی گئی: یارسول اللہ مرقد انور میں حضور کو کون داخل کرے گا؟ فرمایا: میرے اہل بیت کے مرد جتنا کوئی میرے قریب ہو ان کے ہمراہ ان گنت فرشتے ہوں گے جو تمھیں تو دیکھ رہے ہوں گے لیکن تم انھیں نہیں دیکھ سکو گے۔ (ابن کثیر، السیرۃ النبویہ اور ابوبکر البیہقی دلائل النبوۃ جلد ۷)

(۲۵۵)۔ حضرت عمرو بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مدینہ شریف میں دو آدمی قبر کھودا کرتے تھے۔ ایک ان میں سے (حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لحد یعنی بغلی قبر کھودتے تھے اور دوسرے (حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جو بغلی قبر نہیں کھودتے تھے بلکہ شق یعنی صندوقی قبر بناتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال پر صحابہ نے آپس میں طے کیا کہ جو ان دونوں میں سے پہلے آئے گا وہ اپنا کام کرے گا۔ تو پہلے وہ صحابی آئے جو لحد یعنی بغلی قبر کھودا کرتے تھے تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے بغلی قبر تیار کی۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۲۵۶)۔ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرماتے: اے اللہ! میرے بعد میری قبر کو صنم معبود نہ بنا دینا۔ حدیث میں ہے کہ اس مرض میں جس سے رسول اللہ ﷺ صحت مند نہ ہو سکے، فرمایا: یہود اور نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو انھوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: اگر یہ خدشہ نہ ہوتا تو سرکار ﷺ کا مزار کھلے میدان میں ہوتا۔ بس خطرہ یہ تھا کہ اسے سجدہ گاہ نہ بنالیا جائے۔ (مالک)

(۲۵۷) مسلم میں ہے کہ ایک یہودی عورت زہر آلود بکری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائی۔ حضور ﷺ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا۔ اسے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضور ﷺ نے اس سے جواب طلبی کی تو اس نے کہا: میں آپ کو مار

ڈالنا چاہتی تھی کیونکہ آپ نے میرے شوہر میرے باپ میرے چچا میرے بھائی کو قتل کیا ہے۔ اس کے باپ کا نام حارث، چچا کا نام یسار، بھائی کا نام زبیر اور شوہر کا نام سلام بن مشکم تھا۔ ابوداؤد میں ہے کہ یہ مرحب کی بہن تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے قتل نہیں کروایا کیونکہ یہ مسلمان ہوگئی تھی مگر اس بکری سے حضرت بشر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ کھالیا تھا وہ تین دن کے بعد وفات پا گئے تو ان کے قصاص میں اسے قتل کرادیا گیا۔ ابوداؤد میں یہ بھی ہے کہ زینب نے پوچھا: آپ کو کس نے بتایا کہ گوشت میں زہر ہے؟ تو فرمایا: اسی دست نے۔ حضور ﷺ نے زہر کے اثر کو ختم کرنے کے لیے سر یا کاندھے پر (پچھنا) سینگی لگوائی تھی۔ (نزہۃ القاری)

دوسرا باب:

تخلیقِ کائنات، مقاماتِ مقدسہ اور اللہ کی مخلوق

(۱) خالق کائنات جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے سب سے پہلے نورِ محمدی تخلیق فرمایا۔(بخاری شریف)

(۲) مصنف عبدالرزاق میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔ پیدائش کے بعد یہ نور اللہ نے جہاں چاہا دورہ کرتا تھا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم' نہ جنت نہ دوزخ' نہ سورج نہ چاند' نہ انسان نہ جن۔ اس کے بعد اسی نور سے تمام مخلوقات کی پیدائش کی تفصیل ہے۔(نزہۃ القاری)

(۳) نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ پچھلی اُمتوں کے مقابلے میں میری اُمت کی مدت اتنی ہے جتنی عصر کے وقت سے سورج چھپ جانے کی مدت۔(تفسیر نعیمی)

(۴) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار برس پہلے مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا (لوح محفوظ میں ثبت فرما دیا)۔(مسلم، مشکوٰۃ)

(۵) قضا کی تین قسمیں ہیں: قضائے مبرم حقیقی' قضائے معلّق محض اور قضائے معلّق شبیہ بہ مبرم۔ قضائے مبرم حقیقی وہ قضا ہے کہ علم الٰہی میں بھی کسی چیز پر معلّق نہیں۔ اس قضا کی تبدیلی ناممکن ہے۔ اولیاء کی اس قضا تک رسائی نہیں بلکہ انبیائے کرام و رسل عظام بھی اگر اتفاقاً اس کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہیں تو انھیں اس خیال سے روک دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر زاب روکنے کی بہت کوشش کی یہاں تک کہ اپنے رب سے جھگڑنے لگے جیسا کہ اللہ نے فرمایا: يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ۔(پارہ بارہ ساتواں رکوع) یعنی ابراہیم قوم لوط کے بارے میں ہم سے جھگڑنے

لگے۔ لیکن چونکہ قوم لوط پر عذاب ہونا قضائے مبرم حقیقی تھا اس لیے حکم ہوا: اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑو بے شک تیرے رب کا حکم آ چکا اور بے شک ان پر عذاب آئے گا پھیرا نہ جائے گا۔(پارہ بارہ ساتواں رکوع) قضائے معلّق محض وہ قضا ہے کہ فرشتوں کے صحیفوں میں کسی چیز مثلاً صدقہ یا دوا وغیرہ پر معلّق ہونا ظاہر کر دیا گیا ہو۔ اس قضا تک اکثر اولیا کی رسائی ہوتی ہے ان کی دعا اور توجہ سے یہ قضا ٹل جاتی ہے۔ قضائے معلّق شبیہ بہ مبرم وہ قضا ہے کہ علم الٰہی میں وہ کسی چیز پر معلّق ہے لیکن فرشتوں کے صحیفوں میں اس کا معلّق ہونا مذکور نہیں اس قضا تک خاص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں۔ باسی قضا کے بارے میں حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ بے شک دعا قضائے مبرم کو ٹال دیتی ہے۔(بہار شریعت)

(۶)۔ سات آسمان یک شنبہ کے دن پیدا ہوئے۔ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو برس کی مسافت ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۷)۔ سورج چاند اور ستارے دوشنبہ کے دن پیدا فرمائے گئے۔(تفسیر نعیمی)

(۸)۔ فرشتوں کی تخلیق منگل کے دن ہوئی۔(تفسیر نعیمی)

(۹)۔ پانی بدھ کے روز پیدا ہوا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰)۔ دوزخ جمعرات کے دن پیدا فرمائی گئی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱)۔ زمین دوشنبہ کے دن پیدا ہوئی۔ ایک پرت سے دوسری پرت تک پانچ سو برس کی مسافت ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲)۔ عرش اعظم کے چھ لاکھ پردے ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳)۔ انسان جنات کا دسواں حصہ ہیں اور جن وانس خشکی کے جانوروں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر پرندوں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر دریائی جانوروں کا دسواں حصہ۔ یہ سب مل کر زمین کے فرشتوں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ۔

ساتویں آسمان تک یہی ترتیب ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴)۔ پہلے پہل اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آسمان میں اور جنات کو زمین میں بسایا تھا۔ یہ واقعہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ساٹھ ہزار برس پہلے ہوا تھا۔ یہ جنات زمین میں سات ہزار سال تک آباد رہے پھر ان کا آپس میں بغض اور حسد شروع ہوا چنانچہ انھوں نے آپس میں خوب لڑائی جھگڑا اور خون خرابہ کیا۔ اس وقت تک ابلیس، جس کا نام عزازیل تھا، اللہ کے دربار میں کافی مقبول تھا اور بڑا عالم اور عبادت گزار تھا۔ اسے حکم ہوا کہ اپنے ساتھ فرشتوں کی جماعت لے کر جا اور جنات کو زمین میں سے نکال کر جزیروں اور پہاڑوں میں آباد کر دے۔ چنانچہ ابلیس نے ایسا ہی کیا۔ جو فرشتے ابلیس کے ساتھ آئے تھے وہ اس زمین پر بسا دیے گئے۔ اس طرح اب فرشتوں کے دو حصے ہو گئے، ایک زمین والے دوسرے آسمان والے۔ حق تعالیٰ نے اس خدمت کے بدلے ابلیس کو آسمان اور زمین کی بادشاہت اور جنت کے خزانے عطا فرمائے لہٰذا یہ کبھی زمین پر عبادت کرتا اور کبھی آسمان میں کبھی جنت میں۔ پر ایک سجدہ نہ کرنے کے جرم میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دھتکار دیا گیا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۵)۔ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے ستر حصہ گرمی میں زیادہ ہے اور دوزخ کا سب سے ہلکا عذاب ہے آگ کی جوتیاں۔(بخاری شریف)

(۱۶)۔ امام قرطبی نے تفسیر کے ماہروں کے اقوال لکھے ہیں کہ عرش ایک تخت اور جسم مجسم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کر کے فرشتوں کو اس کے اٹھانے اور تعظیم اور طواف کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس طرح زمین پر کعبہ پیدا کر کے بنی آدم کو اس کے طواف اور استقبال کا حکم دیا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۷)۔ امام قشیری کا قول ہے کہ ایک فرشتے نے کہا: الٰہی میں عرش کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے تیس ہزار پر عطا فرمائے جن کے ذریعے وہ تیس ہزار برس اُڑا پھر ارشاد ہوا: کیا تم عرش پر پہنچ گئے؟ فرشتے نے عرض کیا: الٰہی عرش کی قامت کا دسواں حصہ بھی طے نہیں ہوا۔(تحفۃ الواعظین)

(۱۸)۔ ثعلبی نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے عرش سے پہلے تین چیزیں پیدا فرمائیں: ہوا، قلم اور مچھلی۔ پھر مختلف انوار سے عرش پیدا کیا۔ اس کے سبز نور سے ہر طرح کی سبزی، زرد نور سے زردی، سرخ نور سے سرخی اور سفید نور سے نور الانوار اور دن کی روشنی ظاہر ہوئی۔ پھر اس کے ستر لاکھ طبقے کیے، ہر طبقہ مختلف آوازوں میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتا رہتا ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۱۹)۔ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے جہنم کی تعریف بیان کی کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم پیدا کر کے ہزار برس تک اس کی آگ بھڑکائی۔ وہ سرخ ہو گئی۔ پھر ہزار برس بھڑکائی وہ سفید ہو گئی۔ پھر ہزار برس بھڑکائی وہ سیاہ ہو گئی۔ اب وہ اندھیری رات کی طرح سیاہ ہے نہ تپش میں کمی ہو نہ انگارے بجھیں۔(زبدۃ الواعظین)

(۲۰)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت کے دن دوزخ کو ساتویں زمین کے نیچے سے اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کے چاروں طرف فرشتوں کی ستر صفیں ہوں گی ہر صف کی تعداد جن اور انسان کی تعداد سے ستر ہزار بار زیادہ ہوگی۔ فرشتے اس کی لگامیں کھینچتے ہوں گے۔ جہنم کے چار پاؤں ہوں گے ایک سے دوسرے پاؤں میں لاکھ برس کا فاصلہ ہوگا اور تیس ہزار سر ہوں گے ہر سر میں تیس ہزار منہ، ہر منہ میں تیس ہزار دانت، ہر دانت کوہ احد سے تیس ہزار گنا بڑا ہوگا اور ہر منہ میں دو ہونٹ ہر ہونٹ میں لوہے کی ایک زنجیر ہر زنجیر میں ستر ہزار حلقے ہوں گے ہر حلقہ کو بہت سے فرشتے تھامے ہوں گے اس حالت میں جہنم کو عرش کی بائیں طرف لا کر رکھیں گے۔(دقائق الاخبار)

(۲۱)۔ جہنم کے سات درجے ہیں: ایک سعیر، اس میں جھٹلانے والے رہیں گے۔ دوسرا درجہ لظیٰ، تیسرا سقر جو بے نمازیوں کے لیے ہوگا۔ چوتھا جحیم جو خواہشات کی پیروی کرنے والوں کے لیے ہوگا۔ پانچواں جہنم، چھٹا ہاویہ اور ساتواں حطمہ۔ یہ درجہ چغل خوروں کے لیے خاص ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۲۲)۔ ابن ابی شیبہ حسن سے روایت کرتے ہیں کہ دوزخی ایک دن میں ستر ہزار بار

جلایا جائے گا اور جب اس کا چمڑا گل سڑ کر گر پڑے گا تو پھر پہلے جیسا کر دیا جائے گا۔ (دُرِّ منثور)

(۲۳)۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں: ایک سونے کا جواہرات جڑا ہوا جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ یہ پیغمبروں، شہیدوں اور سخیوں کے داخل ہونے کا دروازہ ہے۔ دوسرا باب مصلین اس سے وہ لوگ داخل ہوں گے جو وضو اور نماز کی پابندی کا خیال رکھتے ہیں۔ تیسرا باب المزکین یعنی زکوٰۃ دینے والوں کا دروازہ۔ چوتھا نیکیوں کا حکم اور برائیوں سے منع کرنے والوں کا دروازہ۔ پانچواں نفسانی خواہشات کو توڑنے والوں کا دروازہ۔ چھٹا حج اور عمرہ ادا کرنے والوں کا دروازہ۔ ساتواں جہاد کرنے والوں کا، آٹھواں محرمات سے نیچی نگاہ رکھنے والوں اور ماں باپ کے ساتھ صلہ رحمی کرنے والوں کا۔ (دقائق الاخبار)

(۲۴)۔ جنتیں آٹھ ہیں: ایک دارالجلال جو سفید موتی کی بنی ہوئی ہے، دوسری دارالسلام سرخ یاقوت کی، تیسری جنت الماویٰ سبز زبرجد کی، چوتھی جنت الخلد زرد مونگے کی، پانچویں جنت النعیم سفید چاندی کی، چھٹی دارالقرار سرخ سونے کی، ساتویں جنت الفردوس اس کی ایک اینٹ سونے کی ہے ایک چاندی کی ایک یاقوت کی ایک زبرجد کی اور گارا مشک کا، آٹھویں جنت عدن ایک سفید موتی کی بنی ہوئی ہے اور تمام جنتوں سے بالاتر ہے۔ دو دروازے سونے کے ہیں اور دونوں میں زمین آسمان جتنا فاصلہ ہے سونے چاندی کی اینٹوں اور مشک کے گارے سے بنائی گئی ہے۔ اس کی مٹی سراسر عنبر ہے اور اس کی کنکریاں سر بسر موتی ہیں۔ اس میں نہر کوثر ہے جو رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص ہے اس کے علاوہ نہر کافور، نہر تسنیم، سلسبیل، نہر رحیق، پانی، دودھ اور شہد کی نہریں بھی اسی میں ہیں۔ (دقائق الاخبار)

(۲۵)۔ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ کے لیے دو حوض ہوں گے: ایک موقف میں صراط کے پہلے ہوگا اور دوسرا جنت میں، دونوں کا نام کوثر ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ میزان کے پہلے ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶)۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے حوض کی لمبائی چوڑائی برابر ہے اور وہ

ایک ماہ کی راہ ہے اور پانی اس کا دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار اور اس کے آب خورے گنتی میں اور چمکنے میں آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں جو شخص پانی پی لے گا پیاسا نہ ہوگا۔ (بخاری شریف)

(۲۷)۔ حدیث میں ہے کہ پل صراط کی مسافت تین ہزار برس کی ہے۔ ایک ہزار برس اس کی چڑھائی، ایک ہزار برس اس کا اتار اور ایک ہزار برس برابر ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ پل صراط کی مسافت پندرہ ہزار برس کی راہ ہے، پانچ ہزار برس چڑھائی، پانچ ہزار برس اتار، پانچ ہزار برس برابر ہے اور یہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے۔ یہ جہنم کی پیٹھ پر رکھا ہوا ہے۔ اس سے وہی شخص پار اترے گا جو اللہ کے خوف سے دبلا نہ ہو گیا ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۸)۔ حدیث میں ہے کہ عرش کے تین سو ساٹھ پائے ہیں۔ ہر پائے کا عرض دنیا سے ستر ہزار گنا زیادہ ہے۔ ہر دو پائے کے بیچ ستر ہزار میدان ہیں اور ہر میدان میں ستر ہزار عالم ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۹)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کرسی میں ساتوں آسمان اس طرح رکھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں گویا لمبے چوڑے جنگل میں ایک چھلّا پڑا ہے اور عرش کرسی سے اتنا بڑا ہے جتنا لمبا چوڑا جنگل اس چھلّے سے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۰)۔ روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کرنے سے پہلے ایک جوہر پیدا کیا جو آسمان اور زمین سے دوگنا تھا پھر اس پر اپنے جلال کی نظر ڈالی۔ وہ جوہر پگھل کر پانی ہو گیا پھر پانی پر نظر کی فوراً کھولنے لگا اور اس میں سے جھاگ اور دھواں اٹھا اور پانی ہیبتِ الٰہی سے کپکپا اٹھا۔ یہ تھرتھری قیامت تک پانی کی ذات میں موجود رہے گی۔ پھر اس دھوئیں سے آسمان اور جھاگ سے زمین بنائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے سے ایک فرشتہ بھیجا جس نے ساتوں زمینوں کے نیچے جا کر زمین کو اپنے کندھے پر رکھ لیا۔ اس کا ایک ہات مشرق میں اور ایک مغرب میں ہے۔ اس نے دونوں ہات پھیلا کر زمین کو

اپنے قبضے میں کر رکھا ہے لیکن اس فرشتے کو قدم رکھنے کی ٹکاؤ جگہ نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فردوس سے ایک بیل بھیجا جس کے ستر ہزار سینگ اور چالیس ہزار پاؤں ہیں۔ فرشتے نے اس کے کوہان کو پکڑ کر کھڑا ہونا چاہا مگر پاؤں نہ ٹک سکے اس لیے اللہ تعالیٰ نے جنت کے اعلیٰ درجے سے سبز یاقوت کی ایک سل بھیجی جس کا دَل پانچ سو برس کی راہ ہے۔ یہ اس بیل کے کوہان سے لے کر دُم تک بچھائی گئی اور فرشتے کے دونوں قدم اس پر ٹک گئے۔ اس بیل کے سینگ زمین کے کناروں سے باہر نکلے ہوئے ہیں اور یہ دریا میں کھڑا ہے۔ دن میں دو بار سانس لیتا ہے۔ اس کے سانس لیتے وقت دریا چڑھ جاتا ہے اور روکتے وقت دریا اتر جاتا ہے۔ چونکہ اس بیل کے پاؤں ٹکانے کی جگہ نہ تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانوں اور زمینوں کے دَل کے برابر ایک پتھر پیدا کر کے اس پر بیل کے پیر ٹکا دیے اور چونکہ اس پتھر کے رکھنے کی کہیں جگہ نہیں تھی اس لیے ایک بڑی مچھلی پیدا کی جس کا نام نون‘ کنیت بلہوت اور لقب یہوت ہے۔ وہ پتھر اس مچھلی کی صرف پیٹھ پر رکھا ہوا ہے باقی جسم خالی ہے اور یہ مچھلی دریا پر‘ دریا ہوا کی پیٹھ پر اور ہوا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے حکم سے ٹھہری ہوئی ہے۔ کعب احبار کہتے ہیں کہ شیطان نے ایک بار اس مچھلی کو بہکانے کو یہ کہا کہ اس بوجھ کو اپنی پیٹھ پر سے پھینک دے۔ مچھلی نے ابھی ارادہ ہی کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جانور بھیجا جو فوراً اس کے نتھنے میں گھس کر دماغ میں جا اترا۔ مچھلی نے نہایت تکلیف میں اللہ تعالیٰ سے فریاد کی چنانچہ وہ جانور دماغ سے نکل آیا۔ کعب کا قول ہے مچھلی اس کی طرف اور وہ مچھلی کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہتا ہے۔ ادھر مچھلی نے برا ارادہ کیا اور اُدھر وہ نتھنے میں داخل ہونے کے لیے آگے بڑھا۔ یہ وہی مچھلی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے ن والقلم میں قسم یاد فرمائی ہے۔ (تفسیر ثعلبی)

(۳۱)۔ معراج جنت کی ایک سیڑھی تھی جس میں دس ڈنڈے تھے۔ ایک چاندی کا‘ ایک سونے کا‘ اور دونوں جانب سے اس کا ایک رخ سرخ یاقوت کا اور دوسرا رخ سفید یاقوت کا اور اس پر بہشت کے موتی اور دوسرے جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کے لیے اسے کھڑا کیا۔ اس کا نچلا پایہ بیت المقدس کے

پتھروں پر اور اوپر کے پائے عرش تک پہنچے۔ ایک ڈنڈے سے دوسرے ڈنڈے کے بیچ اتنی مسافت تھی جتنی زمین اور آسمان کے درمیان۔ اس کا پہلا ڈنڈا یعنی سب سے نچلا ڈنڈا آسمان دنیا کے قریب تھا۔ اسی طرح ساتوں آسمانوں تک سات ڈنڈے ہوئے۔ آٹھواں ڈنڈا سدرہ کے پاس اور نواں کرسی کے پاس اور دسواں عرش تک۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو آسمان دنیا سے لگا پہلا ڈنڈا اپنے نیچے ہو گیا اور سرکار ﷺ اس پر سوار ہو گئے اور وہ ڈنڈا آپ کو لے کر اوپر کو چڑھ گیا۔ اسی طرح آپ عرش تک پہنچے۔ (فتوحات الٰہیہ)

(۳۲)۔ ابن ابی حاتم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا کہ بہشت میں دو موتی ہیں ایک سفید نام اس کا وسیلہ ہے یہ حضرت محمد ﷺ اور اہل بیت کے واسطے اور ایک زرد ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کے واسطے۔ (زرقانی)

(۳۳)۔ آسمان دنیا موج سے بنا ہے۔ دوسرا آسمان سفید مرمر کا ہے۔ تیسرا لوہے کا‘ چوتھا تانبے کا‘ پانچواں چاندی کا‘ چھٹا سونے کا‘ ساتواں آسمان سرخ یاقوت کا ہے اور آسمان کے دروازے خالص سونے کے ہیں اور ان میں قفل لگے ہیں اور کنجیاں ان میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے اسم اعظم کی ہیں۔ (القلیوبی)

(۳۴)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو سفید چاندی سے بنایا۔ اس کے اوراق سرخ یاقوت کے ہیں اور قلم اس کا نور ہے اور تحریر اس کی نور ہے۔ (زرقانی)

(۳۵)۔ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمھارے نیچے کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانے۔ فرمایا: وہ زمین ہے۔ پھر فرمایا: جانتے ہو اس کے نیچے کیا ہے؟ صحابہ نے پھر عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانے۔ فرمایا: دوسری زمین ہے۔ ایک زمین سے دوسری زمین کے بیچ پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ یہاں تک کہ آپ نے ساتوں زمینوں کو گنایا۔ پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اگر تم سب سے نیچے کی زمین کی طرف سے ایک رسی لٹکاؤ تو وہ خدا پر اترے۔ مطلب یہ کہ اللہ کا علم جیسے اوپر کی جانب محیط ہے

ویسے ہی نیچے کی جانب بھی۔اللہ کو ہر ذرے کی خبر ہے یہاں تک کہ ساتویں زمین کی جانب رسی لٹکائی جائے تو وہاں بھی اللہ کے علم' قدرت اور سلطنت پر اترے گی۔(تفسیر نعیمی)

(۳۶)۔کھجور کے درخت کی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کی بچی کھچی مٹی سے ہے۔(سبع سنابل شریف)

(۳۷)۔وہ تنور جس سے طوفان نوح شروع ہوا کوفہ میں واقع ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۳۸)۔ہم سب کو اللہ تعالیٰ نے پانی سے بنایا۔ہم جما ہوا پانی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہوا سے بنایا۔آپ ہوا یعنی نفخ جبرئیل پر کھنچی ہوئی ربانی تصویر ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۳۹)۔عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ دنیا کی عمر اوّل سے آخر تک پچاس ہزار برس کی ہے۔اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کس قدر گزری ہے اور کس قدر باقی ہے۔(فاسی)

(۴۰)۔عرش نور سے پیدا ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ سرخ یاقوت سے۔اس کے سات ہزار کنگورے ہیں اور ایک کنگورے سے دوسرے کنگورے تک سات سو برس کی راہ ہے اور یہ چار فرشتوں کی گردن پر رکھا ہوا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۴۱)۔ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش سبز زمرد سے اور اس کے پائے سرخ یاقوت سے پیدا کیے۔(تفسیر نعیمی)

(۴۲)۔عرش کے نیچے صور ہے جس کی لمبائی تین سو برس کی راہ ہے۔حضرت اسرافیل علیہ السلام پیٹھ جھکائے صور لیے اللہ تعالی کے حکم کے انتظار میں کھڑے ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۴۳)۔صور نور سے بنا ہوا ایک سینگ ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس میں گیارہ دائرے پیدا کیے ہر دائرے کا پھیلاؤ زمین اور آسمان کے برابر ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۴۴)۔اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے کیے ان میں سے ننانوے حصے اپنے پاس رکھے اور ایک حصہ دنیا میں نازل فرمایا۔(تفسیر نعیمی)

(۴۵)۔آسمان اور انسان کی ترکیب ایک سی ہے۔وہاں سات آسمان ہیں یہاں

سات اعضاء ہیں۔آسمان میں بارہ برج ہیں انسان میں بارہ سوراخ ہیں: دو آنکھیں' دو کان' دو نتھنے' پاخانہ پیشاب کے دو راستے' دو چھاتیاں' ایک منہ اور ایک ناف۔آسمان کے برجوں میں چھ جنوبی ہیں اور چھ شمالی۔اسی طرح انسان کے چھ سوراخ دائیں طرف ہیں اور چھ بائیں طرف۔آسمان میں سات سیارے ہیں انسان میں سات قوتیں ہیں: سننے کی' دیکھنے کی' سونگھنے کی' چکھنے کی' چھونے کی' سمجھنے کی' بولنے کی۔(زہرۃ الریاض)

(۴۶)۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں اونٹ کی گردن کے برابر سانپ اور بچھو ہیں جن کے صرف ایک بار ڈسنے کی جلن چالیس سال تک رہے گی۔(دقائق الاخبار)

(۴۷)۔سات صحابہ سے یہ حدیث آئی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے خبر دی ہے کہ عرش پر اور ہر آسمان اور جنت کے ہر دروازے پر اور سب پتوں پر لکھا ہوا ہے: لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ۔(تفسیر نعیمی)

(۴۸)۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی دیوار میں ایک اینٹ سونے کی ایک چاندی کی ہے۔اس کا گارہ خالص مشک کا۔اس میں گھاس کی جگہ زعفران ملی ہے۔کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں۔(گلدستہ طریقت مصنفہ سید عبداللہ شاہ نقشبندی)

(۴۹)۔نور ایک منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل کی مسافت طے کرتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۵۰)۔کچھ ستارے ایک ساعت میں آٹھ لاکھ اسی ہزار میل حرکت کرتے ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۵۱)۔بجلی ایک منٹ میں پانچ سو بار زمین کے گرد گھوم سکتی ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۵۲)۔جنت کا سب سے بڑا درخت ہے طوبیٰ جس کی جڑیں سونے کی' بیچ کا حصہ سرخ یاقوت کا' چوٹی موتیوں کی' ٹہنیاں زبرجد کی' پتے سندس کے ہیں۔اس کی ستر ہزار شاخیں ہیں۔بڑی شاخ عرش سے جا ملی ہے۔اور چھوٹی شاخ آسمان دنیا کی طرف جھکی ہوئی ہے۔دنیا میں طوبیٰ کی نظیر صرف سورج ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۵۳)۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حوروں کا چہرہ سفید‘ سرخ‘ سبز‘ زرد چار رنگوں سے‘ بدن زعفران‘ مشک اور کافور سے‘ بال لونگوں سے‘ پاؤں کی انگلیوں سے لے کر گھٹنو ں تک خوشبودار زعفران سے‘ گھٹنے سے لے کر سینے تک عنبر سے‘ سینے سے لے کر سر تک کافور سے بنایا ہے۔ایک ایک کے سینے پر اللہ کا اور اس حور کے شوہر کا نام لکھا ہوا ہے۔(دقائق الاخبار(

(۵۴)۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میزان کے دو پلے ہیں ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں۔میزان کوہ قاف سے بڑی ہے۔(تفسیر نعیمی(

(۵۵)۔حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کے دس حصے کیے نو مردوں کے لیے ایک عورتوں کے لیے۔اور شہوت کے دس حصے کیے نو عورتوں کے لیے ایک مردوں کے لیے۔(تفسیر نعیمی)

(۵۶)۔امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا حجر اسود جب جنت سے نازل ہوا تو دودھ سے زیادہ سفید تھا۔بنی آدم کی خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا۔(ترمذی شریف)

(۵۷)۔لوح محفوظ کی تحریر آسمان و زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے ہوئی۔(تفسیر نعیمی)

(۵۸)۔کاتب تقدیر فرشتہ جو رحموں (بچہ دانیوں) پر مقرر ہے وہ سارے عالم کی حاملہ عورتوں کا نگراں ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۵۹)۔ماں کے رحم میں نطفہ چالیس دن تک اسی حالت میں سفید رنگ کا رہتا ہے پھر سرخ رنگ کا خون ہو جاتا ہے پھر چالیس دن کے بعد جم کر گوشت۔صوفیائے کرام فرماتے ہیں چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر چالیس سال تک گوندھا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قیام کوہ طور پر چالیس دن رہا اس لیے نطفے پر ہر چلے کے بعد انقلاب آتا ہے پھر پیدائش کے بعد انفاس کی مدت چالیس دن ہے۔کمال عقل چالیس برس میں ہوتا ہے۔اہل سُنّت میت کا

چالیسواں اسی بناء پر کرتے ہیں کہ چالیس میں انقلاب ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۶۰)۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس میں اتنی تیز روشنی کی تھی کہ اس روشنی میں عورتیں تین میل تک چرخہ کات لیتی تھیں۔(تفسیر نعیمی)

(۶۱)۔اس وادی کا نام جس میں اصحاب کہف ہیں رقیم ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۶۲)۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ سے مانگو جنت الفردوس ہی مانگو کیونکہ وہ جنتوں میں سب کے بیچ اور سب سے بلند ہے اور اس پر عرش رحمٰن ہے اور اسی سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۶۳)۔عرش اٹھانے والوں کا قبلہ عرش اعظم ہے اور ملائکہ بررہ کا قبلہ کرسی اور ملائکہ سفر کا قبلہ بیت المعمور ہے۔(تفسیر کبیر)

(۶۴)۔انسان میں دو روحیں ہیں ایک سلطانی جس کا مقام دل ہے۔اسی سے زندگی قائم۔دوسری حیوانی جس کا مرکز دماغ ہے جس سے ہوش و حواس برقرار۔روح حیوانی سونے کی حالت میں نکل جاتی ہے اور روح سلطانی موت کے ساتھ خارج ہوتی ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۶۵)۔فلک اعظم یعنی عرش اعظم کی حرکت مشرق سے مغرب کی طرف‘ باقی کی مغرب سے مشرق کی طرف۔پھر عرش کی حرکت اتنی تیز کہ ایک دن میں پورا دورہ کر جائے۔آٹھویں آسمان کی رفتار اتنی سست کہ چھتیس ہزار سال میں دورہ پورا کر سکے۔پہلا آسمان جس پر چاند ہے تقریباً اٹھائیس دن میں دورہ طے کر جائے اور چوتھا آسمان جس پر سورج ہے تین سو پینسٹھ دن یعنی ایک سال میں‘ آسمان زحل تیس سال میں‘ آسمان مشتری بارہ سال میں‘ آسمان مریخ دو سال میں دورہ پورا کرتا ہے۔(تفسیر کبیر)

(۶۶)۔زمین اور آسمان کی پیدائش سے پہلے پانی تھا۔قدرت نے اس پر جھاگ پیدا کیے۔وہ جھاگ چالیس برس تک ایک جگہ محفوظ رہے پھر وہی جھاگ پھیلا دیے گئے۔اسی پھیلے ہوئے جھاگ کا نام زمین ہے۔اس جھاگ کی پیدائش آسمان اور زمین کی پیدائش

سے پہلے ہے اوراس کا پھیلاؤ اس کے بعد۔ جہاں جھاگ محفوظ رہے تھے آج وہاں کعبہ معظّمہ ہے۔ پھر آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے بیت المعمور کے ٹھیک نیچے فرشتوں نے کعبہ شریف کی عمارت بنائی۔ پیمائش میں بیت المعمور کے برابر تاکہ آسمان کے فرشتے تو بیت المعمور کا طوف کیا کریں اور زمین کے فرشتے کعبے کا۔(تفسیرنعیمی)

(۶۷)۔مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبے کی تعمیر فرماتے تھے۔آپ کے قدم کی جگہ ریت یا گارے کی طرح اتنی نرم ہوگئی کہ اس پر آپ کے قدموں کے نشان بن گئے جو اب تک موجود ہیں۔تعمیر کعبہ کے بعد اسی پتھر پر کھڑے ہوکر جبل بوقبیس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آوازیں دی تھیں کہ اللہ کے بندو اس گھر کی طرف آؤ۔اس پتھر پر قدم رکھ کر آپ نے اپنی بہو یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زوجہ سے اپنا سر مبارک دھلوایا تھا۔ یہ پتھر ہزاروں سال گزرنے کے بعد آج بھی اسی طرح محفوظ ہے۔ رب تعالیٰ نے اس پتھر کو اتنی عزت بخشی کہ سارے حاجیوں کے سر اس کی طرف جھکادیے۔ (تفسیرنعیمی)

(۶۸)۔کدو دوسری سبزیوں سے اس لیے افضل ہے کہ اس درخت کے نیچے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے باہر آنے پر رکھا گیا تھا۔کافی عرصہ مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے حضرت یونس علیہ السلام کا جسم مبارک خاص طور سے آپ کی کھال بہت نرم ہو گئی تھی۔ڈر تھا کہ آپ کے جسم پر مکھیاں بیٹھیں جس سے آپ کو تکلیف ہو۔اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے کدو کا درخت اگادیا کہ مکھیاں اس کے قریب نہیں جاتیں۔(نزہۃ القاری)

(۶۹)۔اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کے علاقہ میں کوہ عرفات کے پیچھے میدان نعمان میں آدم علیہ السلام کی پشت پر دست قدرت پھیر کر ان سے ان کی اولاد یہاں تک کہ قیامت تک پیدا ہونے والے لوگ اسی ترتیب سے نکالے جس ترتیب سے پیدا ہوں گے۔ یہ سب چیونٹیوں کی شکل میں تھے۔ پھر ان پر اپنی تجلی ڈالی' اپنا جمال دکھا کر ان سے فرمایا: کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ سب نے ایک زبان ہوکر کہا: ہاں! ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو ہی ہمارا

رب ہے۔رب تعالیٰ نے یہ عہد و پیمان اس لیے لیا تاکہ قیامت میں نہ کہہ سکو کہ اے مولا ہم تیرے رب ہونے سے بے خبر رہے ہمیں معافی دیدے۔(تفسیرنعیمی)

(۷۰)۔روح انسانی چار بار انسانی جسم میں پڑتی ہے۔ایک میثاق کے دن ڈالی گئی تھی' دوسری ماں کے پیٹ میں' پھر موت کے وقت نکال لی جاتی ہے پھر قبر میں سوال جواب کے لیے پھر محشر میں صور پھونکتے وقت جس کے بعد جنت دوزخ میں نہ نکالی جائے گی۔ہاں کچھ گنہگار مومن دوزخ میں مردہ کردیے جائیں گے پھر نکال کر جنت میں بھیجے جائیں گے۔(تفسیرنعیمی)

(۷۱)۔حدیث شریف میں ہے کہ میثاق ازل کا ایک عہد نامہ حجر اسود میں محفوظ ہے۔حجر اسود خانہ کعبہ میں لگا ہوا ہے۔کل قیامت میں یہ پتھر اس طرح آئے گا کہ اس کے آنکھیں' زبان' منہ وغیرہ سب کچھ ہوگا۔(تفسیرنعیمی)

(۷۲)۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حرم مکہ میں جو کبوتر رہتے ہیں یہ ان کبوتروں کی نسل ہے جنھوں نے ہجرت کی رات غار ثور میں انڈے دیے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی کہ قیامت تک ان کی نسل باقی رہے چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی۔(تفسیرنعیمی) فقیر برکاتی کو مدینہ منورہ میں کچھ مقامی لوگوں نے بتایا کہ نجدی خبثاء آج کل ان کبوتروں کے پیچھے ہات دھوکر پڑ گئے ہیں اور ان کے دانہ میں زہر ملا کر ڈال دیتے ہیں جس سے ہزاروں کبوتر شہید ہوگئے۔اس کے علاوہ نجدی ملاعنہ نے بچوں کو غلیلیں دے کر اس کام پر لگایا ہے کہ رات کے وقت ان کبوتروں کے ٹھکانوں کو تلاش کر کے انھیں ختم کریں۔

(۷۳)۔نبی مکرم ﷺ نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے لگ بھگ سولہ مہینے نماز پڑھی ہے اور یہی زمین محشر کی ہے۔یہیں سے آدمی جنت اور دوزخ کی طرف بھیجے جائیں گے۔(تفسیرنعیمی)

(۷۴)۔مکہ میں ایک روزہ ایک لاکھ روزوں کے برابر ہے' ایک رکعت نماز

ایک لاکھ رکعت کے برابر' ایک روپیہ کی خیرات ایک لاکھ روپے کی خیرات کے برابر ہے۔اسی طرح مکہ مکرمہ میں ایک نیکی کرنا ایک لاکھ نیکی کرنے کے برابر ہے۔جو مسلمان مکہ میں مراوہ قیامت کے دن پیغمبروں کے گروہ میں اٹھے گا۔(صحیح حدیث)

(۷۵)۔سلطان قائت بائی نے روضہ رسول ﷺ کے اوپر تیسرا گنبد نیلے رنگ کا بنوایا تھا۔سن بارہ سوتینتیس ہجری میں سلطان محمود بن عبدالحمید خاں ثانی نے نئی تعمیر کرا کے سن بارہ سو پچپن ہجری میں سبز رنگ چڑھایا۔یہی گنبد خضریٰ آج بھی موجود ہے اور دنیا بھر کے سنی مسلمانوں کے دل کی دھڑکن ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۷۶)۔جس سال اصحاب فیل کا واقعہ ہوا' عرب میں خسرہ اور چیچک اسی سال پہلی بار نظر آئی اور اسی سال پہلے پہل عرب میں اسپند' اندرائن اور آک وغیرہ قسم کے بدمزہ اور ناگوار پودے دیکھے گئے۔(تفسیر نعیمی)

(۷۷)۔جن آگ سے پیدا کیے گئے ہیں۔یہ سب انسانوں کی طرح ذی عقل اور روح اور بدن کے مالک ہوتے ہیں۔ان میں بچے بھی پیدا ہوتے ہیں' مرتے جیتے ہیں۔ان میں اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی۔(تمبید اللھفان من مکائداشی طان مصنفہ علامہ صوفی شبیر احمد صاحب چشتی)

(۷۸)۔کچھ علماء نے لکھا ہے کہ روحیں جمعہ کی رات چھٹی پاتی ہیں اور پھیلتی ہیں۔پہلے اپنی قبروں پر آتی ہیں پھر اپنے گھروں میں۔(تفسیر نعیمی)

(۷۹)۔کعبہ معظّمہ بیت المقدس سے چالیس سال پہلے بنایا گیا تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۸۰)۔جنت اور دوزخ کے بیچ روشن دان ہوں گے۔مسلمان کبھی کبھی اپنے کافر دشمن کا حال معلوم کرنا چاہے گا تو روشن دان سے جھانک کر دیکھ لے گا کہ کافروں کی کھوپڑیوں میں بھیجا کھول رہا ہے۔(تذکرۃ القرطبی)

(۸۱)۔روح کی ترقی نو قسم پر ہے:- پہلے مومن' دوسرا عابد' تیسرا زاہد' چوتھا عارف' پانچواں ولی' چھٹا نبی' ساتواں مرسل' آٹھواں اولوالعزم' نواں خاتم۔حضور ﷺ میں یہ کل مرتبے

موجود ہیں مگر حضور ﷺ کا مرتبہ کسی میں نہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۸۲)۔خانہ کعبہ کی موجودہ تعمیر پانچ شوال ایک ہزار چالیس ہجری کو پوری ہوئی۔ موجودہ عمارت قسطنطنیہ کے حکمراں سلطان عمار بن سلطان احمد خاں نے تعمیر کی۔(تفسیر نعیمی)

(۸۳)۔موجودہ خانہ کعبہ کی تعمیر کے دوران ہر روز چالیس ہزار من بوجھ اونٹوں کے مٹی اور کنکر کے نکالے جاتے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۸۴)۔امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مسجد حرام ساری دنیا کا قبلہ ہے اور خانہ کعبہ اس مسجد کا قبلہ ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۸۵)۔صفا اور مروہ کسی زمانے میں مسجد حرام کے پاس دو پہاڑیاں تھیں۔اب معمولی بلندیاں رہ گئی ہیں۔صفا حرم شریف کے دائیں طرف ہے اور مروہ بائیں جانب۔دونوں کے بیچ تقریباً سات فرلانگ کا فاصلہ ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۸۶)۔پہلے خانہ کعبہ کا غلاف مختلف رنگوں کا ہوتا تھا۔خلیفہ مامون الرشید نے سفید رنگ کا غلاف چڑھایا۔محمود غزنوی کے غلاف کا رنگ زرد تھا۔مصر کے فاطمی خلیفہ سفید رنگ کے غلاف بھیجتے تھے۔خلیفہ ناصر عباسی نے شروع میں سبز رنگ کا غلاف بنوایا پھر سیاہ ریشم کا بنوا کر بھیجا۔ اس کے بعد سیاہ غلاف ہی بنایا جا تا رہا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۸۷)۔غلاف کعبہ کے چاروں طرف زری کے کام کی پٹی بنانے اور اس پر کعبہ سے متعلق قرآنی آیتیں لکھوانے کا سلسلہ سب سے پہلے سات سو اکسٹھ ہجری میں مصر کے سلطان حسن نے شروع کیا تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۸۸)۔مکہ کی بابت کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ بابلی زبان کا لفظ ہے جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ملک کی زبان تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۸۹)۔جبل بوقبیس صفا کے نزدیک بیت اللہ شریف کے بالکل سامنے پڑتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہ سب سے پہلا پہاڑ ہے جو دنیا کی سطح پر نظر آیا۔ایک دوسری روایت کے مطابق طوفان نوح کے بعد حجر اسود اس پہاڑ پر امانت

کے طور پر محفوظ رہا۔حضورانورﷺ کا چاند کے دوٹکڑے کرنے کا معجزہ جس کا بیان قرآن میں ہے اسی پہاڑ پر دنیاوالوں کودکھایا گیاتھا۔(تفسیرنعیمی)

(۹۰)۔مسجد قبا مسلمانوں کی سب سے پہلی مسجد ہے اسے رسول اللہﷺ نے اپنے دست مبارک سے تعمیر فرمایا تھا۔مسجد حرام' مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے بعد یہ تمام مسجدوں میں افضل ہے۔یہاں دورکعت نماز کا ثواب ایک عمرہ کی برابر ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۹۱)۔مسجد نبوی کی تعمیر میں رسول اللہﷺ بھی صحابہ کے ساتھ پتھر ڈھوتے اور یہ شعر پڑھتے جاتے:

هذا الحمال لاحمال خیبر هذا ابرّ ربنا و اطهر

ایک شخص نے جو مٹی ڈھورہا تھا آگے بڑھ کے عرض کیا: یارسول اللہ! اپنے حصے کی اینٹیں مجھے دیدیجیے انھیں میں لے جاؤں۔فرمایا: دوسری اٹھالو۔تم مجھ سے زیادہ اللہ کے محتاج تونہیں۔ایک اور شخص جو گارا بنانے میں ماہر تھا اسے دیکھ کرفرمایا: اللہ اس پر رحم فرمائے جسے کسی صنعت میں کمال حاصل ہو۔پھراسے تاکید فرمائی کہ تم یہی کیا کرو اس میں تمھیں خوب ملکہ ہے۔(الحدیث)

(۹۲)۔مسجد صخرہ(قبلہ اوّل)میں اس پتھر کی زبان ہے جس نے حضورانورﷺ سے کلام کیاتھا۔(تفسیرنعیمی)

(۹۳)۔سرورعالمﷺ کوہجرت کے تین مقامات مدینہ' قنسرین اور بحرین الہام کے ذریعے بتائے گئے کہ ان میں سے کسی مقام کوآپ ہجرت کرجائیں۔بعد میں مدینہ کی نشاندہی کردی گئی۔(تفسیرنعیمی)

(۹۴)۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جنات میں بقعہ نامی حور مشک' عنبر' کافوراورزعفران چارچیزوں سے بنی ہے۔اس کاخمیر نہرحیوان کے پانی سے تیار کیا گیاہے۔اللہ تعالیٰ کے کُن فرمانے سے وہ پیدا ہوئی ہے۔تمام حوریں اس کی عاشق ہیں۔اس کے ایک بارتھوکنے سے سمندر کا کھاری پانی میٹھا ہوجائے۔اس کے سینے پر لکھا ہے جو شخص

مجھ جیسی حور کا خواہشمند ہوتو اسے چاہیے کہ میرے رب کی اطاعت کرے۔(تنبیہ الغافلین مصنفہ فقیہ ابواللیث سمرقندی)

(۹۵)۔حضوراکرمﷺ نے مدینے کے کئی نام طیبہ' مدینۃ النبی رکھے۔اسے آپ حبیبہ اورمحبوبہ بھی کہتے تھے۔محدثین نے دلائل کے ساتھ مدینہ کے ۹۹ نام بیان کیے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس شہر کوطابہ(پاک)فرمایا ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۹۶)مدینہ میں حضورﷺ کے قیام کی جگہ کی پہچان کرنے کے لیے حضورﷺ کے ہی حکم سے آپ کی اونٹنی کی مہارکھول دی گئی۔اونٹنی اس حصہ پر جہاں اب باب جبرئیل ہے آبیٹھی پھراٹھ کر پندرہ قدم چلی اوراطمینان سے بیٹھ گئی۔یہ آراضی سہل اورسہیل دویتیم انصارکی تھی جواسعد بن جرارہ کی نگرانی میں تھے۔حضورﷺ ابھی اونٹنی سے اترے بھی نہ تھے کہ وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔وہاں پڑی زمین کا ایک بڑا سا چکر لگایا اور پہلے والی جگہ پرآکر بیٹھ گئی۔اونٹنی نے زمین کے جس حصے کا چکر لگایا تھا وہی حصہ ریاض الجنۃ یا جنت کی کیاری قرار پایا۔(تفسیرنعیمی)

(۹۷)حضورﷺ نے مدینہ میں پہلے پہل حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں قیام فرمایا۔قیام کی مدت سات ماہ رہی۔(تفسیرنعیمی)

(۹۸)۔علماءفرماتے ہیں کہ ریاض الجنۃ دراصل جنت کا بغیچہ ہے اس لحاظ سے اسے جوں کا توں جنت میں منتقل کردیا جائے گا اورفنا یا معدوم نہیں کیا جائے گا۔(ضیاءالنبی)

(۹۹)۔باب جبرئیل کے قریب گنبد خضریٰ سے ملا ہوا سب سے بڑا مینارہ رئیسہ ہے' تہجد کی اذان اسی پر ہوتی ہے۔تہجد کی اذان کے لفظ محمد رسول اللہ پر ساری مسجد روشنی سے منور ہو جاتی ہے اور سارے دروازے ایک ساتھ کھل جاتے ہیں۔(تفسیرنعیمی)موجودہ بادشاہ نے جب سے حرمین کی خدمت سنبھالی ہے تب سے مسجد نبوی شریف رات بھر کھلی رہتی ہے۔(نظمی)

(۱۰۰)۔مسجد نبی میں باب السلام پر دوسرا مینارہ ترکی طرز تعمیر کا ہے۔ساٹھ میٹر اونچے اس مینارے کوناصر بن محمد قلاعون نے بنایا تھا۔(تفسیرنعیمی)

(۱۰۱)۔مکہ معظّمہ حجاز مقدس کا مشہور شہر ہے جو مشرق میں جبل بوقبیس اور مغرب میں جبل قعیقعان دو بڑے پہاڑوں کے بیچ واقع ہے۔اس کے چاروں طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں اور ریتیلے میدانوں کا سلسلہ دور دور تک چلا گیا ہے۔(سیرت مصطفیٰ مصنفہ علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی)

(۱۰۲)۔حجرہ رسول اکرم ﷺ کے چاروں طرف کی جالی سلطان قائت بائی نے آٹھ سو اناسی ہجری میں نصب کرائی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۳)۔فن تعمیرات کے ماہروں کا کہنا ہے کہ مسجد نبوی شریف دنیا کی سب سے خوب صورت،مضبوط اور مستحکم عمارت ہے جو ابھی صدیوں تک برقرار رہے گی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۴)۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرا منبر حوض کوثر پر ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۵)۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں فرشتے مقرر ہیں تا کہ طاعون داخل ہو نہ دجال۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۶)۔کوہ احد کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جنت کے دروازے پر نگہبانی کا فریضہ انجام دے گا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۷)۔مدینہ کی کھجور عجوہ کے بارے میں حدیثوں میں ہے کہ جو کوئی اس کے سات دانے نہار منہ کھائے وہ اسی روز جادو یا زہر کے اثر سے ہر طرح محفوظ ہو جاتا ہے۔(بخاری شریف)

(۱۰۸)۔مسجد قباء کا موجودہ خوب صورت روپ تیونس کے صدر حبیب بورقیبہ کا تعمیر کرایا ہوا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۹)۔کچھ یہودی ظاہر میں ایمان لائے تھے۔انھوں نے مسجد قبا کے نزدیک ایک مسجد اس غرض سے بنائی تھی کہ وہاں جمع ہو کر اسلام کے خلاف میٹنگ کریں، جلسے اور منصوبہ بندیاں کریں۔یہی مسجد ضرار تھی۔اس کا بانی ابو عامر راہب اسلام کا بدترین دشمن

تھا۔(نزہۃ القاری)

(۱۱۰)۔سرور عالم ﷺ ہر سنیچر مسجد قبا تشریف لے جاتے اور وہاں نوافل ادا کرتے تھے۔خلفائے راشدین بھی اس سنّت پر سختی سے عمل کرتے تھے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اگر یہ مسجد قباء کی جگہ صنعا (یمن) میں ہوتی تو خدا کی قسم ہر سنیچر کو وہاں پہنچنے میں دیر نہ کرتا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۱)۔بیر اریس مسجد قبا کے سامنے ایک باغ کے کنویں کو کہتے ہیں۔حضور ﷺ اکثر اس کنویں کی منڈیر پر تشریف رکھتے تھے۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار سنّت نبوی کے اتباع میں کنویں کی منڈیر پر تشریف فرما تھے کہ آپ کے ہات سے رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی (جس میں مہر نبوت تھی) کنویں میں گر گئی۔لاکھ تلاش کیا گیا مگر نہ ملی۔اس واقعہ کے بعد اس کنویں کا نام بیر خاتم یعنی انگوٹھی والا کنواں پڑ گیا۔(بخاری شریف)

(۱۱۲)۔علماء فرماتے ہیں کہ دوسری مسجدوں میں صف کا دایاں حصہ بائیں سے افضل ہوتا ہے مگر مسجد نبوی میں بایاں حصہ دائیں سے افضل ہے کیونکہ وہ روضہ اقدس سے قریب ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۳)۔جب سنگ اسود کعبہ کی دیوار میں قائم کیا گیا تو اس کی روشنی دور دور تک جاتی تھی۔جہاں جہاں تک اس کی روشنی پہنچی وہاں تک حرم کی حدیں مقرر ہوئیں جن میں شکار کرنا منع ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۴)۔حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا وہ اپنے پروں پر شام یا فلسطین سے کچھ زمین اٹھالائے۔پہلے اسے خانہ کعبہ کے گرد سات بار طواف کرایا گیا پھر اسے مکہ معظّمہ سے کچھ میل دور دو پہاڑیوں پر رکھ دیا گیا۔اسی لیے اس کا نام طائف پڑا۔یہاں کی آب و ہوا نہایت خوشگوار رہتی ہے اور یہاں نفیس میوے کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۵)۔خانہ کعبہ پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے بنا: طور سینا، طور زیتا، کوہ جودی، کوہ لبنان اور کوہ حرا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۶)۔حج ہمیشہ سے کعبہ کا ہی ہوا۔بیت المقدس کا حج کبھی نہیں ہوا۔(تفسیرنعیمی)

(۱۱۷)۔پچھلے زمانے میں ایک شخص تھا اساف اور ایک عورت تھی نائلہ۔انھوں نے خانہ کعبہ میں بری نیت سے ایک دوسرے کو ہات لگایا۔اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوااور وہ دونوں پتھر ہو گئے۔عبرت کے لیے اساف کو تو صفا پہاڑی پر رکھ دیا گیااور نائلہ کو مروہ پرتا کہ لوگ انھیں دیکھ کر گناہ کے خیال سے بچیں۔کچھ زمانے کے بعد جہالت کا دور ختم ہوا تو لوگوں نے ان کی پوجا شروع کر دی۔جب وہ صفا اور مروہ کے بیچ دوڑتے تو تعظیم کے ارادے سے انھیں بھی چھو لیتے۔مسلمانوں کو بت پرستی کی اسی مشابہت کی وجہ سے صفا اور مروہ کے بیچ دوڑنا ناپسند ہوا جس کی تسلی کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں آیت نازل فرمائی اور مسلمانوں کو اطمینان دلایا گیا کہ جس طرح کعبہ کے اندر جاہلیت کے زمانے میں کافروں نے بت رکھے تھے اب اسلام کے دنوں میں بت اٹھا دیے گئے کعبہ شریف کا طواف درست رہا اسی طرح مشرکوں کی بت پرستی سے صفا اور مروہ کے شعائر دین ہونے میں کچھ فرق نہیں آیا۔(تفسیر کبیر، تفسیرنعیمی)

(۱۱۸)۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ منیٰ کو منیٰ اس لیے کہتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام توبہ کے بعد عرفات سے یہاں پہنچے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: کچھ تمنا کرو۔آپ نے جنت کی آرزو کی لہذا اس جگہ کا نام منیٰ ہوا یعنی خواہش کی جگہ۔ہوسکتا ہے کہ اسے اس لیے منیٰ کہا جاتا ہے کہ منیٰ کے دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے۔یہ دنیاوی خواہشات یعنی حلال غذا اور جماع حاصل کرنے کا زمانہ ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۱۱۹)۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ حجون (مکہ معظمہ کا قبرستان) اور بقیع (مدینہ منورہ کا قبرستان) کے کنارے پکڑ کر جنت میں اس طرح جھاڑ دیے جائیں گے کہ یہاں کے تمام مدفون وہاں پہنچ جائیں گے۔(تفسیر کبیر، روح البیان)

(۱۲۰)۔حدیث شریف میں ہے کہ جو ایک گھڑی بھی مکہ معظمہ کی گرمی برداشت کر لے وہ دوزخ سے دوسو سال کی راہ پر رہے گا۔(تفسیر کبیر، روح البیان)

(۱۲۱)۔بکّہ بکٌّ سے بنا جس کے معنیٰ ہیں کچل ڈالنا۔چونکہ شہر مکہ کے دشمن اصحاب فیل کچل دیے گئے اس لیے اسے بکّہ کہا جاتا ہے۔اور مکہ مکٌّ سے بنا یعنی چوس لینا، خشک کر دینا۔چونکہ شہر مکہ حاجیوں کے گناہوں کو ضبط کر لیتا ہے اس لیے اسے مکہ کہتے ہیں۔مکہ مکرمہ کے بہت نام ہیں: مکہ، بکّہ، امِّ رحم، بشاشہ، حاتمہ، ام القریٰ، بلد امین، المامون، صلاح، قادس، مقدس، راس، مبیّنہ۔(تفسیر خازن، تفسیر کبیر)

(۱۲۲)۔حضور ﷺ کا باغ فدک ابھی تک وقف چلا آ رہا ہے کیونکہ نبی کی میراث تقسیم نہیں ہوتی۔(نزہۃ القاری)

(۱۲۳)۔تفسیر مدارک میں ہے اگر ایک سال لوگ کعبے کو خالی کر دیں تو کعبہ غائب ہو جائیگا اور دنیا تباہ ہو جائیگی۔(تفسیرنعیمی)

(۱۲۴)۔جنت البقیع کا ذکر تورات میں یوں تھا: ایک قبرستان کھجور کے درختوں سے گھرا ہوا ہوگا۔ستر ہزار آدمی اس میں سے اٹھیں گے جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔(تفسیرنعیمی)

(۱۲۵)۔بدر اس مشہور جگہ کا نام ہے جہاں سترہ رمضان سن دو ہجری کو حق اور باطل کے بیچ فیصلہ کن مشہور غزوہ ہوا تھا۔بدر نام کے ایک شخص نے یہاں ایک کنواں کھدوایا تھا اسی کے نام پر کنویں کا، پھر اس جگہ کا نام پڑ گیا۔(نزہۃ القاری)

(۱۲۶)۔مزدلفہ کا دوسرا نام جمع بھی ہے اس کا ایک سبب تو یہی ہے کہ لوگ دنیا کے کونے کونے سے آ کر یہاں جمع ہوتے ہیں۔دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا نے یہاں اکٹھے رات گزاری تھی۔(تفسیرنعیمی)

(۱۲۷)۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ انسانی دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے۔ہم چھٹے ہزارے میں پیدا ہوئے۔(تفسیرنعیمی)

(۱۲۸)۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صور کے فرشتے کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا: اس کی دائیں جانب جبرئیل علیہ السلام ہیں اور

بائیں جانب میکائیل علیہ السلام۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲۹)۔حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لاکر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ایک پکارنے والا پکارے گا: اے جنت والو! اب موت نہیں ہے اور اے دوزخ والو! اب موت نہیں ہے۔(بخاری شریف)

(۱۳۰)۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: خدا نے زمین ہفتے کے دن پیدا کی اور اس پر پہاڑ اتوار کے دن بنائے اور درختوں کو پیر کے دن پیدا فرمایا اور بری چیزیں منگل کے دن پیدا کیں اور روشنی کو بدھ کے دن پیدا کیا اور جمعرات کے دن زمین پر مویشی اور چوپائے پیدا کر کے پھیلائے اور سب سے آخر میں جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد بالکل آخری گھڑی میں آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۱)۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں ایسی کھڑکیاں ہیں جن کا باہری حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آتا ہے۔ یہ اللہ سے محبت رکھنے والوں، اللہ کے لیے آپس میں ملنے جلنے والوں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۲)۔ اللہ تعالیٰ فرمات اہے: خلق الانسان ہلوعاً یعنی انسان بے صبرا پیدا کیا گیا۔ کتاب لبِّ لباب میں مقاتل سے روایت ہے کہ ہلوع کوہ قاف کے پیچھے ایک جانور ہے جو روزانہ سات جنگلوں کو تر گھاس سے خالی کر دیتا ہے اور تمام سوکھی گھاس پات کو کھالیتا ہے۔ سات دریا کا پانی پیتا ہے۔ گرمی اور سردی میں بے تاب رہتا ہے اور ہر رات اس خیال میں گزارتا ہے کہ کل کیا کھائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے صبری میں اس جانور سے تشبیہ دی ہے۔(سبع سنابل شریف)

(۱۳۳)۔ چار صفتیں انسان میں چار عناصر کی وجہ سے پیدا ہوئیں۔ اوّل تکبر جو آگ سے پیدا ہوا، دوسرے شہوت جو ہوا کا نتیجہ ہے، تیسرے حرص جو پانی کی فطرت ہے، چوتھے بخل جو خاک کی صفت ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۴)۔کسی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا جنت کہاں ہے؟ فرمایا: ساتوں آسمانوں کے اوپر اور دوزخ ساتوں زمینوں کے نیچے ہے۔(معالم التنزیل مصنفہ حسین بن مسعود ابومحمد نقوی شافعی)

(۱۳۵)۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے پاس رحمت کے سو حصے تھے ان میں سے ایک حصہ کر کے تمام جنّ، انس، جانور اور پرند کو عنایت فرمادیا جو وہ آپس میں استعمال کرتے ہیں اور وحشی جانور اپنے بچوں پر کرتے ہیں۔ باقی ننانوے حصے اپنے پاس رکھے جو اپنے بندوں پر قیامت کے روز استعمال فرمائے گا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۶)۔صوفیائے کرام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان کو تاروں سے سنوارا، فرشتوں کو جبرئیل علیہ السلام سے سنوارا، جنت کو حوروں سے سنوارا، پیغمبروں کو سید الانبیاء ﷺ سے سنوارا، دنوں کو جمعہ سے سنوارا، راتوں کو لیلۃ القدر سے سنوارا، مہینوں کو رمضان سے سنوارا، سجدوں کو کعبہ شریف سے سنوارا، کتابوں کو قرآن مجید سے سنوارا اور قرآن مجید کو بسم اللہ سے سنوارا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۷)۔حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنتی عورتیں اور مرد ہمیشہ پینتیس سال کے جوان رہیں گے۔ ان کا قد آدم علیہ السلام کی طرح ساٹھ ہات کا ہوگا۔ ان کے داڑھی نہیں ہوگی۔ سب کی آنکھیں قدرتی طور پر سرمہ لگی ہوئی ہوں گی۔ ہر ایک کے جسم پر ستر جوڑے ہوں گے، ہر جوڑے کا رنگ الگ ہوگا اور وہ جوڑے ایسے شفاف ہوں گے کہ ان سب کا رنگ اوپر سے نظر آئے گا۔ روزانہ ان کا حسن و جمال بڑھے گا، نہ کبھی بوڑھے ہوں گے نہ دبلے نہ کم زور اور نہ ان کے کپڑے کبھی میلے ہوں گے۔(تفسیر روح البیان)

(۱۳۸)۔تفسیر روح البیان میں ہے کہ انسان جنات کا دسواں حصہ اور جن وانس خشکی کے جانوروں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر پرندوں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر دریائی جانوروں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر زمین کے فرشتوں کا دسواں حصہ اور وہ سب مل کر پہلے

آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ اور وہ سب مل کر دوسرے آسمان کے فرشتوں کا دسواں
حصہ، ساتویں آسمان تک یہی ترتیب ہے۔ پھر یہ تمام مخلوق کرسی کے فرشتوں کے مقابلے میں
بہت کم ہے وہ سب ملا کر عرش اعظم کے ایک پردے کے فرشتوں کے مقابلے میں بہت کم
ہیں خیال رہے کہ عرش اعظم کے چھ لاکھ پردے ہیں اور ہر پردے میں اسی قدر فرشتے۔ پھر یہ
تمام مخلوق ان فرشتوں کے مقابلے میں جو عرش اعظم کے ارد گرد گھومتے رہتے ہیں ایسے ہیں
جیسے دریا کے مقابلے میں ایک بوند۔ ان کی گنتی رب ہی جانتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۹)۔ تفسیر عزیزی میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ اس طرح بیان کیا
گیا ہے: حق تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ تمام روئے زمیں میں سے سیاہ،
سفید، سرخ، ہری، نیلی، پیلی، میٹھی، کھاری، نرم، خشک ہر قسم کی ایک مٹھی بھر خاک لاؤ۔ حضرت
جبرئیل علیہ السلام نے زمین پر آ کر خاک اٹھانی چاہی مگر زمین نے سبب پوچھا۔ حضرت
جبرئیل علیہ السلام نے رب کا حکم بتایا۔ زمین نے عرض کیا: میں اس سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں
کہ تو مجھ سے خاک کو اٹھا کر انسان بنائے جس کی وجہ سے میرا کچھ حصہ جہنم میں جائے۔ حضرت
جبرئیل علیہ السلام واپس آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت
اسرافیل علیہ السلام کو باری باری بھیجا مگر وہ بھی اسی طرح خالی ہات لوٹ آئے۔ آخر میں اللہ
تعالیٰ نے ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بھیجا۔ انھوں نے زمین کی ایک نہ سنی بلکہ
فرمایا: میں تو اللہ کے حکم کا تابعدار ہوں تیری عاجزی اور زاری کی وجہ سے رب کی اطاعت
نہیں چھوڑ سکتا۔ اسی لیے انھیں جان نکالنے کا کام سونپا گیا کہ تم نے ہی اس خاک کو زمین سے
الگ کیا ہے تم ہی اسے ملانا۔ اب انھیں حکم ہوا کہ اس خاک کا مختلف پانیوں سے گارا بنائیں۔
چنانچہ اس پر چالیس روز بارش ہوئی۔ انتالیس دن تو رنج اور غم کا پانی برسا اور ایک دن خوشی کا۔
اسی لیے انسان کو رنج اور غم زیادہ ہوتا ہے اور خوشی کم۔ پھر اس گارے کو مختلف ہواؤں سے اتنا
سکھایا کہ کھنکھنانے لگا۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس گارے کو مکہ اور طائف کے بیچ وادی نعمان
میں عرفات پہاڑ کے نزدیک رکھیں۔ پھر حق تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے اس گارے کو

حضرت آدم علیہ السلام کا جسم بنایا اور صورت تیار کی۔ فرشتوں نے کبھی ایسی صورت نہ دیکھی تھی۔
اب جو دیکھی تو حیرت میں پڑ گئے۔ اور اس کے چاروں طرف گھومنے لگے۔ اس پتلے کی خوب
صورتی دیکھ کر حیران تھے۔ ابلیس کو بھی اس سارے اعلان کی خبر ہو چکی تھی۔ وہ بھی پتلے کو
دیکھنے آیا اور اس کے چاروں طرف پھر کے بولا کہ اے فرشتو تم اسی کا تعجب کرتے ہو؟ یہ تو
ایک اندر سے خالی جسم ہے جس میں جگہ جگہ سوراخ ہیں اور اس کی کمزوری کا یہ عالم ہے کہ اگر
بھوکا ہو تو گر پڑے اور اگر خوب پیٹ بھر کر کھالے تو چل پھر نہ سکے۔ اس کھوکھلے پتلے سے کچھ نہ
ہو سکے گا۔ پھر بولا: ہاں اس کے سینے کی بائیں طرف ایک بند کوٹھری ہے یہ خبر نہیں کہ اس میں
کیا ہے۔ شاید کہ یہی لطائف ربانی کی جگہ ہو جس کی وجہ سے یہ خلافت کا حق دار ہوا۔ پھر روح کو
حکم ہوا کہ اس پتلے میں اور اس کے گڑھوں میں بھر جائے۔ جب روح پتلے کے پاس پہنچی تو
جسم کو تنگ اور اندھیرا پایا۔ اندر جانے سے جھجک گئی۔ کچھ روایتوں میں آیا ہے کہ تب نور مصطفیٰ
ﷺ سے وہ پتلا جگمگا دیا گیا یعنی وہ نور آدم علیہ السلام کی پیشانی میں امانت کے طور پر رکھ دیا
گیا۔ اب روح آہستہ آہستہ داخل ہونے لگی۔ ابھی سر میں تھی کہ آدم علیہ السلام کو چھینک آئی اور
زبان سے نکلا الحمد للہ۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: یرحمک اللہ۔ یہی اب سُنّت ہے۔ جب روح کمر تک
پہنچی حضرت آدم علیہ السلام نے اٹھنا چاہا مگر گر پڑے کیونکہ نیچے کے دھڑ میں روح پہنچی ہی نہ
تھی۔ جب تمام بدن میں روح پھیل گئی تو حکم ہوا کہ فرشتوں کے پاس جا کر انھیں سلام کرو اور
سنو وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ تب آدم علیہ السلام ادھر تشریف لے گئے اور فرمایا: السلام علیکم۔
انھوں نے جواب دیا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ ارشاد الٰہی ہوا کہ یہی الفاظ تمھارے اور تمھاری
اولاد کے لیے مقرر کیے گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ میری اولاد کون ہے؟ تب
ان کی پشت پر دست قدرت پھیر کر اس سے ساری انسانی روحیں نکالی گئیں اور آدم علیہ السلام کو
دکھائی گئیں اور انھیں کافر، مومن، منافق، مشرک، اولیاء، قطب، انبیاء دکھائے گئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۰)۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہندوستان کی زمین ہری بھری
ہے اور عود اور قرنفل وغیرہ خوشبوئیں اس لیے وہاں پیدا ہوتی ہیں کہ آدم علیہ السلام جب اس

زمین پر تشریف لائے تو ان کے جسم پر جنتی درخت کے پتّے تھے اور پتّے ہوا سے اڑ کر جس درخت پر پہنچے وہ ہمیشہ کے لیے خوشبودار ہو گیا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۱)۔ میثاق کے دن روحوں کی چار صفیں تھیں۔ پہلی صف نبیوں کی، دوسری صف اولیاء اللہ کی، تیسری صف عام مسلمانوں کی اور چوتھی میں کافروں کی روحیں۔ رب نے فرمایا: کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ نبیوں نے جمال الٰہی دیکھا اور کسی آڑ یا پردے کے بنا یہ کلام سنا اور عرض کیا بلیٰ یعنی ہاں۔ اسی لیے وہ دنیا میں نبوت اور رسالت اور کلام الٰہی کے مستحق ہوئے۔ اولیاء اللہ نے نبیوں کی روحوں کے پردے سے یہ انوار دیکھے اور کلام الٰہی سن کر بلیٰ کہا۔ لہٰذا وہ نبیوں کے حامی اور الہام کے مستحق ہوئے۔ عام مسلمانوں نے دو واسطوں یعنی انبیا اور اولیاء کے ذریعے سن کر الوہیت کا اقرار کیا لہٰذا وہ بھی دنیا میں نبیوں کے امتی اور ولیوں کے فرماں بردار بنے اور بنا دیکھے اللہ کی ذات پر ایمان لائے۔ کافروں نے بہت سے پردوں کے پیچھے سے اس خطاب کی آواز سنی مگر مقصد نہیں سمجھا، ایسے ہی بلیٰ کا شور سنا اور خود بھی بنا سوچے سمجھے بلیٰ کہہ دیا۔ جب دنیا میں آئے تو سب بھول گئے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۲)۔ جنت کے سو درجے مجاہدین کے لیے خاص ہیں جن کے درمیانی حصے کا نام فردوس ہے اسی پر عرش الٰہی ہے اور یہیں سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۳)۔ مشعر حرام مزدلفہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے اسی کو قزح اور میقدح بھی کہتے ہیں۔ جاہلیت کے زمانے میں لوگ عرفات سے واپس آکر تمام رات اس پر آگ جلاتے تھے۔ اسلام نے حکم دیا کہ یہ بیہودہ بات ہے، یہاں آکر اللہ کا ذکر کرو۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۴)۔ کرسی وہ چیز ہے جو عرش کے نیچے اور ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے جسے فلسفی آٹھواں آسمان یا فلک بروج کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ کرسی کے مقابلے میں آسمان اور زمین ایسے ہیں جیسے کسی جنگل میں انگوٹھی اور یہی مناسبت کرسی کو عرش کے مقابلہ میں ہے۔(درِ منثور)

(۱۴۵)۔ کرسی کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں۔ ایک فرشتہ حضرت آدم علیہ السلام کی

شکل پر ہے، دوسرا گدھ کی شکل میں، تیسرا بیل کی شکل میں اور چوتھا شیر کی شکل پر۔(روح البیان)

(۱۴۶)۔ کچھ روایتوں میں ہے کہ عرش اٹھانے والے فرشتوں اور کرسی اٹھانے والے فرشتوں کے بیچ ستر پردے ظلمت کے اور ستر پردے نور کے ہیں۔ ہر پردے کی موٹائی پانچ سو برس کی راہ ہے۔ اگر یہ پردے نہ ہوتے تو عرش اٹھانے والے فرشتوں کے نور سے کرسی اٹھانے والے فرشتے جل جاتے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۷)۔ جوں کو پکڑ کر زندہ چھوڑ دینا حافظہ کمزور کر دیتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۸)۔ ریشمی کپڑے میں جوں نہیں پڑتی اس لیے خارش کی بیماری اور جوں کی زیادتی میں مرد کا ریشم جائز ہے۔ نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جوں کی شکایت پر ریشم پہننے کی اجازت دی تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۹)۔ کچھ روایتوں میں ہے کہ مینڈک اللہ کا بہت ہی ذکر کرتا ہے اس کی تسبیح سبحان الملک القدوس ہے۔ کچھ روایتوں میں ہے کہ مینڈک کو نہ مارو کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نمرود کی آگ بجھانے کی کوشش کرتا رہا تھا۔(روح البیان)

(۱۵۰)۔ قیامت کے بعد کوہ طور، کعبہ معظّمہ، مسجد نبوی، بیت المقدس جنت میں رکھے جائیں گے۔(روح المعانی)

(۱۵۱)۔ مقام ابراہیم یعنی وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی اپنے اندر یہ کرامت رکھتا تھا کہ جب آپ کو اونچا ہونے کی ضرورت ہوتی تھی تو وہ پتھر بھی اونچا ہو جاتا تھا اور جب آپ نیچے ہونا چاہتے تھے تو وہ نیچے ہو جاتا تھا۔ اس پتھر پر آج تک سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات ہیں۔(تفسیر کبیر، روح المعانی، روح البیان)

(۱۵۲)۔ کعبہ معظّمہ کی بنیاد آج سے تقریباً چار ہزار سال پہلے بائیس سو قبل مسیح میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے رکھی تھی۔(تفسیر

نعیمی)

(۱۵۳)۔طور وہ مشہور پہاڑ ہے جو وادی مقدس طویٰ میں واقع ہے جس پر حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی۔ یہیں تورات دی گئی۔ یہ پہاڑ دمشق سے قریب ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۵۴)۔بیت المقدس سے تیس کلومیٹر دور الخلیل بستی میں غار انبیاء ہے جس میں ستر ہزار پیغمبروں کے مزارات ہیں۔(سفر نامہ قبلتین)

(۱۵۵)۔جہنم اللہ کے سخت جیل خانے کا نام ہے۔یہ اصل میں چاہ نم تھا یعنی گہرا کنواں یا جہنام تھا یعنی بہت ہی گہرا کنواں۔اس کے کنارے اور تھاہ میں ساڑھے سات ہزار سال کا فاصلہ ہے یعنی زمین اور آسمان کے فاصلے سے بہت زیادہ کہ زمین اور آسمان کا فاصلہ صرف پانچ سو برس کا ہے۔اس میں گرم اور ٹھنڈے دونوں طرح کے طبقے ہیں جنھیں حرور اور زمہریر کہتے ہیں۔حرور گرم' زمہریر ٹھنڈا۔(تفسیر روح البیان)

(۱۵۶)۔مسلم اور بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ایک حدیث نقل فرمائی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرنے کا فیصلہ کیا تو ایک تحریر اپنے دست قدرت سے لکھ کر اپنے پاس عرش کے اوپر رکھ لی کہ میری رحمت میرے غضب سے زیادہ ہے۔(تفسیر روح المعانی)

(۱۵۷)۔تاریخی واقعہ مشہور ہے کہ حضور ﷺ نے کعبہ معظّمہ سے بت نکالے تو سارے بتوں کا چورا کرواکے سڑک پر بچھا دیا کہ اس پر گدھے گھوڑے پیشاب کریں' لوگ قدموں سے روندیں' مگر جو بت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نام کے تھے انھیں دفن کرا دیا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۵۸)۔ثور پہاڑ جس کی ایک غار میں حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کے موقع پر پناہ لی تھی مکہ معظّمہ سے موجودہ راستے سے پانچ میل دور ہے۔اس پہاڑ کو ثور اس لیے کہتے ہیں کہ ایک بار اس پر ایک شخص ثور ابن عبدمنات نے

قیام کیا تھا۔اسی کی نسبت سے اس کا نام جبل ثور ہو گیا۔اس پہاڑ کا اصل نام اطحل ہے۔(تفسیر روح البیان)

(۱۵۹)۔حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک خاص محل ہے جسے عدن کہتے ہیں۔اس کے چاروں طرف بے شمار محل اور باغ ہیں۔اس کے پانچ ہزار دروازے ہیں۔اس میں نبی' شہید' یا صدیق جائیں گے۔(روح المعانی)

(۱۶۰)۔حضرت عطا ابن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ عدن جنت کی ایک نہر ہے جس کے دونوں طرف بے شمار محل اور باغ ہیں۔(تفسیر کبیر' تفسیر روح المعانی)

(۱۶۱)۔ایک بار حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا کیا رب کو نیند اور اونگھ آسکتی ہے؟ اللہ کا حکم پہنچا کہ تم اپنے ہاتوں میں دو پانی سے بھری ہوئی شیشیاں لو۔ آپ نے اس پر عمل کیا۔کچھ دیر بعد نیند کا جھونکا آیا تو ہات سے شیشیاں گر کر ٹوٹ گئیں۔وحی آئی اے موسیٰ جب تم نیند میں دو شیشیاں نہ سنبھال سکے تو ہمیں نیند آتی تو ہم زمین اور آسمان کیسے سنبھالتے۔(تفسیر کبیر' روح البیان)

(۱۶۲)۔مسلم اور بخاری وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کا نطفہ چالیس روز تک رحم مادر میں اسی رنگ پر رہتا ہے' پھر چالیس دن تک جمے ہوئے خون کی شکل میں' پھر چالیس دن تک گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کی تمام کیفیت لکھ جاتا ہے کہ یہ لڑکا ہے یا لڑکی' بدبخت ہے یا خوش نصیب' اسے کیسا رزق ملے گا' کب مرے گا' کیسے کام کرے گا۔یہ تمام باتیں ایک صحیفے میں لکھ کر اس بچے کے گلے میں ڈال دیتا ہے۔(خازن' خزائن العرفان)

(۱۶۳)۔روح تین طرح کی ہے: پہلی روحانیہ جو جگر یا سینے میں رہتی ہے۔دوسری سلطانیہ جو دل میں رہتی ہے اور تیسری جسمانیہ جو گوشت' خون' رگوں اور ہڈیوں میں رہتی ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۶۴)۔نبیوں اور رسولوں کی روحیں جنت عدن میں رہتی ہیں' علماء کی روح جنت

الفردوس میں، نیک لوگوں کی روحیں جنات علّیین میں، شہیدوں کی روح جنتی پرندوں کے پوٹوں میں، گنہگار مومنوں کی روحیں قیامت تک ادھر میں، مومنین کی اولاد کی روحیں مشک کے پہاڑ میں، کافروں کی سجّین میں اور منافقین کی دوزخ میں۔(زبدۃ الواعظین)

(۱۶۵)۔دجلہ اور فرات نامی دو دریاؤں کے درمیان واقع سرزمین زمانہ قدیم سے میسوپوٹامیہ یا الجزیرہ یا مابین النہرین کہلاتی ہے۔میسوپوٹامیہ کا بیشتر علاقہ اب عراق میں شامل ہے۔(اطلسُ القرآن مؤلفہ دکتور شوقی ابوخلیل)

(۱۶۶)۔مکہ مکرمہ کے مختلف نام ہیں: مکّۃ، بکّۃ، امّ القریٰ، البیت الحرام، البیت العتیق، البلدالامین، بیت اللہ الحرام، النساسۃ، امّ رحم، معاذ الحاطمۃ، الراس، صلاح، العرش، القادس، المقدسۃ، الناسۂ، الباسۂ، کوثی۔(معجم البلدان جلد ۵)

(۱۶۷)۔مدینہ منورہ کو طابہ بھی کہا جاتا ہے۔جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس پیارے شہر کا نام طابہ رکھا ہے۔(صحیح مسلم، مسند احمد جلد پانچ)

(۱۶۸) یاقوت حموی نے معجم البلدان میں مدینہ کے انتیس نام لکھے ہیں مثلاً عذراء، قدسیۂ، عاصمۂ، م سکینۂ، محبوبۂ، مختارۂ، مجبورۂ، محرّمۂ، مبارکۂ، مرحومۂ، محفوظہ۔

(۱۶۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رب العٰلمین کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو چار طرح بنایا ہے: فرشتے، جنّ، انسان اور شیاطین۔پھر ان چاروں کے دس حصے کیے ان میں نو حصے فرشتے ہیں، ایک حصہ شیطان (چاہے جن ہوں یا انسان)۔پھر ان تینوں کو دس حصے کیا ان میں سے نو حصے شیطان ہیں ایک حصہ جن اور انسان۔پھر ان دو کو دس حصے کیا ان میں سے نو حصے جن ہیں ایک حصہ انسان۔پھر انسان کو سوا سو حصے کیا ان میں سے سو حصے ہند میں بھیجے۔یہ سب کے سب دوزخی تھے۔بارہ حصے روم میں پیدا کیے یہ بھی جہنمی ہوئے۔چھ حصوں کو مشرق میں ٹھکانہ دیا اور چھ کو مغرب میں۔یہ بھی دوزخی رہے۔اب صرف ایک حصہ رہ گیا۔اس کے تہتر حصے کیے ان میں بہتر حصے گمراہ اور بدعتی ہیں صرف اہل سنّت و جماعت کا ایک فرقہ نجات پانے والا رہا۔ان کا حساب اللہ کے حوالے چاہے بخش دے چاہے

عذاب کرے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۷۰) اللہ تعالیٰ نے صور کے گیارہ دائرے بنائے ہیں۔یہ نور سے بنا ہوا ایک بڑا سینگ ہے اور اس کے ہر دائرے کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے۔یہ تین بار پھونکا جائے گا۔(تحفۃ الواعظین)

(۱۷۱) روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو جہنم کے داروغہ مالک کی طرف بھیجا کہ دوزخ سے تھوڑی سی آگ کھانا پکانے کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کو لا دیں۔مالک نے کہا: اے جبرئیل کتنی آگ چاہیے؟ فرمایا چھوہارے کی برابر۔مالک بولے: اتنی آگ دے دوں تو تمام آسمان و زمین پگھل کر بہہ جائیں۔جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اس میں سے آدھی دے دو۔جواب دیا: اس قدر دے دوں تو نہ آسمان سے مینہہ برسے نہ زمین پر سبزہ اگے۔جبرئیل علیہ السلام نے ندا کی: یاالٰہی کتنی آگ لوں۔حکم ہوا کہ ایک ذرے کی برابر۔جبرئیل علیہ السلام نے ذرہ بھر آگ لے کر اسے ستر نہروں میں ستر ستر بار ٹھنڈا کیا پھر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس لائے۔آپ نے اسے ایک اونچے پہاڑ پر رکھ دیا۔سارا پہاڑ پگھل گیا اور آگ اپنے اصل مرکز کی طرف چلی گئی۔پتھروں اور لوہے میں دھواں باقی رہ گیا جو آج تک موجود ہے۔یہ آگ اس ذرے کے دھوئیں سے پیدا ہوئی ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۱۷۲) کعبہ معظّمہ کے پاس نیکی کا ثواب ایک لاکھ اور بیت المقدس کے پاس پچاس ہزار کے برابر ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۷۳) عرب کے کفار کعبہ معظّمہ کا طواف ننگے ہو کر کرتے تھے، مرد بھی اور عورتیں بھی اور طواف کی حالت میں ہاتوں سے تالیاں اور منہ میں انگلی دے کر سیٹیاں بجاتے تھے۔ان حرکتوں کو بہترین عبادت سمجھتے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۷۴) سیدالانبیاء ﷺ کی ولادت سے ایک ہزار سال پہلے تبّع بادشاہ حمیر بن ورع مکہ معظّمہ پہنچا اور سات جامہ فاخرہ کعبے پر پہنائے۔اس وقت سے کعبہ پر غلاف ڈالنا شروع ہوا

ورصحیح یہ ہے کہ سعد بن کرب الحمیری نے سب سے پہلے کعبہ پر چادر کا جامہ پہنایا۔(تفسیرنعیمی)

(۱۷۵) جنت البقیع کا ذکر تورات میں یوں تھا: ایک قبرستان دو پتھریلی جگہوں کے بیچ ہے جس کا نام نخیل ہے۔ اس میں ستر ہزار آدمی ایسے اٹھیں گے جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔(تفسیرنعیمی)

(۱۷۶) مسجد نبوی میں آگ لگنے کا پہلا واقعہ یکم رمضان چھ سو چون ہجری میں ہوا۔ اس میں منبر نبوی کا باقی حصہ بھی جل گیا۔(تفسیرنعیمی)

(۱۷۷) عرب کے کفار نے یمن میں ایک گھر بنایا تھا بیت خشم جسے کعبہ یمانیہ کہتے تھے۔حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو بھیج کر اسے جلوادیا۔(تفسیرنعیمی)

(۱۷۸) حضور ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل! کیا جہنم کے دروازے ہمارے دروازوں کی طرح ہیں؟ عرض کیا: نہیں وہ کشادہ اور اوپر نیچے ہیں اور ستر برس کی مسافت پر ایک دوسرے سے دور ہیں اور ہر دروازہ دوسرے سے ستر گنا زیادہ گرم ہے۔ اللہ کے دشمنوں کو جہنم کے دروازوں پر لایا جائے گا تو دوزخ کے داروغہ طوق اور زنجیریں لیے ان کا استقبال کریں گے پھر زنجیریں ان کے منہ میں ڈالی جائیں گی اور بائیں ہات کو گردن سے باندھ دیا جائے گا اور ہر شخص کو اس کے شیطان کے ساتھ زنجیروں میں باندھ کر منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔فرشتے لوہے کے گرز سے انھیں ماریں گے۔کوئی بھی اس دکھ سے نکلنا چاہے گا تو پھر اسے اسی میں دھکیل دیا جائے گا۔حضور ﷺ نے فرمایا: جبرئیل ان دروازوں میں رہنے والے کون ہیں؟ عرص کیا: سب سے نچلے دروازے میں منافق اور اصحاب مائدہ سے کفر کرنے والے اور آل فرعون ہیں۔اس جگہ کا نام ہاویہ ہے۔دوسرے دروازے میں مشرکین ہیں۔اس جگہ کا نام جحیم ہے۔تیسرے دروازے میں صابی ہیں اس کا نام سقر ہے۔ چوتھے دروازے میں شیطان اور اس کے ماننے والے اور مجوسی ہیں اس کا نام لظی ہے۔ پانچویں میں یہودی ہیں اس کا نام حطمہ ہے۔چھٹے میں عیسائی ہیں اس کا نام سعیر ہے۔پھر حضور ﷺ سے حیا کرتے ہوئے جبرئیل علیہ السلام رک گئے تو آپ نے فرمایا کہ ساتویں دروازے

والوں کے بارے میں بھی بتاؤ۔عرض کیا اس میں آپ کی امت میں سے گناہ کبیرہ والے ہوں گے جو بنا توبہ کیے مرگئے۔(تنبیہ الغافلین مصنفہ فقیہہ ابواللیث سمرقندی)

(۱۷۹) عاد کے دو بیٹے تھے ایک کا نام شداد دوسرے کا نام شدید۔ دونوں زبردستی بادشاہ بن بیٹھے۔کچھ دن بعد شدید مرگیا اور اکیلا شداد ساری دنیا کا بادشاہ ہوگیا۔وہ اکثر کتابیں دیکھا کرتا تھا۔ایک دن جنت کا ذکر سنا اور یہ کہا کہ میں آسمانی جنت کی طرح زمین پر ایک جنت بناؤں گا۔چنانچہ اس نے دوسرے بادشاہوں سے مشورہ کیا اور یہ کہا کہ میں اسی طرح کی ایک جنت بنانا چاہتا ہوں جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں بیان فرمائی ہے۔ انھوں نے کہا: حکم آپ کا' ملک دنیا آپ کا۔شداد نے حکم دیا کہ مشرق سے مغرب تک جہاں کہیں سونا چاندی موجود ہو سب جمع کرلیا جائے پھر راج مستری بلائے گئے اور ان میں سے تین سو ایسے کاریگر چنے گئے جن کے ہات کے نیچے ہزار ہزار دوسرے راج تھے۔ یہ لوگ دس برس تک ملک کو چھانتے پھرے۔آخر زمین کے ایک ایسے ٹکڑے کو چنا جس میں ہریالی نہریں اور درختوں کی کثرت تھی اور یہاں تین مربع میل میں ایک باغ کی بنیاد ڈالی گئی جس کی ایک اینٹ سونے کی ایک اینٹ چاندی کی تھی۔ جب یہ بن کر تیار ہوگیا تو اس میں نہریں جاری کیں اور ایسے نقلی درخت لگائے جن کے تنے چاندی کے اور شاخیں سونے کی تھیں۔ شاخوں میں موتی اور یاقوت جڑے گئے۔اس باغ میں یاقوت اور بلّور کے محل تیار ہوئے۔ نہروں میں موتی اور دوسرے جواہرات ڈالے گئے اور درختوں میں مشک اور عنبر بسایا گیا۔ ان تمام تیاریوں کے بعد شداد کو خبر دی گئی کہ باغ تیار ہے۔ چنانچہ وہ اپنے وزیروں کے ساتھ اس کی سیر کے لیے نکلا۔شداد کے آدمیوں نے تمام زمانے کا سونا چاندی زبردستی چھین لیا تھا۔ ایک یتیم لڑکے کے گلے میں دو درم چاندی کی قیمت کی کوئی چیز تھی۔ جب اسے چھینا گیا تو لڑکے نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا: الٰہی تو جانتا ہے کہ یہ ظالم تیری مخلوق کے ساتھ کیا کررہا ہے۔ اے اللہ ہماری مدد کر۔ چنانچہ لڑکے کی دعا پر فرشتوں نے آمین کہی۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور جب ایک دن رات کی مسافت رہ گئی تو جبرئیل علیہ السالام نے چیخ

ماری اور شداد وغیرہ اس باغ میں داخل ہونے سے پہلے ہلاک ہوگئے۔ (زبدۃ الواعظین)

(۱۸۰) جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تو بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: الٰہی یہاں نہ تو فرشتوں کی تسبیح سُنتا ہوں اور نہ کوئی عبادت گاہ ہی دیکھتا ہوں جیسے آسمان میں بیت المعمور دیکھتا تھا جس کے چاروں طرف فرشتے طواف کرتے تھے۔ جواب میں ارشاد ہوا: جاؤ ہم جہاں نشان بتائیں وہاں کعبہ بنا کر اس کے چاروں طرف طواف کرلو اور اس کی طرف منہ کر کے نماز بھی ادا کرو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی رہبری کے لیے ان کے ساتھ چلے اور انھیں وہاں لائے جہاں سے زمین بنی تھی یعنی جس جگہ پانی پر جھاگ پیدا ہوا تھا اور پھر یہی جھاگ پھیل کر زمین بنی تھی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وہاں اپنا پر مار کر ساتویں زمین تک بنیاد ڈال دی جس کو فرشتوں نے پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے بھرا: کوہ بوقبیس، کوہ لبنان، کوہ جودی، کوہ حرا اور طور زیتا۔ بنیاد بھر کر نشان کے لیے چاروں طرف کی دیواریں اٹھا دیں۔ اس کی طرف حضرت آدم علیہ السلام نماز پڑھتے رہے اور اس کا طواف بھی کرتے رہے۔ کچھ روایتوں میں ہے کہ خود بیت المعمور اتار کر اس بنیاد پر رکھ دیا گیا۔ گویا بنیاد دنیوی پتھروں کی رہی اور عمارت بیت المعمور کی۔ طوفان نوح تک کعبہ اسی حال میں رہا۔ اس طوفان کے وقت وہ عمارت آسمان پر اٹھا لی گئی اور کعبہ کی جگہ اونچے ٹیلے کی طرح رہ گئی۔ مگر لوگ برابر برکت کے لیے یہاں آتے تھے اور آکر دعائیں مانگتے تھے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے تک کعبہ اسی حال میں رہا۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام اور بی بی ہاجرہ اس میدان میں آکر ٹھہرے اور ان کی وجہ سے یہاں کچھ آبادی ہوگئی تب حضرت ہاجرہ کے انتقال کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آپ اسماعیل کو ساتھ لے کر یہاں کعبہ کی عمارت بنائیں۔ اس کی نشانی اس طرح قائم فرمائی کہ ایک بادل کا ٹکڑا بھیجا گیا تاکہ اس کے سائے سے کعبہ کی حد مقرر کر لی جائے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس سائے کی مقدار خط کھینچا اور ابراہیم علیہ السلام نے اس خط پر یہاں تک زمین کھودی کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے کی بنیاد نمودار ہوگئی۔ اس بنیاد

پر عمارت بنائی۔ اس کی اونچائی نو ہات اور رکن اسود سے رکن شامی تک کی دیوار تینتیس ہات اور رکن شامی سے رکن غربی تک کی دیوار بائیس ہات اور رکن غربی سے رکن یمانی تک کی دیوار اکتیس ہات اور رکن یمانی سے پھر رکن اسود تک تیس ہات۔ لہٰذا اس وقت یہ کعبہ ایک مستطیل کی شکل کا تھا جس کی لمبائی چوڑائی سے زیادہ اور لمبائی کی شرقی غربی دیواروں میں ایک غیر محسوس سا فرق تھا۔ اس کا دروازہ زمین سے ملا ہوا تھا جس میں کواڑ نہ تھا۔ کچھ دنوں بعد تبع حمیری نے اس دروازے میں کواڑ، زنجیر اور تالے لگوائے۔ یہ بھی خیال رہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کے اندر دائیں طرف ایک تغار سا بنایا تھا جو خزانے کی طرح تھا کہ کعبہ میں جو کچھ نذرانے یا تحفے آئیں وہ سب اس میں رکھے جائیں۔ اس کے دو دروازے تھے ایک داخل ہونے کا دوسرا نکلنے کا۔ کعبہ بنانے والے خلیل اللہ تھے اور انھیں گارہ اور پتھر اٹھا کر دینے والے ذبیح اللہ، علیہما السلام۔ اس عمارت میں تین پہاڑوں کے پتھر لگائے گئے۔ کوہ بوقبیس، کوہ حرا اور کوہ ورقان۔ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے کسی نے یہاں عمارت نہ بنائی تھی مگر آپ کے بعد کئی بار اس کی تعمیر اور مرمت ہوئی۔ چنانچہ ایک بار قبیلہ عمالقہ اور جرہم نے اسے بنایا۔ پھر دوبارہ قصی ابن کلاب نے اس کی تعمیر کی جس میں چھت مقل درخت کی لکڑی کی بنائی جس پر تختوں کی جگہ خرمے کی لکڑی ڈالی۔ جب حضور ﷺ کی عمر شریف پچیس برس کی تھی تو قریش کو اس کی تعمیر کرنی پڑی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک عورت وہاں خوشبو سلگاتی تھی۔ ایک بار اچانک اس سے چنگاری اٹھی اور چھت جل گئی۔ اس سے پہلے سیلاب وغیرہ سے کعبے کی دیواریں بھی پھٹ چکی تھیں لہٰذا قریش کے سرداروں نے جمع ہو کے ولید بن مغیرہ کو میر تعمیر مقرر کیا اور کعبے کو گرا کر دوبارہ بنایا گیا۔ مگر آپس میں یہ طے کیا کہ اس میں حلال مال ہی خرچ ہو۔ چونکہ اس وقت اکثر مالدار سود خور تھے اس لیے حلال مال بہت کم جمع ہوا۔ اس کی کمی کی وجہ سے انھوں نے عمارت چھوٹی کر دی اور کچھ فرق بھی کر دیے۔ اوّل یہ کہ تعمیر ابراہیمی سے چند گز زمین چھوڑ کر اسے حطیم قرار دیا جس میں اب بھی کعبہ کا پرنالہ گرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ دو کی جگہ ایک ہی دروازہ رکھا اور وہ بھی زمین سے اتنا اونچا کہ جسے چاہے جانے

دیں اور جسے چاہے نہ جانے دیں۔تیسرے یہ کہ خانہ کعبہ کے اندر لکڑی کے ستونوں کی دو صفیں بنائیں۔ہر صف میں تین تین ستون تھے۔چوتھے یہ کہ اس کی اونچائی دوگنی کردی یعنی پہلے نوہات تھی اب اٹھارہ ہات۔پانچویں یہ کہ خانہ کعبہ کے اندر رکن شامی کے قریب ایک زینہ بنایا جس سے چھت پر چڑھ سکیں۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار مجھے رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے پرابر زمین میں ابراہیمی بنیاد کھولکر دکھائی جس میں اونٹ کے کوہان کی شکل میں پتھر لگے ہوئے تھے اور فرمایا: اے عائشہ! قریش نے روپے کی کمی کی وجہ سے ابراہیمی بنیاد کا کچھ حصہ چھوڑ دیا۔ابھی لوگ نومسلم ہیں اگر ان کے بھڑک جانے کا ڈر نہ ہوتا تو ہم موجودہ کعبہ کو گرا کر ابراہیمی بنیاد پر مکمل بناتے۔پھر عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ کعبہ معظّمہ بنایا جس کو ابراہیمی بنیاد پر مکمل کیا۔حطیم کو کانہ کعبہ میں داخل کیا اور اس میں زمین سے لگے ہوئے پورب پچھّم دروازے رکھے گئے۔یمن سے خوشبودار مٹی (جسے ارس کہتے ہیں) منگوا کر چونے میں ملوا کر گارے کی جگہہ استعمال کی۔اس کے دروازے پر اندر باہر مشک اور عنبر سے کہگل کی گئی۔دیواروں پر نہایت قیمتی ریشمی غلاف چڑھایا گیا جسے کسوئ یا غلاف کہتے ہیں اور جس کا رواج اب بھی ہے۔(تفسیر عزیزی مصنفہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

(۱۸۱) کعبہ معظّمہ کو سب سے پہلے غلاف پہنانے والے کا نام اسعد ہے جو شاہ یمن تھا جسے تبع کہتے ہیں۔یہی مدینہ منورہ کو آباد کرنے والا ہے۔حضور اکرم ﷺ سے ملاقات کے شوق میں اس نے یہیں سکونت اختیار کرلی تھی۔اس کی قوم کے کچھ لوگ بھی یہاں بس گئے۔یہی مدینہ طیبہ کی پہلی آبادی تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۲) کعبہ کی موجودہ عمارت سن ایک ہزار چالیس ہجری میں بنی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۳)۔کعبہ معظّمہ اور مکہ مکرمہ کے بارے میں ازل سے فیصلہ ہو چکا تھا اور اس کے متعلق لوح محفوظ پر لکھا جا چکا تھا کہ یہ جگہ بڑی حرمت والی ہوگی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۴) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مبارک ہے شام۔عرض کیا گیا: کیوں؟ فرمایا: وہاں فرشتے اپنے پر پھیلائے ہوئے مایہ کر رہے ہیں۔شام کو شام کہنے کی وجہ یا تو یہ ہے کہ اسے سام بن نوح نے بسایا تھا یا یہ کہ وہاں پہاڑ شاماات کی طرح ہیں یعنی سرخ اور سفید مٹی کی طرح۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۵) مکہ لفظ کی تحقیق میں دو رائیں پائی جاتی ہیں۔کچھ کا گمان ہے کہ جنوب سے آنے والے کچھ عرب قبیلے سب سے پہلے اس آبادی میں آباد ہوئے تھے اس لیے شہر کا نام بھی انھیں کی زبان کا ایک لفظ ہوگا۔ان کے خیال میں مکہ یمنی لفظ مکرب سے لیا گیا ہے۔یہ لفظ مک اور رب دو لفظوں سے بنا ہے۔یمنی زبان میں مک بیت کو کہتے ہیں۔لہٰذا مکرب یعنی بیت اللہ۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دوسو سال پہلے کے یونانی ماہر جغرافیہ بطلیموس نے اپنی کتاب میں اس شہر کو مکاروبہ کے نام سے یاد کیا ہے۔بکّہ 'مکّہ' کی دوسری لغت ہے۔یمن والے کبھی کبھی میم کو 'ب' سے بدل دیا کرتے تھے۔مکاربہ کا صحیح تلفظ مکارابہ ہے۔مکارابہ مشرقی آرامی لغت میں وادی عظیم یا وادی رب کو کہا جاتا ہے۔دوسری رائے میں مکہ کا قدیم اصل نام بکّہ ہے۔قرآن مجید میں ان دونوں ناموں سے اس شہر کو یاد کیا گیا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۶) دریائے فرات کی کل لمبائی دو ہزار سات سو اسّی کلومیٹر ہے جس میں سے ساڑھے چھ سو کلومیٹر شام میں اور بارہ سو کلومیٹر عراق میں ہے۔سینکڑوں کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے یہ دریا القربہ کے مقام پر دریائے دجلہ سے آملتا ہے۔(اطلس القرآن)

(۱۸۷) عراق کا مشہور دریا دجلہ ایک ہزار نو سو پچاس کلومیٹر لمبا ہے۔یہ الازغ کے قریب ترکی کے پہاڑوں سے نکلتا ہے۔(اطلس القران)

(۱۸۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شہر اُور الناصریہ کے بالمقابل فرات سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔(اطلس القرآن)

(۱۸۹) سراندیپ (سری لنکا) جزیرہ نمائے دکن (ہند) کی جنوبی راس کماری کے جنوب مشتق میں بحر ہند کے اندر واقع ہے۔آبنائے پاک اسے بھارت سے الگ کرتی ہے۔

اس میں ایک پہاڑی کی چوٹی پر ایک انسانی قدم کا نشان ہے جو مقامی مسلمانوں کے نزدیک حضرت آدم علیہ السلام کے پاؤں کا نشان ہے۔ بدھ مت کے پیروکار اسے گوتم بدھ کا نشان خیال کرتے ہیں اور ہندو اسے اپنے دیوتا سے منسوب کرتے ہیں۔(اطلس القرآن)

(۱۹۰) جدہ ائیر پورٹ کا حج ٹرمینل پانچ لاکھ مربع میٹر سے زیادہ رقبے پر محیط ہے۔(اطلس القرآن)

(۱۹۱) بابل کے معنی ہیں خدا کا دروازہ۔دریائے فرات کے بائیں کنارے پر واقع یہ شہر اپنے عروج کے زمانے میں خوش حال تھا۔اس کے معلّق باغات مشہور تھے جنھیں بخت نصر نے چھ سو قبل مسیح کے لگ بھگ تعمیر کیا تھا۔ یہ باغات دنیا کے سات عجوبوں میں شمار ہوتے ہیں۔(اطلس القرآن)

(۱۹۲) قرآن کریم کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کوہ جودی پر اتری تھی۔ بائبل میں اسے کوہ ارارات کہا گیا ہے جس کی بلندی سولہ ہزار نو سو چھیالیس فٹ (پانچ ہزار ایک سو پینسٹھ میٹر) ہے۔کہا جاتا ہے کہ اس برف پوش چوٹی پہ کشتی آج بھی موجود ہے۔(اطلس القرآن)

(۱۹۳) یاجوج اور ماجوج دو ترک قبیلے تھے۔یہ بڑے جنگجو اور قوی لوگ تھے۔ اپنے پڑوسیوں پر لوٹ مار کے لیے حملے کرتے رہتے تھے۔وہ لوگوں پر حملہ کرتے' ان کے گھر بار تباہ کرتے' ان کی قیمتی چیزیں لوٹ لیتے' کسی کو قتل کرتے کسی کو قید کر لیتے۔(اطلس القرآن)

(۱۹۴) شہر افسوس جس میں اصحاب کہف کا واقعہ پیش آیا تقریباً گیارھویں صدی قبل مسیح میں تعمیر ہوا تھا اور بعد میں یہ بت پرستی کا بہت بڑا مرکز بن گیا تھا۔ یہاں چاند دیوی کی پوجا ہوتی تھی جسے ڈائنا کہا جاتا تھا۔اس کا عظیم الشان مندر عہد قدیم کے عجائبات عالم میں گنا جاتا ہے۔(اطلس القرآن)

(۱۹۵) اصحاف کہف نے بیدار ہونے کے بعد اپنے جس ساتھی کو کھانا لانے کے لیے شہر بھیجا تھا اس کا نام یملیخا تھا۔(اطلس القرآن)

(۱۹۶) قرآن میں جس صابی فرقہ کا ذکر ہے وہ ایک خدا کو مانتے تھے۔سب صابی

تین نمازیں پڑھتے تھے۔کسی میت کو چھونے کے بعد وہ خود کو غسل کے ذریعہ پاک کرتے تھے۔سوروں' کتوں اور پنجے والے پرندوں اور کبوتروں کا گوشت ان کے ہاں حرام تھا۔ختنے کی رسم ان کے ہاں نہیں تھی۔طلاق صرف قاضی کے حکم سے واقع ہو سکتی تھی اور ایک آدمی کے نکاح میں دو عورتیں نہیں ہو سکتی تھیں۔(اطلس القرآن)

(۱۹۷) یوسف ذونواس حمیری بادشاہوں میں سے تھا متعصب یہودی تھا۔اس نے نجران کے عیسائیوں پر سخت ظلم کیے۔کچھ مومنین نے اپنے عقیدے سے مرتد ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ یوسف ذونواس نے کھائی کھودنے کا حکم دیا اور اس میں ہر طرف آگ جلا دی۔پھر اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ ہر صاحب ایمان مرد وعورت کو باہر لائیں اور انھیں آگ پر کھڑا کر کے پیشکش کریں اگر وہ دین چھوڑ دیں تو ٹھیک ورنہ انھیں آگ میں پھینک دیں۔ ایک عورت اپنے بچے کو گود میں اٹھائے آئی۔آگ میں چھلانگ لگانے سے ذرا ہچکچائی تو بچہ بول اُٹھا: ماں مضبوط رہ! بلاشبہ تو حق پر ہے۔قرآن میں کھائی کھودنے والوں کو اصحاب اخدود کہا گیا ہے۔(صحیح مسلم' الزھد)

(۱۹۸) اصحاب فیل یعنی ہاتھی والوں سے مراد ابرھہ بن اشرم حبشی کا لشکر ہے۔ابرہہ یوسف ذونواس کے بعد یمن کا حاکم بنا۔رسول اللہ ﷺ کی ولادت والے سال پانچ سو اکہتر عیسوی میں کعبہ کو ڈھانے کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف چلا تا کہ عرب لوگوں کو کعبہ کی بجائے قلّیس گرجا کی طرف متوجہ کرے جو اس نے صنعا میں بنوایا تھا۔اس لشکر کی سربراہی ہاتھیوں کے سپرد تھی۔سب سے آگے ایک بہت بڑا ہاتھی تھا۔جس کا نام محمود تھا۔جب ابرہہ نے مکہ مکرمہ میں داخل ہونا چاہا تو یہ ہاتھی بیٹھ گیا۔لاکھ جتن کیے گئے مگر ہاتھی نہ اٹھا لیکن جب اس کا منہ شام کی طرف کیا تو وہ بھاگ اٹھا۔یمن کی طرف رخ کیا تو وگ دوڑنے لگا مگر مکہ کی طرف ایک انچ بھی نہ چلا۔(اطلس القرآن)

(۱۹۹) اصحاب فیل کو راستہ بتانے والا ایک غدار شخص ابو رغال تھا۔اس کی قبر طائف کے راستے میں مُغَمَّس مقام پر ہے۔عرب آج بھی اسکی قبر کو پتھر مارتے ہیں۔(اطلس

القرآن)

(۲۰۰) جبل ثور مکہ مکرمہ سے قریب ساڑھے چار کلومیٹر جنوب میں ہے۔اس پہاڑ پر ایک غار میں نبی کریم ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کے دوران تین دن اور تین راتیں گزاریں۔غار کو دہانہ تقریباً ایک میٹر چوڑا ہے اس کا طول اٹھارہ بالشت اور عرض گیارہ بالشت ہے۔جبل ثور کی اونچائی سات سو انسٹھ میٹر ہے۔اس غار میں کھڑے ہوں تو سر چھت سے لگتا ہے۔(آنحضور ﷺ کے نقش قدم پر مصنفہ پروفیسر عبد الرحمٰن عبد)

(۲۰۱) مسجد قباء کے اندر رسول کریم ﷺ کی حدیث مبارک لکھی ہے کہ جو شخص گھر سے پاک صاف ہو کر نکلا اور اس مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اسے حج اصغر یعنی عمرہ کا ثواب ہوگا۔(اطلس سیرت نبوی)

(۲۰۲)۔تمام عربی مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ یثرب دراصل سیدنا نوح علیہ السلام کی نسل میں سے ایک آدمی کا نام تھا جس نے اس شہر کی بنیاد رکھی۔اس کے نام پر اس شہر کا نام بھی یثرب پڑ گیا۔(اطلس سیرت نبوی)

(۲۰۳)۔حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مجھے سیدنا عبداللہ بن عمر نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مسعود میں مسجد نبوی کچی اینٹوں سے بنائی گئی تھی۔اس کی چھت کھجور کی شاخوں سے تیار کی گئی تھی اور اس کے ستون کھجور کے تنے کے تھے۔(بخاری شریف)

(۲۰۴) یروشلم کی پہلی تباہی شاہ بابل (عراق) بخت نصر کے ہاتوں ہوئی جب پانچ سو چھیاسی ق م میں اس نے ہیکل سلیمانی اور بیت المقدس کو مسمار کر دیا۔دوسری تباہی رومیوں کے دور میں نازل ہوئی۔رومی جرنیل ٹائٹس نے سن ستر عیسوی میں یروشلم شہر اور ہیکل سلیمانی دونوں مسمار کر دیے۔اس تباہی سے ہیکل سلیمانی کی ایک دیوار کا کچھ حصہ بچا ہوا ہے جہاں دو ہزار سال سے یہودی زائرین آکر رویا کرتے ہیں اسی لیے اسے دیوار گریہ کہا جاتا ہے۔(اطلس القرآن)

(۲۰۵) کعبہ شریف کی بلندی چودہ میٹر؛ ملتزم کی جانب کعبہ کی لمبائی بارہ میٹر چوراسی سینٹی میٹر؛ حطیم کی جانب کعبہ کی لمبائی گیارہ میٹر اٹھائیس سینٹی میٹر؛ رکن یمانی اور حطیم کا فاصلہ بارہ میٹر گیارہ سینٹی میٹر؛ رکن یمانی اور رکن جنوبیکے مابین فاصلہ گیارہ میٹر باون سیٹی میٹر۔(اطلس سیرتِ نبوی)

(۲۰۶) حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو مشرق اور مغرب سارے جہاں کی سلطنت ملی تو اپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ الٰہی میری آرزو ہے کہ میں ایک تیری ساری مخلوق کی دعوت کروں۔اواز ائی اے سلیمان سب کو میں روزی دیتا ہوں۔تم میری تمام مخلوق کو نہیں کھلا سکو گے۔جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بار بار دعرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دیدی۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیو اور جنات کی مدد سے ایک بڑے میدان میں دعوت کا انتظام کیا۔اس میدان کی صاف صفائی میں آٹھ ماہ لگے۔پھر سات لاکھ دیگیں منگوائی گئیں ہر دیگ ستر گز لمبی چوڑی اور ایک ایک تھال پھیلاؤ میں تالاب کی طرح۔اس دعوت میں بائیس ہزار گائیں ذبح کی گئیں۔جب کھانا تیار ہو گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم دیا کہ ہمارا تخت فضا کے اوپر ٹھہرا کے رکھ تا کہ ہم اپنے مہمانوں پر نظر رکھ سکیں۔تبھی ایک مچھلی نے دریا سے سر نکال کر حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کی کہ اے حضرت مجھے خدا نے بھیجا ہے میں بہت بھوکی ہوں زیادہ دیر انتظار نہیں کر سکتی مجھے جلدی سے کھانا کھلوا دیجیے۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اگر تو ٹھہر نہیں سکتی تو اس میں سے جتنا چاہے کھالے۔مچھلی نے کھانا شروع کیا اور ذرا سی دیر میں جتنا کھانا میدان میں تھا سب کھا گئی۔پھر عرض کرنے لگی: حضرت رتو زانہ مجھے تین نوالے کھانا چاہیے۔یہ جو کچھ میں نے کھایا یہ تو ایک نوالہ تھا۔دو نوالے اور کھلوایئے تب میرا پیٹ بھرے گا۔اگر آپ پیٹ بھر کھانا نہیں دے سکتے تو بلا وجہ ساری مخلوق کو کھلانے کا دعویٰ کیا۔حضرت سلیمان علیہ السلام مچھلی کی بات سن کر بے ہوش ہو گئے۔ہوش میں آنے کے بعد سر سجدے میں رکھ کر کہنے لگے: الٰہی میں توبہ کرتا ہوں۔تو ہی

مجھے اور سارے جہان کو روزی دینے والا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ وہی مچھلی تھی کہ جس کی پیٹھ پر اللہ تعالیٰ نے زمین کے سات طبق رکھے ہیں۔(قصص الانبیاء مصنفہ علامہ حبیب احمد)

(۲۰۷) مدین شہر بحر احمر کا ساحل عرب تھا' کوہ طور کے جنوب میں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک زوجہ بی بی قطورہ یا قنطورہ تھیں انھیں کے بطن سے ایک بیٹے مدین نام کے تھے۔ شہر آباد ہوا اور قدیم دستور کے مطابق انھی کے نام سے موسوم ہوا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۰۸) قرآن مجید کی سورۃ نوح میں وُدّ' یغوث' یعوق' نسر اور سُواع کا ذکر کیا گیا ہے یعنی قوم نوح ان پانچوں بتوں کو پوجتی تھی۔ قوم نوح کے غرقاب ہونے کے ایک عرصہ بعد قبیلہ خزاعہ کے سردار عمرو بن لُحیؓ نے شام میں بت پرستی دیکھی اور ع چند بت اپنے ساتھ لے آیا۔ کہا جاتا ہے اس کے تابع ایک جن نے اسے ان پانچوں بتوں کا پتہ دیا اور وہ انھیں کھود کر تہامہ لے آیا اور حج کے ایام میں انھیں مختلف قبائل کے حوالے کر دیا۔(اطلس سیرت نبوی)

(۲۰۹) عرب کے بتوں کی تفصیل

بت کا نام	مقام جہاں بت تھا	قبیلہ جو اس بت کو پوجتا تھا	کیفیت
وَدّ	دومۃ الجندل	کلب	یہ بت انسانی شکل میں کافی لمبا چوڑا تھا تلوار آڑے لٹکائے اور کمان شانوں پر۔ سامنے ایک تھیلے میں نیزہ اور جھنڈا اور ایک ترکش تھا جس میں تیر تھے۔
سُواع	رہاط	ہُذیل	بنو لحیان اس بت کے خادم اور پجاری تھے۔ سواع کی شکل عورت کی سی تھی۔
یغوث	مذحج	مذحج واہل جرش	مذحج یمن میں ایک ٹیلہ کا نام ہے۔ اس کی شکل شیر کی سی تھی
یعوق	خیوان	ہمدان اور اس کے نواح کے لوگ یمن میں	بنو ہمدان اور خولان اسے پوجتے تھے۔ اس کی شکل گھوڑے جیسی تھی۔
نسر	بلخع	حمیر	بلخع سرزمین سبا واقع یمن میں ہے۔ حمیر نسر کو پوجتے رہے یہ پرندے (گدھ) کی شکل کا بت تھا۔
فلس بشکل انسان	اجا	طے	اس بت پر قربانی چڑھاتے تھے۔ اگر کوئی جانور بھاگ کر اس کی پناہ میں آتا تو وہ اسی کا ہو جاتا تھا۔
منات	قدید کے ساحل بحر پر	اوس وخزرج' ہذیل وخزاعہ	قریش اور باقی تمام عرب اس کی پوجا کرتے تھے اور اس پر بھینٹ چڑھاتے تھے۔ اوس وخزرج جب مدینہ سے حج کرنے آتے تو ارکان حج ادا کرنے کے بعد اپنے سر اسی بت کے پاسنڈواتے تھے اور اس کے بغیر حج کو نا تمام سمجھتے تھے۔ فتح مکہ کے لیے جاتے ہوئے حضرت علی نے حضور ﷺ کے حکم پر اس بت کو توڑ ڈالا۔

لات	طائف	ثقیف	مربع پتھر تھا تمام عرب اس کی تعظیم کرتے تھے۔لات ایک شخص تھا جو ستو پلایا کرتا تھا۔ بعد میں عمرو بن لحی کی ایما پراس کا بت بنا کر پوجا کی جانے لگی۔قریش سونے سے پہلے لات اور عزی کی پوجا پاٹھ کرتے تھے اورانہی کی قسم کھاتے تھے۔
عُزّیٰ	وادی حراض واقع نخلہ شامیہ	قریش	یہ ایک شیطانہ تھی جس کا تھان ببول کے تین درختوں میں تھا فتح مکہ کے بعد خالد بن ولید نے ان درختوں کو کاٹ دیا اورعزیٰ کو قتل کر دیا۔
ذوالخلصہ	بتالہ	خثعم، دوس اور بُجیلہ	اس کے تھان کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا۔ یہ بت سفید پتھر پر منقوش تھا جس پر تاج کی مثل کوئی چیز تھی۔
سعد	ساحل جدّہ	مالک وملکان وپسران کنانہ	طویل پتھر تھا۔ اس پر خون بہایا جاتا تھا۔
ذوالکفّین	ارض دوس واقع یمن	دوس	فتح مکہ کے بعد حضرت طفیل بن عمرو دوسی نے اس بت کو بحکم نبی ﷺ آگ سے جلا دیا تھا۔
ذوالشریٰ	ذوالشریٰ	بنوحارث بن یشکر ازدی	یہ دوس اورع ازد قبائل کا دیوتا تھا اور عسیر کے علاقوں میں اسکی پوجا ہوتی تھی۔ دراصل نبطیوں میں ذوالشریٰ اورخریس دیوتاؤں کا جوڑا تھا۔

اُقیصر	مشارف شام	قضاعہ، لخم، جذام، عاملہ، غطفان	اس کا حج کرتے قربانی دیتے اوراس کے پاس اپنا سر منڈواتے۔ سر منڈوانے والا ہر بال پر گیہوں کے آٹے کی ایک مٹھی پھینکا کرتا تھا
نُہم	۔	مزینہ	اس کا پجاری خزاعی بن عبدنہم مزنی تھا۔رسول اللہ ﷺ کا حال سن کر بت توڑ دیااور حاضر ہوکراسلام قبول کیا۔
عائم	۔	ازوسرات	۔
رُضاء یا رُضی	۔	بنوربیعہ بن کعب بن سعد تمیمی	اس بت کا ذکر صنعاء کے پرانے کتبوں میں بھی پایا جاتا ہے۔اس کو عمرو بن تمیمی نے زمانہ اسلام میں منہدم کر دیا۔
سُعَیر	۔	غزہ	اس پر قربانیاں چڑھاتے تھے۔
عُمیانِس	موضع خولان واقع یمن	خولان	مویشیوں اور کھیتوں کو اس بت اور خدا کے درمیان تقسیم کیا کرتے تھے۔
ھُبُل	مکہ	قریش	یہ سب سے بڑا بت تھا اور جوف کعبہ میں نصب تھا۔ یہ بت انسانی شکل میں عقیق احمر کا بنا ہوا تھا۔اس کے سامنے تیر رکھے ہوئے تھے جن سے پجاری قرعہ ڈالتا تھا۔قریش کا ایک بت مناف تھا۔ اساف اور نائلہ زمزم کی جگہ پر تھے ان کے پاس قربانیاں دی جاتی تھیں۔

سُواع رہاط ہُذیل بنولحیان اس بت کے خادم اور پجاری تھے۔سواع کی شکل عورت کی سی تھی۔

یغوث مذحِج مذحج واہل جرش مذحج یمن میں ایک ٹیلہ کا نام ہے۔اس کی شکل شیر کی سی تھی

یعوق خیوان ہمدان اور اس کے نواح کے

لوگ یمن میں بنوہمدان اور خولان اسے پوجتے تھے۔اس کی شکل گھوڑے جیسی تھی۔

نسر بلخع حمیر بلخع سرزمین سباواقع یمن میں ہے۔حمیر نسر کو پوجتے رہے یہ پرندے (گدھ) کی شکل کابت تھا۔

فلس بشکل انسان اجاطے اس بت پر قربانی چڑھاتے تھے۔اگر کوئی جانور بھاگ کر اس کی پناہ میں آتا تو وہ اسی کا ہوجاتا تھا۔

منات قدید کے

ساحل بحر پر اوس وخزرج'

ہذیل وخزاعہ قریش اور باقی تمام عرب اس کی پوجا کرتے تھے اور اس پر بھینٹ چڑھاتے تھے۔اوس وخزرج جب مدینہ سے حج کرنے آتے تو ارکان حج ادا کرنے کے بعد اپنے سر اسی بت کے پاس منڈواتے تھے اور اس کے بغیر حج کو نا تمام سمجھتے تھے۔فتح مکہ کے لیے جاتے ہوئے حضرت علی نے حضور ﷺ کے حکم پر اس بت کو توڑ ڈالا۔

لات طائف ثقیف مربع پتھر تھا تمام عرب اس کی تعظیم کرتے تھے۔لات ایک شخص تھا جو ستو پلایا کرتا تھا۔بعد میں عمرو بن لحی کی ایما پر اس کا بت بنا کر پوجا کی جانے لگی۔قریش سونے سے پہلے لات اور عزی کی پوجا پاٹھ کرتے تھے اور انہی کی قسم کھاتے تھے۔

عُزیٰ وادی حراض واقع نخلہ شامیہ قریش یہ ایک شیطانہ تھی جس کا تھان ببول کے تین درختوں میں تھا فتح مکہ کے بعد خالد بن ولید نے ان درختوں کو کاٹ دیا اور عزیٰ کو قتل کردیا۔

ذوالخلصہ تبالہ خثعم' دوس اور بجیلہ اس کے تھان کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا۔یہ بت

سفید پتھر پر منقوش تھا جس پر تاج کی مثل کوئی چیز تھی۔

سعد ساحل جدّہ مالک و ملکان و پسران کنانہ طویل پتھر تھا۔اس پر خون بہایا جاتا تھا۔

ذوالکفّین ارض دوس واقع یمن دوس فتح مکہ کے بعد حضرت طفیل بن عمرو دوسی نے اس بت کو بحکم نبی ﷺ آگ سے جلادیا تھا۔

ذوالشریٰ ذوالشریٰ بنوحارث بن یشکر ازدی یہ دوس اورع ازدقبائل کا دیوتا تھا اور عسیر کے علاقوں میں اسکی پوجا ہوتی تھی۔دراصل نبطیوں میں ذوالشریٰ اور خریس دیوتاؤں کا جوڑا تھا۔

اُقیصر مشارف شام قضاعہ' لخم' جذام' عاملہ' غ طفان اس کا حج کرتے قربانی دیتے اور اس کے پاس اپنا سر منڈواتے۔سر منڈوانے والا ہر بال پر گیہوں کے آٹے کی ایک مٹھی پھینکا کرتا تھا

نُہم ۔مزینہ اس کا پجاری خزاعی بن عبدنہم مزنی تھا۔رسول اللہ ﷺ کا حال سن کر بت توڑ دیا اور حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔

عائم۔ازوسرات ۔

رُضاء یا رُضی۔بنوربیعہ بن کعب بن سعد تمیمی اس بت کا ذکر صنعاء کے پرانے کتبوں میں بھی پایا جاتا ہے۔اس کو عمرو بن تمیمی نے زمانہ اسلام میں منہدم کردیا۔

سُعَیر۔غزہ اس پر قربانیاں چڑھاتے تھے۔

عُمیانِس موضع خولان واقع یمن خولان مویشیوں اور کھیتوں کو اس بت اور خدا کے درمیان تقسیم کیا کرتے تھے۔

ھُبُل مکہ قریش یہ سب سے بڑا بت تھا اور جوف کعبہ میں نصب تھا۔یہ بت انسانی شکل میں عقیق احمر کا بنا ہوا تھا۔اس کے سامنے تیر رکھے ہوئے تھے جن سے پجاری قرعہ ڈالتا تھا۔قریش کا ایک بت مناف تھا۔اساف اور نائلہ زمزم کی جگہ پر تھے ان کے پاس قربانیاں دی جاتی تھیں۔

مندرجہ بالا بتوں کے علاوہ عرب میں اور بھی بت تھے۔ستاروں کی بھی پوجا ہوتی تھی۔ چنانچہ قبیلہ حمیر سورج کی پوجا کرتا تھا' کنانہ چاند کی' بنوتمیم وبران کو' قیس شعریٰ کو' اسد عطارد کو اور لخم وجذام مشتری کو پوجتے تھے۔(کتاب الاصنام مصنفہ ابوالمنذر ہشام کلبی)۹۰۲۔مکہ میں سب سے پہلے بت نصب کرنے والا عمرو بن لُحیّ ازدی تھا۔وہ انھیں شام سے لے کر آیا تھا۔اہم بت اس طرح تھے:

اساف اور نائلہ: یہ دونوں بت مسجد حرام میں کعبہ کے دروازے کے پاس رکھے تھے۔

اُقَیصر: قضاعہ' لخم اور عاملہ (قبائل) کا بت تھا۔شامی حدود کے پاس نصب تھا۔

جَلسَد حضر موت کے علاقہ میں تھا۔بنوکندہ اس کی پوجا کرتے تھے۔اس کی شکل ایک ضخیم انسان کی سی تھی جسے سفید پتھر سے تراش کر بنایا گیا تھا۔

ذوالخلصہ: یہ بت مکہ اور یمن کے درمیان تبالہ کے مقام پر تھا۔خثعم' بجیلہ' ازدالسراۃ اور ان کے قریب بنوہوازن کے قبائل اس بت کی بہت تعظیم کرتے تھے۔اور اسے کعبہ یمانیہ کہتے تھے۔اسے جریر بن عبداللہ بجلی نے توڑا۔

ذوالشَّریٰ: بنوحارث بن مبشر ازدی کا بت تھا اور عسیر کے علاقہ میں پوجا جاتا تھا۔

ذوالکفّین: قبیلہ دوس کا بت تھا۔فتح مکہ کے بعد حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم کی اجازت سے واپس گئے اور اسے جلا دیا۔

سواع: مدرکہ بن الیاس کی نسل سے ہذیل قبیلہ کا بت تھا جو مدینہ منورہ کے قریب ینبع کے علاقہ میں تھا۔اس کی شکل عورت کی تھی۔

ضَیزَنان: یہ دو بت تھے جنھیں جذیمہ ابرش نے حِیرہ کے علاقہ میں نصب کیا تھا۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ منذر اکبر نے حیرہ (عراق) کے دروازے پر انھیں رکھا تھا تاکہ حیرہ میں داخل ہونے والا ہر شخص انھیں سجدہ کرے۔

عائم: ازدسراۃ کا بت تھا۔

عُزّیٰ : مکہ سے عراق جانے والے راستے کے دائیں جانب پڑتا تھا۔یہ بت قریش کے نزدیک عظیم ترین تھا۔

لات: طائف میں نصب تھا جس جگہ آج کل طائف کی مسجد کا بایاں مینار ہے۔

منات: یہ عرب کا قدیم ترین بت تھا۔یہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان قدید کے مقام پر سمندر کے قریب نصب تھا۔اوس اور خزرج حج کے بعد منات کے پاس آکر احرام اتارتے تھے۔فتح مکہ کے لیے جاتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کے حکم پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس بت کو منہدم کر دیا۔

نَسر: یمن میں تھا۔اسے بنوحمیر نے بنایا تھا اور وہ بلخع کے علاقہ میں اس کی پوجا کرتے تھے۔

ھُبَل: یہ بت عین کعبہ کے اندر نصب تھا۔یہ بت قریش کو انسانی مورت کی شکل میں ملا تھا جو سرخ عقیق سے تراشا گیا تھا۔اس کا دایاں ہات ٹوٹا ہوا تھا قریش نے وہ سونے کا بنوا کر لگا دیا۔فال کے پانسے اسی کے آگے ڈالے جاتے تھے۔فتح مکہ کے موقع پر مولا علی کرم اللہ وجہہ نے اسے توڑ دیا تھا۔

وَدّ: یہ بت بنوکلب نے دومۃ الجندل کے مقام پر نصب کیا تھا۔

یعوق: یہ بت قبیلہ ہمدان نے صنعاء کے قریب خَیوان بستی کے قریب بنا رکھا تھا۔اس کی شکل گھوڑے کی تھی۔

یغوث: یہ بنو مذحج اور جُرش والوں کا بت تھا۔اس کی شکل شیر کی تھی۔ (اطلس القرآن)

(۲۱۰) مدین شہر بحر احمر کا ساحل عرب تھا= کوہ طور کے جنوب مشرق میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک زوجہ بی بی قطورہ یا قنطورہ تھیں انھی کے بطن سے ایک بیٹے مدین نام کے تھے۔شہر آباد ہوا اور قدیم دستور کے مطابق انھی کے نام سے موسوم ہوا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۱۱) سدرۃ المنتہٰی سے چار نہریں نکلتی ہیں' دو ظاہر میں دو باطن میں۔باطن میں وہ ہیں

جو جنت میں جاتی ہیں اور ظاہر میں وہ ہیں جو نیل اور فرات کہلاتی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چاروں نہریں جنت کی ہیں: نیل‘ فرات‘ سیحان اور جیحان۔(تفسیر نعیمی)

(۲۱۲) بیت المعمور وہ مسجد ہے جو خانہ کعبہ کے بالکل اوپر ہے یہاں تک کہ اگر اس کا زمین پر گرنا مانا جائے تو وہ ٹھیک کعبہ معظّمہ پر آ کر گرے۔ یہ وہ گھر ہے جسے آدم علیہ السلام کے لیے زمین پر اترنے کی ء بعد بھیجا گیا۔ پھر آدم علیہ السلام کے بعد اٹھالیا گیا۔ آسمان پر اس کی عظمت ایسی ہے جیسی زمین پہ کعبہ معظّمہ کی۔ روزانہ ستر ہزار فرشتے بیت المعمور کی زیارعت کو آتے ہیں اور واپس ہوتے ہیں۔ جو فرشتہ ایک بار آ کر گیا وہ دوبارہ نہیں آتا۔ فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں اور اس کی طرف نماز پڑھتے ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۲۱۳) مدینہ منورہ کا ایک نام مومنہ‘ دوسرا محبوبہ‘ تیسرا مقدسہ۔ بارّہ‘ دار البرار‘ طابہ‘ طیبہ‘ سیدۃ البلدان‘ دار السلام‘ المحروصۃ‘ المرحومۃ‘ الجبّارۃ‘ قریۃ الانصار‘ ایمان اور دار وغیرہ بھی اس کے نام ہیں۔ مدینہ منورہ احد اور عسیر دو پہاڑوں کے بیچ اور وبرہ اور واقم دو میدانوں کے بیچ واقع ہیں۔ یہ شہر مکہ مکرمہ سے تقریباً تین سو میل یعنی ساڑھے چار سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۱۴) یثرب ایک بت کا نام تھا۔ یثرب کے معنی فساد اور ہلاکت کے ہوتے ہیں۔ ایک بار یثرب کہنے والے کو چاہیے کہ دس بار مدینہ کہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۱۵) صفا کو صفا اس لیے کہتے ہیں کہ وہاں صفی اللہ آدم علیہ السلام نے قیام فرمایا تھا یعنی صفی کے رہنے کی جگہ۔ اور مروہ پر امراۃ یعنی حضرت حوا نے قیام کیا۔ اسے مروہ کہا گیا یعنی ایک بی بی کے رہنے کی جگہ۔(تفسیر نعیمی)

(۲۱۶) عربی رسم الخط حرب بن امیہ نے ایجاد کیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۷) کوفہ وہ مبارک شہر ہے جسے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے سن سترہ ہجری میں فاتح ایران حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بسایا

تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۱۸) بغداد شہر کی تعمیر عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے کرائی۔ تعمیری کام میں دس ہزار مزدور کام کرتے تھے۔ اس شہر کی فصیل میں جو اینٹیں استعمال کی گئیں ان میں ہر اینٹ اتیج ہاتر چوڑی اور ایک ہات لمبی ہوتی تھی اور وزن ایک سو سترہ رطل ہوتا تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۱۹) کعبہ کے اندر نذرانے اور چڑھاوے وغیرہ رکھنے کے لیے ایک کنواں تھا۔ اس میں سے ایک خوفناک اژدہا نکلا کرتا تھا اور کعبہ کی دیوار پر چڑھ کر دھوپ تاپا کرتا تھا۔ اس اژدہے کے ڈر سے قریش بوسیدہ کعبہ کو گرانے اور اسے نئے سرے سے بنانے کی ہمت نہیں کر پا رہے تھے۔ ایک دن عادت کے مطابق اژدہا دیوار پر لیٹا ہوا تھا کہ فضا سے ایک پرندہ جھپٹا اور اسے اچک لے گیا۔ یہ منظر دیکھ کر قریش کو بڑی تسلی ہوئی۔ کعبے کی پرانی عمارت کو گرانے میں ایک جھجک اس لیے بھی تھی کہ قریش ابرہہ کا بھیانک انجام دیکھ چکے تھے۔ آخر ایک دن ولید بن مغیرہ آگے بڑھا اور ایک کدال لے کر کعبے کی جنوبی دیوار کے کچھ پتھر گرا دیے۔(سیرت ابن ہشام جلد اوّل)

(۲۲۰) صفا اور مروہ ان دو پہاڑوں کے نام ہیں جو کعبہ کے مقابل مشرقی جانب ہیں۔ صفا تو جنوبی جانب ابو قبیس پہاڑ کی جڑ میں واقع ہے اور مروہ شمالی جانب کوہ قیقعان کے آگے ناک کی طرح ہے۔ ان میں لگ بھگ سات سو ستر گز کا فاصلہ ہے اور حجر اسود سے صفا کا فاصلہ دو سو باسٹھ گز اور اٹھارہ انگل ہے۔(تفسیر عزیزی مصطفہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی)

(۲۲۱) زمانہ جاہلیت میں عربوں کی عادت تھی کہ اگر وہ کسی کام کا ارادہ کرتے تو ان تیروں سے فال نکالتے جو ایک بوری میں رکھے ہوئے تھے۔ اگر ایسا تیر نکلتا جس پر نعم یعنی ہاں لکھا ہوتا تو وہ اس کام کو ہات لگاتے اور اگر ایسا تی رنکلتا جس پر لا یعنی نہیں لکھا ہوتا تو وہ اس کام کا ارادہ چھوڑ دیتے۔(ضیاء النبی جلد اوّل)

(۲۲۲) کعبہ عمارت کا نام نہیں بلکہ زمین سے آسمان تک کی فضا کا نام ہے اسی لیے گہرے تہہ خانے اور اونچے پہاڑ پر بھی نماز جائز ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۲۳) کوفہ وہ مبارک شہر ہے جسے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے سن سترہ ہجری میں فاتح ایران حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بسایا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۴) طائف شہر کے اردگرد ایک فصیل بنائی گئی تھی اس لیے اسے طائف کہتے تھے۔ فصیل کی تعمیر سے پہلے اس بستی کا نام وَجّ تھا۔ اس وقت جزیرہ عرب میں یہ ایک تنہا شہر تھا جس کے اردگرد فصیل تھی۔ یہ فصیل عرب معماروں نے نہیں بلکہ ایرانی معماروں نے تعمیر کی تھی۔ (نظرۃ جدیدۃ مصنفہ ڈاکٹر کونستانس ژوزیقا خارجہ رومانیہ)

(۲۲۵) وہ مقام جو رسول اللہ ﷺ کے لیے تجویز ہوا تھا وہاں حضرت عبدالمطلب کے ننہال کی آبادی تھی۔ اسی آبادی میں حضرت ابوایوب انصاری کا مکان تھا جہاں رسول اللہ ﷺ ابتدائی سات مہینے قیام فرما رہے۔ ان کے علاوہ آپ کے ہمسائے میں سعد بن معاذ اور عمارہ بن حزم کے مکانات تھے۔ پھر آنحضرت نے وہیں زمین خرید کر مسجد تعمیر کرائی نیز ازواج کے لیے حجرے بنوائے۔ آگے چل کر اسی آبادی نے شہر کی حیثیت اختیار کر لی یہی مقام مدینۃ الرسول یا مدینۃ النبی کے نام سے مشہور ہوا۔ (رسول رحمت)

(۲۲۶) علامہ نورالدین السمہودی نے وفاء الوفاء میں لکھا ہے کہ یثرب کے بانی عمالقہ تھے جو عملاق بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام کی نسل سے تھے۔ انھوں نے بہت عروج حاصل کیا یہاں تک کہ وسیع وعریض رقبہ ان کے زیرنگیں آ گیا۔ بحرین، عمان اور حجاز کا سارا علاقہ شام اور مصر کی حدود تک ان کی قلمرو میں داخل تھا۔ مصر کے فراعنہ بھی انہی کی نسل سے تھے۔ بحرین اور عمان میں ان کی نسل سے جو لوگ آباد ہوئے انھیں جاسم کہا جاتا ہے۔ (وفاء الوفاء جلد اوّل)

(۲۲۷) علامہ ابن خلدون کے مطابق عمالقہ میں سے جس نے سب سے پہلے یثرب شہر کی نشاندہی کی اس کا نام یثرب بن مہلائیل بن عوص بن عملیق تھا اس کے بانی کے نام پر اس شہر کا نام یثرب مشہور ہوا۔ (مقدمہ ابن خلدون جلد سوم)

(۲۲۸) اللہ تعالیٰ نے بارہ قلم تخلیق فرمائے ہیں۔ پہلا قلم وہ ہے جس کی قسم قرآن مجید میں یاد فرمائی گئی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تقدیروں کو لکھا ہے۔ دوسرا قلم وحی ہے تیسرا قلم توقیع ہے جو اللہ اور رسول کی طرف سے نشان ہے۔ چوتھا قلم طبِ ابدان ہے جس سے بدن کی صحت کی حفاظت کی جاتی ہے۔ پانچواں قلم وہ ہے جس سے بادشاہوں پر نشان ہوتا ہے۔ اس سے سلطنتوں کی سیاست اور اصلاح کی جاتی ہے۔ چھٹا قلم حساب ہے اس سے مالوں کا حساب کتاب ہوتا ہے جو نکالے اور خرچ کیے جاتے ہیں اسے قلم ارزاق کہتے ہیں۔ ساتواں قلم حکم ہے اس سے حکم نافذ کیے جاتے ہیں اور حقوق باقی رکھے جاتے ہیں۔ آٹھواں قلم شہادت ہے جس سے حقوق کی حفاظت کی جاتی ہے۔ نواں قلم تعبیر ہے۔ خواب میں جو کچھ ہے یہ اس کی تعبیر اور تفسیر لکھنے والا ہے۔ دسواں قلم تواریخ ہے۔ گیارھواں قلم لغت اور اس کی تفصیل کا لکھنے والا ہے اور بارھواں قلم جامع ہے جو جھوٹوں کا رد کرتا ہے اور انکار کرنے والوں کے شبہات دور کرتا ہے۔ (مواہب لدنیہ)

(۲۲۹) تفسیر روح البیان میں ہے کہ انسانوں کی ایک سو پچیس قسمیں ہیں کچھ وہ ہیں کہ جن کے کان ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں، کچھ وہ ہیں جن کے پاؤں میں چلنے کی طاقت نہیں ہے، کچھ وہ ہیں جن کی آنکھیں ان کے سینوں پر ہیں، کچھ وہ ہیں جن کے سر کتوں جیسے ہیں۔

(۲۳۰) عرفہ نویں ذی الحجہ کو بھی کہتے ہیں اور عرفات کو بھی۔ عرفات اس جگہ کا نام ہے جہاں نو ذی الحجہ کو ٹھہرنا اور دعائیں مانگنا حج کا فرض ہے۔ اس جگہ کو عرفات اور اس دن کو عرفہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کی ملاقات یہیں نو ذی الحجہ کو ہوئی۔ ایک نے دوسرے کو پہچانا۔ جبرئیل امین علیہ السلام نے اسی جگہ اسی تاریخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کے مناسک کی تعلیم دی تھی۔ (نزہۃ القاری)

(۲۳۱) حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عید الفطر کے دن جنت کو پیدا فرمایا اور درخت طوبیٰ عید الفطر کے دن بویا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا وحی کے لیے انتخاب فرمایا اور فرعون کے جادوگروں کی توبہ بھی عید الفطر کے دن قبول

فرمائی۔(مکاشفۃ القلوب)

تیسرا باب: انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

(۱) قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِھْبِطُوْا۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سے خطاب ہے یعنی تم دونوں جنت سے اتر جاؤ۔ تفسیر دُرِّ منثور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان ہے کہ یہ خطاب حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حوا، ابلیس اور سانپ سے ہے۔(اطلس القرآن)

(۲) حضرت آدم علیہ السلام کا نام نامی قرآن مجید کی پچیس آیات میں پچیس بار آیا ہے۔(اطلس القرآن)

(۳) علامہ طبری، ابن اثیر اور یعقوبی کی روایات کی بنا پر راجح بات یہ ہے کہ توبہ کی قبولیت کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کو اٹھا کر عرفات میں لائے اور افعال حج سکھائے۔ پھر آپ فوت ہوئے تو آپ کو کوہ بوقبیس کے دامن میں دفن کیا گیا(اطلس قران)

(۴) شہر دمشق کے شمال میں قاسیون نامی پہاڑ میں ایک مشہور غار ہے جسے "خونی غار" کہا جاتا ہے۔ وہاں کے عام لوگوں کا خیال ہے کہ قابیل نے اس غار کے پاس اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا۔ دمشق سے زبدانی اور بلودان کو جانے والے راستے کے دائیں جانب علاقہ تکیّہ میں دریائے بردی کی وادی کے کنارے بلند پہاڑ پر ایک قبر ہے جس کی لمبائی پندرہ میٹر ہے۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ یہ ہابیل کی قبر ہے۔(اطلس القرآن)

(۵) حضرت نوح علیہ السلام کا مزار نجف اشرف (عراق) میں بتایا جاتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۶) وہ تنّور جس سے طوفان نوح شروع ہوا تھا کوفہ میں ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۷) حضرت ادریس علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں دو مقامات پر آیا ہے۔(اطلس

القرآن)

(۸) حضرت ادریس علیہ السلام کی پیدائش مصر کے شہر منف میں ہوئی۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ آپ بابل شہر میں پیدا ہوئے تھے پھر ہجرت کر کے مصر پہنچے تھے۔ آپ حضرت نوح علیہ السلام کے جد امجد ہیں۔ جب آپ نے دریائے نیل کو دیکھا تو فرمایا: "بابلیون" (با برکت بڑا دریا)۔ اس پر اس سرزمین کا نام ہی بابلیون پڑ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے دو سو کے قریب شہر بسائے۔ عبادت الٰہی، ایام بیض (ہر ماہ کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ) کے روزے، جہاد، زکوٰۃ، طہارت، کتے اور سور سے اجتناب اور ہر نشہ آور شے سے پرہیز آپ کی تعلیمات کے اہم نکات تھے۔ بیاسی سال کی عمر میں اللہ نے اپنی جانب اٹھالیا۔(اطلس القرآن)

(۹) حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں تینتالیس مقامات پر آیا ہے۔ آپ کا مزار مبارک نجف اشرف (عراق) میں بتایا جاتا ہے (اطلس القرآن وتفسیر نعیمی)

(۱۰) حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار ایک سو تینتالیس برس کا زمانہ تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱) حضرت ایوب علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت لوط علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔ آپ کی عمر شریف ترانوے برس کی ہوئی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲) حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر قران مجید میں سات دفعہ آیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: حضرت ہود علیہ السلام عربی بولنے والے پہلے شخص ہیں۔ قرآن عظیم میں حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کو عاد اولیٰ کہا گیا ہے۔ عاد کا زمانہ تقریباً ساڑھے چھ ہزار قبل مسیح جانا جاتا ہے۔ اللہ کی باغی قوم عاد تیز وتند منحوس آندھی کے عذاب سے تباہ ہوگئی۔ یہ عذاب سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل آیا۔ حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے مخلص ماننے والے عذاب الٰہی سے محفوظ رہے۔ کہا جاتا ہے کہ قوم عاد کی ہلاکت کے بعد حضرت ہود علیہ السلام حضرموت کے شہروں میں ہجرت کر آئے تھے وہیں ان کی وفات ہوئی اور حضرموت

کے مشرقی حصے میں وادی برہوت کے قریب شہر تریم سے تقریبا دو مرحلے پر دفن ہوئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک اثر منقول ہے کہ ہود علیہ السلام کی قبر حضرموت میں سرخ ٹیلے پر ہے اور ان کے سرہانے جھاؤ کا درخت ہے۔(اطلس القرآن)

(۱۳) حضرت صالح علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں نو بار آیا ہے۔حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود بتوں کی پوجا کرتی تھی۔یہ وہ لوگ تھے جو عاد اولیٰ کی ہلاکت کے وقت حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ بچ گئے تھے اور یہی نسل عاد ثانیہ کہلائی۔(اطلس القرآن)

(۱۴) حضرت صالح علیہ السلام کے لیے ثمود کا ناقہ اٹھایا جائے گا۔وہ اپنے مزار سے اسی پر سوار ہوکر میدان محشر میں آئیں گے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اسم گرامی قرآن مجید کی پچیس سورتوں میں انسٹھ بار آیا ہے۔(اطلس القرآن)

(۱۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام جب نماز میں مشغول ہوتے تو دل کے شغل کی آواز دو میل تک جاتی تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۷) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ کا نام بونا بنت کرنا بن کوثی تھا۔کچھ روایتوں کے مطابق آپ کی والدہ ماجدہ کا نام سسلی یا شلی بتایا گیا ہے۔ایک روایت میں ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام متلی یا اوفی بنت نمر تھا۔(اطلس سیرت النبی مؤلفہ ڈاکٹر شوقی ابو خلیل، تفسیر نعیمی)

(۱۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہونے کے بعد ایک دن میں اتنا بڑھتے تھے جتنا دوسرے بچے ایک سال میں۔(تفسیر نعیمی)ا

(۱۹) تقریبا چار ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت المقدس سے پینتیس کلو میٹر جنوب میں ایک بستی میں سکونت اختیار کی جس کا نام انھی کے نام پر الخلیل پڑ گیا۔جب حضرت سارہ کا وصال ہوا تو حضرت ابراہیم نے ان کی تدفین کے لیے عفرون بن صوحار الحیثی سے زمین کا ایک ٹکڑا چار سو نقرئی درہموں میں خریدا اور اس میں اپنی چہیتی بی بی کو

دفن کیا۔اس جگہ کو مغارہ مکفیلہ کہتے ہیں۔حضرت ابراہیم، حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کے مزارات اسی غار میں ہیں۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے وحی الٰہی کے مطابق ان انبیائے کرام کی قبروں پر قبہ نما چھت بنا دی۔اس غار میں حضرت سارہ کے علاوہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت ربقہ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت ایلیا بھی دفن ہیں۔پانچ سو تیرہ ہجری میں صلیبی بادشاہ بردویل کے عہد میں اس جگہ زمین دھنس گئی تھی اور فرنگیوں کی ایک جماعت بادشاہ کی اجازت سے غار میں داخل ہوئی تو انھوں نے حضرت ابراہیم، حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کو اس حالت میں پایا کہ ان کے کفن بوسیدہ ہو چکے تھے اور وہ غار کی دیوار کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ان کے سروں پر قندیلیں تھیں اور سر کھلے ہوئے تھے۔بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو اس نے انھیں نئے کفن پہنائے اور پھر اس جگہ کو بند کر دیا۔(معجم البلدان جلد ۲)

(۲۰) حضرت اسحاق علیہ السلام کا اسم گرامی قرآن مجید میں سترہ دفعہ مذکور ہے۔حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت سارہ کے مزارات فلسطین میں بیت المقدس سے چند میل دور الخلیل (ہیبرون) میں مسجد ابراہیم کے احاطے میں بتائے جاتے ہیں(اطلس القرآن)

(۲۱) حضرت اسحاق علیہ السلام نے ایک سو اسی سال کی عمر پائی۔آپ کی پیدائش کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام سو سال کے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۲) ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ختنہ اسّی برس کی عمر میں کی تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۲۳) حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں بارہ بار آیا ہے۔(اطلس القرآن)

(۲۴) حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ کے مزارات مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۲۵) حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت سارہ کے مزارات فلسطین میں بیت المقدس سے چند میل کے فاصلے پر الخلیل (ہیبرون) میں مسجد ابراہیم کے احاطے میں ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۲۶) حضرت لوط علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں ستائیس جگہ مذکور ہے۔(اطلس القرآن)

(۲۷) حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں سولہ مقامات پر مذکور ہے۔(اطلس القرآن)

(۲۸) حضرت یوسف علیہ السلام کا اسم گرامی قرآن مجید میں ستائیس جگہ آیا ہے۔(اطلس القرآن)

(۲۹) حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسا حسن عطا فرمایا تھا کہ مصر کے قحط اعظم میں آپ کے دیدار سے آدمی اپنی بھوک پیاس بھول جاتا تھا۔(گلدستہ طریقت)

(۳۰) حضرت یوسف علیہ السلام کو جس عزیز مصر نے خریدا تھا اس کا نام فوطیفار یا فوطیفرح تھا۔حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کے مطابق یہ شاہی خزانے کا افسر تھا۔اس کی بیوی زلیخا کی طرف سے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ جو معاملہ ہوا اس کے نتیجے میں حضرت یوسف علیہ السلام کو نو دس سال قید بھگتنی پڑی۔(اطلس القرآن)

(۳۱) حضرت شعیب علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔حضور ﷺ نے انھیں پیغمبروں کا خطیب کہا ہے۔(قصص الانبیاء)

(۳۲) حضرت شعیب علیہ السلام کا نام نامی قرآن مجید میں گیارہ جگہ مذکور ہے۔حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم بت پرستی اور مشرکانہ عقائد پر کاربند ہونے کے علاوہ ناپ تول میں کمی، معاملات میں کھوٹ اور ڈاکہ زنی کی علّتوں میں گرفتار تھی ان گناہوں کی پاداش میں اس قوم کو دو طرح کے عذابوں نے آگھیرا۔ایک زلزلے کا عذاب دوسرا آگ کا عذاب۔یعنی جب وہ گھروں میں سو رہے تھے تو یک بیک ایک ہولناک زلزلہ آیا اور اس کے ساتھ ہی اوپر سے

آگ برسنے لگی جس نے سرکشوں کو جھلسا کر رکھ دیا۔(اطلس القرآن)

(۳۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں ایک سو چھتیس مرتبہ آیا ہے۔(اطلس القرآن)

(۳۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعلق سے دو فرعونوں کا ذکر ملتا ہے ایک رعمسیس جس کے محل میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام پلے بڑھے اور جس کی زوجہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے آپ کونہتائی شفقت سے پرورش کیا۔دوسرا فرعون رعمسیس کا بیٹا منفتاح جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دشمن بنا اور سزا کے طور پر دریا میں غرق کیا گیا۔منفتاح کی لاش مصری عجائب خانہ (قاہرہ) میں آج بھی محفوظ ہے۔محمد احمد عدوی "دعوۃ الرسل الی اللہ" میں لکھتے ہیں کہ اس لاش کی ناک کے سامنے کا حصہ ندارد ہے جیسے کسی حیوان نے کھالیا ہو۔غالباً سمندری مچھلی نے اس پر منہ مارا تھا۔پھر اس کی لاش اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق کنارے پر پھینک دی گئی تاکہ دنیا کے لیے عبرت ہو۔(اطلس القرآن)

(۳۵) جب بنی اسرائیل نے ارض مقدس فلسطین میں داخل ہونے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے یہ سزا مقرر کر دی کہ وہ چالیس برس تک دشت تِیہ میں بھٹکتے پھریں گے۔دشت تِیہ (سینائی) وہ علاقہ ہے جسے بائبل میں بیابان سین کہا گیا ہے۔یہ کوہ طور کے شمال میں صحرائے سیناء کا جنوبی حصہ ہے۔(اطلس القرآن)

(۳۶) حضرت ہارون علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں بیس جگہ مذکور ہے۔آپ کی وفات ایک سو تیئیس برس کی عمر میں کوہ ہور پر بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے کے چالیسویں برس کے پانچویں مہینے کی پہلی تاریخ کو ہوئی۔(اطلس القرآن)

(۳۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت یوشع بن نون کی قیادت میں بنی اسرائیل نے دریائے اردن پار کر کے پہلے اریحا فتح کیا اور پھر بتدریج پورے کنعان (فلسطین) پر قبضہ کر لیا۔یوشع حضرت یوسف علیہ السلام کے فرزند افرائیم کی اولاد سے تھے۔ان کا اصل نام ہوسیع تھا مگر موسیٰ علیہ السلام نے ان کا نام یشوع یا یوشع رکھا تھا۔(اطلس القرآن)

(۳۸) حضرت الیاس علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں اِل یاسین بھی آیا ہے۔آپ اسرائیلی نبی ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوئے تھے۔حضرت الیاس علیہ السلام کی رسالت وہدایت کا مرکز بعلبک کا مشہور شہر تھا جہاں دوسرے بتوں کے علاوہ بعل کے بت کی بالخصوص پوجا ہوتی تھی۔ان کی قوم بت پرستی اور ستارہ پرستی کی عادی تھی۔مؤرخین کا خیال ہے کہ حجاز کا مشہور بت ہُبل بھی یہی بعل تھا۔بعل سونے کا تھا اس کا قد ساٹھ فٹ تھا اس کے چار منہ تھے اور اس کی خدمت پر چار سو خدام مقرر تھے۔بعلبک شہر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو جہیز میں دیا تھا۔حضرت الیاس علیہ السلام کی قبر بھی یہیں ہے۔(اطلس القرآن اور قصص القرآن حصہ دوم)

(۳۹) حضرت داؤد علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں سولہ مقامات پر آیا ہے۔انبیاء اور رسل میں سے حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ حضرت داؤد علیہ السلام ہی وہ پیغمبر ہیں جنھیں قرآن مجید نے خلیفہ کے لقب سے پکارا ہے(اطلس القرآن)

(۴۰) حضرت داؤد علیہ السلام بن ییسی بن عوبید کا زمانہ ایک ہزار چوبیس سے نو سو تریسٹھ قبل مسیح گزرا ہے۔آپ نسل بنی اسرائیل کے دوسرے بادشاہ ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۴۱) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا انتقال اچانک سبت کے دن ہوا۔وہ مقررہ عبادت میں مصروف تھے اور پرندوں کی ٹکڑیاں پرے باندھے ان پر سایہ فگن تھیں کہ اچانک اس حالت میں ان کا انتقال ہوگیا۔حضرت داؤد علیہ السلام نے بنی اسرائیل پر چالیس برس حکومت کرنے کے بعد سو سال کی عمر میں نو سو تریسٹھ ق م وفات پائی۔بیت المقدس سے رملہ جائیں تو ابوغوش کے بعد دائیں طرف حضرت داؤد علیہ السلام کی قبر ہے۔بائبل کے مطابق داؤد علیہ السلام شہر داؤد میں دفن ہوئے (اطلس القرآن اور فیض الباری جلد ۲ کتاب الانبیاء)

(۴۲) حضرت طالوت کا نام قرآن مقدس میں دوبار آیا ہے اور جالوت کا نام تین بار آیا ہے۔(اطلس القرآن)

(۴۳) حضرت سلیمان علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں سترہ مقامات پر آیا ہے۔حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں ہوا مسخر کردی گئی تھی چنانچہ آپ جب چاہتے صبح کو ایک مہینے کی مسافت اور شام کو ایک مہینے کی مسافت طے کرلیتے تھے۔(اطلس القرآن)

(۴۴) حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے عصا پر ٹیک لگائے بیت المقدس کی تعمیر کا معائنہ فرماتے تھے۔اسی میں آپ کی وفات ہوگئی۔ایک لمبے عرصے تک آپ عصا کا سہارا لیے کھڑے رہے اور جنّ آپ کو زندہ سلامت سمجھ کر تعمیرات میں لگے رہے۔جب دیمک نے آپ کا عصا کھالیا تو عصا کے ٹوٹنے سے آپ کا جسم مبارک گر پڑا۔اس وقت جنوں کو اندازہ ہوا کہ آپ وفات پاچکے ہیں۔اسی وقت سارے جنّ کام چھوڑ کر چلے گئے۔(تفسیر نعیمی)

(۴۵) حضرت ایوب علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں چار بار آیا ہے۔(اطلس القرآن)

(۴۶) حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں دوجگہ آیا ہے۔(اطلس القرآن

(۴۷) حضرت یونس علیہ السلام کا اسم گرامی قرآن مجید میں چار جگہ مذکور ہے۔حضرت یونس علیہ السلام کو ایک لاکھ سے زیادہ انسانوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا۔(اطلس القرآن

(۴۸) حضرت زکریا علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں سات مقامات پر آیا ہے۔حضرت زکریا بڑھئی کا کام کرتے تھے۔بعض کہتے ہیں کہ وہ طبعی موت فوت ہوئے بعض کہتے ہیں وہ اس حادثے میں شہید کیے گئے جس میں ان کے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید ہوئے۔یہ بیت المقدس کا واقعہ ہے۔حلب کی جامع مسجد میں آپ کا مدفن ہے۔(اطلس القرآن)

(۴۹) زکریا نام کے دو نبی ہوئے ہیں۔ان میں سے ایک زکریا بن برخیا ہیں جو انبیائے تورات میں سے تھے۔ان کا ظہور فارس (ایران) کے بادشاہ دارا بن گشتاسب کے عہد میں ہوا۔دوسرے زکریا ابو یحییٰ ہیں جو حضرت مریم کے خالو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاصر تھے۔اوّل الذکر زکریا کا تذکرہ قرآن مجید میں نہیں ہے۔(قصص القران جلد دو)

(۵۰) حضرت بی بی مریم کی والدہ کا نام حنّہ تھا۔ان کا مزار دمشق میں ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۵۱) حضرت بی بی مریم کے والد ماجد حضرت عمران کی وفات آپ کے بچپن ہی میں ہوگئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خالہ کے شوہر حضرت زکریا علیہ السلام کو آپ کی پرورش اور تربیت کا ذریعہ بنایا۔(تفسیر نعیمی)

(۵۲) حضرت یحییٰ علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں پانچ مقامات پر آیا ہے۔ طبری کے مطابق وہ پہلے شخص تھے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تک زندہ رہے اور انھیں ہیرودیاس کی درخواست پر قتل کیا گیا جو یہودی بادشاہ ہیرود کی بھانجی یا بھتیجی تھی۔ وجہ یہ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بادشاہ کی ہیرودیاس کے ساتھ شادی کی مخالفت کی تھی۔ دمشق کی بڑی مسجد جامع اموی میں ایک قبر کو آپ کا مزار بتایا جاتا ہے۔(اطلس القرآن)

(۵۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نام نامی کے ساتھ قرآن مجید میں پچیس دفعہ، لقب مسیح کے ساتھ گیارہ بار اور ابن مریم کی کنیت کے ساتھ تیئیس مرتبہ مذکور ہیں۔(اطلس القرآن)

(۵۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تیس سال کی عمر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت کے فریضے کی ادائیگی کا حکم سنایا۔(تفسیر نعیمی)

(۵۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بارہ سال کی عمر سے تبلیغ کرنے لگے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۵۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جب مائدہ کی فرمائش کی گئی تو آپ نے نہا دھو کر کملی پہنی اور دوگانہ ادا کر کے سر جھکایا، آنکھیں بند کرلیں اور پھر دعا کی جو فوراً قبول ہوئی۔ دو بادلوں کے بیچ (کہ ایک اوپر تھا اور ایک نیچے) لوگوں کو ایک سرخ رنگ کا دستر خوان نظر آیا جو بادل میں سے ٹپک کر ان کے آگے بچھ گیا۔ اسے دیکھ کر عیسیٰ علیہ السلام رو پڑے اور کہا: الٰہی تو مجھ کو شکر گزاروں میں شامل کر دے اور اس غیبی خوان کو جہان کے لیے رحمت کا ذریعہ بنا دے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگوں کے چہرے بگڑنے اور عذاب کا سبب بن جائے۔ پھر آپ کھڑے ہوگئے، وضو کیا، نماز پڑھی اور رو دیے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: لوگو تم میں کا نیک

پرہیزگار آدمی اٹھ کر اس خوان کو کھولے۔ اس وقت حواریوں کے سردار شمعون نے عرض کیا کہ آپ ہی ہم میں سب سے افضل ہیں اور اس کام کے لائق ہیں۔ چنانچہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اٹھے، وضو کیا، نماز پڑھی اور روئے پھر دستر خوان کھول کر فرمایا: بسم اللہ خیر الرازقین۔ خوان میں بنا کھپرے اور بنا کانٹے کی مچھلی تھی جس کے چاروں طرف چکنائی پڑی بہہ رہی تھی۔ اس کے سر کے قریب نمک، دم کے پاس سرکہ اور چاروں طرف ترکاریاں رکھی ہوئی تھیں۔ اور پانچ روٹیاں تھیں۔ ایک پر روغن زیتون تھا، دوسری پر شہد، تیسری پر گھی، چوتھی پر پنیر، پانچویں پر سوکھا گوشت۔ شمعون نے پوچھا: اے روح اللہ یہ دنیا کا کھانا ہے یا آخرت کا؟ فرمایا: نہ یہ ہے نہ وہ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بھرپور قدرت سے ایک نئی چیز عطا فرمائی ہے۔ جو تم نے مانگا تھا مل گیا۔ آؤ کھاؤ اور شکر ادا کرو خدا تمھاری مدد کرے گا اور اپنے فضل سے ترقی دے گا۔ حواریوں نے کہا: اے روح اللہ آپ اس معجزے میں سے ہمیں ایک اور معجزہ دکھائیں تو اچھا ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے مچھلی خدا کے حکم سے زندہ ہو جا۔ مچھلی فوراً اصل صورت میں ہو کر تڑپنے لگی۔ آپ نے فرمایا: جیسی تھی ویسی ہو جا۔ وہ پھر اسی طرح بھنی ہوئی مچھلی بن گئی۔(تفسیر نعیمی، روح المعانی، تفسیر ساوی، تفسیر کبیر وغیرہ)

(۵۷) کچھ کا خیال ہے کہ مائدہ ایک دن بیچ کر کے چالیس دن تک اترتا رہا۔ فقیر اور غنی، چھوٹے بڑے سب مل کر کھاتے تھے اور جب کھا کر سب ہٹ جاتے تھے تو خوان اوپر اڑ جاتا تھا۔ اس کھانے کا اثر یہ تھا کہ فقیر ایک بار کھا کر عمر بھر کے لیے غنی ہو جاتا تھا اور بیمار ہمیشہ کے لیے تندرست۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ مائدہ صرف فقیروں اور بیماروں کو ملا کرے، غنی اور تندرست اس سے دور رہیں۔ لوگوں نے اس حکم کی خلاف ورزی کی جس کی سزا میں ان کی صورتیں سور کی سی کر دی گئیں۔(تفسیر نعیمی)

(۵۸) مسلم علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جب دشمن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک شاگرد یہوداا سکریوتی کی رہنمائی میں حضرت مسیح کو گرفتار کرنے پہنچے تو عین اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور خود گرفتار کروانے والے پر حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کی شکل وشباہت طاری کر دی۔ چنانچہ حکومت کے اہلکاروں اور یہودیوں حتیٰ کہ خود حواریوں نے بھی اسی کو حضرت عیسیٰ سمجھ لیا اور اسی کو لے جا کر پھانسی پر چڑھا دیا۔ (اطلس القرآن)

(۵۹) فلسطین کے علاقہ گ لیل میں ایک قصبہ ہے ناصرہ۔ حضرت مریم کا تعلق اسی قصبہ سے تھا۔ ناصرہ کی نسبت ہی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار نصاریٰ کہلاتے ہیں۔ (اطلس القرآن)

(۶۰) حضرت لقمان حکیم کا نام قرآن مجید کی ایک سورت جوانھیں کے نام سے موسوم ہے یعنی سورۃ لقمان میں دوبار آیا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ حضرت نبی تھے نہ بادشاہ بلکہ آزاد کردہ حبشی غلام تھے۔ خالدربعی کہتے ہیں کہ ان کے آقا نے ایک بارانھیں کہا کہ بکری ذبح کرو اور اس کی دو بہترین بوٹیاں لاؤ۔ وہ زبان اور دل نکال کر لے گئے۔ چند دن بعد پھر آقا نے یہی حکم دیا اور کہا کہ دو بدترین بوٹیاں لے کر آؤ تو وہ پھر زبان اور دل ہی نکال کر لے گئے۔ آقا نے وضاحت طلب کی تو فرمایا: یہ دونوں اعضاء اگر پاکیزہ ہوں تو سب سے بہترین ہوتے ہیں اور اگر پلید ہوں تو بدترین۔ (اطلس القرآن)

(۶۱) نبوت کا دعویٰ کرنے والے مسیلمہ کذاب نے اپنا نام رحمٰن رکھ لیا تھا۔ (نزہتہ القاری)

(۶۲) محمد بن اسحاق کچھ علمائے اہل کتاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام گیہوں کھانے سے پہلے جنت میں حضرت حوا سے ہم بستر ہوئے۔ قابیل اور اس کی بہن کا حمل ٹھہرا۔ اس سے حضرت حوا کو کسی قسم کی بدمزگی کسی طرح کی تکلیف یا دردزہ نہیں ہوا اور نہ نفاس کا خون آیا۔ پھر جب حضرت آدم زمین پر اتارے گئے اور ہم بستری کا اتفاق ہوا تو ہابیل اور اس کی بہن پیٹ میں آئے۔ اس وقت حضرت حوا کو بدمزگی، تکلیف اور دردزہ کی تکلیف ہوئی اور ولادت کے بعد حسب معمول نفاس کا خون بھی آیا۔ حضرت آدم اپنی بیٹی کا نکاح غیر پیٹ کے بھائی سے کر دیا کرتے تھے۔ قابیل اور ہابیل میں دو برس کی چھوٹائی بڑائی تھی۔

جب وہ جوان ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ قابیل کا نکاح لیوذا اور ہابیل کا نکاح اقلیمیا سے کر دو۔ اقلیمیا لیوذا سے زیادہ حسین تھی اس لیے حضرت آدم کے اطلاع دینے پر ہابیل راضی ہو گئے۔ قابیل نے ناراض ہو کر کہا کہ اقلیمیا میری بہن ہے میں ہی اس کا مستحق ہوں کیونکہ ہم دونوں جنت کی پیدائش ہیں اور وہ دونوں زمین کی۔ یہاں تک کہ حسد کے سبب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔ (تفسیر خازن)

(۶۳) کچھ روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت حوا کے ایک لڑکا ایک لڑکی جڑواں ہوتے تھے۔ تمام اولاد کی تعداد چالیس۔ یہ سب بچے بیس بار میں پیدا ہوئے تھے۔ سب سے بڑا قابیل اور اس کی بہن اقلیمیا اور سب سے چھوٹا عبدالمغیث اور اس کی بہن امۃ المغیث۔ (تحفۃ الواعظین)

(۶۴) قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو جس جگہ قتل کیا تھا اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جبل ثور تھا، کچھ کہتے ہیں جبل حرا کی گھاٹی میں، کچھ کا کہنا ہے کہ بصرہ میں جہاں اب مسجد اعظم ہے۔ (تفسیر خازن)

(۶۵) روایت میں ہے کہ قتل کے بعد قابیل کا تمام بدن کالا ہو گیا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ہابیل کا حال پوچھا تو بولا میں اس کا چوکیدار نہیں ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام بولے: تو ضرور اسے قتل کر چکا ہے اس لیے تیرا بدن کالا ہے۔ چنانچہ آپ قابیل سے بےزار ہوئے اور اس صدمے کے سبب سو برس تک آپ کو ہنسی نہیں آئی۔ (قاضی بیضاوی)

(۶۶) کچھ کا قول ہے کہ قابیل قتل کے بعد یمن علاقہ میں عدن کی طرف بھاگ گیا۔ یہاں شیطان نے بہکایا کہ ہابیل کی قربانی کو آگ اس لیے کھا گئی کہ وہ آگ کا پجاری تھا۔ تو بھی آگ کی پوجا کیا کر۔ قابیل نے ایسا ہی کیا اور سب سے پہلے اسی نے کھیل کود اور گانے بجانے کے آلات بنائے۔ شراب خوری، زنا وغیرہ کبیرہ گناہوں میں ڈوبا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے ماننے والوں کو طوفان نوح میں ڈبو دیا۔ (تفسیر روح البیان)

(۶۷) حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ جمعہ کے دن زوال کے وقت سے

عصر تک کیا۔ایک قول یہ بھی ہے کہ مقرب فرشتے سو برس تک‘ دوسرے قول کے مطابق پانچ سو برس تک سجدے میں رہے۔(تفسیر نعیمی)

(۶۸) حضرت آدم علیہ السلام نے زمین پر آنے کے بعد تین سو برس تک حیا سے آسمان کی طرف سر نہ اٹھایا۔(خازن)

(۶۹) حضرت آدم علیہ السلام کا جب جنت سے اخراج ہوا تو اس وقت اور نعمتوں کے ساتھ ساتھ عربی زبان بھی سلب کر لی گئی تھی۔توبہ قبول ہونے کے بعد پھر سے عربی زبان عطا ہوئی۔(نزہۃ القاری)

(۷۰) نسفی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے تو ان کے ساتھ انجیر کے چار پتے بھی اترے تھے۔تمام جانوروں نے چاہا کہ انھیں توبہ کی مبارکباد دیں لیکن چار جانور سب سے پہلے ان کے پاس پہنچے جن میں سے ایک ہرن تھا۔انھوں نے اسے ایک پتہ کھلا دیا جس کی وجہ سے مشک کا ظہور ہوا۔دوسری شہد کی مکھی تھی۔ایک پتہ اسے کھلا دیا۔اس سے شہد پیدا ہوا۔تیسرا ریشم کا کیڑا تھا۔ایک پتہ اسے کھلایا اس سے ریشم پیدا ہوا۔چوتھی دریائی گائے تھی۔ایک پتہ اسے کھلایا تو اس سے عنبر پیدا ہوا۔(تفسیر نعیمی)

(۷۱) تابوت سکینہ حضرت آدم علیہ السلام پر نازل کیا گیا تھا۔یہ شمشاد کی لکڑی کا ایک سونے کے کام والا صندوق تھا جس کی لمبائی تین ہات اور چوڑائی دو ہات کی تھی۔اس میں سارے انبیائے کرام کی شبیہیں تھیں۔ان میں حضور سید الانبیاء ﷺ کی شبیہ مبارک ایک سرخ یاقوت میں تھی۔(تفسیر کبیر)

(۷۲) جنت سے اترنے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام سو برس تک جبل ہند پر سجدے میں سر رکھے روتے رہے۔آپ کے آنسو سراندیپ کے جنگلوں میں بہہ نکلے اور ان آنسوؤں سے اللہ تعالیٰ نے دارچینی اور لونگیں پیدا کیں۔(تفسیر نعیمی)

(۷۳) حضرت آدم علیہ السلام نے وہ دانہ جس سے منع کیا گیا تھا کھالیا اور اس کی سزا کے طور پر تخت و تاج چلا گیا اور جنتی لباس سے محروم ہو گئے۔آپ جنت سے باہر آئے اور

پشیمانی کی حالت میں آپ نے منہ میں انگلی ڈال کر الٹی کر دی۔زمین کے کیڑے مکوڑوں اور سانپ بچھو وغیرہ نے وہ اگال کھالیا تو اس کا زہر ان کے تالو اور دانتوں میں اثر کر گیا اور جو گھاس اس الٹی کی جگہ اگی اس میں زہر کا اثر ظاہر ہوا اور جو نطفہ اس قسم کی غذا سے پیدا ہوا اس سے قابیل پیدا کیا گیا جو کفر اور فساد لانے والا تھا اور جس نے ظلم اور قتل کی بنیاد ڈالی۔(تفسیر نعیمی)

(۷۴) حضرت آدم علیہ السلام جمعہ کے دن کی آخری ساعت میں پیدا ہوئے تھے اور طوفان نوح سے دو ہزار سات سو بانوے سال پہلے دس محرم کو بہشت سے زمین پر اتارے گئے۔آپ کا قد ساٹھ گز تھا اور عمر ہزار سال۔طوفان نوح سے ایک ہزار چون سال پہلے جمعہ کے دن مکہ مکرمہ میں رحلت فرمائی اور کوہ بوقبیس پر دفن ہوئے۔آپ کی زندگی تک چالیس ہزار پوتے پرپوتے پیدا ہو چکے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۷۵) حضرت آدم علیہ السلام اور حضور خاتم النبیین ﷺ کے درمیان پانچ ہزار پانچ سو پچھتر برس کا عرصہ بتایا جاتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۷۶) آدم کے معنی ہیں مٹی سے پیدا ہونے والا۔ابراہیم کے معنی ہیں مہربان باپ‘ نوح کے معنی ہیں اللہ کے خوف سے رونے اور نوحہ کرنے والا‘ عیسیٰ کے معنی ہیں نفس کے بہت ہی شریف۔ان تمام ناموں میں ایک ایک خوبی کی طرف اشارہ ہے مگر محمد کے معنی ہیں ہر طرح ہر خوبی میں بے حد تعریف کیے گئے۔اس میں حضور ﷺ کی بے شمار خوبیوں اور کمالات کی طرف اشارہ ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۷۷) حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار شریف جدہ میں ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۷۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا منگل کا دن خون کا دن ہے۔اسی دن حضرت حوا کو حیض آیا اور اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔(تفسیر نعیمی)

(۷۹) پہلے پرند اور چرند حضرت آدم علیہ السلام سے کافی مانوس تھے پھر جب قابیل

نے ہابیل کو قتل کیا تو پرندے اور وحشی جانور انسان سے بھاگنے لگے اور درخت کانٹے دار ہو گئے، میوے کڑوے ہو گئے، پانی کھاری ہو گیا اور ہوا غبار سے بھر گئی۔ (تحفۃ الواعظین)

(۸۰) حضرت آدم علیہ السلام پر دس صحیفے بیس صفحات پر نازل ہوئے تھے۔ جب تک بہشت میں رہے وہ عربی زبان بولتے تھے۔ گندم کھاتے ہی عربی زبان بھول گئے اور سریانی بولنے لگے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۱) کچھ روایتوں میں حضرت آدم علیہ السلام کا قد ستر گز آیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۲) حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں سب سے پہلی چیز انگور اور سب سے آخری چیز گیہوں کھایا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۳) ایک روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضور خاتم النبیین ﷺ کی تشریف آوری تک پانچ ہزار آٹھ سو اور ایک دوسری روایت کے مطابق پانچ ہزار نو سو پچاس برس کا زمانہ گزرا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۴) اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سریانی زبان میں سکھا دیے تھے تاکہ فرشتے نہ سمجھ سکیں۔ (نزہۃ القاری)

(۸۵) حضرت آدم علیہ السلام کو سیدتنا حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محبت بڑھنے لگی تو دو سو برس تک ان سے جدا کر دیے گئے۔ (گلدستہ طریقت)

(۸۶) عربی زبان بھی حضرت آدم علیہ السلام ہی کے وقت سے ہے۔ وہ جنت میں عربی بولتے تھے۔ زمین پر تشریف لانے کے بعد سریانی زبان بولنے لگے۔ توبہ قبول ہونے کے بعد عربی پھر سے زبان پر جاری ہو گئی۔ (نزہۃ القاری)

(۸۷) سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہر آسمانی وحی پہلے عربی ہی میں نازل ہوتی تھی انبیائے کرام قوم کی زبان میں ترجمہ فرمایا کرتے تھے۔ (نزہۃ القاری)

(۸۸) حضرت آدم علیہ السلام نے جب گیہوں کھایا تو آپ کے جسم مبارک سے جنتی لباس اتر گیا مگر تاج اور سربند الگ نہیں ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۹) حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر بجائے ساٹھ سال کے سو برس ہو گئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۰) حضرت عزرائیل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کے خمیر کے لیے ہر قسم کی زمین سے تھوڑی مٹی حاصل کی اور اسے ہر قسم کے پانی سے گوندھا۔ چونکہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے ہی یہ مٹی اٹھائی تھی اس لیے جان نکالنے کا کام بھی انھی کے سپرد کر دیا گیا تاکہ زمین کی امانت وہی واپس کریں۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۱) حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار برس تھی۔ آپ نے عرض کیا: یا الٰہی میری عمر نو سو ساٹھ کر دے اور میری عمر کے یہ چالیس برس داؤد کو دے کر ان کی عمر پوری سو سال کر دے۔ رب تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمالی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو بھی ایک ہزار برس کی عمر دی گئی اور داؤد علیہ السلام کو بھی سو برس۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۲) حضرت آدم، حضرت شیث، حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط، حضرت شعیب، حضرت یوسف، حضرت موسیٰ، حضرت سلیمان، حضرت زکریا، حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ہمارے حضور ﷺ ختنہ کیے ہوئے پیدا ہوئے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۳) قابیل کو قتل کرنے کی ترکیب نہیں آتی تھی۔ ابلیس جانور کی شکل میں آیا۔ اس کے پنجے میں ایک اور جانور تھا۔ اس نے اس جانور کا سر پتھر پر رکھ کر دوسرے پتھر سے کچل دیا جس سے جانور مر گیا۔ تب قابیل کو قتل کرنے کا طریقہ آیا چنانچہ ایک دن ہابیل اپنے جانور کسی پہاڑی پر چرا رہے تھے۔ دوپہر میں کسی سایہ دار درخت کی چھاؤں میں سو گئے۔ قابیل نے بڑا وزنی پتھر ان کے سر پر مارا جس سے ان کا سر کچل گیا اور وہ فوت ہو گئے۔ (تفسیر خازن، روح البیان وغیرہ)

(۹۴) قابیل نے ہابیل کو قتل تو کر دیا مگر یہ نہ جانا کہ اس لاش کا کیا کیا جائے۔ اس لیے یہ لاش ایک تھیلے میں ڈال کر چالیس دن اپنے کندھے پر لیے پھرا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تعلیم کے لیے دو کوّے بھیجے۔ ایک کوّے نے دوسرے کوّے کو مار کر اپنی چونچ اور پنجوں

سے زمین کرید کر گڑھا بنایا اور دوسرے کوّے کو اس گڑھے میں رکھ کر اوپر سے مٹی ڈال دی۔ تب قابیل کو دفن کرنے کا طریقہ آیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۵) اس میں اختلاف ہے کہ یہ قتل کہاں واقع ہوا۔ کچھ کا خیال ہے کہ بصرہ میں ہوا' کچھ کی رائے ہے کہ زمین ہند میں۔ کچھ نے کہا ہے کہ خود مکہ مکرمہ میں غار حرا کے پیچھے ہوا۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کعبے کا طواف کر رہے تھے۔ اس وقت ہابیل کی عمر بیس یا پچیس سال کی تھی۔ (روح البیان' خازن)

(۹۶) پہلے زمین خون چوس لیتی تھی جیسے آج پانی چوس لیتی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے زمین نے خون جذب کرنا بند کر دیا تا کہ آئندہ قتل کا سراغ خون سے لگ سکے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۷) حضرت آدم علیہ السلام کو ہابیل کے قتل کا اتنا صدمہ ہوا کہ آپ باقی عمر ہنسے نہیں۔ (تفسیر روح البیان)

(۹۸) قابیل جب بوڑھا ہو گیا تو اس کی اولاد اسے پتھر مارا کرتی تھی۔ آخر ایک بیٹے نے اسے قتل کر دیا۔ (تفسیر روح البیان)

(۹۹) قابیل کے قتل کے پچاس برس بعد حضرت شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے اور آپ ہی حضرت آدم علیہ السلام کے خلیفہ اور نبی برحق ہوئے۔ (تفسیر روح البیان)

(۱۰۰) حضرت آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانوں کا علم تھا اور ایک ہزار پیشوں میں ماہر بنے مگر آپ نے کھیتی باڑی کا کام کیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۱) حضرت آدم علیہ السلام کا پیشہ کھیتی باڑی' حضرت نوح علیہ السلام کا لکڑی بنانا یعنی بڑھئی کا کا' حضرت ادریس علیہ السلام کا درزی گیری' حضرت صالح علیہ السلام کا تجارت' داؤد علیہ السلام کا زرہ سازی یعنی لوہے کا کام' سلیمان علیہ السلام کا زنبیل سازی اور موسیٰ علیہ السلام' شعیب علیہ السلام اور حضور ﷺ کا کام بکری چرانا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۲) سات پیغمبروں کو علم کی وجہ سے بڑے فائدے ہوئے۔ آدم علیہ السلام کو ان

کے علم نے فرشتوں سے سجدہ کرایا' خضر علیہ السلام کو علم نے موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات عطا کی' یوسف علیہ السلام کو علم نے قید خانے سے نکال کر تخت و تاج کا مالک بنایا' حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم نے بلقیس جیسی خوب صورت اور تخت و تاج والی بی بی عطا فرمائی' حضرت داؤد علیہ السلام کو علم نے بادشاہت دلائی' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علم نے ان کی والدہ سے تہمت دور کرائی۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علم ما کان وما یکون (جو کچھ ہوا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے اس کی جانکاری) عطا فرما کر آپ کے سر مبارک پر خلافت الٰہیہ اور شفاعت کبریٰ کا سہرا باندھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۳) حق تعالیٰ شیطان کو ایک لاکھ برس جہنم میں رکھ کر وہاں سے نکالے گا اور فرمائے گا کہ تو اب بھی آدم کو سجدہ کر لے۔ وہ انکار کرے گا اور دوبارہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۴) حضرت حوا کا قد ساٹھ ہات کا تھا اور عمر شریف نو سو ستانوے سال کی ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۵) جنت کا گیہوں بیل کے گردے کے برابر تھا' شہد سے زیادہ میٹھا اور مکھن سے زیادہ لذیذ اور نرم تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۶) فرشتوں نے اللہ کے حکم سے حضرت آدم علیہ السلام کو ہندوستان کے شہر سراندیپ (موجودہ سری لنکا) کے اس پہاڑ پر اتارا تھا جس کو نور کہتے تھے اور حضرت حوا کو عرب کے ساحل پر جدہ میں اور مور کو مرج الہند میں اور شیطان کو میسان کے جنگل میں جو بصرہ سے کچھ فاصلے پر ہے یا جہاں آج یاجوج ماجوج کی دیوار قائم ہے۔ سانپ کو سجستان اصفہان میں۔ اسی لیے وہاں اب بھی سانپ زیادہ ہوتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

(۱۰۷) سب سے پہلے کپڑا بننے کا کام حضرت آدم علیہ السلام نے کیا۔ بعد میں آپ کھیتی باڑی کی طرف مائل ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۸) سب سے پہلی مسجد حضرت شیث علیہ السلام نے بنائی تھی۔ آپ کا مزار پاک

ایودھیا ضلع فیض آباد' بھارت میں مشہور ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۹) مسواک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایجاد کی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۰) قلم سے لکھنے کی شروعات حضرت ادریس علیہ السلام نے کی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۱) حساب کا علم حضرت شیث علیہ السلام کے بیٹے الوس نے ایجاد کیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۲) حضرت آدم علیہ السلام نے ہمیشہ بارش کا پانی پیا' کنویں کا پانی کبھی نہ پیا۔ سب سے پہلے آدم علیہ السلام نے ہی چاندی سے روپیہ اور سونے سے اشرفی بنائی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۳) حضرت آدم علیہ السلام کی مزار شریف منیٰ میں مسجد خیف کے پاس بتائی جاتی ہے۔ حضرت حوا جدہ میں مدفون ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۴) چھ آدمی بہت روئے ہیں: حضرت آدم علیہ السلام اپنی خطا پر' حضرت یعقوب علیہ السلام بیٹے کی جدائی پر' حضرت یحیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کے خوف سے' حضرت بی بی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی وفات پر اور امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کربلا کے واقعہ کے بعد۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۱۵) حضرت آدم علیہ السلام جنت سے تشریف لائے تو آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ سانولا ہو گیا تھا۔ توبہ قبول ہونے کے بعد ان کو حکم ہوا کہ چاند کی تیرھویں' چودھویں اور پندرھویں کا روزہ رکھو۔ چنانچہ آپ نے یہ روزے رکھے۔ ہر دن جسم کا تہائی حصہ اصل رنگت پر آتا گیا۔ یہ تینوں روزے حضرت نوح علیہ اللسام کے زمانے تک فرض رہے۔ اسلام میں بھی کچھ زمانے تک ہر ماہ کے یہ تین روزے فرض رہے تھے۔ اب یہ فرض نہیں بلکہ سُنّت ہیں۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۱۶) حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہابیل کا دنبہ آگ اٹھا لے گئی۔ یہ دنبہ جنت میں رہا پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ بنا۔ (تفسیر ساوی' تفسیر روح البیان)

(۱۱۷) حضرت داؤد علیہ السلام گوپھن چلانے میں بہت ماہر تھے کہ اس سے بھیڑیے

چیتے اور شیر تک کا شکار کرلیا کرتے تھے۔ اسی گوپھن سے آپ نے جالوت کو قتل کیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۸) جالوت بڑا سخت جابر اور ظالم تھا۔ عملیق ابن عاد کی اولاد تھا۔ تین سو رطل یعنی ڈیڑھ سو سیر کا خود پہنتا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۹) تابوت سکینہ شمشاد کی لکڑی کا صندوق تھا جس پر سونے چاندی کی چادر چڑھی ہوئی تھی اس کی لمبائی تین ہات اور چوڑائی دو ہات تھی۔ اسے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔ اس میں نبیوں اور ان کے مکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں سید الانبیاء ﷺ اور آپ کے دولت کدے کی تصویر سرخ یاقوت میں تھی کہ حضور ﷺ نماز کی حالت میں کھڑے ہوئے ہیں اور آپ کے چاروں طرف صحابہ کرام ہیں۔ یہ صندوق آدم علیہ السلام سے وراثت میں نبیوں کو منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہنچا۔ آپ اس میں توراۃ کی تختیاں رکھتے تھے اور اپنا سامان جیسے کہ عصا' کپڑے' نعلین مبارک' حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ' ان کا عصا اور تھوڑا سا منّ جو بنی اسرائیل پر اترتا تھا۔ حضرت موسیٰ جنگ کے وقت اس صندوق کو آگے رکھتے تھے اور اس کی برکت سے فتح حاصل ہوتی تھی۔ اس سے بنی اسرائیل کو بھی تسکین رہتی تھی۔ آپ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں ہوتا چلا آیا۔ جب انھیں مشکل پیش آتی تو وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کے دعا کرتے اور ضرور کامیاب ہوتے۔ جب ان کی بے عملی بڑھ گئی تو ان پر قوم عمالقہ مسلط کر دی گئی جو اسرائیلیوں سے یہ تابوت چھین کر لے گئی اور اس کو بے حرمتی کے ساتھ ایک جگہ پر رکھ دیا۔ اس بے ادبی کی وجہ سے عمالقہ سخت بیماریوں اور مصیبتوں میں گرفتار ہو گئے۔ جو کوئی اس تابوت کے پاس پیشاب کرتا یا تھوکتا تھا وہ بواسیر میں مبتلا ہو جاتا تھا۔ عمالقہ کی پانچ بستیاں تباہ ہو گئیں تب انھیں یقین ہوا کہ یہ مصیبتیں تابوت کی بے حرمتی کی وجہ سے ہیں۔ لہٰذا انھوں نے یہ تابوت ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو ہانک دیا۔ فرشتے بیلوں کو ہانکتے ہوئے تابوت کو طالوت کے پاس لے آئے۔ بنی اسرائیل تابوت کو دیکھ کر خوش ہو گئے۔ یہ وہ وقت تھا کہ انھیں جالوت کا مقابلہ درپیش تھا جو بہت ظالم اور جابر تھا۔

بنی اسرائیل کو اپنی فتح مندی کا یقین ہو گیا اور سب نے طالوت سے بیعت کر کے انھیں اپنا بادشاہ مان لیا۔(خزائن العرفان' تفسیر کبیر' روح المعانی' خازن وغیرہ)

(۱۲۰) حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنتی مرد اور عورتوں کے بدن پر ستر لباس ہوں گے' ہر لباس ہر گھڑی ستر رنگ بدلے گا۔ وہ اپنا چہرہ اپنی بیویوں کے آئینے جیسے جسم میں دیکھ لیں گے اور بیویاں اپنے مردوں کے جسم میں اپنا چہرہ دیکھ لیں گی۔ نہ وہ تھوکیں گے اور نہ بلغم پھینکیں گے۔(تنبیہ الغافلین)

(۱۲۱) حضرت نوح علیہ السلام کا نام عبدالغفار ابن لمک ابن متوشلخ ابن ادریس علیہ السلام ہے۔ آپ کی ولادت آدم علیہ السلام سے گیارہ سو سال بعد ہوئی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲۲) حضرت حوا کے کچھ بچے پیدا ہو کر مر گئے تھے۔ ان فوت شدہ بچوں کے نام عبد اللہ' عبید اللہ اور عبدالرحمٰن تھے۔(تفسیر ساوی)

(۱۲۳) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش پیدا کیا اور اسے معلوم ہو گیا کہ میں تمام مخلوق میں سب سے بڑی چیز ہوں تو یہ کہہ اٹھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بڑی کوئی چیز نہیں پیدا کی۔ اس سے عرش کو حرکت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک سانپ پیدا کیا جس نے طوق کی طرح پورے عرش کو گھیر لیا۔ اس سانپ کے ستر ہزار بازو' ہر بازو میں ستر ہزار پر' ہر پر میں ستر ہزار چہرے' ہر چہرے میں ستر ہزار منہ' ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں۔ اس سانپ کی زبانوں سے ہر روز مینہہ کی بوندوں' درختوں کے پتوں' زمین کی کنکریوں' زمانے کے دنوں اور تمام فرشتوں کی گنتی کے برابر اللہ تعالیٰ کی تسبیح نکلتی ہے۔ یہ سانپ عرش سے لپٹا ہوا ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۱۲۴) پرامڈ یعنی اہرام کے بانی اخنوخ یعنی ادریس علیہ السلام ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲۵) گھوڑے کی سواری سب سے پہلے حضرت ادریس علیہ السلام نے کی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی لمبائی دس گز تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲۷) نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سولہ سال کی عمر میں آگ میں ڈالا تھا۔ چالیس روز تک آگ میں رہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ آگ آپ پر گلزار بن گئی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت تھی۔(نزہۃ القاری)

(۱۲۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام گیہوئیں رنگ کے لمبے قد والے تھے۔ آپ کے بدن پر بال بہت تھے اور اتنے سخت کہ اگر دو قمیصیں بھی پہنے ہوتے تو بال ان سے باہر نکل آتے اور جب آپ غصے میں آتے تو بال آپ کی ٹوپی سے نکل پڑتے۔ جلال کے سبب اکثر آپ کی ٹوپی جل جاتی تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۰) قوم ثمود میں احیمر نامی شخص نے اس اونٹنی کی کونچیں (پاؤں کی رگیں) کاٹی تھیں جو حضرت صالح علیہ السلام کے معجزے کے طور پر پتھر سے نکلی تھی۔ قوم ثمود پر آسمانی بجلی کا عذاب احیمر کی اسی حرکت کی وجہ سے نازل ہوا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۱) سب سے پہلے جو رسول کافروں پر بھیجے گئے وہ حضرت نوح علیہ السلام تھے۔ آپ نے ساڑھے نو سو سال ہدایت فرمائی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۲) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت نوح علیہ السلام کا نام عبدالشکور رکھا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۳) حضرت اسماعیل ابن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۴) حضرت اسماعیل علیہ السلام تیر اندازی میں کمال رکھتے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۵) ہمارے آقا و مولیٰ سید المرسلین ﷺ کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا' پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا' پھر حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کا' پھر حضرت نوح علیہ السلام کا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۶) عوج بن عوق یا عوج بن عنق کا قد تین ہزار تین سو تینتیس گز تھا۔ یہ قوم عاد

سے تھا۔ اس کی عمر تین ہزار چھ سو برس کی ہوئی۔ ابر اس کے سر سے لگتا تھا اور جب کسی شہر کے لوگوں سے خفا ہوتا تھا تو ان پر پیشاب کر ڈالتا تھا جس سے وہ ڈوب جاتے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۷) کشتی نوح کی لمبائی ایک سو بیس گز تھی، چوڑائی چھ سو گز اور گہرائی تیس گز سے زیادہ تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۸) قوم لوط کے شہر کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آسمان تک لے جا کر اوندھا الٹ دیا تھا۔ یہ عذاب ان پر لواطت یعنی لونڈی بازی کے سبب نازل کیا گیا تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ نزول فرمائے گے تو زمین پر چالیس برس رہیں گے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۰) حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پدری زبان بابلی، مادری زبان قبطی، علمی زبان عبرانی تھی۔ فلسطین میں رہ کر وہاں کی زبان بھی سیکھ لی تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۱) دو سگی بہنوں سے ایک شخص کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے زمانے سے منسوخ ہوا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۲) حضرت یوسف علیہ السلام جب اپنی والدہ ماجدہ حضرت راحیل کے حمل میں ائے اس وقت اپ کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی عمر شریف اکیانوے سال کی تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۳) تفسیر عرائس میں لکھا ہے کہ جو تجلی الٰہی حضرت آدم علیہ السلام پر ہوئی وہی تجلی حضرت یوسف پر بھی ہوئی اس لیے جس طرح اُدھر فرشتے سجدے میں گرے تھے ویسے ہی ادھر یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد سجدے میں گری۔(گلدستہ طریقت)

(۱۴۴) حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں سات سال تک قحط پڑا۔ لوگ پریشان ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے۔ پہلے سال روپیہ اور اشرفیوں سے اناج مول لیا۔ دوسرے سال زیور اور جواہرات دے کر، تیسرے سال جانور دے کر، چوتھے سال غلام بندی کے بدلے، پانچویں سال جائداد دے کر، چھٹے سال اولاد کے بدلے اور

ساتویں سال خود کو حضرت یوسف علیہ السلام کا غلام بنا کر اناج خریدا۔(گلدستہ طریقت)

(۱۴۵) اصحاب کہف تین سو نو سال تک بنا کھائے پیے رہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صحیفے رمضان المبارک کی پہلی یا تین تاریخ کو عطا ہوئے۔(تحفۃ الواعظین)

(۱۴۷) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان زریانی تھی۔ جب نمرود کے شر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت فرات پار کر کے شام میں تشریف لائے تو اللہ کی قدرت سے زبان بدل گئی اور یہ زبان عبرانی کہلائی۔(نزہۃ القاری)

(۱۴۸) عام طور پر یہ مشہور ہے کہ عربی زبان حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ظاہر ہوئی۔ انھوں نے بنی جرہم سے سیکھی تھی اسی لیے ان کی اولاد کو مستعربہ کہا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بنی جرہم میں یہ زبان پہلے سے رائج تھی اسی لیے انھیں عاربہ کہا جاتا ہے۔(نزہۃ القاری)

(۱۴۹) حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور اٹھارہ رمصان المبارک کو ملی۔(تحفۃ الواعظین)

(۱۵۰) حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک چیونٹی سے پوچھا کہ تو ایک سال میں کتنا کھا لیتی ہے۔ عرض کی: گیہوں کا ایک دانہ۔ آپ نے ایک دانہ ڈال کر چیونٹی کو ایک شیشے میں بند کر دیا اور ڈاٹ لگا دی۔ برس روز کے بعد کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس نے صرف آدھا دانہ کھایا ہے۔ فرمایا تو نے آدھا دانہ کیوں چھوڑ دیا؟ چیونٹی بولی: پہلے میرا ابھروسا اللہ پر تھا۔ میں پورا دانہ کھا لیتی تھی اور یہ جانتی تھی کہ وہ مجھے ہرگز فراموش نہیں کرے گا۔ شیشے میں بند ہونے کے بعد میرا ابھروسا صرف آپ پر رہا اس لیے میں نے آدھا دانہ چھوڑ دیا اس خیال سے کہ اگر اس سال آپ مجھے بھول جائیں گے تو باقی کا آدھا دانہ اگلے سال میرے کام آئے گا۔(تحفۃ الواعظین)

(۱۵۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سفر کے دوران ایک اونچا پہاڑ دیکھا آپ اوپر

چڑھ گئے۔ پہاڑ کی چوٹی پر ایک بڑا سا نہایت سفید رنگ کا پتھر نظر پڑا۔ آپ اس کے چاروں طرف پھرے اور اس کی خوبصورتی پر حیرت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی: اے عیسیٰ کیا تم چاہتے ہو کہ ہم تمھیں اس سے بھی عجیب چیز دکھائیں۔ فرمایا: ہاں۔ پتھر بیچ سے پھٹ گیا۔ اس میں ایک بوڑھا کملی اوڑھے نماز پڑھ رہا تھا۔ سامنے ایک پھل دار لکڑی رکھی تھی اور اس کے ساتھ انگور تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حیرت سے پوچھا: اے شیخ یہ کیا چیز ہے۔ جواب دیا: یہ میری روزی ہے جو مجھے روز ملا کرتی ہے۔ آپ نے پوچھا کہ تم اس پتھر میں کب سے عبادت کر رہے ہو؟ کہا چار سو برس سے = آپ نے فرمایا: الٰہی تو نے اس سے بھی افضل کوئی مخلوق پیدا فرمائی ہے یا نہیں؟ وحی آئی: اے عیسیٰ امت محمدیہ کا وہ شخص جو پندرھویں شعبان کو صلوٰۃ البراۃ ادا کرے میرے نزدیک اس کی چار سو برس کی عبادت سے افضل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کاش میں امت محمدیہ میں ہوتا۔ (زہرۃ الریاض)

(۱۵۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ چھ رمضان المبارک کو ملی۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۵۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل مقدس بارہ یا تیرہ رمضان المبارک کو ملی۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۵۴) اسرائیل یعنی عبداللہ عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۵) حصرت موسیٰ علیہ السلام کا نام مصر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ایک کے بعد ایک نبی آتے رہے۔ ان کی گنتی چار ہزار بیان کی گئی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۷) حصرت عیسیٰ کے پاس ایک ایک دن میں پچاس ہزار مریضوں کا اجتماع ہوجاتا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۸) منّ وسلویٰ میں منّ ترنجبین کی طرح ایک میٹھی چیز ہوتی تھی۔ روز صبح صادق سے سورج نکلنے تک ہر شخص کے لیے ایک صاع کے برابر آسمان سے نازل ہوتی تھی۔ لوگ

اسے چادروں میں لے کر دن بھر کھاتے رہتے تھے۔ سلویٰ ایک چھوٹا سا پرندہ ہوتا تھا۔ اسے ہوا لاتی تھی۔ بنی اسرائیل اسے شکار کر کے کھاتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۹) حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہنے پر مامور تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تینتیس سال کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے اس وقت تک سفر حضر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کبھی آپ سے جدا نہیں ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۰) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ معظّمہ بی بی مریم اپنی پیدائش کے بعد ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا دوسرے بچے ایک سال میں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۱) اصحاب مائدہ نے جب آسمان سے اترا ہوا خوان کھانے کے بعد کفر کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے حق میں دعا کی تو وہ سور اور بندر ہو گئے۔ ان کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۲) حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کے گلے پر چھری پھراتے دیکھ کر حیرت سے پکار اٹھے: اللّٰہ اکبرُ اللّٰہ اکبر۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا: اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد۔ اس لیے قربانی کے دنوں میں یہ تکبیر واجب ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۳) اللہ تعالیٰ نے نبیوں میں سے سات نبیوں کو سات علم بزرگی والے عطا فرمائے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو علم لغت (وعلم آدم الاسماء کلھا۔ سورہ بقرہ آیت اکتیس)۔ حضرت خضر علیہ السلام کو علم فراست (وعلمناہ من لدنی علما۔ سورہ کہف آیت پینسٹھ)۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو علم تعبیر (وعلمتنی من تاویل الاحادیث۔ سورہ یوسف آیت ایک سو ایک) حضرت داؤد علیہ السلام کو پرندوں کی بولیاں جاننے کا علم (علمنا منطق الطیر۔ سورہ نمل آیت تیرہ)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو توراۃ اور انجیل اور ان کی حکمت کا علم (ویعلمھم الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل۔ سورہ آل عمران آیت اڑتالیس)۔ اور سید عالم ﷺ کو غیب کے راز جنھیں فرمایا: علمک مالم تکن تعلم۔ سورہ نساء آیت ایک سو تیرہ۔

(۱۶۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کے لوگوں میں پانچ معجزات پیش کیے تھے:(۱) مٹی کی چڑیاں بنانا اور انھیں اللہ کے حکم سے پھونک دے کر صحیح جان دار چڑیوں کی طرح اڑا دینا۔(۲) مادرزاد اندھے کو بینا کر دینا۔(۳) کوڑھی کو اچھا کر دینا۔(۴) مردے کو زندہ کر دینا۔(۵) علم غیب کے ذریعے بتانا کہ بنی اسرائیل کیا کھا کر حضرت کے پاس آئے ہیں اور ان کے گھروں میں کیا پونجی پڑی ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۱۶۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل تین بیویوں سے چلی۔ بی بی ہاجرہ مصری تھیں جن کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔ یہ نسل بنی اسماعیل کہلائی۔ دوسری بیبی حضرت سارہ عراق کی تھیں جن کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے جن کے بیٹے حضرت یعقوب عرف اسرائیل تھے۔ یہ نسل بنی اسرائیل کہلائی۔ تیسری نسل تیسری بی بی حضرت قنطورہ یا قطورہ سے چلی اور بنی قنطورہ یا بنی قطورہ کہلائی۔ اسے تاریخ میں اس درجے کی اہمیت حاصل نہیں ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۱۶۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام پندرھویں صدی قبل مسیح کے وسط میں قوم بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے ہجرت کر کے اپنے آبائی وطن شام اور فلسطین تشریف لے گئے تھے۔ یہ وہی سفر تھا جس میں فرعون کے لشکر نے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا تھا اور آخر کار اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرعون اور اس کا لشکر بحر قلزم میں ڈوب گیا تھا۔(تفسیرنعیمی)

(۱۶۷) قران مجید میں منّ وسلویٰ کا جو ذکر ہے اس کے تحت منّ ترنجبین جیسی یعنی شہد کی طرح جمی ہوئی اور لذیذ شبنم کی قسم کی چیز ہوتی تھی۔ سلویٰ ایک طرح کا بٹیر ہے جو جزیرہ نمائے سینا میں بڑی تعداد میں پایا جاتا ہے۔ زیادہ اونچائی پر نہیں اڑتا' بہت جلد تھک جاتا ہے اور بڑی آسانی سے شکار کر لیا جاتا ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۱۶۸) نصاریٰ صیغہ جمع ہے نصرانی کا۔ ملک شام (موجودہ فلسطین) میں ایک قصبہ ہے ناصرہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہیں پیدا ہوئے تھے۔ اسی لیے انھیں یسوع ناصری کہا جاتا ہے۔ نصرانی بھی اسی قصبہ کی مناسبت سے کہا جاتا ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۱۶۹) تورات کی روایت کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے بیچ دس پشتوں کا فرق ہوا ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی گیارھویں پشت میں تھے۔(تفسیرنعیمی)

(۱۷۰) حضرت یعقوب علیہ السلام کے چار بی بیوں سے بارہ بیٹے تھے۔ تورات میں بیٹوں کے نام روبن' شمعون' لاوی' یہوداہ' اشکار' زبلون' یوسف' بن یامین' دان' نفتالی' جدّ اور آشر دیے گئے ہیں۔(گلدستہ طریقت)

(۱۷۱) حضرت یعقوب علیہ السلام کی عمر شریف ایک سو سینتالیس کی ہوئی۔(گلدستہ طریقت)

(۱۷۲) یاقوت حموی نے لکھا ہے کہ بقیر بن یقطن بن حام بن نوح کی اولاد میں سے سندھ اور ہند دو بھائی تھے جن کے نام سے یہ دونوں ملک مشہور ہوئے۔(تفسیرنعیمی)

(۱۷۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد حضرت عمران نے ایک سو ستائیس سال کی عمر پائی۔ جب ان کی عمر ستر سال کی ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۷۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس فرعون کو ہلاک فرمایا تھا اس کا نام ولید بن مصیب یا ولید بن مصعب بن ریّان بن اراشح تھا۔ اسے چار سو سال کی عمر ملی۔(تفسیرنعیمی)

(۱۷۵) حضرت یوشع بن نون حضرت یوسف علیہ السلام کے خاص خادم اور ان کے صحابی وشاگرد تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے چالیس سال بعد انھیں نبوت عطا ہوئی تھی۔ ان کے لیے سورج واپس ہوا تھا۔(نزہۃ القاری)

(۱۷۶) حدیث میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کا یہ نام اس لیے پڑا کہ یہ ایک چکنی سفید زمین پر بیٹھے تو وہاں سبزہ اگ آیا۔(بخاری شریف)

(۱۷۷) کل گیارہ بچوں نے گھوارے میں کلام کیا: (۱) محمد رسول اللہ ﷺ۔(۲) حضرت یحییٰ علیہ السلام۔(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔(۴) حضرت مریم۔(۵) جریج کی گواہی

دینے والا بچہ۔(۶) حضرت یوسف علیہ السلام کا گواہ۔(۷) کھائی والوں کا بچہ۔(۸) اس لونڈی کا بچہ جسے بنی اسرائیل کے زمانے میں زنا کی تہمت لگائی گئی۔(۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام۔(۰) حضرت آسیہ (فرعون کی بی بی) کی خادمہ کا وہ بچہ جسے کھولتے ہوئے تیل میں جلایا گیا۔(۱۱) یہود کا وہ بچہ جو اپنے ماں باپ کو لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپ کو صلوٰۃ وسلام عرض کیا۔(شیخ جلال الدین سیوطی)

(۱۷۸) ایک قول یہ ہے کہ حضرت خضر قابیل کے بیٹے ہیں۔دوسری روایت میں حضرت الیاس علیہ السلام کا بھائی بتایا گیا ہے۔(نزہۃ القاری)

(۱۷۹) جمہور علماء کا خیال ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اب بھی زندہ ہیں اور دجال کے بعد جب ایمان اٹھ جائے گا اس وقت وصال فرمائیں گے۔(نزہۃ القاری)

(۱۸۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام ہر سال حج میں شریک ہوتے ہیں اور احرام سے باہر آنے کے لیے ایک دوسرے کے بال اتارتے ہیں۔(نزہۃ القاری)

(۱۸۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمراہی میں حضرت خضر علیہ السلام نے جس بچے کو مار ڈالا تھا اس کا نام ایک روایت کے مطابق جیسور اور دوسری روایت کے مطابق جیسون تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۲) مفسرین کا قول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی حضرت یعقوب علیہ السلام کے خواب میں گیارہ بھیڑیے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب میں گیارہ ستارے نظر آئے تھے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے خواب میں وہ گناہ کی حالت میں دکھائی دیے اس لیے بھیڑیوں کی سی صورت تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب میں توبہ کی حالت میں نظر آئے اس لیے تاروں کی شکل میں تھے۔(گلدستہ طریقت)

(۱۸۳) کسی بزرگ نے فرمایا ہے کہ تین سوالوں کا کچھ جواب نہیں ہے:(۱) اے

حضرت یعقوب علیک السلام آپ یوسف کو بہت چاہتے ہیں پھر دشمنوں کے ہات میں کیوں دے رہے ہیں؟(۲) اے مسلمان تو اللہ کو بہت چاہتا ہے پھر نافرمانی کیسی؟(۳) اے اللہ تو مومن بندے کو وبہت چاہتا ہے پھر یہ مصیبتیں کیسی؟(گلدستہ طریقت)

(۱۸۴) جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو رخصت کیا تو ان کے بازو پر جنتی پیرہن تعویذ بنا کر باندھا جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس وقت لاکر پہنایا تھا جب انھیں آتش نمرود میں ڈالا جا رہا تھا۔(گلدستہ طریقت)

(۱۸۵) جس کنویں میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے پھینکا تھا اس کے مختلف سوراخوں میں موذی کیڑے تھے۔حضرت جبرئیل علیہ السلاام نے تمام موذی جانوروں کو پکارا: خبردار! کوئی جانور اپنے سوراخ سے باہر نہ نکلے کیونکہ آج تمھارے گھر اللہ کا خاص بندہ مہمان بن کر اترا ہے۔یہ حکم سُنتے ہی سارے موذی جانور اپنے اپنے بلوں میں گھس گئے۔ایک سانپ شقاوت سے حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈسنے کے لیے لپکا۔حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس پر ایک چیخ ماری جس سے سانپ بہرا ہو گیا اور سانپوں کی نسل قیامت تک کے لیے بہری کر دی گئی۔(گلدستہ طریقت)

(۱۸۶) حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں سے ڈول کے ذریعے نکالنے والے مصری کا نام مالک تھا۔(گلدستہ طریقت)

(۱۸۷) ایک شہر پر حضرت یوسف علیہ السلام کا گذر ہوا۔وہاں کے لوگوں نے سمجھا کہ یہ خدا ہے۔ان کی صورت بنا کر پوجنے لگے۔پھر ایک اور شہر پر حضرت یوسف علیہ السلام کا گذر ہوا وہاں کے لوگ بت پرست تھے۔جب انھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اپنے بتوں کو توڑ ڈالا اور کہا: جس خدا نے یہ پیاری صورت بنائی ہے وہی پوجا نکے لائق ہے اور ہمیشہ کے لیے وہ لوگ اللہ والے ہو گئے۔(گلدستہ طریقت)

(۱۸۸) جب حضرت یوسف علیہ السلام کی مصر میں آمد مشہور ہوئی تو ہزاروں آدمیوں

نے مالک کے گھر کو گھیر لیا اور کہنے لگے ہم یوسف کی ملاقات کو آئے ہیں۔ مالک نے کہا اچھا ایک اشرفی ان کی منہ دکھائی ہے۔ ہر شخص ایک اشرفی حضرت یوسف علیہ السلام کے قدموں میں ڈال کر ملاقات کرتا تھا۔ ایک دن میں چھ لاکھ اشرفیاں جمع ہوئیں۔ دوسرے دن دو اشرفیاں منہ دکھائی مقرر ہوئی اس روز بارہ لاکھ اشرفیاں جمع ہوئیں۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۸۹) حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کے سامنے اپنے بے گناہی کے ثبوت میں ایک چار ماہ کے بچے کو پیش کیا تھا۔ یہ بچہ زلیخا کا رشتہ دار تھا۔ اس بچے نے حضرت یوسف علیہ السلام کی موافقت میں گواہی دی تھی۔ جب وہ لڑکا جوان ہوا تو حضرت یوسف علیہ السلام اس کی بڑی عزت کرتے تھے اور اپنی بادشاہت کے زمانے میں اسے بہت بڑا عہدہ دیا تھا۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۹۰) جب حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے قید کا حکم ہوا اور آپ قید خانے کے دروازے پر پہنچے تو رونے لگے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وجہ پوچھی تو فرمایا اس لیے روتا ہوں کہ قید خانے میں کوئی پاک جگہ نہیں ہے کہ وہاں نماز پڑھوں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام بولے آپ جہاں چاہے نماز پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے قید خانے کے اندر چالیس گز تک زمین کو پاک فرما دیا ہے۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۹۱) ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام قید خانے میں آئے اور اپنا نورانی لعاب حضرت یوسف علیہ السلام کے دہن مبارک میں ڈال دیا۔ اس وقت سے آپ کو خوابوں کی تعبیر کا علم حاصل ہوگیا۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۹۲) حضرت یوسف علیہ السلام پر ان کے بھائیوں نے چوری کا الزام لگایا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کو والدہ کی وفات کے بعد پھوپھی پرورش کرتی تھیں۔ جب یوسف علیہ السلام ذرا ہوشیار ہوئے تو یعقوب علیہ السلام نے انھیں گھر لے جانا چاہا۔ پھوپھی حضرت یوسف علیہ السلام کو بہت چاہتی تھیں۔ اس لیے ان کی کمر میں پٹکا باندھ کر شور کر دیا کہ میرا پٹکا گم ہوگیا ہے۔ تلاشی لینے پر حضرت یوسف علیہ السلام کی کمر سے پٹکا برامد ہوا۔ حضرت یعقوب علیہ

السلام کے شرعی قانون کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کو پھوپھی کے پاس رہنا پڑا۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۹۳) بنی اسرائیل کے یہاں پیشاب کے احکام بہت سخت تھے۔ اگر کپڑے میں لگ جائے تو جلا دالو اور اگر بدن میں لگ جائے تو اتنی کھال چھیل ڈالو۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۴) مسجد حرام میں جہاں کعبہ کا طواف ہوتا ہے اور جسے مطاف کہتے ہیں وہاں ستر نبیوں کے مزارات بتائے جاتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۵) اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں عطا فرمائی تھیں: (۱) عصا۔ (۲) ید بیضا۔ (۳) وہ عقدہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے حل فرمایا۔ (۴) دریا کا پھٹنا اور اس میں راستہ بننا۔ (۵) طوفان۔ (۶) خون کی وبا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۶) بخاری اور مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تھا میں آج رات اپنی نوّے بیویوں کے پاس جاؤں گا ہر ایک حاملہ ہوگی اور ہر ایک سے راہ خدا میں جہاد کرنے والا سوار پیدا ہوگا۔ مگر یہ فرماتے وقت زبان مبارک سے ان شاء اللہ نہیں فرمایا تھا تو کوئی بھی بیوی حاملہ نہیں ہوئی سوائے ایک کے اور اس سے بھی ادھورا بچے پیدا ہوا۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا اگر سلیمان علیہ السلام نے ان شاء اللہ فرمایا ہوتا تو ان سب عورتوں کے لڑکے ہی پیدا ہوتے اور وہ سب راہ خدا میں جہاد کرتے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۹۷) اصحاب کہف کے نام لکھ کر دروازے پر لگا دیے جائیں تو مکان جلنے سے محفوظ رہتا ہے۔ جان و مال کی حفاظت کے لیے بھی مجرب ہے۔ اصحاب کہف کے نام یہ ہیں: مکسلمینا، یملیخا، مرتونس، بینونس، سارینونس، ذونواس، کشفیط، تنونس۔ ان کے کتے کا نام قطمیر ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۹۸) اصحاب کہف اپنے غار میں سال میں ایک بار دسویں محرم کو کروٹ بدلتے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی ہیبت سے ان کی حفاظت فرمائی ہے کہ ان تک کوئی نہیں جا سکتا۔ جنگ روم کے وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے ایک جماعت نے غار میں داخل ہونا چاہا مگر اللہ تعالیٰ نے ایسی ہوا چلائی کہ سب جل گئے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۹۹) حضرت ادریس علیہ السلام کا نام اخنوغ یا اخنوخ ہے۔ آپ حضرت نوح علیہ السلام کے والد کے دادا ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپ ہی پہلے رسول ہیں۔ آپ کے والد حضرت شیث علیہ السلام ہیں۔ سب سے پہلے جس شخص نے قلم سے لکھا وہ آپ ہی ہیں۔ کپڑوں کے سینے اور سلے ہوئے کپڑے پہننے کی شروعات بھی آپ ہی سے ہوئی۔ آپ سے پہلے لوگ کھالیں پہنتے تھے۔ سب سے پہلے ہتھیار بنانے والے ترازو اور پیمانے قائم کرنے والے اور علم نجوم اور علم حساب میں نظر فرمانے والے بھی آپ ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر تیس صحیفے نازل فرمائے اور آسمانی کتابوں کا کثرت سے درس دینے کے سبب آپ کا نام ادریس ہوا۔ (قاضی بیضاوی)

(۲۰۰) ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی گود میں بیٹھے تھے۔ آپ نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر اس کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ رسید کیا۔ غصے میں فرعون نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کی بیوی حضرت آسیہ نے کہا: اے بادشاہ یہ نادان بچہ ہے۔ ابھی ناسمجھ ہے۔ تو چاہے تو آزمائش کر لے۔ اس آزمائش کے لیے ایک تھال میں انگارے اور ایک دوسرے تھال میں سرخ یاقوت آپ کے سامنے رکھے گئے۔ آپ نے یاقوت لینے چاہے مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے نے آپ کا ہات انگاروں پر رکھ دیا آپ نے ایک انگارہ اٹھا کے منہ میں رکھ لیا جس سے زبان مبارک جل گئی اور لکنت پیدا ہوگئی۔ اس کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قرآن میں بیان کی گئی: واحلل عقدۃ من لسانی یعنی اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔ پارہ سولہ سورہ طٰہٰ، آیت ستائیس۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۱)۔ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عمر شریف تین سال کی تھی اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامل عقل عطا فرمائی اور آپ کی طرف وحی کی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں میں ایسی ملاحت تھی جسے دیکھ کر ہر شخص کے دل میں محبت جوش مارنے لگتی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کئی برس تک حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس مصر سے آٹھ منزل دور مدین نامی شہر میں مقیم رہے اور ان کی صاحب زادی صفورہ کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۴) فرعون نے جب جادوگروں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لیے بلایا تو جادوگروں نے فرعون سے کہا کہ ہم موسیٰ کو سوتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انھیں ایسا موقع دیا گیا۔ انھوں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خواب میں ہیں اور عصائے شریف پہرہ دے رہا ہے۔ یہ دیکھکر جادوگروں نے فرعون سے کہا کہ موسیٰ جادوگر نہیں ہیں کیونکہ جب جادوگر سوتا ہے تو اس کا علم بھی سوجاتا ہے۔ مگر فرعون نے انھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سامنا کرنے پر مجبور کردیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۵) اب دنیا میں جتنے انسان ہیں وہ سب حضرت نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کے کشتی سے اترنے کے بعد ان کے ہم راہیوں میں سے سارے مرد عورت مر گئے۔ صرف آپ کی اولاد اور ان کی عورتیں بچیں۔ انھیں سے دنیا کی نسلیں چلیں۔ عرب اور فارس اور روم آپ کے بیٹے سام کی اولاد ہیں اور سوڈان کے لوگ آپ کے بیٹے حام کی نسل سے ہیں۔ اور ترک اور یاجوج و ماجوج وغیرہ آپ کے بیٹے یافث کی اولاد سے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۶) حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیچ دو ہزار چھ سو چالیس برس کا زمانہ گزرا اور دونوں حضرات کے بیچ جو دور گزرا اس میں صرف دو نبی ہوئے: ایک حضرت ہود علیہ السلام اور دوسرے حضرت صالح علیہ السلام۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۷) حضرت سلیمان علیہ السلام اتنے بڑے بادشاہ ہوکر درختوں کے پتوں سے پنکھے اور ٹوکریاں بنایا کرتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کوئی پیشہ نہیں اپنایا بلکہ ہمیشہ سیاحت فرماتے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۰۹) حضرت اسحاق علیہ السلام کا نکاح حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے دو بیٹے عیض یا عیص اور یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے۔(گلدستہ طریقت)

(۲۱۰) حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ کا نام راحیل تھا جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے ماموں لایان یالابان کی چوتھی بیٹی تھیں۔(گلدستہ طریقت)

(۲۱۱) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جس وقت اللہ کے حکم سے فرعون کے شہر سے کوچ فرمایا اس وقت آپ کے ساتھ چھ لاکھ ستر ہزار بنی اسرائیلی تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۱۲)۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کے ساتھ سنگ مرمر کا تابوت تھا جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی نعش مبارک تھی۔ یہ تابوت سب سے آگے رکھا گیا اور اسی کی برکت سے استہ ظاہر ہوا۔(گلدستہ طریقت)

(۲۱۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جنت کے درخت آس کی لکڑی کا تھا جو حضرت آدم علیہ السلام وہاں سے اپنے ساتھ لائے تھے اور ان سے منتقل ہوتا ہوا حضرت شعیب علیہ السلام تک پہنچا تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی بکریاں چرائیں تو انھیں دیا گیا۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کے قد کی طرح دس ہات لمبا تھا۔ اس میں دو شاخیں تھیں جو تاریکی میں دو مشعلوں کی طرح چمکتی تھیں۔ موسیٰ علیہ السلام اس عصا سے بکریوں کے لیے پتے بھی جھاڑتے تھے اور اس پر تکیہ بھی لگاتے تھے۔ یہ عصا صرف موسیٰ علیہ السلام کے ہات میں کام کرتا تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۱۴) حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بادشاہ نے صرف اس لیے شہید کیا کہ وہ اپنی سوتیلی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا تھا اور ان دو حضرات نے اس کو حرام فرمایا اور اس کی مرضی کے مطابق فتویٰ نہ دیا۔(قصص الانبیاء)

(۲۱۵) سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا اور اپنی اولاد کا ختنہ کیا۔ آپ

سے پہلے پیغمبر ختنہ شدہ پیدا ہوتے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۱۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کئی اولیات کا شرف حاصل ہے: سب سے پہلے آپ ہی کے بال سفید ہوئے' پہلے آپ ہی نے ناخن اور ڈاڑھی ترشوائی اور زیر ناف بال دور کرنے کو رواج دیا کہ آپ کے دین میں یہ باتیں فرض تھیں اور دین اسلام میں سُنّت۔ پہلے آپ ہی نے سلا ہوا پائجامہ پہنا۔ پہلے آپ ہی نے بالوں میں خضاب کیا۔ پہلے آپ ہی نے منبر بنوایا اور اس پر خطبہ پڑھا۔ پہلے آپ ہی نے اپنے ہاتوں میں عصا لیا۔ پہلے آپ ہی نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا جب کافر آپ کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام کو قید کر کے لے گئے تو آپ نے ان سے جہاد کیا اور حضرت لوط علیہ السلام کو ان سے چھڑا لیا۔ پہلے آپ ہی نے مہمان نوازی کی کہ بنا مہمان کبھی کھانا نہیں کھایا اور مہمان کی تلاش میں چار چار کوس نکل جاتے تھے۔ پہلے آپ ہی نے شیر مال اور پراٹھے پکوا کر مہمانوں کو کھلائے۔ پہلے آپ ہی نے معانقہ کیا یعنی گلے ملے۔ پہلے آپ ہی کو بہت مال اور خادم دیے گئے۔ پہلے آپ ہی نے ثرید (شوربے میں پکی ہوئی روٹی) تیار کی۔ قیامت میں سب سے پہلے آپ ہی کو لباس فاخرہ عطا ہوگا اس کے فوراً بعد ہمارے حضور ﷺ کو۔ آپ ہی اپنے بعد والے پیغمبروں کے والد ہیں۔ ہر آسمانی دین میں آپ ہی کی پیروی اور اطاعت ہے۔ مسلمانوں کے مردہ بچوں کی آپ اور حضرت سارہ عالم برزخ میں پرورش کرتے ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۲۱۷) ایک بار حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں قحط پڑا۔ غلہ کہیں میسر نہ ہوتا تھا۔ آپ نے بوریوں میں سرخ ریت بھر کر منگوالیا۔ جب کھولا گیا تو شربتی گیہوں نکلے۔ جب انھیں بویا گیا تو پودوں میں جڑ سے اوپر تک بالیاں لگیں۔(تفسیر نعیمی)

(۲۱۸) ایک بار کافروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دو شیر چھوڑے۔ شیروں نے آپ پر حملہ نہیں کیا بلکہ آپ کو سجدہ کیا اور آپ کے قدم مبارک چاٹنے لگے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۱۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق علیہ السلام کا ختنہ پیدائش سے ساتویں دن اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ختنہ تیرھویں سال کیا تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۲۰) حضرت ابراہیم علیہ السلام آخر عمر تک لاولد تھے۔ بیٹے کی دعا مانگ کر کہتے تھے: اِسۡمَع اِیۡل۔ اسمع لفظ عربی ہے اور ایل عبرانی میں خدا کا نام ہے۔ اسمع ایل کے معنی ہوئے اے خدا میری سن لے۔ جب اللہ تعالیٰ نے انھیں بیٹا عطا فرمایا تو اس دعا کی یادگار کے طور پر آپ نے بیٹے کا نام اسماعیل رکھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یکم ذی القعدہ کو کعبے کی تعمیر شروع فرمائی تھی اور اسی ماہ کی پچیس تاریخ کو ختم فرمادی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام طوفان نوح سے ایک ہزار سات سو نو سال بعد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً دو ہزار تین سو سال پہلے بابل شہر کے قریب کوثٰی نامی قصبے میں پیدا ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کی ولادت اہواز علاقے کے مقام سوس میں ہوئی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنے چچا کی بیٹی سارہ سے نکاح کیا پھر حضرت ہاجرہ سے۔ حضرت سارہ کی وفات کے بعد قنطورہ یا قطورہ سے۔ تین بی بیوں سے آٹھ بیٹے تھے۔ حضرت ہاجرہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے جو سب سے بڑے تھے۔ حضرت سارہ سے حضرت اسحاق علیہ السلام جو حضرت اسماعیل علیہ السلام سے چودہ سال چھوٹے تھے۔ قنطورہ بنت یقطن کنعانیہ سے چھ بیٹے مدین، مداین، زمران، یقشان، یشیق اور نوح۔ یہ سب متقی مسلمان ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۴) حضرت یعقوب علیہ السلام کی عمر ایک سو سینتالیس برس کی ہوئی۔ آپ نے مصر میں وفات پائی اور وصیت کے مطابق بیت المقدس میں حضرت اسحاق علیہ السلام کی قبر انور کے پاس دفن کیے گئے۔ (گلدستہ طریقت)

(۲۲۵) حضرت نوح علیہ السلام کا نام یشکر ہے اور لقب نوح کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے خوف سے بہت نوحہ اور گریہ وزاری کرتے تھے۔ آپ پہلے صاحب شریعت نبی ہیں اور مشرکین کو ڈرانے والے پہلے پیغمبر ہیں۔ آپ ہی پہلے نبی ہیں جن کی بددعا سے کافروں پر

عذاب آیا۔ آپ دوسرے ابوالبشر ہیں کہ طوفان کے بعد تمام لوگ آپ کی اولاد ہیں۔ آپ کے بال سفید ہوئے نہ کوئی دانت گرا۔ قیامت میں حضور اکرم ﷺ کے بعد آپ ہی کی قبر انور پہلے کھلے گی۔ (خازن، تفسیر کبیر، تفسیر ساوی)

(۲۲۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام ابوالانبیاء ہیں کہ سات نبیوں کے سوا تمام نبی آپ ہی کی اولاد ہیں۔ وہ سات نبی یہ ہیں: حضرت آدم، حضرت شیث، حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت صالح، حضرت ہود اور حضرت لوط علیہم السلام۔ (تفسیر روح البیان)

(۲۲۷) حضرت داؤد علیہ السلام کو معجزے کے طور پر اچھی آواز ملی تھی۔ جب آپ زبور تلاوت فرماتے تو آپ کے پیچھے عام لوگ، ان کے پیچھے جنات، ان کے پیچھے چرند پرند اور جانور جمع ہوجاتے تھے۔ چڑیاں آپ پر سایہ کرلیتی تھیں۔ (روح البیان، خازن وغیرہ)

(۲۲۸) زبور کا مطلب ہے لکھی ہوئی کتاب۔ اس میں ڈیڑھ سو سورتیں تھیں جن میں احکام شریعت بہت تھوڑے تھے۔ حکمت، وعظ، حمد الٰہی وغیرہ زیادہ تھیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲۹) عرب میں کل پانچ نبی تشریف لائے۔ حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت اسماعیل، حضرت شعیب اور سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ علیہم السلام۔ (تفسیر ساوی)

(۲۳۰) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مشہور لقب مسیح ہے۔ یہ عبرانی زبان میں مشیح تھا یعنی مبارک۔ (روح البیان)

(۲۳۱) ہم سب کو اللہ تعالیٰ نے پانی سے بنایا۔ ہم جما ہوا پانی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہوا سے بنایا۔ آپ ہوا یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام کی پھونک پر کھنچی ہوئی ربانی تصویر ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۲)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیچ سترہ سو سال کا فاصلہ ہے۔ اس دوران ایک ہزار سے زیادہ نبی تشریف لائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۳) ملک عرب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کے بیچ تقریباً چار ہزار سال کا فاصلہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر شریف ایک سو بیس سال کی ہوئی۔ آپ حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات سے چار سو برس بعد پیدا ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سات سو برس بعد۔ (خازن)

(۲۳۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت یوشع بن نون علیہ السلام آپ کے خلیفہ بنے۔ آپ نے ایک سو چھبیس کی عمر میں وفات پائی۔ افراسیم پہاڑ میں دفن کیے گئے۔ آپ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ستائیس سال زندہ رہے۔ (تفسیر خازن)

(۲۳۶) عمان سے جاتے ہوئے بیت المقدس کے قریب ایک معمولی بستی ہے جس کا نام کلیم اللہ ہے یہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار اقدس ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۷) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو ملک الموت جناب عزرائیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اجل کا پیغام سنایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جلال میں آکر ان کے ایسا طمانچہ مارا جس سے ان کی آنکھ جاتی رہی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۸) حضرت ادریس علیہ السلام کے دین کا نام صائبہ تھا اس میں توحید، طہارت، روزہ وغیرہ عبادتیں تھیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۹) حضرت ادریس علیہ السلام کا نام ہرمس تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پر جاتے تو روزہ رکھ کر جاتے اور تورات لینے کے لیے آپ کو اللہ کے حکم سے چالیس روزے رکھنے پڑے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۱) حضرت آدم علیہ السلام بالغ ہی پیدا ہوئے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۲) حضرت حزقیل، حضرت ابراہیم، حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے مردے زندہ ہوئے۔ پانچویں ہمارے حضور ﷺ ہیں جنھوں نے اپنے والدین اور بہت سے مردوں کو زندہ کیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۳) حضرت حزقیل بن صوری علیہ السلام کو ذوالکفل بھی کہتے ہیں کیونکہ انھوں

نے ایک بار ستر پیغمبروں کو ضامن بن کر قتل ہونے سے بچایا تھا۔ ذوالکفل کا مطلب ہے ضمانت والا۔ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ یوشع بن نون ان کے خلیفہ کالب بن یوحنا، ان کے خلیفہ حضرت حزقیل علیہم السلام۔ ان کی کنیت ابن عجوز ہے کیونکہ ان کی والدہ نے انھیں بڑھاپے میں پایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۴) حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کو عاد اوّل کہتے ہیں اور عاد ثانیہ (دوسری) حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ہے۔ اسی کو ثمود کہتے ہیں۔ ان دونوں کے بیچ سو برس کا فاصلہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۵) حضرت داؤد علیہ السلام بڑی فصاحت اور بلاغت والے تھے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے امّا بعد فرمایا۔ رب تعالیٰ نے آپ کو جو چاہا سکھایا۔ پرندوں کی بولی، پہاڑوں کی تسبیح، چیونٹی کا کلام سمجھنا، اچھی آواز وغیرہ۔ آپ کے دست مبارک میں لوہا نرم پڑ جاتا تھا۔ آپ بادشاہ ہونے کے باوجود محنت مشقت کر کے روٹی کھاتے تھے۔ زرہ بنا کر بیچتے تھے اور اسی آمدنی پر گزر بسر کرتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ پر گرگٹ دور سے پھونکیں مار رہا تھا۔ اس کی پھونکوں سے آگ تیز نہ ہوئی مگر وہ قیامت تک مار کا مستحق ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اس کا مار دینا ثواب ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۷) حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اجزائے زمین یعنی کھاری اور میٹھا، کالا اور سفید، سرخ اور زرد سے ترتیب دیا اور آپ کا پتلا چالیس برس تک بنا روح کے مکہ مکرمہ اور طائف کے بیچ کی وادی نعمان میں رہا۔ اس کے بعد روح جسم میں آئی۔ کچھ روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا سر مبارک کعبہ کی خاک سے اور سینہ بیت المقدس کی خاک سے تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۸) حضرت شعیا علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے ماننے والے تھے۔ آپ بنی اسرائیل پر اتارے گئے۔

(تفسیر نعیمی)

(۲۴۹) حضرت آدم علیہ السلام نے زمین پر آکر جو سب سے پہلی عبادت کی وہ توبہ تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۲۵۰) حضرت علیہ السلام کی ایک ہزار بی بیاں بتائی جاتی ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۲۵۱) حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بی بیاں تھیں۔(تفسیر نعیمی)

(۲۵۲) جنت میں گیہوں کھاتے وقت حضرت حوّا نے دو مٹھی گیہوں اپنے پاس رکھ لیے تھے اور ایک مٹھی گیہوں حضرت آدم علیہ السلام کو کھلایا تھا۔ رب تبارک وتعالیٰ نے اس کے برعکس لڑکیوں کو ایک حصہ میراث دی اور لڑکوں کو دو حصے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۵۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا پر ان کے حواریوں کے لیے جو دسترخوان آسمان سے اترا تھا وہ سرخ غلاف سے ڈھکا ہوتھا۔ اس میں سات مچھلیاں اور سات روٹیاں تھیں۔ ان مچھلیوں پر سِنّے نہ تھے نہ اندر کانٹا تھا۔ اس سے روغن ٹپک رہا تھا۔ مچھلیوں کے سروں کے آگے سرکہ اور دُم کی طرف نمک اور آس پاس سبزیاں تھیں۔ روایتوں میں آیا ہے کہ پانچ روٹیاں تھیں ایک روٹی پر زیتون' دوسری پر شہد' تیسری پر گھی' چوتھی پر پنیر اور پانچویں پر بھنا ہوا گوشت رکھا تھا۔ پہلے دن سات ہزار تین سو آدمیوں نے کھایا پھر وہ خوان اٹھا اور لوگوں کے دیکھتے دیکھتے اڑتا ہوا ان کی نظروں سے غائب ہوگیا۔ یہ خوان چالیس دن تک روزانہ یا ایک دن آڑ کر کے آتا رہا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۵۴) عرب پہلے دین ابراہیمی پر تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے نابت کعبے کے متولی ہوئے۔ ان کے بعد جرہم قبیلہ متولی ہوا۔ اس قبیلے کے عمرو بن لُحی نے جو خزاعہ قبیلے کا مورث اعلیٰ تھا بنی جرہم کو بیت اللہ سے نکال دیا اور خود متولی بن بیٹھا۔ اس کا اصلی نام عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر ازدی تھا عرب میں بت پرستی کی بنیاد اسی نے رکھی۔ یہ بلق سے بت لایا اور کعبے میں اور اس کے آس پاس نصب کیے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۵) حدیث میں ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا

کہ نبیوں کی گنتی کتنی ہے؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ عرض کیا: ان میں رسول کتنے ہیں؟ فرمایا: تین سو دس سے کچھ زیادہ۔ اور ایک روایت میں ہے تین سو پندرہ۔ تیسری روایت میں ہے تین سو تیرہ۔(تفسیر نعیمی)

(۲۵۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک قبطی کو گھونسا مار کر ہلاک کر دیا تھا مگر ان پر قصاص یعنی خون کا بدلہ واجب نہ ہوا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۵۷) حضرت سلیمان علیہ السلام جب تخت پر اڑتے تھے تو آپ کے ساتھ ایک ہزار نبی ہوتے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۵۸) حضرت جرجیس علیہ السلام ملک شام میں فلسطین میں رہتے تھے۔ اس ملک کا ایک بادشاہ دادیانہ تھا جو بتوں کو پوجتا تھا۔ حضرت جرجیس چونکہ توحید کی تبلیغ کرتے تھے اس لیے بادشاہ ان کی جان کا دشمن ہوگیا۔ اس نے مختلف طریقوں سے حضرت جرجیس علیہ السلام کو ہزار بار مارا مگر اللہ تعالیٰ نے ہر بار آپ کو زندہ کیا۔ ایک دن حضرت جرجیس علیہ السلام نے اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا: اے رب تو سب کچھ جانتا اور دیکھتا ہے۔ آج سات برس سے میں تکلیفیں اٹھاتا ہوں۔ تو نے کہا تھا کہ سات برس تک کافروں کے رنج اٹھاؤ گے اور صبر کرو گے۔ اے اللہ میری مدت پوری ہوئی۔ اب میں صبر نہیں کر سکتا۔ کافروں کے ہات سے بہت تنگ آگیا ہوں۔ اے میرے رب مجھے شہادت نصیب کر اور ان کافروں پر عذاب نازل کر۔ ان کی دعا ختم ہوتے ہی ایک غضب ناک آگ آسمان سے اتری اور ایک بجلی کڑک کر کافروں پر گری۔ یہ دیکھ کر ایک کافر نے حضرت جرجیس علیہ السلام پر تلوار ماری کہ ان کی دعا سے عذاب اترا تھا۔ حضرت جرجیس علیہ السلام شہید ہوگئے۔ آسمانی آگ نے کافروں کو جلا دیا۔ ان میں سے تیس ہزار لوگ جو ایمان لائے تھے وہ بچ گئے۔(قصص الانبیاء)

(۲۵۹) اللہ تعالیٰ نے تین عہد و پیمان لیے تھے جنھیں میثاق کہا جاتا ہے۔ ایک تو اپنے رب ہونے کا جو عام انسانوں سے لیا گیا تھا۔ دوسرا حضور ﷺ پر ایمان لانے کا جو

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام سے لیا گیا تھا۔تیسرا عہد اللہ کی کتاب کو نہ چھپانے کا اور اسے لوگوں تک پہنچانے کا۔ یہ عہد بنی اسرائیل کے علماء سے لیا گیا تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۶۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام بہت شرمیلے اور ستر پوش نبی تھے۔ان کے بدن کا کوئی حصہ ننگا نہ دکھتا تھا اور یہ بات ان کی حیاداری کی وجہ سے تھی۔کچھ بنی اسرائیل نے انھیں تکلیف دی اور کہنے لگے کہ اس قدر لباس پوشی کی کوئی خاص وجہ ہے یا تو جلد کا کوئی عیب ہے یا سفید داغ کی بیماری ہے یا خصیہ بڑا ہونے کی بیماری ہے۔اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بے عیب ہونا ظاہر ہو جائے۔ایک روز آپ تنہائی میں نہانے کے لیے کھڑے ہوئے' کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیے۔اللہ کے حکم سے وہ پتھر کپڑے لے بھاگا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پیچھے یہ کہتے ہوئے بھاگے: او پتھر میرے کپڑے' او پتھر میرے کپڑے۔آخر میں اسی حالت میں بنی اسرائیل کی ایک جماعت تک پہنچ گئے۔لوگوں نے آپ کو ننگا دیکھا اور بہترین جسمانی ساخت پائی۔کہنے لگے: موسیٰ میں تو خدا کی قسم کوئی عیب نہیں ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے لے لیے اور پتھر کو مارنے لگے۔خدا کی قسم! موسیٰ کے کے مارنے سے پتھر میں تین یا چار یا پانچ نشان پڑ گئے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۶۱) نبیوں کی وفات ہماری طرح جبراً نہیں ہوتی بلکہ ملک الموت خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور ان کی اجازت سے روح قبض کرتے ہیں۔نبیوں کی وفات اختیاری ہوتی ہے یعنی ان کی اپنی مرضی کی ہوتی ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۶۲) فقہا کے نزدیک سونا وضو توڑتا ہے اور موت غسل۔مگر نبی کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا اور شہید کی موت غسل نہیں توڑتی۔(تفسیر نعیمی)

(۲۶۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اور آدم علیہ السلام نے آپس میں تکرار کی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تم وہ آدم ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور اپنی روح پھونکی' فرشتوں سے سجدہ کرایا' رہنے کے لیے

جنت عطا کی' لیکن تم نے نافرمانی کر کے لوگوں کو جنت سے نکلوا دیا اور زمین پر پہنچوا دیا۔حضرت آدم علیہ السلام کہنے لگے: تم وہ موسیٰ ہو کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لیے چنا' اپنا کلیم بنایا' لوحیں عطا کیں جن میں ہر چیز کا بیان تھا' اپنا ہم راز بنایا' تم بتاؤ کہ مخلوق کے پیدا کرنے سے کتنے پہلے اللہ نے تورات کو پیدا کیا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے: چالیس سال پہلے پیدا کیا تھا۔حضرت آدم علیہ السلام بولے: کیا اس میں لکھا ہے کہ آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور گم راہی اختیار کی؟ حضرت موسیٰ نے کہا: ہاں لکھا ہوا ہے۔حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: موسیٰ! جو بات میرے رب نے میرے لیے چالیس سال پہلے مقرر کر دی تھی اس پر تم مجھے ملامت کرتے ہو؟ حضور ﷺ فرماتے ہیں: آدم علیہ السلام اس مقدمہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔(بخاری شریف)

(۲۶۴) حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی ظلم سے قتل کیا جاتا ہے تو اس خون میں پہلا حصہ آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کا ہوتا ہے کیونکہ سب سے پہلے قتل کا طریقہ جاری کرنے والا وہی ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۶۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنانے والا پہلا شخص ساؤل نامی ایک یہودی فریسی تھا جو حواریوں کو بہت تکلیف دیتا تھا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد اس شخص نے اعلان کیا کہ اس نے مسیح کا نور دیکھا ہے۔پھر وہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا مبلغ بن کر حواریوں میں شامل ہو گیا۔اپنا نام بدل کر پولوس رکھ لیا۔یہی شخص عیسائی دنیا میں سینٹ پال کے نام سے مشہور ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۶۶) حضرت ایوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں پانچویں یا چھٹی پیڑھی میں تھے۔ان کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔اپنے زمانے میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والے شخص تھے۔ترانوے برس کی عمر پائی۔جہاں رہتے تھے وہ جگہ اب دیر ایوب کے نام سے مشہور ہے۔وہیں مزار پاک بھی ہے۔یہاں ایک پتھر ہے جس پر قدم کا نشان ہے۔کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت ایوب علیہ السلام کے قدم پاک کا نشان ہے۔وہاں

ایک چشمہ بھی ہے جس کا پانی برکت والا سمجھا جاتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۶۷) ترمذی شریف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تو وہ اون کا کمبل، اون کی چھوٹی ٹوپی، اون کا جبہ اور مرے ہوئے گدھے کی کھال کی جوتیاں پہنے ہوئے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۶۸) سب سے پہلے پاجامہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہنا۔ چونکہ انھوں نے اس لباس کو جو سب سے زیادہ عورت کو چھپانے والا ہے سب سے پہلے پہنا اس لیے انھیں یہ انعام ملا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے انھیں یہ لباس پہنایا جائے گا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۶۹) حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات نماز کے قیام میں ہوئی تھی اور ایک لاٹھی کے سہارے آپ چھ ماہ یا چھ سال یوں ہی کھڑے رہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۷۰) جب حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر دوزخ کھول دی اور کفار گرمی سے تڑپنے لگے۔ تہہ خانوں میں ٹھنڈک لینے گھسے تو وہاں اور زیادہ گرمی تھی۔ درختوں کے سائے میں رہنا، پانی سے نہانا کچھ کام نہ آیا۔ پانی بھی کھولتا ہوا پاتے تھے۔ بھاگے بھاگے پھرتے تھے۔ شہر سے باہر بادل کا ایک ٹکڑا نظر آیا جس کا سایہ زمین پر تھا اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ اس کے نیچے پناہ لینے جمع ہو گئے۔ عورتیں مرد بوڑھے بچے جوان سب لوگ وہاں پہنچ گئے تبھی اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ پہلے ایک چیخ آئی پھر زلزلہ پھر وہ جگہ آگ سے بھڑک اٹھی۔ وہ سب وہیں ڈھیر ہو گئے زلزلے سے عمارتیں تباہ ہو گئیں۔ وہ لوگ اس گرمی میں ایسے بھن گئے جیسے آگ میں ٹڈی بھن جاتی ہے۔ ابوعبد بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مدین علاقہ میں بہت سے بادشاہ ایک کے بعد ایک ہوئے: ابوجاد، ہوز، حُطّی، کلمن، قرشت۔ جب قوم پر عذاب آیا اس وقت وہاں کا بادشاہ کلمن تھا۔ وہ بھی ہلاک ہو گیا۔ اس کی بیٹی ایمان والی تھی وہ عذاب سے محفوظ رہی۔(تفسیر نعیمی)

(۲۷۱) فتوحات مکیہ کی آخری جلد میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی: اے موسیٰ! جو تمھارے پاس آس لگا کر آئے اس کو ناامید نہ لوٹاؤ اور جو تمھاری پناہ

میں آئے اسے پناہ دو۔ کچھ دن بعد موسیٰ علیہ السلام ایک جنگل میں تھے کہ ایک کبوتر آپ کے کندھے پر آ بیٹھا اور بولا: مجھے پناہ دو۔ ایک باز میرے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ پیچھے سے ایک باز آ کر دوسرے کندھے پر بیٹھ گیا اور بولا: مجھے ناامید نہ لوٹاؤ۔ اس کبوتر کا شکار کر لینے دو۔ یہ میری خوراک ہے جو مجھے رب نے دی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام حیران ہو کر بولے: یہ میرا امتحان ہے۔ آپ نے چھری یا چاقو لے کر چاہا کہ اپنی ران کی ایک بوٹی کاٹ کر باز کو کھلا دیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں حکموں پر عمل ہو جائے۔ وہ دونوں پرندے بولے: آپ جلدی نہ کریں اے اللہ کے نبی! ہم فرشتے ہیں۔ ہمیں آپ کا امتحان لینے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ آپ اللہ کے فضل سے امتحان میں پورے اترے ہیں اور آپ نے دونوں وعدے پورے کر دکھائے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۷۲) حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی اولاد کے ساتھ اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس مصر میں آ بسے تھے۔ وہاں آپ کی اولاد بہت پھلی پھولی یہاں تک کہ لاکھوں ہو گئی۔ فرعون مصر ریّان کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا مصعب بن ریّان بنی اسرائیل کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اس کی موت کے بعد جب ولید مصر کا بادشاہ بنا تو اس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ بنی اسرائیل نے اسے خدا ماننے سے انکار کر دیا۔ وہ بولا: تمھارے جد امجد یوسف کو ہم نے مصریوں سے خریدا تھا۔ تم لوگ خریدے ہوئے کی اولاد ہو لہٰذا ہمارے غلام بلکہ غلام زادے ہو۔ انھیں اپنا غلام بنا کر نہایت دشواری اور ذلت کے کاموں پر لگا دیا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۷۳) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا نام ماشا تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۷۴) مصر کے علاقہ مداینِ سعود میں بہت جادوگر رہتے تھے۔ ان کے استاد دو تھے جو آپس میں بھائی بھائی تھے۔ جب فرعونی پولس ان کے پاس پہنچی اور انھیں موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کی دعوت دی تو انھوں نے اس کے متعلق اپنی ماں سے مشورہ کیا اور اس سے عصائے موسوی کا تذکرہ کیا۔ ماں نے کہا: تم مصر جاؤ مگر تحقیق کر لینا کہ اگر موسیٰ کے سونے کی حالت میں بھی عصا کام کرتا ہے تو تم مقابلہ نہ کرنا کیونکہ وہ جادو نہیں معجزہ ہے۔ جادو ہمیشہ

جادوگر کی بیداری اور ہوشیاری میں کام کرتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۷۵) قوم بنی اسرائیل فرعون کے چنگل سے نکل کر دریائے قلزم پار کر کے ابھی کچھ آگے ہی بڑھی تھی کہ راستے میں مقام ریف یا مقام رِقّہ میں وہاں کے کنعانی یا لخمی لوگوں کو بچھڑا پرستی' اس کے آگے دوزانو آسن مارے بیٹھے دیکھا تو ان کے دل میں بت پرستی کا شوق جاگ گیا۔ موسیٰ علیہ السلام سے بولے: ہمیں بھی اجازت دیجیے کہ ہم بھی بچھڑا پوجیں۔ آپ ہمارے لیے کوئی بت تجویز فرمادیجیے کہ ہم بھی اس کی پرستش کیا کریں یا آپ اپنے ہاتوں سے ہمارے لیے بچھڑے کے مجسمے بنا دیجیے تاکہ ہم ان لوگوں کی پوجا کی طرح پوجا کرسکیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم ایسی قوم ہو کہ جہالتیں کرتے ہی رہتے ہو۔ تم نے سمندر سے پار ہونے پر بلکہ خشک سمندر میں پہنچ کر جہالت کی باتیں کیں کہ تم سب ایک راستے سے نہ گزرے۔ تمھارے ہر قبیلے نے الگ الگ راستہ مانگا۔ پھر تم نے مجھے پریشان کیا۔ مجھ سے کہا ہمیں دوسرے قبیلوں کی خبر نہیں ہو پاتی۔ تو تمھارے لیے پانی کی دیواروں میں روزن پیدا کیے گئے۔ اب تم نے یہ غضب کیا کہ ابھی ابھی فرعونیوں پر اللہ کا عذاب اور اپنے اوپر اللہ کی رحمت دیکھ کر آرہے ہو پھر بھی اس کام کی اجازت چاہتے ہو جس سے وہ لوگ ہلاک ہوئے ہیں۔ یہ لوگ جن بتوں کی پوجا کرتے ہیں بہت جلد یہ بت ہمارے ہی ہاتوں مٹائے جائیں گے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا یہ کہنا سچ ہو کر رہا۔ آپ کے بعد قوم عمالقہ کو بنی اسرائیل کے ہاتوں ہلاک کیا گیا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۷۶) حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی فرمائش پر جب رب تبارک وتعالیٰ نے کوہ طور پر اپنی تجلی فرمائی تو وہ پاش پاش ہوگیا۔ کچھ مفسرین فرماتے ہیں کہ اس کے سات حصے ہو گئے۔ ایک حصہ تو وہیں قائم رہا' تین حصے اڑ کر مکہ مکرمہ پہنچے جن سے وہاں تین پہاڑ قائم ہو گئے: ثور' بثیر اور حرا۔ تین حصے مدینہ منورہ پہنچے جن سے وہاں تین پہاڑ قائم ہوگئے: کوہ احد' رِقان اور مہراس۔(روح البیان' تفسیر ساوی' ابن کثیر وغیرہ)

(۲۷۷) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بارہ سو کلمات میں کلام فرمایا۔ آپ

نے پوری توجہ سے اپنے بدن کے ہر رونگٹے سے یہ کلام سنا۔ یہ کلام بربریہ زبان میں ہوا۔ کچھ روایتوں میں ہے کہ تمام زبانوں میں کلام فرمایا۔(روح المعانی)

(۲۷۸) حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب تورات لائے اور اسے پڑھا تو رب سے عرض کی کہ مولیٰ میں نے تورات میں ایک امت کا ذکر پڑھا کہ وہ سب امتوں سے اچھی ہوگی' اچھی باتوں کا حکم کرے گی' بری باتوں سے روکے گی' تمام کتابوں پر ایمان لائے گی' ہمیشہ جہاد کرے گی' یہاں تک کہ دجال سے بھی جہاد کرے گی۔ اے رب وہ امت مجھے دیدے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ امت محمد یہ ہے۔ عرض کیا: مولیٰ میں نے ایسی امت کا ذکر پڑھا جو تیری بہت حمد کرے گی' ورج کی رفتار ناپے گی' ہر ارادے پر ان شاء اللہ کہے گی' مولیٰ وہ امت مجھے دیدے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ امت محمد مصطفیٰ کی ہے۔ عرض کیا: مولیٰ میں نے ایسی امت کا بھی ذکر پڑھا جو اپنی قربانیاں' کفارے' صدقات خود ہی کھایا کرے گی' غیبی آگ سے نہ جلوائے گی' الٰہی وہ امت مجھے دیدے۔ فرمایا: وہ امت محمد یہ ہے۔ عرض کیا مولیٰ ایسی امت کا بھی ذکر میں نے پڑھا جو سفر میں بلندی پر چڑھتے وقت تکبیر کہے گی اور ڈھلان اترتے وقت حمد کرے گی' ساری زمین اس کی مسجد ہوگی' مٹی اس کی طہارت کا ذریعہ' ان کے ہات پاؤں وضو کے آثار سے چمکیں گے' مولیٰ وہ امت مجھے دیدے۔ فرمایا: وہ امت محمد یہ ہے۔ عرض کیا: مولیٰ ایسی امت کا ذکر بھی میں نے پڑھا جو نیکی کا ارادہ کرنے پر ایک نیکی کا ثواب پائے گی اور کر لینے پر دس گنا سے سو گنا ثواب پائے گی۔ مولیٰ وہ امت مجھے دیدے۔ فرمایا: وہ امت محمد یہ ہے۔ عرض کیا: مولیٰ میں نے ایسی امت کا ذکر بھی پڑھا جن کی کتاب ان کے سینوں میں ہوگی ان کی نماز کی صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح ہوں گی۔ وہ مسجدوں میں ایسا ذکر الٰہی کریں گے جیسے شہد کی مکھیاں۔ تو انھیں پیارا وہ تجھے پیارے۔ مولیٰ وہ امت مجھے دیدے۔ فرمایا: وہ امت محمد یہ ہے۔ آخر میں عرض کیا: مولیٰ پھر مجھے محمد مصطفیٰ کے اصحاب میں کر دے۔ اس سوال پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بشارتیں دیں جن کا ذکر قرآن مجید کی سورہ اعراف میں ہے(تفسیر خازن)

(۲۷۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بحر قلزم سے چھ لاکھ بیس ہزار اسرائیلی پار لگے تھے جن میں سے کل بارہ ہزار بچھڑا پرستی سے محفوظ رہے۔ باقی چھ لاکھ آٹھ ہزار اس لعنت میں گرفتار ہوگئے۔ (تفسیر ساوی)

(۲۸۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام جب تورات لے کر کوہ طور سے واپس لوٹے تو دیکھا کہ ان کی قوم بچھڑا پوجنے میں لگی ہے۔ آپ کو بہت غصہ آیا اور اسی غصہ میں آپ نے تورات کی تختیاں ڈال دیں۔ یہ تختیاں ٹوٹ پھوٹ گئیں اور پڑھنے کے قابل نہیں رہیں۔ اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر چالیس روزے رکھے تب آپ کو دو تختیوں پر تورات دی گئی۔ چونکہ ان دو تختیوں پر پچھلی تورات نقل کردی گئی تھی اس لیے اسے نسخہ کہا گیا۔ (خازن، تفسیر کبیر، روح المعانی وغیرہ)

(۲۸۱) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے چھ چھ آدمی کوہ طور پر لے جانے کے لیے چنے تو کل بہتر ہوگئے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ستر آدمی لانے کا حکم دیا ہے تو تم میں سے دو آدمی نکل جاؤ۔ اس پر کوئی تیار نہیں ہوا تو آپ نے فرمایا کہ رہ جانے والوں کو وہی ثواب ملے گا جو میرے ساتھ جانے والوں کو ملے گا۔ اس پر حضرت یوشع بن نون اور کالب ابن یوحنا ٹھہر گئے باقی ستر آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۸۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت یوشع بن نون آپ کے خلیفہ ہوئے۔ کچھ زمانے تک بنی اسرائیل کسی قدر ٹھیک رہے مگر یوشع بن نون کی وفات کے بعد ان کا حال بدتر ہوگیا۔ کفر اور نبیوں کا قتل ان کا عام شغل ہوگیا۔ بنی اسرائیل بارہ گروہ تھے جنھیں اسباط کہا جاتا ہے۔ ان میں سے گیارہ تو بدترین حالت میں گرفتار ہوگئے۔ ایک گروہ نے جو حق پر قائم تھا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی: اے مولیٰ ہم ان لوگوں سے بےزار ہیں۔ ہمیں ان سے الگ کردے۔ حق تعالیٰ نے ایک غیبی طریقے سے انھیں چین کے آخری حصے میں پہنچا دیا اور فرمایا: تم یہاں الگ تھلگ آباد رہو۔ وہ قوم اب بھی چین کے ایک حصے میں آباد ہے مگر

مخلوق کی نگاہوں سے چھپی ہوئی۔ حضور ﷺ معراج کی رات وہاں تشریف لے گئے تھے۔ انھیں کلمہ پڑھا کر مسلمان بنایا اور انھیں قرآن کی آیتیں اور اسلامی احکام سکھائے۔ (روح المعانی)

(۲۸۳) عصا کے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تین بار وحی تین جگہوں پر کی گئی۔ پہلے تو وادی سینا میں نبوت دیے جانے کے وقت کہ اسے پھینکو، سانپ بنانے کے لیے۔ دوسری بار جادوگروں سے مقابلے کے وقت میدان مقابلہ میں کہ پھینکو یہ تمام نقلی سانپوں کو نگل جائے گا۔ تیسرے میدان تیہ میں کہ پتھر کو اس سے مارو پانی نکالنے کے لیے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۸۴) تیہ کے میدان میں جب بنی اسرائیل نے پانی مانگا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک پتھر پر عصا مارنے کا حکم دیا۔ مفسرین کرام کہتے ہیں کہ یہ وہی پتھر تھا جو ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے لے بھاگا تھا۔ یہ پتھر انسانی سر کے برابر تھا چوکور مرمر تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۸۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصائے مبارک کے نام کے بارے میں تین قول ہیں: ایک، اس کا نام نبعہ تھا۔ (خزائن العرفان) دو، اس کا نام ماشا تھا۔ (ابن کثیر) تین، اس کا نام علیق تھا۔ (حاشیہ جلالین ونزہۃ المجالس)

(۲۸۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو قوم جبارین سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور بارہ آدمیوں کو بیت المقدس بھیجا کہ جاسوسی کر کے اس قوم کے حالات دیکھ آئیں مگر انھیں تاکید کردی کہ جو کچھ دیکھیں وہ صرف ہم سے کہیں عام اعلان نہ کریں۔ حضرت یوشع اور کالب کے سوا باقی نے جبارین کی شہ زوری کا اعلان کردیا جس سے بنی اسرائیلی بزدل ہوگئے اور جہاد سے انکار کردیا۔ اس پر یہ لوگ ایک میدان میں قید کردیے گئے۔ اس میدان کا نام تیہ تھا۔ چالیس سال کے لیے قید کیے گئے کہ وہاں سے نکلنے کے لاکھ جتن کیے مگر نہ نکل سکے۔ یہاں سے نکلتے اور دن بھر چلتے رہتے مگر شام کو وہیں ہوتے جہاں سے چلے تھے۔ بنی اسرائیل کو کھانا پانی اور سائے کی سخت ضرورت پیش آئی تو انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

سے فریاد کی۔انھوں نے رب کے حضورعرض کیا۔اللہ تعالیٰ نے حضرت کلیم علیہ السلام سے فرمایا: پتھر میں اپنا عصا مارو۔آپ نے اپنا عصا مارا۔اس پتھر سے فورا پانی کے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔ ہر قبیلے کے لیے الگ الگ نالا مقرر ہوگیا۔پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر ہلکا سفید بادل دن کے وقت مقرر فرمایا جو برستا نہ تھا مگر انھیں دھوپ سے بچائے رہتا تھا۔رات کو ان پر ایک نورانی ستون نازل ہوتا تھا جس کی روشنی میں یہ لوگ رات کا کام کاج کرتے تھے۔ ان کی غذا کے لیے اللہ تعالیٰ نے نہایت لذیذ میٹھا حلوہ منّ اور نمکین لذیذ کباب سلویٰ نازل فرمایا۔مگر بنی اسرائیل نے رب کے حکم کی خلاف ورزی کی اور توکل کا راستہ چھوڑ دیا۔آسمانی غذا کو چوری چوری بچا کر رکھنے لگے۔اس حرکت سے انھوں نے اپنا نقصان کیا کہ وہ اس نعمت سے محروم بھی ہوئے اور اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوئے سو الگ اور لعنت ملی وہ سب سے سوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۸۷) بنی اسرائیل پر سنیچر کے دن شکار کرنا سخت حرام تھا۔مگر رب کی طرف سے ان کا سخت امتحان یہ ہوا کہ سنیچر کے دن مچھلیاں بہت زیادہ سمندر میں نمودار ہوتی تھیں۔سمندر کی سطح مچھلیوں کے منہ سے کالی ہوجاتی تھی۔پھر جہاں سنیچر گزرا کہ مچھلیاں غائب ہوجاتی تھیں۔ عرصہ تک تو یہ لوگ صبر کرتے رہے۔پھر ان میں سے ایک آدمی نے سنیچر کے دن مچھلی پکڑ کر اس کے منہ میں مضبوط دھاگا باندھا اور اسے سمندر میں چھوڑ دیا۔مگر دھاگے کا دوسرا سرا کنارے پر ایک کیل سے باندھ دیا جس سے کہ وہ مچھلی بھاگ نہ سکے۔پھر اسی دھاگے کے ذریعے اتوار کے دن مچھلی پکڑ لی اور غور کیا کہ ہمارے اس کام پر عذاب آتا ہے یا نہیں۔کوئی عذاب نہیں آیا تو اگلے ہفتے دو مچھلیاں اسی طرح شکار کیں۔پھر بھی کوئی عذاب نہ آیا۔جب انھیں عذاب نہ آنے کا یقین ہوگیا تو عام طور پر یہ لوگ اسی طرح دھاگے سے شکار کرنے لگے اور مچھلیوں کی تجارت خوب چمک گئی۔پھر انھوں نے بڑے حوض کھودے اور ان کے ذریعے شکار کرنے لگے۔کہتے ہیں کہ یہ شکاری ستر ہزار کے قریب تھے۔بستی والے تین گروہ بن گئے۔ دوسرے دو گروہ یعنی خاموش رہنے والے (ساکتین) اور نصیحت کرنے والے (ناصحین) ان

شکاریوں کے محلے سے چلے گئے اور اپنے الگ الگ محلے بنا لیے۔بیچ میں ایک دیوار کھینچ لی۔ایک دن ان لوگوں نے دیکھا کہ دیوار کے پیچھے سے نہ تو کوئی نکلا نہ ان کے محلوں میں کچھ کاروبار ہے نہ چہل پہل ہے نہ کسی کی آواز ہے۔تب یہ دونوں جماعتیں دیوار پر چڑھیں۔ دیکھا کہ دوسری طرف نرے بندر بھرے پڑے ہیں جو چاروں طرف دوڑتے پھر رہے ہیں۔ انھیں دیکھ کر وہ ان کے پاس دم ہلاتے ہوئے اور آنسو بہاتے ہوئے آئے۔ان لوگوں نے کہا: بولو ہم تم کو منع کرتے تھے تم سے بے زار تھے مگر تم نے ہماری ایک نہ مانی۔ یہ بندر سمجھتے جانتے پہچانتے تھے مگر منہ سے کچھ نہیں بول سکتے تھے۔آخر کار تین دن بعد ہلاک کر دیے گئے۔یہ واقعہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں ہوا۔(روح المعانی' روح البیان)

(۲۸۸) اللہ تعالیٰ نے بدعہد یہودیوں پر بخت نصر بادشاہ مسلط کر دیا تھا۔بخت نصر کا نام دو ناموں سے مل کر بنا ہے۔بخت کے معنی ہیں بیٹا۔نصر ایک بت کا نام تھا۔اس کی ماں اسے جن کر نصر بت کے پاس ڈال آئی تھی۔لوگوں نے اسے وہاں پایا اسی لیے اسے بخت نصر یعنی نصر کا بیٹا کہنے لگے۔یہ ساری دنیا کا بادشاہ ہوا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۸۹) کچھ مفسرین نے کہا ہے کہ جس پہاڑ پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا اس کا نام طور سینا تھا۔دوسرا قول ہے کہ وہ جبیر نامی پہاڑ تھا جو مدین کے پہاڑوں میں سب سے بڑا تھا۔(معالم التنزیل وحاشیہ تفسیر جلالین)

(۲۹۰) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصرار پر کوہ طور پر نو ذی الحجہ عرفہ کے دن ہات کی چھنگلی کے آدھے پور کے برابر تجلی ظاہر فرمائی تھی۔(تفسیر جلالین)

(۲۹۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل کا ایک بڑا عالم صوفی پیر تھا جس کا نام بلعم یا بلعام ابن باعورہ تھا۔یہ تھا تو اسرائیلی مگر جبارین کی بستی میں رہتا تھا جو ملک شام میں واقع تھی۔اس کی بیوی اسی قوم جبارین میں سے تھی۔بلعم اپنے وقت کا بڑا ولی' عابد' عالم اور صوفی تھا۔اسم اعظم جانتا تھا۔اسکی دعائیں قبول ہوتی تھیں۔اپنے گھر بیٹھے عرش اعظم دیکھا کرتا تھا۔لوگوں کو علم سکھاتا تھا۔اس کے درس میں بارہ ہزار طلبہ ہوتے تھے جو اس کا بتایا

ہوا سبق لکھ لیتے تھے۔اس کی ہر بات لکھی جاتی تھی۔غرض یہ کہ وہ انتہائی عروج پر پہنچا ہوا تھا۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر اس علاقہ پر حملہ کرنے اور اسے فتح فرمانے
کے لیے جب کنعانی علاقہ میں داخل ہوئے جو شام میں تھا تو قوم جبارین جمع ہو کر بلعم کے
پاس آئی اور کہا موسیٰ تیز مزاج ہیں اور ان کے ساتھ بھاری لشکر بھی ہے اگر وہ ہمارے علاقے
پر قابض ہو گئے تو تیری خیر نہیں۔تو ان کے لیے بددعا کر کہ وہ یہاں داخل نہ ہونے پائیں۔بلعم
بولا: وہ اللہ کے نبی ہیں ان پر کسی بددعا کا اثر نہیں ہوگا بلکہ میرا دین تباہ ہو جائے گا۔یہ لوگ بلعم
کی بیوی کے پاس گئے اور اسے بہت سے تحفے دیے اور اس کے ذریعے بلعم کو پہنچائے۔پھر
بلعم کی بیوی نے اس پر زور دیا کہ تو یہ کام کر۔اس نے پہلے استخارہ کیا جس میں اس حرکت سے
روکا گیا تھا مگر اس کی بیوی اور قوم نے اس سے دوبارہ استخارہ کرنے کو کہا۔اس نے کیا۔اس
بار خاموشی رہی کوئی جواب نہیں آیا۔یہ لوگ بولے: اب کی بار تجھے منع نہیں کیا گیا ہے معلوم ہوتا
ہے کہ رب نے تجھے اجازت دیدی ہے۔آخر کار بلعم گدھے پر سوار ہو کر ایک پہاڑی پر گیا۔قوم
ساتھ میں تھی۔بلعم نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے لیے بددعا اور اپنی قوم کے لیے
دعائیں شروع کیں مگر اللہ کی قدرت سے یہ ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی جگہ اس کے منہ سے
جبارین کا نام نکلتا تھا اور اپنی قوم کے حق میں دعا کرتا تو قوم جبارین کی جگہ موسیٰ علیہ السلام اور
بنی اسرائیل کا نام نکلتا تھا۔قوم کے لوگ بولے: تو یہ کیا کر رہا ہے؟ وہ بولا میں مجبور ہوں میری
زبان میرے قابو میں نہیں ہے۔اس وقت اس کی زبان نکل پڑی اور اس کے سینے تک
لٹک آئی اور وہ کتے کی طرح ہانپنے لگا۔پھر لوگوں سے بولا: میری دنیا اور دین دونوں تباہ ہو گئے
اب تم ایک تدبیر کرو جس سے بنی اسرائیل تباہ ہو جائیں۔وہ یہ کہ اپنی خوب صورت لڑکیاں سجا بنا
کر موسیٰ کے لشکر میں چھوڑ دو اور انھیں ہدایت دو کہ جو اسرائیلی انھیں ہات لگائے اسے منع نہ
کرنا۔جب ان میں زنا پھیل جائے گا تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔
چنانچہ ایک لڑکی کستی بنت ثور کو ایک اسرائیلی زمری ابن شلوم (جو شمعون ابن یعقوب علیہ
السلام کی اولاد کا ایک سردار تھا) نے پکڑا۔موسیٰ علیہ السلام نے منع فرمایا مگر اس نے چھپ

کر زنا کیا۔اس پر اسرائیلیوں میں طاعون پھیل گیا اور ستر ہزار اسرائیلی مر گئے۔ادھر ایک
بہت طاقتور اسرائیلی فنحاص ابن عیزار ابن ہارون کو جب پتہ چلا تو اس نے زانی اور زانیہ کو
اپنے نیزے میں چھید کر اٹھالیا اور بہت ذلت سے ہلاک کیا۔تب یہ طاعون ختم ہوا۔بلعم کا یہ
حال ہوا کہ وہ اسم اعظم بھول گیا' ایمان اور معرفت اس کے سینے سے نکل گئے۔اس نے دیکھا
کہ میرے سینے سے ایک سفید کبوتر کی طرح کوئی پرندہ اڑ کر نکل گیا ہے جسے اور لوگوں نے بھی
دیکھا۔سب سمجھ گئے کہ اس کا ایمان گیا۔(روح المعانی' خازن' تفسیر کبیر' تفسیر ساوی وغیرہ)

(۲۹۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے فرعونی جادوگروں کی تعداد اسی
ہزار تھی۔کہیں کہیں ان کی تعداد ستر ہزار بھی بتائی گئی ہے۔فرعون نے ان سب کو قتل کروادیا۔یہ
لوگ صبح کے وقت کافر اور جادوگر تھے اور شام کو پاکباز مومن اور شہید۔روایت ہے کہ جب یہ
لوگ اللہ کی بارگاہ میں سجدے میں گرے اور پکارے کہ ہم لوگ موسیٰ کے رب پر ایمان لائے
تو سجدے کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے انھیں جنت دکھادی اور انھوں نے جنت میں اپنی اپنی
جگہوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔(تفسیر ابن کثیر)

(۲۹۳) کچھ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سجدہ کیا' پھر میکائیل علیہ السلام نے' پھر اسرافیل علیہ السلام نے
' پھر عزرائیل علیہ السلام پھر سارے فرشتوں نے۔اسی لیے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سب
سے بڑا درجہ عطا کیا گیا یعنی نبیوں کی خدمت۔کچھ حضرات فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت
اسرافیل علیہ السلام نے سجدہ کیا تھا۔اسی لیے ان کی پیشانی پر سارا قرآن لکھ دیا گیا۔(تفسیر
نعیمی)

(۲۹۴) پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا جس کا انکار شیطان نے کیا۔
یہ سجدہ تھوڑی دیر تک رہا۔پھر فرشتوں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ شیطان حضرت آدم علیہ السلام کی
طرف سے پیٹھ پھیرے کھڑا ہے تب انھوں نے دوسرا سجدہ اس پہلے سجدے کی توفیق کے
شکرانے میں ادا کیا۔یہ سجدہ رب کے لیے تھا اور سجدہ شکر تھا۔پھر جب سر اٹھایا تو انھوں نے

دیکھا کہ شیطان پہلے خوب صورت تھا لیکن اب اس کی شکل بگڑ کر جسم سؤر کا سا اور چہرہ بندر کا سا ہو گیا ہے۔ تب انھوں نے ہیبت الٰہی سے ایک اور سجدہ کیا۔ یہ تینوں سجدے حضرت آدم علیہ السلام ہی کی طرف تھے مگر تین قسم کے اور ان کی مدتیں الگ الگ تھیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۹۵) حضرت آدم علیہ السلام جنت سے مختلف طرح کے بیج، تین طرح کے پھل، حجر اسود اور سیاہ پتھر جو اب خانہ کعبہ میں لگا ہوا ہے اور وہ عصا جو بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہات آیا جس کی لمبائی دس گز تھی، اپنے ساتھ لے کر آئے تھے۔ اور کچھ سونا چاندی اور کھیتی باڑی کے اوزار بھی لائے تھے۔ آدم علیہ السلام اس قدر پریشانی اور اپنی معافی کے لیے اللہ کے حضور رونے اور گڑگڑانے میں مشغول ہوئے کہ جنت کے بیجوں سے بے خبر ہو گئے۔ شیطان نے موقع پا کر ان کو ہات لگایا۔ جس جس بیج پر اس کا ہات لگا وہ زہریلا ہو گیا اور جو اس کے ہات سے محفوظ رہا اس کا نفع برقرار رہا۔ سیدنا آدم علیہ السلام کے ساتھ تین طرح کے جنتی میوے آئے: ایک وہ جو پورے کھا لیے جاتے ہیں دوسرے وہ جن کا اوپری حصہ کھا لیا جاتا ہے اور گٹھلی پھینک دی جاتی ہے جیسے خرما وغیرہ۔ تیسرے وہ جن کا اوپری چھلکا پھینک دیا جاتا ہے اور اندرونی حصہ کھا لیا جاتا ہے۔ صحیح روایت میں ہے کہ ان کے ساتھ لوہے کے اوزار بھی تھے۔ ایک سنڈاسی جس سے لوہا پکڑتے ہیں دوسرا ہتھوڑا تیسرے ایرن۔ حجر اسود جب جنت سے آیا تو اس کی روشنی کئی کئی میل تک جاتی تھی۔ جہاں جہاں تک اس کی کرنیں پہنچتی تھیں اسی حد تک حرم کی حدیں قائم ہوئیں۔ آدم علیہ السلام کو دنیا میں آ کر بہت وحشت ہوئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے زمین پر آئے اور اونچی آواز میں اذان کہی۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے اذان میں حضور ﷺ کا نام نامی سنا تو ان کی وحشت دور ہوئی۔ یہ تمام واقعات صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں جن کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں جمع فرمایا ہے۔

(۲۹۶) جب آدم علیہ السلام کا آخری وقت قریب آیا تو آپ کو جنتی میوے کھانے کی خواہش ہوئی۔ اپنے بیٹوں سے کہا: کعبہ معظّمہ جاؤ اور وہاں دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میری یہ تمنا بھی

پوری کرے۔ بیٹے حکم پا کر وہاں پہنچے۔ انھیں حضرت جبرئیل علیہ السلام اور دوسرے فرشتے ملے جن سے انھوں نے آدم علیہ السلام کی فرمائش کا حال بیان کیا۔ فرشتوں نے کہا: ہمارے ساتھ آؤ ہم جنت کے میوے اپنے ساتھ لائے ہیں۔ چنانچہ یہ سب آدم علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ حضرت حوا ان فرشتوں کو دیکھ کر ڈر گئیں اور چاہا کہ آدم علیہ السلام کے دامن میں چھپ جائیں۔ انھوں نے کہا: حوا اب مجھ سے الگ رہو میرے اور میرے رب کے قاصدوں کے بیچ آڑ نہ بنو۔ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کی روح قبض کی اور ان کے بیٹوں سے کہا: جس طرح ہم آپ کے والد کا کفن دفن کریں ویسے ہی کیا کرنا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت کی ملی جلی خوشبو اور جنتی حُلّے کا کفن اور بہشتی بیری کے کچھ پتے اپنے ساتھ لائے تھے۔ ان کو خود غسل دیا اور کفن پہنایا اور خوشبو ملی اور فرشتے ان کی نعش مبارک کعبے میں لائے اور ان پر سارے فرشتوں نے نماز جنازہ ادا کی جس میں امام حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے اور باقی سارے فرشتے مقتدی۔ اس نماز میں چار تکبیریں کہی گئیں۔ پھر مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلے پر منیٰ میں لے گئے جہاں کہ حاجی لوگ قربانی کرتے ہیں اور اسی جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی تھی۔ وہاں مسجد خیف کے قریب بغلی قبر کھودی گئی اور ان کو دفن کر کے ان کی قبر کو اونٹ کے کوہان کی طرح ڈھلواں بنا دیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۹۷) جب آدم علیہ السلام کی پریشانیاں انتہا کو پہنچ گئیں تو ایک دن انھیں یاد آیا کہ میں نے اپنی پیدائش کے وقت عرش اعظم پر لکھا دیکھا تھا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ جس سے معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ کا درجہ وہ ہے کہ ان کا نام عرش اعظم پر اللہ کے نام کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ اب میں ان کے وسیلے سے رب کی بارگاہ میں اپنی مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔ چنانچہ عرض کیا: اے اللہ میں محمد کا واسطہ دے کر تجھ سے مانگتا ہوں کہ مجھے معاف کر دے۔ ایک اور روایت میں اس طرح دعا کی: اے اللہ میں تجھے تیرے بندے محمد مصطفیٰ کی عزت اور مرتبے کے طفیل اور اس بزرگی کے صدقے میں جو انھیں تیری بارگاہ میں حاصل ہے مغفرت چاہتا ہوں تب فوراً جواب آیا: اے آدم تم نے اس شہنشاہ کو کیسے جانا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے

سارا ماجرا عرض کیا۔حکم الٰہی ہوا: اے آدم وہ محبوب سب پیغمبروں سے پچھلے پیغمبر ہیں۔ تمھاری اولاد سے ہیں۔اگر وہ نہ ہوتے تو تم کو بھی پیدا نہ کیا جاتا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۹۸) حضرت آدم علیہ السلام اپنی خطا پر نادم رہے اور تین سو برس تک لگاتار روتے رہے۔جب توبہ کا وقت آیا اوران کے دل میں دعاؤں کا القا ہوا وہ عاشورئ یعنی دسویں محرم اور غالباً جمعہ کا دن تھا۔حضرت آدم علیہ السلام نے وضو فرمایا اور خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہوئے۔دو رکعت نماز ادا کی اور پھر ان کلمات سے دعا مانگی جو ہم پچھلے نکتے میں بیان کر آئے ہیں۔توبہ قبول ہونے کے بعد عرفات کے مقام پر حضرت حوا سے ملاقات ہوئی۔دوبارہ عربی زبان عطا ہوئی پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تمام عالم کے جانوروں کو آواز دی: اے جانورو! حق تعالیٰ نے تم پر اپنا خلیفہ بھیجا ہے اس کی اطاعت اور فرماں برداری کرو۔دریائی جانوروں نے اپنا سر اٹھا کر اطاعت ظاہر کی۔خشکی کے جانور آس پاس جمع ہو گئے۔آدم علیہ السلام ان پر ہاتھ پھیرنے لگے۔جن پر ان کا ہات پہنچ گیا وہ پالتو اور خانگی بن گیا جیسے گھوڑا' اونٹ' بکری' کتا' بلی وغیرہ اور جن پر آپ کا ہات نہ پہنچا وہ جنگلی وحشی رہا۔اس واقعہ کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: مولیٰ میری اولاد ہمت میں بہت کم زور ہے اور ابلیس کا فریب بہت سخت ہے اگر تو ان کی امداد نہ کرے تو وہ ابلیس سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ حکم الٰہی ہوا: اے آدم تمھارے لیے اور احکام تھے اور ان کے لیے دوسرے احکام ہوں گے۔ہم ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ رکھیں گے جو اسے شیطان کے وسوسے سے بچائے گا اور ہر ایک کے لیے اس کے مرنے کے وقت تک توبہ کا دروازہ کھلا رکھیں گے۔تب آپ نے خوش ہو کر شکر کیا۔اسی تفسیر عزیزی میں ہے کہ آپ کی اولاد بیٹے پوتے وغیرہ آپ کی حیات میں چالیس ہزار تک پہنچ چکے تھے اور آپ نے آخری عمر میں خاموشی اختیار کر لی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا دوسری بات بہت کم فرماتے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۹۹) حضرت آدم علیہ السلام کا لقب مبارک ابوالبشر ہے اور ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کا لقب ابوالارواح۔(تفسیر نعیمی)

(۳۰۰) حضرت آدم علیہ السلام جب جنت میں رہے تو انھیں وہاں کی نعمتیں کھانے پینے کی اجازت تھی' وہاں کی حوریں استعمال کرنے کی اجازت نہ تھی۔اسی لیے حضرت حوا کو پیدا فرمایا گیا۔(تفسیر نعیمی)

(۳۰۱) حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے والد حضرت اسحاق علیہ السلام کے بڑے خدمت گزار بیٹے تھے۔ایک بار حضرت اسحاق علیہ السلام عبادت کے لیے گوشہ نشین ہوئے اور بیٹے کو دروازے پر بٹھا دیا کہ کسی کو اندر نہ آنے دینا۔اچانک ایک مقرب فرشتہ انسان کے بھیس میں آیا اور حضرت اسحاق علیہ السلام سے ملنے کا شوق ظاہر کیا۔حضرت یعقوب علیہ السلام نے منع کیا مگر وہ اصرار کرتا رہا۔انھوں نے زبردستی روکنے کی کوشش کی۔حضرت اسحاق علیہ السلام دروازے کا شور سن کر باہر آئے تو دیکھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام فرشتے سے جھگڑ رہے ہیں۔انھوں نے فرمایا: برخوردار یہ اللہ کا مقرب فرشتہ ہے اور فرشتے سے معذرت چاہی کہ یعقوب نے پہچانا نہیں تھا۔فرشتے نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بہت تعریف کی اور کہا اسی طرح خدمت کا حق ادا کرنا چاہیے اور کہا کہ ہماری طرف سے ان کا نام اسرائیل رکھو۔اسرائیل دو لفظوں سے بنا ہے۔اسرا کے معنی یا تو بندہ ہیں یا بزرگی والا۔ایل عبرانی زبان میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔اس طرح اسرائیل کے معنی ہوئے اللہ کا بندہ یا اللہ کا مقبول بندہ۔(تفسیر نعیمی)

(۳۰۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام بابل کے شہر کسد یون میں رہتے تھے جس کا دوسرا نام آر تھا۔وہاں سے آپ کے والد تارح آپ کو اور پوتے لوط اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی حضرت سارہ کو لے کر جنوب کی طرف سے مقام حراں میں آبسے۔وہیں تارح نے وفات پائی۔پھر وہاں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بی بی حضرت سارہ اور حضرت لوط کو لے کر کنعان میں آئے اور جیتون کے علاقہ میں خبرون میں قیام کیا۔آپ کی دو بی بیاں تھیں بڑی بی بی حضرت سارہ اور چھوٹی حضرت ہاجرہ اور آپ کے آٹھ بیٹے تھے۔حضرت سارہ سے ایک بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ سے سات۔حضرت اسماعیل جو سب سے بڑے

بیٹے تھے دوسرے زمران' تیسرے سقاق' چوتھے مدان' پانچویں مدیان' چھٹے اسباق اور
ساتویں سوخ۔(تفسیر نعیمی)

(۳۰۳) حضرت سارہ سے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ایک ہی بیٹے تھے
حضرت اسحاق علیہ السلام۔آپ نے حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح کیا جن سے دو بیٹے
جڑواں پیدا ہوئے تھے ایک عیص دوسرے یعقوب۔حضرت اسحاق علیہ السلام نے آخر عمر
میں ان دونوں کو اپنا جانشین بنایا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمھاری اولاد
میں نبوت جاری رکھے اور عیص سے فرمایا کہ تمھاری نسل میں بادشاہت جاری رہے۔پھر حضرت
یعقوب علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنا کر وصال فرمایا۔عیص بہت مال دار ہو گئے اور یعقوب علیہ
السلام بہت مسکین۔ان کی والدہ نے مشورہ دیا کہ اے یعقوب تمھارا یہاں رہنا مناسب نہیں
ہے۔تم اپنے ماموں لایان کے پاس چلے جاؤ۔وہ مال دار آدمی ہیں تمھاری پرورش کریں
گے اور ممکن ہے اپنی بیٹی کی شادی تم سے کر دیں۔یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں کے گھر آ
گئے۔وہ ان کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور کچھ روز بعد اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا۔
جس سے چار بیٹے روبیل' شمعون' لاوا اور یہودا پیدا ہوئے۔اس کے بعد یعقوب علیہ السلام کی
بی بی انتقال کر گئیں۔پھر لایان کی تیسری بیٹی آپ کے نکاح میں آئیں۔ان کے انتقال کے
بعد لایان کی چوتھی بیٹی راحیل سے نکاح ہوا۔انھی سے یوسف علیہ السلام اور بن یامین پیدا
ہوئے۔جب یعقوب علیہ السلام کی عمر چالیس سال کی ہو چکی تو آپ کو نبوت ملی اور حکم ملا کہ
کنعان جا کر تبلیغ کرو۔لایان اپنے داماد کی نبوت پر بہت خوش ہوئے اور یعقوب علیہ السلام
ان کی بی بی راحیل اور ساری اولاد کو رخصت کیا۔رخصتی کے وقت پانچ سو بکریاں' پانچ سو بیل'
پانچ سو اونٹ' پانچ سو خچر جہیز میں دیے۔بہت سے غلام بہت سے جوڑے اور بہت سا روپیہ
بھی دیا۔جب آپ اس ساز و سامان کے ساتھ کنعان پہنچے تو عیص نے ان کا استقبال کیا اور ان
کی آمد پر بڑی خوشی منائی اور عرض کیا کہ میرے لیے بھی دعا کریں کہ میری نسل میں بھی کوئی
پیغمبر ہو۔آپ نے فرمایا: تمھاری اولاد میں ایوب اور سکندر ذوالقرنین ہوں گے۔یوسف علیہ

السلام دو برس کے تھے کہ ان کے بھائی بن یامین پیدا ہوئے اور ان کی پیدائش میں ان کی
والدہ راحیل کا انتقال ہو گیا۔جب لایان نے یہ واقعہ سنا تو انھوں نے اپنی چھوٹی بیٹی کا نکاح
بھی یعقوب علیہ السلام سے کر دیا۔اسی بیٹی نے یوسف علیہ السلام اور بن یامین کی پرورش کی۔
(تفسیر نعیمی)

(۳۰۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام تک ان کی
اولاد کنعان ہی میں آباد رہی پھر حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائیوں کے حسد کی وجہ سے
بظاہر غلام بن کر مصر میں تشریف لائے۔یہاں حق تعالیٰ نے ان کو عروج عطا فرمایا۔جب
کنعان میں سخت قحط پڑا تب یعقوب علیہ السلام اور ان کی ساری اولاد مصر میں آ گئے۔ان سب
کو اللہ تعالیٰ نے بڑھا دیا اور چند صدیوں میں مصر میں ان کے لاکھوں آدمی آباد ہو گئے اور
اسی عرصہ میں وہاں بنی اسرائیل کا بڑا دبدبہ رہا۔یوسف علیہ السلام والا فرعون اور اس کے ساتھی
مر کھپ گئے اور ملک مصر میں بدنظمی پیدا ہوئی۔ولید ابن مصعب جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا فرعون
ہے اصفہان شہر کا ایک عطار تھا۔جب اس پر بہت قرض ہو گیا تو اصفہان سے بھاگ کر شام
پہنچا۔لیکن وہاں معاش کا کوئی ذریعہ ہات نہ آیا تب وہ روزی کی تلاش میں مصر آ گیا۔یہاں
اس نے دیکھا کہ گاؤں میں تربوز بہت سستے بکتے ہیں اور شہر میں بہت مہنگے۔اسے یہ نفع
دینے والی تجارت لگی۔اس لیے اس نے گاؤں سے بہت سارے تربوز خرید لیے مگر جب شہر
کی طرف چلا تو راستے میں چنگی والوں نے کئی جگہ اس سے محصول وصول کیا۔بازار آتے آتے
اس کے پاس صرف ایک تربوز بچا باقی کے تربوز محصول میں چلے گئے۔وہ سمجھ گیا کہ اس ملک
میں کوئی شاہی نظام نہیں ہے۔جو چاہے حاکم بن کر مال حاصل کرے۔اس وقت مصر میں کوئی
وبائی بیماری پھیلی ہوئی تھی۔لوگ مر رہے تھے۔وہ قبرستان میں بیٹھ گیا اور کہا میں شاہی افسر
ہوں مردوں پر ٹیکس لگا ہے فی مردہ پانچ درہم دو اور دفن کرو۔اس بہانے چند روز میں اس
نے بہت سا مال جمع کر لیا۔اتفاق سے ایک روز کوئی بڑا آدمی دفن کے لیے لایا گیا۔اس
نے اس کے وارثوں سے بھی روپے مانگے۔انھوں نے اسے گرفتار کر کے بادشاہ تک پہنچا دیا

اورساراواقعہ بادشاہ کو بتایا۔بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کس نے اس جگہ مقرر کیا ہے۔ولید نے کہا کہ میں نے آپ تک پہنچنے کے لیے یہ سب بہانہ بنایا تھا۔میں آپ کو خبر کرتا ہوں کہ آپ کے ملک میں بڑی بدنظمی پھیلی ہوئی ہے۔ میں نے تین ماہ کے عرصہ میں اتنا مال جمع کرلیا ہے تو دوسرے حاکم کیا نہ کرتے ہوں گے۔یہ کہہ کروہ سارامال بادشاہ کے قدموں میں رکھ دیا اور کہا کہ اگر آپ انتظام میرے سپرد کردیں تو میں آپ کا ساراملک درست کردوں۔بادشاہ کو بات پسند آئی اوراسے کوئی معمولی عہدہ دیدیا۔ولید نے وہ طریقہ اختیار کیا کہ بادشاہ بھی خوش رہا اور رعایا بھی۔دھیرے دھیرے یہ تمام لشکر کا افسر بنادیا گیا اور ملک کا انتظام اچھا ہوگیا۔جب مصر کا بادشاہ مرگیا تو رعایا نے ولید کو تخت پر بٹھادیا۔اس نے تخت پر بیٹھتے ہی عام اعلان کیا کہ لوگ مجھے سجدہ کریں۔سب سے پہلے اس کے وزیر ہامان نے اسے سجدہ کیا اور پھر دوسرے امیروں اورسرداروں نے۔وہ رعایا سے خود کو سجدہ کراتا اور دوروالوں کے لیے اپنے بت بنوا کر بھیجتا تا کہ وہ انھیں سجدہ کریں۔تمام مصر والے فرعون کی پوجا میں گرفتار ہوگئے مگر بنی اسرائیل نے اس سے انکار کردیا۔فرعون نے ان کے سرداروں کو بلوا کر بہت ڈرایا دھمکایا مگر انھوں نے کہا ہم تیری عبادت نہیں کر سکتے صرف رب کی عبادت کریں گے تو جو چاہے سو کرلے۔فرعون غصے میں آگیا اور دیگوں میں زیتون کا تیل اور گندھک کھولا کر بنی اسرائیل کو ڈالنا شروع کردیا۔بنی اسرائیل نے یہ سب کچھ برداشت کرلیا مگر رب کی اطاعت سے منہ نہ پھیرا اور نہ فرعون کو سجدہ کیا۔جب بہت سے بنی اسرائیلی جلادیے گئے تب ہامان نے فرعون سے کہا کہ ان کو مہلت دے اور ان کو دنیا میں ذلیل کر کے رکھ۔تب اس نے جلانے سے ہات کھینچا اور اسرائیلیوں پر سختیاں شروع کردیں۔اسی زمانے میں فرعون نے خواب دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ آئی جس نے تمام قبطیوں اور فرعونیوں کو جلاڈالا۔مگر اسرائیلیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔اور پھر دیکھا کہ بنی اسرائیل کے محلے سے ایک بڑا اژدہا نکلا جس نے اس کو تخت سے نیچے ڈال دیا۔اس نے تعبیر بتانے والوں کو بلایا اور اس خواب کی تعبیر دریافت کی۔انھوں نے کہا: اے فرعون! بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری

حکومت کے ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔اس نے فوراً شہر کے کوتوال کو بلوا کر حکم دیا کہ ایک ہزار سپاہی ہتھیار بند اور ایک ہزار دائیاں بنی اسرائیل کے محلے میں مقرر کردو کہ جس گھر میں لڑکا پیدا ہو اسے قتل کردیا جائے۔چند سال میں اسرائیل کے بارہ ہزار بچے اور ایک روایت کے مطابق ستر ہزار بچے قتل کرادیے گئے اور نوے ہزار حمل گرادیے گئے۔خدا کی شان بنی اسرائیل کے بوڑھے بھی جلدی جلدی مرنے لگے۔تب قبطیوں نے فرعون سے درخواست کی کہ بنی اسرائیل میں موت کا بازار گرم ہے اور ادھر ان کے بچے قتل کیے جارہے ہیں۔اگر یہی حال رہا تو یہ قوم فنا ہوجائے گی پھر ہمیں خدمت گار کہاں سے ملیں گے۔تب فرعون نے حکم دیا اچھا ایک سال بچے قتل کیے جائیں اور ایک سال چھوڑ دیے جائیں۔رب کی شان کہ چھوڑنے والے سال میں حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے جو موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے اور قتل والے سال میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔(تفسیر نعیمی)

(۳۰۵) لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں حضرت عمران اپنی قوم کے سردار تھے۔ان کی بی بی کا نام یوحانذ تھا۔موسیٰ علیہ السلام انھیں کے بیٹے ہیں۔جب حضرت یوحانذ حاملہ ہوئیں تو فرعون کی دائیاں ان کے گھر میں اور سپاہی دروازے پر آنے لگے۔جب ولادت کا زمانہ قریب آیا تو ایک دائی ان کے گھر میں ہی رہنے لگی۔موسیٰ علیہ السلام رات کے وقت پیدا ہوئے۔فرعون کی دائی انھیں دیکھ کر بے اختیار ان پر فریفتہ ہوگئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو محبوبیت عامہ عطا کی تھی۔دائی نے ان کی والدہ سے کہا کہ کسی صورت انھیں قتل ہونے سے بچاؤ۔یہ کہہ کر ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہوا ایک ہانڈی میں ڈال کر سپاہیوں سے کہا کہ اس گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا۔میں نے اسے ذبح کردیا ہے دیکھو میں اسے دفن کرنے لیے جارہی ہوں۔سپاہیوں نے اس پر اعتبار کیا اور آگے کوئی جانچ پڑتال نہیں کی۔ موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر پرورش پاتے رہے۔مگر نجومیوں نے فرعون کو خبر دیدی تھی کہ بنی اسرائیل میں وہ بچہ پیدا ہوچکا ہے۔فرعون اس خبر سے سخت پریشان ہوگیا اور کوتوال کو سخت تنبیہ کی۔کوتوال نے سپاہیوں پر سختی کی۔انھوں نے کہا ہم نے بہت کوشش سے ان کے

بچے قتل کیے مگر عمران کے لڑکے کو اپنے ہات سے نہ مارا' صرف دائی کے کہنے پر اعتبار کرلیا۔
کوتوال نے کہا فوراً اس گھر کی تلاشی لو اور بنا ہچکچاہٹ گھر میں گھس جاؤ۔ سپاہی بے پردہ حضرت
عمران کے مکان میں گھس گئے۔ اس وقت موسیٰ علیہ السلام اپنی بڑی بہن مریم کی گود میں
تھے۔ مریم نے یہ ماجرا دیکھ کر انھیں ایک بھڑکتے ہوئے تنور میں اس طرح ڈال دیا کہ
سپاہیوں کو خبر نہ ہوئی۔ مریم نے خیال کیا کہ اگر پولس نے بچہ دیکھ لیا تو اس کے ساتھ ساتھ
پورے گھر کو قتل کر ڈالیں گے۔ پولس نے گھر بھر کی تلاشی لی مگر کچھ نہ ملا تو واپس لوٹ گئی۔ والدہ
نے مریم سے پوچھا کہ موسیٰ کہاں ہے؟ اس نے سب ماجرا کہا۔ ماں غم سے تڑپ گئیں۔ تنور پر
جا کر دیکھا کہ آگ کے شعلے نکل رہے ہیں مگر موسیٰ علیہ السلام بدستور امن وامان میں ہیں۔
یہ موسیٰ علیہ السلام کا نبوت کے دعوے سے پہلے کا معجزہ ظاہر ہوا۔ اس وقت ان کی عمر چالیس دن
کی تھی۔ والدہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ اس بیٹے کی زندگی مشکل ہے اس لیے اسے کشتی میں رکھ
کر دریائے نیل میں بہا دینا ہی بہتر ہے۔ شاید کوئی دوسرا شخص انھیں اٹھالے اور پرورش
کرے۔ گھر کے سب لوگوں سے مشورہ کر کے محلے کے ایک بڑھئی سے جس کا نام سانوم تھا
ایک صندوقچہ لکڑی کا بنوایا اور اس سے عہد لیا کہ یہ بات کسی سے نہ کہے گا۔ سانوم نے صندوقچہ
بنایا۔ ادھر فرعون کی طرف سے اعلان ہوا کہ جو شخص ہمیں اس لڑکے کا پتہ دے جو بنی اسرائیل
کے گھر پیدا ہوا ہے تو اسے بہت سا انعام دیا جائے گا۔ سانوم کو لالچ ہوا۔ خبر دینے نکلا۔
دروازے پر پہنچا کہ زمین میں ٹخنوں تک دھنس گیا اور غیبی آواز کانوں میں آئی کہ اگر تو نے یہ
راز ظاہر کیا تو تجھے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ سانوم گھبرا گیا اور صندوقچہ عمران کے گھر پر پہنچایا
اور عرض کیا کہ مجھے اس پاکیزہ فرزند کی صورت دکھاؤ۔ والدہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
زیارت کرائی۔ سانوم نے ان کے قدم پاک پر آنکھیں ملیں اور ان پر ایمان لے آیا۔ چنانچہ
سب سے پہلا مومن یہی ہے۔ پھر سانوم نے اپنی اجرت بھی نہ لی۔ والدہ ماجدہ نے حضرت
موسیٰ علیہ السلام کو غسل دیا۔ عمدہ کپڑے پہنائے خوشبو لگائی اور صندوقچہ میں رکھ کر دریائے نیل
پر روتی ہوئی لے گئیں اور خدا کے حوالے کر کے دریا میں بہا دیا۔ دل بہت بے چین ہوا مگر

قدرتی طور پر تسکین ہوئی کہ یہ بچہ پھر مجھے ملے گا۔ دریا سے ایک نہر فرعون کے بغیچے میں جاتی
تھی جس کا نام عین الشمّس تھا۔ یہ صندوقچہ اس نہر میں داخل ہو کر فرعون کے باغ میں پہنچا۔ اس
وقت فرعون باغ کی سیر کر رہا تھا اور اس کی بیوی آسیہ اور دوسرے خاص لوگ ساتھ تھے۔ یہ
لوگ اس صندوقچے کو اٹھا کر فرعون کے پاس لائے۔ فرعون نے جب اسے کھولا تو اس میں
ایک نہایت خوب صورت حسین وجمیل لڑکا پایا۔ بولا یہ تو وہی لڑکا لگتا ہے جس کی نجومیوں نے خبر
دی تھی۔ یہ میرا اقبال ہے کہ یہ خود بخود میرے پاس آ گیا۔ اس کو فوراً قتل کر دیا جائے۔ حضرت
آسیہ آپ کا حسن وجمال دیکھ کر آپ پر عاشق ہو گئیں اور فرعون سے بولیں کہ تو نے محض گمان میں
ہزاروں بچے قتل کرا دیے۔ اس کو قتل نہ کر۔ یہ بچہ شاید کسی اور جگہ سے آ رہا ہے' بنی اسرائیل کا
نہیں لگتا۔ میرے کوئی بیٹا نہیں ہے میں اسے بیٹا بناؤں گی۔ خدا نے میری گود بھر دی۔ فرعون
نے یہ بات مان لی۔ ادھر موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم نے ماں کو خبر دی کہ بھائی تو فرعون
کے پاس پہنچ گئے۔ ماں بے قرار ہو گئیں۔ رب کی طرف سے القا ہوا گھبراؤ نہیں تمھارا بچہ تمھیں
کو ملے گا۔ اب حضرت آسیہ نے شہر کی دائیاں بلوائیں جو کہ موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلائیں۔ مگر
انھوں نے کسی کا دودھ قبول نہ کیا۔ مریم بھی وہاں موجود تھیں۔ کہنے لگیں ایک بہت قابل دائی
ہے جس کا دودھ بہت اچھا ہے اسی شہر میں رہتی ہے کہو تو اسے بلا لاؤں؟ فرعون بولا فوراً بلاؤ۔
وہ اپنی والدہ کو لے گئیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے دودھ پیا اور ان کی گود میں سو گئے۔ فرعون نے
ایک اشرفی روزانہ اجرت مقرر کر دی اور کہا تم اس بچے کی پرورش کرو۔ قدرت کے قربان۔
فرعون نے جس کے ڈر سے بارہ ہزار بچے قتل کروائے اسے خود ہی پرورش کر رہا ہے۔ حضرت
آسیہ نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے سونے کا گھوارہ تیار کرایا اور ناز ونعم سے ان کی پرورش کی۔
اس مدت کے گزرنے پر ایک خچر بھرا ہوا سونا اور کئی اونٹ لدے ہوئے دوسرے نفیس تحفے
دے کر موسیٰ علیہ السلام کی والدہ معظّمہ کو رخصت کیا۔ پھر حضرت آسیہ نے خود ان کی پرورش
شروع کر دی۔ فرعون ان سے بہت محبت کرنے لگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۰۶) جن دنوں حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل میں پرورش پا رہے تھے ان

دنوں فرعون نے آپ کے بہت سے معجزے دیکھے۔ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مرغ سے تسبیح پڑھوائی' ایک بار پکے ہوئے مرغ کو زندہ فرمایا جس سے فرعون کے دل میں آپ کی دہشت بیٹھ گئی مگر محبت کے غلبے اور اپنی بی بی کی وجہ سے قتل نہ کرا سکا۔ جب حضرت موسیٰ تقریبا جوان ہوئے تب آپ کا دل بنی اسرائیل کی طرف جھکنے لگا۔ آپ انھیں سے میل جول زیادہ رکھتے تھے۔ فرعونیوں کو یہ ناگوار گزرتا تھا مگر کچھ کہہ نہ سکتے تھے۔ جب آپ بائیس سال کے ہوئے تو ایک دن بنی اسرائیل کے سرداروں کو الگ کر کے پوچھا کہ تم فرعون کی مصیبت میں کب سے گرفتار ہو؟ انھوں نے جواب دیا ایک لمبے عرصے سے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تمھارے گناہوں کی شامت ہے۔ تم نذر مانو اور جب رب تعالیٰ تمھیں اس سے نجات دے تو تم وہ نذر پوری کرو۔ ان سب نے کہا کیا نذر مانیں؟ آپ نے کہا: رب تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری۔ سب نے نذر مان لی۔ جب آپ تیس برس کے ہوئے تو ایک دن ایک قبطی اور اسرائیلی میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ قبطی اسرائیلی کو لکڑی کا بوجھ اٹھانے پر مجبور کر رہا تھا اور اسرائیلی انکار کر رہا تھا۔ تکرار بڑھی تو اسرائیلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکارا: اے موسیٰ مجھے اس ظالم سے نجات دلاؤ۔ آپ نے قبطی کو ظلم سے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا۔ آپ نے اس کے ایک مکہ مارا جس سے وہ مر گیا۔ اسرائیلی گھبرا گیا۔ فرعون کو یہ خبر ہوئی تو اس نے کہا موسیٰ ایسا نہیں کر سکتے۔ دوسرے دن وہ بنی اسرائیلی دوسرے کسی قبطی سے الجھا ہوا تھا۔ آپ کو دیکھ کر فریاد کی۔ آپ نے اسرائیلی کو جھڑکا اور چاہا کہ اس سے قبطی کو چھڑا دیں۔ اسرائیلی سمجھا کہ آج مجھے مار رہے ہیں۔ وہ چیخا: اے موسیٰ کل تو نے قبطی کو مارا تھا کیا آج مجھے ہلاک کرنا چاہتا ہے؟ یہ بات سب لوگوں نے سنی اور فرعون کے پاس گواہی دی۔ قبطی سرداروں نے فرعون سے مانگ کی کہ موسیٰ کو ہمارے حوالے کر دو تاکہ ہم ان سے قبطی کا قصاص لیں۔ فرعون ان کی بات ماننے سے ہچکچایا۔ اس مجلس میں ایک شخص موجود تھا جس کا نام حزقیل تھا اور وہ چوری چھپے ایمان لا چکا تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی کہ آپ کے قتل کے مشورے ہو رہے ہیں بہتر ہے کہ آپ کہیں چلے جائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بے سروسامانی کے عالم میں

مدین کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں شعیب علیہ السلام کے گھر ٹھہر گئے۔ ان کی لڑکی سے جن کا نام پاک صفورہ تھا نکاح کیا۔ دس سال وہاں رہے پھر مصر کی طرف تشریف لے گئے۔ راستے میں آپ کو نبوت عطا ہوئی اور پھر چالیس سال تک مصر میں فرعون کے مقابلے میں مشغول رہے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۰۷) جب موسیٰ علیہ السلام مدین سے مصر تشریف لائے اور راستے میں نبوت اور رسالت سے مشرف ہوئے تو چالیس سال تک یہاں قیام کیا۔ اس بیچ آپ فرعون اور فرعونیوں سے مقابلہ کرتے رہے اور انھیں بڑے بڑے معجزے دکھاتے رہے کہ وہ ایمان لے آئیں۔ مگر وہ نہ لائے۔ تب آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: خدایا کسی صورت بنی اسرائیل کو قبطیوں کے چنگل سے چھڑا دے تاکہ بے خوف و خطر یہ تیری عبادت کر سکیں۔ اللہ کا حکم ہوا: اے موسیٰ تم بنی اسرائیل کو جمع کر کے راتوں رات یہاں سے کوچ کر جاؤ اگر فرعون تمھارے پیچھے آئے گا تو ہلاک کر دیا جائے گا۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چھپواں تمام بنی اسرائیل کو خبر کر دی۔ سارے اسرائیلیوں نے ایک جگہ جمع ہونے کا ارادہ کیا۔ فرعون کو کچھ وہم ہوا۔ پوچھا کہ یہ بھیڑ کیسی ہے؟ اسرائیلیوں نے کہا: ہمارے عاشورے کا دن قریب آ رہا ہے۔ آدم علیہ السلام اسی دن پیدا ہوئے تھے۔ یہی ہماری عید کا دن ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ سب شہر کے باہر جمع ہو کر رب کی عبادت کریں اور وہاں عید منائیں۔ فرعون خاموش ہو گیا۔ عام بنی اسرائیلیوں نے قبطیوں سے قیمتی زیور اور عمدہ پوشاکیں ادھار مانگ لیں اور عید کے بہانے خیمے اور ڈیرے شہر کے باہر لگا دیے۔ یہ واقعہ نویں محرم جمعرات کے دن ہوا۔ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر شریف اسی برس اور ان کے بھائی ہارون کی عمر تراسی برس کی تھی۔ محرم کی دسویں شب جمعہ میں ان سب نے ساز وسامان کے ساتھ کوچ کر دیا۔ ہارون علیہ السلام ان کے آگے آگے تھے اور موسیٰ علیہ السلام پیچھے۔ بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ ستر ہزار تھی۔ آگے چل کر یہ لوگ راستہ بھول گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے بوڑھے لوگوں سے کہا کہ یہ راستہ تمھارا دیکھا ہوا ہے تمھیں ملتا کیوں نہیں؟ انھوں نے عرض کیا کہ یوسف علیہ السلام نے

رحلت کے وقت وصیت فرمائی تھی کہ جب میری قوم بنی اسرائیل مصر سے جائے تو میرا تابوت قبر سے نکال کر اپنے ساتھ لے جائے اور میرے بزرگوں کے جوار میں مجھے دفن کرے۔ ہم نے یہ وصیت پوری نہیں کی اس لیے راستہ بھول گئے۔ آپ نے پوچھا کہ ان کی قبر مبارک کہاں ہے؟ سب نے کہا ہمیں پتہ نہیں۔ آپ نے سارے لشکر میں منادی کرادی کہ جسے یوسف علیہ السلام کی قبر معلوم ہو وہ بتائے۔ ایک بڑھیا نے کہا مجھے معلوم ہے لیکن آپ مجھ سے ایک عہد کریں کہ جو مانگوں دیا جائیگا۔ آپ کچھ ہچکچائے۔ وحی آئی: موسیٰ اس سے عہد کرلو اور یہ جو مانگے اسے دیدو۔ آپ نے عہد فرمالیا۔ بڑھیا بولی کہ میں چاہتی ہوں کہ بہشت میں آپ کے ساتھ رہوں۔ آپ نے قبول فرمالیا۔ بڑھیا بولی: ان کی قبر دریائے نیل میں ڈوب چکی ہے اور فلاں جگہ سے پانی ہٹا کر زمین کھودی جائے تو اس سے آپ کا تابوت نکل سکتا ہے۔ آپ نے حکم دیا۔ بنی اسرائیل نے فوراً اس جگہ سے تابوت نکالا۔ یہ تابوت سنگ مرمر کا ایک صندوق تھا جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کا جسد مبارک تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کا تابوت سب سے آگے رکھا۔ اس تابوت کی برکت سے راستہ ظاہر ہوا۔ اگر آپ سیدھے فلسطین کا راستہ اختیار کرتے جو مصر سے شمال مشرق میں تھا تو آپ کو کوئی دشواری پیش نہ آتی لیکن اللہ کی مرضی یہی تھی لہذا آپ مشرقی جانب بحر قلزم کی طرف روانہ ہوگئے۔ صبح کے وقت فرعون کے جاسوسوں نے خبر دی کہ کل جہاں بنی اسرائیل جمع ہوئے تھے وہاں سے راتوں رات کوچ کر گئے ہیں۔ فرعون کے دل میں غصے کی آگ بھڑک اٹھی۔ اس نے فوراً حکم دیا کہ تیز رفتار گھوڑے اور عمدہ سوار جمع ہوں۔ روایت میں ہے کہ ستر ہزار گھوڑ سوار فوج اس کے لشکر کے آگے آگے تھی۔ اور باقی فوج کے متعلق کچھ پتہ نہیں چلتا۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ ستر لاکھ گھڑ سوار فوج تھی۔ تفسیر عزیزی میں ہے کہ اس میں ایک لاکھ تیر انداز' ایک لاکھ نیزہ باز اور ایک لاکھ گرز مارنے والے تھے۔ فرعون نے اس لشکر کے ساتھ بہت جلد یہ راستہ طے کرلیا اور دوپہر کے قریب بنی اسرائیل کو جالیا۔ بنی اسرائیل فرعونی لشکر کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرنے لگے کہ بتاؤ ہم کہاں جائیں؟ آپ نے فرمایا کہ مایوس نہ ہو میرے ساتھ میرا رب

ہے جو مجھے ہدایت دے گا۔ وحی آئی: اے موسیٰ دریا پر اپنا عصا مار کر کہو تو پھٹ جا اور ہمیں راستہ دے۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اللہ کے حکم سے تیز ہوا چلی جس نے پانی کو پھاڑ کر اس میں راستہ بنادیا۔ دریا میں بارہ راستے پیدا ہوگئے جن کے بیچ پانی دیواروں کی طرح کھڑا ہوگیا۔ آن کی آن میں سورج نے زمین کو خشک کر دیا اور آپ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اس راستے میں داخل ہوجاؤ۔ سب سے پہلے یوشع بن نون علیہ السلام نے اپنا گھوڑا ڈالا۔ ان کے پیچھے حضرت ہارون علیہ السلام نے۔ جب اسرائیلیوں نے ان کو گزرتے دیکھا تو مجبوراً یہ بھی دریا میں چل دیے۔ ان کے بارہ قبیلے تھے۔ ہر قبیلہ ایک راستے میں داخل ہوا۔ سب کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام داخل ہوئے۔ ان کے گروہ نے کہا: اے موسیٰ ہمیں خبر نہیں کہ ہمارے دوسرے گروہ زندہ ہیں کہ ڈوب گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے پانی کی دیواروں پر عصا مارا جس سے ان میں جالے کی طرح روشن دان بن گئے اور ہر جماعت ان جھروکوں میں سے ایک دوسرے کو دیکھتی باتیں کرتی ہوئی گزرنے لگی۔ اتنے میں فرعونی لشکر بھی دریا کے دوسرے کنارے پر آ پہنچا۔ فرعون نے دیکھا کہ دریا میں راستے بنے ہوئے ہیں جن میں جا بجا پانی کی دیواریں کھڑی ہیں۔ دل میں حیران ہوا مگر لشکر والوں سے کہا میرے اقبال سے دریا خشک ہوگیا ہے تا کہ میں اپنے بھاگے ہوئے غلاموں کو زندہ پکڑ سکوں۔ اگر یہ اسرائیلی ڈوب جاتے تو مجھے غلام کہاں سے ملتے؟ ہامان نے چپکے سے کہا: دریا میں قدم نہ رکھنا تیری خدائی کی قلعی کھل جائے گی۔ بہت جلد کشتیاں جمع کرا اور ان کے ذریعے دریا پار کر۔ فرعون نے اپنے گھوڑے کو روک لیا۔ تبھی حضرت جبرئیل علیہ السلام انسانی شکل میں گھوڑی پر سوار فرعون کے گھوڑے کے آگے نمودار ہوئے اور اپنی گھوڑی دریا میں ڈال دی۔ فرعون کا گھوڑا اس گھوڑی کی بو پا کر اس کے پیچھے ہولیا۔ فرعون نے لاکھ روکا مگر گھوڑا نہ رکا اور اس خشک راستے میں داخل ہو گیا۔ جب لشکریوں نے فرعون کو دریا میں داخل ہوتے دیکھا وہ بھی ہر طرف سے داخل ہونے لگے۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا سامری۔ اس نے دیکھا کہ جس جگہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی گھوڑی کی ٹاپ پڑتی ہے وہاں سبزہ اگ آتا ہے۔ وہ سمجھ گیا کہ اس ٹاپ کے نیچے

والی مٹی میں زندگی کی تاثیر ہے۔اس نے تھوڑی مٹی اپنے ہات میں اٹھالی۔ادھر سارا فرعونی لشکر بیچ دریا میں آ گیا۔ادھر بنی اسرائیل دریا پار پہنچ کر یہ تماشا دیکھنے لگے۔جہاں یہ واقعہ ہوا تھا وہاں قلزم کی چوڑائی بہت تھوڑی یعنی صرف چار فرسخ تھی اس لیے دوسرے کنارے سے یہاں کے حالات اچھی طرح نظر آرہے تھے۔جب سارا لشکر دریا میں داخل ہو چکا تو اللہ کا حکم ہوا: اے دریا آپس میں مل جا۔دریا آپس میں مل گیا اور سارے فرعونی ڈوب گئے۔یہ واقعہ دس محرم جمعہ کے دن دوپہر کے وقت ہوا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس خوشی میں روزہ رکھا۔ بنی اسرائیل کے دل میں فرعون کی ایسی ہیبت بیٹھی ہوئی تھی کہ انھیں اس کے ڈوبنے کا یقین نہیں آیا۔تب دریا نے اس کی اور چند لوگوں کی لاشیں باہر پھینک دیں تاکہ بنی اسرائیل کو فرعون کے ختم ہوجانے کا یقین ہوجائے۔(تفسیر نعیمی)

(۳۰۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فرعونیوں میں سے صرف تین خوش نصیب ایمان لائے تھے: حضرت آسیہ، فرعون کی بیوی، حضرت حزقیل جنھیں مومن آل فرعون یعنی فرعون کی قوم کا مومن کہتے ہیں اور تیسری مریم بنت ناموسیٰ، جنھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی مزار مبارک کا پتہ بتایا تھا۔(جلالین، خزائن العرفان)

(۳۰۹) بنی اسرائیل مصر سے چلتے وقت قبطیوں سے قیمتی زیورات مانگ لائے تھے مگر وہ ان زیورات کا استعمال نہیں کرسکتے تھے کیونکہ ان کی شریعت میں غنیمت کے مال کا استعمال جائز نہ تھا بلکہ آگ اسے جلا جاتی تھی۔بنی اسرائیل میں ایک سنار تھا جس کا نام میکی یا موسیٰ بن ظفر تھا۔قبیلہ بنی سامری کا فرد تھا اس لیے اس کو سامری کہتے تھے۔کنواری لڑکی سے پیدا یعنی حرامی تھا۔اس کی ماں شرم سے اسے پہاڑی غار میں چھوڑ آئی تھی۔رب تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے اس کی پرورش کرائی مگر جوان ہو کر رہا کافر اور جادوگر۔وہ سونے کے کام میں بڑی مہارت رکھتا تھا۔منافقت میں ایمان لایا تھا۔اس کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کی گھوڑی کے سموں کے نیچے کی خاک تھی جو کہ فرعونیوں کے دریا میں ڈوبنے کے وقت دریائے قلزم سے اٹھا لایا تھا۔جب بنی اسرائیل فرعونی لشکر سے نجات پاکر

دریائے قلزم سے نکلے تو راستے میں انھوں نے ایک قوم کو گائے پوجتے دیکھا اور موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ ہمارے لیے بھی پروردگار کی صورت بنادو تاکہ اسے سامنے رکھ کر ہم عبادت کرلیا کریں جس سے ہمارا دھیان نہ بٹے۔موسیٰ علیہ السلام نے انھیں ڈانٹ دیا تھا۔سامری نے پتہ لگا لیا تھا کہ فرعونیوں کی صحبت کی وجہ سے بنی اسرائیل میں بت پرستی کا مادّہ موجود ہے۔اگر ان کو بہکایا جائے تو وہ آسانی سے گمراہ ہوجائیں گے۔بنی اسرائیل نے نذر مانی تھی کہ اگر ہم کو رب تعالیٰ نے فرعون کے چنگل سے نجات دی تو ہم اس کی اطاعت کریں گے۔جب انھیں نجات مل گئی اور فرعونیوں کی ہلاکت کے بعد وہ مصر کی طرف لوٹے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انھیں وہ نذر یاد دلائی۔انھوں نے کہا: ہمیں دل وجان سے یہ بات منظور ہے لیکن ہمیں رب کے احکام کی خبر نہیں، ہم اطاعت کیسے کریں؟ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں دعرض کیا تب ان سے فرمایا گیا کہ تم کوہ طور پر آنا اور وہاں چالیس دن اعتکاف اور عبادت کرنا تب تم سے بلاواسطہ کلام بھی کیا جائے گا اور تمھیں توراۃ بھی دی جائے گی۔لہٰذا موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے تیس دن کا وعدہ فرما کر کوہ طور کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر پہلی ذی القعدہ سے اعتکاف شروع کیا۔پہلے تیس دن طور سینا میں قیام کا حکم تھا۔جب آپ یہ میعاد پوری کر چکے اور تیس روزے رکھ چکے اور بارگاہ الٰہی میں توراۃ لینے حاضر ہونے لگے تو اس خیال سے کہ میں نے بہت دن سے مسواک نہیں کی ہے شاید منہ میں بدبو ہو مسواک کر لی۔اللہ کا حکم ہوا: اے موسیٰ تم نے اپنے منہ سے وہ خوشبو دور کر لی جو ہمیں مشک سے بھی زیادہ پسند ہے۔لہٰذا دس روزے اور رکھو تاکہ تمھارے منہ میں پھر وہی خوشبو پیدا ہو جائے۔ادھر تیس دن گزرتے ہی اسرائیلیوں میں کھلبلی مچ گئی۔انھوں نے حضرت ہارون علیہ السلام سے پوچھا کہ ان زیورات کا کیا کریں۔آپ نے فرمایا: ایک گڑھے میں ڈال کر جلا دو اور اس کی راکھ زمین میں دفن کردو۔ادھر سامری نے ان لوگوں سے کہا: موسیٰ علیہ السلام تمھاری ہی طرح کے بشر ہیں صرف جادوئی عصا کی وجہ سے یہ کرتب دکھاتے ہیں اور تم سے بڑھ گئے ہیں۔تم وہ سارا سونا میرے حوالے کردو میں تمھارے لیے اس سے بھی عجیب تر جادو بنادوں

جس سے تمھیں موسیٰ کی ضرورت باقی نہ رہے۔ یہ بھی کہا کہ موسیٰ وفات پا گئے ہیں اگر زندہ ہوتے تو اب تک آ گئے ہوتے۔ اسرائیلیوں نے سارا سونا سامری کے حوالے کر دیا۔ اس نے جواہرات اور یاقوت الگ نکال لیے اور سونا گلا کے ایک نہایت خوب صورت بچھڑا بنایا اور جواہرات و یاقوت کو اس کے ناک کان آنکھ زانو اور قدموں پر نہایت قرینے سے جڑ دیا جس سے وہ اور بھی دل کش ہو گیا۔ اور جبرئیل علیہ السلام کی گھوڑی کے سموں کے نیچے کی کاک اس بچھڑے کے منہ میں ڈال دی جس سے اس میں حرکت پیدا ہو گئی۔ کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ اس کی ناک میں دو سوراخ رکھے تھے جن سے ہو کر ہوا گزرتی تھی اور اس سے آواز پیدا ہوتی تھی۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ آواز خاک کی تاثیر سے پیدا ہوئی تھی۔ قرآن فرماتا ہے کہ خود سامری بولا میں نے جبرئیل کے آثار سے مٹھی بھر خاک لے لی وہ بچھڑے میں ڈال دی اس نے اسرائیلیوں سے کہا دیکھو خدا اس بچھڑے میں سما گیا ہے۔ موسیٰ اسے طور پہاڑ پر ڈھونڈھ رہے ہیں اور یہ ہمارے پاس آ گیا ہے۔ اسرائیلی اس بہکاوے میں آ گئے۔ سامری نے ایک بڑے سے خیمے میں یہ بچھڑا کھڑا کیا اور اس کے آس پاس بڑے شاندار فرش بچھائے اور خیمے کے سامنے نوبت اور چنگ بجوائی' گیت گانے شروع کیے۔ اسرائیلی مرد اور عورت وہاں جمع ہو گئے۔ کوئی اس کی عبادت کرنے لگا کوئی اس کے سامنے سمادھی لگا کر بیٹھ گیا۔ سوائے حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کے بارہ ہزار ساتھیوں کے باقی سارے اسرائیلی اس میں مبتلا ہو گئے۔ ان کے تین گروہ بن گئے: ایک وہ جنھوں نے بچھڑے کی پوجا کی' دوسرے وہ جو حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ دین کی تبلیغ میں مشغول ہو گئے اور لوگوں کو بچھڑے کی پوجا سے روکتے رہے' تیسرے وہ جو خاموش رہے۔ نہ پوجا کی اور نہ انکار کیا۔ پہلا اور تیسرا گروہ عتاب میں آ گیا اور دوسرا گروہ سلامت رہا۔ ادھر موسیٰ علیہ السلام کو دسویں ذی الحجہ دوپہر کے وقت تورات عطا ہوئی اور رب تعالیٰ نے انھیں خبر دی کہ تمھارے پیچھے تمھاری قوم غفلت میں پڑ گئی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام یہ سن کر بہت غمگین ہوئے اور وہاں سے بہت جلد واپس آئے اور اپنی قوم کا حال دیکھ کر جلال میں آ گئے۔ غصے میں تورات شریف کی تختیاں آپ کے ہات سے

گر گئیں یا گرا دیں اور اپنے بڑے بھائی کو مارنے لگے کہ تم نے بنی اسرائیل کو شرک کیوں کرنے دیا۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی سرکشی اور اپنی معذوری ظاہر فرمائی کہ میں نے ان کو بہت روکا مگر یہ نہ مانے۔ تورات شریف کے کل سات حصے تھے۔ گر جانے سے چھ غائب ہو گئے اور ایک حصے میں ضروری مسائل تھے وہ باقی رہ گیا۔ وہی بنی اسرائیل کو ملا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے باز پرس کی کہ تم نے یہ کیا کیا؟ انھوں نے کہا ہمیں سامری نے بہکایا۔ آپ نے بنی اسرائیل کو توبہ کا حکم دیا۔ اور سامری کو بد دعا دی اور بچھڑے کو جلا کر اس کی راکھ دریا میں ڈال دی۔ کچھ اسرائیلیوں کو بچھڑے سے ایسی محبت ہو گئی تھی کہ انھوں نے تبرک کے طور پر دریا کا پانی چھپ کر پیا جس میں یہ راکھ پھینکی گئی تھی۔ جس سے ان کے ہونٹ کالے پڑ گئے اور پیٹ پھول گئے اور ان کی توبہ قبول نہ ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۱۰) سامری نے جو بچھڑا بنایا تھا اس کا نام یہوت تھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

(۳۱۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرائیں۔ ان بکریوں کی تعداد بارہ ہزار بتائی جاتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۱۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑا پوجنے والے بنی اسرائیلیوں سے فرمایا: تم ظالم ہو چکے ہو لہذا توبہ کرو اور اپنی جانوں کو قتل کے لیے پیش کر دو۔ انھوں نے کہا: ہم رب کے حکم پر راضی ہیں۔ تب موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: مجرم بنا ہتھیار اور بنا زرہ اور خود کے باہر آ جائیں اور اپنے دروازوں پر دوزانو بیٹھ جائیں اور اپنے سر زانوؤں پر رکھ لیں اور تلوار اپنی گردنوں پر لیں نہ کوئی اپنا زانو بند کھولے' نہ تڑپے' نہ ہات پاؤں مارے۔ اگر کسی نے آنکھ کھول کر بھی قاتل کی طرف دیکھا یا اس کی تلوار کا وار اپنے ہات یا پاؤں پر روکا تو اس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ جب یہ سب لوگ راضی ہو گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام سے فرمایا: ان بارہ ہزار آدمیوں کو حکم دو جو بچھڑے کی پوجا سے محفوظ رہے تھے کہ ننگی تلواریں لے کر ان بندھے ہوئے آدمیوں کے پاس جائیں اور انھیں قتل کرنا شروع کریں۔ چنانچہ اس پر فوراً عمل کیا گیا۔ آپ نے ایک اونچی جگہ کھڑے ہو کر آواز دی: اے مجرم

اسرائیلیو! تمھارے بھائی تلواریں لے کر تمھیں قتل کرنے آرہے ہیں۔ اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔ جب قاتل مجرموں کے پاس پہنچے تو محبت کی وجہ سے ان کے ہات نہ اٹھے۔ موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا ان میں ہمارے بھائی بھتیجے بیٹے پوتے نواسے ہیں ان پر ہمارے ہات نہیں اٹھتے۔ تب ان پر ایک سیاہ ابر چھا گیا جس سے سارے میدان میں اندھیرا ہو گیا اور کوئی کسی کو نہ دیکھ سکا۔ حکم ہوا جاؤ اب قتل کرو۔ چنانچہ ایک دن میں اور کچھ روایتوں میں ہے کہ تین دن میں ستر ہزار آدمی قتل ہو گئے۔ تب بنی اسرائیل کے بچے اور عورتیں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آکر شور کرنے لگے کہ اے موسیٰ ہمارے رب سے رحم کی درخواست کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام ننگے سر عاجزی کرتے ہوئے میدان میں آئے اور عرض کیا: اے مولیٰ! اسرائیلی ہلاک ہوئے جارہے ہیں۔ اب رحم فرما۔ تب وہ سیاہ بادل ہٹا اور حکم آیا کہ اب قتل بند کرو۔ سب کی توبہ قبول ہو گئی ہم سب کو جنت دیں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۱۳) بنی اسرائیل پر چوتھائی مال کی زکوٰۃ واجب تھی یعنی روپے میں چار آنے۔ ان کے رات کے چھپے ہوئے گناہ صبح دروازے پر لکھے جاتے تھے جس سے وہ سخت رسوا ہو جاتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۱۴) جب ستر ہزار بنی اسرائیلی کفارے میں قتل ہو چکے تو موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا حکم ہوا کہ تم بچے ہوئے لوگوں کو لے کر اس گناہ کی معذرت کے لیے کوہ طور پر حاضر ہو اور وہاں یہ لوگ اپنی قوم کی طرف سے معافی چاہیں کیونکہ یہ وہ جنگل ہے جہاں موسیٰ رب سے ہم کلام ہوتے ہیں۔ جنگل کی برکت سے توبہ جلد قبول ہوگی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے ان میں سے ستر بہترین آدمی چنے۔ جب یہ لوگ کوہ طور کی طرف روانہ ہوئے تب انھوں نے عرض کی: اے موسیٰ ہمیں رب کا کلام سنوادو۔ آپ نے دعا فرمائی۔ رب نے قبول کر لی۔ جب کوہ طور پر پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم سب لوگ نہا دھو کر اپنے گناہوں سے توبہ کرو، تین تین روزے رکھو اور تسبیح و ذکر میں لگے رہو۔ جب آپ پہاڑ پر پہنچے تو ان لوگوں کو نیچے کھڑا کیا اور خود اوپر تشریف لے گئے۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک نورانی ستون سفید بادل کے رنگ کا نمودار ہوا

اور آہستہ آہستہ پھیلتا گیا یہاں تک کہ سارے پہاڑ کو اس نے گھیر لیا اور موسیٰ علیہ السلام اس میں گھر گئے۔ پھر رب نے ان سے کلام فرمایا۔ یہ لوگ نیچے کھڑے ہوئے کلام الٰہی سن رہے تھے۔ انھوں نے عرض کیا کہ ساری بات چیت صرف موسیٰ سے ہو رہی ہے ہم پر بھی کرم کیا جائے اور کوئی بات ہم سے بھی خطاب کر کے فرمائی جائے۔ یکا یک نور کی تجلی کوندی اور پھر ان کے کانوں میں ایک آواز آئی: ہم اللہ ہیں ہمارے سوا کوئی معبود نہیں ہم مکہ والے ہیں ہم تمھیں مصر سے نکال لیں گے تم ہماری ہی عبادت کرنا اور کسی کو نہ پوجنا۔ جب یہ بادل صاف ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام نیچے تشریف لائے تب آپ نے پوچھا: کہو رب کا کلام تم نے سنا؟ وہ بولے: سنا تو مگر کیا خبر کون بول رہا تھا۔ کیا خبر ہم نے رب کو دیکھا۔ یہ صرف آپ فرماتے ہیں کہ بولنے والا رب تھا ہم کو یقین نہیں آتا۔ آپ رب کو صاف صاف شکل و صورت میں دکھا دیں تو ہم مان لیں گے۔ تب ان پر آسمانی آگ سخت آواز کے ساتھ آئی جس سے وہ سب مردہ ہو گئے۔ ایک دن رات مردہ رہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: مولیٰ بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا؟ وہ کہیں گے تم نے ستر ہزار آدمی تو یہاں قتل کرا دیے اور اتنے آدمی باہر لے جا کر نہ معلوم کس طرح ہلاک کرا دیے۔ مولیٰ میری بدنامی ہوگی۔ میں تو ان کو اپنا گواہ بنا کر لایا تھا۔ یہ کیا ہو گیا۔ خدایا تو انھیں زندہ فرما دے۔ ان کی دعا سے یہ تمام لوگ زندہ ہو گئے اور موسیٰ علیہ السلام ان سب کو لے کر واپس تشریف لائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۱۵) جب موسیٰ علیہ السلام ان ستر آدمیوں کو زندہ کرا کے مصر میں لے گئے تو سارے بنی اسرائیلیوں کو حکم الٰہی پہنچایا کہ مصر سے روانہ ہو کر شام کی طرف چلو کیونکہ وہ ابراہیم علیہ السلام کا مدفن ہے اور وہیں بیت المقدس بھی ہے جس پر ایک ظالم اور سخت جابر قوم عمالقہ نے قبضہ کر رکھا ہے۔ ان سے جہاد کر کے اس ملک سے انھیں نکال دو اور وہیں آباد ہو جاؤ جیسے کہ تم نے مصر کو فرعونیوں سے پاک کر دیا۔ اس حکم میں راز یہ تھا کہ بنی اسرائیل مصر میں فرعون کے عیش و آرام دیکھ چکے تھے اور اب سارے مصر کے مالک ہو چکے تھے۔ اندیشہ تھا کہ یہ بھی فرعونیوں کی طرح عیش و آرام میں پڑ کر اللہ کی عبادت بھول جائیں گے۔

ادھر فرعون کہا کرتا تھا کہ موسیٰ اور ہارون صرف یہ چاہتے ہیں کہ مجھے مصر سے نکال کر بنی اسرائیل کو یہاں کا مالک بنائیں۔ اب اگر اسرائیلی وہاں رہتے تو دوسرے لوگ کہتے کہ فرعون کا خیال صحیح تھا صرف ملک گیری کے خیال سے یہ سب کیا گیا۔اس لیے حکم دیا گیا کہ اس جگہ کو چھوڑ دو اور فی سبیل اللہ جہاد کر کے شام کی مقدس زمین کو دین کے دشمنوں سے خالی کرالو۔ بنی اسرائیل مصر کی زمین سے بہت راضی تھے کیونکہ یہ علاقہ بنا محنت اور مشقت کے ہاتھ آ گیا تھا اس لیے انھیں یہاں سے نکلنا بہت خراب لگا۔ چارو ناچار روانہ تو ہو گئے مگر بات بات پر موسیٰ علیہ السلام سے شکایت کرتے تھے اور زبان درازی کر کے انھیں بہت تنگ کرتے تھے۔ جب مصر اور شام کے بیچ کے بے آب و دانہ اور سخت گرم میدان میں پہنچے جس کا نام تیہ ہے اور انھیں خبر لگی کہ جس عمالقہ قوم سے ہم جنگ کرنے جا رہے ہیں وہ سخت جنگجو اور بہادر ہے' ان کے جسم تقریباً سات گز کے ہیں' تو جنگ سے ہمت ہار بیٹھے اور موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ اپنے رب کے ساتھ ان سے جنگ کریں ہم تو یہیں رہیں گے۔ اللہ نے ان کو چالیس سال کے لیے قید کر دیا۔ یہ تیہ کا میدان صرف بارہ کوس میں تھا لیکن وہ اس میں ہی حیران و پریشان پھرے اور یہاں سے نہ نکل سکے۔ اسی لیے اس کو تیہ کہتے ہیں جس کے معنی ہیں حیرانی۔ اب ان کا انتظام یہ کیا گیا کہ دن میں ہلکا بادل ان پر سایہ کیے رہتا اور انھیں گرمی سے محفوظ رکھتا اور اندھیری رات میں ایک نوری ستون اترتا تھا جس کی روشنی میں اپنا کام کرتے تھے۔ سورج نکلنے سے پہلے نہایت لذیذ حلوہ برس جاتا تھا یعنی منّ جس سے ہر شخص کو روزانہ ایک صاع یعنی تقریبا چار سیر ملتا تھا جو کہ ان کو دن بھر کے لیے کافی ہوتا تھا۔ جمعہ کے دن دوگنا برستا تھا کہ سنیچر کے دن بھی کام آئے۔ یہ لوگ مٹھاس سے گھبرا گئے اور نمکین چیز کی فرمائش کی۔ چنانچہ روزانہ عصر کے بعد ان کے لیے نفیس کبابوں کا انتظام کیا گیا یعنی سلویٰ لیکن اس میں ایک پابندی یہ تھی کہ روز کا روز کھا لو کل کے لیے جمع نہ کرو۔ بنی اسرائیل نے کھانے کی ہوس میں ذخیرہ اندوزی شروع کر دی جس کا انجام یہ ہوا کہ کباب سڑنے لگے اور ان کی بو سے لوگوں کو تکلیف ہونے لگی اور اس کا آنا بند ہو گیا۔ اس زمانے میں اسرائیلیوں

کے نہ بال بڑھتے تھے اور نہ ناخن تاکہ حجامت کی ضرورت نہ پڑے اور نہ کپڑے میلے ہوتے نہ پھٹتے کہ دھوبی یا درزی کی ضرورت پڑے۔ جو بچے پیدا ہوتے تھے ان کے جسم پر قدرتی لباس ہوتا تھا جو کھال کی طرح جسم کے ساتھ ساتھ بڑھتا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۱۶) جس پتھر سے بنی اسرائیل کو پانی کے چشمے عطا کیے گئے یہ وہی پتھر تھا جو موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے لے بھاگا تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا تھا کہ آپ اسے کسی تھیلے میں سنبھال کر رکھیں اس سے معجزات ظاہر ہوں گے۔ کچھ نے فرمایا کہ یہ کوہ طور کا پتھر تھا۔ کچھ فرماتے ہیں کہ یہ پتھر بھی عصا کی طرح جنتی تھا جس کو حضرت آدم علیہ السلام اپنے ساتھ جنت سے لے آئے تھے اور نبیوں میں منتقل ہوتا ہوا شعیب علیہ السلام تک پہنچا تھا اور انھوں نے عصا کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کو یہ پتھر بھی عنایت فرمایا تھا۔ یہ پتھر سنگ مرمر تھا۔ وہب بن منبہ کا قول ہے کہ اس سے عام پتھر مراد ہے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام جس پتھر پر اپنا عصا مارتے اسی سے پانی جاری ہو جاتا تھا۔ تفسیر عزیزی میں ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے پتھر میں بارہ چوٹیں ماریں اور ہر چوٹ سے ایک چشمہ جاری ہوا۔ ہر جگہ عورتوں کا سا پستان ظاہر ہو جاتا جس سے پہلے عرق سا آتا تھا پھر بوند بوند ٹپکتی پھر دھار بندھ جاتی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۱۷) یہود لفظ ہود سے بنا ہے جس کے معنی ہیں توبہ کرنا' رجوع کرنا۔ کیونکہ انھوں نے بچھڑے کی پوجا سے بے مثل اور سخت توبہ کی تھی اس لیے انھیں یہودی کہا گیا۔ یا یہ لفظ یہودا کی نسبت سے ہے۔ یہودا حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے۔ یا ہود کے معنی ہیں ہلنا اور حرکت کرنا۔ چونکہ یہ لوگ تورات شریف بہت جوش سے ہل ہل کر جھوم جھوم کر پڑھتے تھے اس لیے ان کا نام یہود ہوا۔ یا ہود کے معنی ہیں رہبری کرنا' مخبری کرنا۔ یہ بادشاہ وقت کو نبیوں کی خبر دے کر انھیں قتل کراتے تھے اس لیے یہ غضب ناک لقب ملا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۱۸) طور سریانی کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں ہرا بھرا پہاڑ۔ اب یہ لفظ اس پہاڑ کے لیے خاص ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے ہم کلام ہوتے تھے۔ (تفسیر

نعیمی)

(۳۱۹) بنی اسرائیل میں ایک نیک آدمی تھا جس کا ایک چھوٹا سا بیٹا تھا اس نے ایک بچھیا بڑی محبت سے پالی تھی۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس بچھیا کو لے کر جنگل میں پہنچا اور دعا کی: اے مولیٰ! یہ گائے تیرے سپرد کرتا ہوں۔ جب میرا بیٹا جوان ہوجائے تو اسے لے لے۔ وہ تو مرگیا مگر اس کی گائے جنگل میں اور اس کا بیٹا ماں کے پاس پرورش پاتا رہا۔ یہ لڑکا نہایت سعادت مند اور فرماں بردار تھا۔ ایک روز اس کی ماں نے کہا: تیرے باپ نے فلاں جنگل میں ایک بچھیا خدا کے نام پر رکھ چھوڑی ہے جو کہ اب جوان ہوگئی ہوگی۔ اس میں یہ علامتیں ہیں۔ جا اور اسے پکڑ لا۔ لڑکا گیا اور ماں کی بتائی ہوئی نشانیوں سے پہچان کر اسے پکڑ لایا۔ ماں نے کہا: اسے بازار میں لے جاکر تین اشرفیوں میں بیچ دے مگر جب سودا ہو تو مجھ سے اجازت لینا۔ یہ لڑکا گائے کو بازار میں لایا۔ ایک فرشتہ خریدار کی صورت میں آیا اور قیمت پوچھی۔ لڑکے نے کہا: تین اشرفیاں۔ مگر والدہ کی اجازت شرط ہے۔ فرشتہ بولا: چھ اشرفیاں لے لے مگر والدہ سے مت پوچھ۔ لڑکا بولا: ماں سے پوچھے بنا نہیں بیچوں گا۔ لڑکا اپنی ماں کے پاس آیا اور اسے سارا واقعہ سنایا۔ ماں نے کہا کہ جا چھ میں بیچ دے مگر سودا ہونے پر مجھ سے پوچھ لینا۔ لڑکا بازار آیا۔ وہی فرشتہ پھر ملا۔ کہنے لگا بارہ اشرفیاں لے لے مگر ماں سے نہ پوچھ۔ لڑکا نہ مانا۔ گھر آکر ماں سے یہ ماجرا سنایا۔ وہ بڑی عقلمند تھی' کہنے لگی کہ شاید کوئی فرشتہ ہے جو تیری آزمائش کے لیے اترتا ہے اب اگر ملے تو اس سے پوچھ لینا کہ ہم گائے بیچیں یا نہ بیچیں۔ لڑکے نے یہی کیا۔ فرشتے نے جواب دیا کہ اپنی ماں سے کہنا اس کو ابھی روکے رہو بہت جلد بنی اسرائیل کو اس کی ضرورت پڑے گی۔ موسیٰ علیہ السلام اسے خریدنے آئیں تو اس کی قیمت یہ مقرر کرنا کہ اس کی کھال کو سونے سے بھر دیا جائے۔ لڑکا گائے کو گھر لے آیا۔ پھر یوں ہوا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص عابیل نامی بڑا مال دار تھا اور لاولد تھا۔ اس کے چچا زاد بھائی نے میراث کے لالچ میں اسے قتل کر کے دوسری بستی کے دروازے پر ڈال دیا اور صبح کے وقت خود اس کے خون کا مدعی بن کر موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں آیا اور اس بستی

والوں پر خون کا دعویٰ کر کے جان کا بدلہ لینا چاہا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس محلے والوں سے پوچھا انھوں نے صاف انکار کردیا اور وہاں کے لوگوں نے درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حقیقت ظاہر فرمائے۔ آپ نے دعا کی تب وحی الٰہی آئی جس کا مضمون آپ نے ان لوگوں کو سنایا کہ رب کا حکم ہے کہ کوئی گائے ذبح کر کے اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا مرنے والے پر مارو جس سے وہ زندہ ہوکر اپنے قاتل کا نام بتادے گا۔ یہ بات ان کی سمجھ میں نہ آئی۔ وہ کہنے لگے کہ آپ ہم سے مذاق کررہے ہیں کہ ہم تو کہتے ہیں کہ قاتل کا پتہ لگایئے اور آپ کہتے ہیں گائے ذبح کرو۔ اس جواب کا ہمارے سوال سے کیا تعلق؟ اسرائیلیوں کو بہت حیرت تھی۔ اس لیے وہ سمجھے کہ ہر گائے میں مردہ زندہ کرنے کی تاثیر نہیں ہے۔ یہ تو کوئی خاص گائے ہوگی۔ اس لیے وہ گائے کی نشانیوں کے بارے میں پوچھنے لگے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: رب فرمارہا ہے گائے سے کوئی خاص گائے مراد نہیں ہے بلکہ دودھ والی یہی عام گائے مراد ہے۔ حکم میں تو کوئی مقرر نہ تھی۔ جو چاہتے ذبح کر لیتے مگر اللہ تعالیٰ کے علم میں یقینی ہے کہ گائے نہ تو بوڑھی ہے نہ بالکل جوان۔ بے کار نہیں ہے کام کاج کے لائق ہے۔ بنی اسرائیل کی تسلی نہ ہوئی۔ انھوں نے پھر موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ اپنے رب سے پوچھو کہ ہمیں اس کا رنگ بتادے۔ تب وحی آئی کہ وہ پیلے رنگ کی ہے۔ حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں ایسی تیز پیلی کہ گویا اس میں سے سورج کی کرنیں نکل رہی ہوں۔ اسی لیے اس گائے کا نام مذہبہ تھا یعنی خوب صورت سنہری۔ بنی اسرائیل کو گائے کی عمر اور رنگت بیان کرنے کے بعد بھی اطمینان نہ ہوا۔ اب اس کی دوسری خاصیتیں پوچھنے کے لیے موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ اپنے رب سے پوچھو کہ وہ ہمیں بتادے کہ اس عمر' رنگت اور جمال والی بہت سی گایوں میں سے کون سی ذبح کریں۔ اس قسم کی گائے بھی ہم پر مشتبہ ہے کیونکہ ایسی سینکڑوں گائیں موجود ہیں اور زندہ کرنے کی تاثیر ہر ایک میں نہیں ہوسکتی۔ اے موسیٰ ہم ٹالنے کے لیے یہ سوالات نہیں کررہے ہیں۔ اگر اللہ نے چاہا تو اس گائے کا پتہ لگا ہی لیں گے اور اسے ذبح کریں گے۔ تب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: رب فرماتا ہے کہ وہ نہ تو ایسی گری

پڑی گائے ہے جو ہل جوتتی یا کھیت کو پانی دیتی ہو اور نہ اس میں کسی طرح کا عیب ہے۔ سارے عیبوں سے پاک ہے اور اس کا جسم بے داغ ہے۔ تب وہ بولے: ہاں اب آپ نے پوری بات بتائی ہے۔ پھر وہ تلاش کرتے ہوئے اس لڑکے کے پاس پہنچے جس کے پاس ایسی گائے تھی۔ حالانکہ اس زمانے میں گائے کی قیمت تین دینار تھی مگر لڑکے نے فرشتے کے سکھانے پر یہ قیمت طے کی کہ اس کا چمڑا سونے سے بھر دیا جائے اور موسیٰ علیہ السلام کی ضمانت پر گائے بنی اسرائیل کے حوالے کی۔ خیال رہے کہ اس سوال جواب کے سلسلے میں بنی اسرائیل کو کافی عرصہ لگ گیا۔ پھر ایسی گائے کی تلاش میں بہت وقت گزرا۔ اس وقت تک مقتول کو دفن نہیں کیا گیا۔ آخر بنی اسرائیل نے بڑی حیلہ حجت کے بعد گائے کو ذبح کیا اور رب کے حکم سے گائے کے گوشت کا ایک حصہ لاش پر مارا۔ مقتول نے زندہ ہو کر اپنا قا! تل بتا دیا اور وہ قاتل میراث سے بھی محروم ہوا اور قصاص میں قتل بھی کیا گیا۔ (نزہۃ القاری)

(۳۲۰) حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں جنات سے عمارتیں بنوانے، کنویں اور نہریں کھدوانے، عمدہ حوض اور قلعے بنوانے کا کام لیا جاتا تھا۔ اسی طرح شیاطین اور انسان ملے جلے رہتے تھے۔ چونکہ جنات کی طاقت انسان سے زیادہ ہے اس لیے وہ انسانوں کو عجیب عجیب کرتب دکھا کر انھیں حیران کر دیتے تھے۔ انسان ان سے پوچھتے کہ تم یہ عجیب کام آخر کیسے کر لیتے ہو تو وہ کہتے کہ فلاں منتر اور فلاں ٹوٹکے کے زور سے۔ وہ لوگ ان منتروں اور ٹوٹکوں کو جن میں سینکڑوں کفریہ اور مشرکانہ باتیں ہوتی تھیں سیکھ لیتے بلکہ لکھ لیتے تھے۔ اور جب انسان یہ منتر پڑھتے تو در پردہ شیطان کوئی عجیب کام کر دیتے تھے جس سے انسان کو یقین ہو جائے کہ یہ منتر بڑی تاثیر والے ہیں۔ یہاں تک کہ ان منتروں کی کتابیں تیار ہو گئیں۔ ہوتے ہوتے حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر لگی۔ آپ نے اپنے وزیر آصف بن برخیا کو حکم دیا کہ شیطانوں کو جمع کر کے انھیں انسانوں سے ملاقات کرنے سے روکے اور وہ تمام کتابیں صندوق میں بھر کر اپنے تخت کے نیچے دفن کرا دیں اور حکم دیا کہ جو کوئی منتر یا جادو کرے گا اسے سخت سزا دی جائے گی۔ آپ کی وفات کے بعد شیطان یہود کے پاس انسانی شکل میں

آیا اور بولا: تمھیں کچھ خبر بھی ہے کہ حضرت سلیمان کو اتنی بڑی بادشاہت کس طرح ملی۔ صرف اس جادو سے ملی جس کی کتابیں ان کے تخت کے نیچے دفن ہیں۔ اگر تم بھی ان کتابوں پر عمل کرو تو انھیں کی طرح بادشاہ بن جاؤ گے۔ پھر کیا تھا۔ یہود دوڑے اور زمین کھود کر کتابوں کا صندوق نکالا۔ ان میں لکھے ہوئے منتروں پر عمل شروع کیا۔ چونکہ شیطان چاہتے تھے کہ انسان ہماری پوجا کریں۔ ان منتروں میں بت پرستی شرط تھی۔ شیطانوں سے مدد مانگنے کے الفاظ جب یہود پڑھتے تو شیطان چپکے سے ان کا کام کر دیتے۔ دھیرے دھیرے تقریباً ساری قوم یہود نے تورات کو چھوڑ دیا اور ان واہیات باتوں میں پھنس گئے اور ان میں یہ مشہور ہو گیا کہ سلیمان علیہ السلام بادشاہ نہ تھے صرف ایک جادوگر تھے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانہ پاک تک یہی مشہور رہا۔ قرآن عظیم نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر سے یہ اتہام دور فرمایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو تورات کی تختیاں ملیں تو وہ اٹھا نہ سکے۔ حق تعالیٰ نے ایک آیت کو اٹھانے کے لیے ایک ایک فرشتہ مقرر کیا۔ وہ بھی نہ اٹھا سکے۔ پھر ایک ایک حرف کے لیے ایک ایک فرشتہ بھیجا۔ اس سے بھی نہ اٹھ سکا۔ جب اس کتاب کی عظمت ظاہر ہو گئی تب اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہلکا کر دیا گیا! اور وہ اٹھا کر بنی اسرائیل کے پاس لائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲۲) عیسیٰ علیہ السلام کا اسم شریف یسوع ہے جس کے معنی ہیں مبارک۔ اسی سے عیسیٰ بنا۔ یہ لفظ عیسیٰ بھی عبرانی ہے اور ان دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲۳) مریم کے لفظی معنی ہیں خادمہ اور عابدہ۔ چونکہ ان کی والدہ نے انھیں بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا اور آپ بچپن ہی سے بڑی عبادت گزار تھیں اس لیے ان کا نام مریم ہوا۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن کریم نے سات جگہ انبیائے کرام کے ساتھ ان کا ذکر فرمایا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲۴) مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیچ چار ہزار پیغمبر گزرے ہیں جن میں بڑے بڑے پیغمبر حضرت یوشع، حضرت

الیاس، حضرت الیسع، حضرت شموئیل، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت مشعیا، حضرت ارمیا، حضرت یونس، حضرت عزیر، حضرت حزقیل، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت شمعون علیھم السلام ہیں۔ یہ سب حضرات تورات شریف کے احکامات کی تبلیغ کرتے تھے اور ان کی ایک ہی شریعت تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲۵) حضرت یعقوب علیہ السلام کو عرق النساء (سائیٹیکا) کی بیماری تھی۔ آپ نے نذر مانی کہ اے اللہ اگر مجھے اس بیماری سے نجات ملے تو میں اپنی من پسند غذا یعنی اونٹ کا گوشت اور دودھ اپنے اوپر حرام کرلوں گا۔ رب تعالیٰ نے آپ کو شفا عطا فرمائی تو آپ نے منت پوری کرنے کے لیے یہ دونوں ہی چیزیں حرام فرمالیں۔ آپ کی وجہ سے آپ کی اولاد پر بھی یہ دونوں چیزیں حرام ہوگئیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲۶) سیدنا ابراہیم علیہ السلام تارح ابن ناحور کے بیٹے ہیں۔ آپ کا نام ابراہیم اور لقب ابوالسفیان ہے۔ آپ کا نسب یہ ہے: ابراہیم بن تارح بن ناحور بن ساروع بن رعو بن تابع بن عابر بن شالح بن ارفخشد بن سام بن نوح بن مالک بن متوشالح بن ادریس بن یارو بن مہلائیل بن قنیان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲۷) انبیاء کے جمع ہونے کے تین مواقع ہیں: دو ہو چکے تیسرا ہونے والا ہے۔ پہلا اجتماع میثاق کے دن ہوا جب اللہ تعالیٰ نے سارے رسولوں کو جمع کر کے اپنے محبوب ﷺ پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا عہد و پیمان لیا تھا۔ دوسرا اجتماع معراج کی رات بیت المقدس میں ہوا جب سارے نبیوں نے مل کر حضور انور ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی۔ تیسرا اجتماع وہ ہے جو قیامت کے دن ہوگا۔ یہ اجتماع کافروں کے خلاف گواہی لینے کے لیے کیا جائے گا۔ خیال رہے کہ حضور ﷺ کے حجۃ الوداع کے موقع پر نبیوں کا اجتماع ہوا ہے مگر سارے نبیوں کا نہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲۸) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے غیبی دسترخوان کے لیے بہت اصرار کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ٹاٹ کا لباس پہنا اور رو رو کر دعا مانگی: اے اللہ

ہمارے پالنے والے! ہمارے اوپر آسمان سے دسترخوان اتار جو ہمارے لیے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ چنانچہ سرخ رنگ کا دسترخوان بادلوں کے ساتھ دھیرے دھیرے نیچے اترا یہاں تک کہ لوگوں کے بیچ رکھا گیا۔ پہلے بیمار، فقیر، مبروص اور کوڑھ والے مریض اور اپاہج بلائے گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: بسم اللہ کر کے کھاؤ۔ یہ تمھارے لیے مبارک ہے اور انکار کرنے والوں کے لیے بلا ہے۔ پہلے دن سات ہزار تین سو آدمیوں نے کھایا۔ تمام بیمار تندرست ہوگئے اور سارے فقیر مال دار ہوگئے۔ یہ دسترخوان چالیس دن لگاتار یا ایک دن آڑ کر کے آتا رہا۔ پھر حضرت روح اللہ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اب اس سے صرف فقیر کھائیں کوئی مال دار نہ کھائے۔ جب یہ اعلان ہوا تو مال دار ناراض ہوگئے اور بولے کہ یہ محض جادو ہے۔ یہ انکار کرنے والے تین سو تیس آدمی تھے۔ یہ لوگ رات کو اپنے بال بچوں میں بالکل ٹھیک سوئے مگر صبح اٹھے تو سوٴر تھے راستوں پر بھاگے بھاگے پھرتے تھے۔ گندگی اور غلاظت کھاتے تھے۔ جب لوگوں نے ان کا یہ حال دیکھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھاگے بھاگے آئے، بہت روئے۔ یہ سوٴر بھی آپ کے چاروں طرف جمع ہوگئے اور روتے جاتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انھیں نام بنام پکارتے تھے۔ وہ جواب میں سر ہلاتے تھے مگر کچھ کہہ نہیں سکتے تھے۔ تین دن نہایت ذلت اور خواری سے جیے چوتھے دن ہلاک ہو گئے۔ ان میں کوئی عورت یا بچہ نہ تھا سب مرد تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲۹) اللہ تعالیٰ نے اپنے چار بندوں کے لیے چار عیدیں مقرر فرمائیں: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عید بت شکنی کا دن کہ کفار اپنی عید منانے گئے تھے آپ نے یہاں اپنی عید منائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عید جادوگروں سے مقابلے کا دن تھا۔ فرعونیوں نے اپنی منانی چاہی مگر عید منائی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مومن مسافروں نے۔ تیسری عید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جب ان کی دعا سے آسمان سے دسترخوان نازل ہوا۔ چوتھی عید حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کی عید۔ یہ تین عیدیں ہیں۔ دو عیدیں سال بھر کی یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ

ایک عید ہر ہفتے کی یعنی جمعہ۔ مومن جنت میں بھی یہ ہفتے والی عید منایا کریں گے کہ ہر ہفتے میں ایک بار اللہ کا دیدار ہوا کرے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۳۰) نبیوں کے معجزے تین طرح کے ہوتے ہیں: ایک وہ جو نبی کی ذات کے ساتھ لازم ہوتے ہیں کبھی ان سے الگ نہیں ہوتے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن یا حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی یا ہمارے حضور ﷺ کے جسم شریف کا بے سایہ اور خوشبو دار ہونا۔ دوسرے معجزے وہ جو نبیوں کے اختیار میں ہوتے ہیں جب چاہیں دکھا دیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جو آپ کے پھینکنے پر سانپ بن جاتا تھا یا ید بیضا جو بغل میں ہات دینے سے چمکتا تھا یا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردے زندہ کرنا' بیمار اچھے کر دینا۔ تیسری قسم کے معجزے وہ جن میں نبی کے اختیار کو دخل نہیں رب جب چاہے ظاہر فرما دے۔ ہاں ان کی دعا سے یہ معجزے ظاہر ہوتے ہیں جیسے حضرت مسیح علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے دسترخوان آیا' حضور انور ﷺ کی دعا سے کچھ آیتیں نازل ہوئیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۳۱)۔ ابن منذر نے صحیح سند کے ساتھ حضرت سلیمان ابن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب نمرود کی آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر گلزار ہوگئی تو آپ کا چچا آزر بولا: یہ میری برکت سے گلزار ہوئی ہے۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ ایک شعلہ اس پر پڑا اور وہ وہیں راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۳۲) نمرود بن کنعان ساری دنیا کا بادشاہ تھا۔ اس کا پایہ تخت بابل شہر تھا جو بغداد شریف اور کوفہ کے درمیان واقع ہے۔ اب اسے بے بی لون کہتے ہیں اور یہ ویران پڑا ہوا ہے۔ نمرود پہلا بادشاہ ہے جس نے تاج پہنا اور لوگوں کو اپنی عبادت کی دعوت دی۔ اس کے دربار میں بہت سے کاہن اور جیوتشی رہتے تھے۔ ایک رات نمرود نے خواب دیکھا کہ ایک ستارہ آسمان پر چمکا اور اس کی چمک سے سورج کی روشنی بھی ماند پڑ گئی۔ وہ اس خواب سے گھبرا گیا۔ جیوتشیوں سے تعبیر پوچھی۔ انھوں نے کہا: تیرے شہر میں اس سال ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری ہلاکت اور تیرے ملک کی بربادی کا سبب ہوگا۔ نمرود نے یہ سُنتے ہی کہا کہ اس بچے کو

زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ میرے علاقہ میں جتنی حاملہ عورتیں ہیں ان پر نظر رکھی جائے اور اگر لڑکا پیدا ہو تو فوراً قتل کر دیا جائے۔ اور آج سے ایک سال تک ہمارے علاقے میں کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس نہ جائے۔ اس حکم کے وقت یا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ متلی یا اوفی بنت نمر حاملہ تھیں اور نمرود کی مقرر کردہ دائیوں نے جب آپ کی جانچ کی تو انھیں حمل کا پتہ ہی نہ چلا کیونکہ آپ بہت کم سن تھیں اور آخر وقت تک آپ کا حمل ظاہر نہ ہو سکا۔ یا اتفاقاً کسی تدبیر سے تارح ان کے پاس پہنچے اور وہ حاملہ ہو گئیں۔ جب زچگی کا وقت قریب آیا تو آپ پہاڑوں کے بیچ ایک غار میں چلی گئیں۔ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ آپ اس غار کے منہ پر پتھر رکھ کر اور بیٹے کو اللہ کے سپرد کر کے چلی آئیں۔ دوسرے دن جا کر دیکھا تو آپ اپنی انگلیاں چوس رہے ہیں جن سے دودھ اور شہد نکل رہا ہے۔ آپ بہت خوش ہوئیں۔ پھر روزانہ اسی طرح جاتیں اور بیٹے کو دیکھ آتیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک ماہ میں اتنا بڑھتے جتنا دوسرے بچے ایک سال میں۔ آپ پندرہ ماہ کے ہوئے تو پندرہ سال کے معلوم ہوتے تھے۔ آپ نے اس عمر شریف میں اپنی والدہ سے پوچھا کہ میرا رب (مربی) کون ہے؟ والدہ نے کہا: تمھارے والد۔ پوچھا میری طرح تم بھی کھانے پینے کی حاجت رکھتی ہو۔ انسانی ضرورتیں تمھارے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ تمھارا رب کون ہے؟ فرمایا: تمھارے والد۔ آپ نے پوچھا کہ ابا جان بھی حاجتمند ہیں انھیں بھی مربی چاہیے۔ ان کا رب کون ہے؟ کہا: نمرود۔ (تارح نمرود کے دربار میں ملازم تھے) پوچھا: نمرود بھی تو ہم لوگوں کی طرح ہزاروں حاجتیں رکھنے والا انسان ہے۔ اس کا رب کون ہے؟ والدہ نے کہا: چپ رہو۔ پھر تارح سے بولیں: جس فرزند کا نمرود کو خوف ہے وہ تمھارا یہی بیٹا ہے۔ اس نے آج مجھ سے ایسا حکیمانہ سوال کیا ہے کہ میں تو کیا ہماری ساری قوم جواب نہیں دے سکتی۔ تارح بہت خوش ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کئی سال تک اس غار میں چھپے ہوئے پرورش پاتے رہے۔ سات برس کی عمر میں غار سے باہر تشریف لائے اور اپنی قوم کو ہدایت کی تبلیغ فرمائی۔ (تفسیر ساوی' روح البیان' روح المعانی وغیرہ)

(۳۳۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا آزر بت ساز بھی تھا اور بت پرست بھی۔ وہ طرح طرح کے بت بنا کر بیچتا تھا۔ جناب خلیل اللہ علیہ السلام نے ایک بار اس کے بت کو ہاتھ میں اٹھایا اور بازار لے جا کر اعلان کیا: کون خریدتا ہے وہ چیز جو صرف نقصان ہی دیتی ہے نفع بالکل نہیں دیتی۔ اگر کسی کو اپنی دنیا اور دین دونوں برباد کرنے ہوں تو اسے خرید لو۔ اس اعلان پر کسی نے نہیں خریدا۔ آپ ان بتوں کو لے کر نہر پر تشریف لے گئے اور ان کے منہ کو پانی میں ڈبو کر بولے: اے بتو! پانی پی لو۔ یہ سب کام قوم کے سامنے کیے۔ اس پر آزر اور قوم کے لوگ جل گئے۔ کہنے لگے: ابراہیم اگر تم اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو یہ تم کو بہت نقصان پہنچائیں گے۔ تم ان کی طاقت سے بے خبر ہو۔ یہ بت ہمارے دادا کے معبود ہیں ان کی مدد سے دنیا قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مدد کے بنا کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ مجھے پہلے ہی ہدایت دے چکا ہے۔ کان کھول کر سن لو کہ میں تمھارے بتوں، تمھارے نمرود، تمھاری قوت اور طاقت سے بالکل نہیں ڈرتا۔ تم سب مل کر میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میرے رب کا علم ہر چیز کو گھیرے ہے۔ میرا رب ہی مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو پہنچ سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (خازن، روح المعانی)

(۳۳۴) حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف ایک سو بیس سال کی ہو چکی تھی اور آپ کی بی بی صاحبہ بوڑھی ہونے کے علاوہ بانجھ بھی تھیں۔ (روح المعانی)

(۳۳۵) اسحاق عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں عربی میں ضحاک یعنی ہنس مکھ، خوش و خرم، شادماں۔ (روح المعانی)

(۳۳۶) حضرت اسحاق علیہ السلام کی عمر ایک سو اسی سال کی ہوئی۔ (روح المعانی)

(۳۳۷) حضرت یعقوب علیہ السلام کی عمر ایک سو سینتالیس سال کی ہوئی۔ (روح المعانی)

(۳۳۸) حضرت نوح علیہ السلام کا نام عبدالغفار ابن لمک ابن متوشلخ ابن ادریس علیہ السلام ہے۔ آپ کی ولادت حضرت آدم علیہ السلام سے گیارہ سو برس بعد ہوئی۔ آپ نے اپنی قوم کو نو سو پچاس برس تبلیغ فرمائی۔ طوفان کے بعد آپ ساٹھ سال زندہ رہے۔ آپ کے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیچ لگ بھگ ہزار سال کا فاصلہ ہے۔ (تفسیر ساوی)

(۳۳۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام سے دو ہزار ایک سو برس بعد پیدا ہوئے۔ (تفسیر ساوی)

(۳۴۰) حضرت زکریا علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام کے والد ماجد ہیں۔ آپ کا اسم شریف زکریا بن اذن بن برکیا ہے۔ آپ حضرت سلیمان علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ اور آپ کے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام دونوں شہید کیے گئے۔ حضرت یحییٰ ایک دن پہلے اور حضرت زکریا ایک دن بعد۔ (خازن، روح المعانی)

(۳۴۱) حضرت یسع علیہ السلام کے حالات زندگی اور جائے ولادت کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا ہے۔ صرف اتنی جانکاری ہے کہ آپ یسع بن افتوب بن عجوز ہیں۔ یسع عجمی نام ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ یوشع سے بنا ہے۔ (روح البیان)

(۳۴۲) حضرت یونس علیہ السلام بھی ان نبیوں میں سے ہیں جن کا نسب اور زمانہ اور پورے حالات زندگی نہیں معلوم ہو سکے صرف اتنا معلوم ہے کہ آپ یونس بن متّی ہیں۔ متی آپ کے والد کا نام ہے یا والدہ کا۔ کچھ نے فرمایا ہے کہ آپ شعیب علیہ السلام کے ہم زمانہ یعنی ہم عصر ہیں۔ موصل کے علاقہ نینوا بستی کے نبی تھے۔ حضرت ہود علیہ السلاام کی اولاد سے ہیں۔ (روح البیان، قصص الانبیاء وغیرہ)

(۳۴۳) حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ کے ساتھ شام کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے آپ مقام سدوم کے نبی بنائے گئے آپ کی قوم سے لواطت یعنی لونڈے بازی جیسی بے حیائی کی شروعات ہوئی۔ (روح البیان، قصص الانبیاء)

(۳۴۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کرنے کے لیے فرعون نے اپنی سلطنت کے بڑے بڑے جادوگر بلوائے تھے۔ان کی گنتی میں اختلاف ہے۔ابو برزہ کہتے ہیں کہ ستر ہزار تھے۔محمد ابن کعب کا کہنا ہے کہ اسی ہزار تھے۔کچھ نے بارہ ہزار کہا ہے۔ان کے چار سردار تھے: صابور' عازر' حُطحُط اور مصفی۔(تفسیر نعیمی)

(۳۴۵) فرعونی لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چار معجزے دیکھے: عصا' یدِ بیضاء' سخت قحط سالی اور پھلوں میں کمی۔مگر وہ ایمان نہ لائے بلکہ سرکشی سے موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے ہمیں اپنے جادو کے قابو میں کرنے کے لیے کرتب نہ دکھائیں۔ہم اپنے دین میں ایسے پکے ہیں کہ آپ پر ایمان نہیں لائیں گے۔تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اے رب فرعون سخت سرکش باغی دشمن ہے اس کی قوم نے بدعہدی کی ہے۔تو ان پر ایسے عذاب بھیج جو ان کے لیے سزا ہوں اور میری قوم کے لیے نصیحت اور بعد والوں کے لیے عبرت۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی۔سب سے پہلے فرعونیوں پر پانی کا عذاب (طوفان) آیا جو فرعونیوں کے گھروں میں تقریباً آدمی کے قد کے برابر بھر گیا۔کھیتوں باغوں میں پانی ہی پانی کھڑا ہو گیا۔ہر چھوٹے بڑے فرعونی کے گلے گلے پہنچ گیا۔ہفتے سے ہفتے تک رہا۔کوئی فرعونی بیٹھ نہ سکا۔جو بیٹھا یا نیند میں جھونکا کھا کر گرا وہ ڈوب گیا۔اسرائیلیوں کے گھر محفوظ رہے۔آخر فرعون اور اس کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام کی بہت خوشامد کی' ایمان لانے اور بنی اسرائیل کو آزادی دینے کا وعدہ کیا۔موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی جس سے طوفان دور ہوا۔اللہ کی شان کہ پانی خشک ہونے کے بعد ان کے باغوں میں پھل اور کھیتوں میں دانے پہلے سے کہیں زیادہ پیدا ہوئے۔اس پر وہ بولے کہ یہ عذاب نہ تھا بلکہ ایک رحمت تھی جس نے ہمارے کھیتوں اور باغوں میں کھاد کا کام دیا۔ہم تو ایمان نہیں لاتے۔ایک ماہ یا ایک سال یا کچھ کم یا زیادہ عرصہ وہ لوگ آرام سے رہے پھر ان پر ٹڈیوں کا عذاب بھیجا گیا۔پہلے ٹڈیاں ان پر بادلوں کی طرح چھا گئیں۔دھوپ ختم ہوگئی۔پھر سارے مصر اور آس پاس کے علاقے پر گریں تو ایک گز اونچا فرش لگ گیا۔کھیتیاں' باغ' مکانوں کے کواڑ بلکہ مکانوں کی چھتیں' فرعونیوں

کے کپڑے' ان کے سارے سامان یہاں تک کہ کواڑوں کی کیلیں تک کھا گئیں۔مگر بنی اسرائیلی ان سے بالکل محفوظ رہے۔آخر کار فرعونی لوگ موسیٰ علیہ السلاام کی خدمت میں پھر عاجزی کرنے آئے۔ایمان اور تقویٰ اپنانے اور ظلم ختم کرنے کا وعدہ کیا۔موسیٰ علیہ السلام جنگل میں تشریف لے گئے۔عصا شریف سے چاروں طرف اشارہ کیا۔ٹڈیاں فوراً چو طرفہ پھٹ گئیں' جہاں سے آئی تھیں وہیں چلی گئیں۔سارا علاقہ صاف ہو گیا۔جب فرعونی اپنے کھیتوں اور باغوں میں پہنچے تو دیکھا کہ کچھ دانے اور پھل باقی تھے۔بولے یہ پھل اور دانے ہم کو کافی ہیں۔ہم ایمان نہیں لاتے۔پہلے سے بھی زیادہ سرکش اور بدعمل ہو گئے۔یہ عذاب بھی سات دن تک رہا۔ایک ماہ یا ایک سال یا کچھ کم یا زیادہ آرام سے رہے پھر رب تعالیٰ نے ان پر جوؤں کا عذاب بھیجا تو برا حال ہو گیا۔اس طرح کہ موسیٰ علیہ السلام ایک ریت کے ٹیلے پر گئے اور وہاں اپنا عصا مارا تو ریت کے ذرے جوؤں کی شکل میں بدل گئے اور فرعونیوں میں پھیل گئے۔ان کے کھیت' باغ' کھال بال سب چاٹ گئے۔اگر فرعونی کرتا جھاڑتا تو دو چار سیر جوئیں جھڑ پڑتیں اور پھر اتنی کی اتنی ہی۔فرعونیوں کے سر' مونچھیں' بھنویں' ہات پاؤں کے بال تک چاٹ گئیں۔کھانا پکاتے تو دیگچی جوؤں سے بھر جاتی۔آٹا جوؤں سے پُر ہو جاتا۔یہ عذاب بھی سات دن تک رہا۔مگر اسرائیلی محفوظ رہے۔آخر کار فرعونی چیخے چلائے' روئے گڑگڑائے' ایمان اور تقویٰ کا وعدہ کیا۔آخر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رحم آ گیا اور آپ نے دعا فرمائی۔فرعونیوں کو اس عذاب سے نجات ملی۔نجات پاتے ہی بولے: واقعی موسیٰ بڑے جادوگر ہیں کہ انھوں نے لاٹھی سے ریت کے ذروں کو جوں بنا دیا۔ایمان نہ لائے اور پہلے سے بھی زیادہ خبیث بن گئے۔ایک ماہ یا ایک سال آرام سے گزرا پھر ان پر مینڈکوں کا عذاب اترا۔ان کے کھیتوں' کنوؤں' کھانے پینے کی چیزوں میں مینڈک ہی مینڈک تھے۔جہاں فرعونی بیٹھتا اس کے چاروں طرف ایک ایک گز اونچے مینڈک ہوتے۔بات کرنے کے لیے منہ کھولتا تو مینڈک اس کے منہ میں داخل ہو جاتا۔کھانے کے لیے منہ کھولتا تو لقمہ پیچھے مینڈک پہلے منہ میں پہنچ جاتا۔پکتی ہانڈیوں' پانی سے بھرے گھڑوں میں مینڈک ہی مینڈک تھے۔آخر کار

فرعونی روتے پیٹتے موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بولے: اے موسیٰ اس بار تو ہم مر گئے۔ دعا کرو کہ یہ عذاب دور ہو۔ آپ نے دعا کی تو رب نے ایک غیبی ہوا بھیجی جس نے سارے مینڈکوں کو دریا میں پھینک دیا۔ عذاب دور ہوتے ہی وہ لوگ پھر اپنے وعدے سے پھر گئے۔ پہلے سے بھی زیادہ سرکشی پر اتر آئے۔ ایک ماہ یا ایک سال بعد آخری عذاب خون کا آیا۔ یہ پچھلے عذابوں سے بھی زیادہ سخت تھا۔ پہلے دریائے نیل کا پانی تازہ خالص خون بنا پھر کنوؤں، گھروں، لوٹوں گلاس وغیرہ کا پانی خون بنا پھر ہانڈی کا شوربہ خون۔ اب فرعونی پیاسے مرنے لگے۔ درختوں کے پتے چبائے تاکہ ان کے رس سے پیاس بجھے مگر ان سے بھی خون نکلتا۔ اسرائیلی اس عذاب سے بھی محفوظ رہے۔ فرعون نے حکم دیا کہ ایک رکابی میں قبطی اور اسرائیلی ایک ساتھ کھانا کھائیں۔ تو یہ حالت ہوئی کہ قبطی کی جانب خون اور اسرائیلی کی طرف شوربہ۔ پھر فرعون نے حکم دیا کہ اسرائیلی اپنے منہ میں پانی اور شوربہ لے کر قبطی کے منہ میں اس کی کلی کر دے۔ تب یہ ہوا کہ اسرائیلی کے منہ میں پانی اور شوربہ رہتا اور قبطی کے منہ میں پہنچتے ہی خون ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے قبطیوں کو اتنا ذلیل کیا کہ ان کے منہ میں اسرائیلیوں سے کلی تک کرا دی۔ اس سے پہلے تو اسرائیلیوں کے ساتھ کھانا تو کیا ان کو اپنے ساتھ بٹھانا بھی گوارہ نہیں کرتے تھے۔ مگر تھے بدنصیب پانچ عذابوں کے بعد بھی ان کی آنکھیں نہ کھلیں۔ بہت عرصے بعد اس قوم کو دریائے قلزم میں ڈبو دیا گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۴۶) یہود کو حکم دیا گیا تھا کہ جمعہ کو اپنی عبادتوں کے لیے خاص کر لیں اور اس دن کوئی دنیاوی کام نہ کریں۔ انھوں نے جمعہ کے بدلے سنیچر کو اس کام کے لیے چنا تو اس کا نام یوم السبت رکھا گیا یعنی یہود کے تمام دینی اور دنیاوی بھلائیوں سے کٹ جانے کا دن۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۴۷) اللہ تعالیٰ نے نسل آدم سے اپنے رب ہونے کا جو اقرار ازل میں کرایا تھا اس کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ یہ عہد و پیمان عرفات پہاڑ سے ملے ہوئے نعمان میدان میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہو جانے

کے بعد لیا گیا۔ کچھ نے فرمایا سراندیپ مقام میں جہاں آدم علیہ السلام اتارے گئے تھے۔ امام کلبی کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ اور طائف کے بیچ۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ جنت میں لیا گیا آپ کے زمین پر آنے سے پہلے۔ (امام قطب الدین شعرانی)

(۳۴۸) فرعون کی بیوی حضرت آسیہ مومن خاتون تھیں۔ یہی وہ نیک بخت خاتون ہیں جنھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تابوت میں دیکھ کر انھیں سمندر سے نکلوایا اور ان کی پرورش کی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جادوگروں پر غالب آگئے تو ان پر ایمان لے آئیں۔ جب فرعون کو معلوم ہوا تو اس نے ان کے دونوں ہات پاؤں میں کیلیں ٹھونک کر دھوپ میں ڈال دیا اور ایک بھاری چٹان ان کے اوپر رکھنے کا حکم دیا۔ جب لوگ چٹان لے کر ان کے قریب آئے تو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی: اے اللہ میرے لیے جنت میں ایک محل بنا۔ ان کی دعا قبول ہوئی اور انھیں اللہ تعالیٰ نے ان کا جنتی گھر دکھا دیا جو سفید موتی کا تھا۔ پھر ان کی روح کو اللہ تعالیٰ نے نکال لیا۔ جب ان پر چٹان ڈالی گئی تو یہ زندہ نہیں تھیں اس لیے انھیں کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ (نزہۃ القاری)

(۳۴۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایک یہودی سفر کر رہا تھا۔ آپ کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ آپ نے یہودی کے سپرد کر دیں اور خود کسی کام کے لیے تشریف لے گئے۔ واپس لوٹ کر روٹیاں مانگیں۔ اس نے دو حاضر کیں کیونکہ ایک چھپا کر کھا چکا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ تیسری روٹی کہاں گئی؟ اس نے کہا: آپ نے مجھے دو ہی روٹیاں دی تھیں۔ ہر چند کوشش کی مگر اس نے اقرار نہ کیا اور بے شمار جھوٹی قسمیں کھا گیا۔ آپ کچھ دور چلے تھے کہ سونے کی تین اینٹیں پڑی ہوئی ملیں۔ آپ نے فرمایا: ان میں ایک اینٹ تیری اور ایک میری اور ایک روٹی کھانے والے کی۔ تب وہ بولا کہ حضرت روٹی میں نے ہی کھائی تھی۔ آپ وہ تینوں اینٹیں اس کے حوالے کر کے چل دیے۔ وہ ان کی حفاظت کے واسطے وہیں بیٹھ گیا۔ تین چوروں نے اسے گھیرا اور ہلاک کر دیا۔ ان میں سے دو اس کی نگرانی کے لیے بیٹھ گئے اور ایک چور کو بازار کھانا لانے بھیج دیا۔ اس کے پیچھے ان دونوں نے مشورہ کیا کہ جب تیسرا

آدمی بازار سے لوٹے تو اسے قتل کر دو تا کہ اس کا حصہ بھی آپس میں بانٹ سکیں۔اس تیسرے نے خود تو کھالیا اور ان دونوں کے کھانے میں زہر ملا دیا تا کہ سارا سونا اس کے ہات آئے۔ جب لوٹا تو ان دونوں نے اسے ختم کر دیا۔ پھر خود بھی زہریلا کھانا کھا کر مر گئے۔دوسرے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں سے گزرے تو دیکھا کہ سونا ویسا ہی پڑا ہوا ہے اور اس کے پاس چار آدمی ہمیشہ کی نیند سو رہے ہیں۔(تفسیر روح البیان)

(۳۵۰) حضرت ادریس علیہ السلام تک لوگ عام طور سے مومن ہی رہے اگرچہ قابیل گمراہ ہوا اور کچھ لوگ اسکے ساتھی بن گئے۔حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں کفر بہت پھیل چکا تھا اور آپ ان کی اصلاح کے لیے بھیجے گئے تھے۔اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ ہی پہلے نبی ہیں جو کافروں کی ہدایت کے لیے آئے تھے۔اگلے پیغمبر مومنوں ہی کو ہدایت پر رکھنے کے لیے آئے تھے۔پھر طوفان نوح میں سارے کافر ڈبو دیے گئے صرف کشتی والے مسلمان رہے اور اب پھر دنیا میں اسلام ہی رہ گیا۔ہود علیہ السلام تک یہی حالت رہی پھر یہ حال رہا کہ کوئی پیغمبر تشریف لا کر ہدایت فرماتا اور اس کے پردہ فرمانے کے بعد پھر کفر پھیل جاتا۔پھر دوسرے پیغمبر آ کر اصلاح کر دیتے۔موسیٰ علیہ السلام پہلے صاحب شریعت پیغمبر ہوئے جن کے بہت عرصہ تک لوگ ہدایت پر قائم رہے اور دوسرے بڑے بڑے پیغمبر بھی آتے رہے۔پھر لوگوں نے ان کی کتابوں میں بھی ملاوٹ کر دی اور ان کی تعلیمات بگاڑ دیں۔ یہاں تک کہ دنیا میں اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا۔تب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت بن کر ہمارے آقا ﷺ خاتم النبیین کی حیثیت سے تشریف لائے۔ ان کی شریعت نے ساری شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔(تفسیر روح المعانی)

(۳۵۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت یوشع علیہ السلام ان کے بعد حضرت کالب بن لوقنا علیہ السلام ان کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام خلیفہ ہوئے۔یہ حضرات اپنے اپنے زمانے میں تورات شریف کے احکام جاری فرماتے اور یہود کی اصلاح کرتے تھے۔ حزقیل ابن یوذی علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کا حال بہت خراب ہو گیا۔انھوں نے کھلم

کھلا بت پرستی شروع کر دی۔تب حضرت الیاس ابن بسی ابن فنحاص ابن اعزاز ابن ہارون علیہم السلام نبی بن کر تشریف لائے۔انھوں نے بنی اسرائیل کی اصلاح کی حد بھر کوشش کی۔ان کے بعد حضرت یسع علیہ السلام مبعوث ہوئے۔حضرت یسع کے بعد بنی اسرائیل کی نافرمانی حد سے تجاوز کر گئی اور نبیوں کا آنا بھی بند ہو گیا۔بنی اسرائیل پر فرعون کی طرح جالوت بادشاہ مسلط ہو گیا جو کہ عملیق ابن عاد کی اولاد سے ایک نہایت ظالم بادشاہ تھا اور قوم عمالقہ نے قبطیوں کی طرح بنی اسرائیل پر ظلم ڈھانے شروع کیے کہ ان کے شہر چھین لیے' ان کے آدمیوں کو گرفتار کیا اور ان پر بہت سختیاں شروع کر دیں۔یہ جالوتی لوگ مصر اور فلسطین کے بیچ سمندر کنارے پر رہتے تھے۔بنی اسرائیل میں اس وقت نبیوں کے خاندان میں سے صرف ایک بی بی باقی تھیں جو حمل سے تھیں۔بنی اسرائیل دعا کرتے تھے کہ خداوند ان کے بطن سے کوئی نبی پیدا فرما دے جن سے ہمارا بگڑا ہوا حال سنبھل جائے۔چنانچہ ان کے پیٹ سے اشموئیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔عبرانی زبان میں اشمو کا مطلب ہے سن لی اور ایل اللہ کا نام ہے۔ان کی والدہ بیٹے کی بہت دعائیں مانگتی تھیں جب یہ پیدا ہوئے تو کہا: اشموئیل یعنی رب نے میری سن لی۔جب حضرت اشموئیل بڑے ہوئے تو انھیں بیت المقدس میں ایک عالم کے سپرد کیا گیا۔انھوں نے انھیں اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا اور آپ سے بہت محبت کرنے لگے۔ جب آپ بالغ ہوئے تو ایک رات عالم کے پاس آرام کر رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس عالم کی آواز میں پکارا: یا اشموئیل۔آپ جھٹ پٹ اٹھے اور شیخ سے بولے: اے بابا جان کیا ہے؟ کیوں بلایا ہے؟ شیخ نے خیال کیا کہ اگر میں کہہ دوں کہ میں نے نہیں بلایا تو ڈر جائیں گے۔اس لیے کہا: جاؤ جا کر سو جاؤ۔یہ پھر سو گئے۔پھر وہی آواز سنی اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ کیا ارشاد ہے۔فرمایا: جاؤ جا کر سو جاؤ۔اگر ہم بلائیں تو نہیں بولنا۔آپ جا کر سو گئے۔تیسری بار حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہو کر آپ کے سامنے آئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بنایا ہے۔اپنی قوم کے پاس جایئے اور اللہ کے احکام ان تک پہنچایئے۔چنانچہ آپ اپنی قوم کے پاس آئے۔بنی اسرائیل چونکہ پیغمبروں کے قتل کرنے

اور سخت نافرمانی کے عادی ہو چکے تھے‘انھیں جھٹلانے لگے اور بولے آپ اتنی جلدی نبی بن گئے؟ اچھا اگر آپ نبی ہیں تو ہمارے واسطے کوئی بادشاہ مقرر کردیجیے جس کی قیادت میں ہم جہاد کرسکیں۔خیال رہے کہ اس زمانے میں نبیوں کا فتویٰ ہوتا تھا اور بادشاہ اسے جاری کرتے تھے۔گویا خلق کے حاکم سلطان اور سلطان کے حاکم نبی ہوتے تھے۔بنی اسرائیل کے عرض کرنے پر حضرت اشموئیل علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی کہ مولیٰ ان پر کوئی بادشاہ مقرر کردے۔تو انھیں ایک لاٹھی عطا ہوئی اور فرمایا گیا کہ اس سے اسرائیلیوں کو ناپو۔جس کا قد اس کے برابر ہو وہی بادشاہ ہے۔اس کے علاوہ بیت المقدس میں سے ایک شیشی تیل بھر لو اور کاگ لگا کر رکھو۔جس شخص کے داخل ہونے پر تیل جوش مارے اور کاگ کھل جائے وہی بادشاہ ہے۔اسی نشانی سے سب کو آزمایا گیا۔کوئی پورا نہ اترا۔طالوت کے والد چمڑے کی تجارت کرتے تھے۔کچھ نے کہا ہے کہ وہ پانی پلاتے تھے۔اتفاق سے ان کا گدھا کھو گیا تھا۔ انھوں نے طالوت اور اپنے غلام کو تلاش کرنے کے لیے بھیجا۔راستے میں حضرت اشموئیل کا مکان پڑا۔غلام نے طالوت سے کہا: آؤ ان نبی سے پوچھیں ہمارا گدھا کہاں ہے کیونکہ پیغمبر پر کوئی بات چھپی نہیں رہتی۔یہ دونوں اندر پہنچے اور اپنے گدھے کے بارے میں عرض کرنے لگے کہ اچانک تیل نے جوش مارا اور شیشی کا کاگ دور جا پڑا۔آپ نے ان دونوں کو عصا سے ناپا۔طالوت کا قد عصا کے برابر نکلا۔تو آپ نے وہ تیل ان کے سر پر ملا اور فرمایا: اے طالوت میں تمھیں اللہ کے حکم سے بنی اسرائیل کا باڈشاہ بناتا ہوں۔جاؤ لشکر تیار کرکے قوم عمالقہ کا مقابلہ کرو۔انھوں نے عرض کیا کہ میں شاہی خاندان سے نہیں ہوں۔میری قوم اور پیشے کی مناسبت سے بنی اسرائیل مجھے اچھی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔فرمایا: تم رب کے انتخاب میں آچکے ہو۔ عرض کیا: نشانی کیا ہے۔فرمایا: نشانی یہ ہے کہ تم جا کر دیکھو کہ تمھارے گدھے بنا ڈھونڈھے گھر پہنچ گئے ہیں۔پھر آپ نے ان کی سلطنت کا بنی اسرائیل میں اعلان فرمایا جس پر بنی اسرائیل نے کافی واویلا مچایا اور رب کی نافرمانی پر اتر آئے۔(روح البیان‘روح المعانی)

(۳۵۲) درمنثور میں ہے کہ طالوت کا نام شادل ابن قیس ابن اشال ابن ضرار ابن

یہرب ابن افاہہ ابن انس ابن بن یامین ابن یعقوب علیہ السلام ابن اسحاق علیہ السلام ابن ابراہیم علیہ السلام ہے۔لمبا قد ہونے کی وجہ سے ان کا لقب طالوت تھا۔

(۳۵۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے فرزند حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت سارہ کے بطن سے تھے۔حضرت مسیح علیہ السلام سے دو ہزار ساٹھ سال پہلے پیدا ہوئے اور حضرت مسیح علیہ السلام سے ایک ہزار آٹھ سو اسی سال پہلے وفات پائی۔(تفسیر نعیمی)

(۳۵۴) حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے تھے۔حضرت مسیح علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے پیدا ہوئے اور ایک ہزار آٹھ سو پچاس سال پہلے وفات پائی۔آپ کا دوسرا نام اسرائیل تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۳۵۵) نوح ابن لمک علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اجداد میں مشہور نبی ہیں۔تورات میں جو نسب نامہ درج ہے اس کے اعتبار سے حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی گیارھویں پشت میں ہیں۔آپ کا وطن وہی تھا جو تاریخ کے اس ابتدائی دور میں نسل انسانی کا وطن تھا یعنی عراق کا دجلہ اور فرات کا دوآبہ۔آپ کا زمانہ لگ بھگ حضرت مسیح علیہ السلام سے دو ہزار نو سو اڑتالیس سال پہلے سے لے کر ایک ہزار آٹھ سو اٹھانوے سال پہلے تک سمجھا گیا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۳۵۶) طوفان نوح کا تخمینی سال حضرت مسیح علیہ السلام سے تین ہزار دو سو سال پہلے ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۳۵۷) کشتی نوح کوئی چھوٹی موٹی ڈونگیا یا ناؤ نہیں تھی۔آثار قدیمہ کے ماہرین کا خیال ہے کہ یہ خاصا بڑا جہاز تھا۔اوپر نیچے تین درجوں کا۔اس کی پیمائش تورات میں اس طرح بیان ہوئی ہے: لمبائی تین سو ہات‘چوڑائی پچاس ہات‘اور اونچائی تیس ہات۔گویا اتنا بڑا مسافر جہاز تھا جو برطانیہ اور امریکہ کے بیچ عام طور سے چلتے ہیں۔تورات کی روایت کے مطابق یہ جہاز ڈیڑھ سو دن یا پانچ ماہ تک چلتا رہا۔(تفسیر نعیمی)

(۳۵۸) حضرت ہود علیہ السلام سامی نسل کے قدیم ترین پیغمبروں میں سے ہیں۔

عرب آپ سے بخوبی واقف تھے۔جنوبی عرب میں آج بھی قبر بنی ہود کے نام سے ایک مقام عقیدت مندوں کا مرکز اور زیارت گاہ ہے جس کا ذکر انگریز سیاح برابر کرتے ہیں۔کچھ اہل علم کا خیال ہے کہ آپ ہی کا نام تورات میں عبُر کرکے آیا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۳۵۹) عاد ایک قدیم عرب قوم کا نام ہے جو جنوبی عرب میں آباد تھی اور اس کی سرحدیں مشرق میں خلیج فارس کے شمال سے مغرب میں بحر قلزم کے جنوب تک پھیلی ہوئی تھیں گویا آج کے یمن' عمان وغیرہ سب اس میں شامل تھے اور ان کا پایہ تخت یمنی شہر حضر موت تھا۔قوم کا نام اپنے مورث اعلیٰ کے نام پر ہے۔اپنے زمانے کی سب سے زیادہ مہذب قوم تھی۔اپنے لمبے لمبے سفروں کے لیے مشہور تھی۔جسمانی حیثیت سے بڑے لمبے قد والے اور چوڑے چکلے جسم والے لوگ تھے۔(ترمذی' نسائی' جلالین)

(۳۶۰) قوم ثمود کا نام اپنے مورث اعلیٰ کے نام پر ہے اور مشہور نسب نامہ یہ ہے: ثمود بن جیثر بن عرم بن سام بن نوح علیہ السلام۔عاد جس طرح جنوبی اور مشرقی عرب کے مالک تھے ' ثمود اس کے مقابل مغربی اور شمالی عرب پر قابض تھے۔ان کی راجدھانی کا نام حجر تھا۔یہ شہر حجاز سے شام جانے والے قدیم راستے پر واقع تھا۔اب اس شہر کو مداین صالح کہتے ہیں۔یہ شمالی عرب کی ایک زبردست قوم تھی۔عمارتیں بنانے میں عاد کی طرح اس کو بھی کمال حاصل تھا۔پہاڑوں کو کاٹ کر مکان بنانا' پتھروں کی عمارتیں اور مقبرے تیار کرنا اس قوم کا خاص پیشہ تھا۔یہ یادگاریں اب تک باقی ہیں۔ان پر ارامی وثمودی خط میں کتنے ہی کتبے منقوش ہیں۔(جلالین وغیرہ)

(۳۶۱) حضور انور ﷺ قوم ثمود کی بستی پر گزرے تو صحابہ کرام کو حکم دیا کہ یہاں سے جلد نکل جاؤ اور وہاں کے کنویں کا پانی استعمال نہ کرو۔جن حضرات نے اس کنویں کے پانی سے آٹا گوندھ لیا تھا وہ آٹا پھکوا دیا۔حاجیوں کو اب بھی حکم ہے کہ منیٰ جاتے ہوئے جب اصحاب فیل کی ہلاکت کی جگہ سے گزریں تو وہاں تیزی سے گزر جائیں کہ وہ عذاب کی جگہ ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۳۶۲) اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کی معجزے کی درخواست قبول کر کے ایک اونٹنی کسی عجیب طریقے سے پیدا کر دی تھی اور پیغمبر کو حکم دیدیا تھا کہ کوئی اسے چھیڑے نہیں۔یہ آزادی سے گھومتی پھرے گی اور جس وقت کوئی اسے نقصان پہنچائے گا بس وہی گھڑی عذاب کی ہوگی۔انگریز مترجم سیل نے فرنگی سیاحوں کے مشاہدات کے حوالے سے لکھا ہے کہ جس پہاڑ سے وہ اونٹنی برآمد ہوئی تھی اس میں اب بھی ایک شگاف ساٹھ فٹ کا موجود ہے اور جزیرہ نمائے سینا میں جبل موسیٰ کے قریب ناقۃ النبی کا نقش قدم آج بھی زیارت گاہ خلائق ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۳۶۳) کوہ جودی کوہستان ارارات کی اس چوٹی کا نام ہے جو جبل وام کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔اس جوار میں کردوں کی زبان پر آج تک یہ روایت چلی آرہی ہے کہ کشتی نوح یہیں آکر رکی تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۳۶۴) حضرت یوسف علیہ السلام کا زمانہ ایک مضبوط قول کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام سے ایک ہزار نو سو دس سے ایک ہزار آٹھ سو سال پہلے تک تھا۔مقام ولادت اور مسکن فلسطین کے علاقے میں ہیبرون کی وادی تھی جسے اب الخلیل کہتے ہیں۔اور جو یروشلم سے اٹھارہ میل جنوب مغرب میں واقع ہے۔ولادت حضرت یعقوب علیہ السلام کی سب سے چہیتی بیوی راحیل کے بطن سے ہوئی تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۳۶۵) اصحاب کہف کے غار پر ایک برنجی تختی لگا دی گئی تھی جس پر ان کے نام' نسب اور مختصر حالات درج تھے اور اسی مناسبت سے یہ اصحاب الرقیم بھی کہلائے۔رقیم کا مطلب کتبہ یا لوح مزار ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۳۶۶) اصحاب کہف کے مسکن یا وطن کے بارے میں کچھ کا قول ہے کہ شہر افسوس تھا جس کے کھنڈر پر موجودہ شہر ایا سلوک قائم ہے۔سمرنا سے چھتیس میل اور سمندر سے کل چھ میل کے فاصلے پر ایشیائے کوچک میں واقع ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۳۶۷) اصحاب کہف کے بارے میں تفسیر کی کتابوں میں زیادہ تفصیل نہیں

ہے۔ کہتے ہیں کہ رومی شہنشاہ ڈی سیس یا دقیانوس اپنے مذہب میں بہت بڑھ چڑھ کر تھا۔ مسیحی مذہب نیا نیا اسی کے زمانے میں روم کی سلطنت میں پھیل رہا تھا۔ اس نے توحید میں ایمان رکھنے والے عیسائیوں پر سختیاں کرنی شروع کر دیں۔ اس سے تنگ آکر کچھ شریف نوجوان اس شہر سے نکل کھڑے ہوئے اور قریب کے ایک پہاڑی غار میں پناہ لی۔ وہاں ان پر نیند چھا گئی اور وہ کچھ اوپر تین سو سال تک سوتے رہے اور جب ایک معجزاتی طریقے سے جاگے تو خود رومی حکومت کا مذہب شرک سے مسیحیت میں بدل چکا تھا۔ حافظ ابن کثیر نے اپنا غالب خیال یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ قصہ حضرت مسیح علیہ السلام کے ظہور سے پہلے کا اور یہودیت کا ہے۔ ہمارے زمانے کے بھی کچھ مصنفین نے بنی اسرائیل کی حکایتوں سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ قصہ حضرت مسیح علیہ السلام سے ایک سو اکسٹھ سال پہلے کا ہے جب ملک شام کے ظالم بادشاہ انتیوکس چہارم نے بیت المقدس کو ڈھا کر اس کی جگہ زمیس دیوتا کے مندر کی بنیاد ڈالی تھی اور مکعبی خاندان کے پانچ یا سات بہادر نوجوان پہاڑ کے غار میں پناہ گزیں ہو کر راہ حق میں شہید ہو گئے تھے۔ (تفسیر نعیم)

(۳۶۸) حضرت لوط علیہ السلام بن ہاران بن تارح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی بھتیجے تھے۔ آپ نے جس ملک کو اپنا وطن بنایا تھا وہ شرق یردن یعنی شام کا جنوبی علاقہ تھا جو دریائے یردن کے آس پاس ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۶۹) حضرت شعیب علیہ السلام کا نام توراۃ میں کہیں تیرو آیا ہے اور کہیں حباب۔ ہماری تفسیروں میں نسب نامہ یوں درج ہے: شعیب بن میکیل بن یشجر بن مدین بن ابراہیم علیہ السلام۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷۰) مدین شہر بحر احمر کے ساحل عرب پر واقع تھا' کوہ طور کے جنوب مشرق میں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک زوجہ پاک بی بی قنطورہ تھیں انھیں کے بطن سے ایک صاحب زادے مدین نامی تھے۔ شہر آباد ہوا اور قدیم دستور کے مطابق انھی فرزند کے نام سے موسوم ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷۱) حضرت عزیر علیہ السلام کو توراۃ میں عزرا کہا گیا ہے۔ آپ کی وفات غالباً چار سو اٹھاون قبل مسیح ہوئی تھی۔ یہود کے مذہبی نوشتوں میں زیادہ تر کاتب کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ بخت نصر بادشاہ (متوفی پانچ سو اکسٹھ قبل مسیح) کے حملے اور کامل تباہی اور بربادی کے بعد توراۃ کے نسخے یہود کے پاس سے بالکل غائب ہو گئے تو حضرت عزیر علیہ السلام نے توراۃ کو نئے سرے سے اپنی یادداشت سے لکھ دیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷۲) حضرت یونس علیہ السلام کا نام توراۃ میں جوناہ یا یوناہ آیا ہے۔ ان کا زمانہ آٹھویں صدی قبل مسیح کے بیچ کا ہے۔ ان کا ہم عصر اسرائیلی بادشاہ یربعام تھا جس کا زمانہ حضرت مسیح علیہ السلام سے سات سو اکیاسی سال سے سات سو اکتالیس سال پہلے تک کا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نینوا شہر کے رہنے والے تھے جو اپنے زمانے میں اسیریا کی طاقتور سلطنت کی راجدھانی تھا اور آج عراق میں جہاں موصل ہے اس کے مقابل دجلہ ندی کے بائیں کنارے پر واقع ہے۔ اس وقت شہر کا رقبہ اٹھارہ سو ایکڑ تھا۔ اس کی قدامت کا اندازہ اس سے ظاہر ہے کہ اس کا ذکر حمورابی کی تحریروں میں ملتا ہے یعنی حضرت مسیح علیہ السلام سے دو ہزار دو سو پچاسی سال پہلے تک۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷۳) یاجوج ماجوج بظاہر منگولی قبیلے کے تھے جو پہاڑوں کی دوسری طرف آباد تھے۔ اور کبھی کبھی موقع پا کر یلغار کر دیتے تھے۔ ترکوں کے بیچ گھس آتے تھے۔ یاجوج لفظ اُجّ سے بنا بتایا جاتا ہے جس کے معنی آگ کے شعلہ مارنے اور پانی کے موجیں مارنے کے ہیں۔ ان کے یہ نام ان کی شورش کی شدت کے سبب پڑے۔ کچھ نے انھیں عجمی نام بھی کہا ہے۔ کچھ کا کہنا ہے کہ ماجوج قوم کا نہیں مقام کا نام ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ماجوج یافث بن نوح کی نسل سے ہے۔ عام طور پر ان لوگوں کی سکونت ایشیائے کوچک اور ارمینیا میں سمجھی گئی ہے اور کچھ نے کہا ہے کہ یہ وہی قومیں ہیں جو سیتھین کہلاتی ہیں۔ قرآنی اشاروں سے تو بس اتنا پتہ چلتا ہے کہ یہ کوئی شورہ پشت اور شورش پسند پہاڑی قبیلے تھے۔ جو آبادیاں ان کی زد میں تھیں انھوں نے ذوالقرنین سے عرض کی کہ ہم سخت پریشان ہیں۔ کہیے تو ہم چندہ فراہم کر

دیں اور آپ ہمارے اور ان کے بیچ ایسی دیوار کھڑی کر دیں جسے توڑ کر یہ حملہ نہ کر سکیں۔ ذوالقرنین نے لوگوں کی اس درخواست کے جواب میں کہا: مال اور خزانہ تو میرے پاس خود ہی کافی ہے۔ مجھے تمھارے مال کی ضرورت نہیں البتہ تم ہات پیروں سے میری مدد کرو۔ مجھے مزدوروں اور کاری گروں کی ضرورت ہے۔ چنانچہ سامان جمع ہو گیا اور دیوار کی تعمیر شروع ہو گئی۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ بنیادیں وغیرہ تو پتھر سے بھری گئی ہوں گی اور اوپر سے اس درے کو لوہے کی چادروں کے دروازے سے بند کیا گیا ہوگا۔ صدیوں بعد سیاحوں کے مشاہدے میں ایک آہنی دیوار در بند کے مقام پر نظر آئی اور اس کا نام سدّ سکندری ہی مشہور تھا اور وہ پھاٹک باب الحدید کہلاتا ہے۔ یہ در بند وہ نہیں جو بحر قزوین کے مشرقی ساحل پر وسط ایشیا کے مشرقی حصے میں ضلع حصار میں واقع ہے' بخارا سے کوئی ڈیڑھ سو میل جنوب مشرق میں۔ اس کا ذکر مشہور یوروپی سیاح مارکو پولو نے اپنے سفر نامے میں بھی کیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷۴) حضرت زکریا علیہ السلام کی رسالت کی گواہی صرف قرآن مجید دیتا ہے۔ یہود اور عیسائی دونوں ان کی رسالت کے منکر ہیں۔ عیسائیوں کے یہاں ان کی حیثیت ہیکل بیت المقدس کے ایک بزرگ مجاور اور خادم کی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷۵) حضرت ادریس علیہ السلام وہی نبی ہیں جن کا نام تورات میں حنوک آیا ہے۔ یہ قابیل کے بڑے بیٹے تھے یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے پوتے۔ کچھ مؤرخین نے ان کا زمانہ حضرت مسیح علیہ السلام سے تین ہزار دو سو چوراسی سال سے تین ہزار سترہ سال پہلے تک کا متعین کیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷۶) حضرت زکریا علیہ السلام کی بی بی کا نام حضرت ایشیع تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷۷) حضرت ایوب علیہ السلام اسرائیلی تو نہ تھے اسحاقی ابراہیمی تھے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پانچویں پشت میں حضرت اسحاق علیہ السلام کے بڑے بیٹے حضرت یعقوب کے بڑے بھائی عیص کی اولاد میں تھے۔ اوز کی سرزمین کے باشندے تھے۔ یہ عرب کے شمال مغرب میں فلسطین کی مشرقی سرحد کے قریب کا ملک تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷۸) حضرت ذوالکفل علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے تھے۔ تورات میں آپ کا نام حزقیل نبی آیا ہے۔ اسیریا کا تاجدار بخت نصر جب یروشلم پر شدید حملہ کر کے ہزاروں اسرائیلیوں کو حضرت مسیح علیہ السلام سے پانچ سو ستانوے سال پہلے اپنے ساتھ لے گیا تو ان میں حضرت ذوالکفل بھی شامل تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷۹) ملک سبا عرب کے جنوب مغربی علاقے کو کہتے ہیں۔ تقریباً وہی ملک جہاں آج یمن' حضر موت' عسیر واقع ہیں۔ اپنے زمانے میں یہ بڑا زرخیز اور مال دار ملک رہا ہے۔ یہاں کی ملکہ کا نام بلقیس تھا۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ اس ملک میں سو سے اوپر دیوی دیوتاؤں کی پوجا ہوتی تھی۔ ان کا سب سے بڑا معبود سورج دیوتا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸۰) ہامان کسی شخص کا نام نہیں بلکہ سرکاری لقب تھا۔ مصر کے ایک دیوتا کا نام آمن تھا۔ اس کے بڑے پجاری کے اختیارات بادشاہ سے کچھ ہی کم ہوتے تھے۔ عجب کیا کہ اس بڑے پجاری کا سرکاری لقب عربی تلفظ میں ہامان ہی ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸۱) قارون اسرائیلی تھا قبطی نہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دادا کی اولاد میں تھا اور آپ کا قریبی عزیز تھا۔ تورات میں قرح نام آیا ہے۔ اور نسب نامہ یوں ہے: قرح ابن اذہار بن قہات بن یُصہر بن فاہس بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام۔ فاہس پر جا کر موسیٰ علیہ السلام بن عمران کا بھی نسب نامہ مل جاتا ہے۔ فاہس بن لاوی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جد امجد تھے اسی طرح قارون کے بھی تھے۔ اس رشتے سے قارون آپ کے سگے چچا کا بیٹا ٹھہرتا ہے۔ تورات میں ہے کہ اس کو اصل حسد اور دشمنی حصرت ہارون علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ اسرائیلیوں کی ایک چھوٹی سی ٹکڑی' کوئی ساڑھے بارہ سو لوگوں کی' اس کے ساتھ تھی۔ وہ اتنا بڑا سرمایہ کار اور مہاجن تھا کہ ایک مستقل عملہ اس کے یہاں کنجی برداروں کا ہی تھا۔ مختلف تہہ خانوں' چور دروازوں' کمروں' الماریوں' ان کے مختلف خانوں' تجوریوں' صندوقچیوں کی کنجیوں کی تعداد سینکڑوں میں تھی۔ یہودی روایت کے مطابق یہ کنجیاں تین سو خچروں پر لد کر چلتی تھیں۔ (نزہۃ القاری)

(۳۸۲) حضرت لقمان ایک مقبول اور بزرگی والے بندے تھے۔ جاہلیت کے کلام میں ایک نہیں اس نام کے تین تین لوگوں کا ذکر ملتا ہے۔ ان میں سے لقمان ثانی کا لقب لقمان حکیم مشہور ہے۔ یہ حضرت داؤدعلیہ السلام کے ہم عصر تھے۔ ملک حبشہکے رہنے والے تھے اور ایک آزادشدہ غلام تھے۔ (ارض القرآن، جلدایک صفحہ ایک سواسی) محمد بن اسحاق کا قول ہے کہ ان کانسب یہ ہے: لقمان بن باعود بن ناحوہ بن تارح۔ وہب کاقول ہے کہ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ مقاتل نے کہا کہ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کی خالہ کے بیٹے تھے۔ امام واقدی نے کہا کہ آپ بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔ مشہور ہے کہ آپ ایک ہزارسال زندہ رہے اور حضرت داؤدعلیہ السلام کا زمانہ پایا۔ کچھ بزرگ ان کی نبوت کے بھی قائل ہیں لیکن جمہور کا مسلک یہی ہے کہ نبی نہ تھے صرف حکیم تھے۔ یونان کی تاریخ میں ایک حکیم السیپ کا ذکر آیا ہے (چھ سوانیس سے پانچ سو چونسٹھ قبل مسیح) ان کے کچھ حالات حضرت لقمان سے ملتے جلتے ہیں۔ ہماری روایتوں میں آتا ہے کہ آپ ملک لوبیا (افریقہ) یاسوڈان کے ایک سیاہ فام غلام تھے۔ (نزہۃ القاری)

(۳۸۳) سدِّ مارب ایک مشہور تاریخی بند ہے جو پہاڑوں کے پانی کے ذخیرے کے لیے بنایا گیا تھا۔ مارب ملک سبا کی راجدھانی تھا۔ موجودہ شہر صنعا سے کوئی ساٹھ میل مشرق میں اور سمندر کی سطح سے کوئی تین ہزار نو سوفٹ اونچائی پر۔ قوم سبا ایک مہذب قوم تھی اس کا یہ کئی میل کا لمباچوڑا بندسبا کے انجینیر وں کے فن کا بہترین نمونہ تھا۔ یہ عظیم الشان بند ظہور اسلام سے کچھ پہلے تقریباً پانچ سو بیالیس عیسوی میں ٹوٹا ہے۔ اس کی تباہ کاریوں کے نشان صدیوں تک قائم رہے۔ لمبائی میں یہ ڈیڑھ سوفٹ اور چوڑائی میں پچاس فٹ تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸۴) حضرت الیاس علیہ السلام ایک مشہور اسرائیلی نبی گزرے ہیں۔ تورات میں ان کا نام ایلیاہ آیا ہے۔ آپ بادشاہ اہیب کے ہم عصر ہوئے ہیں جو شمالی مملکت کا تاجدار تھا۔ اس کا زمانہ حضرت مسیح علیہ السلام سے آٹھ سو چھہتر سے آٹھ سو چوّن سال پہلے تک ہوا ہے۔ یہودی عقیدہ ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام کو حضرت ادریس علیہ السلام کی طرح آسمان پر

زندہ اٹھالیا گیا۔ حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم فلسطین کے مغربی وسطی علاقے میں آبادتھی۔ اور وہاں بعل کی پوجازوروشور سے جاری تھی۔ دراصل بعل پرستی کی شروعات اہیب کی کسی بیوی سے منسوب کی جاتی ہے۔ کچھ روایتوں میں ہے کہ بعل کسی دیوتا کانام نہیں بلکہ سب سے بڑی دیوی کا نام تھا۔ حضرت الیاس علیہ السلام کے نام کا ایک اور تلفظ ال یاسین بھی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸۵) جس طرح مصر کے بادشاہوں کا لقب فرعون تھا اسی طرح جنوبی عرب کی سلطنت یمن کے بادشاہوں کا لقب تبع تھا۔ یہ اپنے وقت کے بڑے عظیم الشان اور عزت والے کمراں تھے۔ ان کی سلطنت کی سرحدیں لاوہ حمیر، حضرموت اور سارے علاقہ سبا کے شمال میں شمالی عرب تک اور مغرب میں افریقہ تک پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ خاندان کوئی ڈھائی سوسال تک حکمراں رہا اور ان کے زمانے کا اندازہ ظہور اسلام سے سات صدیوں پہلے کالگایا گیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸۶) حضرت حبقوق ایک نبی تھے جو نبی حضرت دانیال علیہ السلام کے ہم عصر تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸۷) نمرود کے زمانے میں تانبے کی ایک بطخ تھی۔ جس وقت کوئی جاسوس یا چوراس شہر میں داخل ہوتا تو اس بطخ سے آواز نکلتی جس سے وہ پکڑا جاتا۔ ایک نقارہ تھا کہ جب کسی کی کوئی چیز گم ہوجاتی تو اس میں چوب مارتا نقارہ اس چیز کا پتہ بتادیتا۔ ایک آئینہ تھا جس سے غائب آدمی کا حال معلوم ہوجاتا تھا۔ جب کبھی اس آئینے میں دیکھا جاتا وہ غائب آدمی اس کا شہر اور اس کے رہنے کی جگہ اس میں نمودار ہوجاتی۔ نمرود کے دروازے پر ایک درخت تھا جس کے سائے میں درباری لوگ بیٹھتے تیتھے جوں جوں آدمی بڑھتے جاتے اس کا سایہ پھیلتا جاتا تھا۔ ایک لاکھ آدمی تک اس کا سایہ پھیلتا رہتا تھا۔ اگر ایک لاکھ سے ایک آدمی بھی زیادہ ہوجاتا تو سارے آدمی دھوپ میں آجاتے تھے۔ ایک حوض تھا جس سے مقدموں کا فیصلہ ہوتا تھا۔ مدعی اور مدعا علیہ باری باری اس میں گھستے جوسچا ہوتا اس کے ناف کے نیچے

پانی رہتا اور جو جھوٹا ہوتا اس میں غوطہ کھا جاتا تھا۔ اگر فوراً توبہ کرلیتا تو بچ جاتا تھا ورنہ ہلاک ہو جاتا تھا۔ اس طرح کے طلسمات کے بل پر نمرود نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸۸) وہب ابن منبہ کہتے ہیں کہ کعبہ معظّمہ میں صرف دو نبیوں کے مزارات ہیں۔ حطیم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا اور مغربی جانب حضرت شعیب علیہ السلام کا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام کا مزار سنگ اسود کے مقابل ہے (نزہتہ القاری) فقیر برکاتی جب مقامات مقدسہ کی زیارت کو گیا تھا تو جارڈن کے عمان شہر میں حضرت شعیب علیہ السلام کے مزار کی زیارت کی۔ آپ کا مزار کوئی آٹھ میٹر لمبا ہے۔ اس وقت (سن انیس سو ننانوے عیسوی) روضہ مبارکہ کی تعمیر نو کا کام چل رہا تھا۔

(۳۸۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام نامی دو لفظوں سے مل کر بنا ہے: مو کے معنی ہیں پانی اور سا کے معنی ہیں ساگوان کی لکڑی کا صندوق۔ چونکہ آپ کو فرعون کی بی بی حضرت آسیہ نے ایک بہتے ہوئے صندوق سے پایا تھا اس لیے آپ کا نام انھوں نے موسیٰ رکھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۹۰) مصر کے بادشاہ کو پہلے عزیز کہتے تھے پھر اسے فرعون کہا جانے لگا۔ جیسے فارس کے بادشاہ کو کسریٰ، روم کے بادشاہ کو قیصر، چین کے بادشاہ کو خاقان، یمن کے بادشاہ کو تبّع، عرب کے بادشاہ کو قیل اور حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی۔ (روح البیان)

(۳۹۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ کے حکم سے اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ اسّی ہات لمبا سانپ بن گیا۔ وہ پیلے رنگ کا تھا۔ اپنی دُم پر کھڑا ہو گیا اور فرعون کی طرف لپکا۔ فرعون ہوا خارج کرتا ہوا بھاگا۔ اس دن اسے چار سو گوز آئے۔ پھر ڈوبتے وقت تک فرعون کو دستوں کی بیماری رہی۔ اس سے پہلے اسے چالیس دن میں ایک بار پاخانہ کی حاجت ہوتی تھی۔ لوگوں میں اتنی بھگدڑ مچی کہ پچیس ہزار فرعونی کچلے گئے۔ فرعون چیخا: اے موسیٰ مجھے بچاؤ میں تم پر ایمان لاؤں گا بنی اسرائیل کو آزاد کردوں گا۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا کو

پکڑ کر اٹھالیا تو وہ ویسی ہی لاٹھی تھی۔ (تفسیر ساوی، خازن، روح المعانی وغیرہ)

(۳۹۲) جس میدان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعونی جادوگروں کا مقابلہ ہوا وہ میدان ایک میل لمبا ایک میل چوڑا تھا۔ جودوگروں نے اپنے رسوں بانسوں کو کالے رنگ سے رنگ دیا تھا۔ ان میں کسی ترکیب سے پارہ بھر دیا تھا جو گرمی پا کر حرکت کرنے لگا۔ اس سے یہ سب دوڑتے ہوئے سانپ اور اژدہے محسوس ہونے لگے۔ فرعونی جادوگر تین سو اونٹ بھر کر بانس، لاٹھیاں، بلّے، رسیاں وغیرہ لائے تھیت جو سانپ محسوس ہو رہے تھے۔ یہ مقابلہ سکندریہ میں ہوا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۹۳) فرعون کی سولی کا طریقہ یہ تھا کہ مجرم کو کسی درخت سے باندھ دیتا تھا یہاں تک کہ وہ سوکھ سوکھ کر مر جاتا تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں ہار جانے پر انھیں سجدہ کرنے والے جادوگروں کو کھجور کے درختوں پر سولی دی۔ (تفسیر کبیر، بیاوی)

(۳۹۴) ابن جریر نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں ہارنے کے بعد جب فرعون کے جادوگروں نے سجدے میں گر کر اپنے ایمان کا اعلان کیا تو چھ لاکھ تماشائی ایمان لے آئے۔ (تفسیر روح المعانی، خازن، ساوی وغیرہ)

(۳۹۵) فرعون خود ستاروں کو پوجتا تھا یہ سمجھ کر کہ زمین کا معبود میں ہوں اور آسمان کے معبود یہ ستارے ہیں۔ وہ لوگوں کو بھی حکم دیتا تھا کہ مجھے بھی پوجو اور ان ستاروں کو بھی۔ فرعون گائے کی پوجا بھی کرتا تھا۔ اس نے مصر سے دور والوں کے لیے اپنے نام کے چھوٹے بڑے بت بنا دیے تھے اور مصریوں کو حکم دیتا تھا کہ روزانہ خود مجھے پوجو علاقے کے لوگوں سے کہتا تھا کہ تم روزانہ میرے پاس نہیں پہنچ سکتے ہو تو میرے نام کے بتوں کو پوجو۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۹۶) طاعون اور چیچک پہلے فرعونیوں پر ہی آئی۔ اس سے پہلے دنیا والے اسے جانتے بھی نہ تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۹۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بار بار دیدار الٰہی کی تمنا کرنے پر اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر اپنی تجلی ظاہر فرمائی۔ پہاڑ پھٹ گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ آپ ایک دن بے ہوش رہے۔ جمعرات کو بے ہوشی طاری ہوئی جمعہ کو ہوش آیا۔ کچھ نے فرمایا ایک ہفتہ غشی رہی یعنی دوسرے جمعہ کو ہوش آیا۔ (روح البیان)

(۳۹۸) جب موسیٰ علیہ السلام سے اللہ کے کلام کا وقت آیا تو آپ نے غسل کیا بہترین لباس پہنا رب العالمین نے سات سات کوس ارد گرد میں اندھیرا کر دیا۔ اس علاقے سے شیاطین، نور، کیڑے مکوڑوں کو نکال دیا گیا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہنے والے فرشتوں کو بھی آپ سے الگ کر دیا گیا۔ آپ پر آسمان کے دروازے کھول دیے گئے۔ آپ نے سب ملاحظہ فرمایا۔ عرش کو دیکھا، لوح پر قلم کے چلنے کی آواز سنی پھر رب سے ہم کلامی کی۔ (روح البیان، خزائن العرفان وغیرہ)

(۳۹۹) ترمذی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے تین دن میں موسیٰ علیہ السلام سے ایک لاکھ چالیس ہزار کلمات فرمائے۔ فرمایا: اے موسیٰ زہد و تقویٰ سے بہتر انسان کا کوئی عمل نہیں۔ اے موسیٰ مجھ سے قریب کرنے والی چیز حرام سے بچنا ہے۔ اے موسیٰ بہترین عبادت میرے خوف سے رونا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب اے مخلوق کے مالک اے قیامت کے مالک اے ذوالجلال والاکرام ان لوگوں کو کیا جزا ملے گی۔ فرمایا: اے موسیٰ زاہدوں کے لیے میری جنت حلال ہے۔ حرام سے پرہیز کرنے والوں کے لیے بے حساب بخشش ہے میرے خوف سے رونے والوں کے لیے میں خود ہوں ان کا رفیق اعلیٰ۔ (روح المعانی)

(۴۰۰) جب موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے کلام فرمایا تو اس وقت آپ اونی جبہ پہنے ہوئے تھے جس میں بٹن کی جگہ ببول کے کانٹے تھے، کمر پر پٹکا تھا، طور کی ایک چٹان سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اس کلام کے بعد جو کوئی موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ انور کو دیکھتا تھا وہ بے ہوش ہو جاتا تھا۔ چنانچہ پھر آپ نے وفات تک اپنے چہرہ اقدس کو نقاب سے چھپائے

رکھا۔ ایک دن آپ کی بی بی نے عرض کیا کہ میں آپ کے دیدار سے محروم ہوں۔ آپ نے اپنا نقاب اٹھایا تو آپ کے چہرہ اقدس سے سورج کی سی کرنیں نکلیں جن کی تاب بی بی صاحبہ نہ لا سکیں آنکھوں پر ہات رکھ لیا اور بولیں دعا کریں کہ میں جنت میں بھی آپ ہی کی بیوی رہوں۔ فرمایا اگر اس کی آرزو ہے تو میرے بعد کسی سے نکاح نہ کرنا کہ عورت اپنے آخری خاوند کے ساتھ رہے گی۔ (روح البیان)

(۴۰۱) عیسیٰ علیہ السلام جب قیامت کے قریب دنیا میں تشریف لائیں گے تو نہ کسی امام کے مقلد ہوں گے نہ کسی شیخ کے مرید یعنی نہ حنفی شافعی ہوں گے نہ قادری چشتی وغیرہ بلکہ خود مطلق مجتہد ہوں گے مگر آپ کو قرآن اور حدیث کا علم کسی استاد سے حاصل نہ ہوگا بلکہ خود اللہ کے سکھائے سے عالم ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۰۲) جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سات سال کی عمر میں اس غار سے باہر آئے جہاں آپکی ولادت ہوئی تھی تو شام کا وقت تھا۔ اپنی قوم کو دیکھا کہ وہ زمینی بتوں اور آسمانی چاند ستاروں کی پوجا کرتی ہے۔ آپ نے چاند سورج ستاروں کے رب ہونے کی تکذیب کرتے ہوئے نہایت حکیمانہ کلام قوم سے فرمایا۔ جب رات اندھیری ہوگئی اور زہرہ یا مشتری تارہ چمکنے لگا تو آپ نے ان لوگوں سے پوچھا: کیا یہ میرا رب ہے؟ قوم نے یا تو ہاں کہا یا چپ رہی۔ تھوڑی دیر میں جب یہ تارہ ڈوب گیا تو پوچھا کہ وہ رب کہاں گیا؟ جو حرکت کرے جس پر انقلاب آئیں جو ادلے بدلے جو اپنے پجاریوں کو چھوڑ کر غائب ہو جائے میں اس کی عبادت سے سخت نفرت کرتا ہوں۔ وہ رب کیسے ہو سکتا ہے۔ قوم بالکل خاموش رہی۔ وہ پندرھویں یا سولھویں چاند کی رات تھی۔ تھوڑی دیر میں تقریباً پورا چاند نکل آیا۔ آپ نے قوم سے پوچھا کہ کیا یہ میرا رب ہے؟ قوم بالکل خاموش رہی۔ جب چاند بھی ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ پر اللہ کا فضل نہ ہوا ہوتا اور اس نے مجھے ایمان کی ہدایت نہ دی ہوتی میں بھی گم راہ قوم میں سے ہو جاتا اور تمھاری طرح اس کی روشنی سے دھوکا کھا کر اسے خدا مان لیتا مگر میرے رب نے میری دستگیری کی اس لیے میں اس دلدل میں نہ پھنسا۔ پھر جب صبح کو پوری چمک دمک کے ساتھ

سورج نکلا تو پھر اسی قوم سے آپ نے کہا: کیا یہ میرا رب ہے؟ یہ نورانی بھی ہے اور چاند تاروں سے بڑا بھی۔ مگر جب شام کو سورج بھی قلابازی کھاتا ہوا ڈوب گیا تو آپ نے اعلان فرمایا: اے قوم والو! گواہ رہنا کہ میں تمھارے شرک و کفر سے اور تمھارے ان معبودوں سے بری اور بےزار ہوں اور رہوں گا۔ میں دنیا میں دھوکہ کھانے نہیں آیا بلکہ دنیا کو دھوکے سے نکالنے کے لیے آیا ہوں۔ اے قوم! یہ دیکھو کہ یہ چیزیں کسی اور کے قبضہ اور قدرت میں ہیں۔ ان پر الگ الگ حالات وارد ہو رہے ہیں اور یہ سب اس کی دلیل ہیں کہ یہ عبد ہیں معبود نہیں۔ رب وہ ہے جس کے قبضے میں یہ سب ہیں۔ (تفسیر ساوی، روح البیان، خزائن وغیرہ)

(۴۰۳) امام احمد رضا محدث بریلوی سے کسی نے پوچھا کیا الیاس و خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا سیدنا الیاس علیہ السلام نبی مرسل ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بےشک الیاس مرسلین میں سے ہیں۔ اور سیدنا خضر علیہ السلام بھی جمہور کے نزدیک نبی ہیں اور ان کو خاص طور سے علم غیب عطا ہوا ہے۔ رب تعالیٰ کا فرمان ہے: ہم نے اسے اپنا علم لدنی عطا فرمایا۔ یہ دونوں حضرات ان چار انبیاء میں ہیں جن کی وفات ابھی واقع نہیں ہوئی ہے۔ دو آسمان پر زندہ اٹھا لیے گئے، سیدنا ادریس و سیدنا عیسیٰ علیہما السلام اور یہ دونوں زمین پر تشریف فرما ہیں۔ دریا سیدنا خضر علیہ السلام کے متعلق ہے اور خشکی سیدنا الیاس علیہ السلام کے۔ دونوں صاحبان ہر سال حج کو تشریف لاتے ہیں۔ بعد حج آب زمزم شریف پیتے ہیں کہ وہی سال بھر تک ان کے کھانے پینے کو کفالت کرتا ہے۔ دونوں صاحب اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام آپس میں بھائی ہیں۔ (مسند امام حنبل جلد دوم و فتاویٰ رضویہ جلد چھبیس)

(۴۰۴) جب نمرود کی سرکشی بہت بڑھ گئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا: الٰہی یہ ملعون نافرمان تیرے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو اسے ہلاک کر دے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا: اے نبی محترم! آپ کی دعا قبول ہوئی۔ ادھر نمرود نے ساٹھ لاکھ زرہ پوشوں کا لشکر تیار کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ پیغام بھیجا: اگر تمھارا خدا طاقتور ہے تو اس سے کہہ دو کہ مجھ سے میری بادشاہت چھین لے لیکن اس

کے لیے اسے اپنی فوج بھیجنی ہوگی۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اے اللہ! تیری مخلوقات میں مچھر ادنیٰ، ضعیف اور ہر جانور کی خوراک ہے، میں اسے مانگتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کی دعا قبول فرمائی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ مچھروں کو چھوڑ دیں۔ فرشتوں نے عرض کیا: الٰہی کتنے مچھر چھوڑنے ہیں؟ حکم ہوا: صرف ساٹھ لاکھ مچھر چھوڑ دو تاکہ ہر مچھر کے حصے میں نمرود کا ایک ایک سوار آجائے۔ فرشتوں نے کوہ قاف میں جاکر مچھروں کے سوراخ میں سے ایک سوراخ کھول دیا جس سے مچھروں کی فوج بادل کی طرح نمرود کی فوج پر چھا گئی۔ ہر سوار کے سر پر ایک مچھر بیٹھ گیا اور چند لمحوں میں اس کا بھیجا اور گوشت پوست سب چٹ کر گیا۔ ان مچھروں کا ایک سردار بھی تھا اس نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا: الٰہی نمرود ملعون کو میرے حوالے کر دے۔ مچھروں کا سردار آیا اور نمرود کے زانو پر بیٹھ گیا۔ اسے دیکھ کر نمرود کی بیوی کہنے لگی: کیا اسی طرح کے جانور ہمارے لشکر کو کھا گئے؟ پھر نمرود نے اس مچھر کو پکڑنے کی کوشش کی۔ وہ نمرود کی ناک میں گھس گیا اور اس کا مغز کھانے لگا۔ نمرود کے نوکر لکڑی سے اس کے دماغ پر چوٹیں مارنے لگے۔ جب ضرب پڑتی تو مچھر رک جاتا اور پھر اپنا کام شروع کر دیتا۔ پھر چالیس دن بعد اللہ حکم سے وہ مچھر نمرود کے دماغ سے نکل آیا اور اسی وقت نمرود کی موت ہوگئی۔ (ماہنامہ ھدیٰ، انبیائے کرام نمبر)

(۴۰۵) حضرت نوح علیہ السلام عراق میں رہتے تھے۔ آپ کی قوم پانی کے طوفان سے ہلاک کی گئی۔ قوم ہود حضرت ہود علیہ السلام کی قوم ہے جو یمن کے علاقے احقاف میں آباد تھی۔ یہ قوم سخت آندھی سے ہلاک کی گئی۔ قوم ثمود حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کو کہتے ہیں۔ قوم ثمود یمن کے علاقہ میں مقام حجر میں آباد تھی۔ نبی ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ جب اس علاقہ سے گزرے تو آپ نے وہاں کے کنویں کا پانی استعمال کرنے اور وہاں ٹھہرنے سے منع فرما دیا کہ وہ جگہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اترنے کی تھی۔ یہ قوم چیخ پھر زلزلے سے ہلاک ہوئی۔ قوم ابراہیم سے مراد نمرود اور اس کے ماننے والے ہیں جو بغداد اور کوفہ کے بیچ بابل شہر میں رہتے تھے۔ نمرود خود ایک لنگڑے مچھر سے اور اس کی قوم مکانوں کی چھتوں میں دبا کر ہلاک کی

گئی۔اصحاب مدین حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو کہتے ہیں جو مدین کے علاقہ میں رہتی تھی۔
اس قوم کا نام بھی مدین تھا کیونکہ یہ مدین ابن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد تھی۔یہ قوم غیبی
آگ سے ہلاک کی گئی۔موتفکات سے وہ چار یا پانچ بستیاں مراد ہیں جن میں حضرت لوط علیہ
السلام نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ان بستیوں کا تختہ الٹ دیا گیا اور ان پر پتھر برسائے گئے اس
لیے انھیں موتفکات یعنی الٹی ہوئی بستیاں کہتے ہیں۔(تفسیر روح البیان)

(۴۰۶) حضرت یوسف علیہ السلام کی نعش مبارک کئی سو برس کے بعد مصر سے بیت
المقدس پہنچ گئی۔ اب آپ کا مزار مبارک حضرت یعقوب علیہ السلام کی آغوش میں ہی
ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۴۰۷) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھپڑ سے ملک الموت کی ایک آنکھ جاتی
رہی تو وہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے رب تو نے مجھے اس کے پاس بھیجا جو
مرنا نہیں چاہتا۔رب تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰ سے کہو کہ ایک بیل کی کھال پر ہات پھیریں جس
قدر بالوں پر ان کا ہات لگے گا' ہر بال کے بدلے ایک سال عطا ہوگا۔چنانچہ ملک الموت پھر
جناب کلیم اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔پیغام پہنچایا۔آپ نے فرمایا پھر کیا ہوگا۔
عرض کیا پھر موت۔فرمایا تو ابھی سہی۔(تفسیر نعیمی)

(۴۰۸) جب نمرود کی نافرمانی حد سے بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کی قوم پر
مچھروں کا عذاب بھیجا۔مچھروں کی زیادتی کا یہ حال تھا کہ ان سے سورج چھپ گیا۔زمین پر
دھوپ نہیں آتی تھی۔مچھروں نے ان کے خون چوس لیے' گوشت چاٹ لیا۔نمرود کو چھوڑ کر باقی
سب کی ہڈیاں باقی رہ گئیں۔نمرود دیکھتا تھا پر کچھ کر نہیں سکتا تھا۔پھر ایک لنگڑا مچھر اس کی
ناک کی ذریعے دماغ میں گھس گیا اور چار سو سال تک اس کا بھیجا کاٹتا رہا۔نمرود اپنے سر پر
ہتھوڑے برسواتا۔اوپر سے جب ہتھوڑوں کی دھمک پہنچتی تو مچھر کاٹنا چھوڑ دیتا۔دن رات
نمرود کے سر پر جوتے اور ہتھوڑے پڑتے رہتے۔اب اس کے دربار کا ادب یہ تھا کہ جو بھی
آئے اس کے سر پر جوتا رسید کرے۔اس سے پہلے چار سو سال بہت آرام سے حکومت کی اور

چار سو سال پٹتا رہا پھر نہایت ذلت کے ساتھ مرا۔اس کی عمر آٹھ سو برس سے کچھ زیادہ ہوئی۔
(تفسیر خازن)

(۴۰۹) بیت المقدس میں بنی اسرائیلی آباد تھے۔جب ان کی نافرمانیاں حد سے
بڑھیں اور انھوں نے اپنے وقت کی ہدایت پر عمل نہ کیا تو عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی چھ سو برس
پہلے بخت نصر بابلی نے بیت المقدس پر سخت حملہ کیا۔اس کے ساتھ چھ لاکھ جھنڈے تھے اور ہر
جھنڈے کے ساتھ بے شمار فوج۔اس نے بیت المقدس کو ویران کر ڈالا۔توراۃ شریف کے
نسخے جلا ڈالے۔بنی اسرائیل کے تین حصے کیے۔ایک گروہ کو قتل کر ڈالا' دوسرے کو بہت
ذلت اور خواری کے ساتھ سام میں رکھا' تیسرے کو قید کیا۔اس قیدی گروہ کی تعداد دس لاکھ تھی۔
ان قیدیوں کو آپس میں تقسیم کر لیا۔انھی قیدیوں میں حضرت عزیر اور حضرت دانیال علیہما السلام
بھی تھے جو اس وقت بچے تھے۔(تفسیر روح البیان) جب بہت عرصہ بعد ان لوگوں میں سے
کچھ لوگ قید سے چھوٹے تو حضرت عزیر علیہ السلام بیت المقدس پر گزرے جو سوقت اجڑا پڑا
تھا۔آپ تمام شہر میں گھومے کوئی آدمی نہ ملا مگر وہاں کے باغ طرح طرح کے میووں سے
لدے ہوئے تھے جن کا کھانے والا کوئی نہ تھا۔آپ نے کچھ انگور اور انجیر توڑ کر کھائے اور کچھ
انگوروں کا رس نکال کر پیا اور کچھ انگور اور انجیریں توشہ دان میں رکھ لیں۔آبادی کی سرحد سے
باہر نکل کر بڑی حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ کر بولے: رب تعالیٰ اسے کیسے آباد کرے گا اور
اب یہاں رونق کیسے ہوگی؟ اللہ کی مرضی یہی تھی کہ آپ کو اپنی قدرت دکھائے۔آپ نے اپنے
گدھے کو وہاں باندھ دیا۔انجیر اور انگور کا توشہ دان اپنے سرہانے اور انگور کا شیرہ دوسری
طرف رکھ کر خود آرام کے لیے لیٹ گئے۔لیٹتے ہی نیند آگئی اور سوتے ہی میں جان نکال لی گئی۔
گدھا بھی مر گیا۔یہ واقعہ صبح کے وقت ہوا۔رب تعالیٰ نے بخت نصر بادشاہ کو نمرود کی طرح مچھر
سے ہلاک فرما دیا۔باقی اسرائیلیوں کو آزادی مل گئی۔ستر برس کے بعد حق تعالیٰ نے فارس
کے بادشاہوں میں سے کسی کو مسلط کیا جو اپنی فوجیں لے کر بیت المقدس پہنچا اور اسے پہلے سے
بھی بہتر طریقے پر آباد کیا۔بکھرے ہوئے بنی اسرائیل پھر سے وہاں آ کر آباد ہو گئے اور تین

سال کے عرصہ میں یہ لوگ بہت بڑھ گئے۔حق تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کے جسم مبارک کوایسا غائب فرمادیا تھا کہ نہ کسی انسان نے دیکھانہ کسی جانور نے۔جب آپ کی وفات کو سوسال پورے ہوگئے تب آپ کوزندہ کیا گیا۔جب آپ کی آنکھ کھلی توآپ نے اپنے سارے بدن کوبے جان پایا۔پھرآپ کے دیکھتے دیکھتے ساراجسم زندہ ہوگیا۔یہ واقعہ شام کےوقت ہوا۔ تب رب نے پوچھا کہ تم کتنی دیر یہاں رہے؟ آپ نے خیال فرمایا کہ یہ وہی دن ہے جب میں لیٹا تھاتو اندازے سے فرمادیا کہ ایک دن بلکہ اس سے بھی کچھ کم۔رب نے فرمایا:نہیں تم پورے سوسال ٹھہرے رہے۔اب ہماری قدرت کا نظارہ کروکہ اتنی مدت میں جلد بگڑنے والی غذااورشراب تو نہ بگڑی بلکہ ایسی ہے جیسے ابھی تیار ہوئی ہے۔جبکہ تمھارا گدھا گل سڑکر برابرہوگیا سارے اعضا بکھر گئے سفید ہڈیاں چمک رہی ہیں۔اب دیکھوہم مردے کیسے زندہ کرتے ہیں۔ایک غیبی آواز آئی:اے گلی ہوئی ہڈیو! جمع ہوکر گوشت پوست کالباس پہن لو۔ فوراہی ہڈیاں درست ہوکرتمام جسم تیارہوگیا۔دوسری آواز آئی:زندہ ہوجاؤ۔فوراگدھازندہ ہوکر رینکنے لگا۔حضرت عزیر علیہ السلام نے اللہ کی قدرت کانظاراکیا۔پھرآپ گدھے پرسوارہوکرآبادی کی طرف چلے۔دیکھا کہ وہ ویران شہر کافی رونق والا ہوگیاہے۔آپ کی عمروہی چالیس سال کی تھی جوسوتے وقت تھی۔شہریوں میں سے کوئی آپ کو پہچانتا نہ تھا۔آپ اندازے سے اپنے مکان پر پہنچے۔ایک اندھی بڑھیا ملی جس کے پاؤں رہ گئے تھے۔وہ آپ کی لونڈی تھی اوراس نے آپ کودیکھا تھا۔اس کی عمراس وقت ایک سوبیس برس کی تھی کہ آپ کی وفات کے وقت وہ بیس سال کی تھی۔آپ نے اس سے پوچھا: کیایہ عزیر کامکان ہے؟ وہ بولی: ہاں۔اورتم کون ہوجو برسوں بعدعزیر کو پوچھ رہے ہو؟ انھیں توگم ہوئے ایک صدی ہوچکی ہے۔آپ نے فرمایا: میں ہی عزیر ہوں۔اس نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے سوبرس مردہ رکھ کرپھرزندہ کیا۔اس نے کہا: حضرت عزیر کی دعائیں رب کی بارگاہ میں قبول ہوتی تھیں۔اگرآپ عزیرہیں تودعا کریں کہ اللہ میری بینائی لوٹادے تا کہ میں دیکھ سکوں۔آپ نے دعا کی تواس کی آنکھیں لوٹ آئیں۔آپ نے اس کاہات پکڑکرفرمایا: خداکےحکم سے اٹھ۔

یہ کہنا تھا کہ اس کے ہات پاؤں درست ہوگئے۔وہ دیکھ کر پہچان گئی اور کہنے لگی: آپ واقعی عزیرہیں اورآپ کاہات پکڑکر بنی اسرائیل کی ایک مجلس میں لے گئی جہاں حضرت عزیر کے بیٹے جن کی عمرایک سواٹھارہ سال تھی اورآپ کےنوے سال کے بوڑھے پوتے بھی موجود تھے۔بڑھیا چلاکر بولی: مبارک ہوعزیرآگئے۔سب نے کہاتوجھوٹی ہے۔وہ بولی میں وہی اندھی لولی لنگڑی بڑھیا ہوں۔دیکھ لوان کی دعا سے اچھی ہوگئی۔لوگ اٹھ کر حضرت عزیر کی زیارت کرنے لگے۔حضرت کے بیٹے نے کہا: میرے والد کے دونوں کندھوں کے بیچ ایک نشان تھا۔کھول کر دیکھا گیاتو وہ نشان موجود تھا۔لوگوں نے کہا: عزیرکوتورات شریف زبانی یادتھی آج کل اس کاکوئی نسخہ موجودنہیں ہے۔اگرآپ عزیر ہیں توتورات سنائیے۔آپ نے تورات سنائی ہی نہیں بلکہ لکھوابھی دی۔ان لوگوں میں سے ایک بولا کہ میں نے اپنے والد سے اورانھوں نے اپنے والد سے سنا تھا کہ بخت نصر کے ہاتوں گرفتارہونے کے بعد میرے دادا نے ایک جگہ تورات دفن کردی تھی۔اس کا پتہ مجھے معلوم ہے۔چلوآج تلاش کریں۔کھدائی کرنے پروہ نسخہ مل گیا۔اس نسخے سے حضرت عزیر کی لکھوائی ہوئی تورات کو ملایا گیاتو ایک ایک لفظ صحیح نکلا۔تب سب کویقین ہوا کہ وہ عزیر علیہ السلام ہی ہیں۔(تفسیر خزائن العرفان،خازن،روح البیان)

(۴۱۰)ایک بارحضرت ابراہیم علیہ السلام سمندر کے کنارے گزرے۔آپ نے دیکھا کہ وہاں ایک مردار پڑا ہے۔ جب سمندر جوش مار کراس تک پہنچتا ہے تومچھلیاں اس کا گوشت نوچتی ہیں اورجب سمندراتر جاتا ہےتوکبھی چوپائے اسے کھاتے ہیں کبھی چڑیاں۔آپ نے خیال فرمایا کہ ایک مردار کتنے پیٹوں میں پہنچا۔اس کا گوشت پوست قیامت کے دن کیسے جمع ہوگا اور یہ کس طرح زندہ کیا جائے گا۔تب بارگاہ الٰہی میں عرض کی: مولیٰ مجھے مردے دوبارہ زندہ کیے جانے کی کیفیت دکھادے۔رب نے فرمایا: کیاتم اس پرایمان نہ لائے؟ عرض کیا: ایمان تولایامگر چاہتا ہوں کہ خوداپنی آنکھوں سے دیکھ لوں۔تب ارشادہوا: اچھاتم چار چڑیاں لےلواورانھیں پال پوس کراپنے سے خوب ہلالوتا کہ تمھیں ان کی اورانھیں

تمھاری خوب پہچان ہوجائے۔ پھرانھیں ذبح کرکے ان کے پرُ ہڈی اور بال وغیرہ کا خوب قیمہ کرڈالو۔ پھران کے کئی حصے کرکے کسی پہاڑی میدان میں کچھ پہاڑوں پران کا ایک ایک حصہ رکھ دواورمیدان میں کھڑے ہوکرانھیں آواز دو۔ وہ فوراً زندہ ہوکر دوڑتے ہوئے آ جائیں گے۔ چنانچہ آپ نے مور، مرغ، کبوتر یا گدھ اورکوے کو ذبح کرکے ان کے گوشت کا قیمہ کرکے سب کے ٹکڑے ملاجلاکر چار یا سات یادس پہاڑوں پرایک ایک حصہ رکھا اوران سب کے سراپنے پاس رکھ لیے۔ پھرپکارا: اے چڑیومیرے پاس اللہ کے حکم سے آجاؤ۔ یہ فرماتے ہی ہر ہر جانور کے حصے الگ الگ ہوکراپنی ترتیب سے جمع ہوئے یہاں تک کہ خون کا ہرقطرہ دوسرے قطرے سے ملا۔ اور ہر پراڑکر دوسرے پر سے جڑ گیااور ہر ہڈی اڑکر دوسری ہڈی تک اور گوشت کا ہرٹکڑا دوسرے ٹکڑے تک پہنچا یہاں تک کہ فضا میں چاروں چڑیوں کے جسم بن کر دوڑتے ہوئے آپ کی طرف آئے اوراپنے سروں سے مل کر پورے پرندے بن گئے۔ (تفسیر نعیمی، تحفۃ الواعظین)

(۴۱۱) ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک ولی کے حالات بیان فرمائے جن کا نام حضرت شمعون رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ ان کی عبادت گزاری اپنی مثال آپ تھی = ہزار مہینے تک روزے رکھتے، رات بھر خدا کی عبادت اورنماز میں مشغول رہتے اوردن کے وقت ہتھیار باندھ کرخدا کی راہ میں جہاد کرتے، غریب لوگوں کی حمایت کرتے، مشرکوں اور کافروں کی سرکوبی کرتے اوران کے مال کوغریبوں میں تقسیم کردیتے۔ جسمانی طاقت کا یہ حال تھا کہ لوہے کی بھاری بھاری زنجیریں عورتوں کی چوڑیوں کی طرح ان کے ہات سے ٹوٹ کرگر جاتی تھیں۔ کفارنے جب یہ دیکھا کہ حضرت شمعون پرکوئی حربہ کارگرنہیں ہوتا توانھوں نے آپ کی بیوی کو ساتھ ملانے کی کوشش کی اوران سے کہا کہ اگرتم اپھنے شوہر کونیند کی حالت میں مضبوط رسیوں سے جکڑ کر باندھ دواور پھرصبح کو ہمارے حوالے کردو تو اس کے بدلے تمھیں بہت سامال اورانعام دیا جائے گا۔ بیوی دولت کے لالچ میں آگئی اوراپنے بہادراور پکے دیندارشوہرکورات میں مضبوط رسیوں سے باندھ دیا۔ صبح کوحضرت شمعون نے پوچھا کہ مجھے کس

نے باندھا ہے تو بیوی نے بات بناتے ہوئے کہا: دراصل میں آپ کی طاقت کا اندازہ کرنا چاہتی تھی۔ بات آئی گئی ہوگئی۔ چنددنوں کے بعد پھرموقع پاکراس نے اپنے سوہرکولوہے کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔ بیدار ہوتے ہی حضرت شمعون نے ایک ہی جھٹکے میں زنجیریں توڑ ڈالیں اوراپنی بیوی سے پوچھا: یہ کس نے کیا؟ بیوی نے دوبارہ بات بنائی اقربولی: میں چرف آپ کی طاقت آزمارہی تھی کہ آپ پرلوہے کی زنجیروں کا اثر ہوتا ہے یانہیں۔ حضرت شمعون نے کہا: مجھ پر دنیا کی کوئی چیز اثرنہیں کرسکتی۔ اللہ نے میری طاقت میرے بالوں میں رکھی ہے۔ آخرکار بیوی کوراز معلوم ہوگیا۔ ایک رات اس نے حضرت شمعون کوان کے بالوں کے ساتھ باندھ دیا۔ آپ نے کھولنے کی بہت کوشش کی مگرازادی نہ ملی۔ لالچی بیوی نے اس حالت میں آپ کوایک ستون کیں باندھ کراپ کی ناک اورکان کاٹ ڈالے اورآنکھیں بھی نکال لیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ولی کی اس توہین کا بدلہ لیااوران لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا اور دھوکہ دینے والی بیوی پرقہر کی بجلی گری اور وہ خاک ہوگئی۔ صحابہ کرام حضرت شمعون کی تکالیف اورآپ کی بندگی اور ہزار مہینے تک جہاد فی سبیل اللہ کا حال سن کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ہم توکسی بھی طرح حضرت شمعون کی عبادت و ریاضت کا ثواب اوراجر حاصل نہیں کرسکتے کیونکہ ہماری عمریں اتنی لمبی نہیں ہیں۔ صحابہ کرام کی اس حسرت انگیز آرزوپراللہ تعالیٰ نے شب قدر جیسی بابرکت رات عطافرمائی اوراس رات کی عبادت حضرت شمعون کی ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر قرار دی گئی۔ (احکام الصیام والاعتکاف)

(۴۱۲) حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نانی کا نام فافوزہ تھا۔ ان کی دوبیٹیاں تھیں ایک حضرت حنہ دوسری ایشیاع یا ایشاع۔ حنہ حضرت عمران کے نکاح میں آئیں اور ایشیاع حضرت زکریاعلیہ السلام کے نکاح میں آئیں۔ (تفسیر نعیمی، نزہۃ القاری)

(۴۱۳) حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پراٹھائے جانے سے چھ ماہ پہلے شہید کیے گئے۔ میدوس نامی یہودی نے آپ کوشہید کیا۔ (روح المعانی، خازن،

تفسیر کبیر)

(۴۱۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار مردے زندہ کیے۔(۱) عازِر جو آپ کا دوست تھا۔ جب وہ بیمار ہوا تو اس کی بہن نے آپ کو خبر بھیجی کہ تمھارے دوست موت کے قریب ہیں۔ آپ تین دن بعد وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ دوست کو مرے ہوئے آج تیسرا دن ہے۔ آپ نے اس کی بہن سے کہا کہ ہمیں اس کی قبر پر لے چلو۔ وہ لے گئی۔ آپ نے رب تعالیٰ سے دعا کی۔ وہ اللہ کے حکم سے اور آپ کے فرمانے سے زندہ ہو کر ایک مدت تک جیتا رہا اور اس کی اولاد بھی ہوئی۔(۲) ایک بڑھیا کے بیٹے کو بھی آپ نے دوبارہ زندگی عطا کی۔ بڑھیا اپنے بیٹے کے جنازے پر رو رہی تھی۔ آپ کو رحم آیا اور رب تعالیٰ سے دعا کی وہ اپنے جنازے پر ہی اٹھ کر بیٹھ گیا اور اٹھانے والوں کی گردن پر سے اترا۔ عرصے تک زندہ رہا۔ صاحب اولاد بھی ہوا۔(۳) آپ نے چنگی کے ایک محرر کی بیٹی کو زندہ فرمایا۔ یہ محرر حاکم کی طرف سے لوگوں سے ٹیکس لیا کرتا تھا۔ اس کی بیٹی مر گئی۔ ایک دن آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ وہ زندہ ہو گئی۔ عرصے تک زندہ رہی اور اولاد بھی ہوئی۔(۴) حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے حضرت سام کو زندہ کیا جو چار ہزار چھ سو برس پہلے وفات پا چکے تھے۔ کچھ لوگوں نے شبہ کیا کہ شاید یہ مردے جو زندہ کیے گئے مرے نہ ہوں گے بلکہ انھیں سکتہ ہو گیا ہو گا۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک پرانی قبر پر تشریف لے گئے۔ وہ قبر حضرت سام ابن نوح علیہ السلام کی تھی۔ رب تعالیٰ نے آپ کی دعا سے حضرعت سام کو زندہ کیا۔ دوبارہ زندہ ہو کر انھوں نے بتایا کہ انھوں نے قبر میں ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا روح اللہ عیسیٰ کا حکم مانو۔ وہ خوف سے اٹھ کھڑے ہوئے سمجھے کہ قیامت قائم ہو گئی۔ اس دہشت سے ان کا آدھا سر سفید ہو گیا حالانکہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے کے لوگ بوڑھے نہیں ہوتے تھے۔ حضرت سام اٹھ کر پوچھنے لگے: کیا قیامت آ گئی؟ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: نہیں بلکہ میں نے تمھیں اسم اعظم سے زندہ کیا۔ انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ مجھے پھر واپس بھیج دیا جائے اور اب سکرات کی تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ اسی وقت ان کا انتقال ہو گیا۔(روح المعانی، خازن)

(۴۱۵) سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو تبلیغ فرمائی تو انھوں نے آپ کے مقابلے سے عاجز ہو کر آپ کی شان میں بکواس کرنی، آپ کی والدہ ماجدہ کو تہمت لگانی اور آپ کو تکلیفیں دینی شروع کر دیں۔ ایک دن آپ شہر میں گھوم رہے تھے کہ شہر کے لوگوں نے آپ کو بہت پریشان کیا۔ تب آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی: مولیٰ اب صبر کا پیالہ بھر چکا۔ ان سب کو سؤر بنا دے۔ آپ کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ وہ سب سؤر ہی ہو گئے۔ لوگوں پر اس واقعہ کی ہیبت طاری ہو گئی۔ کسی نے اس وقت کے یہودی بادشاہ کو خبر دی کہ عیسیٰ کی دعا اتنی زبردست ہوتی ہے کہ انھوں اتنے لوگوں کو سؤر بنا دیا۔ تو بھی ان کا مخالف ہے۔ اپنی خیر منا۔ کبھی ان کی بددعا سے تیرا بھی یہی حال نہ ہو جائے۔ اس نے کہا: کیا کیا جائے؟ ایک ہی حل ہے وہ یہ کہ انھیں کسی طرح ہلاک کر دیا جائے تا کہ ان کی بددعا کا ڈر جاتا رہے۔ چنانچہ ایک شخص تتیانوس کو اس کام کے لیے چنا گیا۔ تتیانوس ایک منافق آدمی تھا اور چھپواں یہودیوں سے ملا ہوا تھا۔ جب یہ واقعہ ہونے والا تھا تب عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ آج صبح سے پہلے ایک شخص مجھے تھوڑے سے درم کے بدلے بیچ ڈالے گا۔ چنانچہ تتیانوس کو یہودی کی طرف سے تیس درم یعنی ساڑھے سات روپے دینے کا وعدہ کیا گیا۔ اس شرط پر کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو اچانک شہید کر دے یا کرا دے۔ چنانچہ تتیانوس یہودیوں کی ایک جماعت لے کر اندھیری رات میں عیسیٰ علیہ السلام کے مکان پر گیا۔ ان سب کو گھر کے آس پاس کھڑا کر کے خود اندر داخل ہوا۔ کیا دیکھتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اچانک کھڑکی کے ذریعے اس حجرے سے نکل کر آسمان پر تشریف لے گئے۔ یہ حیران رہ گیا۔ باہر کے یہودی سمجھے کہ شاید تتیانوس عیسیٰ علیہ السلام سے جنگ کر رہا ہے۔ رب تعالیٰ نے تتیانوس کو عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنا دیا۔ اب یہ باہر آیا۔ اس کے نکلتے ہی ان یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے شبہ میں پکڑ لیا۔ یہ لاکھ چیخا چلایا کہ میں تمھارا ساتھی ہوں۔ مگر کسی نے ایک نہ سنی۔ بولے: اے عیسیٰ تو نے ہمارے آدمی کو قتل کر دیا اب ہمیں دھوکا دینا چاہتا ہے۔ یہ کہہ کر اسے سولی پر چڑھا دیا۔(تفسیر خازن، تفسیر روح المعانی)

(۴۱۶) جب حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ خبر پہنچی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی تو آپ ایک عورت ساتھ صلیب پر پہنچیں اور اس لٹکی ہوئی لاش کے سامنے بیٹھ کر زار زار رونے لگیں۔ کئی روز تک برابر یہاں آتیں اور روتیں۔ ساتویں دن عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا حکم ہوا: جاؤ اور اپنی ماں کو تسلی دو۔ لہذا آپ پہاڑ پر رات کے وقت اترے۔ سارا پہاڑ نور سے جگمگا اٹھا۔ آپ نے اپنی والدہ اور حواریوں کو بلایا۔ بی بی مریم آپ سے لپٹ گئیں اور رونے لگیں اور بولیں: اے عیسیٰ تم کہاں تھے۔ فرمایا میں خیریت سے ہوں جس کو سولی دی گئی ہے وہ دوسرا شخص ہے۔ تم صبر کرو۔ پھر آپ نے اپنے حواریوں کو احکامات کی تبلیغ کی ہدایت فرمائی اور سب کے لیے علاقے مقرر کیے۔ یہ سارا کام تقسیم کر کے آپ چلنے لگے تو حضرت مریم نے کہا کہاں جاتے ہو۔ فرمایا: رب تعالیٰ کے پاس۔ بولیں: کب ملو گے؟ فرمایا: قیامت کے دن۔ پھر نگاہوں سے غائب ہو گئے۔ (خازن، روح المعانی)

(۴۱۷) حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا تیرہ سال کی عمر میں حاملہ ہوئیں اور بیت المقدس میں بیت اللحم کے علاقے میں ایک جنگل میں کھجور کے درخت کے نیچے جو بالکل سوکھا تھا، عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت بی بی مریم کا ہات لگنے سے وہ درخت پھر سے ہرا بھرا ہو گیا۔ (خازن)

(۴۱۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سکندر کے ہاتوں بابل فتح کیے جانے کے پینسٹھ سال بعد پیدا ہوئے۔ تیس سال کی عمر میں آپ پر وحی آئی اور پینتیس سال کی عمر میں رمضان شریف کی ستائیسویں شب یعنی لیلۃ القدر میں آپ آسمان پر تشریف لے گئے۔ آپ کی والدہ صاحبہ آپ کے بعد چھ سال زندہ رہیں۔ (تفسیر خازن)

(۴۱۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری ایک ہی طرح کے لوگ نہ تھے۔ ان میں کوئی دھوبی تھا، کوئی رنگ ریز، کوئی مچھیرا، کوئی بادشاہ۔ ان کی تعداد بارہ تھی۔ (خازن)

(۴۲۰) حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رنگ ریز کا ہنر سیکھنے ایک رنگر ریز کے پاس بھیجا۔ ایک دن وہ رنگ ریز کسی کام سے باہر جا رہا تھا۔ اس

نے آپ کو بلا کر کہا: دوکان میں کچھ لوگوں کے کپڑے رنگنے کے لیے آئے ہیں۔ ان پر میں نے نشان لگا دیے ہیں۔ جس کپڑے پر جیسا نشان لگا ہے ویسا ہی رنگ دینا۔ دیکھو ان برتنوں مین رنگ گھلے ہوئے رکھے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وہ کپڑے ایک ہی برتن میں ڈال دیے۔ جب وہ رنگریز لوٹ کر آیا تو یہ دیکھ کر سر پیٹ لیا کہ سارے کپڑے ایک ہی برتن میئں پڑے ہیں۔ بولا: تم نے سب کپڑے ایک ہی رنگ میں رنگ دیے؟ فرمایا: جا اللہ کا نام لے کر نکال۔ وہ گیا اور جب کپڑے نکالے تو ہر کپڑے کا رنگ اس پر لگے نشان کے مطابق پایا۔ آپ نے فرمایا: یہ تو کپڑے ہیں۔ مجھے تو رب نے انسانوں کو رنگنے کی قوت دی ہے۔ یہ دیکھ کر وہ رنگ ریز اور اس کے ساتھی ایمان لے آئے۔ (تفسیر روح المعانی)

(۴۲۱) محمد ابن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد یہودیوں نے حواریوں کو بہت ستایا اور انھیں بہت دکھ دیے۔ یہ خبر کسی طرح روم کے بادشاہ داؤد ابن نوزہ کو پہنچی کہ شام میں ایک بزرگ پیدا ہوئے تھے جنھوں نے نبوت کا دعویٰ فرمایا تھا۔ انھیں تو ان یہودیوں نے سولی دیدی اور اب ان کے جانشینوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دے رہے ہیں۔ داؤد نے یہودیوں کے بادشاہ سے سفارش کر کے ان حواریوں کو اپنے ملک روم میں بلا لیا اور ان سے عیسیٰ علیہ السلام کے حالات سن کر ان کے ہات پر بیعت کی پھر بنی اسرائیل پر حملہ کر کے ان کا قتل عام کیا۔ چالیس سال بعد طیطوس جانشین ہوا۔ اس نے بیت المقدس پر حملہ کر کے وہاں کے تمام یہودیوں کو غارت کیا، شہر کو بالکل ویران کر دیا۔ کچھ یہودی طیطوس کے ہاتوں مارے گئے اور کچھ جان بچا کر بھاگ گئے جن مین دو قبیلے بنی قریظہ اور بنی نضیر حجاز میں آباد ہو گئے جو مسلمانوں کین ہاتوں مدینہ منورہ سے نکالے گئے، کچھ مارے گئے۔ (تفسیر کبیر، روح المعانی وغیرہ)

(۴۲۲) ذوالقرنین دو ہیں۔ دونوں کا نام سکندر ہے۔ ایک سکندر یونانی جس کا وزیر ارسطا طالیس تھا۔ یہ مشرک تھا۔ دوسرا اسکندر مومن جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ ان کا نام عبد اللہ بن ضحاک بن معد تھا۔ یہ نیک بندے تھے یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے ان کو نبی بھی کہا

ہے۔ان کے وزیر خضر تھے۔انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ پایا ہے۔اوران
سے ملاقات بھی کی ہے بلکہ ارزقی نے ذکر کیا ہے کہ انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
ساتھ کعبے کا طواف بھی کیا ہے۔یہ سکندر رومی سے پہلے گزرے ہیں انھوں نے ہی سدِّ سکندری
بنوائی تھی۔(نزہۃ القاری)

(۴۲۳)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یاجوج ماجوج روزانہ
اس بندھ کی دیوار کھودتے ہیں جس کے پیچھے انھیں قید کیا گیا ہے۔جب آر پار ہونے کو تھوڑا رہ
جاتا ہے تو کہتے بہیں کل اسے ہم پورا کرلیں گے۔مگر جب دوسرے دن جاتے ہیں تو دیوار
پہلے جیسی ملتی ہے۔پھر شام تک کھودتے ہیں جب تھوڑا سا باقی رہ جاتا ہے تو یہ کہہ کر چھوڑ دیتے
ہیں کہ کل آکر آر پار کرلیں گے۔مگر جب دوسری صبح پہنچتے ہیں تو پھر دیوار برابر ملتی ہے۔امام
مقاتل اپنی تفسیر میں ذکر کرتے ہیں کہ یہی چکر چلتا رہے گا۔یہاں تک کہ ان میں ایک مسلمان
پیدا ہوگا۔اس کے ساتھ جب دیوار کھودنے جائیں گے تو وہ کہے گا بسم اللہ کہہ کر کھودو۔وہ
کھودنے جائیں گے یہاں تک کہ انڈے کے چھلکے کے برابر دیوار رہ جائے گی اور سورج کی
چمک نظر آئے گی۔اب مسلمان کہے گا کہو بسم اللہ کل ان شاء اللہ لوٹیں گے اور استے کھودلیں
گے۔اب جبکہ دوسرے دن آئیں گے تو جتنا کھود چکے تھے اتنا کھدا ہوا پائیں گے پھر تھوڑی
دیر میں نقب آر پار کرلیں گے اور اس کے بعد اس میں سے نکلیں گے۔(نزہۃ القاری)

(۴۲۴)ثمود سام بن نوح کے پر پوتے کا نام ہے انھیں کی قوم کو قوم ثمود کہا جاتا ہے۔
یہ لوگ وادی قرا میں سمندر کے کنارے اور شام کے آس پاس بستے تھے۔ان کی عمریں بہت
ہوتی تھیں۔پہاڑوں کو کھود کر اپنے لیے مکان بناتے تھے۔ان کی بستی کا دوسرا حجر بھی ہے۔
جب ان میں کفر اور گناہوں کی کثرت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی
ہدایت کے لیے بھیجا۔قوم ثمود کا ایک لوہے کا بت تھا جس میں شیطان سال میں ایک بار گھستا
اور ان سے کلام کرتا۔حضرت صالح علیہ السلام کے والد اس بت کے مجاور تھے۔ایک بار انھیں
غیرت آئی اور اس بت کو توڑنے کا ارادہ فرمایا تو بت کے اندر سے شیطان چیخا۔قوم دوڑی

ہوئی آئی اور انھیں مار کر غار میں پھینک دیا۔ان کی بیوی برسوں تک ان کی جدائی پر روتی
رہیں پھر ایک فرشتہ آیا اور انھیں بتایا کہ تمھارے شوہر فلاں غار میں ہیں۔یہ وہاں گئیں تو انھیں
مردہ پایا۔پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ کر دیا۔اس کے بعد حضرت صالح پیدا ہوئے۔ان کی
قوم نے ان سے نشانی طلب کی تو نشانی کے طور پر انھیں ایک اونٹنی دی گئی جو ایک چٹان
پھٹنے سے برامد ہوئی تھی۔یہ اونٹنی اتنی بڑی تھی کہ اس کا صرف سینگ ساٹھ ہات کا تھا۔یہ اس قوم
کے پینے کا جتنا پانی تھا سب پی جاتی تھی۔اس لیے باری مقرر کر دی گئی۔ایک دن یہ پانی پیتی
تھی اور دوسرے دن بستی والے۔اس سے قوم پریشان ہوگئی۔انھوں نے اس کی کونچیں کاٹ
ڈالیں۔اس پر عذاب آیا۔جبرئیل امین علیہ السلام نے ایک چیخ ماری اور یہ سب مر گئے
(نزہۃ القاری)

(۴۲۵)قوم ثمود کے جس شخص نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی
تھیں اس کا نام قدار ابن سالف تھا۔اس کا رنگ سرخ تھا۔اسی کو احمر سنود کہتے ہیں۔یہ سرخ
زرد رنگ نیلی آنکھوں والا بناڈاڑھی کا بونا تھا۔(نزہۃ القاری)

(۴۲۶)حضرت ایوب علیہ السلام بہت مال دار تھے۔آپ کے پاس پانچ سو بیلکوں کی
جوڑی تھی جن کی دیکھ بھال کے لیے پانچ سو غلام تھے۔ہر غلام کی ایک بیوی اور ضرورتوں
کے لیے مال تھا۔آپ کے تیرہ بیٹے تھے۔آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح بڑے مہمان
نواز تھے۔بیواؤں کی کفالت کرتے‘ضرورت مند مسافروں کی مدد فرماتے اور جب تک کسی کو
کھانا نہیں کھلا لیتے تھے خود نہیں کھاتے تھے۔ایک دن اللہ تعالیٰ نے شیطان سے فرمایا: تو
نے میرے بندے ایوب کو کیسا پایا؟ وہ بولا: مولیٰ تو نے اسے ہر طرح کی خوشحالی دے رکھی
ہے اگر وہ تیرا فرماں بردار ہے تو کیا تعجب ہے۔مولیٰ تو مجھے اس پر تسلط دیدے۔اللہ تعالیٰ
نے شیطان کو چھوٹ دیدی۔شیطان نے سب سے پہلے حضرت ایوب علیہ السلام کا مکان ڈھادیا
جس میں آپ کے سارے بیٹے دب کر مر گئے۔شیطان بھاگا ہوا حضرت ایوب علیہ السلام کے
پاس گیا۔دیکھا تو وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔بولا: اے ایوب تم یہاں رب کی عبادت کر رہے ہو

اور وہاں اسی رب نے تمھارے بیٹوں کو ہلاک کر دیا ہے۔آپ نے نماز پوری کی اور کہا: رب کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اولاد کے فتنے سے نجات دلائی۔شیطان وہاں سے پلٹا اور اس بار آپ کے سارے مویشی جانور مار ڈالے۔پھر حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس گیا۔آپ ویسے ہی نماز پڑھ رہے تھے۔شیطان نے کہا: ایوب ایسے رب کی عبادت کر رہے ہو جس نے تمھارے سارے مویشی ختم کر ڈالے۔حضرت ایوب علیہ السلام نے نماز پوری کر کے کہا: رب کا شکر ہے کہ اس نے مجھے دنیا کے مال سے نجات دیدی۔شیطان نے اس بار آپ کے سارے باغات ساری جائداد ختم کر دی اور آپ کے پاس گیا۔دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں۔بولا اے ایوب، تم یہاں نماز میں لگے ہوئے ہو ادھر تمھارے خدا نے تمھاری ساری جائداد کا صفایا کر دیا۔آپ نے نماز پوری کر کے کہا: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے جائداد سے بھی بے نیاز کر دیا۔ شیطان چڑ گیا۔نماز کی حالت میں ہی اس نے حضرت ایوب علیہ السلام کی ناک میں پھونک ماری جس سے آپ کے پورے بدن میں آبلے پڑ گئے۔پھر ان چھالوں میں کھجلی پیدا ہوئی۔ ناخنوں سے انھیں کھجاتے یہاں تک کہ ناخن بھی گر گئے۔پھر موٹے ٹاٹ سے کھجانے لگے۔ اس سے بھی چین نہ ملا تو ٹھیکرے اور پتھروں سے کھجانے لگے۔یہاں تک کہ سارا گوست گل گیا اور صرف ہڈیاں اور پٹھے باقی رہ گئے۔پھر اللہ کا حکم یوں ہوا کہ ان زخموں میں میں کیڑے پڑ گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ بارہ ہزار جوڑے کیڑے پیدا ہوئے تھے۔ ایک کیڑا دوسرے کیڑے کو کھانے لگا۔زخموں نے بو آنے لگی۔بستی والوں نے بستی سے باہر ایک گھورے پر لے جا کر ڈال دیا اور سب لوگوں نے آپ سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔آپ کی خدمت کو ایک بی بی رحمت بنت فرقائیم ابن یوسف ہی آپ کے پاس رہ گئیں۔انھوں نے ایک دن حضرت ایوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ اللہ سے اپنیت لیے دعا کیجیے۔فرمایا کہ آسائش کی مدت کتنی تھی۔انھوں نے کہا: اسی سال۔فرمایا: مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میری آزمائش کی مدت آسائش سے کم ہو۔ایک بار شیطان ان کی بی بی کے پاس آیا اور ایک بکری کا بچہ دے کر کہا کہ اسے ایوب کو دیدو اور کہو کہ میرے نام پر ذبح کر دیں تو اچھے ہو جائیں گے۔بی بی

صاحبہ نے جا کر حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا تو انھیں جلال آ گیا فرمایا: تو مجھے ہلاک کرنا چاہتی ہے۔اگر اللہ نے مجھے اس مصیبت سے نجات دی تو تجھے سو کوڑے ماروں گا۔تو مجھے حکم دیتی ہے کہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کروں۔آپ نے انھیں بھی بھگا دیا۔اور اکیلے رہ گئے۔ادھر کیڑے ختم ہوتے ہوتے دو رہ گئے۔ان میں سے ایک نے آپ کے دل پر منہ مارا ایک نے آپ کی زبان پر۔تب آپ نے دعا فرمائی: اے رب مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو سب مہربانوں سے بڑھ کت مہربان ہے۔حضرت ایوب علیہ السلام نے یہ دعا اس لیے نہیں مانگی تھی کہ آپ کے ہات سے صبر کا دامن چھوٹ گیا تھا۔ بلکہ جب ایک کیڑے نے آپ کی زبان پر منہ مارا اور دوسرے نے آپ کے دل پر تو آپ کو فکر ہوئی کہ زبان ذکر الٰہی کا ذریعہ ہے اور دل فکر الٰہی کا۔جب یہ نہ رہیں گے تو بندگی کا حق کیسے ادا ہوگا۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو صابرین کے زمرے سے نہیں نکالا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قابول فرمائی اور انھیں حکم دیا کہ اپنا پاؤں زمین پر مارو تمھیں ٹھنڈے پانی کا صشمہ ملے گا۔حضرت ایوب علیہ السلام نے پاؤں مارا تو ایک چشمہ ظاہر ہوا۔حکم دیا گیا اس سے غسل کرو۔آپ نے غسل کیا تو ظاہری بدن کی ساری بیماریاں دور ہوگئیں۔پھر آپ چالیس قدم چلے پھر حکم ہوا کہ زمین پر پاؤں مارو۔پھر ایک میٹھے اور ٹھنڈے پانی کا چشمہ ظاہر ہوا۔اب حکم ہوا کہ اس کا پانی پیو۔ آپ نے پیا تو اندر کی ساری بیماریاں دور ہوگئیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کا سارا مال دوگنا کر کے لوٹا دیا اور تمام اولاد کو زندہ فرمادیا۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلکام کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔انھوں نے آتے ہی آپ سے کہا کہ زمین پر پاؤں ماریے۔آپ نے پاؤں زمین پر مارا جس سے دونوں کیڑے بدن میں سے نکل کر نیچے گر پڑے۔ان میں سے ایک دریا میں چلا گیا جس سے دریائی مخلوق پیدا ہوئی اور دوسرا پیڑ پر چڑھ گیا جس سے ریشم کا کیڑا بنا۔(نزہۃ القاری)

(۴۲۷) سلویٰ ایک دریائی پرندے کا نام ہے جس کا قد چھوٹے مرغے کی برابر ہوتا

ہے۔اس کا گوشت بہت ہی مزیدار اور جلد ہضم ہونے والا ہے۔یہ بادل کی گرج سن کر مر جاتا ہے۔اس کا پاکانہ چڑیا کی بیٹ کی طرح ہوتا ہے۔اس کا پِتّا مرگی کے لیے مفید ہے اور اس کا خون کان کے درد کو دور کرتا ہے۔اس کے کھانے سے دل نرم ہوتا ہے۔یہ پرندہ مصر اور حبشہ کے علاقہ میں کھاری سمندر کے پاس زیادہ پایا جاتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۴۲۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب رب تبارک وتعالیٰ سے عرض کیا کہ اے میرے رب مجھے دکھادے کہ تو مردے کو کس طرح زندہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ چار چڑیاں پکڑ کر انھیں اپنے سے مانوس کرلو پھر قیمہ قیمہ کر کے پہاڑ پر رکھ دو اور پھر انھیں آواز دو تو فوراً وہ دوڑی چلی آئیں گی۔مجاہد کا قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مور، مرغ، کوے اور کبوتر کو لیا تھا۔کچھ علما کہتے ہیں کہ سبز بطخ تھی اور کالا کوا اور سفید کبوتر اور لال مرغ تھا۔(تحفۃ الواعظین)

(۴۲۹) روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر رمضان کی پہلی رات کو صحیفے اترے اور اس کے سات سو برس بعد چھ رمضان کو توراۃ اور توراۃ کے پانچ سو برس بعد بارہ رمضان کو زبور اور زبور کے بارہ سو سال کے بعد اٹھارہ رمضان کو انجیل نازل ہوئی اور انجیل کے چھ سو بیس سال کے بعد ستائیس برس کے بعد قرآن کریم نازل ہوا۔(کتاب الحیٰوۃ)

(۴۳۰) جالوت اتنا لمبا تھا کہ اس کی پرچھائیں ایک میل تک جاتی تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۴۳۱) کسریٰ ایران کے بادشاہ کا لقب تھا۔حضور ﷺ نے جس بادشاہ کو خط بھیجا تھا اس کا نام کسریٰ پرویز ہرمز بن نوشیروان تھا۔اسے خسرو پرویز بھی کہتے تھے۔اس نے نامہ مبارک پھاڑ ڈالا۔اس پر حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ وہ بھی پھاڑ ڈالا جائے۔کسریٰ کو اس کے بیٹے شیرویہ نے مار ڈالا اور خود تخت پر بیٹھ گیا۔اس کے بعد دو تین اور بادشاہ ایران تخت پت بیٹھے مگر بدنظمی بڑھتی گئی۔آخر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دور میں سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایران فتح کیا اور مارا مال و دولت چھین لیا۔شاہ ایران

یزدجر کی شہزادیوں کو قید کر کے مدینہ منورہ بھیج دیا۔انھیں میں سے ایک شہر بانو تھیں جن کی شادی سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۴۳۲) بابل عراق میں ایک بستی کا نام ہے جہاں کا جادو اور شراب مشہور ہے۔کبھی پورے علاقے کو بابل کہہ دیتے ہیں۔اسے نمرود نے بسایا تھا۔اس نے یہاں ایک محل بنوایا تھا جو پانچ ہزار ہات اونچا تھا۔اس نے یہ محل اس لیے بنوایا تھا تاکہ آسمان پر جا کر آسمان والوں سے لڑ کر ان کی حکومت بھی لے لوں۔اللہ عزوجل نے یہ محل ڈھا دیا۔کہتے ہیں کہ یہاں رہنے والوں کی زبان سریانی تھی مگر ایک رات سوئے تو اللہ کی قدرت سے یہ لوگ الگ زبان بولنے لگے۔ہر شخص اپنی زبان میں بل بلک کرتا تھا اس لیے اس کا نام بابلی پڑ گیا یعنی بلبلانے والے لوگ۔(تفسیر نعیمی)

(۴۳۳) اللہ تعالیٰ نے ابوالانبیاء حضرت آدم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: میں مکہ کا خداوند ہوں اس کے رہنے والے میرے پڑوسی ہیں اور خانہ کعبہ کی زیارت کرنے والے اور وہاں تک پہنچنے والے میرے مہمان ہیں اور وہ میری عنایت اور حمایت کے سائے میں ہیں۔اور میری حفاظت اور رعایت میں ہیں اور زمین اور آسمان والوں سے اسے معمور کردوں گا اور جماعتوں کے بعد جماعتیں بکھرے ہوئے اور مٹی سے اٹے بال لیے لبیک کہتی ہوئی اونچی آواز سے تکبیر کہتی ہوئی آنکھوں سے آنسو بہاتی آئیں گی اور جو بھی خانہ کعبہ کی زیارت کو آئے گا اس کی منزل بیت اللہ کی زیارت اور میری خوشنودی اور رضا کے سوا کچھ نہ ہوگا کیونکہ میں ہی گھر کا مالک ہوں۔گویا ایسا ہوگا کہ اس نے میری ہی زیارت کی۔وہ میرا مہمان ہوگا اور میرے کرم کے لائق اور مستحق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ میں اس کو عزت دوں گا اور محروم نہ چھوڑوں گا۔اس خانہ کعبہ کا انتظام تیرے بیٹوں میں سے اس نبی کے حوالے کروں گا جسے ابراہیمؑ کہیں گے۔اس کے ذریعے خانہ کعبہ کی بنیادوں کو اونچا کراؤں گا اور اس کے ہات سے اسے تعمیر کراؤں گا اور اس کے لیے زم زم کا چشمہ نکالوں گا اور اس کی حرمت اس کی میراث میں دوں گا اور اس کے مشاعر یعنی مقدس نشانیوں کو اس کے ہات سے آشکارہ کراؤں گا۔پھر ابراہیم کے

بعد ہر زمانے میں لوگ اسے آباد رکھیں گے اور اس کی طرف مقصد اور ارادہ رکھیں گے یہاں تک کہ نوبت بہ نوبت تیرے بیٹوں میں سے اس نبی تک پہنچے گی جسے محمد کہیں گے۔ وہ نبوت کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہوں گے اور اس نبی کو میں اس گھر کے رہنے والوں، انتظام کرنے والوں، متولیوں اور حاجیوں میں بزرگ اور برتر بناؤں گا۔ جو بھی مجھے تلاش کرنے والا اور مجھے چاہنے والا ہو اسے لازم ہے کہ وہ اس جماعت کے ساتھ ہو جن کے بال دھول سے اٹے ہوئے ہیں اور جو خدا کے حضور اپنی منتوں اور نذروں کو پورا کرتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۳۴) حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو خط ملکہ سبا کو لکھا تھا وہ بسم اللہ سے شروع کیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۳۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں توبہ کے لیے خودکشی جائز تھی مگر اسلام میں حرام۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۳۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ پر ایمان لانے والے لوگوں کے لیے جب نمرود کی مملکت میں زندگی بسر کرنی دوبھر ہو گئی تو آپ نے اپنے وطن سے ہجرت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ آپ کی پہلی منزل حران تھی۔ وہاں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد مصر کی طرف کوچ کیا۔ مصر میں اس وقت فرعونوں کے پہلے خاندان کا ایک فرعون حکومت کرتا تھا۔ اس لکو جب ابراہیم علیہ السلام کی بی بی حضرت سارہ کے حسن و جمال کے بارے میں معلوم ہوا تو اس کی نیت خراب ہو گئی اور اس نے حضرت سارہ کو اپنے محل میں طلب کیا اور تنہائی میں برے ارادے سے ان کی طرف ہات بڑھایا۔ فوراً ہی اس کا ہات سوکھ گیا۔ اس نے حضرت سارہ سے کہا کہ وہ اللہ سے دعا کریں کہ اس کا ہات ٹھیک ہو جائے پھر کبھی وہ ایسی حرکت نہیں کرے گا۔ حضرت سارہ نے دعا کی: اے اللہ اگر یہ سچا ہے تو اس کے ہات کو ٹھیک کر دے۔ اسی وقت فرعون کا ہات ہرا بھرا ہو گیا۔ اس نے حضرت سارہ کی خدمت میں حضرت ہاجرہ کو پیش کر دیا۔ حضرت سارہ نے ہدیہ کے طور پر حضرت ہاجرہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ لونڈی تھیں۔ حقیقت

یہ ہے کہ حضرت ہاجرہ کنیز نہ تھیں بلکہ قبطی قوم کے بادشاہ کی بیٹی تھیں۔ قاضی محمد سلیمان منصوری کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت ہاجرہ فرعون کی بیٹی تھیں۔ جب اس نے حضرت سارہ کی کرامت کو دیکھا تو کہا کہ میری بیٹی کا اس گھر میں خادمہ ہو کر رہنا دوسرے گھر میں مالکہ ہو کر رہنے سے بہتر ہے۔ (ضیاء النبی، جلد اوّل)

(۴۳۷) سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی پہلی شادی بنی جرہم کی ایک خاتون سے ہوئی جسے آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرمان کے مطابق طلاق دیدی۔ دوسری خاتون جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نکاح میں آئیں وہ بھی قبیلہ بنی جرہم کی تھیں ان کا نام السّیدہ بنت مزاز بن عمرو الجرہمی تھا۔ ان سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے ہوئے اور ایک بیٹی۔ آپ نے وفات کے وقت اپنے بھائی حضرت اسحاق علیہ السلام کو وصیت کی کہ ان کی بیٹی کی شادی اپنے بیٹے عیسو سے کر دیں۔ (تاریخ طبری)

(۴۳۸) جس شیطان نے حضرت ایوب علیہ السلام کو تکلیف پہنچائی تھی اس کا نام سُوٗ وت تھا۔ (ابن ابی حاتم)

(۴۳۹) حضرت سلیمان علیہ السلام جب جنابت کی حالت میں ہوتے یا رفع حاجت کو جاتے تو اپنی انگوٹھی، جس پر اسم اعظم تھا، اپنی سب سے زیادہ بھروسے والی بیوی حضرت جرادہ کے پاس رکھواتے۔ (تفسیر ابن کثیر)

(۴۴۰) جس چیونٹی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کو دیکھ کر اپنی ساتھ چیونٹیوں کو اپنے اپنے بلوں میں چل ء جانے کا مشورہ دیا تھا اس کا نام تاخیہ تھا۔ وہ لنگڑی تھی۔ (شان حبیب الرحمٰن، خزائن العرفان)

(۴۴۱) حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو خطبہ دیا۔ پوچھا گیا کہ کون سب سے زیادہ علم والا ہے؟ فرمایا: میں اس 'میں' کہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عتاب فرمایا کہ انھوں نے یہ کیوں نہیں کہا کہ اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اللہ نے ان کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ

وہاں رہتا ہے جہاں دوسمندروں کا سنگم ہے۔ وہ تم سے زیادہ علم والا ہے۔ حضرت موسیٰ نے
عرض کیا: اے رب ان سے ملاقات کس طرح ہو۔ فرمایا گیا: ایک مچھلی ٹوکری میں لے لو
جہاں یہ مچھلی غائب ہوجائے وہیں وہ ہوں گے۔ حضرت موسیٰ چلے۔ ان کے ساتھ ان کے
خاص خادم حضرت یوشع بن نون بھی چلے۔ دونوں نے ایک مچھلی ٹوکری میں رکھ لی۔ جب
ایک چٹان کے پاس پہنچے جس کے نیچے گیلی زمین تھی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس چٹان
کے سائے میں سوگئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس چٹان کے نیچے آب حیات کا چشمہ تھا۔
اس کا پانی جس مردے پر پڑتا تھا وہ زندہ ہوجاتا۔ کسی طرح اس مچھلی پر اس کا پانی پڑ گیا اور
وہ زندہ ہوگئی اور تڑپ کر سمندر میں چلی گئی اور سمندر میں جہاں ڈوبی وہیں گول سرنگ بن گئی۔
حضرت یوشع یہ منظر دیکھ رہے تھے مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جگایا نہیں۔ سوچا جب بیدار ہوں
گے تو بتادوں گا۔ مگر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جاگے تو انھیں یاد نہ رہا۔ آگے چل کر جب
حضرت موسیٰ نے بھوک کی شدت سے کھانا طلب کیا تو حضرت یوشع کو مچھلی یاد آئی اور انھوں
نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مچھلی کے سمندر میں کود جانے کی بات بتائی۔ مسلم شریف میں ہے
کہ دونوں لوٹ کر اس چٹان کے پاس آئے۔ حضرت یوشع نے وہ جگہ بتائی جہاں مچھلی غائب
ہوئی تھی۔ تفاسیر میں ہے کہ دونوں نے مچھلی کے غائب ہونے کی جگہ کو دیکھا کہ ایک طاق کی
طرح ہے۔ پھر دیکھا کہ ایک صاحب بیچوں بیچ سمندر کے پانی کے اوپر ایک زبز فرش پر اس
طرح کپڑے اوڑھے ہیں کہ چادر کا ایک کنارہ سر کے نیچے اور دوسرا پاؤں تلے ہے۔ مسلم میں
ہے کہ چت سوئے تھے۔ ابن حاتم کی روایت میں ہے کہ اون کا جبہ پہنے ہوئے تھے اور اون کا
ہی کمبل تھا۔ ابن ابی حاتم کی روایت یوں ہے کہ یہ دونوں اس سوراخ میں تشریف لے گئے جو
مچھلی بناتی ہوئی گئی تھی۔ پانی جم کر سخت ہوگیا تھا۔ اندر جزیرۃ البحر میں پہلے تو دیکھا کہ حضرت خضر
علیہ السلام بیچوں بیچ سمندر میں سبز فرش پر کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے حصرت خضر علیہ السلام کو سلام کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: تمھاری اس زمین میں سلام
کہاں سے۔ جواب دیا میں موسیٰ ہوں۔ پوچھا: بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ فرمایا: ہاں۔ حضرت

خضر علیہ السلام نے پوچھا: آپ کس لیے تشریف لائے ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:
اس لیے آیا ہوں کہ آپ مجھے ان اچھی باتوں میں سے کچھ سکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو
سکھائی ہیں۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے عرض کیا: کیا آپ کے لیے یہ کافی نہیں کہ تورات
آپ کے پاس ہے آپ پر وحی آتی ہے۔ اے موسیٰ میرے پاس کچھ ایسے علوم ہیں کہ ان سب
کا جاننا آپ کے لائق نہیں اور آپ کے پاس کچھ ایسے علوم ہیں جن کا جاننا میرے لائق نہیں۔
موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ان شاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ میں آپ کے کسی حکم کی خلاف
ورزی نہیں کروں گا۔ اس کے بعد یہ دونوں دریا کے کنارے پیدل چلے۔ ان کے پاس کشتی نہ
تھی۔ پھر ایک کشتی ان کے قریب آئی۔ ابن ابی حاتم کی روایت کے مطابق حضرت خضر علیہ
السلام نے کشتی والے سے کہا کہ اور سواروں نے جو کرایہ دیا ہے ہم اس کا دوگنا دیں گے۔ کشتی
کے سواروں نے مالک سے کہا اس خوفناک جگہ یہ لوگ ہیں کہیں چور نہ ہوں۔ کشتی کے مالک
نے کہا میں ان لوگوں کے چہروں پر نور دیکھ رہا ہوں۔ پھر اس نے بنا کرایہ لیے ان حضرات کو
سوار کرلیا۔ اتنے میں ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھی اور ایک دو چونچ سمندر میں
ماری۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: میرے اور تمھارے علم کی نسبت اللہ کے علم کے
ساتھ وہی ہے جو اس چڑیا کی ایک چونچ کی سمندر سے ہے۔ پھر حضرت خضر علیہ السلام نے
ایک کلھاڑی سے کاٹ کر کشتی کا تختہ اکھاڑ دیا اور اس میں کیل ٹھونک دی۔ ایک روایت میں
ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس میں ایک کپڑا بھر دیا اور ایک کونے میں تشریف لے
گئے اور سوچنے لگے کہ اس شخص کے ساتھ رہ کر کیا بنالوں گا؟ بنی اسرائیل میں تھا انھیں صبح و شام
اللہ کی کتاب سناتا تھا، حکم دیتا تھا، وہ مان لیتے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: آپ کے
جی میں کیا ہے کہیے تو بتادوں؟ فرمایا: بتادو۔ حضرت خضر علیہ السلام نے سب بتادیا۔ کشتی سے اتر
کر یہ لوگ سمندر کے کنارے جارہے تھے کہ دیکھا دس بچے کھیل رہے ہیں۔ ان میں جو سب
سے زیادہ خوب صورت اور ذہین بچہ تھا اسے حضرت خضر علیہ السلام نے پکڑا اور مار ڈالا۔ اس کا
نام بخاری شریف میں جیسور آیا ہے اور ایک قول کے مطابق اس کا نام جیسون تھا۔ ایک

روایت میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک بڑا پتھر لے کر اس بچے کے سر پر دے مارا۔ یہ لڑکا بڑا شریر تھا۔ ہر دم فساد مچائے رہتا۔ ماں باپ کو ستا تا رہتا۔ راتوں کو چوری کرتا صبح کو جب شکایت آتی ماں باپ جھوٹی قسمیں کھاتے کہ یہ رات بھر کہیں نہیں گیا ہمارے ساتھ سویا تھا۔ اس کے بعد وہ ایک بستی میں پہنچے جس کا نام انطا کیہ تھا جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے۔ یہاں یہ حضرات سورج ڈوبنے کے بعد پہنچے۔ بستی والوں نے انھیں مہمان بنانے سے انکار کر دیا۔ قریب میں کوئی ایسی بستی نہ تھی جہاں یہ جاتے۔ جاڑے کی رات تھی۔ ان حضرات نے اسی بستی میں ایک ایسی دیوار پائی جو گرا چاہتی تھی۔ ان حضرات نے اسی دیوار کے پیچھے قیام کیا۔ یہ دیوار اتنی جھکی ہوئی تھی کہ بستی والے اس سے بچ کر چلتے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے جب دیکھا کہ دیوار خطرناک ہے تو اسے ہات لگا کر سیدھا کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ستون لگا کر سیدھا کر دیا۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر آپ چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لے لیتے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا یہ میری اور آپ کی جدائی ہے۔ محدثین فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ میں نے کشتی اس لیے توڑی کہ کشتی والے غریب تھے۔ ان کی روزی اسی کشتی پر منحصر تھی۔ واپسی میں ایک ایسے ظالم بادشاہ پر گذر ہوتا جو ہر صحیح اور سلامت کشتی چھین لیتا تھا اور ٹوٹی پھوٹی کو چھوڑ دیتا تھا۔ میں نے کشتی میں توڑ پھوڑ کر دی تا کہ یہ کشتی ان غریبوں کے پاس رہے۔ چنانچہ واپسی میں جب یہ کشتی اس ظالم بادشاہ کی سرحد میں داخل ہوئی تو اس نے آ کر کشتی کو دیکھا اور اس کو خستہ حالت میں دیکھ کر چھوڑ دیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے تختہ فٹ کر لیا۔ یہ ظالم اندلس میں رہتا تھا۔ حضرت حضذر علیہ السلام نے بتایا کہ بچے کا معاملہ یہ تھا کہ اس کی سرشت میں کفر تھا۔ اس کے ماں باپ مومن تھے۔ اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں اس کافر بچے کی محبت میں وہ بھی کافر نہ ہو جائیں۔ اس لیے ہمیں نے اسے مار ڈالا۔ قرآن مجید میں ہے کہ ہم نے یہ چاہا کہ اس بچے کے بدلے ان لوگوں کو کوئی نیک اور لائق اولاد عطا فرمائی جائے۔ بخاری شریف میں ہے کہ اس بچے کے بدلے ماں باپ کو ایک لڑکی عطا ہوئی۔ جمل میں ہے کہ اس لڑکی کا نکاح ایک نبی

سے ہوا جس سے اور نبی پیدا ہوئے۔ کچھ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شمعون انھیں کی نسل سے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ستر نبی ان خاتون کی نسل سے ہوئے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اس بچے کا کندھا چیر کر دل نکال کر دکھایا۔ اس پر لکھا تھا کافر ہے' کبھی ایمان قبول نہیں کرے گا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار کے بارے میں بتایا کہ وہ دیوار دو یتیم بچوں کی تھی۔ اس کے نیچے خزانہ دفن تھا۔ اگر دیوار ابھی گر پڑتی تو گاؤں والے گاؤں والے سارا خزانہ لے جاتے اور یہ بچے محروم رہ جاتے۔ ان کی ساتویں پشت میں ان کے دادا کاشح نیک پاک باز شخص تھے ان کی برکت سے اللہ کو یہ منظور ہوا کہ یہ خزانہ انھیں بچوں کو ملے۔ اس لیے میں نے وہ دیوار درست کر دی تا کہ بڑے ہو کر یتیم بچے اس خزانے کو حاصل کر لیں۔ (نزہۃ القاری)

(۴۴۲) حضرت حزقیل علیہ السلام نے ایک بنی اسرائیل کو اللہ کے حکم سے جہاد میں جانے کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے مرنے کے خوف سے جہاد کو قبول نہیں کیا۔ اللہ کے غضب سن پر طاعون نازل ہوا جس سے ان کی بہت سے لوگ مر گئے اور کافی لوگ ڈر کر نکل بھاگے۔ جب سو کوس پر چلے گئے تو وہاں ایک بھیانک آواز آئی کہ سب کے سب مر گئے۔ اتنے مردے ہو گئے کہ انھیں شہر میں لا کر دفن کرنا ممکن نہ تھا۔ تب ایک چار دیواری کھینچ کر سب مردوں کو وہاں رکھ دیا۔ سورج کی گرمی سے سب مردے سڑ گئے۔ وہب بن منبہ کی روایت کے مطابق اسی ہزار آدمی مرے تھے۔ حضرت حزقیل علیہ السلام سات دن دن کے اعتکاف کے بعد جب باہر نکلے تو دیکھا کہ گھوشت پوست سب گل گیا صرف ہڈیاں رہ گئیں۔ دل میں رحم آیا۔ عرض کیا: الٰہی تو نے میری قوم کو ہلاک کیا۔ انھیں پھر سے زندہ کر دے۔ آواز آئی: اے حذقیل یہ کلوگ وبا کے ڈر سے بھاگے تھے اور میری قدرت پر بھروسا چھوڑ دیا تھا اس لیے میں نے انھیں مار ڈالا۔ حضرت حز۲یل علیہ السلام کے کہنے سے اللہ تعالیٰ نے پھر انھیں زندہ کیا۔ کہتے ہیں کہ ان کے بدن سے اور ان کی نسل کے بدن سے جب پسینہ نکلتا تھا تو مردے کی بو آتی تھی۔ حضرت حزقیل علیہ السلام یہاں سے ہجرت کر کے بابل میں جا بسے اور وہیں وصال ہوا اور دجلہ اور کوفہ کے بیچ دفن ہوئے۔ (قصص الانبیاء)

(۴۴۳) حضرت الیسع علیہ السلام کے بعد سات سو برس تک کوئی نبی بنی اسرائیل پر نہیں بھیجا گیا۔صرف علما تھے جوانھیں اللہ کی راہ بتاتے تھے مگران کوئی سنتا نہ تھا۔پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت حنظلہ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو حکیم دو کہ اللہ کو پوجیں اور بتوں کو چھوڑ دیں۔حضرت حنظلہ علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی طرف بلایا مگر وہ لوگ ایمان نہیں لائے بلکہ آپ کو مارڈالنے پر اتارو ہوگئے۔اس شہر کا بادشاہ طیفور بن ظغیانوس تھا۔اس کے پاس بارہ ہزار غلام، بے شمار خزانہ اور بڑا بھاری لشکر تھا۔سات سو برس سے ان میں کوئی آدمی نہیں مرا تھا۔وہ بادشاہ بھی حضرت حنظلہ علیہ السلام کی دشمنی پر اترا اور اپنے آدمیوں کو آپ کی ہلاکت کا حکم دیا۔تب اللہ نے ان پر موت بھیجی اور ہزاروں آدمی مرگئے۔بادشاہ نے موت کے ڈر سے اپنی حفاظت کا کڑا بندوبست کیا مگر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے ایک دن اس کی جان نکال لی۔اللہ نے اس کے علاقے کے سارے دریا اور چشمے کا سب پانی سکھا دیا۔حضرت حنظلہ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا: اگر تم خدائے وحدہٗ لاشریک پر ایمان لے آؤ تو اس عذاب سے چھٹکارا پاسکتے ہو۔بنی اسرائیل نے سخت غصے کے عالم میں حضرت حنظلہ علیہ السلام کی جان لینے کا ارادہ کیا مگر آپ ان کے گھر سے نکل گئے۔پھر اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے واسطے ایک سانپ بھیجا۔اس شہر کی لمبائی چوڑائی چھتیس کوس کی تھی۔اس سانپ نے ایک ساتھ چاروں طرف سے اس شہر کو لپیٹ لیا اور ان لوگوں کو دبانا شروع کیا۔سوکھے چشموں سے دھواں نکلنا شروع ہوا جس سے اکثر لوگ ہلاک ہوگئے۔اس عذاب کے کچھ روز بعد حضرت حنظلہ علیہ السلام نے دنیا سے کوچ فرمایا۔(قصص الانبیا)

(۴۴۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون سے فرمایا کہ تجھ پر تیرے مال کا ہزارواں حصہ زکوٰۃ فرض ہے تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں پوری زکوٰۃ دوں گا لیکن گھر جا کر حساب لگایا تو یہ بہت بڑی رقم ہوتی تھی لہذا اس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔اس کے بعد اس نے بنی اسرائیل کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ تم لوگ موسیٰ علیہ السلام کی ہر بات مانتے آئے۔بولو کیا کہتے ہو۔انھوں نے کہا: آپ ہمارے بڑے ہیں جو چاہے حکم

دیں۔اس نے ان سے کہا: فلانی آوارہ عورت کے پاس جاؤ اور اسے اس بات پر تیار کرو کہ موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگائے۔اس کے بدلے وہ جتنا مال چاہے لے لے۔قارون نے اس عورت کو ہزار اشرفیوں کا اور دوسرے بہت سے وعدے کر کے اس بات پر تیار کرلیا۔دوسرے دن قارون نے بنی اسرائیل کو جمع کیا۔پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کہ بنی اسرائیل آپ کا انتظار کررہے ہیں۔آپ چل کر انھیں نصیحت کریں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی جماعت میں تشریف لے گئے اور یہ تقریر فرمائی کہ اے بنی اسرائیل جو چوری کرے گا اس کے ہات کاٹے جائیں گے جو کسی پر زنا کی تہمت لگائے گا اس کی سزا اسی کوڑے ہیں۔اور اگر کوئی کسی کے ساتھ زنا کرے گا اگر وہ کنوارا ہے تو اسے سو کوڑے مارے جائیں گے اور اگر سادی شدہ ہے تو اسے سنگ سار کیا جائے گا۔یہاں تک کہ وہ مرجائے۔یہ سنتے ہی قارون کھڑا ہوگیا اور کہا کیا یہ حکم سب کے لیے ہے چاہے حضور ہی کیوں نہ ہوں؟ فرمایا: یہ حکم سب کے لیے ہے اگر چہ میں ہی کیوں نہ ہوں۔اب قارون نے کہا: بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ آپ نے فلاں بدچلن عورت کے ساتھ برا کام کیا ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اسے بلاؤ۔جب وہ حاضر ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے بنی اسرائیل کے لیے دریا پھاڑا اور اس میں راستے بنائے اور تورات نازل فرمائی۔سچ سچ بتا۔اللہ کے نبی کا رعب ایسا پڑا کہ وہ عورت ڈر گئی اور اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ قارون کے پیسے کے لالچ میں آکر وہ یہاں آئی ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام روتے ہوئے سجدے میں گر گئے اور عرض کرنے لگے: یارب میں تیرا رسول ہوں تو قارون پر غضب نازل فرما۔اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی میں نے زمین کو آپ کا کہنا ماننے کا حکم دیا ہے آپ جو چاہیں حکم دیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا: جو قارون کا ساتھی ہو وہ اس کے ساتھ رہے اور جو میرا ساتھی ہو وہ میرے پاس آجائے۔اس ارشاد پر سوائے دو شخصوں کے سب قارون سے الہ ہوگئے۔اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ قارون کو پکڑ۔آپ کی بات ختم ہوتے ہی وہ تینوں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔پھر آپ نے زمین سے فرمایا اور

پکڑ۔تو وہ کمر تک دھنس گئے۔آپ یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ وہ لوگ گردنوں تک دھنس گئے۔قارون نے رشتے داری کا بہت واسطہ دیا مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جلال کم نہ ہوا۔ قارون اوراس کے ساتھی زمین میں دھنستے چلے گئے یہاں تک کہ وہ بالکل دھنس گئے اور زمین برابر ہوگئی۔قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قیامت تک وہ اسی طرح دھنستے چلے جائیں گے۔بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ موسیٰ نے قارون کو اس لیے زمین میں دھنسایا تاکہ اس کے سامنے مکان اور مال پر قبضہ کرسکیں۔یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جلال آیا تو آپ نے اس کے مکان، اس کے خزانوں وغیرہ کو بھی زمین میں دھنسادیا۔(نزہۃ القاری)

(۴۴۵) ابن اسحٰق نے روایت کی ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کو لے کر چلنے کا حکم دیا تو یہ بھی فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت ہمراہ لیتے جانا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ فجر کے وقت نکلیں گے مگر یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ مبارک تابوت کہاں ہے۔ادھر فجر طلوع ہونے کے قریب ہوگئی مگر تابوت کا پتہ نہیں چلا تو اللہ عزوجل سے دعا فرمائی کہ طلوع فجر کو مؤخر فرمادے یہاں تک کہ تابوت کو حاصل کرلیا۔(نزہۃ القاری)

(۴۴۶) ثعلبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ میں نے مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیہ کریمہ رُدُّوْھَا عَلَیَّ کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام نے جہاد کا ارادہ فرمایا۔اس کے لیے گھوڑوں کا معائنہ فرما رہے تھے کہ سورج ڈوب گیا تو سورج پر جو فرشتے مؤکل ہیں انھیں حکم دیا: رُدُّوْھَا عَلَیَّ یعنی سورج کو لوٹاؤ۔فرشتوں نے سورج کو لوٹایا یہاں تک کہ انھوں نے عصر پڑھ لی۔(فتح الباری جلد سادس)

چوتھا باب: آباءواجداداوراہل بیت رسول

(۱) آدم علیہ السلام سے حضور ﷺ تک کل اکیاون حضرات حضور ﷺ کے نسب میں

آتے ہیں جن میں تیس میں اختلاف ہے باقی اکیس متفق علیہ ہیں۔ان میں چھ حضرات نبی ہیں۔تفسیر روح البیان میں حضور ﷺ کا نسب نامہ اس طرح ہے: حضرت آدم علیہ السلام، حضرت شیث، انوش، قینان، مہلائیل، یرد، حضرت ادریس علیہ السلام، متوشلخ، لمک، حضرت نوح علیہ السلام، سام، ارفخشذ، شالخ، عابر، فالخ، ارغو، شارخ، ناخور، تارح، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، قیدار، حمل، نابت، سلامان، الیثجب، یعرب، حمیسیع، یسع، ازو۔ان حضرات میں اختلاف ہے۔متفق علیہ نام یہاں سے شروع ہوتے ہیں: عدنان، معد، نزار، مضر، الیاس، مدرکہ، خزیمہ، کنانہ، نضر، مالک، فہر، غالب، لوئی، کعب، مرّہ، کلاب، قصی، عبد مناف، ہاشم، عبد المطلب، عبداللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ۔(نزہۃ القاری)

(۲) حضور ﷺ کے دادا سردار عبد المطلب مستجاب الدعوات شخص تھے۔اپنے دسترخوان سے قصداً پرندوں اور جانوروں کے لیے کھانا بچالیتے تھے اور پہاڑوں پر ڈال آتے تھے۔اسی بنا پر انھیں مطعم الطیر یعنی چڑیوں کو کھلانے والا اور فیاض یعنی حد سے زیادہ سخی کہا جاتا تھا۔وہ قریش کے باکمال اور فعال سردار تھے۔ایک سو بیس سال عمر گزاری۔آخری عمر میں بتوں کی پوجا بھی چھوڑ دی تھی اور ایک اللہ کی عبادت کرنے لگے تھے۔سردار عبد المطلب واقعہ فیل کے آٹھ سال بعد فوت ہوئے۔(الطبری جلد دوم)

(۳) حضرت عبد المطلب کے جسم پاک سے مشک کی سی خوشبو آتی تھی۔جب قریش کو کوئی حادثہ پیش آتا تھا تو وہ حضرت عبد المطلب کو کوہ شبیہ پر لے جاتے اور ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگتے اور وہ دعا قبول ہوتی۔(ضیاء النبی جلد ایک)

(۴) خانہ کعبہ پر جب ابرہہ نے چڑھائی کی تو اس کے شر سے نجات کی دعا حضرت عبد المطلب نے غار حرا میں مانگی تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۵) حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب کی آواز آٹھ میل تک جاتی تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۶) حضور اقدس ﷺ اور ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے نکاح کا خطبہ ابو طالب نے

پڑھاتھا۔(بخاری شریف)

(۷)ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے ہجرت سے تین سال پہلے پینسٹھ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔آپ کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی کیونکہ اس وقت تک یہ نماز فرض ہی نہیں ہوئی تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۸)سرکار ﷺ کی مقدس ازواج میں سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔(بخاری)

(۹) عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والی خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰ تھیں۔(بخاری شریف)

(۱۰) حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جہیز ایک چکی' ایک رنگی ہوئی کھال' ایک تکیہ جس میں روئی کی جگہ کھجور کے پتّے بھرے ہوئے تھے' ایک گٹھلیوں کی تسبیح' ایک آبخورہ اور ایک پیالہ تھا۔آپ خود ایک معمولی کملی پہنے ہوئے تھیں جس میں بارہ پیوند تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱)حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حیض نہیں ہوا۔جب حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے' عصر کے بعد بی بی صاحبہ نے اپنے نفاس سے طہارت فرما کر مغرب کی نماز ادا فرمائی۔اسی لیے آپ کا نام زہراء ہوا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲)حضور ﷺ کو نکاح سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تصویر دکھائی گئی تھی کہ یہ آپ کی زوجہ ہیں۔(بخاری شریف)

(۱۳)رسول اللہ ﷺ کی پیاری بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نیزہ مار کر شہید کرنے والا شخص ہبار بن الاسود تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴)حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ اور حضرت ابوطالب دونوں سگے بھائی تھے۔دونوں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ کے بطن سے تولد ہوئے تھے۔(ضیاء النبی جلد دوم)

(۱۵)حضور ﷺ کی عمر مبارک جب آٹھ سال ہوگئی تو آپ کے دادا حضرت عبد

المطلب کی وفات ہوگئی۔آپ کی عمر اس وقت ۱۴۰ برس اور دوسری روایت کے مطابق ۱۲۰ سال کی تھی۔آپ کو حجون میں اپنے جداعلیٰ قصی کی قبر کے پہلو میں دفن کیا گیا۔آپ کی وفات پر کئی دنوں تک مکہ کے بازار بند رہے۔(ضیاء النبی' جلد دوم)

(۱۶)حضور ﷺ کے چچا کی کنیت ابوطالب تھی۔ان کا نام عبد مناف تھا۔روافض کا یہ کہنا کہ آپ کا نام عمران تھا اور قرآن کی آیۃ: اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ۔(سورہ آل عمران: ۳۳) میں آل عمران سے مراد آل ابی طالب ہے' سراسر باطل ہے۔(ضیاء النبی جلد دوم)

(۱۷)ابوطالب کے تجارتی سفر میں بُصریٰ کے جس عیسائی راہب نے حضور ﷺ کو دیکھ کر آپ سے سوالات کیے تھے اس کا نام جرجیس تھا لیکن بحیریٰ کے نام سے مشہور تھا۔(ضیاء النبی جلد دوم)

(۱۸)ایمان لانے میں سب سے سبقت لے جانے اور ہر مرحلے پر نبی کریم ﷺ کی دلجوئی اور ہمت افزائی کرتے رہنے کا صلہ بارگاہ خداوندی سے حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبری کو یہ ملا کہ اللہ تعالی نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو سرور انبیاء ﷺ کے پاس بھیجا جب حضور ﷺ غار حرا میں تشریف فرما تھے۔حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر عرض کی: یارسول اللہ اپنے رب کی طرف سے اور میری طرف سے حضرت خدیجہ کو سلام پہنچایئے اور انھیں خوشخبری دیجیے کہ اللہ تعالی نے ان کے لیے جنت میں موتیوں کا بنا ہوا ایک محل مخصوص کیا ہے جس میں کوئی شور نہ ہوگا اور نہ کوئی کوفت۔حضرت ام المومنین نے جواب دیا: اللہ تعالی ہی سلام ہے ساری سلامتیاں اسی سے ہیں۔جبرئیل پر سلام ہو اور یارسول اللہ آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں۔(السیرۃ النبویہ زینی دحلان' جلد اوّل)

(۱۹) سرور عالم ﷺ کے لخت جگر حضرت ابراہیم نے ماہ ربیع الاوّل سن دس ہجری میں وفات پائی۔اس وقت ان کی عمر سولہ ماہ تھی۔رحمت عالم ﷺ نے انھیں جنت بقیع میں دفن کرنے کا حکم دیا۔ان پر خود نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں پڑھیں اور جب ان کو دفن کر دیا

گیا تو پھر ایک مشک پانی کی اس پر چھڑکی۔ یہ پہلی قبر ہے جس پر پانی چھڑکا گیا۔(ضیاء النبی جلد چہارم)

(۲۰) طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رحمت کائنات ﷺ نے ایک روز فرمایا کہ میں رات کو جنت میں گیا وہاں میں نے جعفر بن ابی طالب کو فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کٹے ہوئے دو بازؤں کے بدلے انھیں دو پر عطا فرمائے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ جعفر جبرئیل اور میکائیل کے ساتھ اڑ رہے تھے۔(السیرۃ النبویہ احمد بن زینی دحلان، جلد ۲)

(۲۱) حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حرم نبوی میں آنے والی پہلی خاتون سودہ بنت زمعہ تھیں۔ ان کا پہلا نکاح چچا کے بیٹے سکران بن عمرو سے ہوا تھا۔ سکران نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ ایک دن حضرت سودہ نے اپنی گود میں چاند اترتے دیکھا۔ اس کی تعبیر کی صورت میں آپ کو ام المومنین بننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حبشہ اور مدینہ کی طرف دو ہجرتوں کا اعزاز حاصل ہوا۔(سیرتِ رسول عربی)

(۲۲) سردار عبدالمطلب کے والد اور رسول اللہ ﷺ کے پردادا کو سب سے پہلے یہ خیال پیدا ہوا کہ اس بین الاقوامی تجارت میں حصہ لیا جائے جو عرب کے راستے بلاد مشرق اور شام و مصر کے درمیان ہوتی تھی۔ دوسرے عربی قافلوں کی بہ نسبت قریش کو یہ سہولت حاصل تھی کہ راستے کے تمام قبائل بیت اللہ کے خدام ہونے کی حیثیت سے ان کا احترام کرتے تھے۔ چنانچہ ہاشم نے تجارت کی اسکیم بنائی اور اس میں اپنے تینوں بھائیوں کو بھی شامل کر لیا۔ شام کے غسانی بادشاہ سے ہاشم نے، حبش کے بادشاہ سے عبدشمس نے، یمنی امراء سے مطلب نے اور عراق و فارس کی حکومتوں سے نوفل نے تجارتی مراعات حاصل کیں۔ جو روابط انھوں نے آس پاس کے قبائل اور ریاستوں سے قائم کیے تھے ان کی بنا پر انھیں اصحاب ایلاف بھی کہا جاتا تھا یعنی الفت پیدا کرنے والے۔ ان بین الاقوامی تعلقات کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوا کہ عراق سے یہ لوگ وہ رسم الخط لے کر آئے جو بعد میں قرآن مجید لکھنے کے لیے استعمال

ہوا۔(اطلس القرآن)

(۲۳) رسول اللہ ﷺ کے بیسویں پشت کے دادا حضرت عدنان چھٹی صدی قبل مسیح میں بخت نصر کے ہم عصر تھے۔ یہ پہلے شخص تھے جنھوں نے کعبہ کو چمڑے کا غلاف پہنایا۔(اطلس سیرت النبی)

(۲۴) رسول اللہ ﷺ کے ایک اور جد معد تھے جو بخت نصر کے دور میں بارہ سال کے تھے۔ بخت نصر نے جب عرب پر حملہ کیا تو اس نے معد کو قتل کرنا چاہا مگر اس کے لشکر میں شامل ایک نبی کے یہ کہنے پر چھوڑ دیا کہ اس کی اولاد میں نبوت ہوگی۔(اطلس سیرت النبی)

(۲۵) نبی کریم ﷺ کے اجداد میں سے ایک مُدرکہ تھے۔ ان کا اصل نام عمرو بتایا جاتا ہے۔ مدرکہ کے معنی ہیں پا لینے والا۔ ایک سفر میں انھوں نے جنگلی خرگوشوں سے ڈر کر بھاگے ہوئے گمشدہ اونٹ پا لیے تھے۔(اطلس سیرت النبی)

(۲۶) نبی کریم ﷺ کے ایک جد تھے نَضر۔ ان کے چہرے کی تروتازگی اور خوب صورتی کے باعث ان کا یہ نام پڑا۔(اطلس سیرت النبی)

(۲۷) قریش ایک سمندری حیوان (وھیل) کا نام ہے جو تمام سمندری حیوانات پر غالب رہتا ہے۔ یوں قوت و طاقت کے وصف کی بنا پر اس قبیلے کا نام قریش (طاقتور) پڑ گیا۔ قریش نبی کریم ﷺ کے ایک جد فہر کا لقب تھا۔ ان کی کنیت ابو غالب تھی۔(اطلس سیرت النبی)

(۲۸) رسول اللہ ﷺ کے دادا کعب کی عزت عرب میں اتنی تھی کہ ان کی وفات سے برسوں کا تعین کیا جانے لگا اور یہ سلسلہ عام الفیل تک جاری رہا۔ ایک قول کے مطابق کعب ہی نے یوم عروبہ کا نام بدل کر جمعہ رکھا تھا۔ ان کا زمانہ نبی کریم ﷺ سے پانچ سو ساٹھ برس پہلے تھا۔ انھوں نے خطبہ میں سب سے پہلے امّا بعد کا استعمال شروع کیا۔ ان کے بیٹے عدی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جدامجد تھے۔(اطلس سیرت النبی)

(۲۹) رسول اکرم ﷺ کے ایک جد کِلاب تھے۔ یہ شکار کے بہت شوقین تھے۔

شکاری کتوں کے ساتھ کسی علاقہ سے گزرتے تو لوگ کہتے :ھٰذہٖ کلاب ابن مُرّہ۔(یہ ابن مرہ کے کتے ہیں)اس طرح ابن مرہ کا نام ہی کلاب پڑ گیا۔ یہ پہلے شخص تھے جنھوں نے سونے سے آراستہ دو تلواریں کعبے کے اندر رکھیں۔(اطلس سیرت النبی)

(۳۰)کلاب کے بیٹے قُصَیّ کا اصل نام زید تھا۔ یہ شیر خوار تھے جب والد گزر گئے اور ان کی ماں فاطمہ بنت سعد نے ربیعہ بن حرام قضاعی سے بیاہ کر لیا جو انھیں شام لے گئے۔ یوں زید اپنے اصل گھر سے دور ہونے کے سبب قُصَیّ کہلائے یعنی دور ہونے والا۔ بڑے ہوئے تو آل ربیعہ سے جھگڑا ہوا اور ان سے غریب الدیار ہونے کا طعنہ سن کر قصی نے والدہ سے اپنی ولدیت کے بارے میں پوچھا اور پھر ان کی اجازت سے مکہ چلے آئے۔ بطحا پر قابض بنو خصاعہ میں حُبَیّ نامی خاتون سے ان کی شادی ہوئی۔ ان کے خُسر حُلَیل بن حُبشیہ کی وفات پر ان کے بیٹے ابو غبشان مُحرّش نے کعبہ کی تولیت قُصَیّ کے ہات بیچ دی۔ قصی نے تولیت کعبہَ ملنے پر مکہ میں دار الندوہ قائم کیا جہاں قریش جلسہ یا جنگ کی تیاری کرتے۔ قافلے بھی یہیں سے روانہ ہوتے۔ نکاح وغیرہ کی رسوم بھی وہیں ادا ہوتیں۔ اس کے علاوہ حاجیوں کو پانی پلانے اور حاجیوں کے کھانے پینے کا اہتمام کرنے کے مناصب تفویض کیے۔ ان کے ایما پر قریش نے کھانے پینے کے انتظام کے لیے ایک سالانہ رقم مقرر کی تھی۔ قصی نے چرمی حوض بنوائے جن میں حاجیوں کے لیے پانی بھر دیا جاتا تھا۔ حجاج کے لیے پانی باہر سے لایا جاتا اور اس میں کھجور کا شیرہ اور انگور نچوڑ کر اسے خوش ذائقہ بنایا جاتا۔ مشعر حرام بھی انھی کی ایجاد ہے جس پر حج کے دنوں میں چراغ جلاتے تھے۔(اطلس سیرت النبی)

(۳۱)قصی کے بعد قریش کی ریاست عبد مناف نے حاصل کی۔ ان کا اصل نام مغیرہ اور لقب عبد مناۃ تھا بعد میں قصی نے عبد مناۃ بن کنانہ سے مشابہت کے باعث ان کا لقب بدل کر عبد مناف کر دیا۔ انھوں نے قصی کی بنا کردہ عمارتیں مکمل کرائیں۔ عبد مناف کے بھائی عبد العزیٰ کے بیٹے اسد تھے جن کی پوتی خدیجہ بنت خویلد سے نبی ﷺ کی شادی ہوئی تھی۔(اطلس سیرت النبی)

(۳۲)عبد مناف کے بیٹوں میں سب سے با اثر تھے ہاشم۔ ان کا نام عمرو العلا تھا اور کنیت ابونَضلہ۔ وہ شدید قحط کے سال میں فلسطین گئے وہاں سے آٹا اونٹوں پر لدوا کر مکہ لائے اس کی روٹیاں پکوائیں پھر ان کا چورا بنا کر ثرید تیار کیا اور مکہ والوں کو خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اس لیے ان کا لقب ہاشم پڑ گیا۔ ایک بار ہاشم تجارت کے لیے شام روانہ ہوئے راستے میں یثرب کے میلہ میں ایک حسین عورت سلمیٰ نامی سے ملاقات ہوئی جو بنو نجار سے تھی۔ دونوں کی شادی ہوگئی۔ شادی کے بعد شام چلے گئے اور غزہ (فلسطین) میں ان کا انتقال ہوگیا وہیں دفن ہوئے۔ سلمیٰ سے ان کا بیٹا شیبہ پیدا ہوا جس نے آٹھ برس یثرب میں پرورش پائی پھر ہاشم کے بھائی مطلب بھتیجے کو مکہ لے آئے۔(اطلس سیرت النبی)

(۳۳)چونکہ شیبہ کی پرورش ان کے چچا مطلب نے کی تھی اس لیے ان کا نام عبد المطلب یعنی مطلب کا غلام مشہور ہوگیا۔ ان کا سب سے نمایاں کارنامہ یہ ہے کہ چاہ زمزم جو ایک مدت پہلے ریت سے اٹ کر گم ہوگیا تھا انھوں نے اس کا پتہ لگایا اور کھدوا کر نئے سرے سے جاری کیا۔ انھوں نے منت مانی تھی کہ دس بیٹوں کو اپنے سامنے جوان دیکھ لیں گے تو ایک بیٹا اللہ کی راہ میں قربان کر دیں گے۔ یہ آرزو پوری ہوئی تو دسوں بیٹوں کو لے کر کعبہ آئے اور پجاری سے قرعہ ڈالنے کو کہا۔ اتفاق سے قرعہ عبد اللہ کے نام پر نکلا۔ عبد اللہ کی بہنیں رونے لگیں کہ ان کے بدلے دس اونٹ قربان کر دیے جائیں۔ دوبارہ قرعہ ڈالا گیا مگر پھر عبد اللہ کا نام نکلا۔ مطلب نے اب دس کی جگہ بیس اونٹ کر دیے یہاں تک کہ تعداد بڑھاتے بڑھاتے سو اونٹ ہوگئی تب اونٹوں پر قرعہ آیا۔ یوں سو اونٹ قربان کرنے پر عبد اللہ بچ گئے۔ یہ واقدی کی روایت ہے۔ عبد المطلب کی کنیت ابو حارث اور ابو البطحا تھی۔ یہ بڑے خوب صورت، طویل قامت، دانشور اور فصاحت بلاغت میں مشہور تھے۔ وہ ملت ابراہیمی کے مطابق ایک اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ رمضان کا پورا مہینہ جبل حرا پر عبادت میں گزارتے تھے۔ غرباء و مساکین یہاں تک کہ وحشی جانوروں اور پرندوں کو کھانا کھلاتے۔ شراب نوشی، محرم عورتوں سے نکاح اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے سخت نفرت رکھتے تھے۔ حطیم میں ان کے بیٹھنے کے لیے غالیچہ

بچھا رہتا تھا جس پر کوئی دوسرا نہیں بیٹھتا تھا۔(اطلس سیرت النبی)

(۳۴) عبدالمطلب کے بارہ بیٹوں میں سے پانچ نے اسلام یا کفر کی خصوصیت کے باعث شہرت پائی۔وہ تھے:ابولہب،ابوطالب،عبداللہ رضی اللہ عنہ،حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ۔عبدالمطلب کے دوسرے بیٹوں کے نام ضرار،قثم،زبیر،مقوم،حارث،عبدالکعبہ اور الغیداق تھے۔(اطلس سیرت النبی)

(۳۵) عبدشمس ہاشم کے جڑواں بھائی تھے یہ جب پیدا ہوئے تو ایک کی انگلی دوسرے کے پہلو سے جڑی ہوئی تھی جسے کاٹ کر الگ کیا گیا۔(اطلس سیرت النبی)

(۳۶)رسول اللہ ﷺ کے چچاؤں میں سے صرف حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اسلام لانے کا شرف حاصل ہوا اور پھوپھیوں میں سے بالاتفاق حضرت صفیہ مشرف باسلام ہوئیں۔یہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ تھیں۔لمبی عمر پائی۔(اطلس سیرت النبی)

(۳۷)حضور ﷺ کی سب آخری اولاد حضرت ابراہیم تھے۔ذی الحجہ سن آٹھ ہجری عالیہ مقام پر جہاں ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رہتی تھیں پیدا ہوئے۔ابو رافع نے جب ان کی ولادت کی خبر رسول اللہ ﷺ کو سنائی تو آپ نے اس کے صلے میں ایک غلام عطا کیا۔ساتویں دن عقیقہ ہوا۔آپ نے بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر نام رکھا۔حضرت ابراہیم نے اپنی دائی ام سیف کے گھر پر ہی انتقال کیا۔چھوٹی سی چارپائی پر جنازہ اٹھایا گیا۔حضور ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی۔فضل بن عباس اور اسامہ نے قبر میں اتارا۔حضور ﷺ قبر کے کنارے کھڑے ہوئے تھے۔قبر پر پانی چھڑکا گیا اور اس پر ایک پہچان قائم کردی گئی۔صحیح حدیثوں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم سترہ یا اٹھارہ ماہ زندہ رہے۔(نزہۃ القاری)

(۳۸)اہل بیت کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔پہلی قسم اصل اہل بیت۔ان میں تیرہ

نفر ہیں: نو ازواج مطہرات اور چار صاحب زادیاں۔دوسری قسم داخل اہل بیت۔یہ تین نفر ہیں:سیدنا مولا علی مرتضیٰ،سیدنا امام حسن مجتبیٰ اور سیدنا امام حسین شہید کربلا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔تیسری قسم لاحق اہل بیت یعنی وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے ناپاکیوں اور گناہوں سے کلی طور پر پاک کر دیا اور ان کو کمال تقویٰ اور پاکیزگی عطا فرمائی ہے چاہے وہ سادات ہوں یا سادات کے علاوہ جیسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔(سبع سنابل شریف)

(۳۹) رسول اللہ کی آل دو قسم کی ہے:ایک نسبی جیسے حضرت جعفر اور عقیل بن ابی طالب کی اولاد اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اور حضرت حارث بن عبدالمطلب اور علی مرتضیٰ اور آپ کی اولاد رضی اللہ عنہم۔دوسری سببی کہ ہر متقی مسلمان رسول اللہ ﷺ کی آل میں شامل ہے۔(سبع سنابل شریف)

(۴۰)رسول اللہ ﷺ خود اپنی پیاری بی بی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان کو خوش کرنے کی خاطر اور صحابہ کو تعلیم دینے کی غرض سے دوڑ میں مقابلہ کرتے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۴۱)حضور ﷺ نے فرمایا حسن اور حسین یہ دونوں عرش کی تلواریں ہیں۔رضی اللہ عنہما۔(تفسیر نعیمی)

(۴۲)جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نانا جان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضور ﷺ ان کا بوسہ لیتے اور فرماتے:ایسے کو مرحبا جس پر میں نے اپنا بیٹا قربان کیا۔(تفسیر نعیمی)

(۴۳)ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد اڑتالیس سال زندہ رہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۴۴) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ازواج مطہرات میں سے ہیں۔ان کا نام رملہ تھا۔انھیں کو حضور ﷺ نے کربلا کی خاک دی تھی جو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت سرخ ہوگئی تھی۔وصال کے وقت چوراسی سال کی عمر تھی۔حضرت ابو

ہریرہ رضی اللکہ تعالیٰ عنہ نے جنازے کی نماز پڑھائی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ ان سے تین سو اٹھتر حدیثیں مروی ہیں۔(نزہتہ القاری)

(۴۵) پردے کے حکم کی آیت حضور ﷺ کے حضرت ام سلمہ سے نکاح کے بعد نازل ہوئی۔(تفسیر نعیمی)

(۴۶) واقعہ افک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان لگانے والا ملعون عبداللہ بن ابی تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۴۷) حضرت بی بی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فاتحہ کا کھانا مرد بھی کھا سکتے ہیں، شریعت میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

(۴۸) حضرت ام فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ ان کی گود میں رسول اللہ ﷺ کے بدن پاک کا ایک ٹکڑا ڈالا گیا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ فاطمہ کے لڑکا پیدا ہوگا اور تم اسے دودھ پلاؤ گی۔ ایسا ہی ہوا کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور حضرت ام فضل نے انھیں دودھ پلایا۔(تفسیر نعیمی)

(۴۹) حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فرزند تھے۔ حضرت علی اپنے دور خلافت میں محمد بن حنفیہ کو فوج کا سپہ سالار بنا کر اکثر جنگوں میں بھیجتے تھے۔ کسی نے محمد بن حنفیہ سے کہا: تمھارے والد علی حسن یا حسین کو کسی لڑائی پر نہیں بھیجتے تم ھی کو ہمیشہ موت کے منہ میں جھونک دیتے ہیں۔ محمد بن حنفیہ نے فرمایا: حسن اور حسین میرے والد کی آنکھیں ہیں اور میں ان کا بازو۔ آنکھ کا کام الگ ہے اور بازو کا الگ۔ حضرت محمد حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام خولہ بنت جعفر ہے اور حنفیہ کہلاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یمامہ کے مشہور قبیلے بنی حنیف کی چشم و چراغ تھیں۔ حضرت محمد بن حنفیہ کی کنیت ابو القاسم ہے۔ حضور ﷺ نے مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ان کی بشارت دی تھی اور اپنا نام نامی اور کنیت بھی عطا کی تھی۔ رافضیوں کا ایک فرقہ کسی سانیہ ہے جو انھیں امام برحق مانتا ہے ان کا عقیدہ ہے کہ وہ زندہ ہیں اور جبل رضویٰ میں اپنے چالیس مخلص اصحاب کے ساتھ چھپے ہوئے

ہیں اور یہی وہ مہدی ہیں جن کا دنیا کو انتظار ہے۔(گلدستہ طریقت و تفسیر نعیمی)

(۵۰) حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قبر میں اتارتے وقت حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوش غم میں قبر سے کہا: اے قبر! تجھے کچھ خبر بھی ہے؟ یہ بیٹی ہیں رسول اللہ ﷺ، یہ بیوی ہیں علی مرتضیٰ کی، یہ ماں ہیں حسن اور حسین کی، یہ فاطمہ زہرا ہیں جنت کی بی بیوں کی سردار۔ قبر سے آواز آئی: اے ابوذر قبر حسب نسب بیان کرنے کی جگہ نہیں ہے۔ یہاں تو نیک اعمال کا ذکر کرو یہاں تو وہی آرام پائے گا جس کے اعمال نیک ہوں جس کا دل مسلمان ہو۔(مشکوٰۃ الانوار، گلدستہ طریقت)

(۵۱) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے سگے چچا ہیں۔ اسلام پہلے لا چکے تھے۔ بدر میں مجبوراً کفار کے ساتھ آئے تھے۔ اپنی ہجرت کے دن اسلام ظاہر کیا۔ آپ آخری مہاجر ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۵۲) ابوطالب حضور ﷺ کی حقانیت کے قائل تھے۔ انھوں نے حضور ﷺ کی بڑی خدمت کی ہے۔ ان کے ایمان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ کچھ علماء کا خیال ہے کہ چونکہ انھوں نے زبان سے کلمہ نہیں پڑھا تھا اس لیے شرعاً انھیں مسلمان نہیں کہا جاسکتا۔(تفسیر نعیمی)

(۵۳) حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی نو بیویاں ہوئیں۔ سیدہ فاطمہ زہرا، ام البنین، لیلیٰ بنت ام سعود، اسما بنت عمیس، عنانہ بنت عابل عاص، خولہ بنت جعفر، صہبا بنت ربیعہ، ام سعید بنت عروہ، محیا بنت اء القیس۔ ان بی بیوں سے بارہ بیٹے اور نو بیٹیاں ہوئیں جن میں حضرات حسنین، سیدہ زینب، سیدہ ام کلثوم حضرت فاطمہ زہرا سے ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۵۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گنبد خضریٰ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن ہونے کے بعد پردے کے ساتھ جاتی تھیں اور فرماتی تھیں: میں عمر سے حیا کرتی ہوں۔(تفسیر نعیمی)

(۵۵) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر کے اپنا بیٹا

بنالیا تھا۔آپ حضور ﷺ کے بڑے چہیتے تھے یہاں تک کہ آپ کا شمار اہل بیت میں ہوتا ہے ۔(تفسیر نعیمی)

(۵۶) رسول اللہ ﷺ نے حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہاتھی دانت کے کنگن پہنائے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۵۷) حضرت آمنہ خاتون کو بارہویں ذی الحجہ کو منیٰ میں حمل ٹھہرا کہ حضرت عبداللہ شیطانوں کو کنکریاں مار کے آئے اور بی بی آمنہ کے ساتھ سوئے۔مگر در حقیقت وہ رجب کا مہینہ تھا جسے کفار نے اس سال ذی الحجہ قرار دے کر حج کرلیا تھا۔اس حساب سے ربیع الاول تک نو ماہ ہوتے ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۵۸) حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کا مہر پانچ سو درہم تھا جو آج کے حساب سے تقریباً ساڑھے چار ہزار روپے ہوتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۵۹) حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو مثقال یعنی ڈیڑھ سو تولہ یا اٹھارہ سو گرام چاندی تھا جس کی قیمت آج کے بھاؤ سے تقریباً بیاسی ہزار سات سو روپے ہوتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۰) نبی کریم ﷺ زوجہ محترمہ بی بی خدیجۃ الکبریٰ کی طرف سے ان کے انتقال کے بعد قربانی کراتے تھے اور اس کا گوشت بی بی صاحبہ کی سہیلیوں کو بھیجتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۱) حضور ﷺ نے سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ستر بار نماز جنازہ پڑھی کہ ہر شہید کے جنازے کے ساتھ ان پر نماز پڑھی ۔(تفسیر نعیمی)

(۶۲) شہید کربلا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت شعبان سن چار ہجری کی پانچویں تاریخ منگل کے دن مدینہ منورہ میں ہوئی۔کچھ نے شعبان سن تین ہجری کی تیسری تاریخ بدھ کا دن بھی لکھا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۶۳) جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھ مہینے کے پیدا ہوئے۔حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کے سوا اللہ کے کسی خاص بندے کو یہ شرف نہیں ملا۔(تفسیر نعیمی)

(۶۴) سرکار شہید کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر رات ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔اس بات کو آپ کے فرزند سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۶۵) سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تمام عمر میں پچیس حج ادا کیے اور سب پیدل۔(مقتل امام ابو اسحٰق اسفرائنی)

(۶۶) جناب امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیس بیٹوں میں سے ساے بیٹے کربلا کی جنگ میں شریک تھے ان میں سے پانچ نے میدان جنگ میں شہادت پائی۔(مقتل امام ابو اسحٰق اسفرائنی)

(۶۷) معرکہ کربلا میں حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید پلید کی فوجوں کا تناسب علی الترتیب بہتر اور تیس ہزار تھا۔(مقتل)

(۶۸) سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کا نام میمون تھا اور وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے گھوڑوں میں سب سے اچھا تھا۔امام عالی مقام کی شہادت کے بعد فرات میں ڈوب کر مر گیا۔(مقتل)

(۶۹) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاعر یحیٰی بن حکم اور دروازے کے نگہبان اسعد حجری تھے(مقتل)

(۷۰) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت دس محرم بروز جمعہ سن اکسٹھ ہجری نصف النہار کے بعد ہوئی۔شہادت کے وقت عمر شریف چھپن برس پانچ ماہ پانچ دن تھی (مقتل)

(۷۱) ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے حضور ﷺ کے علاوہ آپ کے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔(نزہۃ القاری)

(۷۲) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقعہ کربلا کے وقت چوبیس

سال کے تھے۔ مشہور ہے کہ ایران کے آخری تاجدار یزدجرد کی بیٹی حضرت شہر بانو کے بطن سے ہیں۔(مقتل امام ابو اسحق اسفرائینی)

(۷۳) اہل سنّت کے علماء محققین جیسے امام جلال الدین سیوطی، علامہ ابن حجر ہیتمی، امام قرطبی، حافظ شمس الدین دمشقی، قاضی ابوبکر عربی مالکی، شیخ عبدالحق م؟ حدث دہلوی، مولٰینا عبدالحق مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا یہی عقیدہ اور قول ہے کہ حضور ﷺ کے ماں باپ دونوں یقیناً بلاشبہ مومن ہیں۔ امام قرطبی نے اپنی کتاب تذکرہ میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ جب حجۃ الوداع میں ہم لوگوں کو ساتھ لے کر چلے اور حجون کی گھاٹی پر گزرے تو رنج اور غم میں ڈوبے ہوئے رونے لگے اور حضور ﷺ کو روتا دیکھ کر میں بھی رونے لگی۔ پھر حضور ﷺ اپنی اونٹنی سے اتر پڑے اور کچھ دیر بعد میرے پاس واپس تشریف لائے تو خوش خوش مسکراتے ہوئے تشریف لائے۔ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، کیا بات ہے کہ آپ رنج اور غم میں ڈوبے ہوئے اونٹنی سے اترے اور واپس لوٹے تو خوش خوش مسکراتے ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: میں اپنی ماں حضرت آمنہ کی قبر کی زیارت کے لیے گیا تھا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ انھیں زندہ فرما دے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ فرما دیا اور وہ ایمان لے آئیں۔(مدارک التنزیل جلد دوم)

(۷۴) امیر المومنین حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو پانچ بار زہر دیا گیا مگر اثر نہ کیا۔ چھٹی بار کے زہر نے آپ کے جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔(سبع سنابل شریف)

(۷۵) ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ اپنے ماں باپ کی قبروں کے پاس بہت روئے اور ایک خشک درخت زمین میں بو دیا اور فرمایا اگر یہ درخت ہرا ہو گیا تو یہ اس بات کی نشانی ہوگی کہ ان دونوں کا ایمان لانا ممکن ہے۔ چنانچہ وہ درخت ہرا ہو گیا۔ پھر حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے وہ دونوں اپنی قبروں سے نکل کر اسلام لائے اور پھر اپنی اپنی

قبروں میں چلے گئے۔(سیرت المصطفیٰ)

(۷۶) ایک دن حضور ﷺ نے دیکھا کہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو رہی ہیں۔ آپ نے رونے کا سبب پوچھا۔ انھوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ نے یہ کہا ہے کہ ہم دونوں تم سے بارگاہ رسالت میں زیادہ عزت دار ہیں کیونکہ ہمارا خاندان حضور ﷺ سے ملتا ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: اے صفیہ! تم نے ان دونوں سے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ تم دونوں مجھ سے بہتر کیسے ہو سکتی ہو جب کہ ہارون علیہ السلام میرے باپ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام میرے چچا ہیں اور محمد رسول اللہ میرے شوہر ہیں۔(زرقانی۔جلد سوم)

(۷۷) جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کربلا کی آخری نماز جو خنجر تلے ادا ہوئی وہ خاص کعبے میں لاکھوں نمازوں سے افضل ہے۔(مقتل امام ابو اسحاق اسفرائینی)

(۷۸) حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: حسن سینے سے لے کر سر تک رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ مشابہ ہیں اور حسین نیچے کے بدن میں حضور ﷺ سے مشابہ ہیں۔(مقتل امام ابو اسحق اسفرائینی)

(۷۹) رسول پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اللہ سے محبت کرو کیونکہ وہ تمھیں نعمتیں دے کر پرورش کرتا ہے اور اس محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے بھی۔(تفسیر نعیمی)

(۸۰) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبے کا حلقہ پکڑے کہہ رہے تھے: میں نے حضور اقدس ﷺ سنا ہے آپ فرما رہے تھے کہ میرے اہل بیت کی مثال ایسی ہے جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی۔ جو شخص اس میں سوار ہو گیا وہ ڈوبنے سے بچ گیا اور جو رہ گیا وہ ڈوب گیا۔(نزہۃ القاری)

(۸۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تم کو خواب میں تین بار دیکھا۔ تم کو ایک ریشم کے ٹکڑے میں رکھ کر ایک فرشتہ لایا

کرتا اور کہتا کہ یہ آپ کی زوجہ ہیں۔ میں دل میں کہتا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو پورا ہو کر رہے گا۔(بخاری شریف)

(۸۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اچھی عورتوں میں سے مریم بنت عمران کافی ہیں اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور آسیہ فرعون کی بیوی۔(تفسیر نعیمی)

(۸۳) حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ کسی کو فقیہ نہیں دیکھا۔(تفسیر نعیمی)

(۸۴) حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چال ڈھال میں اپنے والد محترم رسول اللہ ﷺ سے مشابہ تھیں۔(تفسیر نعیمی)

(۸۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسکینوں سے بہت محبت تھی۔ آپ انھی کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور انھی سے بات چیت کیا کرتے تھے۔ رسول پاک ﷺ نے اس وجہ سے آپ کی کنیت ابوالمساکین رکھی تھی۔(اسوہ صحابہ)

(۸۶) حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کہتے ہیں رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے سات نجیب محافظت کرنے والے ہوتے ہیں۔ مجھے چودہ دیے گئے ہیں۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کون کون لوگ ہیں؟ فرمایا: میں اور میرے دونوں بیٹے حسن اور حسین اور جعفر اور حمزہ اور ابوبکر اور عمر اور مصعب بن عمیر اور بلال اور سلمان اور عبداللہ ابن مسعود اور ابوذر اور مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔(سیرتِ رسول عربی)

(۸۷) حضرت عبد مناف حضور ﷺ کے چوتھے دادا تھے ان کا اصل نام مغیرہ تھا۔ ان کی پیشانی میں نور جھلکتا تھا اس لیے انھیں قمر البطحا یعنی وادی مکہ کا چاند کہا جاتا تھا۔(ضیاء النبی)

(۸۸) رسول اللہ ﷺ کے پردادا حضرت ہاشم کا اصل نام عمرو تھا اور رتبے کی بلندی

کیاآپ جانتے ہیں؟ 274

کے سبب انھیں عمرو العلیٰ بھی کہتے تھے۔(ضیاء النبی)

(۸۹) حضرت عبدالمطلب کی کئی بیویاں تھیں ان میں خزاعہ کے ایک بڑے گھرانے کی خاتون لبنیٰ تھیں۔ ان کے بطن سے ابولہب پیدا ہوا۔ اس کا اصل نام عبدالعزّیٰ تھا۔ وہ بہت خوب صورت تھا اس لیے اس کی کنیت ابولہب رکھی گئی تھی۔ ایک اور امیر گھرانے کی خاتون نتیلہ حضرت عبدالمطلب کے نکاح میں آئیں۔ یہ اس قدر دولت مند تھیں کہ انھوں نے بیت الحرام پر ریشم کا غلاف چڑھایا تھا۔ ان کے بطن سے حضرت عباس پیدا ہوئے۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ عباس شریف، دانش مند، ہیبت اور رعب والے آدمی تھے۔ نتیلہ ہی کے بطن سے حضرت عباس کے بھائی ضرار اور قثم پیدا ہوئے۔ بنوزہرا کے قبیلے کی لڑکی ہالہ سے بھی حضرت عبدالمطلب نے شادی کی۔ ان سے حضرت حمزہ، المقوم، مغیرہ اور ایک بیٹی صفیہ پیدا ہوئیں۔ عبدالمطلب کی ایک بی بی ممفنہ تھیں ان سے غیداق پیدا ہوئے اور ایک بی بی فاطمہ کے بطن سے رسول اللہ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ، ابوطالب، زبیر اور پانچ بیٹیاں عاتکہ، امیمہ، برّہ، بیضاء اور عروہ پیدا ہوئیں۔ عبدالمطلب کی ایک بی بی صفیہ سے حارث پیدا ہوئے۔ یہ سب سے بڑے بیٹے تھے اور عبدالمطلب کی زندگی ہی میں انتقال کر گئے تھے۔(ضیاء النبی)

(۹۰) رسول اللہ ﷺ کے دادا ہاشم کی اقبال مندی سے ان کے بھتیجے امیّہ عبدالشمس کو حسد ہو گیا تھا۔ اس نے عرب کے رواج کے مطابق مجلس قائم کر کے مفاخرت آرائی کا چیلنج دیدیا۔ مجلس قائم ہوئی اور ثالث نے ہاشم کی برتری کا فیصلہ دیدیا۔ امیہ کو وعدے کے مطابق جلا وطنی قبول کرنی پڑی اور جرمانے میں دو اونٹ دینے پڑے۔ اس سے بنوہاشم اور بنوامیہ میں عداوت کی بنیاد پڑی۔(ضیاء النبی)

(۹۱)۔ حضرت عبدالمطلب کے بال وقت سے پہلے سفید ہو گئے تھے اس لیے وسمہ یعنی خضاب استعمال کرتے تھے۔ عربوں میں یہ پہلے شخص تھے جنھوں نے وسمہ استعمال کیا۔(ضیاء النبی)

(۹۲) ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام امیمہ تھا جو

حضرت عبد المطلب کی بیٹی تھیں۔ آپ کا پہلا نکاح رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارث سے ہوا تھا۔ ذی القعدہ سن پانچ ہجری میں ان سے طلاق کے بعد آپ حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ اس وقت ان کی عمر اڑتیس سال کی تھی۔ پردے کے حکم والی آیت آپ کے ولیمے کی دعوت کے موقع پر نازل ہوئی۔ آپ نے ترپن برس کی عمر میں سن بیس ہجری میں انتقال فرمایا۔ (ضیاء النبی)

(۹۳) رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سب سے پہلے حضرت قاسم پیدا ہوئے (غالباً ظہور نبوت سے گیارہ سال پہلے)۔ جس طرح یہ سب سے پہلے پیدا ہوئے تھے اسی طرح کم سنی میں سب سے پہلے انتقال بھی کیا۔ حضور ﷺ کی کنیت ابو القاسم انھی سے منسوب ہے۔ (ضیاء النبی)

(۹۴) حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ ہجرت کے دوسرے سال تک یہی کاشانہ اقدس میں رہیں۔ سن دو ہجری میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رخصت ہو کر خدمتا اقدس میں حاضر ہوئیں پھر ہجرت کے تیسرے یا چوتھے سال حضرت ام سلمہ، حضرت حفصہ، حضرت زینب بنت خزیمہ خدمت مبارکہ میں آئیں۔ پانچویں سال ہجرت میں حضرت زینب بنت جحش، چھٹے سال میں حضرت جویریہ، ساتویں سال ہجرت میں حضرت صفیہ اور حضرت میمونہ اور حضرت ام حبیبہ سے عقد فرمایا۔ ہجرت کے ساتویں سال نو ازواج مطہرات اکٹھا ہوئیں۔
(سیرتِ رسول عربی)

(۹۵) حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں مشہور ہے کہ ان کا نام فاختہ تھا۔ ایک قول ہے کہ فاطمہ تھا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ ہند تھا۔ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی حقیقی بہن تھیں۔ اسلام کے ظہور سے پہلے حضور ﷺ نے ان سے نکاح کا پیغام ابو طالب کو دیا اور دوسری طرف ہبیرہ بن عمرو نے بھی پیغام دیا۔ ابو طالب نے ہبیرہ سے ان کی شادی کر دی۔ اس پر حضور اقدس ﷺ نے ناگواری کا اظہار فرمایا تو ابو طالب نے یہ معذرت کی کہ ہم نے ان سے یہ رشتہ طے کر لیا تھا۔ فتح مکہ کے دن ام ہانی ایمان لائیں۔ ہبیرہ اپنی ضد پر اڑا رہا۔ وہ

نجران بھاگ گیا وہیں کفر پر اس کا خاتمہ ہوا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے پھر ام ہانی کو نکاح کا پیغام دیا تو انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں مصیبت زدہ ہوں۔ آپ سے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں محبت کرتی رہی ہوں۔ آپ مجھے میری آنکھ اور کان سے زیادہ محبوب ہیں مگر دیکھ لیجیے یہ ایک بچہ ابھی کتنا چھوٹا ہے اور یہ ایک دودھ پیتا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میں بیوی کا حق ادا نہیں کر پاؤں گی۔ جب ان کے دونوں بچے بڑے ہو گئے تو خود ام ہانی نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اب نہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ہے: اے نبی! ہم نے تمھارے لیے حلال فرمائیں تمھاری وہ بیویاں جن کو تم مہر دے چکے ہو اور تمھاری کنیزیں جو اللہ نے تمھیں غنیمت میں دیں اور تمھارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموؤں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنھوں نے تمھارے ساتھ ہجرت کی (سورہ احزاب۔ آیت پچاس) چونکہ ام ہانی نے ہجرت نہیں کی تھی اس لیے وہ ازواج مطہرات میں شامل نہ ہو سکیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۶) حضرت عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کے چچا تھے۔ حضور انور ﷺ سے دو سال پہلے پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام نتیلہ یا نثلہ تھا۔ یہ بنی نمر کی تھیں۔ حضرت عباس کم سنی میں ایک بار غائب ہو گئے تھے تو ان کی ماں نے منت مانی تھی کہ اگر میرا بچہ مل جائے تو میں کعبے پر پردہ چڑھاؤں گی۔ جب یہ مل گئے تو انھوں نے ریشمی پردہ چڑھایا۔ حضرت عباس جاہلیے اور اسلام دونوں میں عزت اور اکرام والے تھے۔ حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی خدمت انھی کے سپرد تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۷) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر سادات اہل بیت اور اجلّہ تابعین میں ہیں۔ امام زہری نے فرمایا کہ کسی قرشی کو ان سے افضل نہیں دیکھا۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے دور خلافت میں سن چھتیس ہجری میں پیدا ہوئے اور سن چورانوے ہجری میں اٹھاون سال کی عمر پا کر مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔ جنت البقیع میں اپنے تایا سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دادی صاحبہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلو میں دفن

ہیں۔ سلاطین عثمانیہ نے اہل بیت کے تمام مزارات پر ایک عالیشان قبہ بنوا دیا تھا جو قبہ عباس کے نام سے مشہور تھا۔ ابن سعود نجدی نے قبہ کو ڈھا دیا اور تمام مزارات کو زمین کے برابر کروادیا۔ واقعہ کربلا کے وقت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی عمر شریف چوبیس سال کی تھی۔ بیماری کی وجہ سے بچ گئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۸) ابوطالب پر لعنت ہرگز جائز نہیں اس لیے کہ ان کے کفر پر مرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدارج النبوۃ میں ان کے ایمان پر موت کی روایت نقل کی ہے۔ اس کے علاوہ روح البیان میں ایک جگہ ان کے مرنے کے بعد زندہ ہونا اور ایمان لانا ثابت کیا گیا ہے۔ فرض کریں کہ ان کی موت کفر پر ہوئی تب بھی چونکہ ہمارے آقا و مولا ﷺ کی انھوں نے بہت خدمت اور معاونت کی اور حضور ﷺ کو بھی ان سے بے حد محبت تھی اس لیے انھیں برا کہنا حضور ﷺ کی ایذا کا سبب ہوگا۔ ان کا ذکر خیر سے ہی کرنا چاہیے یا پھر خاموش رہنا چاہیے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۹) رسول اللہ ﷺ غزوہ بنی مصطلق سے مدینہ منورہ واپس تشریف لا رہے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہم راہ تھیں۔ آپ کی سواری کا اونٹ الگ تھا۔ اس پر ہودج تھا۔ آپ ہودج میں بیٹھ جاتیں' حمال ہودج اٹھا کر اونٹ پت باندھ دیتے۔ آپ ہلکی پھلکی تھیں عمر شریف بھی کم تھی۔ ایک روز اتفاق سے ایک منزل پر آپ کو ہودج سے باہر ویرانے کی طرف جانے کی ضرورت پیش آئی۔ واپش آئیں تو قافلہ کوچ کر چکا تھا۔ ہودج پر پردت پڑے ہوئے تھے۔ حمالوں کا خیال بھی ادھر نہ گیا کہ آپ موجود نہیں ہیں۔ اب جب آپ آئیں تو سخت افسوس کیا لیکن آپ نے خیال کیا کہ آگے چل کر جب میری تلاش ہوگی اور میں نہ ملوں گی تو کوئی ڈھونڈنے بہر حال یہاں آئے گا۔ رات کو چادر لپیٹ کر آپ وہیں بیٹھ گئیں اور آپ کو نیند آ گئی۔ ایک صحابی حضرت صفوان تھے جن کی ڈیوٹی یہ تھی کہ قافلے سے کچھ فاصلے پر پیچھے پیچھے چلا کریں' گری پڑی چیز کی اور بھولے بھٹکے کی خبر گیری کے لیے۔ وہ جب صبح سویرے وہاں پہنچے تو دیکھا کوئی سو رہا ہے۔ آپ قریب آئے اور پہچان لیا اور بے اختیار پکار

اٹھے: اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آواز سے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھ کھل گئی۔ منہ ڈھانپ لیا۔ حضرت صفوان نے اپنا اونٹ قریب لا کر بٹھا دیا۔ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا پردے کے ساتھ سوار ہوگئیں۔ انھوں نے اونٹ کی نکیل تھامے قافلے میں جا کر ملا دیا۔ بات کچھ بھی نہ تھی مگر مدینہ منافقوں کا گھا تھا۔ ان کے سردار عبداللہ بن ابی ء کو ایک شگوفہ ہات آ گیا۔ اس نے اپنی خباثت سے خوب خوب باتیں پھیلائیں۔ اس کے ساتھی بھی پیدا ہو گئے۔ ایک ماہ بعد سورہ نور میں حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی براءت کی آیتیں نازل ہوئیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۰) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خود حضرت زینب کے بھائی ابو احمد جحش نے پڑھایا۔ چار سو درہم کا مہر خود سرکار نے رکھا۔ ولیمے کی دعوت بڑے پیمانے پر ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اور کسی بی بی صاحبہ کا ولیمہ اس پیمانے پر اور اتنا اچھا نہیں کیا۔ (ضیاء النبی)

(۱۰۱) بولہب کے معنی ہیں شعلوں کا باپ۔ یہ کنیت قریس کے ایک سردار عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب کی تھی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا چچا تھا اور چونکہ اس کے چہرے کا رنگ بہت ہی سرخ تھا اس کی آتش رخساری کی وجہ سے لوگ اسے ابولہب کہنے لگے تھے۔ کچھ محققین نے لکھا ہے کہ قرآن میں جو ابولہب آیا ہے وہ کنیت کے طور پر نہیں بلکہ پیش خبری کے طور پر آیا ہے کہ اس شخص کا انجام جہنمی ہونا ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۰۲) حضرت عبدالمطلب پہلے شخص ہیں جو تحنث کیا کرتے تھے یعنی ہر سال ماہ رمضان میں کوہ حرا میں جا کر اللہ کے ذکر اور فکر میں گوشہ نشین رہا کرتے۔ (ضیاء النبی)

(۱۰۳) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اہل بیت رسول اللہ کی تعریف میں یوں فرمایا ہے: اے اہل بیت رسول تمھاری محبت قرآن کی وجہ سے فرض ہے۔ تمھاری شان کے لیے یہی کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہیں بھیجا اس کی نماز قبول نہ ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۴) حضور ﷺ کی بعثت اقدس سے تین سو برس پہلے یہ شعر ایک پتھر پر لکھا ہوا

ملا:

اترجو اامۃ قتلت حسیناً　　شفاعۃ جدہٖ یوم الحساب

یعنی کیا حسین کے قاتل یہ امید رکھتے ہیں کہ قیامت کے دن اس کے نانا جان ﷺ کی شفاعت پائیں گے؟ یہی شعر روم کے ایک کلیسا میں لکھا ہوا پایا گیا مگر لکھنے والا معلوم نہ ہوا۔(قصص الانبیاء)

(۱۰۵) سرکار ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے چھ خاندان قریش کے اونچے گھرانوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ تھیں: حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد، حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیق، حفصہ بنت عمر فاروق، ام حبیبہ بنت ابوسفیان، ام سلمہ بنت ابوامیہ، سودہ بنت زمعہ۔ چار ازواج خاندان قریش سے نہیں تھیں بلکہ عرب کے دوسرے قبیلوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ تھیں: حضرت زینب بن جحش، میمونہ بنت حارث'' زاینب بنت خزیمہ جو ام المساکین کہلاتی ہیں، حضرت جویریہ بنت حارث اور ایک بی بی صفیہ بنے حی عرب نسل کی نہ تھیں بلکہ خاندان بنی اسرائیل کی ایک شریف نسب والی رئیس زادی تھیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا: اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم یہ خدیجہ ہیں جو آپ کے پاس ایک برتن لے کر آرہی ہیں جس میں کھانا ہے۔ جب یہ آپ کے پاس آجائیں تو آپ ان سے ان کے رب کا اور میرا سلام کہہ دیں اور ان کو یہ خوش خبری سنا دیں کہ جنت میں ان کے لیے موتی کا ایک گھر بنا ہے جس میں نہ کوئی شور ہوگا اور نہ کوئی تکلیف ہوگی۔(بخاری جلد اوّل)

(۱۰۷) ایک بار جب حضرت عائشہ رضی اللہ تیعالی عنہا نے حضور ﷺ کی زبان مبارک سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہت زیادہ تعریف سنی تو انھیں غیرت آگئی اور انھوں نے کہہ دیا کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے بہتر بی بی عطا فرمادی ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: نہیں، خدا کی قسم خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی۔ جب سب لوگوں نے

میرے ساتھ کفر کیا اس وقت وہ مجھ پر ایمان لائی اور جب سب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اس وقت انھوں نے میری تصدیق کی اور جس وقت کوئی شخص مجھے کوئی چیز دینے کو تیار نہ تھا اس وقت خدیجہ نے مجھے اپنا سارا مال دیدیا اور انھی کے شکم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔(زرقانی، جلدسوم)

(۱۰۸) امام طبرانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دنیا میں جنت کا انگور کھلایا۔(زرقانی، جلدسوم)

(۱۰۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت سودہ نے ایک خواب دیکھا کہ حضور ﷺ پیدل چلتے ہوئے ان کی طرف تشریف لائے اور ان کی گردن پر اپنا مقدس پاؤں رکھ دیا۔ جب حضرت سودہ نے اپنا خواب اپنے شوہر سکران بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا تو انھوں نے کہا اگر تیرا یہ خواب سچا ہے تو میں یقیناً جلد ہی مرجاؤں گا اور حضور ﷺ تجھ سے نکاح فرمائیں گے۔ دوسری رات حضرت سودہ نے یہ خواب دیکھا کہ ایک چاند ٹوٹ کر ان کے سینے پر آگرا ہے۔ اس خواب کی تعبیر ان کے شوہر نے یہ دی کہ اب میں بہت جلد اس دنیا سے چلا جاؤں گا اور تم میرے بعد رسول اللہ ﷺ سے نکاح کروگی۔ ایسا ہی ہوا کہ اسی دن حضرت سکران بیمار پڑے اور کچھ دن بعد انتقال فرمایا۔(زرقانی جلد سوم)

(۱۱۰) ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت سخی اور فیاض بی بی تھیں۔ ایک بار امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درہموں سے بھرا ہوا ایک تھیلا ان کی خدمت میں بھجوایا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لانے والے نے بتایا کہ درہم ہیں۔ آپ نے فرمایا: بھلا درہم کھجوروں کے تھیلے میں بھیجے جاتے ہیں؟ یہ کہا اور اٹھ کر اسی وقت ان تمام درہموں کو مدینے کے فقیروں اور مسکینوں پر تقسیم کردیا۔(نزہۃ القاری)

(۱۱۱) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام ام رومان تھا۔ حضرت صدیقہ چھ برس کی تھیں جب حضور ﷺ نے اعلان نبوت کے دسویں سال ماہ شوال

میں ہجرت سے تین سال پہلے آپ سے نکاح فرمایا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۲)رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ کسی بیوی کے لحاف میں میرے اوپر وحی نہیں اتری مگر عائشہ جب میرے ساتھ بستر نبوت پر سوتی رہتی ہیں تو اس حالت میں بھی مجھ پر اللہ کی وحی اترتی رہتی ہے۔(بخاری؛ جلد اول)

(۱۱۳)ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے دوہزار دو سودس حدیثیں روایت کی ہیں۔ان میں سے ایک سو چوہتر حدیثیں ایسی ہیں جو بخاری اور مسلم دونوں کتابوں میں ہیں اور چون حدیثیں ایسی ہیں جو صرف بخاری شریف میں ہیں اور اڑسٹھ حدیثیں ایسی ہیں جن کو صرف امام مسلم نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے۔باقی حدیثیں دوسری کتابوں میں مذکور ہیں۔(نزہۃ القاری)

(۱۱۴) حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ مجھے تمام ازواج مطہرات پر ایسی دس فضیلتیں حاصل ہیں جو دوسری ازواج کو حاصل نہیں ہوئیں:(۱) حضور ﷺ نے میرے سوا کسی دوسری کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔(۲) میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جس کے ماں باپ دونوں مہاجر ہوں۔(۳) اللہ تعالیٰ نے میری براءت اور پاک دامنی کا بیان آسمان سے قرآن میں نازل فرمایا۔(۴) نکاح سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک ریشمی کپڑے میں میری صورت لاکر حضور ﷺ کو دکھلادی تھی اور آپ تین راتیں مجھے خواب میں دیکھتے رہے۔(۵) میں اور حضور ﷺ ایک ہی برتن میں سے پانی لے کر غسل کیا کرتے تھے۔یہ شرف کسی اور بی بی کو حاصل نہیں ہوا۔(۶) حضور اقدس ﷺ تہجد کی نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے آگے سوئی رہتی تھی۔(۷) میں حضور ﷺ کے ساتھ ایک لحاف میں سوتی تھی اور آپ پر اللہ کی وحی نازل ہوا کرتی تھی۔(۸) وفات اقدس کے وقت میں حضور ﷺ کو اپنی گود میں لیے بیٹھی تھی اور آپ کا سر مبارک میرے سینے اور حلق کے بیچ تھا۔اسی حالت میں حضور کا وصال ہوا۔(۹) حضور ﷺ نے میری باری کے دن وفات پائی۔(۱۰) حضور اقدس ﷺ کی قبر شریف خاص میرے گھر میں بنی۔

(تفسیر نعیمی)

(۱۱۵)ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور والدہ حضرت زینب بنت مظعون تھیں جو ایک مشہور صحابیہ ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے سن تین ہجری میں حضرت حفصہ سے نکاح فرمایا۔ان کے مزاج میں کچھ سختی تھی اسی لیے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہروقت اسی فکر میں رہتے تھے کہ کہیں ان کی سخت کلامی سے حضور ﷺ کی دل آزاری نہ ہوجائے۔اسی لیے آپ بار بار اپنی بیٹی کو سمجھاتے رہتے تھے۔حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے ساٹھ حدیثیں روایت کی ہیں جن میں سے پانچ حدیثیں بخاری شریف میں مذکور ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۶)ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سن چار ہجری میں اپنے پہلے شوہر حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن اسد کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔آپ نے حضور ﷺ سے تین سو اٹھتر حدیثیں روایت کی ہیں۔چوراسی برس کی عمر پاکر مدینہ منورہ میں وفات پائی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۷)ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصل نام رملہ ہے۔ان کے والد ابوسفیان جب کفر کی حالت میں تھے اور صلح حدیبیہ کی تجدید کے لیے مدینہ آئے تو بے تکلف ان کے مکان میں جاکر بستر نبوت پر بیٹھ گئے۔حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے باپ کی ذرا بھی پرواہ نہ کی اور یہ کہہ کر اپنے باپ اور مکہ کے اس مشہور سردار کو بستر سے اٹھادیا کہ یہ بستر نبوت ہے میں یہ کبھی گوارا نہیں کرسکتی کہ ایک ناپاک مشرک اس پاک بستر پر بیٹھے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۸)حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پینسٹھ حدیثیں رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہیں جن میں سے دوحدیثیں بخاری شریف اور مسلم دونوں کتابوں میں موجود ہیں۔ایک حدیث وہ ہے جس کو تنہا مسلم نے روایت کیا ہے۔آپ کی وفات سن چوالیس ہجری میں مدنہ منورہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں امہات المومنین کے حظیرے میں دفن ہوئیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۹) ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی حضرت امیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں نکاح کا پیغام بھیجا تو آپ اس قدر خوش ہوئیں کہ اپنا زیور اتار کر رسول اللہ ﷺ کی اس خادمہ کو انعام میں دیدیا جو یہ خوشخبری لائی تھی اور خود سجدے میں گرگئیں اور اس نعمت کے شکرانے کے طور پر دو ماہ لگاتار روزہ دار رہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے نکاح پر جتنی بڑی دعوت ولیمہ فرمائی اتنی بڑی دعوت ازواج مطہرات میں سے کسی کے نکاح کے موقع پر نہیں فرمائی۔ (نزہۃ القاری)

(۱۲۰) ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی فضیلت عطا فرمائی ہے جو ازواج مطہرات میں سے کسی کو بھی نہیں نصیب ہوئی کیونکہ تمام ازواج مطہرات کا نکاح تو ان کے باپ دادا نے حضور ﷺ کے ساتھ کیا لیکن میرا نکاح حضور ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کر دیا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے گیارہ حدیثیں روایت کی ہیں جن میں سے دو حدیثیں بخاری اور مسلم دونوں کتابوں میں ہیں۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ترپن سال کی عمر میں سن بیس یا اکیس ہجری میں دنیا سے رخصت ہوئیں اور مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۱) ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زمانہ جاہلیت میں چونکہ غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلایا کرتی تھیں اس لیے آپ کا لقب ام المساکین (مسکینوں کی ماں) ہے۔ سن تین ہجری میں حضور ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا۔ نکاح کے بعد صرف دو یا تین ماہ زندہ رہیں اور ربیع الاخر سن چار ہجری میں وفات پائی۔ (زرقانی جلد سوم)

(۱۲۲) ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام پہلے برّہ تھا لیکن حضور ﷺ نے ان کا نام بدل کر میمونہ (برکت دینے والی) رکھ دیا۔ (نزہۃ القاری)

(۱۲۳) ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ہند بنت عوف تھیں ان کے بارے میں عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ دامادوں کے اعتبار سے روئے زمین پر کوئی بڑھیا ان سے زیادہ خوش نصیب نہیں ہوئی کیونکہ ان کے دامادوں میں رسول اللہ ﷺ،

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت شدّاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی بزرگ ہستیاں شامل ہیں۔ (زرقانی جلد سوم)

(۱۲۴) ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کل چھہتر حدیثیں مروی ہیں جن میں سے سات بخاری اور مسلم دونوں کتابوں میں ہیں اور ایک حدیث صرف بخاری میں ہے اور ایک حدیث صرف مسلم میں ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۲۵) ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبیلہ بنی مصطلق کے سردار اعظم حارث بن ضرار کی بیٹی ہیں۔ غزوہ مریسیع میں قیدی بن کر آئی تھیں اور کنیز کی حیثیت سے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصے میں آئیں۔ حضرت ثابت نے یہ لکھ کر دیدیا کہ تم اتنی رقم مجھے دو تو میں تمھیں آزاد کردوں گا۔ آپ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور مالی امداد کی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے ان کی ساری رقم اپنے پاس سے ادا کر کے انھیں آزاد کردیا اور پھر آپ سے نکاح فرمالیا۔ جب اسلامی لشکر میں یہ خبر پھیلی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جویریہ سے نکاح فرمایا ہے تو تمام مجاہدین ایک زبان ہو کر کہنے لگے کہ جس خاندان میں ہمارے آقا ﷺ نے نکاح فرمالیا اس خاندان کا کوئی فرد لونڈی یا غلام نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ اس خاندان کے جتنے غلام اور کنیزیں مجاہدین اسلام کے قبضے میں تھیں سب کے سب آزاد کردیے گئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۶) ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سات حدیثیں روایت کی ہیں جن میں سے دو بخاری شریف میں اور دو مسلم شریف میں ہیں۔ آپ نے پینسٹھ سال کی عمر پا کر سن پچاس ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ (زرقانی، جلد سوم)

(۱۲۷) ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصلی نام زینب تھا۔ یہ یہودیوں کے قبیلہ بنو نضیر کے بڑے سردار حُیَی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ یہ خاندان بنی اسرائیل میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ نے دس

حدیثیں رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں جن میں سے ایک حدیث بخاری شریف اور مسلم
دونوں کتابوں میں ہے۔ساٹھ برس کی عمر میں سن پچاس یا باون ہجری میں وفات پائی اور
جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔(زرقانی جلدسوم ومدارج النبوۃ‘ جلددوم)

(۱۲۸) حرم رسول ﷺ میں اگرچہ ازواج مطہرات بیک وقت صرف نو تھیں مگر دو
باندیاں بھی تھیں ایک حضرت ماریہ قبطیہ دوسری ریحانہ۔(نزہۃ القاری)

(۱۲۹) ایک بار ازواج مطہرات نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ سرکار آپ کی وفات
کے بعد پہلے کون سی بیوی صاحبہ حضور سے ملیں گی؟ فرمایا: لمبے ہاتوں والی۔سب نے اپنے
ہات ناپے تو بی بی سودہ کے ہات لمبے تھے۔مگر بعد میں معلوم ہوا کہ لمبے ہات سے مراد سخاوت
تھی۔نبی ﷺ کی وفات کے بعد تمام ازواج میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پہلے
وفات پائی۔وہ سخاوت میں سب سے ممتاز تھیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۰) مکہ مکرمہ سے قریب بارہ میل کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے صرف۔اس
جگہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اسی جگہ حضور ﷺ نے احرام کی حالت میں ام المومنین حضرت میمونہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح فرمایا تھا اور پھر مکہ سے واپسی کے بعد اسی جگہ اپنی قربت بخشی اور
یہیں سن اکیاون یا ترپن ہجری میں ان کا وصال ہوا اور یہیں دفن ہیں۔آپ حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خالہ تھیں۔(نزہۃ القاری)

(۱۳۱) رسول اللہ ﷺ کی اکیسویں پشت کے دادا حضرت عدنان پہلے شخص ہیں
جنھوں نے کعبہ کو غلاف پہنایا تھا۔آپ کا یہ نام اس لیے مشہور ہوا کہ یہ عدن سے بنا ہے جس کے
معنی ہیں قائم اور باقی رہنا۔کیونکہ شیطانوں‘ جنوں اور انسانوں سے ان کو محفوظ رکھنے کے لیے
اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کے لیے فرشتے مقرر کردیے تھے۔(السیرۃ النبویہ)

(۱۳۲) اللہ تعالیٰ نے جب بخت نصر کو عرب پر مسلط کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ارمیا علیہ
السلام کو حکم دیا کہ وہ حضور ﷺ کے بیسویں پشت کے دادا حضرت معد بن عدنان کو براق پر
سوار کرا کے نکال لے جائیں تاکہ انھیں کوئی تکلیف نہ پہنچے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت ارمیا علیہ

السلام کو بتایا کہ میں معد کی پشت سے ایک نبی پیدا کرنے والا ہوں جس کے ذریعے میں
رسولوں کے سلسلے کو ختم کردوں گا۔حضرت ارمیا علیہ السلام اللہ کے حکم سے معد کو اپنے ساتھ شام
لے گئے جہاں حضرت معد نے بنی اسرائیل کے بیچ پرورش پائی اور بخت نصر کی موت کے
بعد جب فتنہ ٹل گیا تو آپ مکہ مکرمہ واپس آگئے۔(السیرۃ النبویہ)

(۱۳۳) رسول اللہ ﷺ کے اٹھارویں پشت کے دادا حضرت مضر چار بھائی تھے:
مضر‘ ربیعہ‘ ایاد اور انمار۔ایک بار کسی بات پر ان میں کچھ اختلاف ہوگیا۔باپ کی وصیت کے
مطابق وہ نجران روانہ ہوئے تاکہ افعا جرہمی سے فیصلہ کرائیں۔سفر کے دوران مضر نے گھاس
دیکھی جس کو کسی اونٹ نے چرا تھا۔کہنے لگے جس اونٹ نے اس گھاس کو چرا ہے وہ کانا ہے۔
ربیعہ نے کہا وہ لنگڑا ہے۔ایاد بولے وہ دم کٹا بھی ہے۔انمار نے کہا وہ بھاگا ہوا ہے۔تھوڑی
دور چلے تھے کہ انھیں ایک شخص ملا جس نے کجاوہ سر پر اٹھا رکھا تھا۔اس نے اونٹ کے
بارے میں پوچھا۔مضر نے کہا: کیا وہ کانا ہے؟ وہ بولا: ہاں۔ربیعہ نے پوچھا: کیا وہ لنگڑا ہے؟
اس نے کہا: ہاں۔ایاد نے کہا: کیا وہ دم کٹا ہے؟ وہ بولا: ہاں۔انمار نے پوچھا: کیا وہ بھاگا ہوا
ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔بتاؤ میرا اونٹ کہاں ہے؟ انھوں نے کہا: قسم سے ہم نے اسے دیکھا
تک نہیں۔بدو نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ دیکھے بنا اس کے تمام نشان تم نے بتا دیے؟ وہ بدو
بھی ان لوگوں کے ساتھ چل پڑا کہ افعا سے اپنا فیصلہ کرائے۔جب یہ لوگ افعا کے پاس پہنچے تو
سب سے پہلے اونٹ کے مالک نے اپنا دعویٰ پیش کیا کہ ان لوگوں نے میرا اونٹ دیکھا ہے
لیکن مجھے بتاتے نہیں۔کہتے ہیں ہم نے دیکھا ہی نہیں افعا نے ان سے پوچھا: اگر آپ لوگوں
نے اونٹ کو نہیں دیکھا تو اس کی نشانیاں کیسے بتا دیں؟ مضر نے کہا: میں نے جب گھاس کو
دیکھا جسے اونٹ نے چرا ہے تو وہ ایک طرف سے چری ہوئی تھی اور دوسری طرف سے جوں
کی توں لہلہا رہی تھی۔میں نے سمجھ لیا کہ وہ کانا ہے۔جو دیکھا وہ چر لیا اور دوسری طرف جو گھاس
اس نے نہیں دیکھی چھوڑ دی۔ربیعہ نے کہا: اس کے ایک پاؤں کے نشان بہت صاف
تھے اور دوسرے پاؤں کے ادھورے تھے میں نے جان لیا کہ وہ لنگڑا ہے۔ایاد نے کہا: میں

نے دیکھا کہ اس کی مینگنیاں صحیح سالم ہیں تو میں نے سمجھ لیا کہ اس کی دم کٹی ہوئی ہے ورنہ اس کی مینگنیاں ٹوٹی ہوئی ہوتیں۔ انمار نے کہا: میں نے دیکھا کہ اس نے گنجان گھاس چرنے کے لیے منہ ڈالا ہے لیکن اسے ادھورا چھوڑ کر آگے نکل گیا ہے۔ میں نے سمجھ لیا کہ یہ بھاگا ہوا ہے۔ اس لیے وہ اطمینان سے گھاس نہیں چر رہا ہے۔ یہ سن کے جرہمی نے اونٹ کے مالک سے کہا: جاؤ اور اپنا اونٹ تلاش کرو۔ ان کے پاس تمھارا اونٹ نہیں ہے۔ پھر اس نے پوچھا آپ کون ہیں اور یہاں کیوں آئے ہیں؟ انھوں نے بتایا کہ ہم نزار بن معد کے بیٹے ہیں اور اپنے فیصلے کے لیے آپ کے پاس آئے ہیں۔ اس نے کہا: بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ اتنے ذہین ہوتے ہوئے میرے پاس آئے ہیں۔ پھر اس نے ان کی ایک شاندار دعوت کی۔ آخر میں شراب پیش کی۔ کھانے پینے سے فارغ ہوئے تو مضر نے کہا ایسی بہترین شراب عمر بھر میں کبھی نہیں پی۔ کاش اس کے انگور کی بیل قبر پر نہ ہوتی۔ ربیعہ نے کہا ایسا لذیذ گوشت آج تک نہیں کھایا کاش اس بکری کی پرورش کتیا کے دودھ سے نہ کی گئی ہوتی۔ ایاد نے کہا: آج تک ایسا آدمی نہیں دیکھا کاش اس کی نسبت غیر باپ کی طرف نہ کی گئی ہوتی۔ انمار نے کہا: میں نے آج تک ایسی گفتگو نہیں سنی جو ہمارے مقصد کے لیے مفید ہو۔ جرہمی نے ان کی باتیں سنیں اور حیرت میں پڑ کر رہ گیا۔ وہ اپنی ماں کے پاس گیا اور کہا: سچ بتاؤ میں کس کا بیٹا ہوں؟ اس نے بتایا: میں ایک سردار کے نکاح میں تھی وہ لاولد تھا۔ میں نے مناسب نہ سمجھا کہ وہ لاولد مر جائے۔ چنانچہ میں نے ایک شخص سے برا کام کیا جس سے تو پیدا ہوا۔ اس نے اپنے باورچی سے شراب کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے تیرے باپ کی قبر پر انگور کی ایک بیل لگائی تھی اس کے انگوروں سے یہ شراب تیار کی گئی۔ اس نے اپنے چرواہے سے گوشت کے بارے میں پوچھا اس نے بتایا کہ بکری نے بچہ جنا اور مر گئی۔ میں نے اس کے میمنے کی پرورش کتیا کے دودھ سے کی۔ جرہمی ان کی ذہانت دیکھ کر حیران رہ گیا۔ پھر اس نے دعویٰ سنا اور فیصلہ دیا۔ اس واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے اجداد کو حسن و جمال کے ساتھ ساتھ ذہانت کا کمال بھی عطا کیا تھا۔ (تاریخ طبری، جلد دوم)

(۱۳۴) حضرت الیاس یا ال یاس حضور ﷺ کی سترھویں پشت کے دادا تھے۔ اہل عرب انھیں سید العشیرہ کہتے تھے۔ سب سے پہلے قربانی کا جانور لے کر بیت اللہ شریف جانے والے یہی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: الیاس کو برا بھلا مت کہو وہ مومن تھے۔ عرب والوں میں ان کی مثال ایسی تھی جیسے لقمان حکیم اپنی قوم میں۔ (السیرۃ النبویہ)

(۱۳۵) حضور ﷺ کی سولہویں پشت کے دادا حضرت مدرکہ کا اصلی نام عمرو تھا۔
(السیرۃ النبویہ)

(۱۳۶) حضور ﷺ کی پندرھویں پشت کے دادا حضرت خزیمہ یا خُزَیمہ تھے۔ ان کی والدہ کا نام سلمیٰ بنت اسلم تھا۔ (السیرۃ النبویہ)

(۱۳۷) حضور ﷺ کی چودھویں پشت کے دادا کا نام حضرت کنانہ تھا۔ ان کی والدہ ہند بنت عمرو بن قیس تھیں۔ کچھ نے لکھا ہے کہ آپ کی والدہ عوانہ بنت سعد بن قیس تھیں۔
(السیرۃ النبویہ)

(۱۳۸) حضور ﷺ کی تیرھویں پشت کے دادا حضرت نضر تھے۔ ان کا نام قیس تھا۔ اپنے چہرے کی دمک اور حسن و جمال کی وجہ سے نضر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام برّہ تھا۔ (السیرۃ النبویہ)

(۱۳۹) حضور نبی کریم ﷺ کی بارھویں پشت کے دادا کا نام حضرت مالک تھا۔ ان کی والدہ عاتکہ تھیں۔ کچھ نے عکرشہ بھی لکھا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ عاتکہ نام اور عکرشہ لقب تھا۔ (السیرۃ النبویہ)

(۱۴۰) نضر بن کنانہ کی اولاد کو قریش کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ نضر لوگوں کی ضرورتوں کے بارے میں ان سے پوچھا کرتے اور ان ضرورتوں کو پورا بھی کرتے تھے۔ اس لیے انھیں قریش کہا گیا جو قرش سے بنا ہے یعنی پوچھ گچھ کرنا۔ (السیرۃ النبویہ)

(۱۴۱) حضور ﷺ کی گیارھویں پشت کے دادا کا نام فہر بن مالک تھا۔ ان کی والدہ جندلہ بنت عامر بن حارث بن مزاز جرہمی تھیں۔ کچھ روایتوں میں ان کو قریش کہا گیا ہے۔ قریش

ایک سمندری جانور (وہیل) کا نام ہے جو بہت ہی طاقتور ہوتا ہے اور سمندری جانوروں کو کھا ڈالتا ہے۔ یہ تمام جانوروں پر ہمیشہ غالب ہی رہتا ہے، کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔ چونکہ فہر بن مالک اپنی شجاعت اور بے پناہ طاقت کی بنا پر عرب کے تمام قبیلوں پر غالب تھے اس لیے عرب والے انھیں قریش پکارنے لگے۔ (زرقانی علی المواہب، تاریخ طبری)

(۱۴۲) حضور ﷺ کی دسویں پشت کے دادا کا نام غالب تھا۔ ان کی کنیت ابوتیّم تھی ان کے دو بیٹے تھے ایک کا نام لوئی تھا دوسرے کا تیّم۔ (ضیاء النبی، جلد اول)

(۱۴۳) نبی کریم ﷺ کی نویں پشت کے دادا کا نام لوئی تھا۔ ان کی والدہ کا نام عاتکہ بنت یخلد بن نضر بن کنانہ تھا۔ لوئی کو اللہ تعالیٰ نے حلم اور حکمت کی خوبیوں سے نوازا تھا۔ (ضیاء النبی)

(۱۴۴) رسول اللہ ﷺ کی آٹھویں پشت کے دادا حضرت کعب کی شخصیت بڑی ممتاز تھی۔ وہ ہر جمعہ کو اپنے قبیلہ قریش کو جمع کرتے اور انھیں خطاب فرماتے۔ کعب کی وفات اور حضور ﷺ کی بعثت کے بیچ پانچ سو ساٹھ برس کا عرصہ ہے۔ عربوں نے اپنی تاریخ کی شروعات ان کی وفات کے دن سے کی۔ ابرہہ کی ہار کے سال تک یہی سن استعمال کرتے رہے۔ حضرت کعب پر جا کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب حضور ﷺ کے ساتھ مل جاتا ہے۔ (الکامل۔ ابن اثیر)

(۱۴۵) نبی کریم ﷺ کی ساتویں پشت کے دادا حضرت مرّہ تھے۔ ان کی کنیت ابو ویکذہ تھی۔ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھٹے دادا ہیں۔ (ضیاء النبی، جلد اوّل)

(۱۴۶) حضور ﷺ کی چھٹی پشت کے دادا کا نام کلاب تھا۔ ان کی کنیت ابوزہرا اور نام حکیم ہے۔ کچھ روایتوں میں عروہ آتا ہے۔ یہ کتوں کے ساتھ کثرت سے شکار کرتے تھے اس لیے انکا لقب کلاب ہو گیا۔ یہ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ کے تیسرے دادا تھے۔ مشہور یہ ہے کہ عربی مہینوں کے موجودہ نام انھی نے تجویز کیے تھے۔ (ضیاء النبی، جلد اوّل)

(۱۴۷) رسول اللہ ﷺ کی پانچویں پشت کے دادا حضرت قصی تھے۔ ان کا نام زید

تھا۔ یہ چار سو عیسوی کے آس پاس پیدا ہوئے۔ ان کی کنیت ابومغیرہ تھی۔ چونکہ آپ کا بچپن اپنے وطن سے دور گزرا تھا اس لیے آپ کا لقب قصی یعنی دور رہنے والا مشہور ہو گیا۔ (طبقات ابن سعد، جلد اوّل)

(۱۴۸) حضور ﷺ کی چوتھی پشت کے دادا عبد مناف تھے۔ ان کا نام مغیرہ تھا۔ یہ بہت حسین وجمیل تھے جس کی وجہ سے انھیں بطحا کا چاند کہا جاتا تھا۔ (ضیاء النبی، جلد اوّل)

(۱۴۹) حضور ﷺ کی تیسری پشت کے دادا ہاشم تھے۔ ان کا نام عمرو یا عمر تھا۔ جب پیدا ہوئے تو ان کے پاؤں کا انگوٹھا ان کے بھائی عبد شمس کے سر سے چپکا ہوا تھا جسے الگ کرنے کے لیے تیز دھار دار آلہ استعمال کیا گیا۔ ایک بار زبردست قحط کی وجہ سے مکہ میں فاقے تک نوبت پہنچ گئی۔ لوگوں کو کئی کئی دن تک کھانا نہ ملتا۔ ہاشم مکہ سے شام گئے اور وہاں سے آٹا وغیرہ خریدا اور حج کے دنوں میں لدے ہوئے اونٹوں کے ساتھ مکہ واپس آئے۔ روٹیاں پکائی گئیں۔ اونٹ پر اونٹ ذبح کیے گئے۔ سالن میں روٹیاں چورا کر کے ڈالی گئیں اور ثرید بنایا گیا۔ سب کی دعوت کی گئی۔ اس وجہ سے آپ کو ہاشم کہا جانے لگا یعنی روٹیاں توڑ کر شوربے میں ملانے والا۔ آپ پچیس سال کی عمر میں اپنے تجارتی کاررواں کو لے کر شام کے علاقہ میں گئے وہیں بیمار ہوئے اور وفات پائی۔ آپ کا مزار غزہ شہر میں ہے۔ (ضیاء النبی، جلد اوّل)

(۱۵۰) حدیث شریف میں ہے کہ ابولہب کو دوشنبہ کے دن عذاب ہلکا ہوتا ہے اور اسے انگلی چوسنے سے پانی ملتا ہے کیونکہ اس نے سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت کی خوش خبری سنانے والی اپنی لونڈی ثویبہ کو اسی انگلی کے اشارے سے آزاد کیا تھا۔ (نزہۃ القاری)

(۱۵۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے ابوطالب کو آگ میں پایا تو انھیں وہاں سے نکال کر آگ کے حظیرے میں کر دیا جہاں آگ کی گرمی تو ہے مگر آگ نہیں۔ سزا میں یہ کمی حضور ﷺ کی خدمت کے صلہ میں ملی۔ (نزہۃ القاری)

(۱۵۲) ہمارے حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ اپنے والد حضرت عبد

المطلب کے سب سے لاڈلے بیٹے تھے۔ ملک شام کے یہودی کچھ نشانیوں سے پہچان گئے
تھے کہ نبی آخر الزماں کے والد ماجد یہی ہیں چنانچہ ان یہودیوں نے حضرت عبداللہ کو
مارڈالنے کی کئی بار کوشش کی۔ ایک دن حضرت عبداللہ شکار کے لیے جنگل میں تشریف لے
گئے۔ یہودیوں کی ایک بہت بڑی جماعت بھی ہتھیار وغیرہ لے کر اس نیت سے جنگل میں
گئی کہ حضرت عبداللہ کو قتل کردیں مگر اللہ کی حفاظت نے اس بار بھی انھیں بچالیا۔ غیب سے
کچھ ایسے سوار اچانک ظاہر ہوئے جو اس دنیا سے الگ ہی لگتے تھے۔ ان سواروں نے آکر
یہودیوں کو مار بھگایا اور حضرت عبداللہ کو حفاظت سے ان کے گھر پہنچادیا۔ وہب بن مناف بھی
اس دن جنگل میں تھے اور انھوں نے اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھا تھا۔ اس لیے انھیں
حضرت عبداللہ سے بے انتہا عقیدت اور محبت پیدا ہوگئی۔ انھوں نے گھر آکر یہ پکا ارادہ کرلیا کہ
میں اپنی بیٹی آمنہ کا نکاح عبداللہ ہی سے کروں گا۔ اپنی اس خواہش کو کچھ دوستوں کے ذریعے
حضرت عبدالمطلب تک پہنچادیا۔ حضرت عبدالمطلب نے اس رشتے کو خوشی خوشی منظور کرلیا۔
(زرقانی ومدارج النبوہ)

(۱۵۳) حافظ آبرو کی تاریخ میں لکھا ہے کہ جناب امیر المومنین حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے پندرہ بیٹے تھے۔ حسن مثنیٰ، زید، عمر، حسین، عبداللہ، عبدالرحمن، عبیداللہ، اسماعیل، محمد، یعقوب،
جعفر، طلحہ، حمزہ، ابوبکر اور قاسم۔ پانچ بیٹیاں تھیں۔ ام حسن، زینب، ام عبداللہ، سلمہ اور فاطمہ۔ (قصص
الانبیاء)

(۱۵۴) حضرات حسنین یعنی سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان
میں آیات مباہلہ، آیات مودت اور آیت نذر نازل ہوئیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۵) ایمان لانے میں سب سے پہل کرنے اور ہر مرحلے میں نبی کریم ﷺ کا
حوصلہ بڑھانے اور ہمت افزائی کرتے رہنے کا صلہ بارگاہ رب العزت سے حضرت سیدتنا خدیجۃ
الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین کو رسول اللہ ﷺ کے
پاس بھیجا جب حضور ﷺ غار حرا میں تشریف فرما تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر عرض

کی: یارسول اللہ! اپنے رب کی جانب سے بی بی خدیجہ کو سلام پہنچایئے اور انھیں خوشخبری دیجیے کہ
اللہ تعالیٰ نے جنت میں ان کے لیے موتیوں کا بنا ہوا ایک محل مخصوص کر رکھا ہے جس میں کوئی
شور نہ ہوگا اور نہ کوئی کوفت۔ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ
ہی سلام ہے۔ ساری سلامتیاں سی سے ہیں۔ جبرئیل پر سلام ہو اور یارسول اللہ آپ پر سلام ہو اور
اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں آپ پر۔ (السیرۃ النبویہ از زینی دحلان، جلد ایک)

(۱۵۶) رسول اللہ ﷺ کے لخت جگر حضرت ابراہیم نے ماہ ربیع الاول سن دس ہجری
میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر سولہ ماہ تھی۔ رحمت عالم ﷺ نے انھیں جنت البقیع میں
دفن کرنے کا حکم دیا۔ ان پر خود نماز جنازہ پڑھائی۔ اور چار تکبیریں کہیں۔ جب انھیں دفن کردیا
گیا تو ایک مشک پانی منگا کر ان کی قبر پر چھڑکا۔ یہ پہلی قبر تھی جس پر پانی چھڑکا گیا۔ (ضیاء
النبی، جلد چہارم)

(۱۵۷) طبرانی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے
کہ رحمت کائنات ﷺ نے ایک روز فرمایا: میں رات کو جنت میں گیا وہاں پر جعفر بن ابی
طالب کو فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہوئے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کٹے ہوئے بازوؤں
کے بدلے انھیں دو پر عطا فرمائے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ جعفر جبرئیل اور میکائیل
کے ساتھ اڑ رہے تھے۔ (السیرۃ النبویہ جلد دو)

(۱۵۸) سردار عبدالمطلب کے والد اور حضور ﷺ کے پردادا کو سب سے پہلے یہ
خیال پیدا ہوا کہ اس بین الاقوامی تجارت میں حصہ لیا جائے جو عرب کے راستے مشرق کے
شہروں اور شام ومصر کے درمیان ہوتی تھی۔ دوسرے عربی قافلوں کی بہ نسبت قریش کو یہ
سہولت حاصل تھی کہ راستے کے سارے قبیلے بیت اللہ کے خدام ہونے کی حیثیت سے ان کا
احترام کرتے تھے۔ چنانچہ ہاشم نے تجارت کی اسکیم بنائی اور اس میں اپنے تینوں بھائیوں کو
بھی شامل کرلیا۔ شام کو غسانی بادشاہ سے ہاشم نے، حبش کے بادشاہ سے عبدشمس نے، یمنی امراء
سے مطلب نے اور عراق وفارس کی حکومتوں سے نوفل نے تجارتی سہولتیں حاصل کیں۔ جو

رشتے انھوں نے قبیلوں اور آس پاس کی ریاستوں سے قائم کیے تھے ان کی بنا پر انھیں اصحاب ایلاف بھی کہا جاتا تھا یعنی الفت پیدا کرنے والے۔ ان بین الاقوامی تعلقات کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوا کہ عراق سے یہ لوگ وہ رسم الخط بھی لائے جو بعد میں قرآن مجید لکھنے کے لیے استعمال ہوا۔ (اطلس القرآن)

(۱۵۹) رسول اللہ ﷺ کے بیسویں پشت کے دادا حضرت عدنان چھٹی صدی قبل مسیح کے بخت نصر کے ہم عصر تھے۔ یہ پہلے شخص تھے جنھوں نے کعبے کو چمڑے کا غلاف پہنایا۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۶۰) رسول اللہ ﷺ کے ایک اور جد معد تھے جو بخت نصر کے دور میں بارہ سال کے تھے۔ بخت نصر نے جب عرب پر حملہ کیا تو اس نے معد کو قتل کرنا چاہا مگر اس کے لشکر میں شامل ایک نبی کے یہ کہنے پر چھوڑ دیا کہ اس کی اولاد میں نبوت ہوگی۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۶۱) نبی کریم ﷺ کے اجداد میں ایک مدرکہ تھے۔ مدرکہ کے معنی ہیں پا لینے والا۔ ایک سفر میں انھوں نے جنگلی خرگوشوں کے ڈر سے بھاگے ہوئے اپنے گم شدہ اونٹ پا لیے تھے۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۶۲) رسول اللہ ﷺ کے ایک جد تھے نضر۔ ان کے چہرے کی تروتازگی اور خوب صورتی کے باعث ان کا یہ نام پڑا۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۶۳) قریش ایک سمندری حیوان (وہیل) کا نام ہے جو تمام سمندری جانوروں پر غالب رہتا ہے۔ یوں قوت اور طاقت کی خوبی کی وجہ سے اس قبیلے کا نام قریش (طاقتور) پڑ گیا۔ قریش نبی مکرم ﷺ کے ایک جد فہر کا لقب تھا ان کی کنیت ابو غالب تھی۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۶۴) رسول اللہ ﷺ کے ایک دادا کعب کی عزت عرب میں اتنی تھی کہ ان کی وفات سے برسوں کا تعین کیا جانے لگا اور یہ سلسلہ عام الفیل (مکہ پر ہاتھیوں کے لشکر کی چڑھائی کے سال) تک چلا۔ ایک قول کے مطابق کعب نے ہی یوم عروبہ کا نام بدل کر جمعہ رکھا

تھا۔ ان کا زمانہ نبی کریم ﷺ سے پانچ سو ساٹھ سال پہلے تھا۔ انھوں نے ہی خطبے میں سب سے پہلے اما بعد کہنا شروع کیا۔ ان کے بیٹے عدی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جد امجد تھے۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۶۵) رسول اکرم ﷺ کے ایک جد کلاب تھے۔ یہ شکار کے بہت شوقین تھے۔ شکاری کتوں کے ساتھ کسی علاقے سے گزرتے تو لوگ کہتے: ھذہ کلابُ ابن مرّہ (یہ کلاب ابن مرہ کے کتے ہیں)۔ اس طرح ابن مرّہ کا نام ہی کلاب پڑ گیا۔ یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے سونے سے آراستہ دو تلواریں کعبے کے اندر رکھیں۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۶۶) کلاب کے بیٹے قصی کا اصل نام زید تھا۔ وہ شیر خوار تھے جب ان کے والد گذر گئے اور ان کی ماں فاطمہ بنت سعد نے ربیعہ بن حرام قزاعی سے بیاہ کر لیا جو انھیں شام لے گئے۔ یوں زید اپنے اصل گھر سے دور ہونے کے سبب قصی کہلائے یعنی دور ہونے والا۔ بڑے ہوئے تو آل ربیعہ سے جھگڑا ہوا اور ان سے غریب الدیار یعنی بے گھر بار ہونے کا طعنہ سن کر قصی نے اپنی ماں سے اپنی ولدیت کے بارے میں پوچھا۔ اوور پھر ان کی اجازت سے مکہ مکرمہ چلے آئے۔ بطحا پر قابض بنو خصاعہ میں حبّیٰ نام کی خاتون سے ان کی شادی ہوئی۔ ان کے خسر حُلیل بن حُبشیہ کی وفات پر ان کے بیٹے ابو غبشان مہرّش نے کعبے کی تولیت قصی کے ہات بیچ دی۔ کعبے کی تولیت ملنے پر قصی نے مکہ میں دار الندوہ قائم کیا جہاں قریش جلسہ یا جنگ کی تیاری کرتے۔ قافلے بھی یہیں سے روانہ ہوتے۔ نکاح وغیرہ کی رسمیں بھی وہیں ادا کی جاتیں تھیں۔ اس کے علاوہ حاجیوں کو پانی پلانے اور ان کے کھانے پینے کا اہتمام کرنے کے منصب عطا کیے۔ ان کے کہنے پر قریش نے کھانے پینے کے انتظام کے لیے ایک سالانہ رقم مقرر کی تھی۔ قصی نے چمڑے کے حوض بنوائے جن میں حاجیوں کے لیے پانی بھر دیا جاتا تھا۔ حجاج کے لیے پانی باہر سے لایا جاتا ااور اس میں کھجور کا شیرہ اور انگور نچوڑ کر اسے خوش ذائقہ بنایا جاتا۔ مشعر حرام بھی انہی کی ایجاد ہے جس پر حج کے دنوں میں چراغ جلائے جاتے تھے۔ (ااطلس سیرۃ النبی)

(۱۶۷) قصی کے بعد قریش کی ریاست عبد مناف نے حاصل کی۔ ان کا اصل نام مغیرہ اور لقب عبد منات تھا۔ بعد میں قصی نے عبد منات بن کنانہ سے مشابہت کے باعث ان کا لقب بدل کر عبد مناف کر دیا تھا۔ انھوں نے قصی کی شروع کی ہوئی عمارتیں مکمل کرائیں۔ عبد ناف کے بھائی عبد العزیٰ کے بیٹے اسد تھے جن کی پوتی خدیجہ بنت خویلد سے نبی اکرم ﷺ کی شادی ہوئی تھی۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۶۸) عبد مناف کے بیٹوں میں سب سے بااثر تھے ہاشم۔ ان کا نام عمرو العلا تھا اور کنیت ابونضلہ۔ ایک بار ہاشم تجارت کے لیے شام روانہ ہوئے۔ راستے میں یثرب کے میلے میں ایک حسین عورت سے ملاقات ہوئی جس کا نام سلمٰی تھا جو بنونجار سے تھی۔ دونوں کی شادی ہو گئی۔ شادی کے بعد شام چلے گئے اور غزہ (فلسطین) میں ان کا وصال ہو گیا وہیں دفن ہوئے۔ سلمٰی سے ان کا بیٹا شیبہ پیدا ہوا جس نے آٹھ برس یثرب میں پرورش پائی پھر ہاشم کے بھائی مطلب اس کو مکہ لے آئے۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۶۹) چونکہ شیبہ کی پرورش ان کے چچا مطلب نے کی تھی اس لیے ان کا نام عبد المطلب یعنی مطلب کا غلام مشہور پڑ گیا۔ ان کا سب سے نمایاں کارنامہ یہ ہے کہ زم زم کا کنواں جو ایک مدت پہلے ریت سے اٹ کر گم ہو گیا تھا اس کا پتہ لگایا اور اسے کھدوا کر نئے سرے سے جاری کیا۔ انھوں نے منت مانی تھی کہ دس بیٹوں کو اپنے سامنے جوان دیکھ لیں گے تو ایک بیٹا اللہ کی راہ میں قربان کر دیں گے۔ یہ آرزو پوری ہوئی تو دسوں بیٹوں کو لے کر حرم کعبہ میں آئے اور پجاری سے قرعہ ڈالنے کو کہا۔ اتفاق سے قرعہ عبد اللہ کے نام پر نکلا۔ عبد اللہ کی بہنیں رونے لگیں اور کہنے لگیں ان کے بدلے دس اونٹ قربان کر دیے جائیں۔ دوبارہ قرعہ ڈالا گیا مگر پھر عبد اللہ کا نام نکلا۔ مطلب نے اب دس اونٹ کی جگہ بیس اونٹ کر دیے یہاں تک کہ تعداد بڑھاتے بڑھاتے سو اونٹ ہو گئی تب اونٹوں کے نام پر قرعہ نکلا۔ یوں سو اونٹ قربان کرنے پر عبد اللہ بچ گئے۔ یہ واقدی کی روایت ہے۔ عبد المطلب کی کنیت ابو حارث اور ابو البطحا تھی۔ یہ بڑے خوب صورت تھے۔ لمبے قد والے، عقل میں تیز اور فصاحت و بلاغت

میں مشہور تھے۔ وہ ملت ابراہیمی کے مطابق ایک خدائے واحد کی عبادت کرتے تھے۔ رمضان کا پورا مہینہ جبل حرا پر عبادت میں گزارتے۔ غریبوں مسکینوں یہاں تک کہ وحشی جانوروں اور چڑیوں کو کھانا کھلاتے۔ شراب نوشی، محرم عورتوں سے نکاح اور بیٹیوں کو جیتے جی زمین میں گاڑنے سے سخت نفرت کرتے تھے۔ حطیم میں ان کے بیٹھنے کے لیے غالیچہ بچھا رہتا تھا جس پر کوئی دوسرا نہیں بیٹھتا تھا۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۷۰) عبد المطلب کے بارہ بیٹوں میں سے پانچ نے اسلام یا کفر کی خصوصیت کے باعث شہرت پائی۔ وہ تھے: ابوطالب، عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عبد المطلب کے دوسرے بیٹوں کے نام ضرار، قثم، زبیر، مقوم، حارث، عبد الکعبہ، اور الغیداق تھے۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۷۱) عبد شمس ہاشم کے جڑواں بھائی تھے۔ یہ جب پیدا ہوئے تو ایک کی انگلی دوسرے کے پہلو سے جڑی ہوئی تھی جسے کاٹ کر الگ کیا گیا۔ (اطلس سیرۃ النبی)

(۱۷۲) ازواج مطہرات امہات المومنین ہیں امہات المومنات نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں تم مردوں کی ماں ہوں عورتوں کی نہیں ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم)

(۱۷۳) ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اخلاق کی اتنی پاکیزہ تھیں کہ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: سوائے سودہ کے کسی عورت کو دیکھ کر میرے دل میں خواہش نہ پیدا ہوئی کہ اس کے جسم میں میری روح ہوتی۔ (ازواج مطہرات۔ شکیل الرحمٰن نظامی مصباحی)

(۱۷۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد مبارک رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کے ایک سال پہلے مکہ مکرمہ میں ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر چھ سال تھی۔ آپ کی رخصتی ہجرت کے بعد سن دو ہجری میں ہوئی۔ اس وقت آپ نو سال کی تھیں۔ (ازواج مطہرات۔ شکیل الرحمٰن نظامی مصباحی)

پانچواں باب: خلفائے راشدین

(۱) خلیفہ اور بادشاہ زندہ لوگوں کے سامنے ظاہر چاہیے۔ مردہ یا چھپے ہوئے کی بادشاہت یا خلافت درست نہیں کیونکہ ملکی انتظام اور خلافت کا مقصد اس سے حاصل نہیں ہوتا۔ جب موسیٰ علیہ السلام توریت لینے کو طور پر گئے اور عارضی طور پر اپنے ملک سے غائب اور لوگوں کی نگاہ سے اوجھل ہو گئے تو جناب ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے گئے۔ اگر غائب کی خلافت اور سلطنت درست ہوتی تو آپ خلیفہ کیوں مقرر کرتے۔ ہمارے حضور ﷺ حیات النبی ہیں مگر آپ کے خلیفہ مقرر ہوئے۔ لہذا بارہویں امام حضرت مہدی کو غائب خلیفہ ماننا اصول کے حساب سے غلط ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲) ایک صحابی رسول نے ثانی اثنین اذ ھما فی الغار والی آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ سارے صحابہ کی صحابیت سے انکار پر کفر لازم نہیں آتا مگر ایک صحابی یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا انکار کرنے والا قرآن عظیم کا انکار کرنے والا ٹھہرتا ہے اور اس سے کفر لازم آتا ہے۔

(۳) آزاد نوجوانوں میں سب سے پہلے ایمان لائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور لڑکوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غلاموں میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آزاد شدہ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔(بخاری شریف)

(۴) سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عبدالرحمٰن ابن ملجم مراوی نے ایک عورت قطام کے عشق میں گرفتار ہو کر اسی کے کہنے پر شہید کیا۔ سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے کی نماز امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔(نزہۃ القاری)

(۵) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رات خواب دیکھا کہ چاند مکہ میں اترا ہے اور تمام گھروں میں اس کی روشنی پھیل گئی ہے اور اس کا ایک ایک ٹکڑا ہر گھر میں گرا ہے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ چاند کے بکھرے ہوئے ٹکڑے یکجا ہو گئے اور وہ مکمل چاند ان کی

گود میں آ گیا۔ اہل کتاب کے کسی عالم نے اس خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ وہ نبی جس کی آمد کے ہم منتظر ہیں اور جس کے ظہور کی گھڑی بالکل قریب آ گئی ہے وہ ظاہر ہو گا اور آپ اس کی اطاعت و پیروی کریں گے اور اس کی اطاعت کی برکت سے آپ سارے جہاں میں سعید ترین شخص ہوں گے۔(ضیاء النبیؐ جلد دوم)

(۶) حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ شان ہے کہ انھیں افضل البشر بعد الانبیاء کہا گیا ہے یعنی نبیوں کے بعد سب سے افضل انسان۔(تفسیر نعیمی)

(۷) مہاجرین اور انصار میں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کوئی صحابی ایسا نہیں ہے کہ خود اور ان کے والدین اور بیٹے بیٹیاں سب کے سب مسلمان ہوں۔ (مدارک)

(۸) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ایام جاہلیت میں عبدالکعبہ تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کا نام عبداللہ رکھا۔(تفسیر نعیمی)

(۹) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اس لیے عتیق یعنی جہنم کے عذاب سے آزاد مشہور ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰) سن نو ہجری میں جناب سرور کائنات ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر الحج بنا کر تین سو آدمیوں کا قافلہ حج کے لیے روانہ کیا تھا۔ اسلام میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے امیر حج ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱) نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: میں کسی کو نہیں جانتا جو میرے نزدیک رفاقت میں احسانات کے اعتبار سے ابوبکر سے افضل ہو۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بننے کے بعد بھی تجارت کرتے تھے۔ آپ روزانہ کپڑے کی چادریں کندھے پر اٹھا کر بازار جاتے اور معمولی آدمیوں کی طرح فروخت کر کے گزر بسر کرتے۔ بعد میں خلافت کا کام بڑھ جانے کی وجہ سے تجارت ترک کر دی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳) مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ کے بعد سب آدمیوں میں جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میری محبت اور ابوبکر و عمر سے دشمنی کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا درجہ وہی تھا جو اس وقت ہے یعنی روضہ انور میں سب سے زیادہ قرب حاصل ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک سو بیالیس احادیث مروی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ ابوبکر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر دو عادل امام تھے۔ ہم ان کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے دشمن سے بے زار ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خبر جب سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر آپ کے مکان پر آئے اور فرمایا: آج خلافت نبوت کا خاتمہ ہوگیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸) جس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا اس وقت آپ کے پاس چالیس ہزار درم کی پونجی تھی جو آپ نے اسلام کے لیے وقف کر دی۔ ظہور اسلام سے لے کر ہجرت تک پینتیس ہزار خرچ ہو چکا تھا باقی پانچ ہزار درم کی پونجی ہجرت کے وقت ساتھ لے گئے تھے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۹) حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو آسمان پر ناپسند کرتا ہے کہ ابوبکر کوئی خطا کرے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اللہ کی نصرت اور رسول کی رفاقت حاصل تھی اس کے بدلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام عمر کی نیکیاں دینے کو تیار تھے۔ (تفسیر

نعیمی)

(۲۱) ایک بار حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ ابوبکر کو قیامت کے دن میرے ہی درجہ میں جگہ دینا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے کس روز وصال فرمایا؟ انھوں نے فرمایا: دوشنبہ کے دن۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے بھی امید ہے کہ میں بھی اسی روز وفات پاؤں گا۔ چنانچہ آپ نے دوشنبہ کے دن انتقال فرمایا۔ (ابوبکر البیہقی، دلائل النبوۃ جلد ہفتم)

(۲۳) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو برس تین ماہ گیارہ دن تخت خلافت پر جلوہ افروز رہ کر بائیس جمادی الاخر سن تیرہ ہجری کو ترسٹھ سال کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴) حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کو نہیں جانتا وہ سُنّت کو نہیں جانتا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵) حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے چار وزیر بتائے گئے ہیں۔ دو آسمان والوں میں، دو زمین والوں میں۔ آسمان والوں میں حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام اور زمین والوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب چھٹی پشت میں مرّہ بن کعب پر پہنچ کر حضور نبی کریم ﷺ سے جا ملتا ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۲۷) جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی حیات مبارکہ میں سترہ نمازوں کی امامت کی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۸) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ کے قاضی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔اس وقت معاملات کی صفائی کا یہ عالم تھا کہ ایک سال کے عرصہ میں ایک بھی مقدمہ پیش نہیں ہوا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۹) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عام انسانوں کے لیے ایک عام تجلی فرمائے گا اور ایک تجلی خاص طور پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے فرمائے گا۔(تفسیر نعیمی)

(۳۰) رسول خدا ﷺ نے فرمایا سوائے نبی کے کسی دوسرے ایسے آدمی پر آفتاب طلوع وغروب نہیں ہوا جو ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے افضل ہو۔(تفسیر نعیمی)

(۳۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی سب سے پہلے کلمہ طیبہ کے ذکر کا طریقہ باطن کی صفائی کے لیے تعلیم کیا۔(تفسیر نعیمی)

(۳۲) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی اسلام میں سب سے پہلا اجتہاد کیا۔(تفسیر نعیمی)

(۳۳) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گورے چٹے اور دبلے پتلے تھے۔کسی قدر کمر جھکی ہوئی تھی۔آنکھیں ذرا اندر ہٹی ہوئی، بال گھنگریالے، پیشانی اونچی، قدموزوں اور انگلیوں کے جوڑ گوشت سے خالی تھے۔آپ بہت کم بات کرتے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۳۴) رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنتیوں کی جماعت کا سردار بتایا اور جنت کے سب دروازوں سے ان کی پکار اور بلاوے کی خوشخبری دی اور یہ بھی فرمایا: میری امت میں سب سے پہلے ابوبکر جنت میں داخل ہوں گے۔(تفسیر نعیمی)

(۳۵) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: میں نے ہر ایک کے احسان کا بدلہ چکا دیا ہے ایک ابوبکر کو چھوڑ کر کہ ان کے احسانات کا بدلہ قیامت میں اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔(تفسیر نعیمی)

(۳۶) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ مبارکہ باب المسجد کے سامنے رکھ کر حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے سرکار ﷺ کی بارگاہ میں سلام پیش کیا اور عرض کیا: یا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! ابوبکر حاضر ہیں۔بند دروازہ خود بخود کھل گیا اور رسول اللہ ﷺ کی آرام گاہ سے آواز آئی: محبوب کو محبوب سے ملادو۔اس اجازت کے بعد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں تدفین اس طرح عمل میں آئی کہ آپ کا سر مبارک حضور ﷺ کے سینہ اطہر کے بالمقابل رکھا گیا۔(تفسیر نعیمی)

(۳۷) صحابہ کے شیخین حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، محدثین کے شیخین حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم، فقہا کے شیخین امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور منطق کے شیخین بوعلی سینا اور فارابی ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۳۸) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ نے عملی طور پر اپنی حیات مبارکہ میں ہی اپنا خلیفہ مقرر فرمادیا تھا کہ مکہ کی فتح کے بعد آپ کو حج میں اپنی طرف سے کچھ اعلانات کرنے بھیجا اور اپنی وفات کے قریب آپ کو مصلّے پر کھڑا کیا، امام بنایا اور یہ کہہ کر امام بنایا کہ جس جماعت میں ابوبکر ہوں اس میں کسی کو امام بننے کا حق نہیں ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۳۹) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں کہ آپ کی چار پشت تک صحابیت ہے۔ماں باپ صحابی، خود صحابی، بیٹی بیٹے صحابی، پوتے نواسے صحابی۔(تفسیر نعیمی)

(۴۰) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر معرفت، حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شریعت، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طریقت اور حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر حقیقت غالب تھی۔(روح البیان)

(۴۱) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس چیز پر ابوبکر اور عمر جمع ہو جائیں یعنی متفق الرائے ہوجائیں تو میں اس کی مخالفت کبھی نہ کروں گا۔(تفسیر نعیمی)

(۴۲) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رات ہوتی تو اپنے پاؤں پر درّے مارتے اور کہتے آج تو کہاں کہاں گیا تھا؟(تفسیر نعیمی)

(۴۳) ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جماعت فوت ہوگئی۔اس پر آپ نے چھوہارے کا ایک قیمتی باغ خیرات کر دیا۔(تفسیر نعیمی)

(۴۴) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک بار عشاء کی نماز اوّل شب میں ادا نہ ہوئی۔صبح کو اس کے کفارے میں دو غلام آزاد کیے۔(تفسیر نعیمی)

(۴۵) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت میں تین سو قلعے کافروں کے فتح کیے۔آپ کی خلافت کے زمانے میں چھتیس ہزار شہر اور قصبے مفتوح ہوئے۔(تفسیر نعیمی)

(۴۶) چار تکبیروں کے ساتھ باجماعت جنازے کی نماز کی شروعات سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی۔(تفسیر نعیمی)

(۴۷) خلفائے راشدین میں سب سے پہلے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین کہلائے۔(تفسیر نعیمی)

(۴۸) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ہفتے بھر کے اعمال ایک کتاب میں لکھ کر رکھ لیا کرتے تھے اور ہر جمعہ کو اپنے نفس سے حساب لیتے تھے۔آنسوؤں کی کثرت نے آپ کے رخساروں پر دو سیاہ نشان ڈال دیے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۴۹) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ عبادت اور ریاضت میں گھل جانے کی نمائش کر رہا ہے تو آپ نے اسے ایک کوڑا رسید کیا اور فرمایا: اللہ تیرا برا کرے ہمارے دین کو مردہ بنا کر پیش مت کر۔(تفسیر نعیمی)

(۵۰) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے برابر اپنی قبر کی جگہ مخصوص کر رکھی تھی لیکن سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے درخواست کی تو انھوں نے جنت کا یہ تختہ انھیں دیدیا۔(بخاری)

(۵۱) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانہ کعبہ پر ہاتھیوں کے لشکر کی چڑھائی کے تیرہ برس بعد پیدا ہوئے۔انتالیس مردوں کے بعد حضور ﷺ کی دعا سے سن چھ نبوی میں ایمان لائے۔(تفسیر نعیمی)

(۵۲) جو یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات کے قریب مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

الکریم کے نام خلافت نامہ لکھنے کے لیے قلم کاغذ منگوایا تھا مگر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھنے نہیں دیا اور حضور ﷺ وہ ارادہ لے کر ہی وفات پا گئے' ایسا شخص کافر ہے کہ وہ حضور ﷺ پر تبلیغی احکام چھپانے کا الزام لگاتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۵۳) روم کے بادشاہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سر درد کی شکایت کی۔آپ نے حضور ﷺ کا موئے مبارک ایک ٹوپی میں سی کر بھجوادیا جس سے اس کا سر درد ہمیشہ کے لیے جاتا رہا۔(تفسیر نعیمی)

(۵۴) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: پچیس سال کی عمر میں انسان کی خالص عقل کی انتہا ہوتی ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۵۵) جو شخص سوتے وقت اپنی انگلی سے اپنے سینے پر عمر لکھ لیا کرے تو ان شاء اللہ اسے احتلام نہ ہوگا کیونکہ احتلام شیطان کے اثر سے ہوتا ہے اور وہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے بھاگتا ہے۔مگر یہ عمل خواب والے احتلام کے لیے ہے نہ کہ بیماری والے احتلام کے لیے۔(روح البیان)

(۵۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے پہلی امتوں میں کچھ لوگ الہام والے ہوتے تھے۔میری امت میں اگر کوئی الہام والا ہے تو وہ عمر ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۵۷) حضرت عذبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔(تفسیر نعیمی)

(۵۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے عمر کے دل اور زبان پر حق جاری کیا ہے۔حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق جاری کر دیا ہے کہ وہ حق بات ہی کہتے ہیں۔حضرت اسما رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیاء و مرسلین کے علاوہ تمام ادھیڑ عمر جنتیوں کے سردار سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔(تفسیر

نعیمی)

(۵۹) حضرت عبداللہ بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھ کر فرمایا یہ میری آنکھیں اور کان ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۰) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا ایک ترازو آسمان سے اترا اس میں حضور کو اور ابوبکر کو تولا گیا تو حضور ﷺ بھاری نکلے۔ پھر ابوبکر اور عمر کو تولا گیا تو ابوبکر بھاری نکلے۔ پھر عمر اور عثمان کو تولا گیا تو عمر بھاری نکلے۔ اس کے بعد ترازو اٹھالی گئی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ سنجیدہ ہو گئے اور فرمایا اس سے مراد نبی کی جانشینی ہے پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا عطا فرمائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک بار چاندنی رات تھی اور حضور ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں؟ فرمایا: ہاں عمر کی نیکیاں۔ میں نے عرض کیا: ابوبکر کی نیکیوں کی کیا کیفیت ہے؟ فرمایا: عمر کی تمام نیکیاں ابوبکر کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۲) حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کا جنت میں ایک رفیق ہوگا اور میرے رفیق جنت میں عثمان ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ رسول مقبول ﷺ کی حیات مبارکہ میں اس ترتیب سے کہا کرتے تھے۔ ابوبکر، عمر، عثمان۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۴) حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سودان دقشیر نے شہید کیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۵) پچھلی امتوں میں یہ عزت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی کو

حاصل نہیں ہوئی کہ پیغمبر کی دو بیٹیاں ایک امتی کے نکاح میں آئی ہوں۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۶) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام رات جاگتے اور ایک رکعت میں پورا قرآن شریف ختم کر لیتے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۷) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ شان ہے کہ جس ہات سے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی اس سے زندگی بھر شرم گاہ کو نہ چھوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۸) حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لانے سے پہلے بھی شراب کو ہات نہیں لگایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۹) اسلام قبول کرنے کے بعد آخری دم تک ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرنے کا سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول رہا۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۰) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کی پھوپھی عروہ کے فرزند ہیں جو حضرت عبداللہ کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی تھیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۱) سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اس قدر دولت کی فراوانی تھی کہ ایک لونڈی اپنے وزن کے برابر قیمت پر، ایک گھوڑا ایک لاکھ درہم میں اور ایک کھجور کا درخت ایک ہزار درہم میں بکتا تھا۔ (نزہۃ القاری)

(۷۲) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ایران کا آخری بادشاہ یزدجرد مارا گیا۔ (نزہۃ القاری)

(۷۳) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خوب صورت بچے کو دیکھا تو فرمایا: اس کی تھوڑی کے گڑھے میں کالک لگادو، نظر کی تیزی کم ہو کر اثر ظاہر نہیں ہوگا۔ (گلدستہ طریقت)

(۷۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک بار رسول اللہ ﷺ سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ احد پہاڑ پر چڑھے۔ پہاڑ لرزنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے پہاڑ پر لات مار کر فرمایا: ٹھہر جا اے احد! تجھ پر ایک نبی،

ایک صدیق اور ایک شہید ہی تو ہیں۔ (بخاری شریف)

(۷۵) حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا تم قربت رکھنے میں مجھ سے ایسے ہی ہو جیسے موسیٰ کے لیے ہارون تھے مگر فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (اور ہارون پیغمبر تھے) (الحدیث)

(۷۶) حضرت عمر ابن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نسب میں علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور علی ہر مومن کا دوست ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۷) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا: جس کا میں دوست ہوں اس کا دوست علی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۸) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علی سے منافق کو محبت نہ ہوگی اور مومن علی سے بغض نہیں کرے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۹) حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے علی مرتضیٰ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی۔ (الشرف المؤبد لآل محمد: علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی)

(۸۰) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قد سب سے بڑا تھا۔ ان کے چار انگل ہمارے ایک ایک بالشت کے برابر تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سب سے زیادہ نرم دل اور رحم والے ابوبکر ہیں اور اللہ کے حکم کی تعمیل میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں اور کامل حیا والے عثمان ہیں اور سب سے بڑھ کر فرض شناس زید بن ثابت ہیں اور سب سے زیادہ حلال اور حرام کو جاننے والے معاذ بن جبل ہیں اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے میری امت کے امین ابوعبیدہ ابن جراح ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(تفسیر نعیمی)

(۸۲) حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد خلافت تیس سال تک رہے گی۔ سفینہ کہتے ہیں: میں نے حساب لگایا تو پورے تیس سال خلافت رہی۔ دو سال حضرت صدیق اکبر کی، دس سال حضرت فاروق اعظم کی، بارہ سال حضرت عثمان غنی کی اور چھ سال مولا علی کی۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۳) خلفائے راشدین اور دوسرے تمام صحابہ ہمیشہ سر منڈواتے رہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۴) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک سرخ رنگ کے مرغ نے آپ کے بدن میں دو تین ٹھونگیں ماریں۔ آپ نے یہ خواب جمعہ میں بیان کر دیا۔ اس خواب کی تعبیر یہ بیان کی گئی کہ کوئی کافر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرے گا۔ چنانچہ جمعہ کے دن یہ خواب بیان کیا گیا اور بدھ کے دن صبح کی نماز میں آپ زخمی کیے گئے۔ فیروز نامی ایک آتش پرست مشرک غلام نے آپ کو دو دھاری خنجر سے زخمی کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ انھیں فیروز نامی ایک آتش پرست نے زخمی کیا ہے تو آپ نے فرمایا: الٰہی تیرا شکر ہے کہ میری موت کسی کلمہ گو کے ہاتوں نہیں ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۵) نکاح کے وقت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی عمر شریف اکیس برس پانچ ماہ اور سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر شریف پندرہ سال ساڑھے پانچ ماہ تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۶) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جگہ اترے۔ یہ وادی خُم کے نام سے مشہور تھی۔ تھوڑی دیر بعد لوگوں کے جمع ہو جانے کا اعلان کیا گیا۔ لوگ جمع ہو گئے۔ حضور ﷺ نے نماز ادا کرنے کا حکم دیا۔ پھر حضور ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا۔ میں اپنی چادر کے ذریعے اس درخت پر سایہ کیے ہوئے تھا جس کے نیچے

رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات کو نہیں جانتے، کیا تم
اس بات کی شہادت نہیں دیتے کہ میں ہر مومن سے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں؟
سب نے عرض کی: حضور نے بجا فرمایا۔ تب رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: جس کا میں مددگار اور
دوست ہوں علی مرتضیٰ بھی اس کے مددگار اور دوست ہیں۔ اے اللہ جو ان کو دوست بناتا ہے
اسے تو بھی اپنا دوست بنا اور جو ان سے دشمنی کرتا ہے ان سے تو بھی دشمنی کر۔ (السیرۃ النبویہ۔
ابن کثیر)

(۸۷) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں حضرت امیر
معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ایک کلرک ایک کافر رکھ لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
پوچھا کہ یہ کیا؟ عرض کیا کہ اس شہر میں کوئی پڑھا لکھا مسلمان نہیں اس لیے مجبوراً کافر کو رکھنا
پڑا۔ آپ نے فرمایا: اچھا اگر یہ مرجائے تو کیا کرو گے؟ عرض کیا: پھر کوئی اور بندوبست کرلوں
گا۔ فرمایا: وہ بندوبست ابھی کرلو۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۸) ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے
اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرہے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض
کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! یہ عمر ہیں جو تشریف لارہے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ہاں۔ پھر
فرمایا: جبرئیل! کیا آسمان والے بھی عمر کو پہچانتے ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض
کیا: یارسول اللہ! اس خدائے برتر کی قسم جس نے آپ کو مخلوق کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے، عمر
آسمان پر زمین کے مقابلے زیادہ مشہور ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبرئیل! عمر کے
کچھ فضائل بیان کرو۔ عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں نوح علیہ السلام کی عمر لے کر آپ کے روبرو
عمر فاروق کے فضائل بیان کرنا چاہوں تو پورے بیان نہ کرسکوں گا۔ جب عمر فاروق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ مجلس میں تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عمر! اگر میں رسول بنا کر
نہ بھیجا گیا ہوتا تو البتہ تم پیغمبر ہوتے۔ (سبع سنابل شریف)

(۸۹) حضرت عمر بن عبدالعزیز بن مروان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفائے راشدین میں

سے ایک ہیں۔ سن اکسٹھ ہجری میں حلوان مصر کے ایک شہر میں اسی سال پیدا ہوئے جس
سال سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے۔ آپ کا لقب اشجّ بھی ہے جس کے معنی ہیں
چہرے یا سر کے زخم والا۔ بچپن میں گھوڑے نے پیشانی پر مار دیا تھا اسی کا نشان رہ گیا
تھا۔ آپ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں سات سال مدینہ طیبہ کے والی رہے۔ اسی
زمانے میں مسجد نبوی کی توسیع کی۔ ازواج مطہرات کے حجروں کو مسجد میں داخل کیا۔ جبھی سے
روضہ اقدس بھی مسجد کے اندر آگیا۔ چالیس سال کی عمر میں رجب سن ایک سو ایک ہجری میں
وصال فرمایا۔ دیر سمعان میں حلب کے مقام پر دفن ہوئے۔ (نزہۃ القاری)

(۹۰) رسول اللہ ﷺ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روز پوچھتے تھے: یا
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! ایمان کیا چیز ہے؟ رسول اللہ ﷺ انھیں ان کے درجے
سے بڑھ کر ایمان بتادیتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ خود کو اسی درجے پر پہنچا
دیتے اور پھر سوال کرتے اور رسول اللہ ﷺ ان کے ایمان سے بڑھ کر دوسرا مقام بتا
دیتے۔ اسی طرح روز حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان بڑھتا گیا اور اس مرتبے پر پہنچا
کہ حضور ﷺ نے فرمادیا: اگر ابوبکر کا ایمان میری امت کے ایمانوں کے ساتھ تولا جائے تو
ان کا ایمان وزنی ٹھہرے۔ (سبع سنابل شریف)

(۹۱) مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں:
جب میرا یہ بچہ پیدا ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اس کا نام علی رکھا اور اس کے منہ میں اپنا لعاب
دہن ڈالا اور اپنی زبان مبارک اس مولود مسعود کو چوسنے کے لیے اس کے منہ میں ڈالی جسے
یہ بچہ چوستا رہا یہاں تک کہ سوگیا۔ (السیرۃ النبویہ زینی دحلان، جلد اوّل)

(۹۲) حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرمایا کرتے کہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا
ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کا لقب الصدیق آسمان سے نازل فرمایا
ہے۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۹۳) رحمت عالم ﷺ جب اپنی حیات ظاہری کے آخری ایام گزار رہے تھے تو ایک

روز حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور ﷺ کی خدمت سے باہر آئے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مشورہ دیا کہ آپ اس وقت خلافت کے بارے میں بارگاہ نبوی میں عرض کریں تاکہ ہمیں معلوم ہوجائے کہ حضور ﷺ کے بعد منصب خلافت پر کون فائز ہوگا۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جواب دیا: میں ہرگز حضور ﷺ سے اس بارے میں نہیں پوچھوں گا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں خلافت کا مطالبہ کروں اور حضور ﷺ مجھے اپنا خلیفہ مقرر نہ فرمائیں تو پھر ہمیشہ کے لیے ہم اس منصب سے محروم کردیے جائیں گے۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۹۴) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا ارشاد نبوی مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاہُ (میں جس کا دوست اور مددگار ہوں علی مرتضیٰ بھی اس کے دوست اور مددگار رہیں) سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی امامت وخلافت کے لیے نص ہے؟ آپ نے فرمایا اگر یہ نص ہوتی اور اس سے سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی امامت وخلافت کو ثابت کرنا مقصود ہوتا تو حضور نبی کریم ﷺ وضاحت وفصاحت سے یوں فرماتے: اے لوگو میرے بعد یہ (علی مرتضیٰ) تمھارے والی ہوں گے اور میرے بعد یہ تمھارے امور کے ناظم ہوں گے ان کا حکم سننا اور ان کی اطاعت بجالانا۔ بخدا اگر رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنا خلیفہ بنایا ہوتا اور آپ نے اس کا مطالبہ کرنے سے اجتناب کیا ہوتا تو یہ حضرت علی کی سب سے بڑی غلطی ہوتی۔ (السیرۃ الحلبیہ جلد ۲)

(۹۵) حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آگے کھڑا کیا اور سب لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ اس وقت میں وہاں حاضر تھا غائب نہیں تھا۔ میں صحتمند تھا بیمار نہیں تھا اگر مجھے حضور ﷺ آگے کھڑا کرنا چاہتے تو حضور ﷺ مجھے کھڑا کردیتے لیکن ایسا نہیں کیا۔ اس لیے جس ہستی کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا ہم اس کو اپنی دنیا کے لیے بھی پسند کرتے ہیں۔ (اسد الغابۃ علامہ ابن اثیر)

(۹۶) امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درویشی کا یہ عالم تھا کہ وفات کے دن گھر میں کفن کے لیے پیسہ نہیں۔ پہنے ہوئے کپڑے دھو کر ان میں کفن دیا گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۷) فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گورے چٹے، دراز قد اور لحیم شحیم آدمی تھے۔ بائیں ہات سے بھی دائیں ہات ہی کی طرح کام لے سکتے تھے۔ دوڑتے ہوئے گھوڑے پر اچک کر بیٹھ جاتے۔ ابن سعد کے مطابق زمانہ جاہلیت میں عکاظ کے میلے میں کشتی بھی لڑا کرتے تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں اپنا جانشین مقرر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سن تیرہ ہجری سے سن تیئیس ہجری تک ایسے عمدہ طریقہ سے حکومت کی کہ ایک افسانوی کردار محسوس ہونے لگے۔ ان سے پہلے یا بعد میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپ پہلے خلیفہ تھے جو امیر المومنین کہلائے۔ آپ نے باقاعدہ فوج کا شعبہ قائم کیا، فوجیوں کی تنخواہیں مقرر کیں اور چھاؤنیاں بسائیں۔ ابولولو فیروز فارسی نے ستائیس ذی الحجہ کو انھیں مسجد میں زہر میں بجھے خنجر سے زخمی کردیا اور چند روز بعد یکم محرم سن چوبیس ہجری کو زخموں کی تاب نہ لاکر آپ شہید ہوگئے۔ خلافت فاروقی میں بائیس لاکھ مربع میل پر محیط علاقے اور ممالک سلطنت اسلامیہ میں شامل ہوئے۔ ایک مغربی مؤرخ نے لکھا ہے: اگر ایک اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوتا تو روئے زمین پر اسلام ہی کا پرچم لہراتا نظر آتا۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۹۸) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حرم شریف میں بلند آواز سے قرآن شریف کی تلاوت شروع کی تو کافروں نے آپ کو اتنا مارا کہ آپ بے ہوش ہوکر گر پڑے اسی غشی کی حالت میں آپ کو اٹھا کر گھر لایا گیا اور کئی پہر گزرنے کے بعد آپ کو ہوش آیا۔ (ضیاء النبی، جلد دوم)

(۹۹) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوقت رحلت فرمایا: اے عائشہ! دیکھو یہ تو وہ اونٹنی ہے جس کا ہم نے دودھ پیا اور یہ ہے وہ پیالہ جس میں کھانا تیار کرتے تھے اور یہ وہ چادر ہے جو ہم اوڑھا کرتے تھے۔ ان تینوں چیزوں سے ہم اس وقت فائدہ اٹھا رہے تھے

جب ہم مسلمانوں کے امیر تھے۔لہذا جب میں مرجاؤں تو یہ عمر کو واپس کردینا۔ چنانچہ جب آپ وفات پا چکے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ تینوں چیزیں حضرت فاروق اعظم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیں۔آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! آپ پر خدا کی رحمت ہو آپ نے اپنے بعد آنے والے کو تھکا دینے کا سامان کر دیا۔(کبیر)

(۱۰۰) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ بنوامیہ کے ایک معزز رکن تھے۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوشش سے وہ مشرف باسلام ہوئے تو ان کا چچا ان کو کچے چمڑے میں لپیٹ کر اور اسے رسی میں باندھ کر دھوپ میں ڈال دیا کرتا تھا۔ کچے چمڑے کی بدبو اور اس پر عرب کی دھوپ۔ آپ حضرت عثمان کی تکلیف کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔(ضیاء النبی جلد دوم)

(۱۰۱) غزوہ تبوک کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کے اغنیاء اور اصحاب ثروت کو جہاد کے لیے مالی اعانت دینے کا حکم دیا تو سب سے پہلے جو صحابی اللہ کی راہ میں اپنی عمر بھر کا اندوختہ پیش کرنے کے لیے بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔آپ کے گھر میں جو سرمایہ تھا وہ سب ایک گٹھڑی میں باندھا اس میں چار ہزار درہم کے علاوہ اور بھی چیزیں تھیں۔ یہ سب کچھ لاکر اپنے آقا ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔ نبی رحمت ﷺ نے دریافت کیا: تم نے اپنے گھر والوں کے لیے بھی کچھ چھوڑا؟ عرض کیا: میں اپنے گھر میں ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔(سبل الہدیٰ جلد۵)

(۱۰۲) حضرت امام احمد بن حنبل اور امام بیہقی رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ان کی آستین میں دس ہزار دینار تھے وہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی جھولی میں پلٹ دیے۔اس کے علاوہ انھوں نے لشکر اسلام کے تیسرے حصہ یعنی دس ہزار مجاہدین کے لیے سواری کے جانور، اسلحہ، زرہیں اور دیگر ضروریات

جہاد مہیا کیں۔(تاریخ الخمیس، جلد ۲، السیرۃ النبویہ احمد بن زینی دحلان، جلد ۲، سبل الہدیٰ جلد ۵)

(۱۰۳) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے لیے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۴) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت رکوع کی حالت میں چاندی کا چھلّا زکوٰۃ میں دینے کی جو بات مشہور ہے وہ محض اختراع ہے۔ مولا علی پر کبھی زکوٰۃ فرض ہی نہیں ہوئی۔ آپ کی زندگی مفلسی اور فاقوں میں گزری۔(سیرتِ رسول عربی)

(۱۰۵) حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد نے فرمایا: جب میرا بیٹا علی پیدا ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اس کا نام علی رکھا اور اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور اپنی زبان مبارک اس مولود مسعود کو چوسنے کے لیے اس کے منہ میں ڈالی جسے وہ بچہ چوستا رہا یہاں تک کہ سو گیا۔(السیرۃ النبویہ جلد اوّل)

(۱۰۶) خلفائے راشدین اور اماموں کے سلسلے کے خاتم امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبط اکبر سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہوں گے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۷) جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے صرف بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہی غسل دیا۔ اس پر صحابہ نے اعتراض کیا۔ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے علی! فاطمہ تمھاری دنیا اور آخرت میں بیوی ہیں سو میرا نکاح ان کی وفات سے ٹوٹا ہی نہیں۔ یہ مولیٰ علی کی خصوصیت تھی۔ آپ نے اپنی اور کسی بی بی کو غسل نہیں دیا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۸) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب کرّار ہے یعنی پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والا شیر۔(خازن، روح المعانی، تفسیر کبیر)

(۱۰۹)۔ اہل حق نے اس خیال سے کہ خارجی مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مزار پاک کی بے حرمتی نہ کریں ان کی قبر اطہر پوشیدہ کر دی۔ چنانچہ ایک مدت تک کسی کو پتہ ہی نہ

چلا کہ قبر شریف کہاں ہے؟ ایک بار ہارون رشید شکار کو جنگل میں گیا۔ کتوں کو ہرنوں پر چھوڑا۔ نہ تو کتوں نے ہرنوں پر حملہ کیا اور نہ ہرن کتوں سے ڈر کے بھاگے۔ ہارون رشید کو سخت تعجب ہوا۔ ایک بوڑھے سے پوچھا کہ کیا ماجرا ہے؟ وہ بولا: ہم بزرگوں سے سنتے آئے ہیں کہ اس جنگل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے۔ جب بادشاہ نے یہ سنا تو تحقیق کر کے وہاں روضہ بنوا دیا۔ چنانچہ اب اس مقام کو نجف اشرف کہتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۰) حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے والد ماجد ﷺ کے وصال کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں اور جب تک دنیا میں رہیں بالکل نہیں ہنسیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۱) حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بارے میں مشہور ہے کہ جب لڑائی میں آپ کے تیر لگ جاتے تو انھیں نکالنے کا کام نماز کی حالت میں کیا جاتا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۲) حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا: تم مجھ سے قرابت رکھنے میں ایسے ہو جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے واسطے تھے مگر فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (اور ہارون پیغمبر تھے) (الحدیث)

(۱۱۳) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نسب میں علی مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں اور علی ہر مومن کے دوست ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۴) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کا میں دوست ہوں اس کا دوست علی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۵) رسول خدا ﷺ نے فرمایا میں حکمت کا مکان ہوں اور علی اس مکان کا دروازہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۶) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ علی سے منافق کو محبت نہ ہوگی اور مومن علی سے بغض نہیں کرے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۷) رافضی فرقہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے زمانے میں عبد اللہ بن سبا کی شرارت اور بہکاوے کے سبب پیدا ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۸) حضور اقدس ﷺ کی دعا کی برکت سے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم گرمیوں میں جاڑے کے کپڑے اور جاڑے میں گرمیوں کے کپڑے پہنتے تھے اور گرمی سردی کی کچھ تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۹) حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم دوڑ لگانے میں بہت تیز تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۰) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنابت یعنی ناپاکی کی حالت میں مسجد میں آنے کی اجازت تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۱) سادات زیدیہ کے امام حضرت زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحب زادے اور امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوتیلے بھائی تھے۔ کثرت تلاوت کی وجہ سے حلیف القرآن اور بہت زیادہ وقت مسجد میں گزارنے کے سبب استوانۃ المسجد (مسجد کا ستون) آپ کے لقب ہو گئے تھے۔ آپ کے ساتھ بھی تقریباً وہی سب کچھ پیش آیا جو آپ کے جد بزرگوار سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اہل کوفہ نے ہشام بن عبد الملک کے زمانے میں حکومت وقت کے خلاف بغاوت کی قیادت کے لیے آپ کو بلایا اور عین وقت پر آپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ انھوں نے آپ کے سامنے یہ شرط رکھی تھی کہ آپ پہلے شیخین کرام یعنی حضرت صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بے زاری اور تبرّیٰ کا اظہار کریں تب ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ آپ نے اس نامعقول شرط کو ماننے سے انکار کر دیا۔ آپ کے ساتھ تین سو آدمی رہ گئے۔ تین دن تک کوفہ میں جنگ جاری رہی۔ ایک تیر آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان لگا اور دماغ تک پہنچ گیا۔ ایک پوشیدہ جگہ تیر نکالنے کی کوشش کے دوران آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ دشمن کے خوف سے آپ کو ایک پوشیدہ جگہ دفن کر دیا گیا۔ ایک بد بخت نے

انعام کے لالچ میں مخبری کردی۔ لاش نکالی گئی اور سر کاٹ کر ہسام کے پاس دمشق بھیج دیا گیا۔ لاش کو ننگا کر کے ایک عرصہ تک سولی پر لٹکائے رکھا گیا۔ پھر سولی سے اتار کر جلا دیا گیا اور خاک ہوا میں اڑا دی گئی۔ حضرت زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چار صاحب زادے سید یحیٰ' سید حسین' سید محمد اور سید عیسیٰ موتم الاشبال تھے۔ سید عیسیٰ (ابتدائی نام: عسارہ بن زید) یہی سادات واسطی اور سادات بارہا وغیرہم کے مورث اعلیٰ تھے۔ (اہل سُنّت کی آواز' اکابر مارہرہ حصہ دوم)

(۱۲۲) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان کربلا میں بنو فاطمہ میں سے بچ جانے والے واحد مرد تھے جو اپنی بیماری کی وجہ سے جنگ میں حصہ نہیں لے سکے تھے۔ کثرت عبادت کی وجہ سے زین العابدین اور سید سجاد کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ آپ کے گیارہ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔ ان میں سب سے بڑے امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے جانشین ہوئے۔ (اہل سُنّت کی آواز' اکابر مارہرہ حصہ دوم)

چھٹا باب: صحابہ کرام' صحابیات و تابعین

(۱) سرور عالم ﷺ نے اپنے صحابہ کو بنی اسرائیل کے انبیاء کی مثل فرمایا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں جس نے ان کی اقتدا کی اس نے ہدایت پائی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳) اہل سُنّت و جماعت کے نزدیک یوں تو سارے صحابہ کرام بزرگی والے ہیں پھر بھی اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ خلفائے راشدین تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ ان کے بعد ازواج مطہرات' ان کے بعد وہ صحابہ جنھوں نے سب سے پہلے ہجرت کی' ان کے بعد وہ صحابہ جنھوں نے بعد میں ہجرت کی' ان کے بعد بدر میں شریک ہونے والے صحابہ' ان کے بعد جو غزوہ پہلے ہوا ہے اس میں شریک ہونے والے صحابہ ان صحابہ سے افضل ہیں جو اس کے بعد والی لڑائیوں میں شریک ہوئے۔ (اسوہ صحابہ)

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن حضرت اسما کو حضور ﷺ نے

ذات النطاقین (یعنی دو کمر بند والی) کے لقب سے نوازا تھا۔ کیونکہ جب ہجرت کی رات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ حضرت ام رومان نے حضور ﷺ کے سفر ہجرت کے لیے توشہ دان تیار کیا تو اس میں زنجیر نہ ہونے کی وجہ سے فکر ہوئی۔ حضرت اسما نے ایک کونے میں جا کر اپنا کمر بند کھینچ کر بیچ میں سے دو ٹکڑے کیے ایک سے اپنی کمر باندھی اور دوسرے سے توشہ دان باندھ دیا۔ (بخاری شریف)

(۵) سرور عالم ﷺ نے جن صحابی کو سب سے پہلا مبلّغ اسلام بنا کر مدینہ منورہ روانہ فرمایا وہ تھے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (تفسیر نعیمی)

(۶) انصار مدینہ کی جو جماعت سب سے پہلے اسلام کے دائرے میں داخل ہوئی اس میں قبیلہ خزرج کے چھ انصار اسعد بن زرزرہ' عوف بن عفرا' نافع بن مالک عجلانی' عطیّہ و عقبہ بن عامر اور جابر بن عبداللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین تھے۔ یہی بیعت عقبہ اولیٰ اسلام کی ترقی اور اشاعت کا سنگ میل ثابت ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۷) ورقہ بن نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلا شبہ صحابیِ رسول تھے۔ انھوں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا بھی اور آپ کی تصدیق بھی کی اور آپ پر ایمان بھی لائے اور زمانہ دعوت بھی پایا اور آخر دم تک اپنے ایمان پر قائم رہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸) مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کی تھی۔ یہ بڑے طاقتور پہلوان تھے۔ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چھپ کر آتے تھے۔ جو لوگ مسلمان ہونے کی وجہ سے کافروں کی قید میں رہتے تھے انھیں حضرت مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قید خانے سے نکال لے جاتے تھے۔ (گلدستہ طریقت)

(۹) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی وفات اقدس کے بعد دمشق چلے گئے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰) حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیت اللہ شریف کے اندر ایک رکعت میں قرآن ختم کیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام رمضان تو ہر تین رات میں ایک ختم قرآن کرتے مگر آخری دس دن میں ہر رات میں ایک قرآن پورا کرتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲) حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار نماز میں آیت کریمہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت بار بار پڑھ رہے تھے۔غیب سے آواز آئی: اے جنید تمھارے بار بار یہی آیت پڑھنے سے چار مومن جن مر چکے ہیں جنھوں نے ہیبت الٰہی میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا تھا۔اب اور کتنوں کو مارو گے؟ آگے پڑھو۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳) جھوٹے دعویدار نبوت اسود عنسی نے حضرت عبداللہ بن ثوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی نبوت کا اقرار کروانا چاہا۔ پروانہ شمع رسالت کے انکار پر دہکتی آگ میں ڈلوا دیا۔ آگ ان کا بال بھی بیکا نہ کر پائی۔ جب وہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کا شکر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہم شبیہ میں نے اسی امت میں دیکھ لیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلح حدیبیہ کے بعد فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مالک بن نضر کے بیٹے ہیں۔آپ کی کنیت ابوحمزہ ہے۔آپ کی والدہ کا نام ام سُلَیم ہے۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت آپ کی عمر دس برس تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں بصرہ منتقل ہو گئے تا کہ وہاں کے لوگوں کو دین کی باتیں سکھائیں۔ بصرہ کے صحابہ میں سب کے آخر میں سن اکیانوے ہجری میں وصال ہوا۔ آپ کی عمر ایک سو تین سال کی ہوئی۔ آپ کے اُٹھہتر بیٹے اور بیٹیاں ہوئیں۔ (خطیب تبریزی)

(۱۶) حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی جمح کے ایک شخص امیہ بن خلف کے پالے ہوئے غلاموں میں سے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ بن خلف کو اپنا ایک غلام دے کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد کرایا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق غزوہ مؤتہ میں سن آٹھ ہجری میں ہوئی اور اسی غزوہ میں حضرت جعفر ابن ابی طالب بھی شہید ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸) حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ رمضان سن دو ہجری میں کفر و اسلام کے بیچ جب بدر کے مقام پر پہلی جنگ ہوئی تو وہ اس میں شریک ہوئے اور شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ شجاعت بھی آفرین کہہ اٹھی۔ اسی طرح جب شوال سن تین ہجری میں غزوہ احد پیش آیا تو دوسرے جاں نثاران رسول کے ساتھ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر جہاد میں پوری پامردی سے حصہ لیا لیکن ایک زہریلے تیر سے ان کا بازو زخمی ہو گیا۔ علاج سے وقتی طور پر صحت بحال ہو گئی لیکن کچھ دن بعد زخم پھر ہرا ہو گیا۔ اسی تکلیف سے جمادی الاخریٰ سن چار ہجری میں شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت ام سلمہ رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں اور ام المومنین کا منصب حاصل کیا۔ (مسلم شریف)

(۱۹) حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وفات پا گئے اور رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو ان کے گھر تشریف لائے۔ ابوسلمہ کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے بند کیں اور فرمایا: جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو اس کے ساتھ بصارت بھی ختم ہو جاتی ہے اس لیے کھلی رہ جانے والی آنکھوں کو بند کر دیا کرو۔ (ترمذی)

(۲۰) حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر رات ایک عبادت کے لیے مخصوص کر لی تھی۔ کسی رات ایک رکوع میں صبح کر دیتے۔ کسی رات ایک سجدے میں صبح ہو جاتی۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اویس آپ تو اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ ایک ہی حالت میں اتنی بڑی بڑی راتیں گزار دیتے ہیں۔ فرمایا: راتیں بڑی بڑی کہاں ہیں۔ کاش کہ ازل سے ابد تک ایک ہی رات ہوتی تا کہ اسے میں ایک ہی سجدے میں گزار دیتا۔ (سبع سنابل شریف)

(۲۱) رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت میں سے دو شخصوں کے پیچھے نماز پڑھی۔ ایک

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دوسرے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ اصحاب حدیبیہ چودہ سو تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۳) صحابہ کرام میں سے دِحیَہ نامی ایک صحابی بہت حسین وجمیل تھے۔حضرت جبرئیل علیہ السلام اکثر انھی کی صورت مجسم ہو کر آیا کرتے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور انور ﷺ کے مشہور خادم ہیں، دس برس کی عمر سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۵) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے نعلین اور مسواک کے محافظ تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۶) حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر میں حضور ﷺ کا خچر ہانکا کرتے تھے بعد میں مصر کے والی ہوئے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۷) حضرت اسطح بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کا اونٹ ہانکتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۸) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے مہمان داری کے افسر تھے۔ راشن کی تقسیم بھی انھی کے سپرد تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۲۹) رسول اللہ ﷺ کی وہ انگوٹھی جس میں مہر تھی حضرت معیقب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحویل میں رہتی تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۳۰) حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بیٹے تھے۔آپ نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ پیا تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۳۱) حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ خود رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی اور نماز میں نو تکبیریں کہیں۔لوگوں نے پوچھا: یارسول! آپ نے اس نماز میں نو تکبیریں کیوں

کہیں تو آپ نے فرمایا: ابوسلمہ ہزار تکبیروں کے مستحق تھے۔(مسلم شریف)

(۳۲) تمام امہات المومنین میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے آخر میں اس دنیا سے رخصت ہوئیں آپ کی وفات کے بارے میں مؤرخین کے درمیان مختلف رائیں پائی جاتی ہیں۔علامہ ابن سعد نے اپنی طبقات میں سال وفات انسٹھ ہجری بیان کیا ہے۔شبلی نعمانی اکسٹھ ہجری درج کرتے ہیں۔ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ان کے بیٹوں سلمہ اور عمر نے انھیں لحد میں اتارا۔ وفات کے وقت عمر چوراسی سال کی تھی۔(مسلم شریف)

(۳۳) حضرت ابولدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی بیوی نے عرض کیا: کیا بات ہے آپ اس طرح مال طلب نہیں کرتے جس طرح فلاں شخص طلب کرتا ہے؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ بے شک تمھارے سامنے دشوار گذار گھاٹی ہے (یعنی حساب کی گھاٹی) بوجھ والے اس سے نہ گذر سکیں گے لہذا میں اس گھاٹی کے لیے ہلکا پھلکا رہنا چاہتا ہوں۔(مشکوٰۃ المصابیح)

(۳۴) حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سو تیس صحابہ کرام کی مصاحبت کی ہے ان میں سے ستر صحابہ بدر والے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۳۵) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سجدہ کرتے تو اس قدر لمبا اور بے حرکت ہوتا تھا کہ چڑیاں آکر کمر پر بیٹھ جاتی تھیں۔کبھی اتنا لمبا رکوع کرتے کہ صبح تک رکوع میں ہی رہتے۔(تفسیر نعیمی)

(۳۶) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اسلام میں سب سے پہلی شہادت ان کی ہوئی ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۳۷) حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال سینتیس برس کی عمر میں ہوا اور کوفہ میں سب سے پہلے صحابی یہی دفن ہوئے۔(تفسیر نعیمی)

(۳۸) حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار احد میں ٹوٹ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی تلوار انھیں عطا کی جوان کے پاس رہی بعد میں دوسو دینار میں فروخت ہوئی۔ (تفسیرنعیمی)

(۳۹) ہجرت کے بعد اسلام میں سب سے پہلی ولادت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ (بخاری شریف)

(۴۰) سب سے پہلے خود رسول اللہ ﷺ نے جس درس گاہ کا افتتاح کیا وہ مدینہ منورہ کا ایک مکتب تھا جس میں سب سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ معلم مقرر ہوئے۔ (بخاری شریف)

(۴۱) خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وضو ستر برس تک سوائے حاجت انسانی کے باطل نہیں ہوا۔ (تفسیرنعیمی)

(۴۲) حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس برس تک رات دن کے کسی حصے میں اپنے پاؤں نہیں پھیلائے۔ (سبع سنابل شریف)

(۴۳) مسجد نبوی میں چراغ کی شروعات حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام فتح نے کی۔ سرور عالم ﷺ نے اس کا نام بدل کر سراج رکھ دیا۔ (تفسیرنعیمی)

(۴۴) حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی غزوہ احد سے پہلے کی رات میں ہوئی تھی۔ صبح کو اٹھے تو غسل جنابت کی حاجت تھی۔ غسل کے لیے آدھا سر ہی دھویا تھا کہ جہاد کی پکار کانوں میں پڑی۔ فوراً اسی حالت میں وہ جنگ کو چل پڑے۔ احد کے میدان میں انھیں شدّاد بن الاسود نے شہید کر دیا۔ حضرت حنظلہ کی نعش مبارک کو فرشتوں نے غسل دیا۔ اسی لیے انھیں غسیل الملائکہ کہتے ہیں۔ (تفسیرنعیمی)

(۴۵) عشرہ مبشرہ وہ دس صحابہ ہیں جنھیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی زندگی ہی میں جنت کی بشارت دیدی۔ ان کے مبارک نام یہ ہیں: حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت مولا علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت

عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابوعبیدہ بن جرّاح اور حضرت سعد بن زید رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (سبع سنابل شریف)

(۴۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کی بی بی اور خادم نے نماز کے لیے رات کے تین حصے کر لیے تھے۔ ان میں سے جب ایک نماز سے فارغ ہو جاتا تو دوسرے کو نماز کے لیے جگا دیتا۔ (تفسیرنعیمی)

(۴۷) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرب کے مشہور اور جانے مانے سخی حاتم طائی کے بیٹے تھے۔ یہ اور ان کا پورا قبیلہ عیسائی تھا۔ سن سات ہجری میں ایمان لائے۔ ان سے چھیاسٹھ حدیثیں مروی ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۴۸) حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوایوب انصاری، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت ابی بن کعب، حضرت معاذ بن جبل، حضرت زید بن ثابت، حضرت سالم، حضرت ابودردا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے خود رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں پورا قرآن زبانی یاد کر لیا تھا۔ (تفسیرنعیمی)

(۴۹) حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا۔ ان کی گواہی کو رسول اللہ ﷺ نے دو شہادتوں کے برابر قرار دیا تھا۔ (نزہۃ القاری)

(۵۰) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ مدائن کے گورنر تھے پھر بھی چٹائی بن کر اپنی روزی حاصل کرتے تھے۔ (تفسیرنعیمی)

(۵۱) اب تک صرف سترہ صحابہ اور نو تابعین کے بارے میں یقین سے معلوم ہو سکا ہے کہ ان کے مبارک قدم خلافت راشدہ میں ہندوستان آ چکے ہیں۔ (تفسیرنعیمی)

(۵۲) ہندوستان کے ایک راجہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مٹی کے گھڑے میں سونٹھ کا ہدیہ بھیجا جسے آپ نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے صحابہ کو کھلایا۔ (تفسیرنعیمی)

(۵۳) مشہور قول کے مطابق صحابہ کا زمانہ سن ایک سو بیس ہجری یا اس سے کچھ کم یا زیادہ میں حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر پورا ہو گیا۔ اس کے

بعد ستر اسی سال تک تابعین کا دور رہا پھر پچاس برس تک تبع تابعین کا رہا۔ لگ بھگ دو سو
بیس ہجری میں تبع تابعین کا دور ختم ہو گیا۔ اس کے بعد وہ سب شروع ہو گیا جو حدیث میں
فرمایا: تمھارے بعد کچھ لوگ ہوں گے جو خیانت کریں گے' امانت دار نہ ہوں گے' گواہی دیں
گے حالانکہ وہ گواہ نہ بنائے گئے ہوں گے' منت مانیں گے مگر پوری نہیں کریں گے۔ ان میں
موٹاپا ظاہر ہو گا۔ (مسلم' نسائی)

(۵۴) مکہ مکرمہ میں سب سے آخری صحابی حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہ' مدینہ منورہ
میں حضرت جابر بن عبداللہ' بصرہ میں حضرت انس بن مالک' کوفہ میں حضرت عبداللہ بن ابی
عوفہ' شام میں حضرت ارس بن عمیرہ' افریقہ میں حضرت رویفع بن ثابت اور بادیہ میں حضرت
سلمہ بن اکوع رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سب صحابہ کے آخر میں فوت ہوئے ہیں اور ان میں
سب سے آخر میں حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۵) تابعی وہ مسلمان ہے جس نے کسی صحابی رسول ﷺ کی صحبت اٹھائی ہو۔ سب
سے آخری تابعی حضرت خلف بن خلیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جن کا وصال سن ایک سو اکیاسی
ہجری میں ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۶) نبوت کا دعویٰ کرنے والے مسیلمہ کذاب کو وحشی نے قتل کیا۔ ان کا قول ہے کہ
میں نے حالت کفر میں اسلام کے سب سے بہادر یعنی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا
اور مسلمان ہو کر اسلام کے سب سے بڑے دشمن مسیلمہ کذاب کو جہنم رسید کیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۷) سرور کونین ﷺ نے نجاشی اصحمہ بادشاہ کی غائبانہ نماز جنازہ مسجد غمامہ میں
پڑھی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۸) کاتب وحی حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار رو رہے تھے کہ ان کے
قریب سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گذر ہوا۔ پوچھا کیا بات ہے؟ انھوں نے
بتایا: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں۔ حضور ﷺ جنت اور دوزخ کا تذکرہ
کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا ہمارے سامنے ہیں اور جب وہاں سے لوٹ کر اپنے بال

بچوں میں آتے ہیں تو بہت کچھ بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا: میرا بھی یہی حال ہے۔ چلو رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں۔ دونوں حاضر خدمت ہوئے۔
حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرگذشت سنائی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری بارگاہ
سے اٹھتے وقت جو تمھاری حالت ہوتی ہے اگر اسی پر ہمیشہ رہو تو مجلسوں مجمعوں راستوں میں
فرشتے تم سے مصافحہ کرتے مگر اے حنظلہ یہ وقت وقت کی بات ہے۔ (ترمذی)

(۵۹) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ بارہ
سال کی عمر میں بالغ ہو گئے تھے۔ ان کے فرزند حضرت عبداللہ ان سے صرف بارہ سال
چھوٹے تھے۔ (نزہۃ القاری)

(۶۰) حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما کا لقب حِبرِ عرب رکھا تھا۔ (نزہۃ القاری)

(۶۱) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ
عنہا حضور اقدس ﷺ کی رضاعی خالہ تھیں۔ قبرص کی جنگ میں آپ اپنے شوہر حضرت عبادہ
بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ گئی تھیں۔ قبرص کی فتح کے بعد واپسی میں ان کی سواری
کے لیے خچر لایا گیا۔ سوار ہوتے وقت گر پڑیں اور وصال ہو گیا۔ ان کا مزار مبارک قبرص میں
ہے۔ وہاں کے لوگ ان کی مزار کی تعظیم کرتے ہیں اور ان کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگتے
ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۶۲) نجاشی اصحمہ بادشاہ سن چھ ہجری میں اسلام کے دائرے میں آئے تھے سلطانوں
میں اسلام قبول کرنے والے یہ پہلے بادشاہ تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۳) حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیائے اسلام کے سب سے پہلے
درویش کہے جاتے ہیں۔ ان کا اصل نام جُندُب یا جُندَب ہے۔ کچھ نے ان کا نام حریر لکھا ہے۔
خود فرماتے تھے میں چوتھا یا پانچواں مسلمان ہوں۔ غزوہ تبوک کے شروع میں شریک نہ
ہوئے' بعد میں اکیلے چلے۔ راستے میں اونٹ مر گیا۔ اپنا سامان لادے ہوئے بالکل اکیلے اس

وقت سرکار ﷺ کی خدمت میں پہنچے کہ آپ تبوک میں ہی قیام فرما تھے۔ انھیں اکیلے آتا دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ ابوذر پر رحم فرمائے' تنہا آیا ہے' تنہائی میں مرے گا اور تنہا ہی قبر سے اٹھے گا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ مدینہ منورہ سے تین منزل کے فاصلے پر عراق کی طرف ایک چھوٹے سے گاؤں میں جا کر رہیں۔ وہیں آپ اکیلے رہتے' وہیں تنہائی میں وصال فرمایا۔ اتفاق سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہنچ گئے۔ انھوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جنازے کی نماز پڑھائی اور وہیں دفن کیا۔ سن بتیس ہجری میں وصال ہوا۔ آپ نے دوسو اکیاسی حدیثیں روایت کی ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۶۴) رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجتہاد کی اجازت عطا فرمائی تھی جب انھیں یمن کا گورنر بنا کر بھیج رہے تھے۔ ان سے پوچھا: اے معاذ! فیصلہ کیسے کرو گے؟ عرض کیا: اللہ کی کتاب سے۔ فرمایا: اگر اس میں نہ پاؤ تو؟ عرض کیا: اللہ کے رسول کی سُنّت سے۔ فرمایا: اس میں بھی نہ ملے تو؟ عرض کیا: پورے غور وفکر کے بعد اپنی رائے سے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اس اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے رسول کے بھیجے ہوئے شخص کو اچھائی کی توفیق دی۔ (نزہۃ القاری)

(۶۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہیں۔ کچھ کا قول ہے کہ آپ چھٹے مسلمان ہیں۔ رسول اللہ ﷺ جب نعلین مبارک اتارتے تو یہ انھیں اپنی آستین میں رکھ لیتے۔ اس لیے انھیں صاحب نعلین کہا جاتا ہے۔ بہت دبلے پتلے آدمی تھے۔ قد بھی بہت چھوٹا تھا۔ لمبے آدمی بیٹھے ہوتے اور یہ کھڑے ہوتے تو برابر ہی رہتے۔ (نزہۃ القاری)

(۶۶) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبداللہ ہے۔ آپ یمن کے رہنے والے تھے۔ ہجرت سے پہلے مکہ میں حاضر ہوکر ایمان لائے اور حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ آخر عمر میں مکہ میں رہنے لگے تھے۔ وہیں ترسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا۔ آپ نے تین سو حدیثیں روایت کیں۔ (نزہۃ القاری)

(۶۷) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطاب فارس اسلام فاتح ایران بھی ہے۔ آپ کا نام مالک اور کنیت ابو اسحاق ہے۔ آپ اسلام قبول کرنے والوں میں پانچویں یا ساتویں آدمی ہیں۔ سب سے پہلے اللہ کی راہ میں انھوں نے تیر چلایا تھا اور سب سے پہلے انھوں نے اسلام کے دشمن کو جہنم رسید کیا تھا۔ عشرہ مبشرہ میں سب کے بعد آپ کا وصال ہوا۔ آپ نے دوسو ستر حدیثیں روایت کیں۔ (نزہۃ القاری)

(۶۸) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ سمیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسلام قبول کرنے کے جرم میں ابوجہل نے شہید کر دیا۔ یہ اسلام کی پہلی شہید ہونے والی خاتون ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۶۹) حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کم سن صحابہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت پانچ برس کے تھے۔ ان کو یہ شرف حاصل تھا کہ حضور ﷺ نے ان کے منہ میں کلی فرمائی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۰) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ صحابی رسول ہیں جن سے بھیڑیے نے کلام کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی نشاندہی کی تھی۔ ہوا یہ کہ انھوں نے ایک بھیڑیے کو دیکھا کہ وہ ایک ہرن کو پکڑے ہوئے ہے۔ انھوں نے بھیڑیے کا پیچھا کیا اور اس سے ہرن چھین لیا۔ اس پر بھیڑیے نے کہا: تجھے خرابی ہو۔ اللہ نے مجھے رزق دیا تو نے چھین لیا حالانکہ وہ تیرا مال نہیں ہے۔ یہ سن کر انھوں نے کہا: یہ کتنی عجیب بات ہے کہ بھیڑیا باتیں کر رہا ہے۔ اس پر بھیڑیے نے کہا: اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ کھجوروں میں اللہ کے رسول ہیں جو تم کو عبادت کی طرف بلاتے ہیں اور تم بتوں کو پوجنے پر اڑے ہوئے ہو۔ یہ سن کر سلمہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا۔ (نزہۃ القاری)

(۷۱) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ عالی مرتبت صحابی ہیں جنھیں ہجرت کی شروعات سے ایک ماہ تک سرکار دوعالم ﷺ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ ان کا تعلق قبیلہ بنی نجار سے تھا جس میں حضور ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کی ننہال تھی۔ (تفسیر

نعیمی)

(۷۲) حضرت سلمان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ فارس (ایران) کے شہر اصفہان کے مضافات میں ہاجن بستی کے رہنے والے تھے۔ دین کی تلاش میں پھرتے تھے۔ چودہ جگہ فروخت ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ پہنچ گئے۔ ساڑھے تین سو سال کی عمر پائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تابعی اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ کچھ مؤرخین نے لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں سے آپ نے حضور ﷺ کی خوبیاں سنیں تو آپ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۳) سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بی بی حضرت لبابہ بنت حارث ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد سب سے پہلے عورتوں میں ایمان لائیں۔ عبداللہ بن عباس اور فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے شہزادوں کی ماں ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۴) حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوجہل کو جہنم رسید کیا۔ اس وقت حضرت معاذ کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو برا نہ کہو کیونکہ ان کا سواسیر جَو خیرات کرنا تمھارے پہاڑ بھر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے۔ (مسلم، بخاری شریف)

(۷۶) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر کسی ضرورت سے کچھ شہیدوں کی قبریں کھولنے اور ان کے جسم کسی اور جگہ منتقل کرنے کا حکم دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان شہیدوں کو نکالا تو ان کے جسم تروتازہ تھے یہاں تک کہ ایک شہید کی انگلی میں پھاوڑا لگ گیا تو اس سے خون جاری ہوگیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۷) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی کوئی چیز جمع نہیں فرمائی۔ کسی نے پوچھا: آپ اپنی اولاد کے لیے کیا چھوڑیں گے؟ فرمایا: میری اولاد نیک ہوئی تو رب تعالیٰ ان کا وارث ہے اور اگر وہ مجرم ہوئے تو میں مجرموں کا مددگار کیوں بنوں؟ (تفسیر

کبیر)

(۷۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اگر کسی کو اپنا خلیفہ بناتے تو کسے بناتے؟ فرمایا: ابوبکر کو۔ پوچھا گیا: ان کے بعد؟ فرمایا: عمر کو۔ پوچھا گیا: ان کے بعد؟ فرمایا: ابوعبیدہ بن جرّاح کو۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۹) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اسلام لانے میں تیسرا آدمی ہوں۔ جس روز میں مسلمان ہوا اس سے پہلے کوئی مسلمان نہیں ہوا تھا اور اسی دن مجھ سے پہلے دو شخص مسلمان ہوئے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۰) حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: تمھارے باپ کو اللہ جنت کی سلسبیل سے سیراب کرے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی بی بیوں کو ایک باغ دیا تھا جو چالیس ہزار میں فروخت کیا گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۱) حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خالد ابن ولید قبیلہ کا اچھا جوان ہے اور اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۲) بدر والے صحابہ میں سے سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت ابو اسید بن مالک بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۸۳) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل نام خالد ہے۔ آپ زید انصاری خزرجی کے بیٹے تھے۔ قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے دفن کیے گئے۔ اگر بارش نہیں ہوتی ہے تو لوگ ان کے مزار پر حاضر ہوکر دعا کرتے ہیں تو بارش ہوتی ہے۔ ان سے ڈیڑھ سو حدیثیں مروی ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۸۴) حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترسٹھ سال کی عمر میں دمشق میں باب الصغیر کے قریب وفات پائی وہیں دفن ہوئے۔ (نزہۃ القاری)

(۸۵)۔ حضرت تمیم داری نصرانی تھے۔ سن نو ہجری میں ایمان لائے۔ ایک رکعت میں کلام اللہ ختم کیا کرتے تھے۔ کبھی کبھار ایک آیت کو صبح تک بار بار پڑھتے رہتے تھے۔

ایک رات سوتے رہ گئے تہجد کے لیے آنکھ نہ کھلی۔اس کے عوض ایک سال تک رات کا سونا ترک کر دیا۔ساری رات عبادت کرتے رہتے تھے۔یہی وہ شخص ہیں جنھوں نے مسجد نبوی میں سب سے پہلے چراغ روشن کیا تھا۔(نزہۃ القاری)

(۸۶) حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدر والے صحابیوں میں سے تمام شاعروں میں بڑے شاعر تھے۔آپ کی عمر ایک سوبیس سال کی ہوئی۔ساٹھ سال جاہلیت کے زمانے میں گزرے اور ساٹھ سال اسلام کے زمانے میں۔(نزہۃ القاری)

(۸۷) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نفیع ہے یا مسروح۔یہ طائف کے رہنے والے تھے اور حارث بن کلدہ کے غلام۔جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا گھیراؤ کیا اور یہ اعلان کیا کہ جو غلام میرے پاس آجائے گا وہ آزاد ہے تو یہ چرخی کے ذریعے فصیل سے اترے۔چرخی کو عربی میں بکرہ کہتے ہیں۔اسی لیے حضور ﷺ نے ان کی کنیت ابوبکرہ رکھی۔انھیں آزادی تو مل گئی مگر اللہ کے محبوب ﷺ کی غلامی میں وہ مزہ آیا کہ عمر بھر خدمت میں ہی رہے۔سن باون ہجری میں وفات پائی۔ان سے ایک سو بتیس حدیثیں مروی ہیں۔(نزہۃ القاری)

(۸۸) حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: حق تعالیٰ قیامت کے دن ستر ہزار فرشتے اویس قرنی کی شکل وصورت پر پیدا کرے گا تا کہ ان میں اویس رہے۔حق تعالیٰ کے سوا کوئی نہ پہچان سکے کہ اویس کون ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۸۹) اصحاب صفہ کے پاس کبھی دو کپڑے جمع نہیں ہوئے۔کرتا ہے تو تہبند نہیں۔مسجد نبوی میں جھکے جھکے داخل ہوتے تھے تا کہ ستر نہ کھلنے پائے۔(نزہۃ القاری)

(۹۰) حضرت طلحہ ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے ہیں۔جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ کی ڈھال بنے اور چوبیس زخم کھائے۔آپ کے جسم پر کل پچہتر زخم تھے جو الگ الگ غزووں میں کھائے تھے۔(نزہۃ القاری)

(۹۱) امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت نائلہ بنت فرافصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلند پایہ خطیبہ اور مستجاب الدعا جلیل القدر خاتون تھیں۔سیدنا عثمان غنی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ انھیں اپنی دوسری بیگمات سے بڑھ کر چاہتے تھے۔حضرت نائلہ کا خاندان کوفہ کے قریب سماداہ نامی بستی میں رہتا تھا۔حضرت عثمان سے نکاح کے بعد جب مدینہ منورہ آئیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آنا جانا شروع ہوا اور ان سے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔جس وقت بلوائیوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جان لیوا حملہ کیا تو حضرت نائلہ نے اپنے شوہر کے بچاؤ کی حد بھر کوشش کی جس میں آپ کے ہات کی انگلیاں کٹ گئیں۔رسول اللہ ﷺ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر پہلے ہی دے چکے تھے۔غیب داں نبی کی بات سچ ہو کر رہی۔(ابن عساکر)

(۹۲) حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بھانجے ان کی بہن ہالہ بنت خویلد کے فرزند تھے۔یہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ان کا نام مقسم بتایا جاتا ہے۔حضور اقدس ﷺ نے بعثت سے قبل اپنی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان کا نکاح فرمایا تھا۔بدر میں مشرکین کے ساتھ تھے۔گرفتار ہوئے۔حضرت زینب نے فدیہ دے کر چھڑایا۔فدیہ میں وہ ہار بھیجا جسے حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے انھیں جہیز میں دیا تھا۔حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: یہ زینب کے پاس ماں کی نشانی ہے اسے واپس کر دو تو بہتر ہے۔صحابہ کرام نے واپس کر دیا۔حضور نے ان سے وعدہ لیا تھا کہ مکہ پہنچ کر زینب کو بھیج دینا۔انھوں نے اس وعدے کو نبھایا۔سیدہ زینب مدینہ آگئیں اور ابولعاص مکہ ہی میں رہے۔دوبارہ گرفتار ہو کر آئے تو سیدہ زینب نے انھیں پناہ دی اور انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ان کی بطن سے ایک صاحب زادی حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں۔انھیں کو گود میں لے کر حضور ﷺ نماز پڑھاتے تھے۔حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد ان کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا۔ایک اور صاحب زادے بھی پیدا ہوئے جن کا نام علی تھا۔امشہور یہ ہے کہ حضرت ابولعاص کا وصال سن بارہ ہجری میں ہوا۔(نزہۃ القاری)

(۹۳) جنگ جمل کے دوران عین معرکہ کارزار میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

الکریم اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آمنا سامنا ہوگیا۔ حضرت علی نے حضرت زبیر سے کہا: یاد کرو ایک مرتبہ ہم اور تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے تم سے پوچھا تھا: کیا تم علی سے محبت کرتے ہو؟ تم نے عرض کیا تھا: ہاں یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا تھا: ایک دن تم علی سے لڑو گے اور تم ظالم ہوگے۔ یہ سنتے ہی حضرت زبیر نے تلوار نیام میں رکھ لی اور میدان جنگ سے جدا ہوکر بصرہ جاتے ہوئے وادی سباع کے ایک گاؤں سفوان میں پہنچ کر نماز پڑھنے لگے۔ عمرو بن جرموز تمیمی نے پیچھے سے آکر پشت مبارک میں نیزہ مار کر شہید کردیا۔ عمروان کی تلوار لے کر حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: میں نے زبیر کو قتل کردیا۔ حضرت علی نے فرمایا: یہ تلوار مدت دراز تک رسول اللہ ﷺ سے مصائب وآلام دفع کرتی رہی۔ ابن صفیہ کے قاتل کو جہنم کی بشارت ہو۔ یہ سن کر ابن جرموز نے کہا: اے علی آپ کی ذات بھی عجیب ہے آپ کا دوست بھی جہنمی اور دشمن بھی۔ اس وقت حضرت زبیر وہیں دفن کردیے گئے بعد میں نعش مبارک بصرہ لائی گئی۔ بصرہ میں آپ کا مزار پاک زیارت گاہ خلائق ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۹۴) حضور اقدس ﷺ کی صاحب زادی حضرت رقیہ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجیت میں تھیں اور غزوہ بدر کے موقع پر بہت بیمار بلکہ جاں بلب تھیں۔ ان کی تیمارداری کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم ہوا کہ گھر پر ہی رہو تم کو غزوہ میں شرکت کا ثواب بھی ملے گا اور مال غنیمت میں حصہ بھی۔ حضور اقدس ﷺ جب بدر سے مدینہ طیبہ واپس ہوئے تو وہ دفن بھی ہو چکی تھیں۔ فتح کی بشارت لے کر جب زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ پہنچے تو دفنائی جارہی تھیں۔ جس صبح کو ان کا وصال ہوا اسی دن حضور ﷺ بدر سے لوٹے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

(۹۵) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا رسول اللہ ﷺ جعرانہ میں غنیمت تقسیم فرمارہے تھے اسی اثنا ایک شخص نے کہا: انصاف کر۔ فرمایا: میں خیر سے محروم ہوں اگر انصاف نہ کروں۔ یہ گستاخ راس الخوارج ذوالخویصرہ تھا۔ اس کا نام حرقوص بن زہیر

تھا۔ یہ نجد کا باشندہ آل سعود کا ہم قبیلہ بنی تمیم کا فرد نجدی تمیمی تھا۔ نہروان میں مارا گیا جس کے مقتولین کے بارے میں خود حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ بدترین خلق ہوں گے۔ مگر افسوس ہے کہ دیوبندی اسے صحابی مانتے ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۹۶) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ کی والدہ حضرت سمیّہ ابو حذیفہ بن مغیرہ کی کنیز تھیں۔ اس نے انھیں ابوجہل کے حوالے کردیا۔ ابوجہل نے پہلے تو سمیہ کو ورغلانے کی بہت کوشش کی مگر جب وہ سچی مومنہ اپنے ایمان پر پہاڑ کی طرح جمی رہیں تو مکہ کے ایک چوراہے پر تماشائیوں کے ایک ہجوم میں اس نے آپ کے اندام نہانی پر نیزہ مارا اور وہ غش کھا کر گریں اور وفات پاگئیں۔ تحریک اسلام میں سب سے پہلی شہید ہونے والی یہی خاتون تھیں۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۹۷) حضرت بلال حبشی کو ان کا آقا امیہ بہت اذیتیں دیتا تھا۔ ایک دن اس نے انھیں سلگتی ریت پر لٹا رکھا تھا اور آپ کے سینہ پر بھاری چٹان رکھی ہوئی تھی۔ وہاں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گذر ہوا۔ انھوں نے امیہ سے کہا اس مسکین کے بارے میں تم اللہ سے نہیں ڈرتے کب تک اس بیکس پر ظلم کرتے رہوگے؟ امیہ بولا: اے ابوبکر تو نے ہی اسے خراب کیا ہے۔ اگر تمھیں اس سے اتنی ہی ہمدردی ہے تو اسے چھڑا کیوں نہیں لیتے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا: میرے پاس ایک حبشی غلام قسطاس ہے جو اس سے مضبوط اور توانا ہے۔ تیرا ہم مذہب ہے وہ تو لے لے اور بلال مجھے دے دے۔ امیہ اس سودے پر راضی ہو گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلال کو لے کر اپنے آقا ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا اور عرض کی: یا رسول اللہ آپ کے روئے زیبا کے صدقہ میں میں نے بلال کو آزاد کر دیا۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۹۸) حضرت بلال کی والدہ حمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اسلام قبول کرلیا تھا۔ ان کو بھی اس جرم میں ان کا کافر مالک طرح طرح کی سزائیں دیتا تھا اور اذیتیں پہنچاتا تھا۔ انھیں بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرید کر ان کے سنگدل آقا کے چنگل سے

رہائی دلائی۔(ضیاء النبی جلد دوم)

(۹۹) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عامر بن فہیرہ کو ان کے مشرک مالک سے رہائی دلائی۔ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ قابل اعتماد غلام ہیں کہ جب حضور ﷺ نے ہجرت کے سفر میں غار ثور میں قیام فرمایا تو یہ ریوڑ لے کر شام کو غار کے قریب پہنچ جاتے اور دودھ دوہ کر پیش کیا کرتے تھے۔(ضیاء النبی جلد دوم)

(۱۰۰) غزوہ تبوک کی مالی امداد کے لیے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو اوقیہ چاندی حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کردی۔ اور بقیہ سارا مال آدھا آدھا بانٹ دیا اور ایک نصف جہاد کے اخراجات پورا کرنے کے لیے حاضر کردیا۔ سرکار ﷺ نے انھیں برکت کی دعا دی جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے آپ کے مال میں اتنی برکت دی کہ آپ نے چار ہزار درہم ایک مرتبہ خرچ کیے۔ پھر ایک موقع پر چالیس ہزار دینار خرچ کیے۔ پھر ایک موقع پر پانچ سو گھوڑے راہ خدا میں پیش کیے۔ پھر ایک موقع پر پانچ سو اونٹ اللہ کی راہ میں دیے۔ آپ نے سن چودہ ہجری میں ستاون سال کی عمر میں مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔ آپ نے وصیت کی تھی کہ ان کے مال سے پچاس ہزار دینار اللہ کی راہ میں خرچ کیے جائیں اور ہر بدری کو جو اس وقت زندہ تھا چار سو دینار دینے کی وصیت کی۔ ان بدریوں کی تعداد اس وقت ایک سو تھی۔ ایک ہزار گھوڑے مجاہدین کو مہیا کرنے کی وصیت کی۔ ان وصیتوں کی ادائیگی کے بعد اتنا سونا چھوڑا کہ کلہاڑوں سے کاٹا گیا۔ آپ نے چار بیوائیں چھوڑیں۔ آپ کی ایک بیوی نے میراث میں اپنے حصے کے بدلے میں اسی ہزار دینار وصول کیے۔(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، عزالدین ابوالحسن علی محمد بن محمد عبدالکریم، ابن الاثیر، جلد ۲)

(۱۰۱) حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک مشرک کی کنیز تھیں۔ جب مسلمان ہوگئیں تو ان کے بے رحم مالک نے ان پر ظلم وستم کی انتہا کردی۔ یہاں تک کہ ان کی بینائی چلی گئی۔ ایک روز ابوجہل نے اس پاکباز خاتون کو طعنہ دیتے ہوئے کہا لات وعزیٰ نے تیری آنکھوں کو اندھا کردیا ہے۔ انھوں نے جھٹ جواب دیا: ہرگز نہیں۔ بخدا لات وعزیٰ نہ نفع

پہنچا سکتے ہیں اور نہ ضرر۔ یہ تو آسمانی حکم ہے اور میرا رب اس چیز پر قادر ہے کہ میری بینائی لوٹا دے۔ جب صبح ہوئی تو ان کی بینائی لوٹ آئی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں اور ان کی ایک لڑکی کو خرید کر آزاد کردیا۔(ضیاء النبی جلد دوم)

(۱۰۲) امّ عُنَیس بنو زہرہ خاندان کی کنیز تھیں۔ اسود بن عبد یغوث انھیں طرح طرح کا عذاب دیا کرتا تھا۔ ان کو بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خریدا اور آزاد کردیا۔(ضیاء النبی جلد دوم)

(۱۰۳) النہد یہ اور ان کی بیٹی ولید بن مغیرہ کی لونڈیاں تھیں۔ انھیں بھی اللہ تعالیٰ نے نعمت ایمان سے مالا مال کردیا تھا پھر یہ ایک عورت کی ملکیت میں چلی گئی تھیں۔ وہ عورت انھیں طرح طرح کی اذیتیں دیتی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں خرید کر اسی وقت آزاد کردیا۔(ضیاء النبی جلد دوم)

(۱۰۴) عامر بن فہیرہ کی بہن لُطَیفہ حضرت عمر کی لونڈی تھی جو مسلمان ہوگئی تھی۔ اسلام لانے سے پہلے عمر بن خطاب کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بغض وعناد کے جو دریا موج زن تھے اس کی وجہ سے ان بے چاری لونڈیوں کو وہ خوب پیٹتے تھے۔ اتنا پیٹتے کہ تھک جاتے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لطیفہ کو بھی خریدا اور اللہ کی راہ میں آزاد کردیا۔(ضیاء النبی جلد دوم)

(۱۰۵) حضرت خباب بن الارت آزاد ماں باپ کے آزاد فرزند تھے۔ کسی نے زمانہ جاہلیت میں انھیں پکڑ لیا اور اپنا اسیر بنا لیا اور کسی منڈی میں لے جاکر فروخت کردیا۔ اُمِ انمار نے انھیں خرید لیا۔ آہن گری ان کا پیشہ تھا۔ سرکار دوعالم ﷺ کو ان سے الفت تھی۔ حضور ﷺ اکثر ان کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اس صحبت کی برکت سے آپ مشرف باسلام ہوگئے۔ ان کی مالکہ لوہے کا ایک ٹکڑا بھٹی میں گرم کرتی اور چمٹے سے اٹھا کر خباب کے سر پر رکھ دیتی۔ ایک روز خباب نے اپنے آقا ﷺ کی خدمت میں اپنی اس تکلیف کے بارے میں گزارش کی۔ حضور نے دعا کی اے اللہ تو خباب کی مدد فرما۔ دعا کی دیر تھی کہ اس ظالمہ کے سر

میں درد اٹھا اور وہ کتے کی طرح بھونکنے لگی۔ اب اس کے لیے حضرت خباب لوہے کا ٹکڑا گرم کرتے پھر اسے اس کے سر پر رکھتے تب اسے کچھ افاقہ محسوس ہوتا۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۱۰۶) یزید بن رُکانہ قبیلہ قریش میں سب سے زیادہ طاقتور اور کشتی کے فن کے بڑے ماہر تھے۔ انھوں نے حضور ﷺ سے یکے بعد دیگرے تین بار کشتی لڑی۔ شرط یہ لگائی تھی کہ اگر آپ مجھے گرالیں تو میں آپ کو سو بکریاں دوں گا۔ حضور ﷺ نے انھیں تینوں بار پچھاڑ دیا۔ جب وہ تیسری بار چاروں شانے چت زمین پر آگرے تو کہنے لگے: یا محمد آج تک کسی نے میری پشت زمین سے نہیں لگائی۔ آج میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کی چھاتی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کی بکریاں انھیں لوٹا دیں۔ (سیرت ابن کثیر، جلد دوم ۸)

(۱۰۷) ازدشنوءۃ عرب کے نامور قبیلوں میں سے ایک قبیلہ تھا۔ اس قبیلہ کا ایک رئیس ضماد ازدی مکہ مکرمہ آیا۔ یہ ان مریضوں کو دم کیا کرتا تھا جنھیں آسیب یا جنات کی تکلیف ہوتی تھی۔ مکہ کے کچھ احمقوں نے اسے حضور ﷺ کے بارے میں بتایا کہ انھیں آسیب کی تکلیف ہے۔ اس نے دل میں طے کر لیا کہ اگر میری محمد سے ملاقات ہوئی تو میں ضرور اسے دم کروں گا۔ ایک روز حضور ﷺ کو حرم کے صحن میں بیٹھے دیکھا۔ وہ پاس جا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا میرے پاس آسیب کا بڑا مجرب دم ہے کیا آپ کی مرضی ہے کہ میں آپ کو دم کروں۔ اس کی یہ بات سن کے حضور ﷺ نے فرمایا: ضماد یہ کلمات طیبات سن کر بے خود ہو گیا اور عرض کی ایک بار پھر یہ ارشاد دوہرایئے۔ نبی برحق ﷺ نے تین بار یہ کلمات دوہرائے۔ انھیں سننے کے بعد ضماد نے کہا: میں نے کاہنوں اور جادوگروں کے اقوال سنے ہیں شعراء سے اشعار سنے ہیں لیکن میں نے آپ کے ان کلمات کی مثل کوئی کلام نہیں سنا۔ ہات آگے بڑھایئے تاکہ میں آپ کے ہات پر اسلام کی بیعت کروں۔ سرکار ﷺ نے دست مبارک بڑھایا۔ اس نے بیعت کر لی۔ پھر سرکار ﷺ نے فرمایا یہ بیعت صرف تمھاری طرف سے نہیں بلکہ تمھاری قوم کی طرف سے بھی ہے۔ اس نے کہا بے شک یہ بیعت میری قوم کی طرف سے بھی قبول

فرمائیں۔ (سیرت الحلبیہ مصنفہ برہان الدین الحلبی جلد اوّل)

(۱۰۸) حضور ﷺ سن دس ہجری میں جب حجۃ الوداع کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو میسرہ نے آپ سے ملاقات کی۔ یہ حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ کا وہی غلام ہے جو تجارتی سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ حضور ﷺ نے میسرہ کو پہچان لیا۔ میسرہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اس دن سے آپ کی پیروی کا شدت سے خواہشمند تھا جب حضور نے ہماری قیام گاہ پر منیٰ کے میدان میں اپنی اونٹنی بٹھائی تھی۔ آج میں بڑی تاخیر سے اسلام لانے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ پھر میسرہ مشرف باسلام ہو گئے اور عمر بھر احکام الٰہی کو حسن و خوبی سے انجام دیتے رہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میسرہ کا بڑا احترام کرتے تھے۔ (سیرت ابن کثیر جلد دوم)

(۱۰۹) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ انصار سے محبت کرتا ہے اور جو مجھ سے بغض رکھتا ہے وہ انصار سے بغض رکھتا ہے۔ کوئی منافق ان سے محبت نہیں کر سکتا اور کوئی مومن ان سے بغض نہیں رکھ سکتا۔ جو ان سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھتا ہے۔ لوگ اس چادر کی مانند ہیں جو اوپر اوڑھی جاتی ہے اور انصار اس کپڑے کی طرح ہیں جو جسم کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ اگر سارے لوگ ایک راہ پر چل نکلیں اور انصار دوسری راہ پر تو میں انصار کی راہ پر چلوں گا۔ (رواہ الامام احمد)

(۱۱۰) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا انصار میرے دوست ہیں میرے دینی بھائی ہیں اور دشمنوں کے مقابلے میں میرے دست و بازو ہیں۔ (رواہ الدیلمی فی مُسند الفردوس)

(۱۱۱) حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: مجھے کفار قریش نے حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ حضور ﷺ کو دیکھتے ہی میرے دل میں اسلام اتر گیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں تو اب کبھی ان کے پاس واپس نہ جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں

معاہدے میں غداری نہیں کرتا اور نہ سفیروں کو قید کر سکتا ہوں۔تم اس وقت تو واپس جاؤ پھر اگر تمھارے دل میں یہی جذبہ باقی رہے تو واپس آجانا۔غرض اس وقت تو میں واپس ہو گیا۔اس کے بعد دوبارہ آکر اسلام لایا۔(ابوداؤد)

(۱۱۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت سعد بن معاذ کی وفات پر ستر ہزار ایسے فرشتے زمین پر اترے جو آج تک کبھی زمین پر نہیں اترے تھے۔(ابن کثیر السیرۃ النبویہ جلد تین)

(۱۱۳) حضرت عبادہ بن صامت بن قیس انصاری خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوالولید تھی۔وہ عقبہ اولیٰ وثانیہ میں حاضر ہوئے۔وہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔رسول اللہ ﷺ نے انھیں صدقات پر عامل مقرر کیا۔حضرت عبادہ نے نبی ﷺ کے دور میں قرآن جمع کیا تھا۔وہ اہل صفہ کو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے۔آپ سن چونتیس ہجری میں رملہ میں فوت ہوئے۔(اسدالغابہ جلد ۳)

(۱۱۴) حضرت اسعد بن زرارہ کی کنیت ابوامامہ تھی وہ انصار میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔آپ سب سے پہلے فرد ہیں جنھوں نے مدینہ میں جمعہ پڑھایا۔آپ شوال پہلی ہجری میں بدر سے پہلے فوت ہوئے۔(اسدالغابہ جلد ایک)

(۱۱۵) حضرت مُصعَب بن عُمَیر کا شجرہ نسب پانچویں پشت میں نبی ﷺ سے جاملتا ہے۔انھوں نے دوبار حبشہ کی طرف ہجرت کی۔غزوہ بدر میں مصعب کے پاس مہاجرین کا علم تھا۔غزوہ احد کے دوسرے مرحلے میں وہ ان چودہ جانبازوں میں شامل تھے جو نبی ﷺ کے گرد حصار بنا کر آپ کی حفاظت کر رہے تھے۔ان کے ہاتوں میں اسلام کا علم تھا۔(اطلس سیرت نبوی)

(۱۱۶) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حافظ قرآن تھے اور لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ان سے ڈیڑھ سو احادیث منسوب ہیں جن میں سے پانچ متفق علیہ ہیں۔استنبول (قسطنطنیہ) میں ان کی قبر ہے اور ان کے نام سے منسوب مسجد جامع ایوب کہلاتی ہے۔(اردو

دائرہ معارف اسلامیہ جلد ایک)

(۱۱۷) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور آپ سلمان الخیر کے لقب سے مشہور تھے۔عابد وزاہد اور علماء اور افضل صحابہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ان سے ان کا نسب پوچھا جاتا تو فرماتے: میں سلمان بن اسلام ہوں۔(اطلس سیرت نبوی)

(۱۱۸) اسلام کے پہلے تیرانداز حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ان کا تعلق قریش کے قبیلہ بنو زہرہ سے تھا۔رسول اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ بھی اسی قبیلہ کی تھیں اور حضرت سعد کے والد کی چچازاد بہن تھیں۔حضرت سعد نے تقریباً سترہ سال کی عمر میں پہلی وحی کے نزول کے ساتویں دن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترغیب سے اسلام قبول کیا تھا۔صحیح بخاری کی روایت کے مطابق وہ اپنے آپ کو ثُلُثُ الاسلام یعنی اسلام کا تیسرا مسلمان کہتے تھے۔آپ نے بدر واحد سے لے کر خندق خیبر فتح مکہ حنین وطائف وغیرہ تمام غزوات میں شرکت کی۔فتح مکہ کے دن رسول اکرم ﷺ نے آپ کو مہاجرین کے تین جھنڈوں میں کا ایک جھنڈا عطا فرمایا تھا۔رسول اللہ ﷺ بعض اوقات انھیں پیار اور شفقت سے ماموں پکارتے تھے۔آپ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔سن پچپن ہجری میں وفات پائی۔(عشرہ مبشرہ مصنفہ بشیر ساجد)

(۱۱۹) سرور عالم ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اولاد کی دعا دی تو ان کا گھر اولاد سے بھر گیا۔ان کی وفات کے وقت ان کی اولاد کی اولاد سو سے بھی زیادہ تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲۰) حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سگے ماموں تھے۔آپ نابینا تھے اور اسلام کے شروع شروع میں ایمان لانے والوں میں سے تھے۔ایک بار انھوں نے قریش کے رئیسوں کی موجودگی میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ پوچھا جس پر سرکار ﷺ نے ناگواری ظاہر کی۔اس پر سورہ عبس کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں۔نبی اکرم ﷺ ابن ام مکتوم کے گھر پہنچے اور انھیں اپنی مجلس میں واپس لا کر ان کا اکرام کیا۔ہجرت مدینہ کے بعد آپ نے انھیں اذان دینے پر مامور کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے کئی مواقع پر مدینہ سے باہر جاتے ہوئے انھیں شہر میں اپنا جانشین اور امام مقرر فرمایا۔ ابن ام مکتوم نے جنگ قادسیہ میں شہادت پائی۔ (خیر البشر ﷺ کے چالیس جاں نثار مصنفہ طالب ہاشمی)

(۱۲۱) حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری اور بنوسلمہ کے حلیف تھے یہ ان افراد میں شامل تھے جنھوں نے بنوسلمہ کا بت توڑا۔ انھوں نے سفیان بن خالد ھُذَلی کو جو رسول اللہ ﷺ کے خلاف فوج جمع کر رہا تھا جہنم رسید کیا اور اس کا سر اپنے ساتھ لے آئے تاکہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کریں۔ سفیان کے ساتھیوں نے ان کا پیچھا کیا۔ یہ ایک غار میں داخل ہو گئے تو مکڑی نے اس کے باہر جالا بن دیا۔ دشمن لوٹ گئے۔ حضرت عبداللہ بن انیس مدینہ پہنچے اور رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری سنائی۔ نبی اکرم ﷺ نے انھیں ایک لاٹھی عطا کی اور فرمایا: تم جنت میں اس کے ساتھ ٹیک لگاؤ گے۔ جب عبداللہ بن انیس کا آخری وقت آیا تو انھوں نے وصیت کی کہ یہ لاٹھی ان کے ساتھ ہی دفن کی جائے۔ (طبقات ابن سعد جلد دو)

(۱۲۲) عُکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور بہت بڑا کارنامہ انجام دیا۔ ان کی تلوار ٹوٹ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی ٹہنی دیدی جو عکاشہ کے ہات میں چمکتی ہوئی فولادی تلوار بن گئی جس کے ساتھ انھوں نے لڑائی لڑی۔ یہ تلوار ان کے ساتھ رہی اور اسی کے ساتھ وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے کی تمام جنگوں میں شریک ہوئے یہاں تک کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں طُلیحہ اسدی کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس تلوار کا نام عون یعنی مدد تھا۔ عکاشہ بن محصن کو رسول اللہ ﷺ نے بغیر حساب جنت میں داخلہ کی خوشخبری سنائی تھی۔ (اسد الغابہ جلد چار)

(۱۲۳) حضرت ابوعبیدہ بن جرّاح شروع کے ایمان لانے والے اصحاب بدر، عشرہ مبشرہ اور بیعت رضوان میں شامل خوش نصیبوں میں سے ہیں۔ ان کا اصل نام عامر بن عبداللہ بن جرّاح تھا۔ انھوں نے دربار رسالت سے امین الامت کا خطاب پایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ

عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں انھوں نے فتوحات شام میں اسلامی لشکروں کی قیادت کی۔ سن اٹھارہ ہجری میں طاعون عمواس میں وفات پائی۔ (رحمت دارین کے سو شیدائی مصنفہ طالب ہاشمی)

(۱۲۴) حضرت نابغہ ذیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ جاہلت کے بہت بڑے مشہور شاعر تھے۔ وہ اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے اور صحابی کا درجہ حاصل کیا۔ حضور ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی: اللہ کرے تیرا منہ کبھی نہ بگڑے۔ روایت ہے کہ ان کا ایک دانت بھی نہ ٹوٹا۔ اگر کبھی کوئی دانت نکل بھی جاتا تو پھر فوراً ہی نیا دانت اس سے زیادہ چمک دار پیدا ہوجاتا۔ ان کے دانت موتیوں کی لڑی کی طرح خوب صورت تھے۔ وہ ایک سو بیس سال زندہ رہے مگر ان کا کوئی دانت نہ ٹوٹا اور نہ ہی دانتوں کی سفیدی ختم ہوئی نہ ان کا منہ کبھی بگڑا۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۲۵) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقر و فاقہ کی حالت میں مدینہ منورہ میں اپنے دن گزار رہے تھے۔ مکہ میں امیر باپ کے بیٹے تھے۔ بڑے ٹھاٹ باٹ سے زندگی گزرتی تھی۔ ہجرت کر کے مدینہ آنے کے بعد ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ باپ نے اسلام قبول کرنے کی سزا کے طور پر گھر سے نکال دیا۔ اس لیے کسی طرح کا ساز وسامان یا مال وزر نہیں تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی: اے اللہ! عبدالرحمن کی روزی میں برکت دے۔ اس مقدس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی رحمتوں اور رزق کے دروازے کھول دیے۔ وہ خود فرماتے تھے: اگر میں پتھر کو بھی ہات میں اٹھا لیتا تو اس کے نیچے سے مجھے خالص سونا مل جاتا تھا۔ ہات میں مٹی لیتا تو وہ بھی سونا بن جاتی تھی۔ وہ بے حد مال وزر صدقات وخیرات میں خرچ کرتے تھے۔ ہر روز تیس غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دن ان سے فرمایا: اے عائشہ! میں نے رویا میں عبدالرحمن کو جنت میں دیکھا ہے کہ وہ بچے کی طرح خراماں خراماں جنت میں چل رہا ہے۔ اس بشارت عظمیٰ کو سن کر حضرت عبد

الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے لیے اسی وقت اپنی تجارت کا جو قافلہ تھا وہ مع مال و اسباب راہ خدا میں صدقہ کر دیا۔ اس قافلہ میں سات سو اونٹ تھے جن پر ہر طرح کا سامان تجارت لدا ہوا تھا جس کی مالیت لاکھوں درہم تھی۔ اونٹوں سمیت ان پر جو کچھ لدا ہوا تھا راہ خدا میں لٹا کر اللہ کا شکر ادا کیا۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۲۶) حضرت بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار شروع شروع کے اسلام لانے والوں میں ہوتا ہے۔ ہجرت نبوی کے بعد ہونے والے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ جب رسول اللہ ﷺ صلح حدیبیہ کے مطابق عمرے کی ادائیگی کے لیے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تو حضرت بشیر اس مسلح دستے کے سالار تھے جو آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے ساتھ گیا تھا لیکن مکہ معظمہ میں داخل نہیں ہوا تھا۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد انصار میں سے حضرت بشیر بن سعد پہلے فرد تھے جنھوں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کا فیصلہ کیا۔ حضرت بشیر نے سن بارہ ہجری میں عین التمر کے مقام پر رحلت فرمائی۔ وہ ان معدودے چند اصحاب میں سے تھے جو لکھنا جانتے تھے۔ وہ حضرت نعمان کے والد تھے۔ (ابن ہشام، ابن سعد، طبری)

(۱۲۷) حضرت اسما بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: جب زبیر نے مجھ سے شادی کی تو ان کے پاس نہ کوئی مال تھا نہ خادم اور بس ایک آب بردار اونٹ تھا یا ایک گھوڑا۔ میں ہی ان کے گھوڑے کو چارہ دیتی اور اس کی خوراک کا انتظام کرتی اور اس کی دیکھ بھال کرتی اور ان کے چرس (بڑے ڈول) میں ٹانکے لگاتی اور میں ہی آٹا بھی گوندھتی تھی لیکن روٹی اچھی نہیں پکا سکتی تھی اس لیے چند مخلص انصاری عورتیں جو میری پڑوسن تھیں میری روٹی پکا دیا کرتی تھیں۔ حضور ﷺ نے زبیر کو ایک قطعہ زمین عطا فرمایا تھا جو دو تہائی فرسخ (دو میل) کے فاصلے پر تھا۔ میں وہاں سے اپنے سر پر گٹھلیوں کا گٹھر اٹھا کر لاتی تھی۔ ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ میں گٹھر سر پر لا رہی تھی کہ حضور ﷺ چند صحابہ کرام کے ساتھ راستے میں ملے اور اپنا اونٹ بٹھانے لگے تاکہ مجھے بھی اپنے پیچھے سوار کر لیں لیکن مجھے زبیر کی غیرت کا خیال آ گیا اور

مجھے شرم دامن گیر ہوئی۔ حضور ﷺ نے میری اس غیرت و حیا کو محسوس فرما لیا اور روانہ ہو گئے۔ میں زبیر کے پاس آئی اور سارا واقعہ بیان کیا۔ زبیر نے کہا تمھارا اپنے سر پر گٹھری لاد کر لانا حضور ﷺ کے ساتھ بیٹھنے سے زیادہ شاق ہے۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے پاس ایک خادم بھیج دیا اور مجھے گھوڑے کی دیکھ بھال سے فرصت مل گئی۔ (نزہۃ القاری)

(۱۲۸) نبی کریم ﷺ، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نعلین پاک میں دو تسمے تھے اور ایک تسمہ لگانے والے پہلے شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۱۲۹) رسول اللہ ﷺ کے غلام سفینہ پر شیر نے حملہ کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ اے ام السائب (شیر)! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں۔ تو وہ شیر پالتو کتے کی طرح دُم ہلا کر آپ کے آگے آگے چلنے لگا۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۳۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابراہیم اور لوط علیہما السلام کے بعد عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پہلے ہیں جنھوں نے بی بی کے ساتھ ہجرت کی ہے۔ (بخاری شریف)

(۱۳۱) حضرت عبد اللہ ذوالبجادین کا قدیم نام عبد العزیٰ تھا۔ مدینہ میں منزل دو منزل کے فاصلے پر کسی گاؤں میں رہتے تھے۔ لڑکپن میں اسلام کی آواز کانوں میں پڑی۔ جائداد پر چچا کا قبضہ تھا۔ دیدار رسول ﷺ کا شوق عبد اللہ کو بے چین کیے جا رہا تھا۔ چچا سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی مگر چچا نے خوب مارا اور ننگا کر کے گھر سے نکال دیا۔ اسی حالت میں ماں کے پاس آئے۔ ماں نے کمبل دیا جس کے دو ٹکڑے کر کے ایک سے ستر پوشی کی اور ایک بدن پر ڈال لیا۔ اسی حالت میں مدینہ پہنچے۔ بیعت اسلام اور شہادت کا شوق ظاہر کیا۔ اس دن سے ان کا نام عبد اللہ اور لقب ذوالبجادین (کمبل کے دو ٹکڑوں والا) رکھا گیا۔ یہ اصحاب صفہ میں شامل ہو گئے۔ تبوک کے سفر میں عبد اللہ بھی مجاہدین میں شامل تھے۔ آپ نے حضور اکرم ﷺ سے شہادت حاصل ہونے کی دعا کی درخواست کی۔

حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تمھیں راستے میں ہی موت آجائے تب بھی تم شہیدوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ لشکر روانہ ہوا۔ راستے میں ہی عبداللہ کو تیز بخار آیا جس سے انھوں نے وفات پائی۔ وفات کے وقت حضور انور ﷺ سرہانے موجود تھے۔ کچھ روایتوں میں آیا ہے کہ عبداللہ کے کفن کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنی مبارک چادر عنایت فرمائی۔ بزرگ صحابہ نے قبر کھودی۔ قبر تیار ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ خود قبر میں اترے اور تھوڑی دیر کے لیے لیٹ گئے۔ پھر اٹھ کر کہا: لاؤ اپنے بھائی کو۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس مبارک اور سراپا ناز کے لاشے کو سہارا دے کر اتارا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عبداللہ عام مردوں جیسا نہیں ہے' اسے دھیرے دھیرے ادب سے اتارو۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہات میں مشعل لیے کھڑے تھے اس لیے کہ تدفین رات کے وقت عمل میں آئی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے انھیں اپنی گود میں لے کر اتارا۔ زمین پر لٹا کر ماتھے پر بوسہ دیا اور فرمایا: آج شام تک مرنے والے سے میں راضی رہا ہوں' الٰہی تو بھی راضی رہنا۔ (السیرۃ النبویہ۔ ابن کثیر)

(۱۳۲) صحابہ کرام کی تعداد حیات نبوی کے آخری سال حجۃ الوداع میں تقریباً ایک لاکھ تھی۔ ان میں گیارہ ہزار آدمی ایسے تھے جن کے نام ونشان آج تحریری صورت میں تاریخ کے صفحات میں اس لیے موجود ہیں کہ یہ لوگ وہ ہیں جن میں ہر ایک نے حضور ﷺ کے اقوال' افعال اور واقعات میں سے کچھ نہ کچھ حصہ دوسروں تک پہنچایا ہے۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۳۳) شام میں وفات پانے والے آخری صحابی حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ انھوں نے سن چھیاسی ہجری میں وفات پائی۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۳۴) مصر میں وفات پانے والے آخری صحابی حضرت عبداللہ ابوحارث بن جزا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ سن چھیاسی ہجری میں وفات پائی۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۳۵) حضرت عبداللہ بن ابی عوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں وفات پانے والے آخری صحابی ہیں۔ آپ کی وفات کا سال سن ستاسی ہجری ہے۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۳۶) مدینہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنھوں نے سن اکیانوے ہجری میں وفات پائی۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۳۷) بصرہ میں وفات پانے والے آخری صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ان کا سال وفات سن ترانوے ہجری ہے۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۳۸) ورقہ بن نوفل ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے چچازاد بھائی تھے۔ کہتے ہیں کہ ورقہ حضور ﷺ کی دعوت شروع ہونے سے پہلے رحلت کر گئے تھے۔ واقدی کا خیال ہے کہ وہ زندہ رہے اور ملک شام سے لوٹتے وقت راستے میں شہید ہوئے۔ ایک حدیث میں ہے کہ میں نے ورقہ کو بہشت میں دیکھا سفید ریشمی کپڑے پہنے ہوئے کیونکہ وہ مجھ پر ایمان لے آئے تھے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۳۹) مشہور ہے کہ عرب کے چالاک چار ہیں: حضرت امیر معاویہ' حضرت عمرو بن عاص' حضرت مغیرہ اور زیاد بن ابیہ۔ (نزہۃ القاری)

(۱۴۰) حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنھیں طلسم ہوش ربا جیسی خرافات سے بھری کتابوں میں عمرو عیار کہا گیا ہے' عرب کے مشہور بہادروں میں سے تھے۔ یہ غزوہ بدر اور احد میں مشرکوں کے ساتھ تھے مگر غزوہ احد کے اخیر میں جب مشرکین واپس ہو رہے تھے تب ان کے دل میں اسلام چمکا اور یہ ایمان لے آئے۔ سن چھ ہجری میں حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے نام یہی اسلام کی دعوت لے کر گئے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دور میں سن ساٹھ ہجری میں وصال فرمایا۔ ان سے بیس حدیثیں مروی ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۱۴۱) حضرت جرہد بن زراہ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدنی صحابی ہیں۔ یہ اصحاب صفہ میں سے تھے۔ ان کے پاس حضور ﷺ بیٹھے بھی ہیں۔ ایک بار یہ بائیں ہات سے کھانا کھا رہے تھے۔ حضور اقدس ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: دائیں ہات سے کھا۔ انھوں نے عرض کیا: اس میں تکلیف ہے۔ حضور ﷺ نے ان کے ہات پر دم فرمایا پھر اس ہات میں زندگی بھر کوئی

تکلیف نہ ہوئی۔ یزید کے تسلط کے زمانے میں مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔(نزہۃ القاری)

(۱۴۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام حالت کفر میں عبدالشمس اور اسلام میں عبدالرحمٰن ابن صخر ہے۔ خیبر کے سال ایمان لائے۔ چار سال سفر اور حضر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ سائے کی طرح رہے۔ آپ کو بلی بہت پیاری تھی۔ ایک بار آستین میں بلی لیے ہوئے تھے حضور ﷺ نے فرمایا: تم ابوہریرہ یعنی بلیوں والے ہو۔ اس دن سے یہی لقب آپ کی پہچان بن گیا۔ مدینہ منورہ میں سن پینتیس ہجری میں وفات پائی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ ایک قول کے مطابق آپ کی مزار دمشق میں ہے۔(نزہۃ القاری)

(۱۴۳) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتب وحی رہے ہیں۔ آپ ان چھ صحابہ میں سے ہیں جو حضور اقدس ﷺ کے زمانہ پاک میں قرآن پاک کے حافظ تھے۔ حضور ﷺ نے آپ کی کنیت ابوالمنذر رکھی تھی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوالطفیل۔ حضور ﷺ آپ کو سیدالانصار اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدالمسلمین کہتے تھے۔ خلافت فاروقی میں سن اکیانوے ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔(نزہۃ القاری)

(۱۴۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا مانگتے: الٰہی مجھے سن ساٹھ ہجری کے فتنوں اور لونڈوں کی حکومت سے پناہ میں رکھنا۔ چنانچہ سن ساٹھ میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی اور یزید پلید تخت پر بیٹھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا اس طرح قبول ہوئی کہ یزید پلید کے تسلط سے ایک سال پہلے انتقال فرمایا۔(نزہۃ القاری)

(۱۴۵) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام خالد ابن زید ہے۔ انصاری اور خزرجی ہیں۔ بیعت عقبہ میں موجود تھے۔ تمام غزووں میں حضور انور ﷺ کے ساتھ رہے۔ سرکار ﷺ نے ہجرت کے دن سب سے پہلے انھی کے گھر قیام فرمایا۔ صحابہ میں اختلاف کے وقت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک رہے۔ یزید بن معاویہ کی کمان میں روم پر جو جہاد ہوئے ان میں آپ غازیانہ شان سے شامل تھے۔ قسطنطنیہ پر حملے کے وقت بیمار ہو گئے۔ وصیت کی کہ اس جہاد میں میری میت اپنے ساتھ رکھنا

اور جب قسطنطنیہ فتح ہو جائے تو مجاہدین کے قدموں کے نیچے مجھے دفن کر دینا۔ چنانچہ آپ قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے دفن ہیں۔ آپ کی قبر مبارک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۶) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام حارث ابن ربعی یا ابن نعمان ہے۔ بیعت عقبہ اور تمام غزوات میں شامل رہے۔ بدر یا احد میں آپ کی آنکھ نکل پڑی تھی۔ حضور ﷺ نے اسی جگہ ٹکا کر اپنا لعاب دہن لگا دیا تو وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ روشن ہوگئی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماں شریک بھائی ہیں ستر سال کی عمر میں سن چوّن ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔(نزہۃ القاری)

(۱۴۷) حضور انور ﷺ کے ایک صحابی تھے حلب' ان کا نام یزید یا سلامہ ابن عدی تھا۔ ان کے سر پر بال نہ تھے۔ سرکار دوعالم ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے سر پر پھیرا فوراً بال اگ آئے۔ اس لیے آپ کا لقب حُلب ہوا یعنی بالوں والا۔(اسوہ صحابہ)

(۱۴۸) حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی قرشی عدوی ہیں۔ بڑے بہادر جنگجو مجاہد ہیں۔ قریش کے سواروں میں آپ کو ایک ہزار سواروں کے برابر مانا جاتا تھا۔ ایک بار حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تین ہزار سواروں کی کمک مانگی تو آپ نے تین شخص بھیجے: حضرت خارجہ' حضرت زبیر بن عوام اور حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ آپ سن چالیس ہجری میں خوارج کے ہاتوں حضرت عمرو ابن عاص کے دھوکہ میں قتل ہوئے کہ خوارج نے امیر معاویہ' مولا علی اور عمرو بن عاص کے قتل کی سازش رچی تھی تو مولا علی شہید کر دیے گئے۔ عمرو بن عاص کے دھوکے میں حضرت خارجہ شہید کر دیے گئے اور امیر معاویہ بچ گئے۔(اسوہ صحابہ)

(۱۴۹) صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آخری مرض میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو بلایا اور وصیت فرمائی: اے علی! جب میری وفات ہو جائے تو مجھے اپنے ہاتوں سے غسل دینا کیونکہ تم نے ان ہاتوں سے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا ہے۔ پھر مجھے

میرے پرانے کپڑوں میں کفن دے کر اس حجرہ شریف کے سامنے رکھ دینا جس میں حضور
اکرم ﷺ کی مزار اقدس ہے۔ پھر اگر بنا کنجیوں کے قفل خود بخود کھل جائے تو اندر دفن کر دینا
ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان میں لے جا کر دفن کرنا۔ (سیرۃ الصالحین)

(۱۵۰) ایک صحابی نے سرکار دو عالم ﷺ کے زمانے میں ایک پہاڑ کے غار میں
گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ حضور ﷺ نے چند روز بعد صحابہ کرام سے پوچھا کہ وہ کیوں غیر حاضر
ہیں۔ لوگوں نے واقعہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: انھیں بلا لاؤ۔ جب وہ حاضر ہوئے تو ان
سے گوشہ نشینی کا سبب پوچھا۔ انھوں نے عرض کیا کہ لوگوں کی صحبت عبادت میں خلل ڈالتی ہے۔
حضور ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کی صحبت میں رہ کر مشقتیں برداشت کرنا ساٹھ سال کی تنہائی کی
عبادت سے افضل ہے۔ (تفسیر عزیزی)

(۱۵۱) ایک بار حضور ﷺ نے صحابہ کرام کی جماعت میں وعظ فرمایا جس میں
قیامت، دوزخ اور عذاب الٰہی کا ذکر تفصیل سے فرمایا۔ حضرات صحابہ کرام کے دلوں پر بہت
اثر ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت عثمان ابن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں دس صحابہ جمع
ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابوذر
غفاری، حضرت مولا ابن حذیفہ، حضرت عبد اللہ ابن عمر، حضرت مقداد بن اسود، حضرت
سلمان فارسی، حضرت معقل ابن مقرن اور خود حضرت عثمان ابن مظعون صاحب خانہ۔ ان
بزرگوں نے دنیا ترک کر دینے کا عہد کیا اور وعدہ کیا کہ ہم ہمیشہ دن میں روزہ رکھیں گے اور
رات کو نوافل ادا کریں گے، بستروں پر نہ سوئیں گے، گوشت چربی وغیرہ اچھے کھانے نہ
کھائیں گے، عورتوں سے نکاح نہ کریں گے اور جو شادی شدہ ہیں وہ اپنی بیویوں کے پاس نہ
جائیں گے، ٹاٹ پہنیں گے، خانہ بدوش ہو کر زمین میں مسافروں کی سی زندگی بسر کریں گے۔
صحابہ نے یہاں تک کہا کہ ہم خصی ہو جائیں گے تا کہ عورتوں کے لائق ہی نہ رہیں کیونکہ
گناہوں کی جڑ دنیا ہے۔ نہ دنیا سے تعلق رکھیں گے نہ گناہ ہوں گے۔ یہ خبر حضور ﷺ کو
پہنچی۔ سرکار دو عالم ﷺ حضرت عثمان بن مظعون کے گھر تشریف لے گئے مگر وہاں کسی کو نہ

پایا۔ آپ نے حضرت عثمان کی بی بی ام حکیم سے پوچھا کہ کیا یہ خبر سچ ہے کہ ان لوگوں نے یہ
عہد و پیمان کیے ہیں۔ ام حکیم نے نہایت حکیمانہ انداز میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیک وسلم! اگر عثمان نے حضور کو یہ خبر دی ہے تو سچ ہے۔ کچھ دیر بعد حضرت عثمان
خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا۔ انھوں نے اقرار کیا اور
عرض کیا: ہم نے خیر کی نیت سے یہ ارادہ کیا ہے تا کہ گناہوں سے بچے رہیں اور اللہ کے
غضب کے حقدار نہ بنیں۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: مجھے رب نے دنیا چھوڑ دینے کا حکم نہیں
دیا ہے۔ روزے بھی رکھو اور افطار بھی کرو، رات کو سوؤ بھی، نوافل بھی پڑھو۔ میں تمھیں
عیسائیت کی تعلیم دینے نہیں آیا۔ دیکھو میں نے نکاح بھی کیا گوشت بھی کھایا دنیا کے معاملات
بھی ادا کرتا ہوں۔ یہ میری سُنّت ہے۔ جو میری سُنّت سے منہ موڑے وہ میری جماعت میں
سے نہیں۔ تم پر اپنی جان کا بھی حق ہے اور اپنے بیوی بچوں کا بھی۔ (تفسیر کبیر، روح المعانی
، روح البیان، خازن، ساوی)

(۱۵۲) ایک بار اقرع بن حابس تمیمی اور عینیہ ابن حسین فزاری وغیرہم رسول اللہ
ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے حضور ﷺ کو حضرت بلال، حضرت صہیب،
حضرت عمار اور حضرت خباب وغیرہم فقرائے صحابہ کے پاس بیٹھے دیکھا اور ان سے باتیں
کرتے ہوئے پایا۔ ان کی مفلسی کا یہ عالم تھا کہ ان میں سے اکثر کے پاس بدن پر صرف ایک
کمبل تھا۔ ان لوگوں نے انھیں حقارت سے دیکھا اور حضور ﷺ سے عرض کیا کہ ہم لوگوں کو ان
فقیروں کے ساتھ بیٹھنے میں شرم آتی ہے۔ لوگ ہمیں ان کے ساتھ بیٹھا دیکھیں گے تو ہمیں کیا
کہیں گے۔ آپ ان کو اپنے پاس سے ہٹا دیجیے تو ہم آپ کے بیٹھا کریں۔ حضور اقدس ﷺ
نے ان کی درخواست رد کر دی تب حضور ﷺ کی تائید میں آیت کریمہ اتری: اور نہ نکالو ان
لوگوں کو جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح و شام اور اسکی رضا چاہتے ہیں۔ تم پر ان کے حساب سے
کچھ نہیں اور ان پر تمھارے حساب سے کچھ نہیں۔ پھر تم انھیں دور کرو تو یہ کام انصاف سے دور
ہے۔ اس پر وہ کفار بولے: اچھا آپ انھیں نکالیں نہیں بلکہ ایک وقت ہمارے لیے خاص

فرما دیں جس میں صرف ہم لوگ آپ کے پاس بیٹھ کر آپ کا وعظ سنا کریں کوئی فقیر غریب اس وقت وہاں نہ ہوا کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصرار سے عرض کیا کہ حضور اس میں ہرج نہیں ابھی ان میں گھمنڈ اور انانیت ہے ہوسکتا ہے کہ حضور کی صحبت سے یہ ایمان قبول کرلیں اور بعد میں ان کے دل سے یہ گھمنڈ نکل جائے۔ دین کی تبلیغ کے لیے یہ منظور کرنے میں کوئی ہرج نہیں۔ حضور انور ﷺ نے قبول فرمالیا۔ یہ کفار بولے: حضور ہمیں اس وعدے کی تحریر دیدی جائے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کاغذ قلم اور دوات لے کر لکھنے کے لیے حاضر ہوئے مگر جب قرآن کی مذکورہ آیت اتری تو حضور ﷺ نے وہ کاغذ وغیرہ پھکوا دیے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس اصرار سے توبہ کی۔ پھر حضور ﷺ کا دستور یہ رہا کہ حضور ﷺ جب تک باہر رہتے ہم حضور ﷺ کے بالکل قریب بیٹھتے اور حضور ﷺ ہم سے فرمایا کرتے کہ میری زندگی اور موت تمھارے ساتھ ہے۔ (روح البیان، تفسیر خازن)

(۱۵۳) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے بہت بڑے تاجر تھے۔ آپ ایک بار ملک شام گئے تو وہاں ایک خواب دیکھا کہ چاند اور سورج آسمان سے نیچے اتر آئے ہیں اور دونوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں داخل ہوگئے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا اور اپنی چادر مبارک اوپر ڈال دی۔ صبح آپ جاگے تو اس عجیب وغریب خواب کی تعبیر پوچھنے ایک راہب کے پاس گئے۔ اس راہب نے سارا خواب سن کر پوچھا: آپ کا نام کیا ہے؟ اور کون سے قبیلے کے ہیں؟ فرمایا: میرا نام ابوبکر ہے مکہ کا رہنے والا ہوں اور بنی ہاشم سے ہوں۔ راہب نے پوچھا: آپ کام کیا کرتے ہیں؟ فرمایا: تجارت کرتا ہوں۔ راہب نے کہا: مبارک ہو مکہ سے اور قبیلہ بنی ہاشم سے نبی آخر الزماں کا ظہور ہونے والا ہے۔ اگر یہ پاک نبی نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کو پیدا نہ کرتا اور ساری کائنات بھی ظاہر نہ ہوتی۔ اور تمام نبی رسول بھی پیدا نہ ہوتے۔ وہ نبی پاک رسولوں کے سردار ہوں گے اور سب انھیں محمد الامین

کے نام سے یاد کریں گے۔ اے ابوبکر! اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم ان کے دین میں داخل ہوگے اور ان کے اولین وزیر بنو گے اور ان کے خلیفہ ہوگے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ تعبیر سن کر بڑے متاثر ہوئے اور دل پر رقت طاری ہوئی اور حضور ﷺ سے ملاقات کا شوق غالب ہوا۔ فوراً آپ مکہ واپس آئے۔ حضور ﷺ کو دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ حضور ﷺ بھی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: ابوبکر جلدی کلمہ پڑھو اور میرے دین میں آجاؤ۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: حضور کیا میں معجزہ دیکھ سکتا ہوں؟ حضور ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: ملک شام میں جو خواب دیکھ کر آئے ہو اور راہب نے جو تعبیر بتائی تھی وہ میرا معجزہ ہی تو ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً کلمہ پڑھکر ایمان لے آئے۔ (نزہۃ المجالس)

(۱۵۴) حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی خزاعہ کے فرد ہیں۔ ان کا نام جاہلیت کے زمانے میں یسار تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے بدل کر سلیمان رکھ دیا۔ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے کوفہ بسایا جانے لگا تو پہلے پہل جو لوگ کوفہ میں آباد ہوئے ان میں یہ بھی تھے۔ بنی خزاعہ کے محلے میں اپنا گھر بنایا۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے خاص محبت کرتے تھے۔ صفین کی خونیں جنگ میں یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ جوشن کو انھوں نے ہی مارا تھا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھ کر کوفہ بلانے والوں میں یہ بھی تھے مگر عین موقع پر گھر بیٹھ رہے۔ شہادت کے بعد احساس ہوا۔ اب پچھتائے۔ مگر کیا ہوتا ہے۔ پھر یہ اور مسیب بن تہبیہ نے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا بدلہ لینے کی تحریک چلائی اور اپنا نام توابین رکھا اور حضرت سلیمان کو امیر بنا کر چار ہزار کا لشکر جمع کیا اور ابن زیاد کے مقابلے کے لیے نکلے۔ یہ قصہ پہلی ربیع الآخر سن پینسٹھ ہجری کا ہے۔ ادھر سے ابن زیاد نے اپنا لشکر بھیجا۔ عین التمر نامی مقام پر مقابلہ ہوا۔ سلیمان بن صرد اور مسیب دونوں مارے گئے۔ ان کے سر مروان بھیجے گئے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر ترانوے برس تھی۔ انھیں یزید بن حسین بن نمیر نے تیر سے شہید کیا تھا۔ (تفسیر خازن)

(۱۵۵) رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن بشر مازنی سے فرمایا تھا کہ تم ایک قرن جیو گے تو وہ پورے سو سال جیے۔(تفسیر خازن)

(۱۵۶) مسجد نبوی کے پاس ایک صفہ (چبوترہ) تھا جہاں چار پانچ سو مہاجر فقرا رہتے تھے جن کے پاس نہ گھر تھا' نہ دنیاوی سامان' نہ کوئی کاروبار۔ ہمیشہ مسجد میں حاضر رہنا' دن میں روزہ اور قرآن مجید کی تلاوت اور رات میں شب بیداری۔ ہر جہاد میں اسلامی لشکر کے ساتھ جانا ان کا کام تھا۔ انھیں اصحاب صفہ کہتے ہیں یعنی چبوترے پر رہنے والے۔ نہ ان حضرات کی شادی ہوئی تھی نہ ان کا یہاں کنبہ اور قبیلہ تھا۔ غربت کا یہ حال تھا کہ ان میں سے اکثر کے پاس ستر ڈھانپنے کے لیے پورا کپڑا بھی نہ تھا۔ ایک بار حضور ﷺ ان کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ ان کی سخت فقیری اور بھوک کی شدت دیکھ کر ارشاد فرمایا: اے چبوترے والو! میری امت میں جو تمھاری طرح صابر و شاکر اور پرہیزگار رہو گا قیامت میں وہ میرا رفیق ہوگا۔ پھر فرمایا: اے لوگو ایک وقت وہ آنے والا ہے جب تمھارے سامنے دسترخوان پر غذاؤں کے پیالوں کے پیالے رکھے جائیں گے۔ انھوں نے عرض کیا: یا حبیب اللہ! اس دن ہم بڑے ہی خیر میں ہوں گے۔ فرمایا: بلکہ خیر میں آج ہی ہو۔(تفسیر کبیر' خزائن العرفان)

(۱۵۷) حضرت طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ائمہ تابعین میں سے ہیں۔ آپ کا نام ذکوان' والد کا نام کیسام ہے۔ طاؤس لقب ہے۔ آپ قرآن مجید بہت عمدہ پڑھتے تھے۔ سن پندرہ ہجری میں مکہ مکرمہ میں وصال فرمایا۔(نزہۃ القاری)

(۱۵۸) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند امام محمد بن باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین صفر سن ستاون ہجری کو پیدا ہوئے۔ کربلا کے واقعہ کے وقت چار یا پانچ سال کے تھے۔ آپ کا وصال حمیمہ میں ہوا جہاں سے جنازہ مبارکہ مدینہ منورہ لایا گیا اور جنت البقیع میں اپنے والد حضرت امام زین العابدین اور دادا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس دفن ہوئے۔(وفیات الاعیان)

(۱۵۹) حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ صحابی ہیں جن کا کوفہ میں سب سے

آخر میں انتقال ہوا۔ آپ کا نام علقمہ ہے والد کا نام حارث ہے۔(نزہۃ القاری)

(۱۶۰) حضرت عمرو بن حُریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھوٹی عمر کے صحابیوں میں سے ہیں۔ حضور ﷺ کی وفات اقدس کے وقت بارہ سال کے تھے۔ ان کے سر پر حضور ﷺ نے دست مبارک پھیرا تھا اور برکت کی دعا فرمائی تھی۔ آپ نے کوفہ کی سکونت اختیار کر لی تھی۔ وہاں کے والی بنائے گئے۔ سن پچاسی ہجری میں وفات پائی۔(نزہۃ القاری)

(۱۶۱) حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی دو مردوں کے برابر تھی۔ واقعہ یوں ہوا کہ نبی ﷺ نے ایک دیہاتی عرب سواد ابن حارث سے ایک گھوڑا خریدا اور اس سے کہا کہ میرے پیچھے آؤ تاکہ گھوڑے کی قیمت ادا کر دوں۔ نبی ﷺ تیزی سے آگے بڑھ گئے اور سواد پیچھے رہ گیا۔ اسی بیچ کچھ لوگوں نے سواد سے بھاؤ تاؤ کر کے گھوڑے کی قیمت بڑھا دی۔ اب سواد نے حضور کو آواز دی کہ اگر آپ اس گھوڑے کو خریدنا چاہتے ہیں تو خرید لیں ورنہ میں اسے بیچ دوں گا۔ حضور ﷺ کھڑے ہو گئے اور سواد بن حارث سے فرمایا: کیا تو یہ گھوڑا مجھے بیچ نہیں چکا ہے؟ اس نے کہا: خدا کی قسم میں نے آپ کے ہات نہیں بیچا ہے۔ نبیء ﷺ نے فرمایا: یقینا تو میرے ہات بیچ چکا ہے۔ سواد یہی کہتا رہا: گواہ لاؤ' گواہ لاؤ۔ جو مسلمان آتا اس سے یہی کہتا: تیرے لیے خرابی ہو یہ نبی ہیں اور بلاشبہ سچ ہی بولیں گے۔ مگر گواہی کوئی نہ دیتا۔ یہاں تک کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور انھوں نے سواد سے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو یہ گھوڑا بیچ چکا ہے۔ اب نبی ﷺ نے خزیمہ سے پوچھا: تم کیسے گواہی دے رہے ہو۔ انھوں نے عرض کیا: آپ کو سچا جاننے کی بنیاد پر۔ اس پر نبی ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی دو مردوں کے برابر کر دی اور فرمایا کہ جس کے حق میں خزیمہ گواہی دیں یا جس کے خلاف گواہی دیں وہ کافی ہے۔(مسند امام احمد بن حنبل)

(۱۶۲) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھتے تھے کہ حضور ﷺ نے انھیں پکارا۔ انھوں نے جلدی جلدی نماز ختم کر کے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمھیں جواب دینے اور حاضر ہونے میں کس چیز نے روکا؟ عرض کیا: حضور میں نماز

میں تھا۔سرکارﷺ نے فرمایا: کیاتم نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو؟عرض کیا:ہاں۔اب آگے ایسا نہیں ہوگا۔(خزائن العرفان، خازن، ترمذی شریف)

(۱۶۳) حدیث شریف میں یہاں تک آتا ہے کہ حضور انورﷺ نے ایک صحابی کے دروازے پر آواز دی۔ وہ اپنی بیوی سے مشغول تھے۔ بنا فراغت اسی طرح اٹھ کر حاضر ہو گئے۔فرمایا: شاید ہم نے تمھیں جلدی ہٹا دیا۔عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ! فرمایا: تم پر غسل واجب ہوگیا۔(سلطنت مصطفیٰ)

(۱۶۴) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بہت سی عبادتیں میسر ہوئیں جو ہمیں نہیں ہوئیں جیسے حضورﷺ کا دیدار، حضورﷺ کی خدمت، حضورﷺ کے پکارنے بلانے پر حاضری، حضورﷺ کے دربار کے آداب۔(تفسیر نعیمی)

(۱۶۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے رسول خداﷺ کے بعد مکہ میں اونچی آواز سے قرآن کی تلاوت کی۔(نزہۃ القاری)

(۱۶۶) حضرت خواجہ ہبیر بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر دن اور رات میں دو بار قرآن کریم ختم کرتے تھے۔سترہ برس کی عمر سے آخر عمر تک آپ کا وضو قضائے انسانی کے سوا نہ ٹوٹا۔(نزہۃ القاری)

(۱۶۷) لیلیٰ کے عاشق مجنوں حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دودھ شریک بھائی تھے۔انھیں قیس بھی پکارا جاتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۶۸) مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: الحمدللہ! پچاس برس میں امام کے علاوہ میں نے کسی کی پیٹھ نہیں دیکھی۔حضرت نے چالیس حج کیے۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ نے پچاس برس تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔(نزہۃ القاری)

(۱۶۹) حضرت سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پندرہ روز میں ایک بار کھانا کھاتے تھے اور رمضان میں ایک لقمہ۔البتہ سُنّت پر عمل کرنے کی نیت سے روزانہ صرف

پانی سے روزہ کھولتے تھے۔(نزہۃ القاری)

(۱۷۰) حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رمضان میں نہ دن میں سوتے تھے نہ رات میں۔(نزہۃ القاری)

(۱۷۱) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیس سال روکھی روٹی پر گزارے، کبھی سالن نہیں کھایا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۷۲) حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چودہ سال سلوک کر کے کعبے کو پہنچے تھے۔کہتے تھے کہ اور لوگ کعبے کی یہ راہ قدموں سے گئے ہیں، میں آنکھوں سے جاتا ہوں۔یہ کہہ کر ہر قدم پر دو رکعت نماز ادا کرتے اور ایک قدم چلتے۔اس طرح چودہ سال میں مکہ معظّمہ پہنچے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۷۳) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارہ سال کے عرصہ میں مکہ معظّمہ پہنچے تھے۔ہر قدم پر دو رکعت نماز ادا کرتے اور کہتے: یہ دہلیز دنیا کے بادشاہوں کی نہیں کہ ایک دم وہاں گھس پڑیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۷۴) حضرت ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو چراغ حرم کہا جاتا تھا۔اپنے وصال تک مکہ مکرمہ میں مجاور رہے۔رات کے شروع سے آخر تک نماز ادا کرتے اور ایک قرآن ختم کرتے۔طواف کعبہ میں آپ نے بارہ ہزار ختم کیے ہیں اور تیس سال تک مکہ معظّمہ میں نابدان کے نیچے بیٹھے تھے اور اس عرصہ میں ہر رات دن میں ایک بار طہارت تازہ کرتے اور تیس سال میں کبھی سوئے نہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۷۵) حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے عالی ہمت بزرگ تھے۔کبھی ایسا ہوتا کہ آپ زمین جوتنے کے لیے بیلوں کو باندھتے، جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو آپ نماز میں مشغول ہوجاتے تو وہ بیل خود بخود آپ کے نماز سے فارغ ہونے تک ہل پھیرتے رہتے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۷۶) سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد انچاس ہیں، ستائیس بیٹے اور باقی

بیٹیاں۔(بہجۃ الاسرار)

(۱۷۷)فتح المبین میں ہے اوّل قطب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ‘ بیچ کے قطب حضرت غوث اعظم اور خاتمے کے قطب حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔(تحفۃ الواعظین)

(۱۷۸)حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان پر جب دنیا کا ذکر آجاتا تو آپ وضو فرماتے اور اگر جنت کا ذکر آجاتا تو غسل فرماتے۔لوگوں نے سبب پوچھا تو فرمایا: یہ دنیا محدث ہے لہذا اس کا ذکر حدث ہوا اور حدث سے وضو کرنا چاہیے۔جنت خواہشات کے پورا ہونے کی جگہ ہے تو اس کا ذکر جنابت ہوا اور جنابت سے غسل کرنا لازمی ہے۔(سبع سنابل شریف)

(۱۷۹)ایک بار حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک سیب ہات میں لیا اور فرمایا: کتنا لطیف ہے! آواز آئی: اے بایزید! شرم نہیں آتی کہ ہمارا نام سیب کو دیتے ہو۔ چالیس روز آپ کو اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم یاد نہ آیا۔قسم کھائی کہ باقی عمر بسطام کا میوہ نہ کھاؤں گا۔(سبع سنابل شریف)

(۱۸۰)حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے احباب سے فرمایا کرتے تھے: چار چیزیں تم مجھ سے قبول کرلو پھر جو بھی مجھ سے چاہو مل جائے گا۔ایک: کم کھانا‘ دو: کم سونا‘ تین: کم بولنا اور چار: کم آنا جانا۔(سبع سنابل شریف)

(۱۸۱)ایک رات حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام کا امتحان لینے ان کے گھروں پر تشریف لے گئے۔فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوب اونچی آواز سے قرآن شریف پڑھتے ہوئے پایا۔صبح کو جب بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو اس کی وجہ پوچھی۔انھوں نے عرض کیا: میں سوتوں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا اور اپنے رب کو منا رہا تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۲)حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار دوعالم ﷺ کی قبر شریف کے پاس ایسے کھڑے ہوتے تھے جیسے نمازی نماز میں۔(اسوہ صحابہ)

(۱۸۳)حضرت ابو اسحاق بن ادہم بن منصور بلخ کے رہنے والے تھے۔یہ ایک شہزادے تھے۔ایک روز شکار کو نکلے۔لومڑی یا خرگوش کا پیچھا کیا۔وہ ابھی اسی تلاش میں تھے کہ پکارنے والے نے پکارا: اے ابراہیم کیا تو اسی لیے پیدا کیا گیا ہے؟ یہ سن کر گھوڑے سے اتر پڑے۔راستے میں اپنے باپ کا ایک چرواہا ملا انھوں نے اس کا چوغہ لے کر پہن لیا اور اسے اپنا گھوڑا اور ساز وسامان دے دیا اور جنگل میں نکل گئے۔پھر مکہ مکرمہ آئے اور وہاں حضرت سفیان ثوری اور حضرت فضیل بن عیاض کی صحبت میں رہے۔پھر شام آگئے اور وہیں سن ایک سو ترسٹھ ہجری میں وفات پائی۔(تحفۃ الواعظین)

(۱۸۴)حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ہات کی کمائی سے روزی حاصل کرتے تھے جیسے کہ فصل کی کٹائی اور باغوں کی رکھوالی وغیرہ۔جنگل میں انھیں ایک شخص ملا جس نے انھیں اسم اعظم سکھایا۔انھوں نے اسم اعظم پڑھ کر دعا کی تو حضرت خضر علیہ السلام کا دیدار نصیب ہوا۔حضرت خضر علیہ السلام نے انھیں بتایا کہ وہ داؤد علیہ السلام تھے جنھوں نے اسم اعظم سکھایا تھا۔(سبع سنابل شریف)

(۱۸۵)حضرت ابو محفوظ معروف بن فیروز کرخی (وفات سن دوسو ہجری) کی ہر دعا قبول ہوتی تھی۔لوگ ان کی قبر شریف کے وسیلے سے شفا پاتے ہیں آپ حضرت علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔(سبع سنابل شریف)

(۱۸۶)حضرت ابوالحسن سرّی بن المغلس السقطی حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خالو اور استاد تھے۔اور حضرت معروف کرخی کے شاگرد۔انھوں نے فرمایا: تیس سال سے استغفار میں صرف اس بات سے اللہ کی معافی چاہ رہا ہوں کہ ایک بار میں نے الحمدللہ کہا تھا۔جب پوچھا گیا کہ کیوں؟ تو فرمایا: کہ بغداد میں آگ لگ گئی مجھے ایک آدمی ملا اس نے کہا تمھاری دوکان بچ گئی۔اس پر میں نے الحمدللہ کہا۔لہذا اب میں اسی لفظ کے کہنے پر تیس سال سے نادم ہوں اس لیے کہ میں نے مصیبت میں جس میں مسلمان پھنسے تھے اپنے نفس کے لیے بھلائی چاہی۔(سبع سنابل شریف)

(۱۸۷) حضرت ابوعبدالرحمٰن حاتم بن الوان کو حاتم اصم یعنی بہرا حاتم کہتے ہیں۔ یہ در اصل بہرے نہ تھے۔ ایک بار ایک عورت ان سے ایک مسئلہ پوچھنے آئی۔ اتفاق سے اس کا گوز نکل گیا۔ اس سے وہ شرمندہ ہوگئی۔ حاتم نے کہا اور اونچی آواز میں کہو۔ ایسا ظاہر کیا کہ جیسے وہ بہرے ہوں۔ اس سے وہ عورت بہت خوش ہوئی اور سمجھی کہ آپ نے گوز کی آواز نہیں سنی۔ اسی وجہ سے انھیں اصم یعنی بہرہ کہا جانے لگا۔ (سبع سنابل شریف)

(۱۸۸) کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کئی کئی سال اپنے منہ میں پتھر ڈالے رہتے تھے تاکہ کم کلام کرسکیں۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۸۹) تمام صحابہ میں یہ شرف حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے کہ ان کا نام صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں آیا ہے اور اسی بنیاد پر کچھ صحابہ نے حضرت زید کو افضل الصحابہ قرار دیا ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۱۹۰) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے میں موت کو پسند کرتا ہوں اپنے رب سے ملاقات کے لیے، بیماری پسند کرتا ہوں خطائیں مٹانے کے لیے اور فقیری پسند کرتا ہوں تواضع اور انکساری پیدا کرنے کے لیے۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۹۱) کسی نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔ پوچھا قبر میں منکر نکیر کے ساتھ کیا گزری؟ فرمایا: مجھ سے جب انھوں نے پوچھا تیرا رب کون ہے؟ میں نے کہا: رب سے پوچھو۔ اگر وہ مجھے اپنا بندہ کہے تو مجھے کافی ہے ورنہ ہزار بار اسے رب کہے جاؤں بے کار ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۲) حضرت شیخ سعودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے شیخ کا ایک واقعہ یوں نقل فرمایا: مجھے یاد ہے کہ میرے شیخ ایک رات دوزخ کے خوف سے بالکل نہ سوئے۔ صبح کے وقت میں نے انھیں یہ کہتے سنا: کاش میرا جسم اتنا بڑا ہوجاتا کہ ساری دوزخ مجھ سے ہی بھر جاتی تاکہ دوسروں کو وہاں سے رہائی مل جاتی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۳) تفسیر کبیر شریف میں بسم اللہ کے ماتحت ایک روایت بیان کی گئی ہے کہ

ایک بار رسول اللہ ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی ایک انگوٹھی عطا فرمائی اور فرمایا: اس پر کسی نقاش سے لا الہ الا اللہ لکھوالاؤ۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقاش کے پاس گئے اور فرمایا: اس پر لکھ دے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ نقاش نے یہی لکھ دیا۔ جب وہ انگوٹھی بارگاہ رسالت میں پیش کی گئی تو اس پر لکھا تھا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر صدیق۔ عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کا نام تو میں نے بڑھایا تھا۔ میں نے نہیں چاہا کہ رب کے اور آپ کے نام میں جدائی ہوجائے یعنی رب کا ذکر ہو اور آپ کا ذکر نہ ہو۔ لیکن اپنا نام میں نے نہیں بڑھایا۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! صدیق اکبر کا نام میں نے لکھا ہے کیونکہ صدیق اس سے راضی نہ ہوئے کہ آپ کا نام اللہ کے نام سے جدا ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی نہ ہوا کہ صدیق کا نام آپ کے نام سے الگ ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۴) حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حضرت حارث بن عبدالعزیٰ یعنی رسول اللہ ﷺ کے رضائی باپ جب مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو قریش نے کہا: کچھ سنا ہے تمھارا بیٹا کہتا ہے کہ لوگوں کو مر کر پھر جینا ہوگا۔ حضرت حارث نے آپ سے کہا: بیٹا یہ کیا کہتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ دن آیا تو میں آپ کا ہات پکڑ کر بتادوں گا کہ جو کچھ میں کہتا تھا وہ سچ تھا۔ حضرت حارث فورا مسلمان ہوگئے اور ان پر ان جملوں کا اثر زندگی بھر رہا۔ کہا کرتے تھے کہ میرا بیٹا ہات پکڑے گا تو جنت میں پہنچا کر ہی چھوڑے گا۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۹۵) مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر سال دو بار مکہ مکرمہ حاضر ہوتے۔ ایک بار حج کے لیے ایک بار عمرہ کے لیے۔ دو رات میں پورا قرآن مجید ختم فرما لیتے۔ آپ کے گھر میں ایک مرغا تھا جس کی آواز پر رات میں اٹھ بیٹھتے۔ ایک رات میں مرغا کسی وجہ سے بول نہ سکا۔ آپ کی آنکھ نہ کھلی۔ فجر کی نماز قضا ہوگئی۔ نماز قضا ہونے کی تکلیف پر مرغے کے بارے میں آپ کی زبان سے یہ نکل گیا: اسے کیا ہوگیا تھا کہ آج نہیں بولا؟ اللہ اس کی آواز ختم کردے۔ وہ مرغا پھر زندگی بھر نہیں بول سکا۔ یہ دیکھ کر والدہ ماجدہ نے کسی کے لیے بددعا کرنے سے منع فرمایا۔ (نزہۃ القاری)

(۱۹۶) رسول اللہ ﷺ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت محبت فرماتے تھے۔کبھی کبھی اپنے ساتھ سواری پر بھی بٹھا لیتے تھے۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام مشکل معاملات میں ان سے مشورہ لیتے تھے۔ چونتیس سال کی عمر میں سن سترہ یا اٹھارہ ہجری میں وصال فرمایا آپ نے ایک سو ستاون حدیثیں روایت کی ہیں جن میں سے بیس حدیثیں بخاری شریف اور مسلم شریف دونوں میں ہیں۔(نزہۃ القاری)

(۱۹۷) مشہور تابعی حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت عمدہ وعظ فرماتے تھے۔بدنام زمانہ ظالم حجاج بن یوسف ثقفی نے حضرت ابراہیم نخعی کی گرفتاری کا حکم دیا۔سپاہی ہم نام ہونے کی وجہ سے غلطی سے انھیں پکڑ لے گئے اور جیل میں ڈال دیا۔کچھ لوگوں نے کہا: آپ کو غلطی سے پکڑا گیا ہے آپ اپنی اصلیت ظاہر کردیں۔فرمایا: مجھے پسند نہیں کہ اپنے کو بچا لوں اور ایک بے گناہ سزا پائے۔اسی قید کی حالت میں سن بانوے ہجری میں وصال فرمایا۔ آپ ایک ماہ تک کھانا نہیں کھاتے تھے۔(نزہۃ القاری)

(۱۹۸) ایک بار حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحب زادی، جوکہ حضور کی ربیبہ تھیں یعنی حضور ﷺ کے نکاح میں آنے کے پہلے ان کے پہلے شوہر سے پیدا تھیں، وہ حضور ﷺ کے پاس تشریف لائیں۔حضور ﷺ غسل فرما کر تشریف ہی لائے تھے۔آپ نے ان کے چہرے پر پانی کی چھینٹیں ماریں۔اس کی برکت سے ان کے چہرے پر وہ حسن اور جمال ظاہر ہوا جو کبھی نہ ڈھلا۔شباب کا عالم ہمیشہ برقرار رہا۔(مدارج النبوۃ)

(۱۹۹) حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدل حج کو جارہے تھے۔ایک اونٹنی سوار دیہاتی نے پوچھا: آپ کہاں جاتے ہیں۔فرمایا: بیت اللہ شریف۔اس نے کہا: آپ دیوانے معلوم ہوتے ہیں۔اتنا لمبا سفر! نہ آپ کے پاس سواری ہے نہ توشہ۔شاید آپ کو موت لے جارہی ہے۔حضرت ابراہیم علیہ الرحمۃ نے فرمایا: تیرے پاس ایک سواری ہے، میں بہت سی سواریاں رکھتا ہوں لیکن وہ تجھے دکھائی نہیں دیتیں۔عرض کیا وہ کون سی سواریاں

ہیں۔فرمایا: جب مجھ پر کوئی بلا آتی ہے تو صبر کے گھوڑے پر سواری کرتا ہوں۔جب نعمت پاتا ہوں تو شکر کی سواری پر سوار ہوجاتا ہوں۔جب کوئی رب کی قضا آتی ہے تو رضا پر سوار ہوتا ہوں۔ جب نفس کسی طرف بلاتا ہے تو اپنی عمر پر بے اعتمادی کے گھوڑے پر سواری کرتا ہوں۔ دیہاتی بولا: بے شک آپ سوار ہیں میں پیدل ہوں۔(تفسیر نعیمی)

(۲۰۰) حضرت خنسا بنت خدام رحمۃ اللہ علیہا عرب کی ایک حسین وجمیل خاتون تھیں جن کی خوب صورتی اپنی مثال آپ تھی لیکن جب ان پر عشق الٰہی کا پرتو پڑا تو پھر ان کی عبادتوں اور شب بیداریوں کا یہ حال ہوگیا کہ انھوں نے مسلسل چالیس سال تک روزے رکھے جس کی وجہ سے ان کی جلد ہڈیوں سے چپک گئی۔خشیت مولیٰ میں اتنا روئیں کہ آنکھیں جاتی رہیں اور اپنے پروردگار کو منانے کے لیے انھوں نے اتنا لمبا لمبا قیام کیا کہ ان کے پاؤں کھڑے ہونے کے قابل نہ رہے۔حضرت طاؤس یمانی اور وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہما جیسے جلیل القدر ائمہ اسلام کی نگاہوں میں خنساء بنت خدام کی شب بیداریوں کی بڑی قدر تھی۔(صفۃ الصفوۃ جلد اوّل)

(۲۰۱) حضرت ابوالربیع رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں محمد بن منکدر اور ثابت بنانی ایک رات ریحانہ مجنونہ کے پاس گئے تو ہم نے دیکھا کہ ابتدائے شب میں کھڑی ہوئیں اور ذکر الٰہی میں صبح کردی۔انھیں جنون کی حد تک عشق الٰہی تھا اسی لیے ان کا لقب مجنونہ پڑ گیا۔(روض الریاحین)

(۲۰۲) حضرت منیفہ بنت ابوطارق رحمۃ اللہ علیہا کا شمار مشہور عابدات میں ہوتا تھا۔ حضرت عامر بن ملیک بحرانی ایک کنیز سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ایک رات منیفہ بنت ابو طارق کے یہاں شب باش ہوئی تو اس نے دیکھا کہ قیام لیل میں انھوں نے اس آیت کی تکرار کرتے کرتے صبح کردی: وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (سورہ آل عمران: تیسرا رکوع آیت ایک سو ایک) یعنی اور تم (اب) کس طرح کفر کروگے حالانکہ تم وہ خوش نصیب ہو کہ تم

پر اللہ کی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں اور تم میں (خود (اللہ کے رسول (ﷺ) موجود ہیں اور جو شخص اللہ (کی رسی) کو مضبوط پکڑ لیتا ہے تو اسے ضرور سیدھی راہ کی طرف ہدایت دی جاتی ہے۔(صفۃ الصفوۃ)

(۲۰۳) حضرت حبیبہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اپنے وقت کی عظیم عابدہ اور مجاہدہ تھیں۔ جب وہ عشا کی نماز پڑھ لیتیں تو اپنے مکان کی چھت پر چڑھ جاتیں اور اپنے جسم کے ارد گرد کرتا اور دوپٹہ کس کے عبادت میں مشغول ہو جاتیں۔ جب فجر ہو جاتی تو کہتیں: اے اللہ! یہ رات رخصت ہوگئی ہے اور دن نکل آیا ہے مجھے نہیں معلوم کہ میری یہ رات تو نے قبول کی ہے یا نہیں۔ تیری عزت کی قسم! جب تک تو مجھے زندہ رکھے گا میرا یہی معمول رہے گا۔ میں کبھی تیرا در نہیں چھوڑوں گی۔(احیاء علوم الدین)

(۲۰۴) مشہور زمانہ بزرگ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجہ محترمہ حضرت عمرہ اپنے وقت کی بڑی عابدہ و زاہدہ ہوئی ہیں۔ ایک رات وہ نماز میں مشغول تھیں اور ان کے شوہر ابھی تک سو رہے تھے۔ وقت سحر قریب آ گیا اور وہ یوں ہی سوئے رہے۔ تو حضرت عمرہ نے انھیں بیدار کیا اور کہا: میرے سرتاج! اٹھیے دیکھیے کاروان شب کوچ کر چکا ہے سپیدہ سحر نمودار ہونے کو ہے آپ کے سامنے ایک لمبا سفر ہے اور زاد راہ کچھ بھی نہیں۔ صالحین کے قافلے ہمارے سامنے رخصت ہو گئے اور ہم یہیں پڑے کے پڑے رہ گئے۔(فتاوی الاسلام سول وجواب جلد اوّل)

(۲۰۵) حضرت عجردہ عمیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا رات بھر عبادت کرتی تھیں حالانکہ آنکھوں سے معذور تھیں مگر جب سحر کا وقت ہوتا تو رو رو کر اپنے رب سے کہتیں: اے میرے رب میں تجھی سے مانگتی ہوں تیرے غیر سے نہیں مانگتی مجھے علیین میں مقربین کا درجہ عطا کر اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل کر۔ یہ دعا مانگ کر سجدے میں گر جاتیں یہاں تک کہ ان کے سجدے میں گرنے کی آواز آس پاس سنی جاتی پھر وہ سجدے ہی میں صبح کی نماز تک دعائیں مانگتی رہتیں اور روتی رہتیں۔(احیاء علوم الدین)

(۲۰۶) حضرت خواص فرماتے ہیں کہ ہم مشہور عابدہ رحلہ کے یہاں گئے۔ انھوں نے اتنے روزے رکھے تھے کہ ان کی رنگت سیاہ پڑ گئی تھی اور اس قدر آنسو بہائے تھے کہ آنکھوں سے محروم ہو گئی تھیں اور اس قدر نمازیں پڑھی تھیں کہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گئی تھیں۔(نفس مصدر جلد چہارم)

ساتواں باب: فرشتے اور جنات

(۱) فرشتے تمام مخلوق سے نو حصے زیادہ ہیں اگرچہ زمین پر بھی رہتے ہیں مگر ان کا اصل مرکز آسمان ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲) صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اصول اسماء چار ہیں: حیات، علم، قدرت اور ارادہ۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام حیات کے مظہر ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام علم اور قول کے مظہر ہیں اسی لیے انھیں روح القدس اور روح الامین کہا جاتا ہے اور وہ حامل وحی ہیں۔ حضرت میکائیل علیہ السلام ارادے کے مظہر ہیں جس میں وجود شامل ہے اس لیے وہ رزق پر مقرر ہیں اور عزرائیل علیہ السلام قدرت کے مظہر ہیں اسی لیے وہ جابر اور متکبرین کو موت دے کر ذلیل کرتے ہیں۔(روح البیان)

(۳) اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو یہ عزت بخشی ہے کہ ان کی دونوں آنکھوں کے سامنے پورا قرآن لکھ دیا گیا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۴) سیدنا مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ روح ایک فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار سر ہیں ہر سر میں ستر ہزار چہرے ہیں، ہر چہرے میں ستر ہزار منہ ہیں اور ہر منہ

میں ستر ہزار زبانیں ہیں ہر زبان میں ستر ہزار لغتیں ہیں۔ وہ ان سب لغتوں میں کہ ایک لاکھ اڑسٹھ ہزار ستر جگہ مہاسنکھ ہوئے' اللہ عزوجل کی تسبیح کرتا ہے ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے کہ قیامت تک فرشتوں کے ساتھ پرواز کرے گا۔(نزہتہ المجالس)

(۵) ثعلبی نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ روح ایک عظیم فرشتہ ہے آسمان زمین پہاڑوں اور فرشتوں سب سے بڑا۔ اس کا مقام چوتھا آسمان ہے۔ ہر روز وہ بارہ ہزار تسبیحیں کہتا ہے ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ روح نامی فرشتہ قیامت کے دن اکیلی ایک صف ہوگا اور باقی فرشتوں کی ایک صف۔(تفسیر نعیمی)

(۶) رعدا ایک فرشتہ ہے جو مینہہ برسانے کی خدمت پر مقرر ہے اس کے ہات میں ایک آگ کا کوڑا ہے جسے برق کہتے ہیں وہ اس کوڑے سے بادلوں کو ہانکتا ہے۔ بجلی کا چمکنا اسی سے مراد ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۷) حضرت جبرئیل علیہ السلام کی اڑان کا یہ عالم ہے کہ دو پروں کے کھولنے اور انھیں سکیڑنے میں تین ہزار برس کا راستہ طے ہوجاتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۸) اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں کہ خوف الٰہی سے ان کا رواں رواں لرزتا ہے۔ ان میں سے جس فرشتے کی آنکھ سے جو آنسو ٹپکتا ہے وہ گرتے گرتے فرشتہ ہوجاتا ہے کہ کھڑا ہوکر رب العزت کی تسبیح کرتا ہے۔(نزہتہ القاری)

(۹) جبرئیل عبرانی لفظ ہے۔ جبر کے معنی عبد اور ایل معنی اللہ۔ جبرئیل کے معنی ہوئے عبد اللہ۔ ان کا اصلی نام عبد الجلیل اور کنیت ابوالفتح ہے۔ انبیائے کرام کے پاس اللہ کا پیغام لانے کی خدمت انھی کے ذمہ تھی۔ اس کے علاوہ اور بھی خدمات انجام دیتے تھے اور اب بھی دیتے ہیں۔(نزہتہ القاری)

(۱۰) فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت' نہ کھاتے پیتے ہیں' نہ نکاح کرتے ہیں اور نہ ان میں بچے پیدا ہوتے ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱) اگر کوئی جنتی حور اپنی چھنگلی اندھیری رات میں دنیا کے اندر دکھادے تو ساری دنیا روشن ہوجائے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲) حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ پر چوبیس ہزار بار نازل ہوئے۔ حضرت آدم علیہ السلام پر بارہ بار' حضرت ادریس علیہ السلام پر چار بار' حضرت نوح علیہ السلام پر پچاس بار' حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بیالیس بار' حضرت ایوب علیہ السلام پر تین بار' حضرت یعقوب علیہ السلام پر چار بار' حضرت موسیٰ علیہ السلام پر چار سو بار' حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دس بار۔(زرقانی' جلد اوّل)

(۱۳) ملک الموت کا ایک قدم پل صراط پر دوسرا جنت کے تخت پر ہے۔ ان کا جسم اتنا بڑا ہے کہ اگر تمام دریاؤں کا پانی ان کے سر پر ڈالا جائے تو ایک بوند بھی زمین پر نہ گرے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عرش اٹھانے والے چار فرشتے ہیں۔ ہر فرشتے کے چار منہ ہیں۔ ان کے قدم ساتویں زمین کے نیچے اس پتھر پر ٹکے ہوئے ہیں جو پانچ سو برس کا دَل رکھتا ہے۔(رسالہ قشیریہ)

(۱۵) اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو نہایت خوبصورت پیدا کیا ہے۔ ان کے ایک لاکھ چودہ ہزار پر ہیں جن میں طاؤس کے رنگ کے دو سبز پر ہیں۔ جب آپ کوئی پر کھولتے ہیں تو آسمان و زمین سب ڈھک جاتا ہے۔ آپ کے دائیں بازو پر جنت' حور' جنت کے محل' مختلف طبقے اور خادم وغیرہ کی صورتیں بنی ہوئی ہیں اور بائیں بازو پر دوزخ' اس کے سانپ' بچھو' گڑھے' جہنم کے محافظوں کی صورتیں بنی ہوئی ہیں۔(زہرۃ الریاض)

(۱۶) حضور اقدس ﷺ نبوت کے شروع کے زمانے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے اس لیے حضرت جبرئیل کو آدمی کی صورت میں بھیجا جانے لگا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۷) حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام خیروم بتایا جاتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حوروں کا چہرہ سفید' سرخ' سبز' زرد چار رنگ سے اور بدن زعفران' مشک' اور کافور سے' بال لونگوں سے' پاؤں کی انگلیوں سے لے کر گھٹنوں تک خوشبودار زعفران سے' گھٹنے سے سینے تک عنبر سے' سینے سے سر تک کافور سے بنایا ہے۔ ایک ایک کے سینے پر اللہ کا اور حور کے خاوند کا نام لکھا ہے۔ (دقائق الاخبار)

(۱۹) حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حکم دے رکھا ہے کہ صبح وشام عرش سنبھالنے والے فرشتوں کو سلام کرلیا کریں۔ یہ اس لیے کہ ان کو دوسرے فرشتوں پر بزرگی حاصل ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰) دوزخ کے انیس فرشتے مؤکل ہیں جنھیں زبانیہ کہا جاتا ہے۔ یہ پاؤں سے ہات کا کام لے سکتے ہیں۔ ایک ایک فرشتہ دس ہزار کافروں کو ایک ہات میں' دس ہزار کو دوسرے ہات میں' دس ہزار کو ایک پاؤں میں' دس ہزار کو دوسرے پاؤں میں لے کر دوزخ میں ڈال سکتا ہے۔ زبانیہ کے سردار مالک ہیں جو دوزخ کے داروغہ مقرر ہیں۔ (دقائق الاخبار)

(۲۱) عرش اٹھانے والے فرشتوں کا قبلہ عرش اعظم اور ملائکہ بررہ کا قبلہ کرسی اور ملائکہ سفر کا قبلہ بیت المعمور ہے۔ (تفسیر کبیر)

(۲۲) فرشتے اگر انسانی شکل میں آئیں تو مرد کی شکل میں آتے ہیں عورت کی شکل میں نہیں آتے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳) سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو نہایت خوبصورت پیدا کیا ہے۔ ان کو چھ سو پر دیے ہیں۔ ایک ایک پر میں اتنا فاصلہ ہے جتنا مشرق اور مغرب میں۔ جبرئیل علیہ السلام نے جب اپنی ہیئت پر نظر ڈالی تو یہ کہا کہ الٰہی تو نے مجھ سے اچھی صورت بھی کسی کو دی ہے؟ جواب ملا کہ نہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے شکرانے کے دو نفل پڑھے اور ہر رکعت میں بیس ہزار برس کھڑے رہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرئیل! تو نے عبادت کا حق ادا کر دیا۔ ایسی عبادت

کوئی نہیں کر سکتا مگر آخری زمانے میں میرے حبیب اور نبی محمد ﷺ مبعوث ہوں گے اور ان کی امت نہایت ناتواں ہوگی۔ وہ لوگ تھوڑی سی دیر میں بھول چوک کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں گے اور اپنی فکروں میں غرق اور گناہوں میں ڈوبے ہوں گے۔ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم' میں ان کی نماز کو تیری نماز سے زیادہ پسند کروں گا کیونکہ وہ میرے حکم سے نماز پڑھیں گے اور تو نے اپنی خوشی سے پڑھی ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۲۴) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر شیطان بنی آدم کے دلوں کو نہ گھیرتا تو وہ آسمان کے فرشتوں کو دیکھ لیتے۔ (سبع سنابل شریف)

(۲۵) اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے اس کا سر آدمی کا سا ہے۔ اس کے ستر ہزار بازو ہیں اور ہر بازو پر فرشتوں کی ایک ایک جماعت ہے۔ اس کے دائیں رخسار پر سورہ اخلاص اور بائیں پر کلمہ شہادت اور پیشانی پر سورہ فاتحہ لکھی ہوئی ہے۔ اس کے سامنے فرشتوں کی ستر ہزار صفیں ہیں جو سورہ فاتحہ پڑھا کرتے ہیں اور جب وہ ایک نعبد و ایک نستعین کہتے ہیں تو سجدے میں گر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اپنے سر اٹھاؤ' میں تم سے خوش ہوں۔ پھر وہ درخواست کرتے ہیں کہ امت محمدیہ میں سے جو کوئی فاتحہ پڑھے' اے رب اس سے بھی راضی رہ۔ خدائے ذوالجلال فرماتا ہے: اچھا گواہ رہو میں ان سے راضی رہوں گا۔ (تحفۃ الواعظی)

(۲۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صور کے فرشتے حضرت اسرافیل علیہ السلام کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا: اس کے دائیں طرف جبرئیل علیہ السلام اور بائیں طرف میکائیل علیہ السلام ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۷) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے اجازت ملی ہے کہ عرش اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کی عظمت کی حالت بیان کروں۔ اس کے کانوں کی لو سے مونڈھوں تک کی دوری سات سو برس کے راستے کے برابر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۸) فرشتے نور سے بنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں اختیار کریں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۹) صلصائیل ایک فرشتہ ہے جس کے تین بازو ہیں ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ انور پر۔ وہ اس لیے کہ جب کوئی بندہ درود شریف پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر عرض کرتا ہے: یا رسول اللہ! فلاں ابن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس درود کو نور کی روشنائی سے نور کے کاغذ پر لکھو اور ہمیں پیش کرو۔ قیامت میں ہم اس کاغذ کو میزان میں رکھیں گے تا کہ وہ جنتی ہوجائے۔ (سبع سنابل شریف)

(۳۰) شیطان کی ذریت کی مختلف جماعتیں ہیں۔ ان کے نام اور کام الگ الگ ہیں۔ چنانچہ وضو میں بہکانے والی جماعت کا نام ولہان ہے اور نماز میں ورغلانے والی جماعت کا نام خزب ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۳۱) رعد اس فرشتے کا نام ہے جو بادلوں پر مقرر ہے اور صاعقہ اس کے کوڑے کا نام ہے جس سے وہ بادلوں کو ہانکتا ہے۔ کبھی اس کوڑے کی آواز سنی جاتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رعد فرشتہ اس وقت تسبیح کرتا ہے یہ آواز اس تسبیح کی ہوتی ہے۔ اس کی آواز پر سارے فرشتے تسبیح میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ ہم کو بھی اس وقت سارے کام بند کرکے اللہ کا ذکر کرنا چاہیے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۳۲) جبرئیل اور میکائیل علیہما اسلام کا نام عبد اللہ ہے اور اسرافیل علیہ السلام کا نام عبد الرحمٰن ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۳۳) ایک بار رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ تمھاری عمر کتنی ہے؟ عرض کیا: یہ تو مجھے خبر نہیں۔ ہاں اتنا جانتا ہوں کہ ایک تارا ستر ہزار برس بعد نکلتا ہے۔ میں نے اسے بہتر ہزار بار نکلتے دیکھا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ تارا ہمارا ہی نور تھا۔ (تفسیر روح البیان)

(۳۴) شیطان کی ایک ران میں نر کی علامت ہے اور دوسری میں مادہ کی۔ خود اپنے سے وطی کرتا ہے اور خود حاملہ ہوجاتا ہے اور خود بچہ جنتا ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۳۵) شیطان شطن سے بنا ہے جس کے معنی ہیں فساد اور فریب۔ لغت کے مطابق ہر فسادی اور فریبی کو شیطان کہا جاتا ہے۔ شریعت میں ابلیس کو شیطان کہتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۶) تفسیر ساوی میں ہے کہ ساری دنیا حضرت ملک الموت کے دو گھٹنوں کے بیچ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷) فرشتے دو طرح کے ہیں ایک وہ جن کا کام عبادت الٰہی کرنا ہے جنھیں مقربین کہتے ہیں۔ دوسرے وہ جن کے ذمے دنیا کے انتظامات ہیں جنھیں مدبرین امر کہتے ہیں۔ یہ مدبرات امر دو طرح کے ہیں: ایک وہ جو اللہ کی رحمت لاتے ہیں جنھیں روحانیہ کہا جاتا ہے۔ دوسرے وہ جو اللہ کا عذاب لاتے ہیں انھیں کرّوبی ن کہا جاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸) انسان کے مرتے وقت تین طرح کے فرشتے آتے ہیں۔ ملک الموت عزرائیل علیہ السلام جان نکالنے کے لیے، سات فرشتے ان کی مدد کرنے کے لئے، باقی جہاں تک نظر جائے وہاں تک فرشتے بشارت دینے کے لیے یا ڈرانے کے لیے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۹) تفسیر عزیزی نے ابن جریر اور ابن ابی حاتم وغیرہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانے میں انسان بہت بدعمل ہوگئے۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ مولا انسان بہت بدکردار ہے۔ خیال رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے فرشتوں نے خلافت کے لیے اپنا حق جتایا تھا۔ اب ان کا مقصد یہ اظہار کرنا تھا کہ انسان خلافت کے قابل نہیں ہے اسے معزول کیا جائے یا کم سے کم یہ خلیفہ رہے اور وزیر ہم تا کہ اس کے بگڑے ہوئے کام سنبھال لیا کریں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا: اسے غصہ اور شہوت دی گئی ہے جس سے وہ گناہ کرتا ہے۔ اگر یہ چیزیں تمھیں ملیں تو تم بھی گناہ کرنے لگو گے۔ فرشتے بولے: مولائے کریم! ہم تو گناہ کے پاس بھی نہ جائیں گے چاہے کتنا ہی غصہ اور شہوت ہو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا: اچھا تم اپنی جماعت میں سے اعلیٰ درجے کے پرہیزگار فرشتوں

کو چھانٹ لو۔ ہم انھیں غصہ اور شہوت دیدیتے ہیں پھر امتحان ہو جائے گا۔ چنانچہ ہاروت اور ماروت جو بڑے ہی عبادت گزار فرشتے تھے چنے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں غصہ اور شہوت دے کر بابل شہر میں اتار دیا اور فرمایا کہ تم قاضی بن کر لوگوں کا فیصلہ کیا کرو اور اسم اعظم کے ذریعے روزانہ شام کو آسمان پر آجایا کرو۔ یہ دونوں ایک ماہ تک ایسے ہی آتے جاتے رہے۔ اتنے عرصے میں ان کے عدل وانصاف کی شہرت ہو گئی اور بہت مقدمے ان کے پاس آنے لگے۔ ایک روز ایک بہت خوب صورت عورت آئی جس کا نام زہرہ تھا۔ یہ ملک فارس کی رہنے والی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ اس کا نام بیدخت تھا اور زہرہ لقب۔ اس عورت نے اپنے شوہر کے خلاف مقدمہ دائر کیا۔ ہاروت ماروت اسے دیکھتے ہی فریفتہ ہو گئے اور اس سے برے کام کی خواہش ظاہر کی۔ اس نے کہا کہ میرا دین اور ہے اور تمھارا اور۔ یہ اختلاف ہمارے ملن میں آڑ ہے۔ دوسرے میرا شوہر بہت غیرت والا ہے اگر اسے خبر ہو گئی تو مجھے قتل کر دے گا۔ لہٰذا پہلے تو تم میرے بت کو سجدہ کر کے میرے دین میں آؤ پھر میرے شوہر کو قتل کرو پھر میں تمھاری اور تم میرے۔ انھوں نے انکار کیا۔ وہ چلی گئی۔ مگر ان کے دلوں میں عشق کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔ آخر اسے پیغام بھیجا کہ ہم تیرے گھر آنا چاہتے ہیں۔ وہ بولی: میرے سر آنکھوں پر۔ یہ دونوں اس کے گھر پہنچے۔ اس نے اپنے آپ کو خوب سجایا سنوارا اور ان سے بولی: آپ مجھے اسم اعظم سکھا دیں یا بتوں کو سجدہ کریں یا میرے شوہر کو قتل کریں یا شراب پی لیں۔ انھوں نے سوچا کہ اسم اعظم اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ہے اس کو ظاہر کرنا ظلم ہے، بت پرستی کرنا شرک ہے اور قتل بندوں کے حق کی خلاف ورزی۔ لاؤ شراب پی لیں۔ چنانچہ انھوں نے شراب پی لی۔ جب شراب پی کر مست ہو گئے تو اس نے ان سے بتوں کو سجدہ بھی کرا لیا ان کے ہاتوں شوہر کو قتل بھی کرا لیا اور اسم اعظم بھی سیکھ لیا۔ وہ تو اسم اعظم پڑھ کر صورت بدل کر آسمان پر پہنچ گئی۔ حق تعالیٰ نے اس کی روح کو زہرہ ستارے سے جوڑ دیا اور اس کی شکل زہرہ ستارے کی طرح ہو گئی۔ جب ہاروت ماروت کا نشہ اترا تو یہ اسم اعظم بھول چکے تھے اور اپنے کیے پر نادم تھے۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ انسان

میری تجلی سے دور رہتا ہے۔ یہ دونوں شام کو حاضر بارگاہ ہوتے تھے پھر بھی شہوت سے مغلوب ہو کر سب کچھ کر بیٹھے۔ اگر انسانوں سے گناہ سرزد ہوں تو کیا تعجب ہے۔ تمام فرشتوں نے اپنی خطا کا اعتراف کیا اور زمین والوں پر لعن طعن کرنے کی جگہ ان کے لیے مغفرت کی دعا کرنے لگے۔ پھر ہاروت ماروت حضرت ادریس علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور شفاعت کے طالب ہوئے۔ آپ نے ان کے حق میں مغفرت کی دعا کی۔ بہت روز کے بعد اللہ تعالیٰ کا حکم آیا کہ ان کو اختیار دیجیے کہ یہ یا تو دنیاوی عذاب قبول کریں یا آخرت کا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے انھیں اللہ کا حکم پہنچایا۔ انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! دنیا کا عذاب فانی اور آخرت کا عذاب ابدالآباد تک باقی ہے۔ ہم کو دنیاوی عذاب قبول ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ ان دونوں کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر بابل کے کنویں میں اوندھا لٹکا دیا جائے۔ اس کنویں میں آگ بھڑک رہی ہے اور یہ لٹکے ہوئے ہیں اور فرشتے باری باری کوڑے مارتے ہیں۔ سخت پیاس کی وجہ سے ان کی زبانیں باہر لٹکی ہوئی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۰) فرشتوں کی تخلیق منگل کے دن ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۱) ابلیس کا پڑپوتا ہامہ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اپنی ملاقات کا حال بیان کر کے درخواست کی کہ حضور ﷺ اسے کچھ قرآن تعلیم فرمائیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اسے سورہ واقعہ، سورہ مرسلات، سورہ نباء، سورہ کوثر، سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ ناس سکھا دی۔ ایک حدیث میں ہے کہ وہ جنت میں ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۲) جب کسی کی موت آتی ہے تو فرشتوں کی ایک جماعت رگوں میں داخل ہو کر اس کی روح کو پاؤں سے لے کر گھٹنوں تک کھینچتی ہے۔ پھر یہ جماعت چلی جاتی ہے اور دوسری جماعت جان کو گھٹنوں سے پیٹ تک کھینچ لاتی ہے۔ اس کے بعد تیسری جماعت پیٹ سے سینے تک اور چوتھی جماعت سینے سے حلق تک جان نکال لیتی ہے۔ اس وقت موت کی حالت شروع ہو جاتی ہے۔ اگر مرنے والا مومن ہے تو جبرئیل علیہ السلام اپنا دایاں بازو کھول

دیتے ہیں۔ یہ شخص جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ کراس پر عاشق ہوجاتا ہے۔ ماں باپ اولاد کی طرف نہیں دیکھتا۔ اگر میت منافق ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام بایاں بازو کھولتے ہیں۔ یہ شخص جہنم میں اپنا ٹھکانا دیکھ کر دہشت کے مارے ماں باپ یا اولاد کی طرف نہیں دیکھتا‘ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔(زہرۃ الریاض)

(۴۳) حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر روز حوض کوثر میں ایک غوطہ کھا کر پر جھاڑتے ہیں ہر بوند سے ایک فرشتہ بنتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۴۴) حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں دس بار حاضر ہوئے‘ تین بار بچپن میں اور سات بار بڑے ہونے کے بعد۔(تفسیر نعیمی)

(۴۵) جنّ کے معنی ہیں چھپی ہوئی مخلوق۔ چونکہ جنات انسان کی نظروں سے چھپے رہتے ہیں اس لیے انھیں جنّ کہا جاتا ہے۔ انس کے معنی ہیں ظاہر ہونا۔ چونکہ انسان ظاہر مخلوق ہے ظاہری زمین پر رہتی ہے اس لیے اسے انس کہتے ہیں۔(تنبیہ الل ہفان من مکائد الشیطان مصنفہ صوفی شبیر احمد صاحب احمد آبادی)

(۴۶) ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنّ کو تین قسم کا پیدا کیا ہے۔ ایک قسم سانپ‘ بچھو اور حشرات الارض ہے اور ایک قسم ہوا کی لہر کی صورت میں اور ایک قسم ہیں کہ ان پر حساب اور عذاب ہے۔(زرقانی)

(۴۷) یوسف بن عبداللہ محمد قرطبی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل کلام اور اہل زبان کے نزدیک جنات کے کئی درجات ہیں۔ جب یہ صرف جنات کا لفظ بولیں تو اس سے صرف جنّ ہی مراد ہوگا۔ اگر وہ اس جنّ کا ذکر کریں گے جو انسانوں کے ساتھ رہتے ہیں تو آمر کا لفظ ذکر کریں گے اور آمر کی جمع اتار ہے۔ اگر سامنے آجانے والے جنات مراد لیں گے تو ارواح کا لفظ استعمال کریں گے۔ اگر شریر اور سرکش ہوں گے تو انھیں شیطان بولتے ہیں اور اگر اس سے بھی آگے نکلے ہوئے ہوں اور معاملہ بہت ہی خطرناک ہو تو اسے عفریت بولتے ہیں۔(تنبیہ اللہفان)

(۴۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنّ کی تین قسمیں ہیں: ایک قسم ہے کہ ان کے بازو ہیں جن سے وہ ہوا میں اڑتے ہیں۔ ایک قسم سانپ اور کتے ہیں اور ایک قسم کہ اترتے ہیں اور کوچ کرتے ہیں۔(تنبیہ اللہفان)

(۴۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ کتے جنات کی ایک قسم ہیں اور یہ ضعیف قسم کے جنات ہیں۔ چنانچہ جس کے پاس کھانے کے وقت کتا بیٹھ جائے تو اسے کچھ ڈال دے یا اسے ہٹادے۔(تنبیہ اللہفان)

(۵۰) جنوں اور شیطانوں کی دنیا انسانوں کی دنیا سے بہت بڑی ہے۔ روایت میں ہے کہ انسان جنوں کا دسواں حصہ ہیں۔(فاسی)

(۵۱) حضور سید عالم ﷺ نے بل میں پیشاب کرنے کو منع فرمایا ہے۔ لوگوں نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بل میں پیشاب کرنے سے کیوں منع فرمایا؟ فرمایا کہا جاتا ہے کہ سوراخ جنات کے رہنے کی جگہیں ہیں۔(ابوداؤد‘ نسائی‘ مستدرک‘ بیہقی)

(۵۲) حدیث شریف میں ہے کہ ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا میں نے آسمانوں میں ایک ایسا فرشتہ دیکھا جو تخت نشین تھا اور ستر ہزار فرشتے صف باندھے اس کی خدمت میں حاضر تھے۔ اس کی ہر سانس سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے۔ ابھی ابھی میں نے اس فرشتے کو ٹوٹے ہوئے پروں کے ساتھ کوہ قاف میں روتے ہوئے دیکھا ہے۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا: تم اللہ تعالیٰ کے حضور میری سفارش کرو۔ میں نے پوچھا: تیرا جرم کیا ہے؟ اس نے کہا: معراج کی رات جب محمد ﷺ کی سواری گزری تو میں تخت پر بیٹھا رہا۔ تعظیم کے لیے کھڑا نہیں ہوا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس جگہ اس عذاب میں مبتلا کر دیا ہے۔ جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رورو کر اس کی سفارش کی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: تم اس سے کہو کہ وہ محمد ﷺ پر درود بھیجے۔ چنانچہ اس فرشتے نے آپ پر درود بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اس

لغزش کو معاف کر دیا اور اسے نئے پر بھی عطا فرما دیے۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۵۳) ایک روایت میں ہے کہ شیطان کو جہنم میں سخت عذاب دے کر پوچھا جائے گا: تو نے عذاب کو کیسا پایا؟ جواب دے گا: بہت سخت۔ اس سے کہا جائے گا: آدم ریاض جنت میں ہیں، جا کر انھیں سجدہ کر لے اور پچھلے برے کاموں پر معذرت تاکہ تیری معافی ہو جائے۔ مگر شیطان سجدہ کرنے سے انکار کر دے گا۔ پھر اس پر عام جہنمیوں کے مقابلے ستر ہزار گنا زیادہ عذاب بھیجا جائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک لاکھ سال بعد شیطان کو آگ سے نکال کر حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دے گا مگر وہ برابر انکار کرتا رہے گا اسے بار بار جہنم میں ڈالا جاتا رہے گا۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۵۴) شیطان کا نام پہلے آسمان پر عابس، دوسرے پر زاہد، تیسرے پر عارف، چوتھے پر ولی، پانچویں پر متقی، چھٹے پر عزازیل اور لوح محفوظ پر ابلیس تھا۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۵۵) شیطان صورت شکل کے حساب سے بہت ہی حسین تھا مگر جب اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے حکم ربانی سے منہ موڑا، اس کی صورت بگاڑ دی گئی۔ سور کی طرح لٹکا ہوا منہ، سر اونٹ کے سر کی طرح، سینہ بڑے اونٹ کے کوہان جیسا، اس کے بیچ بندر جیسا منہ، آنکھیں کھڑی، نتھنے حجام کے کوزے جیسے کھلے ہوئے، ہونٹ بیل کے ہونٹوں کی طرح لٹکے ہوئے، دانت سؤر کی طرح باہر نکلے ہوئے اور داڑھی میں صرف سات بال۔ اسی صورت میں اسے جنت سے نیچے پھینک دیا گیا۔ (تحفۃ الواعظین)

(۵۶) شیطان نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا: تیرا اس ذات کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے مجھے جیسا چاہا پیدا کیا اور جو چاہا مجھ سے کرایا؟ اس کے بعد وہ مجھے چاہے تو جنت میں بھیج دے اور چاہے تو جہنم میں ڈال دے۔ کیا ایسا کرنے والا عادل ہے یا ظالم؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ دیر رک کر جواب دیا: اے شخص اگر اس نے تجھے تیری مرضی کے مطابق پیدا کیا تو واقعی تو مظلوم ہے اور اگر تجھے اپنے ارادہ قدرت کے تحت پیدا کیا تو پھر اس کی مرضی ہے جو کرے۔ شیطان شرم سے پانی پانی ہو گیا اور کہنے لگا: یہی سوال

کر کے میں ستر ہزار عابدوں کو گم راہی کے غار میں دھکیل چکا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۵۷) حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ایک بار شیطان کو دیکھا کہ بہت پھندے اٹھائے ہوئے ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ شیطان نے جواب دیا: یہ وہ پھندے ہیں جن سے میں انسان کو پھانستا ہوں۔ آپ نے پوچھا: کبھی مجھ پر بھی تو نے پھندا ڈالا ہے؟ شیطان نے کہا: آپ جب پیٹ بھر کے کھا لیتے ہیں تو میں آپ کو ذکر اور نماز میں سست کر دیتا ہوں۔ آپ نے پوچھا: اور کچھ؟ کہا: بس۔ تب حضرت یحییٰ علیہ السلان نے قسم کھائی کہ آئندہ کبھی پیٹ بھر کھانا نہیں کھائیں گے۔ شیطان نے بھی قسم کھائی: میں بھی آئندہ کسی مسلمان کو نصیحت نہیں کروں گا۔ (تحفۃ الواعظین)

(۵۸) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیطان ذکر کی مجلسوں میں گھومتا رہتا ہے اور اس کوشش میں رہتا ہے کہ ذکر کرنے والوں کی جماعت کو توڑ دے مگر جب اس میں کامیاب نہیں ہوتا تو اس مجلس میں جاتا ہے جس میں لوگ دنیا کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں۔ شیطان ان میں پھوٹ ڈال دیتا ہے جس سے کہ وہ آپس میں لڑنے جھگڑنے لگتے ہیں۔ اللہ کا ذکر کرنے والے جب ان لوگوں کو لڑتے ہوئے دیکھتے ہیں تو بیچ میں پڑ کر انھیں لڑنے جھگڑنے سے روک دیتے ہیں۔ شیطان کا مقصد حل ہو جاتا ہے یعنی وہ اللہ کا ذکر کرنے والوں کی جماعت کو منتشر کر دیتا ہے۔ (نسیم الفکر فی بیان الذکر مصنفہ علامہ صوفی شبیر احمد چشتی)

(۵۹) قرآن مجید میں ایک سو اٹھارہ جگہ جنات اور ملائکہ کا ذکر ہے۔ (تنبیہ اللہفان)

(۶۰) شیطان ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا دیکھا کہ آپ جاگ رہے ہیں اور ایک پتھر کو تکیہ بنائے بیٹھے ہیں۔ شیطان نے آپ سے کہا: آپ کا تو دعویٰ تھا کہ دنیا سے کچھ نہیں چاہیے پھر یہ پتھر جو دنیا سے تعلق رکھتا ہے اس کا تکیہ کیوں بنا رکھا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھ بیٹھے اور پتھر اٹھا کر پھینک دیا اور فرمایا: دنیا سمیت یہ بھی تیرا ہے۔ (ابن عساکر)

(٦١) اللہ تعالیٰ نے سب جانداروں کے منہ میں زبان دی ہے مگر مچھلی کو نہیں دی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور نافرمانی اور سرکشی کے جرم میں شیطان کو لعنتی قرار دے کر بگڑی ہوئی صورت کے ساتھ زمین پر پھینک دیا گیا تو وہ سمندر پر گیا۔ اسے سب سے پہلے مچھلی نظر آئی جسے اس نے حضرت آدم کی تخلیق کا قصہ سنایا اور یہ بھی بتایا کہ وہ خشکی اور تری کے جانوروں کا شکار کرے گا۔ تو مچھلی نے تمام دریائی مخلوق تک حضرت آدم علیہ السلام کی کہانی پہنچا دی۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے زبان جیسی نعمت سے محروم رکھا۔ (تحفۃ الواعظین)

(٦٢) عبد الواحد بن مفتی نے عجائب القصص میں جنات کے بارے میں لکھا ہے: جنات کی پیدائش کا واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ایک آگ پیدا فرمائی تھی۔ اس آگ میں نور بھی تھا اور ظلمت بھی۔ نور سے فرشتے پیدا کیے اور دھوئیں سے دیو (شیاطین) اور آگ سے جنات کو پیدا کیا۔ چونکہ فرشتے نور سے پیدا ہوئے تھے وہ اپنی فطرت کے حساب سے اللہ کی طاعت میں مصروف ہو گئے۔ دیو (شیاطین) چونکہ ظلمت سے پیدا ہوئے تھے اس لیے وہ کفر، ناشکری، تمرّد اور سرکشی میں پڑ گئے۔ جنات کے مادّے میں چونکہ ظلمت اور نور دونوں چیزیں شامل تھیں اس لیے ان میں سے کچھ ایمان کے نور سے مشرف ہوئے اور کچھ حکم الٰہی سے سے کفر اور گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔ (تنبیہ اللہفان)

(٦٣) قاضی مجید الدین حنبلی نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نار سموم پیدا کی۔ یہ وہ آگ تھی جس میں دھواں نہ تھا۔ اس آگ سے اللہ تعالیٰ نے جنّ کو پیدا فرمایا۔ اس کا ذکر قرآن مجید کی آیت وَالْجَانَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ (سورہ حجر ۲۷:) میں کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جانّ سے ایک عظیم مخلوق پیدا فرمائی جس کا نام مارج رکھا اور اس کے لیے ایک بیوی مرجہ نام کی پیدا کی۔ اس جوڑے سے جنات کی نسل بڑھی اور ان کے بہت سے قبیلے پیدا ہو گئے۔ (تنبیہ اللہفان)

(٦٤) قرآن مجید میں ہے: وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ (سورہ رحمٰن ۱۵:) (اور

جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا) حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: جنات کو پیلے اور ہرے شعلے سے پیدا کیا گیا جو آگ کے بھڑکنے کے وقت اس کی سطح پر آتا ہے۔ (تنبیہ اللہفان)

(٦٥) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ لو کی آگ جس سے جنات پیدا کیے گئے، دوزخ کی آگ کا سترواں حصہ ہے اور یہ دنیا کی آگ لُو کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ (تنبیہ اللہفان)

(٦٦) حضرت ابو ثعلبہ خُشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے فرمایا جنات کی تین قسمیں ہیں: ایک قسم کے پر ہیں جن سے وہ ہوا میں اڑتے ہیں اور ایک قسم سانپ اور کتے ہیں اور ایک قسم ادھر سے ادھر منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ (ابن ابی حاتم، طبرانی)

(٦٧) حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے سوا لاکھ برس پہلے اللہ تعالیٰ نے جنات کو پیدا کر کے زمین پر آباد کیا تھا۔ (تحفۃ الواعظین)

(٦٨) حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ جنات کی نسل بڑھنے کا یہ عالم تھا کہ ایک حمل سے ایک لڑکا ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی۔ جب انکی گنتی ستر ہزار ہو گئی اور بیاہ شادی کا سلسلہ جاری رہا پھر ان کی اولاد کی کوئی حد حساب نہ رہا۔ ابلیس نے بنو الجان کی ایک لڑکی سے شادی کر لی۔ اس کے بھی بہت سی اولاد ہوئیں۔ جب جن اور جان کی نسل کے لیے دنیا میں رہنے کی جگہ نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے جان کو تو ہوا میں رہنے کے لیے مقام عطا فرمایا اور ابلیس اور اس کی اولاد کو پہلے آسمان میں رہنے کی جگہ دی۔ اور ان دونوں کو اپنی طاعت اور عبادت کا حکم دیا۔ اب چونکہ زمین خالی ہو چکی تھی، زمین پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا کوئی نہ رہا تھا تو آسمان اپنی بلندی اور رہنے والوں کی نسبت زمین پر فخر کرنے لگا۔ (تحفۃ الواعظین)

(٦٩) حضرت کعب بن احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات میں سب سے پہلے جس نبی کو ہدایت کے لیے بھیجا ان کا نام عامر بن عمیر بن ماعق بن مارد بن الجانّ

تھا۔ جنات نے انھیں قتل کر دیا۔ ان کے بعد صاعق بن ماعق بن مارد بن الجانؑ کو بھیجا۔ وہ بھی جنات کے ہاتوں شہید ہو گئے۔ حضرت احبار کہتے ہیں جنوں کی سرکشی اور بدکرداری کو دیکھتے ہوئے حق تعالیٰ نے آٹھ سو نبی، آٹھ سو سال میں بھیجے۔ ہر سال ایک نبی آتا تھا اور جنات اسے قتل کرتے رہے۔ (تنبیہ اللہفان)

(۷۰) رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ کالے کتے کا نمازی کے سامنے سے گزرنا نماز توڑ دیتا ہے۔ حضور ﷺ سے عرض کیا گیا: لال اور سفید کتے کے مقابلے میں کالے کتے نے کیا جرم کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اس لیے کہ کالا کتا شیطان ہے۔ (صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ)

(۷۱) حضرت شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ جنات دنیا میں انسانی نظروں سے چھپے ہوئے رہتے ہیں مگر جنت میں انسانوں کے ساتھ مل جل کر رہیں گے اور ایک دوسرے کو نظر آیا کریں گے۔ (تنبیہ اللہفان)

(۷۲) عرش اٹھانے والے فرشتوں کے بارے میں ہے کہ ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک دو سو برس کی دوری ہے اور ایک روایت میں سات سو برس ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۳) اعمال لکھنے والے فرشتے صرف انسانوں پر ہی مقرر ہیں دوسری مخلوق پر نہیں۔ محافظ فرشتے بھی صرف انسانوں پر ہی مقرر ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۴) اعمال لکھنے والے فرشتے دو ہیں انھیں کراماً کاتبین کہا جاتا ہے۔ ایک نیکیاں لکھنے والا جو ہمارے دائیں طرف رہتا ہے۔ دوسرا گناہ لکھنے والا جو ہمارے بائیں طرف رہتا ہے۔ ان دو کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہیں۔ یہ فرشتے ہم پر بالغ ہونے کے وقت سے موت تک رہتے ہیں۔ دیوانگی، بے ہوشی اور سونے کی حالت میں الگ رہتے ہیں کیونکہ ان وقتوں میں اعمال پر سزا یا جزا نہیں۔ نیکی فوراً لکھی جاتی ہے مگر بدی کرنے پر دائیں طرف کا فرشتہ بائیں طرف کے فرشتے سے کہتا ہے: ابھی نہ لکھ شاید یہ شخص توبہ کرلے۔ اگر بندہ توبہ نہیں کرتا

تب وہ بدی لکھی جاتی ہے۔ پھر یہ فرشتہ اسے مٹانے کے لیے تیار رہتا ہے کہ اب توبہ کرلے تو مٹا دوں۔ (تفسیر کبیر)

(۷۵) کراماً کاتبین صرف ظاہری اعمال اور زبانی بات چیت ہی تحریر کرتے ہیں۔ نیت، دل کے ارادے، خیالات، عشق رسول، خوف خدا، ان کی تحریر نہیں ہوتی۔ ان کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے ہے۔ (تفسیر کبیر)

(۷۶) اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لیے کچھ محافظ فرشتے مقرر کیے ہیں جن کی تعداد اکسٹھ یا ترسٹھ ہے۔ ایک فرشتہ ہمارے اندر کی حفاظت کرتا ہے اور باقی فرشتے ہمارے باہر کی۔ ان کی بھی ڈیوٹی بدلتی رہتی ہے۔ یہ حفاظت کرنے والے فرشتے کبھی انسان سے الگ نہیں ہوتے۔ جب نطفہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے اس وقت سے ایک فرشتہ اس کی نگرانی کرتا ہے۔ بچہ کے صحیح سلامت پیدا ہوتے ہی دوسرے فرشتے اسے اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں اور یہ حفاظت مرتے دم تک رہتی ہے۔ (تفسیر کبیر)

(۷۷) حفاظت کرنے والے فرشتے اور ہیں اور موت دینے والے فرشتے اور جنھیں کرّوبیین کہتے ہیں یعنی کرب اور تکلیف پہنچانے والے۔ حفاظت کرنے والے فرشتوں کو روحانیین کہا جاتا ہے کیونکہ وہ روح کو راحت دیتے ہیں۔ (تفسیر کبیر، روح المعانی)

(۷۸) موت دینے والے جان نکالنے والے فرشتے چودہ ہیں۔ سات رحمت کے جو مومن کی جان نکالتے ہیں اور سات عذاب کے جو کافر کی جان نکالتے ہیں۔ ان کے سردار حضرت عزرائیل علیہ السلام ہیں۔ جب دم حلق میں آجاتا ہے تو حضرت عزرائیل علیہ السلام نکال لیتے ہیں۔ پھر یہ نکالی ہوئی جان ان رحمت یا عذاب کے فرشتوں کے حوالے کر دی جاتی ہے جو اس روح کو لینے آئے ہوئے ہوتے ہیں اور میت کی حد نظر تک موجود ہوتے ہیں۔ (تفسیر روح البیان)

(۷۹) تمام روئے زمین ملک الموت کے سامنے ایسی ہے جیسے ہمارے سامنے تھال۔ وہ جہاں سے چاہیں روح نکال لیں۔ انھیں تمام عالم کی ایک ساتھ روح نکالنے میں

کوئی دشواری نہیں۔(تفسیر کبیر، روح المعانی، خازن، روح البیان وغیرہ)

(۸۰) حضرت ملک الموت ہر گھر میں روزانہ دو بار جاتے ہیں۔(خازن)

(۸۱) جانوروں کے جان نکالنے کا ڈھنگ اور ہے اور جنات کی جان نکالنے کا ڈھنگ اور۔ یہاں تک کہ جب فرشتوں کی موت آئے گی تو وہ صرف صور کی آواز سے وفات پا جائیں گے۔ان کے لیے جان نکالنے والے فرشتے مقرر نہیں۔(تحفۃ الواعظین)

آٹھواں باب: قیامت، حشر نشر، برزخ

(۱) مفسرین کرام کا قول ہے کہ قیامت کا دن صرف حساب کے لیے نہیں، اس دن اور کام بھی ہوں گے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے تمام بندوں کا حساب بہت تھوڑے وقت میں ہو جائے گا، چار گھنٹے یا اس سے بھی کم وقت میں اور دن ہے پچاس ہزار سال کا۔ باقی وقت میں حضور ﷺ کی شان کا اظہار ہوگا۔(تفسیر نعیمی)

(۲) قیامت میں حضور ﷺ کا نہ حساب ہوگا نہ اعمال تولے جائیں گے بلکہ حضور ﷺ کے کچھ خادم بنا حساب کتاب جنت میں جائیں گے۔ آداب المریدین کی شرح میں لکھا ہے کہ ایک روز حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ستر ہزار ایسے ہیں جنکا حساب کتاب نہیں وہ بے حساب جنتی ہیں۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوگئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی انہی میں کردیجیے۔ فرمایا کردیا۔(سبع سنابل شریف)

(۳) امام دارمی اپنی سنن میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مالک جنت حضور ﷺ فرماتے ہیں: میں سب سے پہلے قبر سے باہر آؤں گا جب لوگ اٹھائے جائیں گے اور میں ان کا پیشوا ہوں جب وہ حاضر بارگاہ ہوں گے اور میں ان کا خطیب

ہوں جب وہ دم بخود ہوں گے اور میں ان کا شفیع ہوں جب وہ محبوس ہوں گے اور میں خوش خبری دینے والا ہوں جب وہ ناامید ہوں گے۔ عزت اور کنجیاں اس دن میرے ہات میں ہیں اور لواء الحمد بھی اس دن میرے ہات میں ہوگا۔(دارمی)

(۴) ابن عبد ربّہ کتاب بہجۃ المجالس میں روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں: روز قیامت صراط کے پاس ایک منبر بچھایا جائے گا پھر ایک فرشتہ آ کر اس کے پہلے زینے پر کھڑا ہوگا اور ندا کرے گا: اے گروہ مسلمانان جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغہ دوزخ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد ﷺ کو دے دوں اور محمد ﷺ کا حکم ہے کہ ابوبکر صدیق کے سپرد کردوں۔ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ۔ پھر ایک فرشتہ دوسرے زینہ پر کھڑے ہوکر پکاریگا: اے گروہ مسلمین جس نے مجھے پہچانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا تو میں رضوان داروغہ جنت ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد ﷺ کو دے دوں اور محمد ﷺ کا حکم ہے کہ ابوبکر کے سپرد کردوں۔ ہاں ہاں گواہ ہوجاؤ، ہاں ہاں گواہ ہوجاؤ۔

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع اموی کی مشرقی جانب سفید مینار کے پاس نزول فرمائیں گے۔ دو کپڑے رنگے ہوئے پہنے، دو فرشتوں کے پروں پر ہات رکھے ہوں گے۔ جب اپنا سر جھکائیں گے بالوں سے پانی ٹپکنے لگے گا اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی جھڑنے لگیں گے۔(ابوداؤد، بخاری شریف، مسلم وغیرہ)

(۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا پر اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج پر نغف نامی ایک کیڑا بھیجے گا جو ان کے نتھنوں میں گھس جائے گا۔ صبح کو سب مرے پڑے ہوں گے۔(تفسیر نعیمی)

(۷) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر پینتیس سال دنیا میں قیام فرمائیں گے۔ اس عرصہ میں وہ نکاح کریں گے اور ان کے اولاد ہوگی پھر وفات پا کر میرے مقبرے میں دفن کیے جائیں گے۔ ان کی قبر ابوبکر اور عمر کی قبروں کے بیچ ہوگی۔(تفسیر نعیمی)

(۸) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت کے دن دوزخ کو ساتویں زمین کے نیچے سے اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کے چاروں طرف فرشتوں کی ستر صفیں ہوں گی۔ ہر صف کی تعداد انسان اور جنّ کی تعداد سے ستر ہزار گنا زیادہ ہو گی۔ فرشتے اس کی لگامیں کھینچتے ہوں گے۔ جہنم کے چار پاؤں ہوں گے ایک سے دوسرے پاؤں میں ایک لاکھ برس کا فاصلہ ہوگا اور تیس ہزار سر ہوں گے ہر سر میں تیس ہزار منہ ہر منہ میں تیس ہزار دانت ہر دانت تیس ہزار بار کوہ احد سے بڑا اور ہر منہ میں دو ہونٹ ہر ہونٹ کا عرض دنیا کے برابر ہوگا۔ ہر ہونٹ میں لوہے کی ایک زنجیر ہر زنجیر میں ستر ہزار حلقے ہوں گے ہر حلقے کو بہت سے فرشتے تھامے ہوں گے۔ اس حالت میں جہنم کو عرش کے بائیں جانب لا کر رکھیں گے۔ (دقائق الاخبار)

(۹) جناب رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے ملک حجاز میں ایک آگ نکلے گی کہ اس کی روشنی سے شہر بصرہ کی پہاڑیاں روشن ہوں گی۔ سو چھ سو چون ہجری میں مدینہ منورہ کے متصل ایک آگ بطور شہر کے زمین سے نکلی ایک مدت تک رہی پھر غائب ہوگئی۔ (سیرتِ رسول عربی)

(۱۰) ابن ابی شیبہ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دوزخی ایک دن میں ستر ہزار بار جلایا جائے گا اور جب اس کا چمڑا گل سڑ کر گر پڑے گا تو وہ پھر ویسا ہی کر دیا جائے گا۔ (درمنثور)

(۱۱) روایتوں میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بی بی مریم اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں گی۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۲) حدیث میں ہے کہ میثاق ازل کا عہد نامہ سنگ اسود میں محفوظ ہے۔ سنگ اسود خانہ کعبہ میں نصب ہے۔ کل قیامت کے دن یہ پتھر اس طرح آئے گا کہ اس کے آنکھیں زبان منہ وغیرہ سب کچھ ہوگا۔ (نزہۃ القاری)

(۱۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت والوں کی پہلی خوراک مچھلی کا جگر ہوگا کہ

اس کے کباب جنتیوں کو کھلائے جائیں گے۔ (گلدستہ طریقت)

(۱۴) مرنے کے بعد مسلمان کی روح مرتبہ کے مطابق الگ الگ جگہوں پر رہتی ہے۔ کچھ کی قبر پر، کچھ کی چاہ زمزم میں، کچھ کی آسمان اور زمین کے بیچ، کچھ کی پہلے دوسرے اور ساتویں آسمان تک، کچھ کی آسمانوں سے بھی بلند اور کچھ کی روحیں عرش کے نیچے قندیلوں میں اور کچھ کی اعلیٰ علیین میں۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۵) کافروں کی روحیں کچھ کی مرگھٹ یا قبر پر، کچھ کی چاہ برہوت میں جو یمن میں ایک نالہ ہے، کچھ کی پہلی دوسری اور ساتویں زمین تک، کچھ کی اس کے بھی نیچے سجین میں۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۶) دجال کی پیشانی پر "ھٰذا کافر" لکھا ہوگا اور اس کی ایک آنکھ کانی ہوگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷) قیامت کے قریب ایک دھواں مشرق سے مغرب تک چالیس دن تک چھایا رہے گا۔ اس کے اثر سے مومن پر زکام کی سی کیفیت طاری ہوگی اور کافروں کو نشہ چڑھ جائے گا۔ ان کے ناک کان اور منہ سے دھواں نکلے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۸) دابۃ الارض مکہ مکرمہ میں صفا پہاڑی کے پاس سے نکلے گا۔ اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر ہوگی جس سے مومن کی پیشانی پر "ھٰذا مومن" اور کافر کے ماتھے پر "ھٰذا کافر" کی مہر لگائے گا۔ سیرتِ رسول عربی)

(۱۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک شام کی جامع اموی کے سفید مینارے کے قریب نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔ (بخاری شریف)

(۲۰) روز محشر کچھ لوگ بنا ہات پاؤں کے قبروں سے نکلیں گے۔ یہ پڑوسی کو ستانے والے ہوں گے۔ (بخاری شریف)

(۲۱) کچھ لوگ سؤر کی صورت میں اٹھیں گے۔ یہ نمازوں میں سستی کرنے والے ہوں گے۔ (بخاری شریف)

(۲۲) کچھ لوگ قبر سے خون تھوکتے ہوئے اٹھیں گے یہ لوگ خرید وفروخت میں جھوٹ بولنے والےہوں گے۔(بخاری شریف)

(۲۳) کچھ لوگ قبروں سے سوجے پھولے ہوئے اٹھیں گے یہ اللہ سے نہ ڈرنے والے ہوں گے جو انسانوں کے ڈر سے گناہوں کو چھپایا کرتے تھے اور اسی حالت میں مر گئے۔(بخاری شریف)

(۲۴) کچھ لوگ گُدّی اور گلا کٹے ہوئے نکلیں گے یہ جھوٹی گواہی دینے والےہوں گے۔(بخاری شریف)

(۲۵) کچھ لوگ وہ ہوں گے جن کے منہ میں زبان نہ ہوگی اور منہ سے پیپ اور خون جاری ہوگا۔ یہ لوگ سچی گواہی چھپانے والےلوگ ہوں گے۔(بخاری شریف)

(۲۶) کچھ لوگ سر جھکائے قبروں سے نکلیں گے اور ان کے پاؤں سر پر ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو زنا کرتے کرتے بنا توبہ کیے مر گئے تھے۔(بخاری شریف)

(۲۷) کچھ لوگ قبر سے کوڑھی اور جذامی ہوکر اٹھیں گے۔ یہ ماں باپ کے نافرمان لوگ ہوں گے۔(بخاری شریف)

(۲۸) کچھ لوگ اس طرح اٹھیں گے کہ ان کے منہ کالے' آنکھیں کرنجی اور پیٹ میں آگ بھری ہوگی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو زبردستی سے ناحق یتیموں کا مال کھا جایا کرتے تھے۔(بخاری شریف)

(۲۹) ایسے لوگ قبروں سے اٹھیں گے جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ یہ لوگ پل صراط سے کوندتی بجلی کی طرح گزر جائیں گے۔ یہ لوگ نیک عمل کرنے والے' گناہوں سے بچنے والے' نماز کی حفاظت کرنے والے اور توبہ کے بعد مرنے والےلوگ ہوں گے۔(بخاری شریف)

(۳۰) کچھ لوگ اس حالت میں اٹھیں گے کہ ان کا دل بھی اندھا ہوگا اور آنکھیں بھی۔ دانت بیل کے سینگ کے برابر ہوں گے ہونٹ سینے پر اور زبان پیٹ یا ران پر پڑی ہوگی۔

یہ شراب پینے والےلوگ ہوں گے۔(بخاری شریف)

(۳۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخ میں سود کھانے والے سے زیادہ کسی پر عذاب نہ ہوگا۔(بخاری شریف)

(۳۲) رسول خدا ﷺ نے قیامت کی جونشانیاں بیان فرمائیں ان میں بازاروں کا مندہ' بارش کی کمی' سودخواری' حرامی بچوں کی کثرت' دولت مندوں کی تعظیم' مسجدوں میں فاسقوں کا شوروغل اور بروں کا اہل حق پر غلبہ شامل ہے(بخاری شریف)

(۳۳) جب تک چار چیزوں کا سوال نہ ہو چکے گا' بندہ خدا کے سامنے کھڑا رہے گا: پہلا عمر کا کہ کس چیز میں فنا کی؟ دوسرا جسم کا کہ کس مشغلہ میں بوڑھا کیا؟ تیسرا علم کا کہ پڑھ لکھ کر کیا عمل کیا؟ اور چوتھا مال کا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟(طریقہ محمدیہ)

(۳۴) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں میری امت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ علماء اور فقہاء سے نفرت کرنے لگیں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ان کو تین طرح کی بلاؤں میں گرفتار کرے گا۔ پہلی' کمائیوں میں برکت نہ رہے گی۔ دوسری' ان پر اللہ تعالیٰ ظالم حکمراں مسلط فرمادے گا اور تیسری دنیا سے بے ایمان اٹھیں گے۔(مکاشفۃ الاسرار)

(۳۵) رسول خدا ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو جماعتوں میں جنگ عظیم رونما نہ ہوجائے حالاں کہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک تقریباً تیس جھوٹے دجال دنیا میں نہ آ چکیں جن میں ہر ایک یہ کہتا ہوگا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔(تحفۃ الواعظین)

(۳۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عورت اپنے شوہر کو اپنی زبان سے تکلیف دے گی' قیامت کے دن اس کی زبان ستر ہات کی ہوکر گُدّی کے پیچھے لگ جائے گی۔(تحفۃ الواعظین)

(۳۷) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو عورت اپنے خاوند کو اپنی زبان درازی کے سبب ستائے گی وہ اللہ کی لعنت' اس کے

غضب اور تمام فرشتوں کی لعنت اور آدمیوں کی پھٹکار میں گرفتار رہے گی۔(تحفۃ الواعظین)

(۳۸) تین شخص دوزخ کی تہہ میں ڈالے جائیں گے: پہلا مشرک دوسرا پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے والا اور تیسرا ماں باپ کا نافرمان۔(گلدستہ طریقت)

(۳۹) دجال لعین شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا۔ چالیس دن رہے گا' پہلا دن ایک سال کا ہوگا' دوسرا دن ایک ماہ کا' تیسرا ایک ہفتے کا' باقی دن جیسے ہوتے ہیں اسی قدر۔(سیرتِ رسول عربی)

(۴۰) غیب داں نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک جانور حریش نامی جو بچھو کی نسل سے ہے جہنم سے نکلے گا۔ اس کی لمبائی آسمان اور زمین کے فاصلے کے برابر ہوگی اور چوڑائی مشرق سے مغرب تک ہوگی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام پوچھیں گے: حریش کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ جواب دے گا: محشر کے میدان کی طرف۔ جبرئیل علیہ السلام پوچھیں گے: تجھے کس کی تلاش ہے؟ وہ کہے گا: پانچ طرح کے آدمیوں کی۔ ایک بے نمازی' دوسرا زکوٰۃ نہ دینے والا' تیسرا ماں باپ کا نافرمان' چوتھا شرابی اور پانچواں مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے والا۔(زبدۃ الواعظین)

(۴۱) آخرت میں حقبہ کا حساب ہے۔ ایک ایک حقبہ وہاں اسی اسی برس کا ہوگا۔ ایک ایک برس تین سو ساٹھ دن اور ایک دن پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا۔ اس طرح ایک حقبہ حساب میں ایک سو چالیس کروڑ برس کا ہوتا ہے۔(گلدستہ طریقت)

(۴۲) حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ اسلام کا فقط نام رہ جائے گا اور دین کی فقط رسم اور قرآن کا فقط درس باقی رہ جائے گا۔ مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی مگر حقیقت میں اللہ کے ذکر سے خالی ہوں گی۔ اس زمانے کے علماء سب سے زیادہ شریر ہوں گے۔ فتنے انھی سے نکل کر انھی کی طرف لوٹ جائیں گے اور یہ قیامت کی نشانیاں ہیں۔(زبدۃ الواعظین)

(۴۳) محشر کے دن تمام مخلوقات بیت المقدس کے متصل ایک مقام پر جمع ہوں گی

جس کا نام ساحرہ ہے۔(گلدستہ طریقت)

(۴۴) کچھ روایتوں میں ہے کہ عرصہ قیامت میں ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ ہر صف کی لمبائی چالیس ہزار برس اور چوڑائی بیس ہزار برس کی ہوگی۔ ان میں مومنوں کی تین صفیں ہوں گی اور باقی کافروں کی۔(تحفۃ الواعظین)

(۴۵) روایت میں ہے کہ لوگ قبروں سے اٹھ کر چالیس برس تک اپنی اپنی جگہ کھڑے رہیں گے۔ وہاں کھانا پینا بولنا بیٹھنا کچھ نہ ہوگا۔(تحفۃ الواعظین)

(۴۶) حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو قبروں سے اٹھائے گا تو فرشتے مومنین کی قبروں پر آکر ان کے سروں کی مٹی پونچھیں گے اور سجدے میں جو اعضاء زمین پر لگتے ہیں ان کے علاوہ جسم کی مٹی جھاڑ دیں گے۔ پیشانیوں سے مٹی کا اثر زائل نہ ہوگا۔ اس وقت ندا ہوگی: اے فرشتو! یہ قبر کی مٹی نہیں ہے بلکہ سجدوں کی ہے۔ ان کو چھوڑ دو تاکہ پل صراط سے گزر کر جنت میں داخل ہو جائیں اور دیکھنے والے سمجھ لیں کہ یہ میرے خادم اور بندے ہیں۔(تحفۃ الواعظین)

(۴۷) سفارشی کی تلاش کے وقت انبیائے کرام ایک جگہ نہ ہوں گے۔ الگ الگ مقامات پر ہوں گے۔ ایک ہزار سال تک لوگ انھیں ڈھونڈتے پھریں گے۔ ایک ہزار سال کے بعد حضور ﷺ کا پتہ چلے گا تب حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں شفاعت طلب کرتے ہوئے اپنی درخواست پیش کریں گے۔(تفسیر نعیمی)

(۴۸) قیامت کے دن خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ کرام کے مختلف جھنڈے ہوں گے۔ مومن ان جھنڈوں کے نیچے رہیں گے۔ چنانچہ صدیقین حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جھنڈے تلے' عادلین فاروقی جھنڈے تلے' تمام سخی داتا لوگ عثمانی جھنڈے تلے' تمام شہید حیدری جھنڈے تلے' فقہا حضرت معاذ بن جبل کے جھنڈے تلے' تمام زاہدین حضرت ابوذر غفاری کے پرچم تلے' تمام فقرا و مساکین حضرت ابوالدرداء کے جھنڈے تلے' ہر قاری ابی بن کعب کے پرچم کے سائے میں' تمام مؤذن حضرت بلال کے جھنڈے تلے

اور تمام مظلومین سیدنا امام حسین کے پرچم تلے جمع ہوں گے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔(تفسیر روح البیان)

(۴۹) قیامت کے دن سارے مومن اور کافر ایک ہی جگہ جمع ہوں گے۔ پھر چھانٹ کردی جائے گی۔مومن عرش کے دائیں طرف اور کافر بائیں طرف رکھے جائیں گے۔(تحفۃ الواعظین)

(۵۰) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امت مصطفیٰ ﷺ میں ہمیشہ تین سو ولی رہیں گے جن کے دل آدم علیہ السلام کے قلب پاک کی طرح ہوں گے۔اور چالیس قلب موسیٰ علیہ السلام پر' سات قلب ابراہیم علیہ السلام پر' پانچ قلب جبرئیل علیہ السلام پر' تین قلب میکائیل علیہ السلام پر اور ایک قلب اسرافیل علیہ السلام پر۔ جب اس ایک کی وفات ہوگی تو ان تین میں سے ایک یہاں قائم ہوجائے گا اور پانچوں میں سے ایک ان تین میں اور سات میں سے ایک ان پانچ میں اور چالیس میں سے ایک ان تین سو میں داخل ہوکر یہ گنتی پوری رکھیں گے۔ان کے طفیل بلائیں دفع ہوتی رہیں گی۔(مرقاۃ)

(۵۱) روح البیان میں ہے کہ امت مصطفیٰ ﷺ میں چالیس ابدال' سات امین' تین خلفاء اور ایک قطب عالم ہوگا۔(تحفۃ الواعظین)

(۵۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا: جنتیوں کی کل ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسّی صفیں میری امت کی اور باقی چالیس صفیں دوسری امتوں کی ہوں گی۔(ترمذی)

(۵۳) انسان کی زندگیاں تین ہیں: (۱) دنیوی زندگی جو پیدائش اور ع قبر کے بیچ ہے۔(۲) برزخی زندگی جو مرنے سے صور پھونکے جانے تک ہے۔(۳) برزخی زندگی جو صور پھونکے جانے سے ابدالآباد تک ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۵۴) دوزخ کی آگ نہ تو مومن کے دل پر اثر کرے گی اور نہ اس کے ان اعضاء

پر جو سجدے کی حالت میں زمین پر لگتے ہیں۔(تحفۃ الواعظین)

(۵۵) مومن کے گناہوں کا حساب چھپواں لیا جائے گا۔ذلت اور رسوائی کافروں کے لیے مخصوص ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۵۶) کافروں کے نادان' دیوانے جو ناسمجھی میں فوت ہوگئے وہ دوزخ میں نہیں ڈالے جائیں گے۔(تحفۃ الواعظین)

(۵۷) کچھ جانور جنت میں جائیں گے جیسے حضور ﷺ کی اونٹنی' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خچر' اصحاب کہف کا کتا' وہ بھی جزا کے لیے نہیں بلکہ ان بزرگوں کے ساتھ رہنے اور خدمت کے صلے میں۔(تفسیر نعیمی)

(۵۸) مومن جنات کی جزا یہ ہے کہ وہ دوزخ سے بچ جائیں۔وہ مٹی کردیے جائیں گے۔(تفسیر نعیمی)

(۵۹) ایک بزرگ کا قول ہے کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظہور کے پانچ سو برس بعد قیامت قائم ہوگی۔(تفسیر نعیمی)

(۶۰) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (قیامت کے قریب) فتنے تمھارے سامنے اس طرح پیش کیے جائیں گے جس طرح چٹائی کا ایک ایک تنکا (کر کے تمھارے سامنے ڈال دیا جائے) یعنی ایک کے بعد ایک ہوتے رہیں گے۔اس زمانے میں لوگ دو طرح کے ہوں گے ایک وہ جن کے دل سفید پتھر کی طرح سفید ہوں گے اور دوسرے وہ جن کے دل مٹی کے کالے کوزے کی طرح ہوں گے جس کو اوندھا کردیا جائے۔انھیں اچھائی کی تمیز نہ رہے گی۔بری بات کو برا نہ سمجھیں گے بلکہ جو چیز ان کی خواہش کے مطابق ہوگی اسی کی پیروی کو اچھا خیال کریں گے۔(تفسیر نعیمی)

(۶۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب علم اٹھا لیا جائے گا اور طرح طرح کے فتنے ظاہر ہوں گے۔بخل اور حرج کی کثرت ہوگی۔لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! حرج کیا چیز ہے؟ فرمایا: قتل کرنا یعنی قتل کثرت سے

شروع ہوجائیں گے۔(تفسیر نعیمی)

(۶۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب قاتل کے قتل کرنے اور مقتول کے قتل ہونے کی وجہ معلوم نہ ہوگی اس وقت دنیا فنا ہوگی۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! پھراس کی کیا صورت ہوگی؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں ہوں گے۔(تفسیر نعیمی)

(۶۳) حضرت ثعبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے میری امت پر گمراہ کرنے والے اماموں کا خوف ہے اور یہ بھی خوف ہے کہ جب میری امت میں تلوار اٹھ گئی تو قیامت تک پھر نیچے نہیں ہوسکتی۔(تفسیر نعیمی)

(۶۴) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: خدا کی قسم یا تو میرے ہمراہی بھول گئے یا بھولے میں جان ڈالتے ہیں۔ حضور ﷺ نے دنیا کے اختتام تک تین سو فتنوں تک کا ذکر ہمارے سامنے بیان فرمایا تھا۔ اگر ان فتنوں میں کسی فتنہ پرور شخص کا ذکر آیا تو حضور ﷺ نے اس کے تمام ہمراہیوں اور اس کے ماں باپ کا نام بتا دیا اور قبیلے کا بھی پتہ بتا دیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوسکتی جب تک علم نہ اٹھالیا جائے اور جب تک تم میں مال کی اتنی کثرت نہ ہوجائے کہ صدقہ دینے والے کو صدقہ قبول کرنے والا نہ ملے اور اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک لوگ اونچی عمارتیں نہ بنانے لگیں اور آدمی کسی قبر کے پاس سے گزرے تو یہ کہے افسوس اس شخص کی جگہ میں ہوتا اور جب تک قیامت نہیں آئے گی کہ سورج مغرب سے نہ نکلے اور جب مغرب سے سورج نکلے گا اور لوگ اس کی یہ حالت دیکھیں گے تو ایمان لائیں گے لیکن یہ وقت ایسا ہوگا کہ کسی ذات کو ایمان لانا مفید نہ ہوگا بشرطیکہ پہلے سے ایمان نہ لائے ہوں اور ایمان کی حالت میں کسی بھلائی کو حاصل نہ کیا ہو۔ لیکن پھر قیامت اتنی جلدی قائم ہو جائے گی کہ دو شخصوں نے کپڑا کھولا ہوگا لیکن وہ اس کپڑے کو فروخت نہ کرسکیں گے نہ تہہ کر

سکیں گے کہ قیامت ہوجائے گی اور کسی نے اونٹنی کا دودھ دوہا ہوگا لیکن وہ اس کو پی نہ سکے گا کہ قیامت ہوجائے گی اور کوئی شخص جانوروں کے حوض کو لیپتا ہوگا لیکن جانور کو پانی نہ پلا پائے گا کہ قیامت آجائے گی۔ کسی شخص نے منہ میں ڈالنے کو لقمہ اٹھایا ہوگا لیکن وہ نہ کھا سکے گا کہ قیامت قائم ہوجائے گی۔(تفسیر نعیمی)

(۶۶) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک کے دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ایک چمڑے کے خیمے میں آرام فرما رہے تھے۔ ارشاد فرمایا: قیامت سے پہلے چھ چیزیں شمار کرلینا: ایک میری وفات' پھر بیت المقدس کی فتح' پھر لوگوں میں ایسی وبا کا پھیل جانا جیسے بکریوں میں پھیل جاتی ہے' پھر مال کا اس کثرت سے ہونا کہ اگر کسی شخص کو سو دینار بھی دیے جائیں تو وہ اس سے ناخوش ہوگا' پھر ایسے فتنے کا واقع ہونا جس سے عرب کا کوئی گھر خالی نہ رہے گا' پھر تم لوگوں میں اور رومیوں میں صلح ہوگی۔ جس وقت وہ تمھارے پاس عذر کے واسطے آئیں گے تو اسّی نشانوں (جھنڈوں) کے نیچے ہوں گے ہر نشان کے نیچے بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔(تفسیر نعیمی)

(۶۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا' جہالت بہت کثرت سے ہوگی' زنا اور شراب نوشی کی بہتات ہوگی' مرد کم اور عورتیں زیادہ ہوں گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی حفاظت کرنے والا ایک مرد ہوگا۔(تفسیر نعیمی)

(۶۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک فرات نہر میں سے سونے کا پہاڑ نہ ظاہر ہوجائے اور اس خزانے پر آپس میں قتل و غارت گری نہ شروع ہوجائے یہاں تک کہ سو آدمیوں میں سے ایک ہی باقی رہے اور ان میں سے ہر ایک شخص کا خیال ہو کہ میں حق پر ہوں' میں ہی حق پر ہوں۔(تفسیر نعیمی)

(۶۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور سرورکونین ﷺ نے فرمایا:

قیامت اس وقت قائم ہوگی جب زمانہ چھوٹا ہو جائے گا یعنی ایک سال ایک ماہ کے برابر اور مہینہ ایک ہفتے کی طرح اور ایک ہفتہ ایک دن کی طرح اور ایک دن ایک گھڑی کی طرح اور ایک گھڑی آگ بھڑکنے کی طرح ہوگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب غنیمت کے مال کو دولت خیال کیا جانے لگے اور امانت کو غنیمت شمار کیا جانے لگے اور زکوٰۃ کو جرمانہ تصور کیا جائے اور علم کو دنیا کے واسطے حاصل کیا جائے اور مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرنے لگے اور ماں کی نافرمانی اور اپنے دوست سے خلوص اور باپ سے دوری اور مسجدوں میں خوب زور سے آوازیں نکلنا شروع ہو جائیں اور قوم کے سردار فاسق ہو جائیں اور ذلیل شخص چودھری بن جائے اور ناچ گانے اور شراب کی کثرت ہو اور اس امت کے آخری لوگ بزرگوں کو برا بھلا کہیں تو اس وقت ایک سرخ رنگ کی آندھی اور زلزلے اور زمین کے اندر دھنسنے اور صورتوں کے بگڑنے اور پتھر برسنے اور اس کے علاوہ بہت سی نشانیوں کے ایک کے بعد ایک ظاہر ہونے کا انتظار کرنا کیونکہ پھر یہ نشانیاں ایسے واقع ہوں گی جیسے کوئی لڑی ٹوٹ جائے اور اس کے دانے لگاتار گرنے لگیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۱) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلی جو نشانی قیامت کی ہوگی وہ مغرب سے سورج کا نکلنا ہے' پھر چاشت کے وقت دابۃ الارض کا نکلنا۔ اور جو نشانی پہلے ہوتی جائے گی اس کی بہن بھی اس کے پیچھے قریب ہوتی جائے گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۲) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: تم کو معلوم ہے کہ جب سورج چھپ جاتا ہے تو کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانیں۔ فرمایا: عرش کے قریب جا کر سجدہ کرتا ہے اور پھر طلوع ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے اور اس کو اجازت دے دی جاتی ہے۔ بہت جلد ایسا وقت آنے والا ہے کہ سجدہ کرے اور سجدہ قبول نہ ہو اور اجازت کا خواہاں ہو اور اجازت نہ دی جائے بلکہ حکم ہو کہ جا جہاں سے تو آیا ہے ادھر

ہی پلٹ جا۔ لہٰذا سورج مغرب کی سمت سے نکلے گا۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: والشّمس تجری لمستقر لھا فرمایا: آفتاب کا استقرار عرش کے نیچے ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۳) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: دجال ایک آنکھ سے کانا ہے اس کے بال گھنگریالے ہیں اس کے ہمراہ آگ ہے اور باغ ہے۔ جو آگ ہے وہ حقیقت میں جنت ہے اور جو باغ ہے وہ حقیقت میں آگ ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۷۴) رسول اللہ ﷺ نے ایک بار دجال کا ذکر کرتے ہوئے صحابہ کرام کو ہدایت فرمائی کہ تم میں سے جس شخص کو دجال کا زمانہ ملے تو سورہ کہف کی شروع کی آیتیں پڑھ کر پھونکے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال شام اور عراق کے ایک راستے میں سے نکلے گا۔ وہ دائیں بائیں فساد کرتا پھرے گا۔ اے اللہ کے بندو! تم ثابت قدم رہنا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ زمین میں کب تک رہے گا؟ ارشاد فرمایا: چالیس روز تک۔ ایک دن ایک سال کا ہوگا اور ایک روز ایک ماہ کا اور ایک دن ایک ہفتے کا اور باقی دن اپنے معمولی طریقے پر ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جو دن ایک سال کے برابر ہوگا اس میں ہمیں ایک وقت کی نماز کافی ہوگی؟ فرمایا: نہیں۔ اس میں اندازہ کر کے پڑھنا۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کا زمین میں چلنا پھرنا کس صورت میں ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اس بارش کی طرح جسے ہوا اڑا کر لاتی ہے۔ وہ ایک قوم کے پاس جا کر ان کو اپنی عبادت کی طرف بلائے گا۔ یہ لوگ اس کے قول پر ایمان لے آئیں گے۔ تب وہ آسمان سے کہے گا کہ پانی برسا۔ وہ پانی برسائے گا۔ اور زمین اس کے حکم سے سبزہ اگائے گی۔ اس وقت ان کے مویشی خوب موٹے تازے کوکھیں بھرے ہوئے موٹے موٹے تھن والے ہو کر آئیں گے۔ پھر وہ ایک قوم کے پاس آئے گا لیکن وہ لوگ اس کی باتوں کو اس کے منہ پر مار دیں گے۔ وہ وہاں سے واپس چلا آئے گا۔ لیکن یہ لوگ صبح تک مفلسی کی حالت

میں ہو جائیں گے۔ دجال ایک ویرانے میں آ کر کہے گا کہ اپنے خزانے نکال۔ وہ اپنے خزانے نکال دے گا۔ یہ خزانے اس کے پیچھے پیچھے شہد کی مکھیوں کی طرح چلیں گے۔ وہ پھر ایک ایسے شخص کو بلائے گا جو جوانی میں بھرا ہوگا۔ اس کو تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دے گا۔ پھر اسے آواز دے گا۔ وہ شخص ہنستا ہوا اس کے پاس آئے گا۔ اس وقت اس کے چہرے پر بہت رونق ہوگی۔ غرض یہ کہ ایسے کام کرتا پھرے گا کہ اتنے میں اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو روانہ فرمائے گا۔ وہ دمشق کے مشرقی جانب کے سفید منارے پر زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کاندھوں ہات رکھے ہوئے نازل ہوں گے ان کے سر سے پانی کے قطرے گرتے ہوں گے۔ جس وقت سر جھکائیں گے تو پسینہ کی طرح ان کے سر سے پانی ٹپکے گا اور جب وہ سر اٹھائیں گے تو موتی اور چاندی کے دانوں کی طرح وہ قطرے گریں گے۔ جس کافر کو ان کی سانس پہنچے گی وہ فوراً مر جائے گا۔ ان کی سانس وہاں تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر جائے گی۔ وہ آ کر دجال کو تلاش کرتے کرتے باب کے قریب گھیر لیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک ایسی قوم آئے گی جسے اللہ تعالیٰ نے دجال کے فتنے سے محفوظ رکھا ہوگا۔ حصرت عیسیٰ علیہ السلام اس قوم کے چہروں پر شفقت سے ہات پھیریں گے اور ان کے سامنے جنت کے درجوں کا بیان فرمائیں گے۔ یہ لوگ اسی حالت میں ہوں گے کہ اللہ کی طرف سے حضرت عیسیٰ کو وحی ہوگی کہ میں اپنے ایسے بندوں کو نکالتا ہوں جن سے لڑائی کی کسی شخص کو طاقت نہیں۔ لہذا تم میرے ان بندوں کو لے کر کوہ طور پر محفوظ ہو جاؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہم راہیوں کو لے کر کوہ طور پر محصور ہو جائیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو باہر نکالے گا اور وہ ہر مقام سے دوڑ پڑیں گے۔ ان کے اوّل گروہ کا گزر دریائے طبری پر ہوگا۔ یہ اس کا تمام پانی پی کر خشک کر دیں گے۔ پھر اس مقام پر دوسرے گروہ آئیں گے اور کیچڑ دیکھ کر کہیں گے کہ شاید اس جگہ پر پہلے کبھی پانی تھا۔ یہ کہہ کر آگے کو روانہ ہو جائیں گے اور جبل احمر کے قریب پہنچیں گے۔ یہ بیت المقدس کا پہاڑ ہے اور پھر آپس میں کہیں گے کہ جو لوگ زمین پر آباد تھے انھیں تو ہم نے فنا کر دیا اب ہمیں چاہیے کہ

آسمان والوں کو بھی قتل کر ڈالیں۔ لہذا وہ اپنے تیروں کو آسمان کی طرف پھینکیں گے۔ اللہ تعالیٰ انھیں دکھانے کے لیے وہ تیر خون میں رنگ دے گا۔ اس پورے عرصے میں عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی طور میں محصور رہیں گے یہاں تک کہ ایک بکری کی سری بھی ان کے واسطے سو اشرفیوں سے زیادہ بہتر ثابت ہوگی۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی قوم پر بیماری مسلط فرمائے گا جو گردن میں پیدا ہوگی اور صبح کے وقت سب ایسے مرے ہوئے ہوں گے جیسے ایک آدمی مر جائے۔
اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی فوج کے ساتھ کوہ طور سے نیچے تشریف لائیں گے۔ اس وقت ان کو بالشت بھر زمین بھی بدبو اور چربی سے خالی نہیں ملے گی۔ تب وہ اپنے ساتھیوں سمیت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعا سے ایسی چڑیاں روانہ کرے گا جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی طرح ہوں گی۔ یہ چڑیاں لاشوں کو اٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا پھینک دیں گی۔ مسلمان ان کے تیر کمان سات برس تک استعمال کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش نازل فرمائے گا کہ مٹی کا کوئی مکان اور ان کا خیمہ ٹپکے بنا نہ رہ سکے گا۔ وہ بارش زمین کو آئینے کی طرح صاف کر دے گی۔ اس وقت زمین کو حکم ہوگا کہ اپنی برکتیں ظاہر کر دے اور جو پھل تجھ میں موجود ہوں سب اگا دے۔ وہ وقت ایسی برکت کا ہوگا کہ ایک انار کو پوری جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے کے سائے میں رہ سکیں گے۔ اسی طرح دودھ میں بھی بڑی برکت ہوگی چنانچہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک بڑی جماعت کو کافی ہوگا اور ایک بکری کا دودھ ایک چھوٹی جماعت کو۔ یہ لوگ ایسی حالت میں بسر کرتے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی پاکیزہ ہوا مبعوث فرمائے گا کہ وہ ہر مومن کی بغل میں پہنچ کر ان کی روحیں قبض کر لے گی اور شریر لوگ رہ جائیں گے جو عورتوں سے ایسی صحبت کریں گے جیسی گدھے کرتے ہیں۔ انھی لوگوں پر قیامت قائم ہو جائے گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب دجال نکلے گا تو ایک مومن اس کی طرف متوجہ ہوگا۔ پہلے اس شخص سے دجال کے کچھ

ہتھیار بند محافظوں کی ملاقات ہوگی۔ وہ اس شخص سے پوچھیں گے کہاں کا ارادہ ہے؟ یہ کہے گا: اس شخص کے پاس جا رہا ہوں جس کے خروج کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ وہ کہیں گے: ہمارے رب پر ایمان کیوں نہیں لے آتے؟ یہ کہے گا: میرا رب پوشیدہ ہے جو میں اس خبیث پر ایمان لاؤں؟ دجال کے محافظین یہ سن کر آپس میں کہیں گے: اسے قتل کر ڈالو۔ دوسرے آپس میں کہیں گے: کیا تمھارے خدا نے یہ نہیں کہا ہے کہ ہماری اجازت کے بنا کسی کو قتل نہ کرنا۔ وہ لوگ اس مومن کو دجال کے پاس لائیں گے۔ جب وہ مومن دجال کو دیکھے گا تو کہے گا یہی دجال ہے جس کی خبر رسول پاک ﷺ نے دی تھی۔ دجال اسے زخمی کرنے کا حکم دے گا۔ اسے زخمی کر دیا جائے گا۔ پھر دجال کہے گا اس کو مارو۔ تب اسے لٹا کر ماریں گے۔ دجال کہے گا: اب بھی تو مجھ پر ایمان نہیں لائے گا؟ وہ کہے گا: تو مسیح کذاب ہے۔ دجال حکم دے گا: اسے آرے سے چیر ڈالو۔ اس وقت اسے آرے سے چیر ڈالا جائے گا اور دو ٹکڑے کر دیے جائیں گے۔ دجال ان دونوں ٹکڑوں کے بیچ سے گزرے گا اور کہے گا: اٹھ جا۔ وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔ دجال کہے گا: اب بھی تو مجھ پر ایمان نہیں لائے گا؟ وہ کہے گا: اب تو مجھے تیرے دجال ہونے کا اور بھی پکا یقین ہو گیا ہے۔ راوی نے کہا ہے: پھر وہ مومن کہے گا: لوگو اب میرے بعد یہ کسی کے ساتھ ایسا کام نہیں کر سکے گا۔ اس وقت دجال اس مومن کو ذبح کرنے کے ارادے سے آئے گا تو اس کی گردن تانبے کی طرح ہو جائے گی اور اس کو کسی طرح اس مومن کو ذبح کر نے کی قدرت نہ ہوگی تب دجال اس کے ہات پاؤں پکڑوا کر اسے آگ میں پھکوا دے گا۔ لوگ تو خیال کریں گے کہ اسے آگ میں پھینکا ہے لیکن حقیقت میں وہ جنت میں ڈالا جائے گا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا شہید شمار کیا جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: دجال کے ہمراہ اصفہان کے ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ ان کا لباس ریشمی چادروں کا ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۸) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مدینے میں مسیح دجال کا خوف داخل نہ ہوگا۔ اس وقت مدینے کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے پہرہ دیتے ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: دجال ایک سفید گدھے پر نکلے گا جس کے کندھوں کے بیچ ستر ہات کا فاصلہ ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو اتنا پسینہ آئے گا کہ زمین پر ستر ہات کھڑا ہو جائے گا اور لگام کی طرح لوگوں کے ہونٹوں تک پہنچ جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں تو موت کو ایک مینڈھے کی صورت میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ایک شخص آواز دے گا: اے جنت والو اب موت نہیں ہے اور اے دوزخ والو اب موت نہیں ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۲) حشر کے دن نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی اونٹنی عضبا پر سوار ہوں گی اور خود رسول اکرم ﷺ براق پر تشریف رکھیں گے کہ اس روز سب نبی رسولوں سے الگ خاص آپ کو ہی عطا ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا ایک خواب ہے اس کی تعبیر مرنے کے بعد معلوم ہوگی۔ (گلدستہ طریقت)

(۸۴) سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا: میرا رب میرے غلاموں کے لیے پل صراط کی راہ کہ پندرہ ہزار برس کی ہے اتنی مختصر کر دے گا کہ پلک جھپکتے گزر جائیں گے یا جیسے بجلی کوند گئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۵) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر بچے کی ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے

وہ بنایا گیا ہے یہاں تک کہ اسی میں دفن کیا جائے۔ میں اور ابوبکر اور عمر ایک مٹی سے بنے ہیں اسی میں دفن ہوں گے۔(تفسیر نعیمی)

(۸۶) حضور ﷺ نے فرمایا کہ حشر کا دن کہ پچاس ہزار سال کا ہے میرے غلاموں کے لیے اس سے کم دیر میں گزر جائے گا جتنی دیر میں دو رکعت فرض پڑھتے ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۸۷) سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لیے میری امت کی عمریں کم کیں تاکہ دنیا کی مکاریوں سے جلد خلاصی پاجائیں۔ گناہ کم ہوں اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں تک جلد پہنچیں۔(تفسیر نعیمی)

(۸۸) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی جان' اولاد' مال اور خادموں کو بددعا نہ دیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بددعا اللہ کے کسی ایسے خاص وقت میں واقع ہو جائے جو قبولیت کا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۸۹) امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: قیامت میں چار طرح کی گواہیاں ہوں گی: ایک فرشتوں کی' دوسری نبیوں رسولوں کی' تیسری امت محمدیہ کی' اور چوتھی آدمی کے اپنے اعضاء کی۔(تفسیر کبیر)

(۹۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمیوں میں لگائی بجھائی کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں آگ مسلط کر دے گا جو قیامت تک جلاتی رہے گی۔(تفسیر نعیمی)

(۹۱) سرور عالم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے عمر بھر میں ایک بار غیبت کی ہوگی' اللہ تعالیٰ اسے طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کرے گا۔ ایک' خدا کی رحمت سے دور رہے گا۔ دوسرے فرشتے اس سے دور رہیں گے۔ تیسرے جان مشکل سے نکلے گی۔ چوتھے دوزخ سے قریب ہو جائے گا۔ پانچویں جنت سے دور ہو جائے گا۔ چھٹے قبر کا عذاب سخت ہوگا۔ ساتویں عمل نابود ہو جائیں گے۔ آٹھویں رسول اللہ ﷺ کی روح کو اس سے ایذا ہوگی۔ نویں اس پر خدا کا غصہ ہوگا۔ دسویں قیامت کے دن جب عمل تولے جائیں گے اس وقت وہ مفلس رہ

جائے گا۔(تفسیر نعیمی)

(۹۲) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: غیبت کرنے والے' نکتہ چینی کرنے والے' ادھر کی ادھر لگانے والے' نیکوں میں عیب تلاش کرنے والے قیامت کے دن کتوں کی صورت میں اٹھیں گے۔(تفسیر نعیمی)

(۹۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسی کھڑکیاں ہیں جن کا باہری حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت رکھنے والوں' اللہ تعالیٰ کے لیے باہم ملنے جلنے والوں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہیں۔(طبرانی)

(۹۴) رسول خدا ﷺ نے فرمایا: لوگوں کا حال جب یہ ہو جائے کہ وہ ظالم کو دیکھیں اور اس کا ہات نہ پکڑ سکیں تو پھر اللہ تعالیٰ کو ان پر عام عذاب بھیجتے دیر نہیں لگتی۔(تفسیر نعیمی)

(۹۵) حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تین طرح کے لوگ ایسے ہیں کہ قیامت کے دن ان سے نپٹنے والا میں خود ہوؤں گا۔ ایک تو وہ شخص جس نے میری قسم کھا کر کسی کو زبان دی اور پھر وعدے سے مکر گیا۔ دوسرا وہ جس نے کسی آزاد شخص کو بیچ کر اس کی قیمت وصول کی اور تیسرا وہ جس نے کسی مزدور کو اجرت پر بلایا اور اس سے پورا کام لینے کے بعد بھی اسے اس کی اجرت نہیں دی۔(بخاری شریف)

(۹۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمھیں ان لوگوں کی خبر نہ دوں جو قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب ہوں گے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ارشاد فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں' جو نرم عادتوں والے ہیں' جو الفت رکھتے ہیں اور الفت سکھاتے ہیں اور مہربانی کرنا' محبت کرنا' بہادری دکھانا' چشم پوشی کرنا' عیب چھپانا' دوسرے کی خطا سے درگزر کرنا' صبر کرنا' راضی رہنا' بشاشت و بردباری' تواضع' خیرخواہی' شفقت' کرم' جواں مردی' مروت' دوستی' آہستگی' عفو گناہ سے درگزر' سخاوت' جود و وفا' حیا' تکلف' کشادہ روئی' تمکین' وقار' رحم جو دوسروں کو دے اسے حقیر جاننا اور دوسروں سے ملے اسے بڑا سمجھنا' ان

کی عادتوں میں داخل ہو۔(تفسیر نعیمی)

(۹۷) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے میں اپنے بندے کے لیے دوخوف اور دوامن جمع نہیں کرتا۔ میں خوف دیتا ہوں تو قیامت کے دن امن میں رکھوں گا اور دنیا میں امن دیتا ہوں تو قیامت کے دن خوف میں مبتلا کروں گا۔(تفسیر نعیمی)

(۹۸) کچھ علما کا قول ہے کہ عذاب روح پر ہوتا ہے بدن پر نہیں۔ کچھ اس کے برعکس کہتے ہیں۔ کچھ کی رائے یہ ہے کہ عذاب کا تعلق روح اور بدن دونوں سے ہے۔ کچھ کہتے ہیں کہ اللہ اس پر قادر ہے کہ میت میں اس قدر حیات کا مادہ پیدا کردے کہ وہ الم اور عیش کا مزہ چکھ سکے اور اس کے بدن میں وہ روح نہ ڈالے جسے دوبارہ نکالنا پڑے۔ کچھ علما کا کہنا ہے کہ سوال روح سے ہوتا ہے جسم سے نہیں۔ کچھ کا خیال ہے کہ میت کے بدن میں وہ روح ڈالی جاتی ہے جو دنیا میں تھی اور اسے اٹھا کر سوال کیا جاتا ہے۔ کچھ کا قول ہے کہ فقط سینے تک روح ڈالی جاتی ہے۔ کچھ کہتے ہیں کہ روح کفن اور جسم کے بیچ رہتی ہے۔ اہل علم کے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ آدمی قبر کے عذاب کا اقرار کرے لیکن اس کی کیفیت معلوم کرنے کی کوشش نہ کرے۔(نزہۃ القاری)

(۹۹) رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں: قبروں سے اٹھتے وقت تین فرقوں سے فرشتے مصافحہ کریں گے: ایک شہید' دوسرے رمضان میں عبادت کرنے والے' تیسرے عرفہ کے دن روزہ رکھنے والے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۰) حدیث میں ہے کہ دس آدمیوں کو زمین نہیں کھاتی: نبی کو' غازی کو' عالم کو' شہید کو' قرآن کے حافظ کو' مؤذن کو' نفاس میں مرنے والی عورت کو' مظلوم کو' مقتول کو اور جمعہ کے دن یا رات میں مرنے والے کو۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۱) حدیث شریف میں ہے کہ جب دوزخی دوزخ میں جاچکیں گے تو شیطان کے لیے آگ کا منبر بچھایا جائے گا' آگ کے کپڑے پہنائے جائیں گے' آگ کا تاج سر پر رکھا جائے گا' آگ کی بیڑیاں ڈالی جائیں گی پھر حکم ہوگا کہ اس منبر پر چڑھ کر دوزخیوں کو خطاب

کرے۔ چنانچہ شیطان منبر پر چڑھ کر دوزخیوں کو پکارے گا۔ تمام دوزخی آواز سن کر اس کی طرف متوجہ ہوجائیں گے۔ شیطان خطبہ پڑھے گا: اے کافرو اور منافقو! اللہ تعالیٰ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا کہ پہلے تم سب مروگے پھر زندہ ہوکر محشر کے میدان میں جاؤ گے۔ پھر حساب کتاب ہوگا پھر ایک فرقہ جنتی ہوگا ایک دوزخی۔ تمھیں گمان تھا کہ ہم ہمیشہ دنیا ہی میں رہیں گے۔ مجھے تم پر حکومت حاصل نہ تھی فقط وسوسے ڈالا کرتا تھا۔ تم میرے کہنے میں آگئے۔ یہ گناہ میرا نہیں تمھارا ہے۔ مجھے برا مت کہو اپنے آپ کو برا کہو۔ تم نے خالق کل یعنی اللہ عزوجل کی عبادت نہ کی۔ آج نہ میں تم کو عذاب الٰہی سے بچا سکتا ہوں اور نہ تم مجھ کو۔ میں آج تم سے بے زار ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ٹھکرایا ہوا ہوں۔ دوزخی یہ خطبہ سن کر شیطان پر لعنت بھیجیں گے اور فرشتے آگ کے نیزے مار مار کر اسے منبر پر سے اتار دیں گے اور دوزخ میں گرادیں گے۔ اس کے بعد شیطان اپنی جماعت کے ساتھ ہمیشہ اسفل السافلین میں رہے گا اور فرشتے ندا کریں گے کہ اب نہ تم کو موت ہے نہ راحت۔ ابدالآباد تک دوزخ میں ہی پڑے رہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۲) حشر کے دن رب تبارک وتعالیٰ ندا فرمائے گا کہ شیطان ملعون کہاں ہے؟ چنانچہ شیطان حاضر ہوکر عرض کرے گا کہ الٰہی تو تو حاکم اور عادل ہے۔ میرے لشکریوں' مؤذنوں' قاریوں' مصاحبوں' وزیروں' فقیہوں' خزانچیوں' تاجروں' نقارچیوں' حاشیہ نشینوں کو میرے حوالے کردے۔ حکم ہوگا: اے ذلیل! تیرا لشکر کیسا؟ عرض کرے گا: حریص لوگ میرے لشکری' خوش آواز میرے مؤذن' گوّیے میرے قاری' بدن کو گودنے اور گودوانے والے میرے مصاحب' مصیبت زدوں پر ہنسنے والے اور مزے کے کھانے چکھنے والے میرے فقیہ' نشہ کی چیزیں کھانے پینے والے اور زکوٰۃ نہ دینے والے میرے خزانچی' ساز بیچنے والے میرے تاجر' دف اور طبلہ بجانے والے میرے نقارچی' شراب کے لیے انگور کی کھیتی کرنے والے میرے حاشیہ بردار ہیں۔ اس کے بعد ایک اژدہا نکلے گا جس کی گردن ستر برس کی راہ جتنی لمبی ہوگی اور وہ ان سب کو جمع کرکے دوزخ کی آگ کی طرف ہنکادے گا۔(تفسیر

نعیمی)

(۱۰۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ایسے ہیں جن کے بیٹھنے کو قیامت کے دن منبر بچھایا جائے گا۔ ان کے چہرے نورانی ہوں گے جب کہ وہ پیغمبروں اور شہیدوں میں سے نہ ہوں گے۔ مگر پیغمبر اور شہید ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا خدا کے واسطے دوستی رکھنے اور خدا کے واسطے ملاقات کرنے والے' خدا کے لیے باہم اٹھنے بیٹھنے والے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۴) بڑے دجال کی ایک آنکھ اور ایک پلک بالکل نہ ہوگی بلکہ وہ جگہ بالکل ہموار ہوگی۔ اس کی پیشانی کے بیچوں بیچ کافر لکھا ہوگا جسے صرف ایمان والے پڑھ سکیں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۵) حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سات' آٹھ یا نو سال ہوگی۔ اس کے بعد آپ کا وصال ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازے کی نماز پڑھائیں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد قبیلہ قحطان میں سے ایک شخص جہجاہ نامی یمن کے رہنے والے آپ کے خلیفہ ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۷) دابۃ الارض صفا پہاڑی سے نکلے گا۔ یہ عجیب شکل کا جانور ہوگا۔ چہرے میں آدمی سے' گردن میں اونٹ سے' دم میں بیل سے' سرین میں ہرن سے' سینگ میں بارہ سنگھے سے' ہاتوں میں بندر سے اور کانوں میں ہاتھی سے ملتا جلتا ہوگا۔ اس کے ایک ہات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور دوسرے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۸) قیامت کے قریب حبشیکے کافروں کا غلبہ ہوگا۔ وہ خانہ کعبہ کو ڈھادیں گے' حج موقوف ہوجائے گا' قرآن مجید دلوں' زبانوں اور کاغذوں سے اٹھ جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نزول کے بعد امت محمدیہ کی تعظیم کی جہت سے

امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۰) دمِ عیسیٰ کی یہ خاصیت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر پہنچے گی وہاں تک سانس بھی پہنچے گی اور جس کافر تک پہنچے گی وہ ہلاک ہوجائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۱) جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت ان کی تمام اولاد میں سے سوائے حضور ﷺ کے کسی اور کے نام پر نہ ہوگی۔ چنانچہ انھیں ابو محمد کہا جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۲) حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: آخر زمانے میں ایک قوم ظاہر ہوگی جو ہمارے گروہ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے گی حالانکہ وہ ہمارے گروہ میں نہ ہوں گے۔ ان کا ایک برا لقب ہوگا۔ لوگ انھیں رافضی کہیں گے جب تم ان سے ملو تو انھیں قتل کرڈالنا اس لیے کہ وہ مشرک ہیں۔ (سبع سنابل شریف)

(۱۱۳) بستان فقیہ ابو اللیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخر زمانے میں ایک قوم ہوگی جس کو رافضی کہا جائے گا۔ وہ لوگ حقیقی اسلام چھوڑ دیں گے البتہ زبان سے نام اسلام کا لیں گے۔ پس تم لوگ انھیں قتل کرڈالنا اس لیے کہ وہ مشرک ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ہارون رشید نے ان لوگوں کو اسی حدیث شریف کے ماتحت قتل کرایا۔ (سبع سنابل شریف)

(۱۱۴) امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر کل قیامت کے روز یہ فرمان ہو کہ ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کی تمام امت کو بہشت میں بھیجیں گے اور ایک شخص کو دوزخ میں' تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ ایک شخص میں ہی نہ ہوں۔ (سبع سنابل شریف)

(۱۱۵) مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ قیامت قریب ہے اور اس سے بھی قریب موت۔ واجب توبہ ہے اور گناہ سے دور رہنا اس سے بھی زیادہ واجب۔ عجیب دنیا ہے اور دنیا کا طالب اس سے بھی عجیب۔ قبر میں داخل ہونا مشکل ہے مگر اس سے بھی مشکل ہے قبر میں بنا توشے کے جانا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۶) رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: بہت جلد ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ انسان جب اپنے گھر کو لوٹے گا تو اس کے جوتے اور کوڑا بتائے گا کہ تمھارے گھر سے جانے کے بعد گھر

والوں نے کیا کیا۔(مشکوٰۃ شریف)

(۱۱۷)حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن مومن کے ترازو میں سب سے وزنی چیز اس کی خوش اخلاقی ہوگی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۸)قبر کا حساب ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کے زمانے سے شروع ہوا۔پچھلی امتوں میں نہ تھا۔نہ ان سے اپنے نبی کی پہچان کرائی جاتی تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۹)علماء دنیا کا تعویذ ہیں۔علما کے اٹھنے سے اسلام اٹھ جائے گا اور قیامت برپا ہو جائے گی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲۰)حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دنیا میں دو کام نہ ہولیں۔غنیمت پر خوشی نہ رہے اور میراث کی صحیح تقسیم نہ ہو۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲۱)روایت ہے کہ قیامت زمین فلسطین میں قائم ہوگی مگر اس دن وہ زمین یہ نہ ہوگی بلکہ سفید چاندی کی سی ہوگی اور روشنی تجلیات الٰہی کی ہوگی نہ کہ چاند سورج کی۔سارے بندوں کا حساب نہ ہوگا۔کچھ بندے بنا حساب کتاب ہی بخشے جائیں گے۔جن کا حساب ہوگا انھی کے اعمال کا وزن ہوگا۔جن کا حساب نہیں ہوگا ان کے اعمال کا وزن بھی نہیں۔(روح البیان)

(۱۲۲)حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا' نہ ان کی طرف رحمت کی نظر فرمائے گا' نہ انھیں معافی دی جائے گی بلکہ ان کے لیے بڑا سخت عذاب ہے۔یہ لوگ بڑے نقصان اور خسارے میں گرنے والے ہیں۔ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ لوگ کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: فخر سے اپنا لباس لٹکا کر چلنے والا' احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنے والا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲۳)حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: قیامت کے دن لوگوں سے پہلے قتل کا حساب لیا جائے گا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲۴)نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کی عمر ساٹھ سال سے ستر سال تک رہے گی اور اس سے زیادہ عمر والے آدمی بہت کم ہوں گے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲۵)حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کے قلیل رزق پر راضی رہے گا' اللہ تعالیٰ اس کے قلیل عمل پر راضی ہوگا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲۶)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت جلد فرات نہر میں سونے کا خزانہ ظاہر ہوگا۔جو شخص اس وقت میں موجود ہو اسے خزانے میں سے کچھ نہیں لینا چاہیے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲۷)حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کے گنہگار ہزار برس تک دوزخ کی آگ میں جل کر پکاریں گے: یا اللہ۔پھر ہزار برس کے بعد ندا کریں گے: یا قیوم۔پھر ہزار برس کے بعد کہیں گے: یا رحمٰن۔پھر ہزار برس کے بعد چلائیں گے: یا رحیم۔پھر ہزار برس بعد پکاریں گے: یا حنان۔پھر ہزار برس بعد آواز دیں گے: یا منان۔پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا: اے جبرئیل! دوزخ کی آگ نے امت محمدیہ کے گنہگاروں کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ وہ عرض کریں گے: الٰہی تو چھپی باتوں کو جانتا ہے تو ان کے حال سے دانا و بینا ہے۔میرے کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جبرئیل! جاؤ اور دیکھو کہ ان کا کیا حال ہے؟ اب ہمارے رحم کا وقت آگیا ہے۔رب جلیل کا حکم سنتے ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام دوزخ کے داروغہ مالک کے پاس جائیں گے۔مالک ان کی تعظیم کو اٹھیں گے اور پوچھیں گے: اے جبرئیل اس قہر کی جگہ پر آپ کیوں آگئے۔آپکی صورت رحم کی ہے اور میری صورت قہر کی۔جبرئیل علیہ السلام کہیں گے: بھلا تم نے امت محمدیہ کے گنہگاروں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ وہ جواب دیں گے: ان کا تو بہت برا حال ہے اور وہ تنگ مکان میں ہیں۔آگ ان کی ہڈیوں تک کو کھا گئی ہے گوشت پوست کچھ بھی باقی نہیں رکھا۔لیکن منہ اور دل سلامت رکھا ہے کہ اسی میں ایمان تھا۔پھر حضرت

جبرئیل علیہ السلام کہیں گے: مالک! میرے سامنے سے پردے ہٹا دو کہ میں ان کا حال دیکھ سکوں۔ پھر حجاب دور ہوگا۔ جبرئیل علیہ السلام دوزخیوں کو دیکھیں گے کہ برا حال ہے۔ جس وقت دوزخی جبرئیل علیہ السلام کو دیکھیں گے تو سب کہیں گے: سبحان اللہ کیا اچھی صورت کا فرشتہ آیا ہے۔ یہ فرشتہ ہمیں عذاب نہیں کرے گا۔ پھر دوزخی مالک سے پوچھیں گے: یہ خوب صورت فرشتہ کون ہے؟ مالک کہیں گے: کہ یہ جبرئیل امین ہیں۔ محمد ﷺ پر یہی وحی لاتے تھے۔ اب تمھاری خلاصی کے دن آ گئے ہیں۔ دوزخی جس وقت محمد ﷺ کا نام نامی سنیں گے تو پکاریں گے: یا محمداہ! پھر سب روتے ہوئے کہیں گے: اے جبرئیل ہمارا سلام محمد ﷺ تک پہنچا دو اور ہمارے اس برے حال سے انھیں آگاہ کرو کہ یارسول اللہ! آپ ہمیں بھول گئے اور ہمیں دوزخ میں چھوڑ دیا۔ ہم کئی سال دوزخ میں جلے۔ یہ حال سنتے ہی جبرئیل علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے جبرئیل! تو نے کس طرح محمد کی امت کا حال دیکھا؟ عرض کریں گے: یارب تو ان کے حال سے بخوبی واقف ہے۔ وہ تنگ مکان میں ہیں۔ سارا بدن ان کا آگ کا ہوگیا ہے۔ پھر پوچھے گا: تجھ سے امت محمد یہ نے کچھ سوال بھی کیا؟ عرض کریں گے: ہاں اے رب! امت محمد یہ نے کہا ہے کہ ہمارا سلام محمد ﷺ تک پہنچا دو اور ہمارے حال کی خبر دیدو۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم کرے گا: جاؤ محمد ﷺ کو امت کے حال کی خبر دیدو۔ جبرئیل علیہ السلام یہ سنتے ہی نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ روایت ہے کہ اس دن حضور ﷺ جنت کے درخت طوبیٰ کے تخت پر موتی کے خیمے میں بیٹھے ہوں گے اور اس خیمے کے چار ہزار دروازے سنہرے ہوں گے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام روکر عرض کریں گے: یارسول اللہ! میں آپ کی گنہگار امت کو دوزخ میں جلتا ہوا دیکھ آیا ہوں۔ کبیرہ گناہ کر کے مر گئے تھے اس لیے دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہیں۔ آپ کو سب نے سلام کہا ہے اور آپ کا نام لے کر فریاد کر رہے ہیں۔ حضور شفیع المذنبین ﷺ بے اختیار رو کر کہیں گے: لبیک یا امتی یعنی اے میری امت میں حاضر ہوں۔ پھر حضرت عرش معلیٰ کے نیچے تشریف لائیں گے اور سارے پیغمبر اور آپ کی امت کے متقی لوگ پشت مبارک کی طرف کھڑے ہوں گے۔ پھر

اللہ تعالیٰ کی اتنی حمد وثنا بیان کریں گے کہ ایسی حمد وثنا کبھی نہ کی ہوگی۔ پھر حضور ﷺ حمد وثنا کرتے ہوئے سجدے میں گر پڑیں گے۔ کچھ کہتے ہیں کہ سات دن سجدے میں رہیں گے۔ کچھ کہتے ہیں کہ چودہ دن رہیں گے۔ پھر حق سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا: اے حبیب! سر اٹھاؤ اور ہم سے سوال کرو۔ جو مانگو گے قبول کیا جائے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ روتے ہوئے عرض کریں گے: الٰہی میری امت کے لوگ دوزخ میں جل گئے ہیں اور اپنی سزا کو پہنچ گئے ہیں۔ الٰہی تو انھیں دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل فرما۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تمھاری شفاعت قبول فرمائی۔ اب جاؤ اور ان کو میرا سلام پہنچاؤ اور دوزخ سے ان سبھوں کو نکال لو جنھوں نے سچے دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا ہو۔ پھر جناب رسول مقبول ﷺ پیغمبروں اور متقیوں کے ساتھ دوزخ کی طرف جائیں گے۔ جس وقت مالک حضور ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھیں گے اس وقت تعظیم کے لیے منبر سے نیچے اتر آئیں گے۔ حضرت ﷺ پوچھیں گے: اے مالک! میری امت کا کیا حال ہے؟ عرض کریں گے: یارسول اللہ! برا حال ہے۔ وہ لوگ تنگ مکان میں عذاب میں مبتلا ہیں۔ پھر حضور ﷺ مالک سے دروازہ کھلوائیں گے۔ سارے دوزخی آپ کو دیکھ کر چلائیں گے: یارسول اللہ! آگ نے ہمارے بدن کے گوشت اور ہڈیوں کو خوب جلایا۔ کچھ لوگ کہیں گے: ہم زانو تک جل گئے۔ کوئی پکارے گا: یارسول اللہ! ہمیں دوزخ نے اس قدر جلایا کہ ہماری تمام ہڈیاں آگ کی ہو گئیں۔ کوئی پکارے گا: یا نبی اللہ! ہم سینے تک جل گئے۔ کوئی بولے گا: ہم سر سے پاؤں تک جل گئے۔ یارسول اللہ! آپ ہمیں بھول گئے۔ تب حضور ﷺ سب کو دوزخ سے نکالیں گے جن کا بدن کوئلے کی طرح کالا ہوگا۔ پھر آپ سب کو لے جا کر ایک درخت کے نیچے کھڑا کر دیں گے۔ اس وقت درخت کی جڑ سے نہر حیات جاری ہوگی۔ اس میں سب کو غسل دیں گے۔ جس وقت وہ لوگ نہر حیات سے نہا کر باہر نکلیں گے تو ان کا بدن چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا لیکن پیشانی پر لکھا ہوگا: ہم جہنمی قوم ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے آزاد کیا ہے۔ پھر سب بہشت میں داخل ہوں گے۔ جنت کے لوگ انھیں دیکھ کر آپس میں چرچا

کریں گے شاید اللہ تعالیٰ نے انھیں دوزخ سے نکالا ہے کیونکہ ان کی پیشانیوں پر لکھا ہے ہم جہنمی قوم ہیں۔ جہنم سے آزاد کیے گئے ہیں۔ تو یہ خطاب انھیں برا معلوم ہوگا۔ عرض کریں گے: الٰہی جس طرح تو نے ہمیں دوزخ سے آزاد کیا ہے اسی طرح ہمیں اس خطاب سے بھی آزاد کردے۔ اللہ تعالیٰ اس لکھے ہوئے کو ان کی پیشانی سے دور فرمائے گا۔ پھر کوئی نہ کہے گا کہ یہ لوگ دوزخ سے آئے ہیں۔ جس وقت کافر دیکھیں گے کہ مسلمانوں کی یہ قوم دوزخ سے نکل کر بہشت میں گئی تو سب لوگ بول اٹھیں گے: اے کاش کہ ہم بھی ایمان دار مسلمان ہوتے تو ہم بھی اسی طرح دوزخ سے نکل کر بہشت میں جاتے اور اس طرح ہمیشہ کے لیے دوزخ میں نہ رہتے۔ (نزہۃ المجالس)

(۱۲۸) حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنتی مرد عورتیں ہمیشہ پینتیس سال کے جوان رہیں گے۔ ان کا قد آدم علیہ السلام کی طرح ساٹھ ہات کا ہوگا۔ بنا داڑھی کے ہوں گے۔ سب کی آنکھیں سرگیں ہوں گی۔ ہر ایک کے جسم پر ستر جوڑے ہوں گے ہر جوڑے کا رنگ الگ ہوگا اور وہ جوڑے ایسے شفاف ہوں گے کہ ان کا سب رنگ اوپر سے نظر آئے گا۔ روزانہ ان کا حسن و جمال بڑھے گا۔ نہ کبھی بوڑھے ہوں گے نہ دبلے پتلے کمزور اور نہ کبھی ان کے کپڑے میلے ہوں گے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۹) فقہائے کرام کا کہنا ہے کہ نومسلم اور پرانے مسلمان ایمان میں برابر ہیں۔ سب کا حشر ایک ساتھ ہی ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۰) حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! شریعت کے احکام لوگوں تک پہنچاتے رہو۔ جب لوگوں کا یہ حال ہوجائے کہ بخل کی پیروی کرنے لگیں، ہر شخص اپنی رائے کو پسند کرے، دنیا کی فکر میں پڑ کر آخرت کو بھول جائے تو تم اپنی فکر کرنا۔ لوگوں کی فکر چھوڑ دینا۔ ایک زمانہ ایسا آرہا ہے جب کہ ایمان پر قائم رہنا ہات میں آگ لینے سے بھی زیادہ دشوار ہوجائے گا۔ جو اس زمانے میں صبر کرے اسے پچاس مومنوں کا ثواب ملے گا۔ کسی نے پوچھا کہ اس زمانے کے پچاس کا یا آج کل کے پچاس کا؟

فرمایا: آج کل کے پچاس یعنی پچاس صحابہ کرام کا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۱) حضور اکرم ﷺ نے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تھا: ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن دوسرے لوگ ایمان ساتھ لائیں اور تم نرا نسب۔ (سبع سنابل شریف)

(۱۳۲) مفسرین کرام کا قول ہے کہ قیامت میں صور تین بار پھونکا جائے گا۔ پہلی بار میں تمام مخلوق گھبرا جائے گی انھیں اپنی موت کا یقین ہوجائے گا۔ دوسری بار میں تمام زندگی فنا ہو جائے گی۔ تیسری بار میں تمام چیزیں پیدا کی جائیں گی۔ (تفسیر ابن کثیر) مگر اکثر مفسرین فرماتے ہیں کہ صور دو بار پھونکا جائے گا۔ پہلی بار میں پہلے تو تمام مخلوق گھبرا جائے گی پھر فنا ہو جائے گی۔ دوسری بار میں زندہ ہوگی۔ صور کے دونوں بار پھونکے جانے کے بیچ چالیس سال کا فاصلہ ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۳) انسان کے چار مقامات ہیں: (۱) عالم ارواح۔ (۲) دنیا۔ (۳) برزخ اور محشر اور (۴) جنت و دوزخ۔ ان چار زندگیوں میں دوسرے نمبر کی زندگی یعنی دنیا کی زندگی اعمال کمانے کی ہے باقی تین زندگیوں میں اعمال نہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۴) قیامت کے دن سارے انسان اپنی قبروں سے کفن میں ملبوس اٹھیں گے پھر ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ میدان محشر یعنی شام کی زمین تک جائیں گے۔ مگر اس دن ہیبت الٰہی کا یہ عالم ہوگا کہ کوئی کسی کی طرف نہ دیکھ سکے گا۔ سب کی نظریں آسمان کی طرف لگی ہوں گی گویا ہیبت الٰہی لوگوں کا پردہ ہوگی مگر مومنوں کی یہ عریانی یعنی ننگا ہونا عارضی ہوگا۔ محشر میں پہنچنے پر ان کے جسموں پر قدرتی طور پر لباس آجائے گا۔ کافر لوگ دوزخ میں کچھ تو ننگے ہوں گے اور کچھ کو آگ کا لباس پہنایا جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۵) اسلامی شفاعت میں چار شرطیں ہیں جس کے علاوہ شفاعت ماننا کفر اور بے دینی ہے۔ (۱) شفیع حاکم کا نرا ماتحت نہ ہو نہ اس کی برابر ہو نہ اس سے بڑا۔ (۲) شفیع حاکم کا اجنبی یا دشمن نہ ہو بلکہ حاکم کے دربار میں اس کی عزت ہو یا محبت۔ (۳) وہ جرم جس کی معافی کی شفاعت ہو وہ بخشش کے قابل ہو۔ (۴) شفاعت قانون کے ماتحت نہ ہو کہ وہ تو وکالت ہے

بلکہ قانون کے علاوہ عفو وکرم کی درخواست کے طور پر ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۶) کافر کے چار دشمن ہیں: مال' اہل' اولاد اور دوست۔ یہ سب چیزیں اسے مرتے ہی چھوڑ دیتی ہیں۔ مومن کے چار دوست ہیں: کلمہ شہادت' نماز' روزہ اور اللہ کا ذکر۔ یہ سب چیزیں مومن کے ساتھ قبر میں اور حشر میں رہتی ہیں اور اس کی شفاعت بھی کریں گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۷) صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ قیامت دو طرح کی ہے: جسمانی اور روحانی۔ جسمانی قیامت تین طرح کی ہے: قیامت صغریٰ یعنی چھوٹی قیامت۔ یہ ہر شخص کی اپنی موت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو مر گیا اس کی قیامت تو آ گئی۔ دوسری قیامت وسطیٰ یعنی سارے انسانون کی موت یا عالم کی فنا۔ یہ صور کے پہلی بار پھونکے جانے پر ہوگی۔ قیامت کبریٰ یعنی بڑی قیامت سارے مردوں کا اٹھنا اور سزا و جزا کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے۔ یہ صور کے دوسری بار پھونکے جانے پر ہوگی۔ قیامت روحانی کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ انسانی نفس فنا فی اللہ ہو کر باقی باللہ ہو جائے۔ جسمانی قیامت میں نیکی کرنے والوں کو جنت ملے گی مگر روحانی قیامت میں نیکی کرنے والوں کو دنیا ہی میں جنت والا رب مل جاتا ہے۔ وہ دنیا میں رہتے ہوئے بھی جنت میں رہتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۸) رب تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل سے امت محمدیہ کو کچھ خصوصیات عطا کی ہیں: (۱) وہ امت سب سے پچھلی ہے تاکہ اگلی امتوں کی طرح اس کی بدنامی اور رسوائی نہ ہو اور اس کے عیب نہ کھلیں۔ گزشتہ امتوں کے عیوب قرآن کریم نے بیان کیے جس سے وہ قیامت تک کے لیے بدنام ہو گئیں۔ ہمارے بعد کوئی آسمانی کتاب نہیں آئے گی اور یوں ہمارے عیوب چھپے رہیں گے۔ (۲) خدا کے فضل سے یہ امت یہود کی تفریط اور عیسائیوں کی افراط سے پاک ہے۔ اس کے عقائد اور اعمال اوسط ہیں۔ (۳) یہ امت سب سے پچھلی ہے تاکہ سب کی گواہی دے سکے کیونکہ گواہی ہمیشہ واقعہ کے بعد ہوتی ہے نہ کہ پہلے۔ (۴) ان شاء اللہ اس میں ہمیشہ علماء اور اولیاء رہیں گے۔ پچھلی امتوں کی طرح سب گمراہ نہ ہو جائیں گے۔ (۵) ان کے جسم

شریعت سے اور ان کے قلب طریقت اور معرفت سے منور رہیں گے۔ (۶) ان کی زبان حق کا قلم ہے۔ جس چیز کو یہ اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی اور جس کو برا کہیں وہ بری۔ (۷) یہ امت سارے نبیوں کی گواہ اور ظاہر ہے کہ گواہ مدعی کو بڑا پیارا ہوتا ہے۔ لہٰذا امت محمدیہ سارے پیغمبروں کی محبوب امت۔ (۸) سب لوگ مسلمانوں کے حاجت مند ہیں مسلمان کسی قوم کا محتاج نہیں۔ اسی لیے دنیاوی حکومتیں اسلام سے قوانین لیتی ہیں اور کفار قرآن سے فائدے اٹھاتے ہیں (۹) اسی امت کے علماء بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح دین کے مددگار ہیں۔ انھی میں سے مفسرین' محدثین' فقہا ہوئے اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ (۱۰) اسی امت میں قیامت تک اولیاء' غوث' قطب اور ابدال ہوتے رہیں گے۔ (۱۱) اسی امت کے نبی کی سوانح عمریاں بے شمار لکھی گئیں۔ قرآن کریم کی بے شمار تفسیریں ہر زبان میں ہوئیں۔ حضور ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک ایک واقعہ حدیثی شکل میں دنیا کے سامنے موجود ہے۔ کسی نبی کی امت کو یہ خوبیاں میسر نہیں ہوئیں۔ (۱۲) آخرت میں بھی یہ امت تمام امتوں سے افضل اور بہتر ہوگی کہ تمام جنتیوں کی کل ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں اسی صفیں اس امت کی اور بقیہ صفیں دیگر امتوں کی۔ (۱۳) امت محمدیہ کے گناہوں کا حساب چھپواں ہوگا اور نیکیوں کا حساب سب کے سامنے۔ (۱۴) امت محمدیہ کے لیے حوض کوثر کی نہر میدان محشر میں آئے گی۔ (۱۵) پہلے امت محمدیہ ہی جنت میں داخل ہوگی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۹) حضرت زید شہید رضی اللہ تعالیٰ ابن علی ابن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے کہ تین طرح کے کھانے میں تکلف کا قیامت میں حساب نہ ہوگا: (۱) مہمان کے واسطے' اگرچہ خود بھی اس میں سے کھائے۔ (۲) سحری اور افطار کے لیے' اگرچہ خود ہی روزہ دار ہو۔ (۳) بیمار کے لیے جب کہ وہ لذیذ غذا اسے رغبت رکھتا ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۰) حدیث شریف میں ہے کہ دجال کے ظہور کا پہلا دن ایک سال جتنا لمبا ہوگا۔ دوسرا ایک ماہ جتنا۔ صحابہ کرام نے پوچھا: اس دن نمازوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: حساب لگا کر پڑھنا۔ چونکہ وہ دن ایک سال کا ہے لہٰذا روزے بھی رکھے جائیں گے کیونکہ نماز کی طرح

روزے بھی فرض ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۱)حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: دنیا میں لوگوں کے سردار سخی ہوتے ہیں آخرت میں لوگوں کے سردار متقی ہوں گے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۲) امت محمدیہ کے مشہور مرتبے تین ہیں: اوّل صحابہ' دوسرے تابعین' تیسرے تبع تابعین۔صحیح بخاری کی ایک حدیث سے چوتھا مرتبہ بھی معلوم ہوتا ہے جس کو اتباع تبع کہتے ہیں۔پھر حضور ﷺ نے فرمایا: پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔مطلب یہ کہ ان تینوں یا چار مراتب کے بعد جس طرح شروع زمانے میں دین' صدق اور یقین میں جو ربط وضبط تھا اس کے بعد کذب' جھوٹ اور افترا عام ہوجائے گا۔(نزہۃ القاری)

(۱۴۳)سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جنت میں جو چشمہ جاری ہوتا ہے اور جس کا نام سلسبیل ہے اس سے دو نہریں پھوٹتی ہیں ایک کا نام کوثر ہے اور دوسری کا نام نہر رحمت ہے۔ یہ وہ نہر رحمت ہے کہ جب گنہگار جرم کی سزا بھگتنے کے بعد یا شفاعت سے دوزخ میں سے جلے بھنے سیاہ نکلیں گے پھر وہ اس نہر میں نہائیں گے اور وہ اسی وقت تروتازہ ہوجائیں گے۔(تحفۃ الواعظین)

(۱۴۴)رسول اللہ ﷺ نے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا: اے علی! تم نہیں جانتے کہ میں ہی وہ پہلا شخص ہوؤں گا جو قیامت کے دن خطبہ دے گا۔ میں عرش کی دائیں طرف اس کے سائے میں کھڑا ہوؤں گا اور مجھے جنتی حُلّہ پہنایا جائے گا۔جان لو کہ میری امت سب سے پہلی امت ہوگی جس کا قیامت کے دن حساب کیا جائے گا۔اس کے بعد میں تمھیں بشارت دیتا ہوں کہ تم وہ پہلے شخص ہو کہ تمھیں بلایا جائے گا اور تمھیں لوگوں کا جھنڈا سپرد کیا جائے گا جس کا نام لواء الحمد ہے کیونکہ آدم اور تمام مخلوق کسی سائے کی تلاش میں ہوگی وہاں میرے جھنڈے کا سایہ ہوگا اور میرے لوائے مبارک کی درازی سولہ سال کی مسافت کے برابر ہوگی۔اس کا سنان یاقوت احمر کا اور اس کا قبضہ سفید چاندی کا اور اس کا ڈنڈا سبز مروارید کا ہوگا۔اس کی زلفیں تین نور کی ہوں گی۔ایک زلف مشرق میں' دوسری مغرب میں اور تیسری

دنیا کے بیچ ہوگی اور ان میں تین سطریں تحریر ہوں گی ایک پر بسم اللہ' دوسرے الحمد للہ رب العلمین اور تیسرے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہوگا۔اور ہر سطر کی درازی ہزار سال کے برابر ہوگی اور اس کی پہنائی بھی ہزار سال کے برابر۔تو اے علی! اسے میں تمھارے سپرد کروں گا اور حسن تمھارے دائیں اور حسین تمھارے بائیں طرف کھڑے ہوں گے یہاں تک کہ تم میرے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیچ عرش کے سائے میں کھڑے ہوگے اور تمھیں جنت کا جوڑا پہنایا جائے گا۔(طبرانی)

(۱۴۵)حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے مقام محمود کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: وہ مقام شفاعت ہے اور عرش کی دائیں طرف اس جگہ حضور ﷺ کا کھڑا ہونا ہے جہاں آپ کے سوا کوئی کھڑا نہ ہوگا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۶)حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جہنم کی پشت پر صراط بچھائی جائے گی اور اس پر سے گزرنے والوں میں اب سے پہلے میں اور میری امت ہوگی۔فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ صرط کی مسافت پندرہ ہزار سال کے برابر ہے' پانچ ہزار چڑھائی میں' پانچ ہزار اتار میں اور پانچ ہزار برابر ہموار۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۷)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ جو بہت صدقہ دے گا وہ صراط پر سے گزر جائے گا۔ایک اور حدیث میں ہے کہ جس کا گھر مسجد ہے حق تعالیٰ اس کا ضامن ہے وہ اسے پل صراط پر سے رحمت کے ساتھ گزار دے گا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۸)حدیث شریف میں ہے کہ جنت عرش کے دائیں طرف رکھی جائے گی اور جہنم بائیں طرف۔اس کے بعد میزان لائی جائے گی اور نیکیوں کے پلڑے کو جنت کے مقابل اور بدیوں کے پلڑے کو جہنم کے مقابل رکھا جائے گا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۹)قرطبی فرماتے ہیں کہ صراط پر سے کوئی بندہ اس وقت تک نہ گزر پائے گا جب تک اس سے سات مرحلوں میں سوال نہ پوچھ لیے جائیں۔ پہلے مرحلے پر کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔اگر بندہ اخلاص کے ساتھ ایمان

لایا ہے تو گزر جائے گا۔اس کے بعد دوسرے مرحلے پر نماز کے بارے میں سوال ہوگا۔اگر بندے نے اہتمام کے ساتھ ادا کی ہے تو گزر جائے گا۔تیسرے مرحلے میں ماہ رمضان کے روزے سے' چوتھے مرحلے میں زکوٰۃ سے' پنچویں مرحلے میں حج وعمرہ سے' چھٹے مرحلے میں لوگوں پر ظلم اور زیادتی پر یعنی بندوں کے حقوق کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔یہ مرحلہ سب سے زیادہ دشوار اور سخت ہے۔اہل علم فرماتے ہیں کہ بالفرض اگر اس کے پاس ستر نبیوں کے برابر اجر اور ثواب ہے اور آدھے دانے کے برابر بندوں کا حق باقی ہے تو وہ اس وقت تک نہ گزرے گا جب تک کہ اس کو ادا کر کے اس بندے کو راضی نہ کر لے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۵۰) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحب میزان ہوں گے اور وہی اس دن اعمال کا وزن کریں گے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۵۱) سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ ایمان مدینہ میں سمٹ کر اس طرح آجائے گا جیسے کوئی سانپ اپنے بل میں سمٹ کر بیٹھتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۵۲) قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہے۔اس عرصہ میں بہت کام ہوں گے۔ پہلے پہل حیرانی' پھر پریشانی' پھر شفیع کی تلاش' پھر نامہ اعمال کی تقسیم' پھر مقدمات کی تحقیق اور گواہیاں وغیرہ۔سب سے آخر میں فیصلے۔پھر ہر ایک کو اس کے ٹھکانے پر پہنچانا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۵۳) قیامت کے سوال جواب عوام سے ان کے اعمال کے بارے میں ہوں گے اور حضرات انبیائے کرام سے ان کی امت کے بارے میں۔کچھ علما فرماتے ہیں کہ قبر کا حساب حضرات انبیائے کرام سے بھی ہوگا مگر ان کا اپنا نہیں بلکہ ان کی امت کا کہ انھوں نے آپ سے کیا معاملہ کیا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۵۴) محشر کے دن حساب دو طرح کا ہوگا: ایک حساب یسیر یعنی اعمال دکھا کر بخش دینا۔دوسرا حساب مناقشہ کہ اعمال دکھا کر یہ پوچھنا کہ تو نے یہ گناہ کیوں کیے تھے۔جس سے یہ سوال ہو گیا وہ ہلاک ہو جائے گا جس سے حساب یسیر ہوا وہ نجات پا جائے گا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۵۵) سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے قریب آسمانی اور زمینی عذاب بھی نازل ہوں گے۔صورتوں کی تبدیلی زمین میں دھنسنا ہوگا۔(خازن)

(۱۵۶) علما فرماتے ہیں ہر تیس سال میں طوفان نوح کا ظہور کہیں نہ کہیں ہوتا رہے گا مگر ہلکا۔(روح البیان)

(۱۵۷) شفاعت تین طرح کی ہوگی۔درجے اونچے کرنے کے لیے' گناہوں کی معافی کے لیے اور میدان محشر سے نجات دلانے کے لیے۔پہلی شفاعت بے گناہوں کے لیے ہے' دوسری صرف گنہگار مسلمانوں کے لیے اور تیسری شفاعت کا فائدہ کافر بھی حاصل کرلیں گے۔ حدیث میں ہے کہ سنت کا چھوڑنے والا شفاعت سے محروم ہے۔اس سے پہلی شفاعت مراد ہے۔دوسری روایت میں ہے کہ میری شفاعت کبیرہ گناہ والوں کے لیے بھی ہوگی۔اس سے دوسری شفاعت مراد ہے۔(شامی' کتاب الصلوٰۃ)

(۱۵۸) کچھ گناہ گاروں کو تو بنا عذاب شفاعت پہنچ جائے گی۔کچھ کے عذاب کی مدت میں کمی ہو جائے گی۔اور کچھ گنہگار اپنی پوری سزا بھگت کر شفاعت پائیں گے' کچھ جنت میں پہنچ کر شفاعت کی بدولت اونچے درجے پائیں گے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۵۹) ابوداؤد نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت مرحومہ ہے اس پر آخرت کا عذاب نہیں۔ان کا عذاب دنیا ہی میں ہے: فتنے' زلزلے' آپس کے قتل خون وغیرہ کی صورت میں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۶۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے کچھ امتی ایک ٹولے کی شفاعت کریں گے کچھ پوری جماعتوں کی۔(ترمذی)

(۱۶۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھ سے میرے رب نے وعدہ کرلیا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار شخص بنا حساب کتاب جنت میں جائیں گے جن میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار اس کے طفیلی ہوں گے۔(ترمذی)

(۱۶۲) جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: برابر میری امت کا حال سیدھا سچا درست

رہے گا یہاں تک کہ بنوامیہ میں سے پہلا وہ شخص ہوگا جو امت کے کاموں میں روکاوٹ ڈالے
گا۔اس کا نام یزید ہوگا۔اللہ کے رسول ﷺ کی بات سچ ہوکر رہی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۶۳) قیامت میں غلاموں اور نوکروں کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ہماری
عبادت سے تمھیں کس چیز نے روکا تھا؟ وہ کہیں گے: الٰہی تو نے ہمیں کسی کا تابع دار بنایا تھا
اس لیے ہم سے تیری عبادت نہ ہوسکی۔تب یوسف علیہ السلام کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا:
یوسف بھی تو تابع دار تھے۔ان سے تو عبادت ہوئی تم سے کیوں نہ ہوئی؟ ان سے کچھ جواب
نہ بن پڑے گا۔پھر مال داروں کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا: تم نے ہماری عبادت کیوں نہ
کی؟ وہ کہیں گے: الٰہی تو نے ہمیں کثرت سے مال دیا تھا۔مال کے دھندوں اور اس کے
گھمنڈ میں ہم سے تیری عبادت نہ ہوسکی۔حکم ہوگا سلیمان علیہ السلام کو لایا جائے۔پھر کہا
جائے گا کہ یہ بھی تو مال دار تھے ان سے عبادت ہوئی تم سے کیوں نہ ہوئی؟ کچھ جواب نہ بن
پڑے گا۔پھر بیماروں کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا تم نے ہماری عبادت کیوں نہ کی؟ وہ کہیں
گے: الٰہی تو نے ہمیں بیماری میں مبتلا کیا تھا اس لیے ہم سے تیری عبادت نہ ہوسکی۔تب ایوب
علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ہم نے انھیں اتنی شدید بیماری میں مبتلا کیا تھا اس
کے باوجود انھوں نے ہماری عبادت کی تم سے کیوں نہ ہوئی؟ ان سے کوئی جواب نہ بن
پڑے گا۔(گلدستہ طریقت)

(۱۶۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
قیامت کے روز سب سے پہلے شہید کا حساب ہوگا۔اللہ تعالیٰ اس کے سامنے اپنی دنیوی نعمتیں
ظاہر کر کے فرمائے گا کہ تو نے ان نعمتوں میں کس طرح عمل کیا۔وہ عرض کرے گا کہ میں تیری
راہ میں جہاد کر کے شہید ہوگیا۔ارساد ہوگا: تو جھوٹ بولتا ہے۔بلکہ تو نے یہ اس لیے کیا کہ لوگ
تجھے شجاع اور بہادر خیال کریں اور تیرے خیال کے مطابق یہ بات ہوگئی۔پھر اس کو سر کے
بل جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔اب اس شخص کا حساب ہوگا جس نے دین کا علم حاصل کر کے
لوگوں کو تعلیم کیا ہوگا۔اسے حساب کے لیے بلایا جائے گا۔اللہ تعالیٰ اس پر اپنی نعمتیں ظاہر فرما

ئیگا۔وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا۔اس وقت ارشاد ہوگا: تو نے ان نعمتوں میں کس طرح تصرف
کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں نے علم حاصل کر کے دوسروں کو تعلیم کیا۔تیری رضا مندی کے لیے
قرآن کی تعلیم دی۔فرمان ہوگا: تو بھی جھوٹ بولتا ہے۔تو نے یہ اس لیے کیا کہ لوگ تجھے عالم
کہیں اور قاری خیال کریں۔پھر اسے سر کے بل دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔تیسرے اس
شخص کا حساب ہوگا جسے اللہ نے تونگری عطا فرمائی اور ہر طرح کے مال سے نوازا۔اس کے
سامنے اس کا سارا مال لایا جائے گا جسے وہ پہچان جائے گا۔ارشاد ہوگا: تو نے اس میں کس طرح
تصرف کیا؟ وہ عرض کرے گا: جو بات میں نے تیری رضا مندی کی دیکھی اس میں خرچ کیا اور
کسی کو باقی نہ چھوڑا۔فرمان ہوگا: تو بھی جھوٹا ہے۔تو نے یہ اس لیے کیا تھا کہ لوگ تجھے سخی اور
بخشش کرنے والا کہیں اور لوگوں نے کہا بھی۔لہذا اسے بھی سر کے بل دوزخ میں ڈال دیا
جائے گا۔(تحفۃ الواعظین)

نواں باب: آسمانی کتابیں، ذکر الٰہی اور دعا

(۱) حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زبور عطا فرمائی۔زبور کے معنی پارے اور
ٹکڑے کے ہیں۔یہ کتاب دراصل تورات کی تکمیل کے لیے نازل ہوئی تھی لہذا اسی کا ایک
حصہ یا ٹکڑا شمار ہوتی تھی۔اس میں حمد و ثنا، انسانی عبدیت و عجز اور پند و نصائح کے مضامین
اور بشارتیں اور پیش گوئیاں بھی تھیں۔(اطلس القرآن)

(۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جُبّ حزن سے اللہ کی پناہ مانگو۔لوگوں نے پوچھا: یا

رسول اللہ! جُبّ حزن کیا چیز ہے؟ فرمایا: جہنم کا ایک طبقہ ہے جس سے خود دوزخ ہر روز سو بار پناہ مانگتی ہے۔ پوچھا گیا: اس میں کون جائے گا؟ فرمایا: ریا کار قرّ ائ۔(ترمذی)

(۳) حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کہا کرتے تھے: ذکر الٰہی سے خالی ہو کر زیادہ باتیں نہ بناؤ ورنہ تمھارے دل سخت ہو جائیں گے۔ سخت دل اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے۔ لیکن تم اس حقیقت کو سمجھتے نہیں اور لوگوں کے گناہوں کو اس طرح نہ دیکھو گویا کہ تم رب ہو بلکہ اپنے گناہوں پر اس طرح نظر رکھو کہ جیسے تم بندے ہو۔ انسان آزمائشوں میں بھی پڑتا ہے اور عافیت بھی حاصل کرتا ہے لہذا آزمائش والوں پر رحم کرو اور عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔(رزین)

(۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنت کے باغوں سے سیر ہونا چاہتا ہے وہ اللہ کو بہت یاد کرے۔(الحدیث)

(۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کے لیے دسترخوان بچھایا جاتا ہے پھر جب تک اس کی مغفرت نہیں ہو جاتی وہ اٹھایا نہیں جاتا۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ نعمت کس طرح حاصل ہوسکتی ہے؟ فرمایا: اس طرح کہ جب دسترخوان بچھے تو بسم اللہ کہے اور جب اٹھے تو الحمد للہ کہے۔(ترمذی)

(۶) ایک مرتبہ حضور سید عالم ﷺ خانہ کعبہ میں تشریف فرما تھے۔ کسی نے کہا کہ فلاں آدمی کا نقصان ہو گیا ہے۔ سمندر کی طغیانی نے اس کے مال کو ضائع کر دیا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنگل ہو یا سمندر کسی جگہ بھی مال ضائع ہوتا ہے تو وہ زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی صورت میں ہوتا ہے۔ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر کے مال کی حفاظت کیا کرو۔ اپنے بیماروں کی بیماری صدقہ سے دور کرو اور آفتوں کو دعاؤں سے دور کیا کرو کیونکہ دعا اس بلا کو بھی زائل کر دیتی ہے جو نازل ہو گئی اور اس آفت کو بھی روک دیتی ہے جو ابھی نازل نہیں ہوئی ہو۔(مشکوٰۃ شریف)

(۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو امر قابل اہتمام خدا کے ذکر کے ساتھ شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔(ابن ماجہ، ابو داؤد)

(۸) حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتوں کو سونے کے قلم اور چاندی کے کاغذ دے رکھے ہیں۔ یہ صرف اس درود کے لکھنے پر مقرر ہیں جو مجھ پر اور میرے اہل بیت پر بھیجا جائے۔(تفسیر نعیمی)

(۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی میرے ولی سے عداوت کرے تو اس کو میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔ میرا بندہ میرا تقرب کسی اور عمل سے جو مجھے پسند ہو اتنا حاصل نہیں کرتا جتنا کہ اس عمل سے جو میں نے اس پر فرض کیا۔ میرا بندہ نوافل کے ذریعے سے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہات بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اب اگر وہ مجھ سے سوال کرے گا تو میں اسے دوں گا اور اگر میری پناہ میں آنا چاہے گا تو میں اپنی پناہ میں لے لوں گا اور مجھے کسی کام کے کرنے میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مومن کی روح قبض کرنے میں کہ اسے موت پسند نہیں ہوتی حالانکہ میں اس کی ناپسندیدگی کو ناپسند کرتا ہوں۔
(بخاری شریف جلد دوم، ریاض الصالحین)

(۱۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضور سید عالم ﷺ سے بسم اللہ کے بارے میں پوچھا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں ایک نام ہے اور یہ نام اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم سے اس قدر قریب ہے جیسے آنکھ کی سفیدی اور سیاہی میں قرب ہے۔(ابن حاتم وابن مردویہ)

(۱۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو ان کی والدہ نے معلم کے سپرد کیا۔ معلم نے حضرت مسیح علیہ السلام سے کہا: لکھو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے پوچھا: بسم اللہ کیا ہے؟ معلم نے کہا: مجھے علم نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: اب سے مراد بہاء الٰہی ہے، اس

سے سنا دالٰہی اورم سے مملکت الٰہی یعنی سب کا معبود مالک ہے۔(ابن جریروابن مردویہ)

(۱۲)حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو سوائے سلیمان علیہ السلام کے کسی پیغمبر پر نازل نہیں ہوئی۔اور وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔(ابن ماجہ)

(۱۳)حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حاملین عرش کو پیدا فرمایا اور انھیں عرش کو اٹھانے کا حکم دیا مگر وہ اٹھا نہ سکے۔اللہ تعالیٰ نے ہر فرشتہ کے ساتھ سات آسمانوں کے فرشتوں کے برابر فرشتے پیدا کیے پھر انھیں عرش اٹھانے کا حکم دیا مگر وہ نہ اٹھا سکے۔پھر اللہ تعالیٰ نے ہر فرشتہ کے ساتھ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے فرشتوں کے برابر فرشتے پیدا کیے اور انھیں عرش اٹھانے کا حکم دیا مگر وہ بھی نہ اٹھا سکے۔تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہو۔جب انھوں نے یہ کہا تو عرش اٹھالیا مگر ان کے قدم ساتویں زمین میں ہوا پر جم گئے۔جب انھوں نے محسوس کیا کہ ہمارے قدم ہوا پر ہیں اور نیچے کوئی ٹھوس چیز موجود نہیں ہے تو انھوں نے عرش الٰہی کو مضبوطی سے تھام لیا اور لاحولولاقوۃ الا باللہ پڑھنے میں محو ہو گئے تا کہ وہ انتہائی پستیوں پر سے گرنے سے محفوظ رہیں۔اب وہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور عرش الٰہی انھیں تھامے ہوئے ہے بلکہ ان تمام کو قدرت الٰہی سنبھالے ہوئے ہے۔(مکاشفۃ القلوب)

(۱۴)حضرت ابوالخیر اسحاق عراوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب عہد فاروقی میں مسلمانوں نے فارس پر جہاد کیا تو شہر کرخ کے قریب فارسی سپاہ کا جنرل ازمہراسی ہاتھیوں کی فوج لے کر مقابلے میں آیا۔ان خوں خوار ہاتھیوں کے منظم پرے دیکھ کر قریب تھا کہ مسلمانوں کے گھوڑے اور لشکر کی تمام صفیں منتشر ہو جائیں مسلمانوں کے امیر لشکر محمد بن قاسم پریشان ہوئے۔مختلف تدبیریں کیں کوئی کامیابی نہ ہوئی۔بالآخر چند بار آواز سے پڑھا: لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔اللہ عزوجل نے اس کلمہ کو مسلمانوں کے لیے ایک قلعہ بنادیا کہ ہاتھی جو مسلمانوں پر چڑھے چلے آرہے تھے یکا یک رک گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت

گرمی اور پیاس مسلط کردی جس کی وجہ سے پریشان ہو کر وہ پانی کی طرف دوڑنے لگے۔فیل بانوں نے ہر طرح سے روکنا چاہا مگر وہ ان کے قابو سے باہر تھے۔اس وقت اسلامی لشکر نے آگے بڑھ کر حملہ کیا اور فتح حاصل کی۔(مکاشفۃ القلوب)

(۱۵)حضرت حبیب ابن مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی دشمن کے مقابلہ پر جاتے تو کلمہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھنا بہت پسند کرتے تھے۔ایک بار انھوں نے ایک قلعہ کا محاصرہ کرنا چاہا اور یہ کلمہ شریف پڑھا تو رومی قلعہ چھوڑ کر بھاگ گئے پھر مسلمانوں نے اس کا ورد کیا تو قلعہ کی دیواریں شق ہو گئیں اور مسلمان فوج اندر داخل ہو گئی۔(الفرج بعد البشارۃ مؤلفہ حضرت امام ابوبکر ابن ابی الدنیا)

(۱۶)روایت ہے کہ جو شخص صبح وشام سات مرتبہ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام عزائم کو پورا کر دیتا ہے۔ایک روایت میں ہے کہ اس کے دنیا و آخرت کے تمام کام پورے ہو جاتے ہیں۔(مکاشفۃ القلوب مؤلفہ امام محمد غزالی قدس سرہٗ)

(۱۷)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کے کچھ بلند مرتبہ فرشتے ہیں جو زمین میں چلتے پھرتے ذکر کی مجلسیں تلاش کرتے ہیں پھر جب کوئی مجلس یا ذکر کی محفل پا لیتے ہیں تو ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں یہاں تک کہ آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔جب مجلس ختم ہو جاتی ہے تو وہ آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے: تم لوگ کہاں سے آرہے ہو؟ تو وہ جواب دیتے ہیں: باری تعالیٰ! ہم تیرے ایسے بندوں کے پاس سے آرہے ہیں جو تیری تسبیح وتحمید کرتے ہیں، تکبیریں پڑھتے ہیں اور لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اور تجھ سے سوال کرتے ہیں۔رب تعالیٰ پوچھتا ہے: وہ مجھ سے کیا سوال کرتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں: تجھ سے تیری جنت کا سوال کرتے ہیں۔اللہ فرماتا ہے: کیا انھوں نے میری جنت کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں: نہیں اے رب! اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: وہ کس

چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: تیری دوزخ سے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: کیا انھوں نے میری دوزخ کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں: نہیں اے معبود! اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: پھر ان کا کیا حال ہوگا اگر وہ میری آگ کو دیکھیں۔ وہ جواب دیتے ہیں: وہ تجھ سے استغفار کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے: میں نے انھیں بخش دیا اور ان کے سوالوں کو پورا کردیا اور جس چیز سے پناہ مانگتے ہیں اس سے انھیں پناہ دیدی۔ فرشتے کہتے ہیں: ہمارے رب! ان میں ایک خطا کار آدمی بھی ہے جو راہ گزر رہا تھا کہ ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اللہ فرماتا ہے: اسے بھی بخش دیا۔ یہ لوگ وہ ہیں جن کا ہم نشین نا کام نہیں ہوتا۔ (مسلم شریف)

(۱۸) امام شافعی اور امام عبدالرزاق وغیرہ نے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجوس پر ایک آسمانی کتاب نازل ہوئی تھی۔ ان کے ایک بادشاہ نے شراب پی کر اپنی بہن کے ساتھ زنا کرلیا۔ جب صبح ہوئی تو لالچی لوگوں کو بلاکر خوب مال دیا اور کہا: حضرت آدم اپنے بیٹوں کا نکاح اپنی بیٹیوں سے کرتے تھے اگر میں نے ایسا کرلیا تو کیا گناہ کیا۔ ان خوشامدیوں نے اسے تسلیم کرلیا۔ اس کی نحوست کی وجہ سے وہ کتاب اٹھالی گئی اور ان کے ذہنوں سے محو ہوگئی۔ (نزہۃ القاری)

(۱۹) کون سا ذکر افضل ہے اس میں مختلف روایتیں ہیں۔ بعض میں ہے کہ افضل ذکر کلمہ طیبہ ہے کہ اس سے دل کی صفائی ہے۔ بعض میں ہے کہ تلاوت قرآن کہ اس میں ایک حرف پر دس نیکیاں ہیں۔ بعض میں ہے کہ افضل ذکر توبہ واستغفار ہے کہ اس میں بلاؤں سے نجات اور رزق میں برکت ہے۔ بعض میں ہے کہ افضل ذکر درود شریف ہے اور بعض میں ہے کہ افضل ذکر یہ ہے: سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم کہ اس سے قیامت میں میزان بھر جائے گی۔ (بخاری شریف)

(۲۰) مصیبت کے وقت اناللہ ضرور پڑھنی چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ چراغ گل ہونے، نعلین کا تسمہ ٹوٹ جانے اور ہات میں پھانس لگ جانے پر بھی اناللہ

پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ بھی مصیبت ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ حضور یہ تو معمولی مصیبتیں ہیں۔ فرمایا کبھی معمولی بات بھی بڑی ہوجاتی ہے۔ (درمنثور وتفسیر عزیزی وغیرہ)

(۲۱) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب پرانی مصیبت یاد آئے تب بھی اناللہ پڑھے' نے صبر کا ثواب پائے گا۔ (احمد وبیہقی)

(۲۲) جس میں چار باتیں ہوں اس کا گھر جنت میں ہے: ایک یہ کہ ہر کام میں رب سے التجا کرے۔ دوسرے یہ کہ مصیبت پر اناللہ پڑھے۔ تیسرے یہ کہ نعمت پر الحمدللہ پڑھے۔ چوتھے یہ کہ گناہ پر استغفراللہ پڑھے۔ (بیہقی)

(۲۳) مشہور ومعروف درود تاج حضرت خواجہ سید ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور اکرم ﷺ کی جناب میں زیارت کے وقت پیش کیا تھا۔

(۲۴) حدیث شریف میں ہے کہ مومن کے ساتھ پانچ فرشتے رہتے ہیں ایک دائیں جو نیکیاں لکھتا ہے' ایک بائیں جو برائیاں لکھتا ہے' ایک سامنے جو بھلائیوں کی تلقین کرتا ہے' ایک پیٹھ کے پیچھے جو مکروہات کو دفع کرتا ہے' ایک پیشانی کے پاس جو درود وسلام لکھ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۲۵) حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے اس کے نامہ اعمال میں سے چار ہزار گناہ ساقط ہوجاتے ہیں۔ (تحفۃ الواعظین)

(۲۶) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو جماعت کسی مجلس سے مجھ پر درود پڑھے بنا اٹھ کھڑی ہوئی وہ گویا کسی مردار جانور کی سڑی ہوئی لاش کے پاس سے اٹھی ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۲۷) ابراہیم نخعی ایک فقیہہ کے شاگرد تھے۔ لوگوں نے ان کے مرنے کے بعد خواب میں انھیں دیکھا کہ مجوسیوں کی ٹوپی پہن رکھی ہے۔ لوگوں نے پوچھا تو فقیہہ نے جواب دیا کہ جب مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا نام مبارک آتا تو میں درود شریف نہیں پڑھتا تھا اس کی نحوست سے معرفت اور ایمان سلب کرلیا گیا۔ (سبع سنابل شریف مصنفہ میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۲۸) صلصائیل ایک فرشتہ ہے جس کے تین بازو ہیں ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک روضہ رسول ﷺ پر۔ وہ اس لیے کہ کوئی بندہ درود شریف پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر عرض کرتا ہے: یارسول اللہ، فلاں ابن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس درود کو نور کی روشنائی سے نور کے کاغذ پر لکھو اور ہمیں پیش کرو۔ قیامت میں ہم اس کاغذ کو میزان میں رکھیں گے تاکہ وہ جنتی ہو جائے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۲۹) جو کوئی روضہ پاک رسول ﷺ پر کھڑے ہو کر ایک بار: ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنو اصلو اعلیہ وسلمو اتسلیما۔ پڑھے اور ستر بار صلی اللہ علیک یا سیدنا محمد کہے تو فرشتہ جواب دیتا ہے صلی اللہ علیک یا فلاں اور یہ بھی کہتا ہے کہ اب تیری کوئی حاجت نہیں رکے گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۰) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صحیفے رمضان المبارک کی پہلی یا تین تاریخ کو عطا ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۱) حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور اٹھارہ یا بارہ رمضان المبارک کو ملی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات چھ رمضان کو عطا ہوئی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل مقدس بارہ یا تیرہ رمضان کو دی گئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۴) تورات شریف میں ایک ہزار سورتیں تھیں اور ہر سورت میں ایک ہزار آیتیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اس کتاب کو کون پڑھ سکے گا اور کون حفظ کر سکے گا؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس سے اعلیٰ شان والی کتاب نبی آخر الزماں ﷺ پر اتاروں گا لیکن ان کی امت کے بچوں تک کو یاد ہو گی۔ (تحفۃ الواعظین)

(۳۵) رب تعالیٰ نے سات چیزوں کو کریم فرمایا ہے: اپنی ذات کو، قرآن کو، موسیٰ علیہ السلام کو، نیک اعمال کے ثواب کو، عرش کو، جبرئیل علیہ السلام کو اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس خط کو جو بلقیس کے پاس گیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۶) تورات شریف میں ہمارے حضور ﷺ کا مبارک حلیہ درج تھا کہ نبی آخر الزماں خوب صورت گھنگریالے بالوں والے، سرمگیں آنکھوں والے، بیچ کے قد والے ہیں۔ یہودیوں نے مٹا کر یوں لکھ دیا: وہ بہت لمبے قد والے ہیں، آنکھیں کنجی اور نیلی اور بال الجھے ہوئے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۷) زبور کا مطلب ہے لکھی ہوئی کتاب۔ اس میں ڈیڑھ سو سورتیں تھیں جن میں شریعت کے احکام بہت تھوڑے سے تھے، حکمت اور نصیحتیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد وغیرہ زیادہ تھیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۸) ایک روایت میں ہے کہ ابراہیمی صحیفے رمضان کی پہلی رات کو، تورات شریف رمضان کی چھٹی رات کو، انجیل مقدس تیرھویں رات کو اور قرآن مجید چوبیس رمضان کو اترا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۹) سب سے پہلے سبحان اللہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرش الٰہی کی عظمت کا دیکھ کر کہا تھا۔ (روح البیان)

(۴۰) سب سے پہلے الحمدللہ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا جب ان میں روح پھونکی گئی۔ (روح لبیان)

(۴۱) سب سے پہلے لا الٰہ الا اللہ نوح علیہ السلام نے کہا طوفان کو دیکھ کر۔ (روح البیان)

(۴۲) سب سے پہلے اللہ اکبر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ دنبے کی صورت دیکھ کر۔ (روح البیان)

(۴۳) پچھلی آسمانی کتابیں معجزہ نہ تھیں، صرف قرآن شریف آسمانی کتاب بھی ہے اور معجزہ بھی۔ (نزہۃ القاری)

(۴۴) حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ تورات میں سب سے پہلی آیت وہی ہے جو سورہ انعام کی پہلی آیت ہے: (ترجمہ، کنز الایمان) سب خوبیاں اللہ کو جس نے آسمان اور

زمین بنائے اور اندھیریاں اور روشنی پیدا کی' اس پر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں ۔(خزائن العرفان)

(۴۵)حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جن تختیوں پر تورات لکھی گئی تھی وہ لکڑی کی تھیں ۔کلبی کہتے ہیں کہ بہترین زبرجد کی تھیں ۔حضرت سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سرخ یاقوت کی تھیں ۔ابن جریج کہتے ہیں کہ زمرد کی تھیں ۔کچھ علماء کا کہنا ہے کہ بیری کی لکڑی کی تھیں ۔وہب کہتے ہیں کہ پتھر کی تھیں ۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ سات تھیں ۔وہب فرماتے ہیں کہ کل دس تھیں ۔مقاتل کہتے ہیں کہ کل نو تھیں ۔ربیع بن انس کہتے ہیں کہ جب تورات اتری ہے تو ستر اونٹوں کا وزن تھیں ۔(خازن' روح المعانی وغیرہ)

(۴۶)تورات شریف صرف چار صاحبوں نے حفظ کی: حضرت موسیٰ علیہ السلام' حضرت یوشع بن نون علیہ السلام' حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۔(خازن' روح المعانی)

(۴۷)عام مفسرین کا قول ہے کہ جن تختیوں پر تورات شریف اتری ان کی لمبائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قد کے برابر یعنی دس ہات تھی ۔(روح البیان' خازن وغیرہ)

(۴۸)قرآن عظیم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ لمبا کسی کا ذکر نہیں ہے ۔(سیارہ ڈائجسٹ' قرآن نمبر)

(۴۹)آسمانی صحیفے کل ایک سو چار نازل ہوئے ۔دس صحیفے حضرت آدم علیہ السلام پر' پچاس حضرت شیث علیہ السلام پر' تیس حضرت ادریس علیہ السلام پر' دس حضرت ابراہیم علیہ السلام پر' زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر' تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر' انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور قرآن مقدس ہمارے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا ۔(تفسیر ابن کثیر)

(۵۰)حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب بازار میں کسی کو قرآن مجید بیچتے

دیکھتے تو فرماتے کاش میری زندگی میں کوئی حاکم پیدا ہو جو قرآن بیچنے والے کے ہات کٹوا لے ۔بعد میں حضرت عبداللہ ابن عباس' محمد ابن حنفیہ' امام محمد باقر اور امام جعفر صادق یہاں تک کہ خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قرآن شریف کی فروخت کے جواز کا فتویٰ دیا ۔(تفسیر نعیمی)

(۵۱)حضرت امام فخر الدین رازی نے صرف اعوذ سے دس ہزار مسئلے نکالے ہیں ۔ایک بزرگ نے بسم اللہ کی لگ بھگ چار لاکھ ترکیبیں کی ہیں ۔(تفسیر نعیمی)

(۵۲)قرآن عظیم کا نزول انجیل کے چھ سو سال بعد ہوا ۔(تفسیر نعیمی)

(۵۳)حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کا ایک سردار ہوتا ہے پس انسانوں کے سردار آدم ہیں اور آدم کی اولاد کا سردار میں ہوں اور روم کے سردار صہیب ہیں' فارس کے سردار سلمان ہیں' حبش کے سردار بلال ہیں اور درختوں کا سردار بیری کا درخت' چڑیوں کا سردار گدھ' مہینوں کا سردار رمضان' دن کا سردار جمعہ' کلاموں میں عربی' عربی میں قرآن' اور قرآن میں سورہ بقرہ ہے ۔(دلائل الخیرات' حاشیہ)

(۵۴)قرآن کریم کی بارہ سو سے زیادہ تفسیریں لکھی جا چکی ہیں ۔(ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں)

(۵۵)صرف اردو میں قرآن مجید کے ترجموں کی تعداد اس وقت تین سو سے اوپر ہے ۔(ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں)

(۵۶)لاطینی زبان میں کلام پاک کا ترجمہ سب سے پہلے ۱۵۴۳ عیسوی میں سوئٹزر لینڈ سے چھپا ۔(ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں)

(۵۷)جرمن میں قرآن پاک کا ترجمہ سب سے پہلے مشہور جرمن مصلح اور پروٹسٹنٹ فرقہ کے بانی مارٹن لوتھر کنگ نے کیا ۔اس ترجمہ سے متاثر ہو کر ہی اس نے مسیحی مذہب میں پیدا ہوئی خرابیوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا ۔(ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں)

(۵۸)ڈچ (ولندیزی) زبان میں سب سے پہلا ترجمہ عریس القرآن کے نام سے

۱۹۴۱عیسوی میں ہیمبرگ سے شائع ہوا۔(ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں)

(۵۹) کلام اللہ کا سب سے پہلا روسی ترجمہ ۱۷۷۶عیسوی میں سینٹ پیٹرز برگ میں چھپا۔(ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں)

(۶۰) فارسی میں قرآن مجید کا سب سے پہلا ترجمہ غالباً وہی ہے جو شیخ سعدی شیرازی (وفات:۶۹۱ئ) نے کیا۔(ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں)

(۶۱) قرآن شریف کا بنگلہ ترجمہ پونتھی ادب کی زبان میں شائع ہوا تھا۔یہ صرف آخری پارے کا ترجمہ تھا۔(ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں)

(۶۲) کلام ربانی کا سب سے پرانا ہندی ترجمہ آج سے لگ بھگ گیارہ سو سال پہلے ہوا تھا۔یہ ترجمہ ۸۸۳ عیسوی میں ایک ہندو راجا مہروک نے کروایا تھا جو کشمیر اور پنجاب کے علاقہ کا حکمراں تھا۔(ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں)

(۶۳) قرآن پاک میں اعراب یعنی زبر زیر پیش وغیرہ علامتیں حجاج بن یوسف ثقفی نے لگوائی تھیں۔(نزہۃ القاری)

(۶۴) قرآن عظیم کی کل مدت نزول تقریباً ۲۲ سال دو ماہ اور چودہ دن ہے۔(سیارہ ڈائجسٹ'قران نمبر)

(۶۵) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ وہ مستقل وحی لکھنے پر مامور تھے اور وصال سے پہلے دو بار حضور اقدس ﷺ کو پورا قرآن سنایا۔(نزہۃ القاری)

(۶۶) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکاری طور پر ایک مکمل نسخہ (مصحف) تیار کرایا جس کی کتابت کی نگرانی وغیرہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی گئی۔اسی مصحف سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقلیں تیار کرا کے مختلف علاقوں میں بھجوائیں۔(سیارہ ڈائجسٹ'قرآن نمبر)

(۶۷) تمام قرآن میں سات سو جگہ نماز کی تاکید آئی ہے۔(سیارہ ڈائجسٹ' قرآن نمبر)

(۶۸) کلام پاک میں ڈیڑھ سو مقامات پر خیرات کی تاکید کی گئی ہے۔(سیارہ ڈائجسٹ'قرآن نمبر)

(۶۹) قرآن مجید میں ستر سے زیادہ جگہوں پر دعا مانگنے کی تاکید ہے۔(سیارہ ڈائجسٹ'قرآن نمبر)

(۷۰) قرآن شریف میں نبی کریم ﷺ کو گیارہ جگہ ایہا النبی کہہ کر خطاب کیا گیا ہے۔(سیارہ ڈائجسٹ'قرآن نمبر)

(۷۱) حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ قرآن عظیم میں ستّر ہزار علوم ہیں۔(سیارہ ڈائجسٹ'قرآن نمبر)

(۷۲) عام طور پر یہ مشہور ہے کہ قرآن شریف میں پانچ سو چالیس رکوع ہیں۔حالانکہ قرآن مجید میں کل رکوع کی تعداد پانچ سو اٹھاون ہے۔(نظمی)

(۷۳) شروع میں قرآن کریم چمڑے کے ٹکڑوں پر خط کوفی میں لکھا جاتا تھا۔(سیارہ ڈائجسٹ'قرآن نمبر)

(۷۴) رسول اکرم ﷺ نے اپنے زمانہ رسالت میں قرآن عظیم کی ہر آیت اور ہر سورت تحریر کرادی تھی۔(سیارہ ڈائجسٹ'قرآن نمبر)

(۷۵) تمام قرآن میں بارہ جگہ امام کا لفظ آیا ہے۔(سیارہ ڈائجسٹ'قرآن نمبر)

(۷۶) سلطان محمود غزنوی کے پوتے سلطان ابراہیم غزنوی ہر سال اپنے ہات سے دو قرآن پاک لکھتے تھے۔ایک مدینہ منورہ بھیجتے تھے اور ایک مکہ مکرمہ۔(سیارہ ڈائجسٹ' قرآن نمبر)

(۷۷) قرآن کریم ایک رکعت میں چار حضرات نے ختم کیا ہے: حضرت سیدنا عثمان غنی' حضرت تمیم داری' حضرت سعید بن جبیر'اور حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔(تفسیر نعیمی)

(۷۸) ایک بار امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کسی تونگر کی تواضع اس کی مال داری کے

سبب کی تھی۔اس کے کفارے میں آپ نے ایک ہزار قرآن ختم کیے۔(سیرت نعمانی)

(۷۹) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جس جگہ وصال ہوا اس جگہ آپ نے ستر ہزار ختم قرآن کیے۔(حیات امام اعظم ابوحنیفہ)

(۸۰) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں دن رات کی نمازوں میں ساٹھ قرآن شریف ختم کر لیتے تھے۔(سیرت شافعی)

(۸۱) حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بیت اللہ کے اندر ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کیا ہے۔(رسالہ قشیریہ)

(۸۲) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام رمضان میں ہر تین رات میں ایک ختم فرماتے تھے مگر آخری دس دن میں ہر رات میں ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے۔(اسوہ صحابہ)

(۸۳) حضور اقدس ﷺ نے فرمایا سورہ فاتحہ جیسی سورت نازل نہیں ہوئی نہ تورات میں نہ انجیل میں نہ بقیہ قرآن میں۔(ترمذی)

(۸۴) ایک روایت میں ہے کہ سورہ فاتحہ ثواب میں دو تہائی قرآن کے برابر ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۶۵) کچھ صوفیا نے نقل کیا ہے کہ جو کچھ پچھلی کتابوں میں تھا وہ سب کا سب قرآن مجید میں آ گیا اور جو کلام پاک میں ہے وہ سب کا سب سورہ فاتحہ میں آ گیا اور جو کچھ سورہ فاتحہ میں ہے وہ سب کا سب اس کی بسم اللہ میں آ گیا اور جو کچھ بسم اللہ میں ہے وہ اس کی با (ب) میں آ گیا اور جو کچھ با میں ہے وہ اس کے نقطہ میں آ گیا۔(تفسیر نعیمی)

(۸۶) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جس نے سورہ فاتحہ پڑھی اس نے گویا تورات، زبور، انجیل اور قرآن پڑھ لیا۔(تفسیر نعیمی)

(۸۷) ایک روایت میں ہے کہ ابلیس کو اپنے اوپر رونے اور سر پر خاک ڈالنے کی نوبت چار بار آئی ہے: پہلی بار جب کہ اس پر لعنت ہوئی، دوسری جبکہ آسمان سے زمین پر ڈالا

گیا، تیسری جبکہ حضور اکرم ﷺ کی نبوت ظاہر ہوئی اور چوتھے جبکہ سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔(تفسیر نعیمی)

(۸۸) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عرش کے خزانے سے مجھے چار چیزیں ملی ہیں کہ اور کوئی چیز اس خزانے سے کسی کو نہیں ملی۔سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی، سورہ بقرہ کی آخری آیتیں اور سورہ کوثر۔(تفسیر نعیمی)

(۸۹) ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص سونے کے ارادے سے لیٹے اور سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لے تو موت کے سوا ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔(تفسیر نعیمی)

(۹۰) صبح کی سنّت اور فرض کے بیچ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی میم کے ساتھ الحمد للہ کا لام ملا کر چالیس دن تک پڑھنا دنیا کی حاجتوں کے پورا ہونے کا بہترین نسخہ ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۹۱) عبد الملک بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: سورہ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۹۲) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سانپ بچھو کے کاٹے ہوؤں پر اور مرگی کے مریضوں اور پاگل دیوانوں پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرتے تھے اور حضور اقدس ﷺ نے اسے جائز رکھا۔(تفسیر نعیمی)

(۹۳) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو شخص صرف اس لیے قرآن پڑھے کہ لوگوں سے کھائے وہ قیامت میں ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا چہرہ صرف ہڈی ہو گا جس پر گوشت نہ ہو گا۔(بیہقی)

(۹۴) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضور انور ﷺ سے نقل کیا ہے کہ قرآن کی خبر گیری کیا کرو۔قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ قرآن بہت جلد نکل جانے والا ہے سینوں سے بہ نسبت اونٹ کے اپنی رسی سے۔(بخاری)

(۹۵) حضرت عطا ابن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اکرم ﷺ کا یہ

ارشاد پہنچا ہے کہ جوشخص سورہ یاسین کوشروع دن میں پڑھے اس کی تمام دن کی حاجتیں پوری ہوجائیں ۔(دارمی)

(۹۶)حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے حضورانور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص رات کوسورہ واقعہ پڑھے اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔(بیہقی)

(۹۷)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ قرآن شریف میں ایک سورت تیس آیتوں کی ایسی ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی مغفرت کرادے۔ یہ سورت تبارک الذی ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۹۸)حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک سورہ الف لام میم سجدہ اورسورہ تبارک الذی نہ پڑھ لیتے تھے۔(بخاری)

(۹۹)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا جوایک بارقل ھواللہ احد پڑھے گا اس پر جنت میں داخل ہونا جائز ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۰)حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قل ھواللہ پڑھی اس نے گویا دوتہائی قرآن پڑھ لیااوراس کے لیے اتنی نیکیاں لکھی جائیں گی جتنے کہ مومن اورمشرک گنتی میں ہوں گے۔(تحفۃ الواعظین)

(۱۰۱)حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جوقل ھواللہ تیس بار پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سومحل بنائے گا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۲)حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے روایت ہے کہ شیطان کوقل یاایھا الکفرون سے زیادہ غصہ دلانے والی کوئی سورت قرآن مجید میں نہیں اتری۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۳)ایک روایت میں آیا ہے کہ سورہ یاسین کا نام منعمہ ہے کہ اپنے پڑھنے والے کے لیے دنیااورآخرت کی بھلائیوں کی ضامن ہے۔دنیا کی مصیبت دورکرتی ہے اورآخرت کی ہول سے نجات دلاتی ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۴)سورہ یاسین کا نام رافعہ اورخافضہ بھی ہے یعنی مومنوں کے رتبے بلند کرنے والی اورکافروں کوپست کرنے والی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۵)قرآن عظیم سے فال لینی مکروہ تحریمی ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۶)سرورعالم ﷺ نے فرمایا کہ سورہ کوثر پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ جنت کی ہر نہر سے پانی پلائے گا اوراس کے نامہ اعمال میں یوم النحر کی قربانیوں کی گنتی کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی۔(بیضاوی شریف)

(۱۰۷)سرورعالم ﷺ نے فرمایا: قل ھواللہ احد جبرئیل علیہ السلام کے بازوپر، اللہ الصمد میکائیل علیہ السلام کے بازوپر، لم یلد ولم یولد عزرائیل علیہ السلام کے بازو پراورولم یکن لہ کفوا احد اسرافیل علیہ السلام کے بازوپرلکھا ہے۔(حیات القلوب)

(۱۰۸)سرکاردوعالم ﷺ نے فرمایا: قل ھواللہ احد ابوبکر کی پیشانی پر، اللہ الصمد عمر کی پیشانی پر، لم یلد ولم یولد عثمان کی پیشانی پراورولم یکن لہ کفوا احد علی کی پیشانی پرلکھا ہے۔(حیات القلوب)

(۱۰۹)قرآن مجید سنناتلاوت کرنے اورنفل پڑھنے سے افضل ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۰) تین دن سے کم میں قرآن عظیم کاختم خلاف اولیٰ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے تین رات سے کم میں قرآن پڑھا اس نے سمجھا ہی نہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۱) قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے زیادہ افضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے اوردیکھنا اورہات سے اس کا چھونا بھی، اوریہ سب عبادت ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۲)قرآن مجید کوپڑھ کربھلادینا گناہ ہے۔ایک روایت میں ہے جوقرآن پڑھ کر بھول جائے قیامت کے دن وہ کوڑھی ہوکرآئے گا اورقرآن مجید میں ہے کہ اندھا ہوکراٹھے گا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۳)حمام میں بلندآوازسے قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔آہستہ آہستہ جی میں پڑھا جاسکتا ہے البتہ سبحان اللہ کہنا، لاالہ الا اللہ پڑھنا مکروہ نہیں، چاہے بلندآوازسے ہو۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۴) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لا الہ الا اللہ کا ورد دل میں ایمان اس طرح اگاتا ہے جس طرح پانی سبزے کو۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۵) ایک روایت میں ہے کہ سورہ فاتحہ میں بسم اللہ کی میم ملا کر پندرہ میمیں ہیں۔ جب کوئی اس کی تلاوت کرتا ہے تو سب میمیں پرندوں کی طرح نکل بھاگتی ہیں اور عرش سے جا کر چمٹ جاتی ہیں جس سے عرش بھاری ہوجاتا ہے۔ عرش اٹھانے والے فرشتے کہتے ہیں کہ الٰہی یہ بوجھ کیسا ہے؟ ارشاد ہوتا ہے: یہ ایک سورۃ کا ثواب ہے جس کو میرے بندے نے پڑھا ہے۔ وہ سب میمیں بولتی ہیں کہ الٰہی اس کے پڑھنے والے کو کیا جزا ملے گی؟ ارشاد ہوتا ہے کہ اس کے نامہ اعمال کو جا کر دیکھو۔ ہر میم دس دس گنا گناہ مٹاتی ہے۔ وہ میمیں عرض کرتی ہیں الٰہی اور بڑھا یہاں تک کہ ہر میم کے بدلے ایک سو بیس گناہ مٹتے ہیں۔ پس ایک بار سورہ فاتحہ کے پڑھنے سے ایک ہزار آٹھ سو گناہ مٹتے ہیں۔(نزہۃ المجالس)

(۱۱۶) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ فاتحہ کی شروعات نعمت ہے اور اوسط تعظیم ہے اور آخر اللہ کی خوشنودی ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۷) اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے اس کا سر آدمی کا سا ہے اس کے ستر ہزار بازو ہیں اور ہر بازو پر فرشتوں کی ایک ایک جماعت ہے۔ اس کے دائیں رخسار پر سورہ اخلاص اور بائیں پر کلمہ شہادت اور پیشانی پر سورہ فاتحہ لکھی ہوئی ہے۔ اس کے سامنے فرشتوں کی ستر ہزار صفیں ہیں جو سورہ فاتحہ پڑھا کرتے ہیں اور جب وہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتے ہیں تو سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اپنے سر اٹھاؤ میں تم سے خوش ہوں۔ پھر وہ درخوست کرتے ہیں کہ امت محمدیہ میں سے جو کوئی فاتحہ پڑھے اے رب تو اس سے بھی راضی رہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اچھا گواہ رہو میں ان سے بھی راضی رہوں گا۔(نزہۃ المجالس)

(۱۱۸) امام حافظ الدین محمود ابوالبرکات نسفی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ جب سورہ فاتحہ نازل ہوئی تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے بھی نازل ہوئے۔

(۱۱۹) ایک بار نبی اکرم ﷺ مسلمانوں کو کنیزیں تقسیم فرمارہے تھے۔ مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: جاؤ تم بھی اپنے لیے کوئی کنیز لے آؤ۔ حضرت بی بی صاحبہ حاضر ہوئیں اور ہات دکھا کر عرض کرنے لگیں: بابا جان! چکی پیستے پیستے ہاتوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ ایک کنیز مجھے بھی عنایت ہو۔ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فاطمہ میں تجھے ایسی چیز دیتا ہوں جو کنیز اور غلام سے بھی زیادہ کام دے۔ تو رات کو سوتے وقت سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمدللہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھ کر سو رہا کر۔(نزہۃ القاری)

(۱۲۰) حدیث میں ہے جو شخص اونچی آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کرے وہ کھلے عام صدقہ دینے والوں کی طرح ہے اور جو آہستہ پڑھے وہ چھپا کر صدقہ دینے والوں کی طرح ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲۱) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید ایسی خوش الحانی سے پڑھتے تھے کہ جب آپ امام ہوتے تو لوگوں کے رونے کی آوازیں بلند ہوجاتیں ایسے میں آپ کو رکوع کرنا پڑتا۔(سیرت شافعی)

(۱۲۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ جب بچھونے پر سونے کے لیے لیٹتے تو دو ہات ملاتے اور قل ھو اللہ، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر ہات پر دم کر کے جہاں تک ہات پہنچے تمام بدن مبارک پر ملتے، سر اور منہ کی طرف سے شروع کرتے تین یا سات بار ایسا کر کے سوجاتے۔ اس کی وجہ سے نظر بد، جادو اور بہت سی بیماریوں سے اللہ تعالیٰ امن میں رکھتا ہے۔(بخاری شریف)

(۱۲۳) حدیث میں ہے کہ بہترین دعا الحمدللہ اور بہترین ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔(گلدستہ طریقت)

(۱۲۴) ارشاد نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار کلمے بہت ہی پیارے ہیں: ایک لا الہ الا اللہ، دو اللہ اکبر، تین سبحان اللہ، چار الحمدللہ۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲۵) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، کوئی ایسی بات سنائیے جس سے ہمیں نفع ہو۔ آپ نے فرمایا اگر تم نیکوں کی سی زندگی، شہیدوں کی سی موت، حشر کے دن نجات، گرمی کے دن سایہ اور گمراہی سے ہدایت چاہتے ہو تو ہمیشہ قرآن پڑھا کرو۔ یہ خدا کا کلام ہے اور شیطان سے محفوظ رہنے کا قلعہ ہے اور میزان کا جھکا دینے والا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۶) مہینوں میں صرف رمضان کا نام قرآن میں لیا گیا۔ عورتوں میں صرف بی بی مریم کا نام قرآن میں آیا، صحابہ میں صرف حضرت زید بن حارثہ کا نام قرآن میں لیا گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۷) بنی عبدالمطلب کے بچے جب بولنا شروع کرتے تھے تو ان سب کو پہلے آیت قل الحمدللہ الذی (پارہ ۱۵ 'سورہ کہف' آیت ۱۱۱) سکھائی جاتی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۸) وبا کے زمانے میں سورہ دخان اونچی آواز سے صبح کے وقت پڑھنے سے جہاں تک آواز جائے وہاں تک امن رہتا ہے۔ (حصن حصین شریف)

(۱۲۹) وبا کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ کسی نقارے یا تاشے پر سورہ جمعہ دائرے کی شکل میں لکھی جائے پھر ایک خصی بکرے کو ساتھ لے کر تاشہ بجاتے ہوئے شہر میں گشت کیا جائے مگر شرط یہ ہے کہ چوب نقش پر پڑے نہ کہ حروف پر۔ پھر شہر کے کنارے پر پہنچ کر جانور ذبح کر کے اس کا گوشت خیرات کر دیا جائے یا دفن کیا جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وبا سے امن ملے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۰) جس شخص پر جادو ہو گیا ہو وہ دریا کے بیچ دھارے کے پانی سے گھڑا بھر کر لائے اور اس پر سورہ فلق اور سورہ ناس گیارہ گیارہ بار پڑھ کر دم کرے پھر اس پانی سے نہائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ صحت ہو گی۔ مگر یہ پانی بہنے نہ دے بلکہ کسی گڑھے میں کھڑے ہو کر نہائے جس سے پانی وہاں جمع ہو جائے بعد میں مٹی برابر کر دے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۱) جو شخص صبح شام آیۃ الکرسی پڑھ کر ہاتوں پر دم کرے اور سارے جسم پر پھیرے

وہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ جادو سے محفوظ رہے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۲) آیت شریف الیوم اکملت لکم نویں بقرعید جمعہ کے دن نماز عصر سن دس ہجری کو مقام عرفات میں نازل ہوئی۔ اس آیت کے نزول کے دن دنیا میں پانچ عیدیں جمع تھیں۔ دو عیدیں مسلمانوں کی حج اکبر اور جمعہ' یہود کی عید' عیسائیوں کا بڑا دن' مجوس کی عید۔ اتنی عیدیں نہ اس سے پہلے جمع ہوئی تھیں نہ اس کے بعد۔ (خازن وغیرہ)

(۱۳۳) حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے حضور انور ﷺ سے عرض کیا: فاتحہ کے لیے آمین ایسی ہے جیسے کتاب کے لیے مہر یعنی جس طرح بنا مہر کے کتاب مکمل نہیں ہوتی اسی طرح آمین کے بغیر سورہ فاتحہ مکمل نہیں ہوتی۔ حضرت وہب فرماتے ہیں کہ آمین میں چار حروف ہیں اور آمین کہنے والے کے لیے چار فرشتے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۴) قسم یا تو رب کے نام کی کھائی جائے یا اس کی کسی مشہور صفت کی۔ ہندوستان میں قرآن کی قسم صحیح ہے کیونکہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۵) استغفار سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا بہتر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۶) قرآن مجید کی جن آیتوں میں آیا کہ تمہارا کوئی مددگار نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد چھوڑ دے تو تمہارا کوئی مددگار نہیں ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۷) دوسرے سے قرآن مجید پڑھوا کر سننا بھی عبادت ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید پڑھوا کر سنا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۸) سجدے کی آیت پر سجدہ واجب ہے، پڑھنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی۔ نماز میں ہو یا نماز سے باہر۔ فوراً کرے یا دیر سے، مگر بلاوجہ دیر نہیں کرنی چاہیے۔ کھڑے سے سجدے میں آئے اور پھر کھڑا ہو جائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۹) سجدہ تلاوت میں وضو اور رو بقبلہ ہونا بہت ضروری ہے مگر معین کرنا ضروری نہیں ہے کہ یہ فلاں آیت کا سجدہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۰) بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت آہستہ آہستہ پڑھے تاکہ دوسروں پر سجدہ واجب نہ ہو

جائے۔(تفسیرنعیمی)

(۱۴۱) اگر ایک آیت ایک جگہ بار بار تلاوت کرے تو ایک ہی سجدہ واجب ہوتا ہے۔لیکن اگر جگہ بدلتی رہے تو سجدے متعدد واجب ہوں گے یعنی ہر قرات پر ایک سجدہ۔(تفسیرنعیمی)

(۱۴۲) آیت سجدہ اگر اتفاقاً بھی سن لے تب بھی سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۱۴۳)حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مغرب کی طرف توبہ کے لیے ایک دروازہ بنایا ہے جس کی چوڑائی چالیس یا ستر سال کی راہ جتنی ہے۔ وہ ہمیشہ کھلا رہے گا کبھی بند نہ ہوگا یہاں تک کہ سورج مغرب سے نکلے۔(تنبیہ الغافلین)

(۱۴۴) سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سورہ انعام مکہ معظمہ میں ایک ہی رات میں نازل ہوئی۔اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تسبیح کرتے ہوئے آئے جن سے آسمانوں کے کنارے بھر گئے حضور ﷺ سبحان ربی العظیم کہتے ہوئے سجدے میں گر گئے۔(تفسیرنعیمی)

(۱۴۵)قرآن مجید کی پانچ سورتوں کے شروع میں الحمدللہ ہے: سورہ فاتحہ، سورہ انعام، سورہ کہف، سورہ سبا اور سورہ فاطر۔(تفسیرنعیمی)

(۱۴۶)جو شخص اپنی دعا میں پانچ بار ربنا کہہ کر اللہ کو پکارے، ان شاءاللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول ہوگی۔(تفسیرنعیمی)

(۱۴۷)قرآن مجید میں قیامت کے کئی نام آئے ہیں: ساعت، قیامت، قارعہ، حاقہ، خافضۃ، رافعۃ، تامۃ، سامۃ، زلزلہ، یوم الغرقۃ، یوم موعود، یوم العرض، یوم المفر، یوم اسیر۔(تفسیر ساوی)

(۱۴۸) سورہ واللیل اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ کی شان میں نازل فرمائی اور سورہ حجرات میں بھی ان کی بزرگی اور فضیلت کا ذکر فرمایا ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۱۴۹)قرآن کریم کی آیت تطہیر، آیت مباہلہ، آیت مودت اور آیت نذر حضرات حسنین کریمین کی شان میں نازل ہوئیں۔(تفسیرنعیمی)

(۱۵۰)قرآن کریم کا وہ حصہ جو مکی سورتوں پر مشتمل ہے پورے تیرہ سال تک رسول اکرم ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔(سیارہ ڈائجسٹ، قران نمبر)

(۱۵۱)کلمہ طیبہ میں صرف سات لفظ ہیں، تین ایک طرف اور تین دوسری طرف اور بیچ میں اسم ذات الٰہی اللہ ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۱۵۲)حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا میں نے جبرئیل امین کو یہ کہتے سنا ہے کہ روئے زمین پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے بہتر کوئی کلمہ لے کر نہیں اترا۔آسمان، زمین، پہاڑ اور دریا، درخت اور جنگل اسی کی برکت سے قائم ہیں۔اس کا نام کلمۃ الاخلاص، کلمۃ الاسلام، کلمۃ القرب، کلمۃ التقویٰ، کلمۃ النجات اور کلمۃ العلیا ہے۔ اگر ایک پلّے میں کلمہ رکھا جائے اور دوسرے میں تمام آسمان اور زمین تو اسی کا پلّہ جھکا رہے گا۔(زبدۃ الواعظین)

(۱۵۳)فقیہ ابواللیث کا قول ہے کہ نیچے کے سات کلموں کو یاد رکھنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک شریف اور مغفرت کے قابل ہے۔اس کے گناہ اگر سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں گے معاف کر دیے جائیں گے اور اس کی موت زندگی سے بہتر ہوگی۔وہ سات کلمے یہ ہیں: (۱) ہر چیز کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا۔(۲) ہر کام سے فارغ ہو کر الحمدللہ کہنا۔(۳) لغو اور بے ہودہ باتوں کے بعد استغفراللہ کہنا۔(۴) آئندہ فعل پر ان شاءاللہ کہنا۔(۵) کوئی مکروہ کام یا بات سامنے آئے تو لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہنا۔(۶) مصیبت کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا۔(۷) دن رات کلمہ شہادت زبان پر جاری رکھنا۔(تفسیر حنفی)

(۱۵۴) اللہ تعالیٰ کے بہت سے ناموں کے شروع میں میم آتی ہے جیسے منان، مالک، ملک، مقتدر، مومن، مہیمن وغیرہ۔جو اسے اللّٰھم کہہ کر پکارے تو اس نے گویا ان تمام ناموں سے پکارا۔اسی لیے اکثر دعاؤں کے شروع میں اللّٰھم کہا جاتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۵۵) ذکر کے وقت انسان کے دل میں تین خوف ہونے چاہئیں: ایک گزرے ہوئے کا کہ نہ معلوم میرا نام جنتیوں کی فہرست میں رکھا گیا ہے یا دوزخیوں کی؛ دوسرے موجودہ کا کہ نہ معلوم یہ ذکر مقبول ہے کہ نہیں؛ تیسرے آئندہ کا کہ نہ معلوم میرا خاتمہ ایمان پر ہوگا یا نہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے طٰہٰ اور یاسین کو تلاوت فرمایا۔ فرشتوں نے سنا اور کہنے لگے مبارک ہیں وہ لوگ جن پر یہ نازل ہوں گی اور مبارک ہیں وہ لوگ جن کے سینے انھیں محفوظ کریں گے اور مبارک ہیں وہ زبانیں جو انھیں پڑھیں گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین دعائیں یقینا مقبول ہوتی ہیں: ایک ماں کی دعا۔ دوسری مسافر کی دعا اور تیسری مظلوم کی دعا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۸) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دعا عبادت ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۹) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دعا عبادت کا مغز ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۰) اگر کسی نیک بندے یا کسی بزرگ کے لیے بخشش کی دعا کی جائے تو اس کے درجے بلند ہوتے ہیں اور گنہ گار پر سے سختی اور عذاب دور ہوجاتا ہے۔ (حدیث شریف)

(۱۶۱) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردے کی حالت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی طرح ہوتی ہے۔ وہ انتظار کرتا ہے کہ اس کے ماں باپ یا بھائی یا دوست کی طرف سے اس کو دعا پہنچتی ہے تو وہ دعا کا پہنچنا اس کو دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اس سے محبوب تر ہوتا ہے اور بے شک اللہ عزوجل اہل

زمین کی دعا سے قبر والوں کو پہاڑوں کی طرح اجر و رحمت عطا کرتا ہے اور بے شک زندہ کا تحفہ مردوں کی طرف یہی ہے کہ ان کے لیے بخشش کی دعا مانگی جائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کی نماز جنازہ پر ایسے چالیس مسلمان کھڑے ہوجائیں جنھوں نے شرک نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت میت کے حق میں قبول فرماتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۳) حضرت مالک بن بجیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کی نماز جنازہ پر مسلمانوں کی تین صفیں ہوجائیں اس پر جنت واجب ہوجاتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت مرحومہ ہے وہ قبر میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور جب قبر سے نکلے گی تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کے استغفار کی وجہ سے اسے گناہوں سے پاک صاف فرمادے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۵) رسول خدا ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا: تم پر تسبیح اور تہلیل اور تقدیس لازم ہے اور ان کو انگلیوں کے پوروں پر پڑھا کرو کیونکہ ان سے پوچھا جائے گا تو وہ جواب دیں گے لہٰذا اس کو بھول نہ جانا کہ تم کو اللہ کی رحمت نہ بھلادے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لاحول ولا قوۃ الا باللہ ننانوے بیماریوں کی دوا ہے ان بیماریوں میں سے ادنیٰ بیماری غم ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں سبحان اللہ خلائق کی نماز ہے الحمد للہ شکر کا کلمہ ہے اور لا الہ الا اللہ اخلاص کا کلمہ ہے، اللہ اکبر آسمان و زمین کو پھیر دینے والی چیز ہے اور جب بندہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرا بندہ اسلام لایا ہے اور تمام کام میرے سپرد کردیے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۸) نبی کریم ﷺ قرآن مجید کی ہر سورت کاتبین وحی سے الگ الگ لکھوا کر اسے محفوظ فرما لیتے تھے اور یہ سارے اجزا ایک تھیلے میں یا ایک صندوق میں ڈال دیے جاتے تھے جو مسجد نبوی کے ایک ستون کے ساتھ رکھا رہتا تھا۔ اس ستون کا ذکر بخاری شریف کتاب الصلوٰۃ میں موجود ہے جس کے قریب حضور ﷺ ہمیشہ نماز کے لیے قیام فرماتے تھے اور اس کا نام اسطوانۃ المصحف یعنی مصحف والا ستون اور بعد میں اسطوانۃ المہاجرین مشہور رہا۔ (نزہتہ القاری)

(۱۶۹) چھوٹے سائز کے قرآن شریف اور حمائلیں چھاپنا منع ہے، پر اگر چھپ چکے ہوں تو انھیں جلانا حرام ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۰) کلمہ طیبہ میں لفظ اللہ ہی داخل ہے جس کو پڑھ کر کافر مومن بنتا ہے۔ اگر کوئی لا الہ الا الرحمٰن کہہ دے یا اس کے دوسرے ناموں سے کلمہ پڑھ لے تو مومن نہ ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۱) بسم اللہ شریف کی تفسیر میں مفسرین کرام کہتے ہیں کہ دن رات میں چوبیس گھنٹے ہیں جن میں پانچ گھنٹے نمازوں نے گھیر لیے اور باقی انیس گھنٹوں کے لیے بسم اللہ کے انیس حروف عطا فرمائے گئے جو بسم اللہ کا ورد کرتا رہے ان شاء اللہ اس کا ہر گھنٹہ عبادت میں گنا جائے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۲) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص زہر لایا اور کہا: آپ اس زہر کو پی لیں اگر آپ صحیح سلامت رہیں تو ہم سمجھیں گے کہ اسلام سچا دین ہے۔ حضرت خالد نے بسم اللہ کہہ کر وہ زہر پی لیا اور اللہ کے فضل سے کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ شخص یہ دیکھ کر ایمان لے آیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۳) حدیث شریف میں ہے اگر انسان جماع (ہم بستری) کے وقت بسم اللہ نہ پڑھے تو اس حمل میں شیطان شریک ہوجاتا ہے اور بچے میں شیطانی صفتیں پیدا ہوجاتی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۴) قرآن مجید کی جن پانچ سورتوں کے شروع میں الحمد للہ ہے ان میں سورہ فاتحہ

کی حمد بہت ہی جامع ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۵) رسول اکرم ﷺ نے اپنے زمانہ رسالت میں قرآن عظیم کی ہر آیت اور ہر سورت تحریر کرادی تھی۔ قرآن مجید کی تمام سورتوں کی ترتیب خود نبی کریم ﷺ نے فرمائی تھی سوائے سورہ انفال کے۔ اس سورت کو سورہ اعراف کے بعد سورہ توبہ سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے رکھا۔ نیز سورہ توبہ سے پہلے بسم اللہ نہیں لکھی۔ یہ بھی آپ کا اجتہاد تھا۔ بعض صحابہ خصوصاً حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عثمان غنی سے دو سوال کیے ایک یہ کہ سورہ اعراف اور سورہ توبہ کی آیتیں ایک سو سے زیادہ ہیں اور سورہ انفال کی آیات ایک سو سے کم، پھر آپ نے یہ چھوٹی سورت بڑی سورتوں کے بیچ میں کیوں رکھ دی؟ دوسرا سوال یہ کہ ہر سورت کے اوّل میں آپ نے بسم اللہ لکھی ہے سورہ توبہ کے شروع میں کیوں نہ لکھی؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کی بہت سی وجوہ بیان کیں ان میں سے ایک وجہ کا خلاصہ یہ ہے کہ مجھے اس میں اشتباہ پیدا ہو گیا تھا کہ سورہ انفال اور سورہ توبہ ایک ہی سورت ہے یا دو۔ نیز سورہ انفال کے مضامین سورہ توبہ کے مضامین سے ملتے جلتے ہیں اس لیے حضور اکرم ﷺ نے اس کی ترتیب نہیں فرمائی۔ اس وجہ سے میں نے انفال اور توبہ کو ملا دیا اور ایک ہونے اور دو ہونے کا لحاظ کرتے ہوئے نام الگ الگ رکھے مگر بیچ میں بسم اللہ نہ لکھی۔ (بخاری شریف، تفسیر روح المعانی اور جلال الدین سیوطی)

(۱۷۶) مسلم شریف میں ہے کہ جو قوم اللہ کا ذکر کرے اسے فرشتے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور رحمت انھیں گھیر لیتی ہے اور انھیں سکون قلب نصیب ہوتا ہے اور اللہ فرشتوں میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔

(۱۷۷) اللہ کے ذکر کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں: ایک، ذکر باللسان یعنی زبان سے تسبیح وتحمید وتلاوت کرنا۔ دو، ذکر بالارکان یعنی ظاہری اور باطنی اعضا کو اچھے کام میں مشغول رکھنا اور برے کام سے روکنا۔ تین، ذکر بالجنان یعنی دل ہی دل میں ذکر۔ (تفسیر روح البیان)

(۱۷۸) کچھ علمائے کرام نے اللہ کے ذکر کی دو قسمیں بیان کی ہیں: ایک، بلا واسطہ اللہ کا

ذکر۔ دوسرا' بالواسطہ اللہ کا ذکر۔ ذکر بلاواسطہ اللہ کی ذات اور صفات کو یاد کرنا اور ذکر بالواسطہ اس کے پیاروں کا ذکر ہے۔ لہذا درود شریف' اولیائے کرام کے قصے سب اللہ کا ذکر ہی تو ہیں بلکہ رب سے ڈرانے کے لیے اس کے دشمنوں کا ذکر بھی اللہ ہی کا ذکر ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۷۹) قرآن مجید تین دن سے کم میں ختم نہیں کرنا چاہیے۔ تین دن میں قرآن شریف کے ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دن سورہ فاتحہ سے سورہ یونس تک' دوسرے دن سورہ یونس سے سورہ لقمان تک اور تیسرے دن سورہ لقمان سے آخر تک تلاوت کریں۔(سراج العوارف فی الوصایا والمعارف)

(۱۸۰) پکار چار طرح کی ہے: گنہگار کی پکار' ابرار (نیکوں) کی پکار' دل فگار (ٹوٹے دل) کی پکار اور بے قرار کی پکار۔ دل فگار کی پکار اور بے قرار کی پکار بہت ہی تاثیر والی ہے۔ یہ پکار عرش اعظم کو ہلا دیتی ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۱) علمائے کرام کے نزدیک دعا کے قبول ہونے کے لیے شرط ہے اکل حلال (حلال روٹی) اور صدق مقال (سچے بول)۔ صوفیاء کے نزدیک ہے چشم گریاں (روتی ہوئی آنکھ) اور قلب بریاں (جلتا ہوا دل)۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۲) صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ دعا آسمان کے دروازے کی کنجی ہے۔ اور حلال غذا اس کنجی کے دانتے۔(روح البیان)

(۱۸۳) کچھ وقتوں میں دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے۔ ایک' جمعہ کے دن دونوں خطبوں کے درمیان۔ دو' خطبہ اور نماز کے درمیان۔ تین' جمعہ کے دن سورج ڈوبنے کے وقت۔ چار' بارش کے وقت۔ پانچ' مرغ کے اذان دیتے وقت۔ چھ' ہر رات کے آخری حصے میں۔ سات' رمضان میں افطار اور سحری کے وقت۔ آٹھ' قرآن پاک کے ختم ہوتے وقت۔ نو' اذان کے بعد۔ دس' فرض نمازوں کے بعد۔ گیارہ' شب قدر میں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۴) کچھ جگہوں پر دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے۔ بیت اللہ شریف پر پہلی نظر پڑنے کے وقت' طواف میں ملتزم کے پاس' بیت اللہ میں زمزم کے کنویں کے پاس' زمزم پیتے

وقت' صفا اور مروہ پر' سعی میں' مقام ابراہیم کے پیچھے' عرفات' مزدلفہ اور منیٰ میں' تینوں جمرات کے پاس' نبیوں کے مزارات کے پاس' اللہ کے ولیوں کی قبروں کے پاس۔(روح البیان)

(۱۸۵) کچھ لوگوں کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے: روزہ دار کی افطار کے وقت' عادل بادشاہ کی' مظلوم انسان کی' ماں باپ کی' مسافر کی' بیمار کی' گھر پہنچنے سے پہلے حاجی کی' مسلمان کے لیے اس کے پیچھے دعا۔(مشکوٰۃ شریف)

(۱۸۶) کعب احبار کا قول ہے میرے نزدیک اللہ کے خوف سے رونا اپنے وزن کے برابر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۷) حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ سب سے بڑا زہد دنیا سے الگ رہنا اور سب سے افضل تقرب ہماری حرام کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرنا اور سب سے بہتر عبادت ہمارے خوف سے رونا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۸) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: جب خوف الٰہی سے آدمی کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح درخت کے خشک پتے۔(حیات القلوب)

(۱۸۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر کسی کی دعا قبول ہوتی ہے شرط یہ ہے کہ وہ جلدی نہ کرے اور یوں نہ کہے کہ میں نے دعا مانگی تھی وہ قبول نہیں ہوئی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۹۰) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: دنیا اور اس میں جو کچھ ہے لعنت کی گئی چیز ہے مگر وہ جس کا تعلق اللہ کے ذکر سے ہے رحمت کے قابل ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۹۱) مفسرین کرام کا کہنا ہے کہ قرآن کریم جب لوح محفوظ ہی میں تھا تو اس میں الفاظ و معانی' احکام' مضامین' عرفان ایمان سب کچھ تھا مگر سوز و گداز نہیں تھا۔ یہ صفت قرآن میں جب پیدا ہوئی جب کہ حضور ﷺ پر نازل ہوا اور حضور ﷺ نے اسے پڑھ لیا۔ آپ کی زبان مبارک سے چھل کر سوز و گداز' درد عشق سب کچھ اس میں آ گیا۔(تفسیر نعیمی) نظمی کہتا ہے:

یوں تو قرآن ہے اللہ تعالیٰ کا کلام
اس سے آتی ہے کسی مشک دہن کی خوشبو

(۱۹۲) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیتیں چھ طرح کی ہیں: ایک' کچھ وہ آیتیں ہیں جن کا ظہور قرآن نازل ہونے سے پہلے ہو چکا۔ دو' کچھ وہ آیتیں ہیں جن کا ظہور حضور ﷺ کے زمانے میں ہو چکا۔ تین' کچھ وہ آیتیں جن کا ظہور حضور ﷺ کے بعد یعنی صحابہ کرام کے زمانے میں ہوا۔ چار' کچھ وہ آیتیں ہیں جن کا ظہور قیامت کے قریب ہوگا۔ پانچ' کچھ وہ آیتیں ہیں جن کا ظہور قیامت میں ہوگا۔ چھ' کچھ وہ آیتیں ہیں جن کا ظہور قیامت کے بعد ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۳) قرآن پاک میں ۲۲۷ آیتیں ایسی ہیں جو گیارہ قانونی معاملات مثلاً میراث، شادی بیاہ، جہیز، طلاق، تحائف، وصیت، خرید وفروخت، سرپرستی، کفالت اور ارتکاب جرم سے تعلق رکھتی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۴) مکہ مکرمہ میں پندرہ جگہ دعا بہت مقبول ہوتی ہے: ملتزم یعنی سنگ اسود اور کعبے کے دروازے کے درمیان' میزاب رحمت یعنی کعبہ کے پرنالے کے نیچے' رکن یمانی کے پاس' صفا اور مروہ کے بیچ' سنگ اسود اور مقام ابراہیم کے پاس' خانہ کعبہ کے اندر' منیٰ اور مزدلفہ میں' عرفات میں' تینوں جمرات کے پاس' زمزم کے کنویں پر اور زم زم پیتے وقت۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن پڑھا کرو اس لیے کہ یہ قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرنے آئے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۶) حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس شخص کو قرآن کریم (کی تلاوت کرنے' یاد کرنے یا غور وفکر کرنے اور تفسیر وترجمہ وغیرہ کرنے) کی مشغولیت نے میرا ذکر کرنے اور مجھ سے دعائیں مانگنے سے روک دیا (یعنی ذکر کرنے اور دعا مانگنے کی فرصت نہ ملی) تو میں اس شخص کو اس سے بڑھ کر دیتا ہوں جو میں دعائیں (اور حاجتیں) مانگنے والوں کو

دیتا ہوں (یعنی اس کی ساری حاجتیں اور مرادیں پوری کر دیتا ہوں۔ (بخاری شریف)

(۱۹۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے کلام کو اور تمام کلاموں پر ایسی ہی فضیلت (اور برتری) حاصل ہے جیسی خود اللہ تعالیٰ کو اپنی تمام مخلوق پر۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۹۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم قرآن سیکھو (اور اس کا علم حاصل کرو) اور اسے پڑھو پڑھاؤ اس لیے کہ قرآن کی مثال اس شخص کے حق میں جس نے قرآن سیکھا (اور اس کا علم حاصل کیا) پھر اس کو پڑھا پڑھایا بھی اور اس پر عمل بھی کیا (خاص کر تہجد کی نماز میں پڑھا)' ایسی ہے جیسے مشک سے بھری ہوئی ایک (منہ کھلی) تھیلی جس کی مہک ہر جگہ پہنچتی ہو' اور اس شخص کے حق میں جو قرآن کو سیکھتا تو ہے اور اس کا علم بھی حاصل کرتا ہے مگر (رات کو غافل پڑا) سوتا رہتا ہے (نہ تہجد میں قرآن پڑھتا ہے اور نہ اس پر عمل کرتا ہے) حالانکہ اس کے (دل کے) اندر قرآن موجود (ومحفوظ) ہے ایسی ہے جیسے ایک مشک سے بھری ہوئی تھیلی جس کا منہ کس کر باندھ دیا گیا ہو۔

(نزہۃ المجالس مصنفہ علامہ عبدالرحمٰن صفوی شافعی)

(۱۹۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ جو کوئی انھیں یاد کرے اور پڑھے اور اس پر عمل کرے وہ جنت میں داخل ہو۔ (بخاری' مسلم)

(۲۰۰) روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ تبھی حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر آئے اور دعائے گنج العرش سرکار ﷺ کو تعلیم فرمائی اور اس دعا کے بہت سے فضائل بیان کیے۔ انھوں نے فرمایا کہ اس دعائے مبارکہ کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ تین چیزیں عنایت فرمائے گا: ایک' اس کی روزی میں برکت دے گا۔ دو' اس کو غیب سے روزی عطا فرمائے گا۔ تین' اس کے دشمن عاجز اور ذلیل رہیں گے۔ (نزہۃ المجالس)

(۲۰۱) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ لمبے سفر میں ہے' اس کا حال برا ہے' سر سے

پاؤں تک خاک سے اٹا ہوا ہے' دونوں ہات آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے اے رب! اے رب! مگراس کی خوراک حرام ہے' اس کا پینا حرام ہے' اس کا لباس حرام کا ہے' حرام کی غذا پر پل بڑھ رہا ہے۔ بھلا ایسے شخص کی دعا کیسے سنی جائے گی۔ (مسلم شریف)

(۲۰۲) روایت ہے کہ قیامت میں کسی مومن کی نیکیاں اگر کم ہوجائیں گی تو حضور اکرم ﷺ انگلی کے ایک پورے کے برابر ایک پرچہ نکال کر میزان کے پلڑے پر رکھ دیں گے جس سے نیکیوں کا پلّہ بھاری ہوجائے گا۔ وہ مومن کہے گا: میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ اپ کون ہیں؟ آپ فرمائیں گے: میں تیرا نبی ہوں اور یہ وہ درود ہے جو تو نے مجھ پر (دنیا میں) پڑھا تھا۔ میں نے تیری حاجت کے وقت اس کا اجر ادا کردیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۳) روایت ہے کہ ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ دنیا میری طرف سے پیٹھ پھیر کر چلی گئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: فرشتوں کی تسبیح پڑھا کرو یعنی صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم سو بار پڑھا کرو۔ یہ سن کر وہ شخص چلا گیا اور کچھ روز بعد آیا اور عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا عطا کیا ہے کہ میرے گھر میں جگہ نہیں رہی۔ (مواھب لدنیہ)

(۲۰۴) بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جب کوئی کام شروع کرو تو کہو بسم اللہ۔ چھینک آئے تو کہو الحمد للہ۔ اللہ کے نام پر دو تو کہو فی سبیل اللہ۔ کچھ کرنے کا ارادہ ہو تو کہو ان شاء اللہ۔ کوئی اچھی خبر سنو تو کہو سبحان اللہ۔ کسی کو تکلیف میں دیکھو تو کہو یا اللہ۔ کسی کی تعریف کرنا ہو تو کہو ماشاء اللہ۔ سو کر اٹھو تو کہو لا الہ الا اللہ۔ شکریہ ادا کرنا ہو تو کہو جزاک اللہ۔ کسی کو رخصت کرو تو کہو فی امان اللہ۔ جب خوش گواری ہو تو کہو فتبارک اللہ۔ جب ناگواری ہو تو کہو نعوذ باللہ۔ غلط کام دیکھو تو کہو استغفر اللہ۔ جب مدد درکار ہو تو کہو یارسول اللہ۔ موت کی خبر سنو تو کہو انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۲۰۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دعا کے سوا کوئی چیز قضا (تقدیر کے فیصلے) کو رد نہیں کرسکتی اور نیکی (اچھے کام) کے سوا کوئی چیز عمر کو بڑھا نہیں سکتی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۶) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قضا وقدر سے بچنے کی کوئی تدبیر فائدہ نہیں

دیتی۔ ہاں اللہ سے دعا مانگنا اس آفت اور مصیبت میں بھی نفع پہنچاتا ہے جو نازل ہوچکی اور اس مصیبت میں بھی جو ابھی تک نازل نہیں ہوئی اور بے شک بلا نازل ہونے کو ہوتی ہو کہ اتنے میں دعا اس سے جا ملتی ہے۔ قیامت تک ان دونوں میں کشمکش رہے گی اور انسان دعا کی بدولت اس بلا سے بچ جاتا ہے۔ (نزہۃ المجالس)

(۲۰۷) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس شخص سے ناراض ہوجاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۸) حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا سختیوں اور مصیبت کے وقت قبول فرمائے اسے چاہیے کہ وہ فراخی اور خوش حالی میں بھی کثرت سے دعا مانگا کرے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۹) رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے' دین کا ستون ہے اور آسمان وزمین کا نور ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۰) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آخری بات جس پر میں رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوا وہ یہ ہے کہ میں نے آپ سے پوچھا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ عمل یہ ہے کہ تمھیں اس حال میں موت آئے کہ تمھاری زبان اللہ کے ذکر سے بھیگی ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۱) ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک آدمی کی گود میں درہم بھرے ہوں اور وہ ان کو برابر تقسیم کررہا ہو اور دوسرا آدمی برابر میں اللہ کا ذکر کررہا ہو تو اللہ کا ذکر کرنے والا اس درہم تقسیم کرنے والے سے افضل واعلیٰ ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم بہشت کے باغوں میں گزرا کرو تو سیر ہو کر چر لیا کرو یعنی اللہ کے ذکر کی نعمت خوب اچھی طرح حاصل کرلیا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! بہشت کے باغ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ذکر کے حلقے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے دل کی دو کوٹھریاں ہوتی ہیں ایک میں

فرشتہ رہتا ہے اور دوسری میں شیطان۔ جب وہ شخص اللہ کے ذکر میں مصروف ہو جاتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان اپنی چونچ اس کے دل میں رکھ دیتا ہے یعنی اس کے دل پر چھا جاتا ہے اور طرح طرح کے وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۱۴) حدیث شریف میں آیا ہے جس شخص نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور پھر سورج نکلنے تک وہیں بیٹھا ہوا اللہ کا ذکر کرتا رہا پھر دو رکعتیں اشراق کی پڑھیں پھر مسجد سے آیا تو اس کو ایک حج اور ایک عمرے کی مانند اجر ملے گا۔ پورے حج اور عمرے کا۔ اسے سرکار ﷺ نے تین بار دوہرایا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۱۵) ایک حدیث میں آیا ہے ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو اس کا نام لے کر آواز دیتا ہے کہ اے فلاں پہاڑ کیا تیرے پاس سے کوئی ایسا آدمی گزرا جس نے گزرتے وقت اللہ کا ذکر کیا ہو۔ تو جب وہ جواب میں کہتا ہے: ہاں۔ تو وہ خوش ہو جاتا ہے اور اسے مبارکباد دیتا ہے۔(نزہۃ المجالس)

(۲۱۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن جنت والے کسی چیز پر افسوس نہ کریں گے سوائے اس گھڑی کے جو ان پر گزر گئی اور اس میں انھوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا۔ (کاش اس گھڑی میں بھی ہم اللہ کا ذکر کرتے اور اسکا بھی ثواب پاتے)(بخاری شریف)

(۲۱۷) ایک حدیث میں آیا ہے کہ تم اتنا کثرت سے اللہ کا ذکر کیا کرو کہ لوگ تمھیں دیوانہ کہنے لگیں۔(نزہۃ المجالس)

(۲۱۸) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو سیدھے ہات کی انگلیوں پر تسبیح پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔(شمائل ترمذی)

(۲۱۹) حق تعالیٰ کے تین ہزار نام ہیں، ہزار تو فرشتے جانتے ہیں اور ہزار اللہ کے نبی اور تین سو توراۃ میں ہیں اور تین سو انجیل میں اور تین سو زبور میں اور ننانوے قرآن میں اور ایک اللہ کے علم میں چھپا ہوا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کو ان تین ناموں کے ساتھ یاد کیا جو بسم اللہ

میں ہیں تو اس نے اللہ تعالیٰ کو ان تین ہزار ناموں کے ساتھ یاد کیا۔(تفسیر بحر مواج)

(۲۲۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بسم اللہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: وہ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور بسم اللہ اور اللہ کے نام کے بیچ اتنی نزدیکی ہے جتنی آنکھ کی سفیدی اور سیاہی کے بیچ ہے۔(زرقانی)

(۲۲۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا کہ قیامت کے دن ایک گروہ کو بہشت میں جانے کا حکم ہوگا۔ وہ لوگ بہشت کی راہ بھول جائیں گے اور حیرت کے عالم میں کھڑے رہ جائیں گے۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ کون گروہ ہوگا؟ فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے کہ میرا نام ان کی مجلس میں لیا جاتا اور یہ لوگ میرے اوپر درود نہ بھیجتے۔(صلوٰۃ ناصری)

(۲۲۲) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی جمعرات کے دن ظہر اور عصر کے درمیان دو رکعت نماز پڑھے، پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سو بار آیۃ الکرسی پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص سو بار پڑھے اور مجھ پر سو بار درود بھیجے تو اللہ تعالیٰ اسے رجب، شعبان اور رمضان کے روزوں کا ثواب دے گا اور حج بیت اللہ کا ثواب عطا فرمائے گا اور اس کے نامہ اعمال میں ہر مومن کی ایک ایک نیکی لکھے گا۔(صلوٰۃ ناصری)

(۲۲۳) آیۃ الکرسی اوّل سے آخر تک کافروں اور بدمذہبوں کا رد ہے۔ خالق کا انکار کرنے والے دہریوں کا رد اللّٰہ سے ہوا، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ میں مشرکوں کا رد، اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرنے والوں کا رد ہوا، لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ میں مجوس کا رد ہے جو دو خدا مانتے ہیں ایک یزدان، اچھائی کا خالق دوسرا اہرمن، برائی کا خالق، اس میں معتزلی کی بھی پوری تردید ہوگئی جو ہر بندے کو اپنے برے اعمال کا خالق مانتے ہیں۔ مَنْ ذَا الَّذِيْ میں بتوں کی شفاعت ماننے والوں کا رد ہے، اِلَّا بِاِذْنِهٖ میں معتزلہ اور عام دیوبندیوں اور وہابیوں کا رد

ہے جوشفاعت کاانکارکرتے ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۲۲۴) بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضورانور ﷺ فرماتے ہیں کہ ہمیں آیۃ الکرسی عرش کے نیچے عنایت فرمائی گئی۔(درمنثور)

(۲۲۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور روایت ہے کہ آیۃ الکرسی چہارم قرآن ہے۔(مسنداحمد)

(۲۲۶) جس گھر میں آیۃ الکرسی پڑھی جائے اس گھر سے شیطان ایک ماہ تک اور جادوگر چالیس دن تک دور رہتے ہیں۔(تفسیر کبیر)

(۲۲۷) جوکوئی سوتے وقت بستر پر لیٹ کر آیۃ الکرسی پڑھ لے تو اس کا اور اس کے پڑوسی کا گھر چوری' ڈکیتی اور آگ لگنے غرض ساری ناگہانی مصیبتوں سے صبح تک محفوظ رہے گا۔(تفسیرکبیر)

(۲۲۸) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کرنے سے دوہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی تھی اس سے دو آیتیں نازل فرمائیں جن پر سورہ بقرہ کو ختم فرمایا۔ جس گھر میں تین راتیں ان آیتوں کو پڑھا جائے تو شیطان اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا۔(ترمذی' بخاری' دارمی وغیرہ)

(۲۲۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص صبح کے وقت سورہ حٰم سجدہ اِلَیۡهِ الۡمَصِیۡر تک اور آیۃ الکرسی پڑھے گا اس کی شام تک اس کے ذریعے حفاظت کی جائے گی اور جوان دونوں کو شام کے وقت پڑھے گا اس کی ان کے ذریعے صبح تک حفاظت کی جائے گی۔(ترمذی' مشکوٰۃ)

(۲۳۰) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی آپ اپنی امت کو فرمادیں کہ وہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ دس بار صبح کے وقت پڑھا کریں اور دس بار شام کو اور دس بار سونے کے وقت پڑھا کریں تو نیند

کے وقت ان سے دنیا کی مصیبتیں ہٹائی جائیں گی۔ شام کے وقت شیطان کے قریب سے دور کیے جائیں گے اور صبح کے وقت میرا سخت غصہ ختم ہوگا۔(دیلمی)

(۲۳۱) بستان التفاسیر میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص روزانہ دس بار اعوذ باللہ پڑھ لیا کرے تو حق تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو اسے شیطان سے بچاتا ہے۔(بستان التفاسیر)

(۲۳۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص روزانہ سوبار **لاالٰہ الااللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہ الملک و لہ الحمد وھو علیٰ کل شیئٍ قدیر** پڑھتا ہے اس کو دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اس کے نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے دس گناہ مٹتے ہیں اور یہ کلمہ اس کے لیے اس دن شام تک شیطان سے پناہ دیتا ہے۔(بخاری شریف' مسلم شریف' ترمذی وغیرہ)

(۲۳۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان کا سرمہ بھی ہے چٹنی بھی اور نسوار بھی۔ چٹنی تو جھوٹ بولنا ہے اور نسوار غصہ کرنا ہے اور سرمہ نیند کرنا ہے۔(تنبیہ اللہفان)

(۲۳۴) قرآن کریم سے انسانوں کو دو فائدے حاصل ہوئے: ہلاک کرنے والی باتوں سے نجات اور درجوں میں ترقی۔ ہلاک کرنے والی کل سات چیزیں ہیں: کفر' شرک' جہالت' گناہ' برے اخلاق' حجاب صفات اور حجاب نفس۔ درجوں کی ترقی کے آٹھ اسباب ہیں: اللہ کی معرفت' توحید' علم' اطاعت' اچھے اخلاق' جذب حقانی' انانیت سے فنا اور ہویّت سے بقا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۵) سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں یعنی آمن الرسول سے آخر تک حضور ﷺ کو معراج میں بلا واسطہ عطا ہوئیں اور حضور ﷺ نے لامکاں میں پہنچ کر یہی دعائیں مانگیں۔ (درمنثور' مشکوٰۃ)

(۲۳۶) حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور

ﷺ نے فرمایا: رب نے جن آیتوں پر سورہ بقرہ ختم فرمائی وہ عرش کا خزانہ ہیں انھیں خود بھی سیکھو اور اپنے بیوی بچوں کو بھی سکھاؤ۔ یہ صلوٰۃ ہیں، یہ قرآن ہیں، یہ دعائیں ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۷) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: بڑا بے وقوف ہے وہ شخص جو سوتے وقت سورہ بقرہ کی آخری آیتیں نہ پڑھے۔ (دارمی)

(۲۳۸) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے ایک بار شیطان کو قید کرلیا۔ وہ بولا: اگر آپ مجھے چھوڑ دیں تو میں آپ کو بڑا عمدہ عمل بتاؤں۔ میں نے کہا: بتا۔ وہ بولا: اگر کوئی انسان رات کو سوتے وقت سورہ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھ لیا کرے تو ہم میں سے کوئی اس گھر میں رات بھر نہیں جاسکتا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۳۹) بزرگوں کا کہنا ہے کہ اگر میاں بیوی میں نا اتفاقی ہو تو میاں بیوی کو یا بیوی میاں کو سورہ آل عمران کی چودھویں آیت زُيِّنَ لِلنَّاس سے حُسْنَ الْمَآب تک سات سات بار سات الائچیوں پر دم کر کے اوّل و آخر تین تین بار درود شریف پڑھ کر کھلائے۔ انشاء اللہ ان میں محبت پیدا ہوجائے گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۰) ہر مومن کو چاہیے کہ تنہا جنگل میں جاکر ایک آدھ بار کلمہ پڑھ دے تاکہ وہاں کے پیڑ پودے اور پتھر اس کے ایمان کے گواہ ہوجائیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ اور استغفار کو زیادہ سے زیادہ پڑھا کرو۔ شیطان کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہ سے ہلاک کیا اور انھوں نے مجھے لا الہ الا اللہ اور استغفار سے ہلاک کیا۔ جب میں نے دیکھا کہ یہ تو کچھ نہ ہوا تو میں نے ان کو نفسانی خواہشات سے ہلاک کیا اور وہ اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتے رہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۲) امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں روایت پہنچی کہ شیطان کہتا ہے کہ میں نے امت محمدیہ کے سامنے گناہوں کو زیب و زینت کے ساتھ پیش کیا مگر ان کے استغفار نے میری کمر توڑ دی تو میں نے ان کے

پاس ایسے گناہ پیش کیے جنھیں وہ گناہ ہی نہیں سمجھتے کہ ان سے استغفار کریں اور وہ ان کی نفسانی خواہشات ہیں کہ وہ انھیں دین سمجھ کر کرتے ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۲۴۳) دعائے جمیلہ اللہ تعالیٰ کے ناموں پر مشتمل ایک مشہور و معروف دعا ہے۔ بزرگوں کا کہنا ہے کہ جس شخص نے صبح کی نماز کے بعد ان ناموں کو پڑھا اس نے حضرت آدم علیہ السلام کے برابر سو حج ادا کیے اور جس شخص نے اسے ظہر کی نماز کے بعد پڑھا اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے برابر تین سو حج ادا کیے اور جس شخص نے اسے عصر کی نماز کے بعد پڑھا اس نے حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے برابر پانچ سو حج ادا کیے اور جس شخص نے اس دعا کو مغرب کی نماز کے بعد پڑھا اس نے حضرت یونس علیہ السلام کے برابر سات سو حج ادا کیے اور جس شخص نے اسے عشاء کی نماز کے بعد پڑھا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے برابر ہزار حج ادا کیے اور جس نے تہجد کی نماز کے بعد اسے پڑھا اس نے نبی کریم ﷺ کے برابر لاکھ حج ادا کیے اور ہزار قرآن ختم کیے اور ہزار غلام آزاد کیے اور ہزار بھوکے پیاسوں کا پیٹ بھرا۔ (گنجینہ کبریٰ)

(۲۴۴) حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں نے شیخ جرجانی کے پاس پسے ہوئے ستو دیکھے تو پوچھا کیا آپ ستو کے علاوہ اور کچھ نہیں کھاتے؟ انھوں نے جواب دیا: میں نے کھانا چبانے اور ستو پینے میں ستر تسبیحوں کا اندازہ لگایا ہے۔ چالیس سال ہوئے میں نے روٹی کھائی ہی نہیں تاکہ ان تسبیحوں کا وقت ضائع نہ ہو۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۲۴۵) حضرت ابو محمد الاسود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیس برس کعبے کے مجاور رہے مگر کسی نے انھیں کھاتے پیتے نہیں دیکھا اور نہ ہی وہ ایک پل اللہ کے ذکر سے غافل ہوئے۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۲۴۶) حضرت ابراہیم بن حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں میرے والد محترم کو جب نیند آنے لگتی تو وہ دریا کے اندر تشریف لے جاتے اور اللہ کی تسبیح کرنے لگتے جسے سن کر مچھلیاں جمع ہوجاتیں اور وہ بھی تسبیح کرنے لگتیں۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۲۴۷) اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات نبی کریم ﷺ سے فرمایا: اے احمد! اگر آپ کو تمام لوگوں سے زیادہ پرہیزگار بننا پسند ہے تو دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے رغبت کیجیے۔ حضور ﷺ نے عرض کی: الٰہ العٰلمین! دنیا سے بے رغبتی کیسے ہو؟ فرمان الٰہی ہوا: دنیا کے مال سے ضرورت بھر کی کھانے پینے کی چیزیں لیجیے اور بس! کل کے لیے ذخیرہ مت کیجیے اور ہمیشہ میرا ذکر کرتے رہیے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: ہمیشہ ذکر کرنے کی عادت کس طرح حاصل ہو؟ جواب ملا: لوگوں سے الگ رہیے' نماز کو اور بھوک کو اپنی غذا بنایئے۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۲۴۸) حدیث شریف میں آیا ہے کہ لاحول کنجی ہر بھلائی کی ہے اور دوا ہر مرض اور غم اور الم کی۔ (بخاری)

(۲۴۹) سبحانک وبحمدک علیٰ علمک اور چار کہتے ہیں: سبحانک وبحمدک علیٰ عفوک بعد قدرتک۔ (فاسی)

(۲۵۰) رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جو شخص تم میں سے مجھ پر بہت درود بھیجے گا تو وہ بہشت میں بہت بیویوں والا ہوگا۔ اس حدیث میں بیویوں سے مراد حوریں ہیں۔ عورتیں بہشت میں سولہ برس کی ہوں گی اور مرد ۳۳ برس کے۔ حور کے معنی گوری خوب صورت حسین و جمیل عورت کے ہیں۔ اگر کوئی جنتی حور اپنی چھنگلیا اندھیری رات میں دنیا کے اندر دکھادے تو دنیا روشن اور اجلی ہوجائے اور تاریکی بالکل دور ہوجائے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۲۵۱) کچھ صحابہ کرام سے روایت ہے کہ جس جگہ سرکار دوعالم ﷺ کا ذکر کیا جاتا ہے یا ان پر درود پڑھا جاتا ہے تو اس جگہ سے ایک ایسی خوشبو اڑتی ہے کہ ساتوں آسمانوں کو پھاڑ کر عرش الٰہی تک پہنچ جاتی ہے اور اس درود کی خوشبو اللہ تعالیٰ کی جو مخلوق زمین پر ہے ان تک پہنچتی ہے مگر جن اور انسان اس خوشبو کو نہیں پاتے کیونکہ اگر وہ اس کی خوشبو پالیں تو اسی کی لذت میں رہ جائیں اور سارا کاروبار چھوڑ دیں اور جس فرشتے اور مخلوق کو یہ خوشبو پہنچتی ہے تو وہ اس مجلس کے لوگوں کے لیے بے شمار استغفار کرتے ہیں اور ان کے لیے ان گنت نیکیاں لکھی

جاتی ہیں اور سب کے درجے بلند کیے جاتے ہیں۔ (نزہۃ المجالس)

(۲۵۲) ایک بزرگ اپنے مریدوں کو چلّہ کراتے۔ فراغت کے بعد اس کے سامنے اللہ کے ننانوے نام پڑھتے پھر پوچھتے کہ کس نام پر تیرے دل کی کیفیت بدلی۔ وہ جو نام بتاتا' فرماتے: اسی نام کو دل میں پکار' اسی کا فیض تجھے ملے گا۔ (تفسیر کبیر)

(۲۵۳) حضور ﷺ عربی ہیں تو قرآن بھی عربی۔ جب حضور ﷺ مکی تھے تو قرآنی آیتیں مکی بنیں۔ جب حضور ﷺ مدنی ہوگئے تو قرآنی آیتیں بھی مدنی ہوگئیں۔ جتنا پڑھ کر حضور ﷺ نے نماز میں رکوع کرلیا اس حصہ کا نام رکوع ہوگیا۔ جس جگہ حضور ﷺ نے رک کر سانس لے لی وہ جگہ آیت بن گئی۔ جس جگہ بنا سانس توڑے ٹھہرے وہ جگہ سکتہ کہلائی۔ قرآن مجید حضور ﷺ کا آئینہ دار ہے (تفسیر نعیمی)

(۲۵۴) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ جو کوئی فرض نماز کے پیچھے آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرے تو اس میں اور جنت میں صرف موت کی آڑ ہوگی کہ مرتے ہی جنت میں داخل ہوجائے اور اسے ہمیشہ پڑھتے رہنے والا صدیقوں اور عابدوں کے درجے میں گنا جائے گا۔ (تفسیر کبیر)

(۲۵۵) جو کوئی پنجگانہ نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اور جب **ولا یؤدہ حفظھما** تک پہنچے تو اپنی پانچوں انگلیوں کے پورے آنکھوں پر رکھ کر گیارہ بار یہ لفظ پڑھے پھر ایک بار وھو العلی العظیم پڑھ کر اپنے پوروں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیرے تو ان شاء اللہ خاتمہ بالخیر نصیب ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۶) سورہ آل عمران کا نام توراۃ شریف میں طیّبہ ہے۔ (روح المعانی)

(۲۵۷) سورہ آل عمران کا نام سورہ امام' سورہ کنز' سورہ مجادلہ اور سورہ استغفار بھی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۸) حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قرآن پاک سات چیزوں کو لے کر اترا: ممانعت' حکم' حلال' حرام' محکم'

متشابہ اور مثالیں۔ لہٰذا تم حلال کو حلال جانو‘ حرام کو حرام سمجھو‘ احکام پر عمل کرو‘ اور متشابہات پر
ایمان لاؤ اور کہہ دو کہ رب نے جو کچھ بھیجا ہے اس پر ہمارا ایمان ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۹) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: میں نے معراج کی رات نور کا ایک شہر دیکھا جو دنیا سے ہزار حصے بڑا اور عرش الٰہی کے
نیچے نور کی زنجیروں میں لٹکا ہوا ہے۔ اس کے لاکھ دروازے ہیں ہر دروازے میں ایک باغ
ہے جس میں رحمت کا فرش بچھا ہوا ہے۔ ہر باغ میں نور کے ستر کمرے‘ ہر کمرے میں نور کی
ایک کوٹھری‘ ہر کوٹھری پر نور کا ایک بالاخانہ ہے‘ ہر بالاخانہ کے چارسو دروازے‘ ہر دروازے
کا ایک کواڑ سونے کا ایک چاندی کا‘ ہر دروازے کے سامنے نور کا ایک تخت‘ ہر تخت پر نور کا
فرش‘ ہر فرش پر ایک حور بیٹھی ہے۔ اگر دنیا میں وہ اپنی ایک چھنگلی دکھادے تو اس کی روشنی سے
چاند سورج ماند ہو جائیں۔ میں نے کہا: الٰہی یہ کسی نبی کے لیے ہے یا صدیق کے لیے؟
جواب آیا: یہ ان کے لیے ہے جو رات کی گھڑیوں اور دن کے گھنٹوں میں ذکر الٰہی کیا کرتے
ہیں اور میں نے ان کے لیے کچھ اور زیادہ رکھ چھوڑا ہے کیونکہ میرا ہات نہایت کشادہ ہے۔
(تنبیہ الغافلین)

(۲۶۰) علماء کا قول ہے کہ سات چیزیں قبر میں روشنی کا سبب بنتی ہیں: (۱) عبادت
میں اخلاص۔ (۲) ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ۔ (۳) رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک۔
(۴) زندگی کو گناہوں سے بچانا۔ (۵) نفسانی خواہشات سے بچنا۔ (۶) اللہ تعالیٰ کے حکم کی
پابندی کرتے رہنا۔ (۷) ذکر الٰہی کی کثرت۔ (تنبیہ الغافلین)

(۲۶۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے نور کا ایک دریا پیدا کیا‘ پھر دو پروں کا ایک فرشتہ بنایا اس
کا ایک پر مشرق میں دوسرا مغرب میں‘ سر عرش کے اوپر اور پاؤں ساتویں زمین کے نیچے
ہیں۔ ماہ شعبان میں جو شخص درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس فرشتے کو دریا میں غوطہ کھانے کا حکم
دیتا ہے۔ فرشتہ غوطہ کھانے کے بعد اپنے پر جھاڑتا ہے اس سے جتنے قطرے نکلتے ہیں اللہ

تعالیٰ ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو درود پڑھنے والے کے لیے قیامت تک
استغفار کرتا رہتا ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

(۲۶۲) درود شریف میں صلوٰۃ وسلام دونوں عرض کرنے چاہئیں کہ قرآن پاک میں
دونوں کا حکم دیا گیا ہے۔ صرف صلوٰۃ یا سلام بھیجنے کی عادت ڈال لینا منع ہے۔ اسی لیے درود
ابراہیمی صرف نماز کے لیے ہے کیونکہ اس میں سلام نہیں۔ سلام تشہد یعنی التحیات میں ہو چکا۔
نماز کے علاوہ درود ابراہیمی مکمل نہیں کیونکہ یہ سلام سے خالی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶۳) جس میں چار باتیں ہوں اس کا گھر جنت میں ہے: ایک یہ کہ ہر کام میں رب
سے التجا کرے‘ دوسرے یہ کہ مصیبت میں انا للہ پڑھے‘ تیسرے یہ کہ نعمت پر الحمدللہ پڑھے‘
چوتھے یہ کہ گناہ پر استغفر اللہ پڑھے۔ (بیہقی)

(۲۶۴) حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ چراغ گل ہونے‘ جوتے کا تسمہ ٹوٹ
جانے اور ہات میں پھانس لگ جانے پر بھی انا للہ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ بھی
مصیبت ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ حضور یہ تو معمولی باتیں ہیں۔ فرمایا: کبھی معمولی بات بھی
بڑی ہو جاتی ہے۔ (تفسیر عزیزی‘ درمنثور وغیرہ)

(۲۶۵) طبرانی اور بیہقی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انا للہ ہماری ہی امت کو
ملا۔ اس سے پہلے پیغمبروں کو بھی عطا نہ ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حدیث روایت کی کہ ایمان کی
ستر سے کچھ اوپر شاخیں ہیں ان میں سب سے اعلیٰ لا الہ الا اللہ کا پڑھنا اور ادنیٰ تکلیف پہنچانے
والی چیز کو راستے سے ہٹا دینا ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۲۶۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ امام حسن اور امام
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر یہ کلمات پڑھ کر پھونکا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تمہارے باپ
ابراہیم علیہ السلام انہی کلمات سے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام
کے لیے پناہ مانگا کرتے تھے: اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّ ھَامَّۃٍ وَّ مِنْ

كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ یعنی اے اللہ میں ہر شیطان اور زہریلے جاندار اور ہر نقصان پہنچانے والی نظر کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔(بخاری شریف)

(۲۶۸) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رب تبارک وتعالیٰ آدھی رات کے بعد آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے پھر ارشاد فرماتا ہے: ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اسے دوں اور ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں قبول کروں اور ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اسے بخش دوں۔(سبع سنابل شریف)

(۲۶۹) تفسیر روح البیان میں اعوذ باللہ کی تفسیر میں ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو دل لگا کر اعوذ باللہ پڑھے تو رب تعالیٰ اس کے اور شیطان کے بیچ تین سو پردوں کی آڑ کر دیتا ہے۔

(۲۷۰) حدیث میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ معراج میں تشریف لے گئے اور جنتوں کی سیر فرمائی تو وہاں چار نہریں دیکھیں۔ ایک پانی کی، دوسری دودھ کی، تیسری شراب کی اور چوتھی شہد کی۔ جبرئیل امین سے پوچھا کہ یہ نہریں کہاں سے آرہی ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ مجھے اس کی خبر نہیں۔ دوسرے فرشتے نے عرض کیا: ان چاروں کا چشمہ میں دکھاتا ہوں۔ پھر وہ ایک جگہ لے گیا وہاں ایک درخت تھا جس کے نیچے ایک عمارت بنی ہوئی تھی اور دروازے پر تالہ پڑا ہوا تھا اور اس کے نیچے سے چاروں نہریں نکل رہی تھیں۔ ارشاد فرمایا: دروازہ کھولو۔ عرض کیا: اس کی چابی میرے پاس نہیں ہے بلکہ آپ کے پاس ہے یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضور ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر تالے کو ہات لگایا۔ دروازہ کھل گیا۔ اندر جا کر دیکھا کہ عمارت میں چار ستون ہیں اور ہر ستون پر بسم اللہ لکھی ہوئی ہے اور بسم اللہ کی میم سے پانی جاری ہے۔ اللہ کی ہا سے دودھ جاری ہے، رحمٰن کی میم سے شراب اور رحیم کی میم سے شہد۔ اندر سے آواز آئی: اے میرے محبوب! آپ کی امت میں سے جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے وہ ان چاروں کا مستحق ہوگا۔(تفسیر روح البیان)

(۲۷۱) فرعون نے خدائی کا دعویٰ کرنے سے پہلے ایک مکان بنوایا تھا اور اس کے

باہری دروازے پر بسم اللہ لکھی تھی۔ جب اس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور موسیٰ علیہ السلام کی بات نہ مانی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے حق میں بددعا فرمائی۔ وحی آئی: اے موسیٰ! یہ ہے تو اسی قابل کہ اسے ہلاک کر دیا جائے لیکن اس کے دروازے پر بسم اللہ لکھی ہے جس کی وجہ سے یہ عذاب سے بچا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے فرعون پر گھر میں عذاب نہ آیا بلکہ وہاں سے نکال کر دریا میں ڈبویا گیا۔(تفسیر کبیر)

(۲۷۲) تفسیر عزیزی میں ہے کہ جس شخص کو کوئی سخت مصیبت پیش آئے تو وہ بسم اللہ بارہ ہزار بار اس طرح پڑھے کہ ایک ہزار بسم اللہ پڑھ کر دو رکعت نفل پڑھے پھر ہر ہزار پر دو نفل پڑھتا جائے اس کے بعد دعا مانگے۔ ان شاء اللہ اس کی دعا قبول ہوگی۔

دسواں باب: ہجرت، غزوات اور جہاد اسلامی

(۱) سن ہجری کا استعمال حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں شروع ہوا اور پہلی مرتبہ یوم الخمیس (جمعرات) بیس جمادی الاولیٰ اکہتر ہجری بارہ جولائی چھ سو اڑتیس عیسوی کو مملکت اسلام میں اس کا نفاذ ہوا۔(ضیاء القرآن۔ جلد۱)

(۲) بعثت کے پانچویں سال ماہ رجب میں مہاجرین کا پہلا قافلہ اپنے پیارے وطن کو چھوڑ کر حبشہ جیسے دور افتادہ ملک کی طرف روانہ ہوا۔ یہ قافلہ بارہ مردوں اور چار خواتین پر مشتمل تھا۔ اس قافلہ کے سالار حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ کی زوجہ محترمہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ ہمراہ تھیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے اسی جوڑے کے بارے میں ارشاد فرمایا: ابراہیم اور لوط علیہما السلام کے بعد یہ پہلا گھرانہ ہے جس نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی ہے۔ حضرت رقیہ کی خدمت گزاری کے لیے حضرت ام ایمن بھی ساتھ گئیں۔(ضیاء النبی، جلد دوم)

(۳) حبشہ ہجرت کرنے والے قافلے کے دوسرے مہاجرین کے نام یہ ہیں: حضرت ابوسلمہ اور ان کی زوجہ حضرت ام سلمہ، حضرت ابوحذیفہ اور ان کی زوجہ محترمہ، حضرت عامر بن ابی ربیعہ اور ان کی زوجہ محترمہ لیلیٰ عدویہ۔ ان کے علاوہ حضرت عبدالرحمن بن عوف،

زبیر بن عوام، مصعب بن عمیر، عثمان بن مظعون، سہیل بن بیضاء، ابوسبرہ بن ابی رحم، حاطب بن عمرو، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین۔(السیرۃ النبویہ زینی دحلان، جلد اوّل(

(۴) حبشہ کے لیے یہ مہاجرین جس بندرگاہ سے کشتی پر سوار ہوئے اس کا نام شعیبہ تھا جو جدہ سے تھوڑے فاصلہ پر جنوب کی طرف واقع تھی۔ اہل مکہ حبشہ وغیرہ کے لیے بحری سفر پر یہیں سے روانہ ہوتے تھے۔ جدہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں بندرگاہ بنایا گیا اور شعیبہ کے بجائے جہاز اور کشتیاں جدہ سے روانہ ہونے لگیں۔(معجم البلدان جلد سوم)

(۵) حبشہ کی دوسری ہجرت میں مہاجرین کی تعداد تراسی تھی جن میں اٹھارہ خواتین بھی شامل تھیں۔ اس قافلہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شریک تھے۔ (ضیاء النبی جلد دوم)

(۶) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ہجرت کی رات سے زیادہ گہری نیند میں کبھی نہیں سویا یقین تھا کہ اگر آج موت آئی تو میری موت کو بھی موت آجائے گی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ نے مجھے مدینہ بلایا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۷) ہجرت کی رات جب کافروں نے حضور ﷺ کے دولت خانے کو گھیر لیا تو نبی کریم ﷺ اپنے بستر پاک پر مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو لٹا کر خود روانہ ہو گئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کے سرہانے اور حضرت میکائیل علیہ السلام پائینتی کھڑے ہو کر کہہ رہے تھے: اے ابوطالب کے بیٹے! مبارک ہو، آج رب تم پر فخر کرتا ہے کہ تم نے اپنی جان کو اس کے محبوب کی خاطر داؤ پر لگا دیا۔(تفسیر کبیر)

(۸) جس جنگ یا جنگی مہم میں نبی کریم ﷺ نے شرکت فرمائی اسے اصطلاح میں غزوہ کہتے ہیں۔ فتح مکہ سمیت غزوات کی کل تعداد اٹھائیس بنتی ہے ان میں پہلا غزوہ الابواء صفر سن دو ہجری میں پیش آیا جبکہ آخری غزوہ تبوک رجب سن نو ہجری کا تھا۔(اطلس سیرت نبوی)

(۹) وہ جنگی مہم جس میں نبی کریم ﷺ نے شرکت نہ کی اور وہ کسی صحابی کی قیادت میں

سر ہوئی اسے سریّہ کہا جاتا ہے۔ سرایا کی کل تعداد کعب بن اشرف اور سلام بن ابی حُقیق کے قتل سمیت پچپن ہے ان میں سے پہلا سریّہ حمزہ (سیف البحر) تھا جو رمضان سن ایک ہجری میں پیش آیا جبکہ آخری سریّہ علی بن ابی طالب (یمن) تھا جو رمضان سن دس ہجری میں سر ہوا۔(اطلس سیرت نبوی)

(۱۰) رسول اللہ ﷺ کے غزوات کی تفصیل:

نمبر شمار غزوہ تاریخ اہم جوہات

(۱) وَدّان (ابوائ) صفر دو ہجری رسول اللہ ﷺ کا پہلا غزوہ جس میں آپ بنفس نفیس شریک ہوئے۔ مقصد قریش کا تجارتی قافلہ روکنا تھا۔

(۲) بُواط رَضویٰ (ربیع الاوّل دو ہجری قریش کے قافلے کو روکنا۔

(۳) عُشَیرہ جمادی الآخر دو ہجری قریش کے قافلے کو روکنا۔

(۴) بدر الاولیٰ (سفوان) جمادی الآخر دو ہجری کرز بن جابر فہری کا پیچھا کرنا کیونکہ اس نے مدینہ منورہ کے جانور لوٹ لیے تھے۔

(۵) بدر الکبریٰ رمضان دو ہجری قریش کے قافلے کو روکنا۔

(۶) بنوقین ق اع شوال دو ہجری یہود کی بدعہدی اور حسد۔

(۷) بنوسُ ل یم شوال دو ہجری رسول اللہ ﷺ بنوسلیم اور غطفان کا زور توڑنے کے لیے قرُ قرَ ۃ الکدر تک تشریف لے گئے۔

(۸) سَوِی ق ذوالحجہ دو ہجری ابوسفیان نے بدر کا انتقام لینے کے لیے مدینہ پر چڑھائی کی تھی۔ اسے بھگانے کے لیے یہ کارروائی ہوئی۔

(۹) ذوامَر ربیع الاوّل تین ہجری بنوثعلبہ اور محارب کا زور توڑنا تاکہ وہ مدینہ پر حملہ کرنے کے قابل نہ رہیں۔

(۱۰) بُحِ ران جمادی الاوّل تین ہجری بنوسلیم کا زور توڑنا۔

(۱۱) اُحُ د شوال تین ہجری قریش کے مدینہ منورہ پر حملے کا جواب اور دفاع۔

(۱۲) حمراء الاسد شوال تین ہجری ابوسفیان کے مدینہ منورہ پر اچانک حملہ کا توڑ۔

(۱۳) بنونضیر ربیع الاوّل چار ہجری بنونضیر نے رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا تھا اس لیے انھیں جلاوطن کر دیا گیا۔

(۱۴) ذات الرقاع محرم چار ہجری انمار اور ثعلبہ کی جتھا بندی کا سدباب۔

(۱۵) بدرالآخرۃ شعبان چار ہجری ابوسفیان کی دعوت کا جواب۔

(۱۶) دُومۃ ال ج ندل ربیع الاوّل پانچ ہجری کچھ لوگ اکٹھے ہو کر لوٹ مار اور مدینہ منورہ پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔

(۱۷) مری سیع شعبان پانچ ہجری بنومصطلق (خزاعہ کی شاخ) کو تتر بتر کرنا۔

(۱۸) خندق (احزاب) شوال پانچ ہجری قریش کی سرکردگی میں آنے والے لشکروں کا سدباب۔

(۱۹) بنو قریظہ ذوالقعدہ پانچ ہجری بنوقریظہ کی بدعہدی اور غزوہ خندق میں عین محاصرے کے وقت دشمنوں کی مدد۔

(۲۰) بنولحیان ربیع الاوّل چھ ہجری رجیع میں صحابہ کو قتل کرنے والے بنولحیان کی سرکوبی۔

(۲۱) ذی قرَد (غابہ) ربیع الاوّل چھ ہجری عینیہ بن حصن فزاری کی سرکوبی جس نے مدینہ منورہ کے جانور لوٹ لیے تھے۔

(۲۲) حدیبیہ ذوالقعدہ چھ ہجری بیت اللہ کا عمرہ مگر قریش نے روک دیا۔

(۲۳) خیبر محرم سات ہجری مدینہ منورہ پر حملہ کے لیے یہود کی گروہ بندی اور منصوبہ سازی۔

(۲۴) مؤتہ جمادی الاوّل آٹھ ہجری نبی ﷺ اس میں شریک نہیں ہوئے مگر آپ نے مکمل تفصیل بیان فرمائی گویا آپ شریک ہوں۔

(۲۵) فتح مکہ رمضان آٹھ ہجری قریش کی طرف سے صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی۔

(۲۶) حنین وطائف شوال آٹھ ہجری بنوثقیف کی گروہ بندی کا جواب۔

(۲۷) تبوک (عسرہ) رجب نو ہجری مدینہ منورہ پر حملے کی تیاری کرنے والے رومیوں کی روک تھام۔

نوٹ: رسول اللہ ﷺ نے کوئی جنگ خود شروع نہیں کی۔ آپ کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی تھی کہ ذرہ بھر انسانی خون نہ بہایا جائے لیکن جب سر پر آن پڑتی تھی تو آپ اس کے لیے تیار رہتے تھے کیونکہ آپ ﷺ نبیُّ الرحمۃ کے ساتھ ساتھ نبیُّ الملحمہ (جنگ کے لیے تیار رہنے والے نبی) بھی تھے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۱) بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ سب سے پہلا جھنڈا جو سرکار ﷺ نے کسی مسلمان کمانڈر کو دیا وہ حضرت عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا تھا۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۲) غزوہ احزاب کا دوسرا نام غزوہ خندق ہے۔ اس غزوہ کی سب سے اہم انفرادی خصوصیت یہ ہے کہ دشمنانِ اسلام کے جارحانہ حملوں کی یہ آخری کڑی تھی اس کے بعد وہ کبھی مرکز اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہ کر سکے بلکہ ہمیشہ دفاعی جنگیں لڑنے پر انھیں اکتفا کرنا پڑا۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۱۳) صحیح روایت کے مطابق غزوہ خندق پانچ ہجری کے ماہ شوال میں وقوع پذیر ہوا۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۱۴) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اسلام میں کوئی فتح حدیبیہ سے بڑی نہیں لیکن لوگوں کی عقلیں اس راز کو سمجھنے سے قاصر تھیں جو محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے رب کے درمیان تھا۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۱۵) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر سہیل بن عمرو کو دیکھا کہ جب حضور ﷺ قربانی کے جانور ذبح کر رہے تھے تو وہ ان جانوروں کو پکڑ پکڑ کے حضور ﷺ کے قریب لے آتا تھا اور جب حجام نے سرورِ عالم ﷺ کا حلق کیا تو میں

نے دیکھا وہی سہیل ان موہائے مبارک کو چن رہا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ انھیں اپنی آنکھوں سے لگا رہا ہے۔اس وقت مجھے سہیل کا وہ انکار یاد آ گیا جو حدیبیہ کے دن اس نے کیا تھا۔بسم اللہ شریف لکھنے سے بھی اس نے انکار کیا اور محمد رسول اللہ لکھنے سے بھی انکار کیا۔میں نے اللہ تعالیٰ کی اس بات پر حمد وثنا کی جس نے سہیل کو اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشی۔(امتاع الاسماع،مصنفہ علامہ مقریزی جلد ۱)

(۱۶) غزوہ تبوک نبی مکرم ﷺ کی حیات طیبہ کا آخری غزوہ ہے جو ماہ رجب سن ۹ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔اس میں مجاہدین اسلام کا مقابلہ سلطنت روم سے تھا۔(ضیاء النبی جلد چہارم)

(۱۷) سفر تبوک میں ہی رسول اللہ ﷺ نے اپنے امتیوں کو ایک نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اگر کسی علاقہ میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑے اور تم اس علاقہ میں رہتے ہو تو وہاں سے نکل کر باہر نہ جاؤ اور اگر تم اس علاقہ سے باہر ہو تو اس طاعون زدہ علاقہ میں مت داخل ہو۔(سبل الہدیٰ جلد ۵)

(۱۸) حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سرّیہ (قافلہ مجاہدین) میں روانہ ہونے کا حکم دیا۔وہ دن جمعہ کا تھا۔ان کے ساتھی روانہ ہو گئے لیکن عبداللہ نے سوچا کہ میں ٹھہر کر حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرلوں پھر قافلے کے ساتھ جاملوں گا۔جب وہ حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر چکے تو حضور ﷺ نے انھیں دیکھ کر پوچھا: تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیوں روانہ نہیں ہوئے؟ عرض کیا: میں نے سوچا کہ حضور کے ساتھ نماز ادا کر کے پھر ان سے جاملوں گا۔فرمایا: ساری کائناتِ زمین بھی تم خرچ کر ڈالو تو ان کی اس روانگی کی فضیلت کو نہ پاسکو گے۔(ترمذی)

(۱۹) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: احد کے دن حضرت عبداللہ بن جحش نے مجھ سے کہا آؤ دعا کرلیں۔دونوں ایک طرف ہو گئے۔پہلے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ کل جب میری ملاقات کسی دشمن سے ہو تو وہ بہادر اور سخت غصے

والا ہو میں اسے تیری خاطر قتل کر کے اس کا سامان لے لوں۔حضرت عبداللہ نے آمین کہا۔پھر حضرت عبداللہ نے دعا کی: اے اللہ کل میری ملاقات بہادر اور سخت غصہ والے جوان سے ہو اور تیری خاطر میں اس سے لڑوں وہ مجھ سے لڑے پھر وہ مجھے قتل کر کے میری ناک کان کاٹ دے میں جب تیرے حضور پیش ہوں تو تُو مجھ سے پوچھے اے عبداللہ تیری ناک اور کان کیوں کاٹے گئے؟ میں کہوں: اے اللہ تیرے اور تیرے رسول کی خاطر۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے سچ کہا۔(اطلس القرآن)

(۲۰) غزوہ احد کے شہداء کی جب تدفین ہوئی تو حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے ماموں سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو ایک ہی قبر میں دفنایا گیا۔حضرت عبداللہ بن جحش کی والدہ حضور ﷺ کی پھوپھی اُمَیمہ تھیں۔(اطلس القرآن)

(۲۱) ہجرت کی خبر پاتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ سو درہم میں دو اونٹنیاں خریدیں اور ان کی پرورش کرتے رہے۔ایک کا نام قصویٰ تھا جس پر حضور انور ﷺ نے ہجرت میں سواری کی اور جو آخر تک نبی کریم ﷺ کی سواری میں رہی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں اس کی وفات ہوئی۔حضور ﷺ کی دوسری اونٹنی عضبا تھی یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئی۔قیامت کے دن حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اسی پر سوار ہو کر محشر میں پہنچیں گی۔(تفسیر روح البیان)

(۲۲) ہجرت کے پہلے سال رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں مسجد قبا کی تعمیر فرمائی۔اس مقصد کے لیے حضور ﷺ نے حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک زمین کو پسند فرمایا جہاں عمرو بن عوف خاندان کی کھجوریں سکھائی جاتی تھیں۔اسی سال مسجد نبوی کی تعمیر بھی ہوئی۔اسی سال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ سے رخصت ہو کر مدینہ منورہ آئیں۔اسی سال اذان قائم ہوئی۔اسی سال جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ظہر،عصر اور عشاء میں چار رکعتیں فرض ہوئیں جواب تک دو دو رکعتیں تھیں۔(زرقانی، مدارج النبوۃ)

(۲۳) ہجرت کے دوسرے سال روزہ اور زکوٰۃ کے فرض ہونے کے احکام نازل ہوئے۔اسی سال حضور ﷺ نے عید الفطر کی نماز جماعت کے ساتھ عیدگاہ میں ادا فرمائی۔ اسی سال صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم بھی جاری ہوا۔اسی سال دس ذی الحجہ کو حضور ﷺ نے بقرعید کی نماز ادا فرمائی اور نماز کے بعد دو مینڈھوں کی قربانی فرمائی۔ یہی غزوہ بدر کا بھی سال ہے۔(مواہب لدنیہ وغیرہ)

(۲۴) ہجرت کے تیسرے سال جنگ احد ہوئی جس میں حضور ﷺ کے پیارے چچا حضرت سیدنا حمزہ شہید ہوئے۔اسی سال پندرہ رمضان کو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔اسی سال حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی بی بی حفصہ سے نکاح فرمایا۔اسی سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضور ﷺ کی صاحب زادی حضرت ام کلثوم سے ہوا۔اسی سال میراث کے احکام نازل ہوئے۔اب تک مشرک عورتوں سے مسلمانوں کا نکاح جائز تھا مگر سن تین ہجری میں مشرک عورتوں کا مسلمانوں کے ساتھ نکاح ہمیشہ کے لیے حرام کردیا گیا۔(سیرت المصطفیٰ از علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۲۵) ہجرت کے چوتھے سال حضور ﷺ کی زوجہ انور حضرت بی بی زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوئی۔اسی سال حضور ﷺ نے حضرت ام المومنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔اسی سال چار شعبان کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ہوئی۔(مدارج النبوۃ)

(۲۶) حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صرف پانچ ہی میتیں ایسی خوش نصیب ہوئی ہیں جن کی قبر میں حضور ﷺ خود اترے: (۱) حضرت ام المومنین بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔(۲) حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک بیٹے۔(۳) حضرت عبد اللہ مزنی جن کا لقب ذوالبجادین ہے۔(۴) حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ام رومان۔(۵) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد) مدارج النبوۃ)

(۲۷) ہجرت کے پانچویں سال غزوہ ذات الرقاع، غزوہ دومۃ الجندل، واقعہ افک (حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائے جانے کا واقعہ) جنگ خندق اور غزوہ بنی قریظہ پیش آئے۔اس سال حضور ﷺ نے حضرت بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔اسی سال مسلمان عورتوں پر پردہ فرض کیا گیا۔اسی سال کسی پر زنا کی تہمت لگانے کی سزا کے احکام نازل ہوئے۔اسی سال تیمم کی آیت نازل ہوئی۔اسی سال نماز خوف کا حکم نازل ہوا۔(زرقانی وغیرہ)

(۲۸) ہجرت کا چھٹا سال بیعت رضوان اور صلح حدیبیہ کی وجہ سے مشہور ہے۔اسی سال حضور ﷺ نے روم کے بادشاہ قیصر، فارس کے بادشاہ کسریٰ، حبشہ کے بادشاہ نجاشی، مصر کے بادشاہ عزیز مصر اور عرب وعجم کے دوسرے حکمرانوں کے نام اسلام کی دعوت کے خط روانہ فرمائے۔(زرقانی)

(۲۹) ہجرت کا ساتواں سال غزوہ خیبر کی وجہ سے مشہور ہے۔اسی سال حضور ﷺ نے حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔اسی سال یہودیوں کی سازش سے حضور ﷺ کو کھانے میں زہر دیا گیا۔اسی سال حضور ﷺ نے عمرہ قضا ادا فرمایا۔اسی عمرہ کے سفر میں حضور ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔(بخاری شریف)

(۳۰) ہجرت کا آٹھواں سال جنگ مؤتہ، فتح مکہ، جنگ حنین کی وجہ سے مشہور ہے۔ اسی سال رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔اسی سال حضور ﷺ کی صاحب زادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی۔اسی سال مسجد نبوی میں منبر شریف رکھا گیا۔(مدارج النبوۃ)

(۳۱) ہجرت کا نواں سال غزوہ تبوک کی وجہ سے مشہور ہے۔اسی سال اسلامی حکومت کے سائے میں رہنے والے غیر مسلموں کے لیے جزیہ کا حکم نازل ہوا۔اسی سال سود کی حرمت نازل ہوئی۔ اسی سال ساٹھ سے زیادہ وفود حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔(تفسیر جلالین)

(۳۲) ہجرت کے دسویں سال کا سب سے شان دار اور اہم واقعہ حجۃ الوداع ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا آخری حج تھا اور ہجرت کے بعد یہی آپ کا پہلا حج تھا۔ واپسی کے سفر میں غدیر خم نامی مقام پر تاریخی خطبہ دیا جس میں مسلمانوں کو قرآن مجید اور اہل بیت کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کا حکم دیا۔ (بخاری شریف)

(۳۳) ہجرت کے گیارھویں سال حضور انور ﷺ دنیا کی ظاہری آنکھوں سے روپوش ہوکر اپنے رب سے جاملے۔ (بخاری شریف)

(۳۴) عصما بنت مروان ایک شاعرہ تھی جو بنوامیہ بن زید خاندان سے تھی۔ وہ اپنی شاعری سے اسلام میں عیب لگاتی اور رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتی تھی۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کی اجازت دے رکھی تھی۔ عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کے سچے جاں نثار تھے۔ انھوں نے دریدہ دہن عصماء کوٹھکانے لگانے کی ٹھان لی۔ رمضان سن دوہجری میں حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عصماء بنت مروان کے پاس رات کے وقت پہنچے جب وہ ایک بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ حضرت عمیر نے بچے کو ہٹایا اور تلوار اس کے سینے میں گھونپ کر کمر سے نکال دی۔ (طبقات ابن سعد)

(۳۵) طبقات ابن سعد کے مطابق سرایا کی تفصیل:

نمبر شمار لشکر کا قائد تاریخ جگہ مسلمان مشرکین

(۱) حمزہ بن عبدالمطلب رمضان ایک ہجری ساحل بحر احمر تیس مہاجر تیس آدمی

(۲) عبیدہ بن حارث بن مطلب شوال ایک ہجری بطن رابغ ساٹھ مہاجر دوسو آدمی

(۳) سعد بن ابی وقاص ذوالقعدہ ایک ہجری غدیر خم کے قریب خرار بیس مہاجر قافلہ قریش

(۴) عبداللہ بن جحش اسدی رجب دوہجری وادی نخلہ بارہ مہاجر قافلہ قریش

(۵) عمیر بن عدی رمضان دوہجری مدینہ منورہ اکیلے عمیر عصماء بنت مروان

(۶) سالم بن عمیر عمری شوال دوہجری اکیلے سالم ابوعفک یہودی

(۷) محمد بن مسلمہ اور ابونائلہ ربیع الاوّل تین ہجری مدینہ کے مضافات پانچ مسلمان کعب بن اشرف

(۸) زید بن حارثہ جمادی الاخر تین ہجری فردہ نجد سو سوار قافلہ صفوان

(۹) ابوسلمہ مخزومی محرم تین ہجری قطن ڈیڑھ سو آدمی بنو اسد

(۱۰) عبداللہ بن اُنیس محرم تین ہجری عُرنہ صرف عبداللہ سفیان بن خالد ہذلی

(۱۱) منذر بن عمرو ساعدی صفر تین ہجری بیر معونہ ستر انصار بنوسلیم

(۱۲) مرثد بن ابی مرثد غنوی صفر تین ہجری رجیع دس آدمی قارہ اور عضل

(۱۳) محمد بن مسلمہ ۱۰ محرم تین ہجری قُرطا تیس سوار بنو بکر

(۱۴) عکاشہ بن محصن اسدی ربیع الاوّل چھ ہجری غَمر (بنو اسد) چالیس آدمی۔

(۱۵) محمد بن مسلمہ ربیع الاخر چھ ہجری بنوثعلبہ دس آدمی بنوثعلبہ

(۱۶) ابوعبیدہ بن جراح ربیع الاخر چھ ہجری ذوالقصہ چالیس آدمی بن ع مہارب

(۱۷) زید بن حارثہ ربیع الاخر چھ ہجری جموم کئی صحابہ بنوسلیم

(۱۸) زید بن حارثہ جمادی الاولی چھ ہجری عیص ایک سو ستر سوار ساحل بحر

(۱۹) زید بن حارثہ جمادی الاخر چھ ہجری طَرَف پندرہ آدمی بنوثعلبہ

(۲۰) زید بن حارثہ جمادی الاخر چھ ہجری حسمیٰ پانچ سو آدمی بنوجذام

(۲۱) زید بن حارثہ رجب چھ ہجری وادی قریٰ کئی صحابہ وادی قریٰ کے یہود

(۲۲) عبدالرحمن بن عوف شعبان چھ ہجری دُومۃ الجندل کئی صحابہ بنوکلب

(۲۳) علی بن ابی طالب شعبان چھ ہجری فدک سو آدمی ب نع سعد

(۲۴) زید بن حارثہ رمضان چھ ہجری وادی قریٰ کئی صحابہ فزارہ

(۲۵) عبداللہ بن عتیک رمضان چھ ہجری خیبر پانچ آدمی ابورافع نضری

(۲۶) عبداللہ بن رواحہ شوال چھ ہجری خیبر تیس آدمی اُسَیر بن زارم

(۲۷) کرز بن جابر فہری شوال چھ ہجری عرینہ بیس سوار عرینہ

(۲۸)عمرو بن امیہ ض مری چھ ہجری مکہ دوآدمی ابوسفیان

(۲۹)عمر بن خطاب شعبان سات ہجری تُربَہ تیس آدمی ہوازن

(۳۰)ابوبکر صدیق شعبان سات ہجری نجد(ضریۃ)۔بنوکلاب

(۳۱)بشیر بن سعد انصاری شعبان سات ہجری فدک تیس آدمی بنومُرّہ

(۳۲)غالب بن عبداللہ لیثی رمضان سات ہجری بطن نخل ایک سوتیس آدمی بنوعوال و بنوعبد بن ثعلبہ

(۳۳)بشیر بن سعد انصاری شوال سات ہجری یمن وجبار تین سوآدمی بنوغطفان

(۳۴)ابن ابی العوجاء سُلمی ذی الحجہ سات ہجری بنوسلیم پچاس آدمی بنوسلیم

(۳۵)غالب بن عبداللہ لیثی صفر آٹھ ہجری کُدید دوسوآدمی بنوملوح

(۳۶)بن عبداللہ ل ی ثی صفر آٹھ ہجری فدک دوسوآدمی بنومُرّہ

(۳۷)شجاع بن وھب اسدی ربیع الاول آٹھ ہجری س یّ چوبیس آدمی ہوازن

(۳۸) کعب بن عمیر غفاری ربیع الاوّل آٹھ ہجری ذات اطلاع پندرہ آدمی شامی علاقہ کے مشرک

(۳۹) زید بن حارثہ جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ جمادی الاولیٰ آٹھ ہجری بلقاء تین ہزار آدمی ایک لاکھ رومی

(۴۰)عمرو بن عاص جمادی الاخر آٹھ ہجری ذات السلاسل تین سوآدمی اورتیس سوار قضاعہ

(۴۱)ابوعبیدہ بن جراح رجب آٹھ ہجری قَبَلِیَہ تین سوآدمی ج ہ ینہ

(۴۲)ابوقتادہ بن ربعی انصاری شعبان آٹھ ہجری خضِرہ پندرہ آدمی غطفان

(۴۳)ابوقتادہ بن ربعی انصاری رمضان آٹھ ہجری بطن اضم آٹھ ہجری فتح مکہ سے قبل دشمن کو دھوکہ دینے کے لیے

(۴۴)خالد بن ولید رمضان آٹھ ہجری ن خلہ تیس سوار عزّیٰ بت گرانے کیلیے

(۴۵)عمرو بن عاص رمضان آٹھ ہجری سواع بت کی طرف کئی صحابہ بنوہذیل

(۴۶)سعد بن زید اشھلی رمضان آٹھ ہجری مُشَلّل بیس سوار منات بت گرانے کیلیے

(۴۷)خالد بن ولید شوال آٹھ ہجری مکہ کے جنوب میں ساڑھے تین سوآدمی بنوجذیمہ

(۴۸)طفیل بن عمرو دوسی شوال آٹھ ہجری ذوالکفین بت گرانے کیلیے

(۴۹)عُ ی یَنہ بن حصن فزاری محرم نو ہجری بنوتمیم پچاس آدمی بنوتمیم

(۵۰)قطبہ بن عامر بن حدیدہ صفر نو ہجری تبالہ بیس آدمی بنوخث ع م

(۵۱)ضحاک کلابی ربیع الاوّل نو ہجری زجّ لاوہ کئی صحابہ بنوکلاب

(۵۲)علقمہ بن مج ز ز مدلجی ربیع الاخر نو ہجری جدّہ تین سوآدمی حبشی جماعت

(۵۳)علی بن ابی طالب ربیع الاخر نو ہجری فُلس کی طرف جوقبیلہ طے کا بت تھا سوآدمی پچاس سوار بنوطے

(۵۴)عکاشہ بن محصن اسدی ربیع الاخر نو ہجری عذرہ اور بَلِیّ کا علاقہ کئی صحابہ جناب

(۵۵)خالد بن ولید ربیع الاوّل دس ہجری نجران کئی صحابہ بنوعبدالمدان

(۵۶)علی بن ابی طالب رمضان دس ہجری یمن تین سوسوار مذحج

Above matter in box

نوٹ: رسول اللہ ﷺ نے کوئی جنگ خود شروع نہیں کی۔آپ کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی تھی کہ ذرہ بھر انسانی خون نہ بہایا جائے لیکن جب سر پر آن پڑتی تھی تو آپ اس کے لیے تیار رہتے تھے کیونکہ آپ ﷺ نبیُّ الرحمۃ کے ساتھ ساتھ نبیُّ الملحمۃ (جنگ کے لیے تیار رہنے والے نبی) بھی تھے۔(اطلس سیرت نبوی)

(۱۱)بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ سب سے پہلا جھنڈا جوسرکار ﷺ نے کسی مسلمان کمانڈر کو دیا وہ حضرت عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا تھا۔(اطلس سیرت نبوی)

(۱۲)غزوہ احزاب کا دوسرا نام غزوہ خندق ہے۔اس غزوہ کی سب سے اہم انفرادی

خصوصیت یہ ہے کہ دشمنانِ اسلام کے جارحانہ حملوں کی یہ آخری کڑی تھی اس کے بعد وہ کبھی مرکز اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہ کر سکے بلکہ ہمیشہ دفاعی جنگیں لڑنے پر انھیں اکتفا کرنا پڑا۔(ضیاء النبی جلد چہارم)

(۱۳) صحیح روایت کے مطابق غزوہ خندق پانچ ہجری کے ماہ شوال میں وقوع پذیر ہوا۔(ضیاء النبی جلد چہارم)

(۱۴) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اسلام میں کوئی فتح حدیبیہ سے بڑی نہیں لیکن لوگوں کی عقلیں اس راز کو سمجھنے سے قاصر تھیں جو محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے رب کے درمیان تھا۔(ضیاء النبی جلد چہارم)

(۱۵) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر سہیل بن عمرو کو دیکھا کہ جب حضور ﷺ قربانی کے جانور ذبح کر رہے تھے تو وہ ان جانوروں کو پکڑ پکڑ کے حضور ﷺ کے قریب لے آتا تھا اور جب حجام نے سرور عالم ﷺ کا حلق کیا تو میں نے دیکھا وہی سہیل ان موہائے مبارک کو چن رہا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ انھیں اپنی آنکھوں سے لگا رہا ہے۔اس وقت مجھے سہیل کا وہ انکار یاد آ گیا جو حدیبیہ کے دن اس نے کیا تھا۔بسم اللہ شریف لکھنے سے بھی اس نے انکار کیا اور محمد رسول اللہ لکھنے سے بھی انکار کیا۔میں نے اللہ تعالیٰ کی اس بات پر حمد وثنا کی جس نے سہیل کو اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشی۔(امتاع الاسماع، مصنفہ علامہ مقریزی جلد ا)

(۱۶) غزوہ تبوک نبی مکرم ﷺ کی حیات طیبہ کا آخری غزوہ ہے جو ماہ رجب سن ۹ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔اس میں مجاہدین اسلام کا مقابلہ سلطنت روم سے تھا۔(ضیاء النبی جلد چہارم)

(۱۷) سفر تبوک میں ہی رسول اللہ ﷺ نے اپنے امتیوں کو ایک نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اگر کسی علاقہ میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑے اور تم اس علاقہ میں رہتے ہو تو وہاں سے نکل کر باہر نہ جاؤ اور اگر تم اس علاقہ سے باہر ہو تو اس طاعون زدہ علاقہ میں مت داخل

ہو۔(سبل الہدیٰ جلد ۵)

(۱۸) حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سریّہ (قافلہ مجاہدین) میں روانہ ہونے کا حکم دیا۔وہ دن جمعہ کا تھا۔ان کے ساتھی روانہ ہو گئے لیکن عبداللہ نے سوچا کہ میں ٹھہر کر حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرلوں پھر قافلے کے ساتھ جاملوں گا۔جب وہ حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر چکے تو حضور ﷺ نے انھیں دیکھ کر پوچھا: تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیوں روانہ نہیں ہوئے؟ عرض کیا: میں نے سوچا کہ حضور کے ساتھ نماز ادا کر کے پھر ان سے جاملوں گا۔فرمایا: ساری کائناتِ زمین بھی تم خرچ کر ڈالو تو ان کی اس روانگی کی فضیلت کو نہ پاسکو گے ۔(ترمذی)

(۱۹) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: احد کے دن حضرت عبداللہ بن جحش نے مجھ سے کہا آؤ دعا کرلیں۔دونوں ایک طرف ہو گئے۔پہلے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ کل جب میری ملاقات کسی دشمن سے ہو تو وہ بہادر اور سخت غصے والا ہو میں اسے تیری خاطر قتل کر کے اس کا سامان لے لوں۔حضرت عبداللہ نے آمین کہا۔پھر حضرت عبداللہ نے دعا کی: اے اللہ کل میری ملاقات بہادر اور سخت غصہ والے جوان سے ہو اور تیری خاطر میں اس سے لڑوں وہ مجھ سے لڑے پھر وہ مجھے قتل کر کے میری ناک کان کاٹ دے میں جب تیرے حضور پیش ہوں تو تُو مجھ سے پوچھے اے عبداللہ تیری ناک اور کان کیوں کاٹے گئے؟ میں کہوں: اے اللہ تیرے اور تیرے رسول کی خاطر۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے سچ کہا۔(اطلس القرآن)

(۲۰) غزوہ احد کے شہداء کی جب تدفین ہوئی تو حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے ماموں سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو ایک ہی قبر میں دفنایا گیا۔حضرت عبداللہ بن جحش کی والدہ حضور ﷺ کی پھوپھی اُمیمہ تھیں ۔(اطلس القرآن)

(۲۱) ہجرت کی خبر پاتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ سو درہم میں دو اونٹنیاں خریدیں اور ان کی پرورش کرتے رہے۔ایک کا نام قصویٰ تھا جس پر حضور انور

ﷺ نے ہجرت میں سواری کی اور جو آخر تک نبی کریم ﷺ کی سواری میں رہی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں اس کی وفات ہوئی۔حضور ﷺ کی دوسری اونٹنی عضبا تھی یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئی۔قیامت کے دن حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اسی پر سوار ہوکر محشر میں پہنچیں گی۔(تفسیر روح البیان)

(۲۲) ہجرت کے پہلے سال رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں مسجد قبا کی تعمیر فرمائی۔اس مقصد کے لیے حضور ﷺ نے حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک زمین کو پسند فرمایا جہاں عمرو بن عوف خاندان کی کھجوریں سکھائی جاتی تھیں۔اسی سال مسجد نبوی کی تعمیر بھی ہوئی۔اسی سال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ سے رخصت ہوکر مدینہ منورہ آئیں۔اسی سال اذان قائم ہوئی۔اسی سال جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ظہر،عصر اور عشاء میں چار رکعتیں فرض ہوئیں جو اب تک دو دو رکعتیں تھیں۔(زرقانی، مدارج النبوۃ)

(۲۳) ہجرت کے دوسرے سال روزہ اور زکوٰۃ کے فرض ہونے کے احکام نازل ہوئے۔اسی سال حضور ﷺ نے عید الفطر کی نماز جماعت کے ساتھ عیدگاہ میں ادا فرمائی۔اسی سال صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم بھی جاری ہوا۔اسی سال دس ذی الحجہ کو حضور ﷺ نے بقرعید کی نماز ادا فرمائی اور نماز کے بعد دو مینڈھوں کی قربانی فرمائی۔یہی غزوہ بدر کا بھی سال ہے۔(مواہب لدنیہ وغیرہ)

(۲۴) ہجرت کے تیسرے سال جنگ احد ہوئی جس میں حضور ﷺ کے پیارے چچا حضرت سیدنا حمزہ شہید ہوئے۔اسی سال پندرہ رمضان کو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔اسی سال حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی بی بی حفصہ سے نکاح فرمایا۔اسی سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضور ﷺ کی صاحب زادی حضرت ام کلثوم سے ہوا۔اسی سال میراث کے احکام نازل ہوئے۔اب تک مشرک عورتوں سے مسلمانوں کا نکاح جائز تھا مگر سن تین ہجری میں مشرک عورتوں کا مسلمانوں کے ساتھ نکاح

ہمیشہ کے لیے حرام کردیا گیا۔(سیرت المصطفیٰ از علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۲۵) ہجرت کے چوتھے سال حضور ﷺ کی زوجہ انور حضرت بی بی زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوئی۔اسی سال حضور ﷺ نے حضرت ام المومنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔اسی سال چار شعبان کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ہوئی۔(مدارج النبوۃ)

(۲۶) حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صرف پانچ ہی میتیں ایسی خوش نصیب ہوئی ہیں جن کی قبر میں حضور ﷺ خود اترے: (۱) حضرت ام المومنین بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔(۲) حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک بیٹے۔(۳) حضرت عبد اللہ مزنی جن کا لقب ذوالبجادین ہے۔(۴) حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ام رومان۔(۵) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد۔) مدارج النبوۃ)

(۲۷) ہجرت کے پانچویں سال غزوہ ذات الرقاع، غزوہ دومۃ الجندل، واقعہ افک (حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائے جانے کا واقعہ)، جنگ خندق اور غزوہ بنی قریظہ پیش آئے۔اس سال حضور ﷺ نے حضرت بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔اسی سال مسلمان عورتوں پر پردہ فرض کیا گیا۔اسی سال کسی پر زنا کی تہمت لگانے کی سزا کے احکام نازل ہوئے۔اسی سال تیمم کی آیت نازل ہوئی۔اسی سال نماز خوف کا حکم نازل ہوا۔(زرقانی وغیرہ)

(۲۸) ہجرت کا چھٹا سال بیعت رضوان اور صلح حدیبیہ کی وجہ سے مشہور ہے۔اسی سال حضور ﷺ نے روم کے بادشاہ قیصر، فارس کے بادشاہ کسریٰ، حبشہ کے بادشاہ نجاشی، مصر کے بادشاہ عزیز مصر اور عرب و عجم کے دوسرے حکم رانوں کے نام اسلام کی دعوت کے خط روانہ فرمائے۔(زرقانی)

(۲۹) ہجرت کا ساتواں سال غزوہ خیبر کی وجہ سے مشہور ہے۔اسی سال حضور ﷺ نے

حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔اسی سال یہودیوں کی سازش سے حضور ﷺ کو کھانے میں زہر دیا گیا۔اسی سال حضور ﷺ نے عمرہ قضا ادا فرمایا۔اسی عمرہ کے سفر میں حضور ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔(بخاری شریف)

(۳۰)ہجرت کا آٹھواں سال جنگ مؤتہ،فتح مکہ،جنگ حنین کی وجہ سے مشہور ہے۔اسی سال رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔اسی سال حضور ﷺ کی صاحب زادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی۔اسی سال مسجد نبوی میں منبر شریف رکھا گیا۔(مدارج النبوۃ)

(۳۱)ہجرت کا نواں سال غزوہ تبوک کی وجہ سے مشہور ہے۔اسی سال اسلامی حکومت کے سائے میں رہنے والے غیر مسلموں کے لیے جزیہ کا حکم نازل ہوا۔اسی سال سود کی حرمت نازل ہوئی۔ اسی سال ساٹھ سے زیادہ وفود حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔(تفسیر جلالین)

(۳۲)ہجرت کے دسویں سال کا سب سے شان دار اور اہم واقعہ حجۃ الوداع ہے۔یہ رسول اللہ ﷺ کا آخری حج تھا اور ہجرت کے بعد یہی آپ کا پہلا حج تھا۔واپسی کے سفر میں غدیر خم نامی مقام پر تاریخی خطبہ دیا جس میں مسلمانوں کو قرآن مجید اور اہل بیت کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کا حکم دیا۔(بخاری شریف)

(۳۳)ہجرت کے گیارھویں سال حضور انور ﷺ دنیا کی ظاہری آنکھوں سے روپوش ہوکر اپنے رب سے جاملے۔(بخاری شریف)

(۳۴)عصما بنت مروان ایک شاعرہ تھی جو بنوامیہ بن زید خاندان سے تھی۔وہ اپنی شاعری سے اسلام میں عیب لگاتی اور رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتی تھی۔اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کی اجازت دے رکھی تھی۔عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کے سچے جاں نثار تھے۔انھوں نے دریدہ دہن عصماء کو ٹھکانے لگانے کی ٹھان لی۔رمضان سن دو ہجری میں حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عصماء بنت مروان کے پاس رات کے وقت

پہنچے جب وہ ایک بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔حضرت عمیر نے بچے کو ہٹایا اور تلوار اس کے سینے میں گھونپ کر کمر سے نکال دی۔(طبقات ابن سعد)

(۳۵)طبقات ابن سعد کے مطابق سرایا کی تفصیل:

نمبر شمار لشکر کا قائد تاریخ جگہ مسلمان مشرکین

(۱)مزہ بن عبدالمطلب رمضان ایک ہجری ساحل بحر احمر تیس مہاجر تیس آدمی

(۲) عبیدہ بن حارث بن مطلب شوال ایک ہجری بطن رابغ ساٹھ مہاجر دوسو آدمی

(۳)سعد بن ابی وقاص ذوالقعدہ ایک ہجری غدیر خم کے قریب خرار بیس مہاجر قافلہ قریش

(۴)عبداللہ بن جحش اسدی رجب دو ہجری وادی نخ ل ہ بارہ مہاجر قافلہ قریش

(۵)عمیر بن عدی رمصان دو ہجری مدینہ منورہ اکیلے عمیر عصماء بنت مروان

(۶)سالم بن عمیر عمری شوال دو ہجری ا کیلے سالم ابوعفک یہودی

(۷)محمد بن مسلمہ اور ابونائلہ ربیع الاوّل تین ہجری مدینہ کے مضافات پانچ مسلمان کعب بن اشرف

(۸)زید بن حارثہ جمادی الاخر تین ہجری فردہ نجد سوسوار قافلہ صفوان

(۹)ابوسلمہ مخزومی محرم تین ہجری قَطَ ن ڈیڑھ سو آدمی بنواسد

(۱۰)عبداللہ بن اُنیس محرم تین ہجری عُرَ ن َہ صرف عبداللہ سفیان بن خالد ہذلی

(۱۱)منذر بن عمرو ساعدی صفر تین ہجری بیر معونہ ستر انصار بنوسلیم

(۱۲)مرثد بن ابی مرثد غنوی صفر تین ہجری رجیع دس آدمی قارہ اور عضل

(۱۳)محمد بن مسلمہ ۱۰ محرم تین ہجری قُرَطاء تیس سوار بنوبکر

(۱۴)عکاشہ بن محصن اسدی ربیع الاوّل چھ ہجری غَمر (بنواسد) چالیس آدمی۔

(۱۵)محمد بن مسلمہ ربیع الاخر چھ ہجری بنوثعلبہ دس آدمی بنوثعلبہ

(۱۶)ابوعبیدہ بن جراح ربیع الاخر چھ ہجری ذوالقصہ چالیس آدمی بن ع مہارب

(۱۷)زید بن حارثہ ربیع الاخر چھ ہجری جموم کئی صحابہ بنو سلیم

(۱۸)زید بن حارثہ جمادل الاولی چھ ہجری عَیص ایک سو ستر سوار ساحل بحر

(۱۹)زید بن حارثہ جمادی الاخر چھ ہجری طَرَ ف پندرہ آدمی بنو ثعلبہ

(۲۰)زید بن حارثہ جمادی الاخر چھ ہجری حِسمَی پانچ سو آدمی بنو جذام

(۲۱)زید بن حارثہ جب چھ ہجری وادی قریٰ کئی صحابہ وادی قریٰ کے یہود

(۲۲)عبدالرحمن بن عوف شعبان چھ ہجری دُومۃ الجندل کئی صحابہ بنو کلب

(۲۳)علی بن ابی طالب شعبان چھ ہجری فدک سو آدمی ب نع سعد

(۲۴)زید بن حارثہ رمضان چھ ہجری وادی قریٰ کئی صحابہ فزارہ

(۲۵)عبداللہ بن عتیک رمضان چھ ہجری خیبر پانچ آدمی ابورافع نضری

(۲۶)عبداللہ بن رواحہ شوال چھ ہجری خیبر تیس آدمی اُس َی ر بن زارم

(۲۷) کرز بن جابر فھری شوال چھ ہجری عرینہ بیس سوار عرینہ

(۲۸)عمرو بن امیہ ضمری چھ ہجری مکہ دو آدمی ابوسفیان

(۲۹)عمر بن خطاب شعبان سات ہجری تُربَہ تیس آدمی ہوازن

(۳۰)ابوبکر صدیق شعبان سات ہجری نجد (ضریۃ) ـ بنو کلاب

(۳۱)بشیر بن سعد انصاری شعبان سات ہجری فدک تیس آدمی بنو مُرّ ہ

(۳۲)غالب بن عبداللہ لیثی رمضان سات ہجری بطن نخل ایک سو تیس آدمی بنو عوال و

بنو عبد بن ثعلبہ

(۳۳)بشیر بن سعد انصاری شوال سات ہجری یمن وجبار تین سو آدمی بنو غطفان

(۳۴)ابن ابی العوجاء سُلمی ذی الحجہ سات ہجری بنو سلیم پچاس آدمی بنو سلیم

(۳۵)غالب بن عبداللہ لیثی صفر آٹھ ہجری کُد ید و سو آدمی بنو ملوح

(۳۶)بن عبداللہ ل ی ثی صفر آٹھ ہجری فدک دو سو آدمی بنو مُرّہ

(۳۷)شجاع بن وھب اسدی ربیع الاول آٹھ ہجری س ِ یّ چوبیس آدمی ہوازن

(۳۸) کعب بن عمیر غفاری ربیع الاوّل آٹھ ہجری ذات اطلاع پندرہ آدمی شامی علاقہ

کے مشرک

(۳۹) زید بن حارثہ جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ جمادی الاولیٰ آٹھ ہجری

بلقاء تین ہزار آدمی ایک لاکھ رومی

(۴۰)عمرو بن عاص جمادی الاخر آٹھ ہجری ذات السلاسل تین سو آدمی اور تیس سوا قضاعہ

(۴۱)ابوعبیدہ بن جراح رجب آٹھ ہجری قبَکِیَہ تین سو آدمی ج ہ ینہ

(۴۲)ابوقتادہ بن ربعی انصاری شعبان آٹھ ہجری خضِر ہ پندرہ آدمی غطفان

(۴۳)ابوقتادہ بن ربعی انصاری رمضان آٹھ ہجری بطن اضم آٹھ ہجری فتح مکہ سے قبل

دشمن کو دھوکہ دینے کے لیے

(۴۴)خالد بن ولید رمضان آٹھ ہجری ن خلہ تیس سوار عزّیٰ بت گرانے کیلیے

(۴۵) عمرو بن عاص رمضان آٹھ ہجری سواع بت کی طرف کئی صحابہ بنو ہذیل

(۴۶)سعد بن زید اشھلی رمضان آٹھ ہجری م ُشَلَّل بیس سوار منات بت گرانے کیلیے

(۴۷)خالد بن ولید شوال آٹھ ہجری مکہ کے جنوب میں ساڑھے تین سو آدمی بنو جذیمہ

(۴۸) طفیل بن عمرو دوسی شوال آٹھ ہجری ذوالکفین بت گرانے کیلیے

(۴۹)عُ ی َینَہ بن حصن فزاری محرم نو ہجری بنو تمیم پچاس آدمی بنو تمیم

(۵۰)قطبہ بن عامر بن حدیدہ صفر نو ہجری تبالہ بیس آدمی بنو خث ع م

(۵۱) ضحاک کلابی ربیع الاوّل نو ہجری زجّ لاوہ کئی صحابہ بنو کلاب

(۵۲) علقمہ بن مج زز مدلجی ربیع الاخر نو ہجری جدّہ تین سو آدمی حبشی جماعت

(۵۳)علی بن ابی طالب ربیع الاخر نو ہجری فُلُس کی طرف جو قبیلہ طے کا بت تھا سو آدمی

پچاس سوار بنو طے

(۵۴)عکاشہ بن محصن اسدی ربیع الاخر نو ہجری عذرہ اور ب َلِیّ کا علاقہ کئی صحابہ جناب

(۵۵)خالد بن ولید ربیع الاوّل دس ہجری نجران کئی صحابہ بنو عبدالمدان

(۵۶)علی بن ابی طالب رمضان دس ہجری یمن تین سوسوار مذحج

above matter in box

(بحوالہ طبقات ابن سعد جلد دوم)

(۳۶)بنوقریظہ میں بنوعمر بن عوف کا ایک سوبیس سالہ بدطینت یہودی ابوعفک رسول اللہ ﷺ کے خلاف لوگوں کو ابھارتا اور آپ کی ہجو میں شعر کہتا تھا۔ بدری صحابی سالم بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں میں شامل تھے جو غزوہ تبوک کے موقع پر حضور ﷺ سے سواری طلب کرتے تھے اور سواری نہ ملنے پر روتے ہوئے واپس جارہے تھے۔ سالم نے نذر مانی کہ یا تو ابوعفک کو جہنم رسید کروں گا یا خود شہید ہوجاؤں گا۔ گرمیوں کی ایک رات انھیں خبر ہوئی کہ ابو عفک اپنے گھر میں سورہا ہے تو انھوں نے تلوار لی اور اس کے سینے پر رکھ کر دباؤ ڈالا جس سے وہ اس کے بستر سے پار ہوگئی اور وہ جہنم رسید ہوگیا۔ انھوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۳۷)ایک شخص نے آکر سرور عالم ﷺ سے جہاد میں جانے کی اجازت چاہی۔ حضور نے پوچھا: کیا تمھارے والدین زندہ ہیں؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: پہلے ان کے ساتھ حق وفا ادا کرو پھر جہاد کرنا۔ دوسری روایت میں ہے: ایک شخص آکر کہنے لگا میں حضور کے پاس بیعت ہجرت کرنے آیا ہوں اور اپنے والدین کو روتا چھوڑ آیا ہوں۔ فرمایا: واپس جاکر اپنے والدین کو اسی طرح ہنساؤ جس طرح رلایا ہے۔ (مالک)

(۳۸)جنگ یمامہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں سن گیارہ ہجری کے اواخر اور سن بارہ ہجری کے شروع میں مسیلمہ کذاب اور مسلمانوں کے درمیان ہوئی تھی۔ اس جنگ میں مسیلمہ کے ساتھی چالیس ہزار تھے۔ مسلمانوں کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ انصار کا جھنڈا حضرت زید بن ثابت بن قیس کے ہات میں تھا۔ یہ جنگ بہت سخت اور خوں ریز ہوئی۔ کچھ دیر کے لیے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تھے پھر

خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدبیر اور شجاعت کی بدولت مسلمانوں نے جم کر مقابلہ کیا۔ مسیلمہ مارا گیا اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی۔ اکیس ہزار بنوحنیفہ مارے گئے جو مسیلمہ کے ساتھی تھے۔ مسلمانوں کا بھی کافی نقصان ہوا۔ ساڑھے چار سو حفاظ صحابہ جنگ میں شہید ہوئے۔ (نزہۃ القاری)

(۳۹)واقعہ حرہ سن ترسٹھ ہجری میں ہوا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ غسیل الملائکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ بن حنظلہ اور مدینہ طیبہ کے کچھ سربرآوردہ افراد یزید کے پاس گئے۔ وہاں انھوں نے یزید کی بدعنوانیاں دیکھیں تو مدینہ منورہ لوٹ کر یزید کی بیعت فسخ کردی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کرلی۔ اس پر یزید پلید نے مسلم بن عقبہ کو جسے مسلمان مُسرف بن عقبہ کہتے تھے ایک بھاری فوج کے ساتھ مدینہ منورہ پر حملہ کے لیے بھیجا۔ اس نے تین دن تک مدینہ طیبہ کو لوٹا اور ایسی بے حرمتی کی جو ایک کھلے کافر سے بھی نہیں سوچی جاسکتی۔ سترہ سو روٴسا کو شہید کیا اور دس ہزار عوام، عورتیں اور بچے جو مارے گئے وہ الگ۔ ایک ہزار کنواری دوشیزاؤں کی عزت لوٹی گئی۔ مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے گئے۔ تین دن تک گھوڑوں لید سے مسجد اقدس میں ناپاکی ہوتی رہی۔ تین دن تک مسجد نبوی میں نہ اذان ہوئی نہ نماز۔ (نزہۃ القاری)

(۴۰)جنگ جمل عہد اسلامی کی ایک ناخوشگوار جنگ تھی جو سن چھتیس ہجری کے جمادی الاول یا جمادی الاخر میں ہوئی تھی۔ یہ وہ پہلی جنگ ہے جو مسلمانوں کے درمیان ہوئی۔ یہ جنگ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان ہوئی۔ ام المومنین ایک بہت بڑے اونٹ پر سوار بیچ میں تھیں اس لیے اسے جنگ جمل کہا جاتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حج کے لیے گئی ہوئی تھیں۔ جو لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محاصرے میں شریک تھے وہی لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد بنی امیہ بھاگ

کر مکہ پہنچے۔انھوں نے حضرت عثمان کے قصاص کے لیے انھیں آمادہ کیا حضرت زبیر بن عوام اور حضرت طلحہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی مکہ پہنچ گئے اور حضرت عثمان کے قصاص کے نکلتے پر ان کے ساتھ ہو گئے۔ام المومنین نے بصرہ کا قصد کیا۔سفر کرتے ہوئے بصرہ کے قریب حَوابُ پر پہنچیں تو پوچھا اس جگہ کا نام کیا ہے؟ جب بتایا گیا کہ حواب ہے تو اونٹ کو بٹھایا اور فرمایا: میں حواب والی ہوں۔ مجھے لوٹاؤ' مجھے لوٹاؤ۔ لوگوں نے بہت کوشش کی کہ آگے بڑھنے پر راضی ہو جائیں مگر راضی نہ ہوئیں۔ چوبیس گھنٹے تک وہیں تشریف فرما رہیں۔ پھر کسی نے اطمینان دلایا کہ یہ حواب نہیں ہے تو آگے بڑھیں۔حواب کا قصہ یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ام المومنین سے فرمایا تھا: تم میں سے ایک کا کیا حال ہوگا جب اس پر حواب کے کتے بھونکیں گے؟ (مسند امام احمد) آگے بڑھ کر ام المومنین نے بصرہ کے باہر پڑاؤ ڈال دیا۔ حضرت علی کو جب اس کی اطلاع ملی تو تیس ہزار کی جمعیت لے کر مقابلہ پر فروکش ہوئے۔رات میں دونوں فریق کے سنجیدہ ترین متین صلح جُو افراد نے کوشش کر کے آپس کی غلط فہمیاں دور کر دیں۔طے ہو گیا کہ دونوں جماعتیں واپس ہو جائیں گی۔مگر دونوں طرف فساد پسند عناصر کافی تھے۔انھوں نے جب یہ دیکھا کہ بنا بنایا کھیل بگڑ گیا تو باہمی مشورہ کر کے صبح اندھیرے ہی آپس میں گتھ گئے اور ام المومنین کی طرف یہ افواہ پھیلا دی کہ حضرت علی نے حملہ کر دیا پھر حضرت علی کو یہ باور کرایا کہ ام المومنین نے حملہ کر دیا۔پھر تو گھمسان کا رن پڑا۔حضرت علی نے محسوس کیا کہ قوت کا مرکز ام المومنین کی ذات ہے اگر ان کے اونٹ کو بے کار کر دیا جائے تو جنگ کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔انھوں نے سارا زور اسی پر لگا دیا۔ پوری جنگ ام المومنین کے ہودج کے اردگرد سمٹ آئی۔ جو بھی اونٹ کی نکیل پکڑتا مار ڈالا جاتا۔کشتوں کے پشتے لگ گئے۔عاشقان رسول حرم نبوی پر پروانہ وار نثار ہو رہے تھے۔حضرت عبداللہ بن زبیر لڑتے لڑتے زخموں سے نڈھال ہو کر مقتولین میں گر پڑے۔انھیں اس دن سینتیس زخم لگے تھے۔بالآخر حضرت علی کے حامی اونٹ کی کونچیں کاٹنے میں کامیاب ہو گئے۔اور ہودج مبارک زمین بوس ہو گیا۔حضرت علی حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا: السلام علیک یا اماہ۔ام المومنین نے جواب دیا: وعلیک السلام

یا بُنَیَّ۔حضرت علی نے کہا: اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔ام المومنین نے فرمایا: اور تمھاری بھی۔ پھر حضرت عمار اور محمد بن ابوب کو گول خیمہ کھڑا کرنے کا حکم دیا اور ہودج مبارک کو مقتولین کے ڈھیر سے اٹھوا کر اس خیمے میں پہنچا دیا۔پھر اخیر رات میں ام المومنین بصرہ تشریف لے گئیں۔ آپ کو اس کا بے حد صدمہ تھا۔روتی تھیں اور کہتی تھیں: کاش کہ آج سے بیس سال پہلے مرگئی ہوتی۔ پھر حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ام المومنین کے شایان شان سامان سفر کر کے بصرہ سے رخصت کیا۔غرّہ رجب ہفتے کے دن ام المومنین وہاں سے چلیں اور مکہ معظمہ تشریف لے گئیں۔حضرت علی میلوں تک ہم راہ چلے اور حضرت علی کے صاحب زادے چوبیس گھنٹے رہے۔ام المومنین پر اس کا بہت خوشگوار اثر پڑا۔حضرت علی کو اعلیٰ مدحیہ کلمات سے نوازا۔اس جنگ میں دس ہزار حامیان ام المومنین اور پانچ ہزار حامیان حضرت علی شہید ہوئے۔حضرت طلحہ کو ایک نامعلوم تیر آ کر لگا اور شہید ہو گئے۔بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تیر مروان نے مارا تھا۔(نزہۃ القاری)

(۴۱) دو غزوات میں فرشتے نازل ہوئے ہیں ایک غزوہ بدر میں دوسرے غزوہ حنین میں۔خندق کے موقع پر بھی فرشتے آئے تھے مگر اس وقت باقاعدہ جہاد نہیں ہوا۔(ضیاء النبی)

(۴۲) حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا بدر کے میدان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک ہزار فرشتوں کی جماعت لے کر نبی مکرم ﷺ کے دائیں طرف اترے۔اس طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔اور حضرت میکائیل علیہ السلام ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ حضور انور ﷺ کے بائیں جانب اترے اس طرف میں تھا۔ (نزہۃ القاری)

(۴۳) اللہ تعالیٰ نے بدر کے مجاہدین پر سات خاص عنایتیں کیں: ایک غیبی اور باقی چھ ظاہری۔غیبی عنایت فرشتوں کا نزول تھا اور ظاہری نعمت ٹھیک جہاد کے وقت ان کے دشمن پر اونگھ طاری کر دینا' بارش برسا دینا' بدر کے مجاہدین کو طہارت اور پاکیزگی عطا فرمانا' شیطانی

وسوسے دور کر دینا' ڈھارس بندھانا اور مجاہدوں کو ثابت قدمی عطا فرمانا۔(تفسیر نعیمی)

(۴۴) اسلام میں سب سے پہلی ہجرت سرزمین حبشہ کی طرف ہوئی۔(بخاری)

(۴۵) وہ مسلمان جو ہجرت کر کے حبشہ پہنچے ان بچوں کے سوا جو وہیں پیدا ہوئے' سب تراسی لوگ تھے۔(ضیاء النبی)

(۴۶) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے اسلام کے لیے چھ لونڈیاں اور غلام آزاد کرائے۔حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتویں تھے۔(نزہۃ القاری)

(۴۷) مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بعد حضور ﷺ کا پہلا جمعہ بنی سالم بن عوف میں وادی رانونہ کے بیچ واقع مسجد میں ہوا۔(سیرتِ رسول عربی)

(۴۸) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غار ثور میں ایک سانپ نے ڈسا۔حضور اقدس ﷺ کے لعاب دہن کی برکت سے فوراً آرام آگیا۔ہر سال وہ زہر اپنا اثر ظاہر کرتا۔بارہ سال بعد اسی سے شہادت ہوئی۔(سیرتِ رسول عربی)

(۴۹) مسلمانوں کے پہلے شہید حضرت مہجع رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنھیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آزاد کر دیا تھا۔غزوہ بدر میں ان کے ایک تیر آ کر لگا اور وہ شہید ہو گئے۔(نزہۃ القاری)

(۵۰) جہاد کا حکم ہجرت کے بعد نازل ہوا اور تب حضور اکرم ﷺ نے کافروں سے جنگ شروع کی۔(نزہۃ القاری)

(۵۱) مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: بدر کے روز فرشتوں کا نشان سفید عمامے تھے جن کے شملوں کو انھوں نے پیٹھ پر چھوڑ رکھا تھا۔حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سر پر زرد عمامہ تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۵۲) فرشتوں نے جنگ بدر کے علاوہ کسی اور غزوہ میں جنگ نہیں کی دوسری جنگوں میں گنتی بڑھانے والوں کے طور پر شامل ہوتے تھے کسی کو مارا نہیں کرتے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۵۳) جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہات سے ستر کفار قتل ہوئے اور اتنے ہی قید ہوئے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۵۴) رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخر یا شوال مکرم سن دو ہجری میں جنگ بدر سے فارغ ہوئے۔(تفسیر نعیمی)

(۵۵) غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے اسلامی لشکر کی مدد کے لیے فرشتوں کو بھیجا۔پہلے ایک ہزار پھر تین ہزار پھر پانچ ہزار۔(بخاری)

(۵۶) جنگ احد میں شہید ہونے والے مسلمانوں کی تعداد ستر تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۵۷) ابو جہل غزوہ بدر میں واصل جہنم ہوا۔(تفسیر نعیمی)

(۵۸) ابی بن خلف کفار قریش کا ایک سردار تھا۔وہ پہلا اور آخری شخص تھا جو رسول اللہ ﷺ کے ہاتوں واصل جہنم ہوا۔یہ واقعہ غزوہ احد کا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۵۹) غزوہ خیبر میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ہات سے یہود کے سات رئیس اور دلاور آدمی قتل ہوئے۔(تفسیر نعیمی)

(۶۰) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلی سرداری غزوہ موتہ میں ملی تھی اور تبھی سے سیف اللہ کا خطاب بھی ملا۔(تفسیر نعیمی)

(۶۱) عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ ۱۴ شعبان کو' جس کی شام کو شب برات ہوتی ہے' غزوہ احد واقع ہوا اور حضور اکرم ﷺ نے دانت ٹوٹ جانے کے سبب اس دن حلوہ کھایا تھا۔یہ محض غلط ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۶۲) جنگ خندق کے موقع پر صرف چھ مسلمان شہید ہوئے اور مشرکوں کے تین آدمی مارے گئے۔(تفسیر نعیمی)

(۶۳) فقہا نے لکھا ہے ہجرت فتح مکہ سے پہلے اس لیے واجب قرار دی گئی تھی کہ اسلام کا انکار کرنے والوں کی ایذا اور مزاحمت سے محفوظ رہ کر مسلمان حکومت الٰہی کے اندر رہیں اور اپنے قانون اپنے یہاں لاگو کر سکیں۔جب لشکر اسلامی کو کافی قوت حاصل ہو گئی اور

دشمنوں کی مزاحمت کا زور ٹوٹ گیا تو ہجرت بھی واجب نہ رہی لیکن پھر بھی جب کہیں اور جب کبھی وہی ہجرت کے وجوہ پائے جائیں گے ہجرت واجب ہو جائے گی۔(تفسیر نعیمی)

(۶۴)صحابہ کرام کو جہاد کا اسقدر شوق تھا کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم ﷺ کے زمانے سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے تک برابر جہاد میں مشغول رہے۔(اسوہ صحابہ)

(۶۵)رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ سے محفوظ کر رکھا ہے۔ ایک گروہ وہ ہے جو ہند میں جہاد کرے گا اور دوسرا گروہ وہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہے گا۔(تفسیر نعیمی)

(۶۶)علمائے کرام کا خیال ہے کہ جنگ احد میں سید عالم ﷺ کا دندان مبارک شہید ہونا سب شہیدوں کی شہادت سے افضل ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۶۷) رجب سن نو ہجری میں غزوہ تبوک پیش آیا۔ اسی سال حج فرض ہونے پر مسلمانوں کا پہلا تین سو حاجیوں کا قافلہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں روانہ ہوا۔ اسی سال کافروں کو آئندہ حرم میں داخل ہونے کی ممانعت اللہ کی طرف سے صادر ہوئی۔ یہی آخری حج تھا جس میں مسلمانوں کے ساتھ کافر بھی شریک رہے۔(ضیاء النبی)

(۶۸)جنت البقیع میں سب سے پہلے سن دو ہجری میں حضرت عبداللہ بن مظعون مہاجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ نے دفن فرمایا۔(تفسیر نعیمی)

(۶۹)بدر اس مشہور جگہ کا نام ہے جہاں ۱۷ رمضان سن دو ہجری کو رسول اللہ ﷺ اور مکہ کے کافروں کے بیچ مشہور جنگ ہوئی تھی۔ یہ غزوہ اسلامی فتوحات کا سنگ میل تھا۔ صحابہ کرام کے شوق کا یہ عالم تھا کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے انھیں بدر میں چلنے کے لیے پکارا اس وقت جو جیسا تھا ویسا ہی نکل پڑا۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کے پاس ہتھیار نہ تھے' سواریاں نہ تھیں مگر اللہ کے حبیب ﷺ کے قدموں میں نثار ہونے کا جذبہ لیے جب مجاہدین میدان میں اترے تو ہاتوں میں کھجور کی سوکھی شاخیں شمشیر آبدار بن گئیں جن کی کاٹ کا کافروں

کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔(نزہۃ القاری)

(۷۰)ایک بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عبدالرحمٰن نے اسلام لانے کے بعد جنگ بدر کا ذکر کر کے کہا: آپ میری زد پر تھے مگر میں باپ سمجھ کر طرح دے گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بیٹے اگر تم میری زد پر ہوتے تو میں یقیناً تمھیں مار ڈالتا اس لیے کہ تم اس وقت میرے نزدیک صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہوتے۔(اسوہ صحابہ)

(۷۱)حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق حدیبیہ کے صحابہ کی گنتی چودہ سو تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۷۲) کافروں پر سب سے پہلے تیر پھینکنے والے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۷۳)حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار احد میں ٹوٹ گئی تو حضور ﷺ نے انھیں اپنی تلوار عطا کی جو ان کے پاس رہی بعد میں دو سو دینار میں فروخت ہوئی۔(تفسیر نعیمی)

(۷۴) بیر معونہ مشہور لڑائی میں ستر صحابہ کی ایک بڑی جماعت پوری کی پوری شہید ہوئی جن کو قرّا کہتے ہیں اس لیے کہ سب کے سب قرآن مجید کے حافظ تھے۔(ضیاء النبی)

(۷۵)جنگ احد میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ جراح کو قتل کیا اور جنگ بدر میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے مقابلے کے لیے للکارا اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اہل قرابت عتبہ' شیبہ اور ولید کو قتل کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ بدر میں اپنے ماموں ابن ہشام کو مارا۔(تفسیر نعیمی)

(۷۶)حضرت معاذ بن عفرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوجہل کو میدان بدر سے جہنم کو

بھیجا۔اس وقت حضرت معاذ کی عمر گیارہ سال کی تھی۔(ضیاء النبی)

(۷۷)حضور انور ﷺ کی ہجرت کے بعد اور مکہ کی فتح سے پہلے مسلمانوں کو عذر کے بنا مکہ میں رہنا حرام ہو گیا تھا اور ہجرت فرض۔حالانکہ وہاں کعبہ معظّمہ، عرفات، منیٰ، مقام ابراہیم سبھی کچھ موجود تھا صرف حضور اقدس ﷺ وہاں سے چلے گئے تھے۔یہ ہے نسبت کا ظہور۔(تفسیر نعیمی)

(۷۸)بدر کے دن حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہات میں لکڑی تلوار بن گئی تھی جس کا نام عرجون تھا۔یہ شمشیر عرجون معتصم باللہ نے دو سو دینار میں خریدی تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۷۹)احد میں جب حضور ﷺ کو مشرکین نے ناپاک ارادے سے گھیر لیا تو تیس صحابہ ایک کے بعد ایک حضور ﷺ کے سامنے آتے رہے اور شہید ہوتے رہے کہ ہر شخص حضور ﷺ کے آگے جم جاتا اور کہتا: میری ذات آپ پر قربان، میری جان آپ کی جان پر فدا، السلام علیکم، مجھے قیامت میں نہ چھوڑیے گا۔یہ کہتا اور جان نثار کر دیتا۔(تفسیر نعیمی)

(۸۰)اصحاب بدر میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت ابو سعید بن مالک بن ربیعہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔(اسوۂ صحابہ)

(۸۱)جب سن دس ہجری میں نبی کریم ﷺ نے پردہ فرمایا اس وقت دس لاکھ مربع میل کا علاقہ مسلمانوں کے ہاتوں میں آ چکا تھا۔(حدیث دفاع)

(۸۲)پہلا مقتول جس کے خون کی قیمت حضور ﷺ نے فتح مکہ کے دن ادا کی وہ جنید بن اکوع ہے جسے بنو کعب نے قتل کر دیا تھا۔سرکار ﷺ نے اس کے خوں بہا میں سو اونٹنیاں دی تھیں۔(سیرتِ رسول عربی)

(۸۳)ہجری تاریخ لکھنے کا رواج حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے سے ہوا۔(تفسیر نعیمی)

(۸۴)رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: سب سے افضل عمل ہے وقت پر نماز، پھر ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک، پھر خدا کی راہ میں جہاد۔(تفسیر نعیمی)

(۸۵)سب سے پہلا غزوہ اسلام غزوہ ابوا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۸۶)فتح مکہ کے وقت حضور اکرم ﷺ کے اگے آگے جو علم بلند تھا وہ سفید رنگ کا تھا۔(ضیاء النبی)

(۸۷)غزوہ تبوک نبی کریم ﷺ کا آخری غزوہ ہے۔(سیرتِ رسول عربی)

(۸۸)فتح مکہ کے وقت سرور عالم ﷺ نے گیارہ مرد اور چھ عورتوں کا خون جائز فرمایا تھا یعنی جہاں پاؤ وہیں مار ڈالو۔مردوں میں شامل تھے: عکرمہ بن ابو جہل، صفوان بن امیہ، حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ کا قاتل وحشی، عبد اللہ بن سعد بن ابی سرج، کعب بن زہیر، ہبار بن اسود، عبد اللہ بن زبعری، جو اسلام لے آئے اور محفوظ رہے۔عورتوں میں ایک ابو سفیان کی بیوی ہندہ اور قرطنا محفوظ رہیں۔(سیرتِ رسول عربی)

(۸۹)فتح مکہ کے وقت عبد العزیٰ بن خطل آ کر کعبے کے پردے سے لپٹ گیا۔لوگوں نے حضور ﷺ سے ذکر کیا۔آپ نے فرمایا: وہیں مار ڈالو۔چنانچہ قتل کر دیا گیا۔اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس دن اپنے حبیب ﷺ کو حرم میں قتال کرنے کی اجازت دی تھی۔(ضیاء النبی)

(۹۰)حضرت طلحہ ابن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے ہیں۔غزوہ احد میں حضور اکرم ﷺ کی ڈھال بنے اور چوبیس زخم کھائے۔آپ کے جسم پر کل پچ ہتر زخم تھے جو مختلف غزوات میں کھائے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۹۱)حضور ﷺ نے ستر گناہ کبیرہ گنائے ہیں ان میں جہاد سے بھاگنا بھی شامل ہے۔(تفسیر روح البیان)

(۹۲)حضرت عبد اللہ ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک مسلمان تین کافروں سے جہاد میں بھاگا تو وہ بھگوڑا نہیں ہے۔اگر دو کافروں سے بھاگا تو بھگوڑا ہے۔(خازن، بیضاوی)

(۹۳)حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: فتح مکہ کے دن جب رسول اللہ ﷺ بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہوئے تو اس روز آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔(بخاری)

(۹۴)حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جہاد میں ام سُلیم اور کچھ انصاری عورتوں کو ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ وہ دم توڑتے مجاہدوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتیں۔(نزہۃ القاری)

(۵۹)حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات کیے ہیں۔ میں سواریوں کے پیچھے رہا کرتی تھی۔ ان کے واسطے کھانا تیار کرتی تھی اور زخمیوں کی دوا اور مریضوں کی خدمت کرتی تھی۔(اسوہ صحابہ)

(۹۶) کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ہاتوں قسطنطنیہ کی فتح قیامت کے قریب ہوگی۔(تفسیر نعیمی)

(۹۷) غزوہ بدر میں حضرت مقداد بن اسود اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما صرف دو ہی سوار تھے۔(بخاری)

(۹۸) جنگ صفین کے خونی معرکہ میں پینتالیس ہزار مسلمان ہلاک ہوئے۔(تفسیر نعیمی)

(۹۹) خیبر مدینہ منورہ سے چار منزل اتر کی طرف یہودیوں کی ایک بستی تھی۔ عمالقہ میں سے خیبر نامی ایک شخص یہاں آکر اترا اسی کے نام پر اس جگہ کا نام خیبر پڑ گیا۔ سن سات ہجری میں فتح ہوا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ترقی دے کر شہر بنا دیا۔(نزہۃ القاری)

(۱۰۰) جب مکہ کے کافر اپنے وطن سے بدر کی طرف چلے تو ابو جہل نے کعبہ شریف کا پردہ پکڑ کر دعا کی: یارب ہمارا دین پرانا ہے اور محمد کا دین نیا۔ ان دونوں دینوں میں جو دین تجھے پیارا ہوا سے فتح دے۔ اے میرے رب ان دونوں جماعتوں میں جو ہدایت پر ہو تو اس کی مدد کر۔ اے اللہ ہم میں اور محمد میں جو تیرا مجرم ہو' جو قرابت کا حق توڑنے والا ہوا سے ذلیل کر دے۔ ابو جہل مردود نے خود اپنے اوپر ہی دعا کر لی جو رب نے قبول فرمائی اور وہ نہایت ذلیل ہو کر مارا گیا۔(روح المعانی' خازن' روح البیان' مدارک' تفسیر کبیر)

(۱۰۱) جنگ بدر میں کافروں کے لشکر کا کھانا بارہ آدمیوں کے ذمہ تھا جو وہ باری باری سے دیتے تھے۔ یہ تھے: ابوجہل ابن ہشام' عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ابن عبدالشمس' منبہ ابن حجاج' ابوالبختری ابن ہشام' نضر ابن حارث' حکیم ابن ہزام' ابی بن خلف' زمعہ بن اسود' حارث ابن عامر ابن نوفل' عباد ابن عبدالمطلب یہ سب قریش تھے۔ ان میں ہر شخص اپنی باری پر دس اونٹ ذبح کرتا تھا اور کافروں کے لشکر کو کھانا کھلاتا تھا۔ ان بارہ میں سے دو افراد عباد ابن عبد المطلب اور حکیم ابن ہزام ایمان لائے باقی سب کافر رہے۔(روح المعانی)

(۱۰۲) ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ برکتیں شام کی طرف ہجرت کر جائیں گی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۳) احمد نے عبداللہ ابن خوالہ سے روایت کی کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ حضور میرے لیے شہر تجویز کریں جہاں میں رہوں۔ فرمایا: تم شام میں رہنا کہ وہ اللہ کی بہترین زمین ہے جہاں آخر میں نیک بندے پہنچ جائیں گے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۴) جب حضور ﷺ غزوہ حنین میں صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لے گئے تو راستے میں ایک درخت پر گزر ہوا جس پر مشرکین اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے۔ اس درخت کی پوجا کی نیت سے اس کا نام ذات انواط رکھ چھوڑا تھا۔ حضور ﷺ کے ساتھی بولے: یا رسول اللہ! ہمارے لیے بھی کوئی ذات انواط درخت مقرر فرمادیں ان لوگوں کی طرح۔ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: سبحان اللہ! تم نے مجھ سے وہ کہا ہے جو اسرائیلیوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ کافروں کی طرح ہمارے لیے بھی کوئی معبود مقرر فرمادیجیے۔ پھر فرمایا: تم لوگ یعنی مسلمان پچھلی امتوں کے نقش قدم پر چلنے لگے۔(ترمذی وخازن)

(۱۰۵) جنگ بدر کی شروعات کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ قریش کا قافلہ ابوسفیان کی قیادت میں مکہ مکرمہ سے شام تجارت کے لیے گیا جہاں اس قافلے کو بہت نفع ہوا۔ یہ نفع ان لوگوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگی تیاریوں کے لیے محفوظ کرلیا۔ یہ قافلہ مدینہ کے راستے مکہ واپس لوٹا تو حضور ﷺ نے مسلمانوں کو اس کی خبر دی اور فرمایا کہ اس میں صرف چالیس آدمی

ہیں جن میں ابوسفیان، عمرو ابن عاص، مخرمہ بن نوفل جیسے سردار بھی ہیں۔ ان کے پاس تجارت کا مال بہت زیادہ ہے۔ صحابہ نے فوراً اس قافلہ کا راستہ روک لینے اور سارا مال چھین لینے کا ارادہ کیا۔ اس مقصد کے لیے تین سو تیرہ حضرات بہت بے سروسامانی میں مدینے سے نکلے جن میں ستر اونٹ سوار تھے اور صرف دو حضرات گھڑسوار، آٹھ تلواریں اور چھ زرہیں تھیں۔ یہ حضرات ادھر سے روانہ ہوئے ادھر ابوسفیان نے یا تو بھانپ لیا یا کسی جاسوس نے انھیں خبر دی کہ انھوں نے زم زم ابن عمرو غفاری کو کچھ اجرت دے کر مکہ معظّمہ دوڑایا کہ ابوجہل سے کہہ دے کہ جلد سے جلد اپنے اس قافلے کی مدد کو پہنچے۔ ابوجہل یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ اس نے کعبے کی چھت پر مکہ والوں کو پکارا کہ تمھارا قافلہ خطرے میں ہے۔ جلد اس کی مدد کو پہنچو۔ چنانچہ نو سو پچاس جنگی بہادر سامان جنگ سے لیس ہو کر یہاں سے روانہ ہونے لگے۔ ادھر حضرت عاقلہ بنت عبدالمطلب نے خواب دیکھا کہ ایک اونٹ سوار مقام ابطح میں آیا اور اس نے تین بار اونچی آواز میں کہا کہ اے غدارو اپنی قتل گاہ کی طرف چلو۔ سب لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے پھر اس نے کوہ بوقبیس سے ایک چٹان اکھیڑ کر فضا میں پھینکی۔ وہ چٹان فضا میں ہی پاش پاش ہو گئی اور اس کے ٹکڑے ہر گھر میں گرے۔ حضرت عاقلہ نے یہ خواب اپنے بھائی حضرت عباس کو سنایا۔ انھوں نے اپنے دوست ولید ابن عتبہ سے کہا۔ عتبہ نے اپنے دوست ابوجہل سے کہا۔ ابوجہل نے ہنس کر کہا کہ عبدالمطلب کی اولاد میں اب تک تو صرف ایک مرد ہی نبی بنے اب عورتیں بھی نبی بننے چلی ہیں۔ اس نے اس خواب کو ہنسی میں اڑادیا۔ نو سو پچاس شہ سوار بہت جنگی تیاریوں سے نکلے۔ انھیں نفیر کہتے ہیں۔ ابوسفیان کا قافلہ عیر کہلاتا ہے۔ ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کو اپنی فتح کا اتنا یقین تھا کہ اپنے ساتھ شراب کے گھڑے اور ناچنے والی عورتیں بھی لے گئے تھے کہ مسلمانوں کا نام ونشان مٹا کر مدینہ میں جشن منائیں گے۔ ادھر ابوسفیان نے مدینہ منورہ والا راستہ چھوڑ کر بحرین والا راستہ اپنایا اور اپنے قافلے کو مکہ مکرمہ پہنچا دیا۔ ابوجہل کو کہلا بھیجا کہ چونکہ ہمارا قافلہ خیریت سے مکہ پہنچ گیا ہے اس لیے تم بھی واپس آجاؤ۔ مگر ابوجہل نے اکڑ کر کہا: بہادر لوگ جب جنگ

کے لیے نکل پڑتے ہیں تو بنا کچھ کیے واپس نہیں آتے۔ ابوسفیان تم بھی ہم سے آملو۔ ہمارے جشن میں شرکت کرو۔ چنانچہ یہ چالیس آدمی بھی ابوجہل سے جا ملے اور اب ان کی تعداد نو سو نوے ہو گئی۔ اس وقت حضور ﷺ وادی وقران میں تشریف فرما تھے۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: عیر چاہتے ہو یا نفیر یعنی ابوسفیان سے جنگ چاہتے ہو یا ابوجہل کی جماعت سے۔ اکثر نے عرض کی کہ ہم عیر چاہتے ہیں کیونکہ ہم جنگ کی تیاری سے مدینہ منورہ سے نہیں چلے ہیں۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: عیر تو کیا اب نفیر سے دو دو ہاتھ کرنے ہیں۔ اس پر ان لوگوں نے عرض کی کہ حضور عیر کے پیچھے چلیے، نفیر کو چھوڑ دیجیے۔ اس پر حضور ﷺ ناراض ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کے سامنے نہایت دل کش تقریر فرمائی جس سے ان لوگوں کو جوش آگیا۔ حضرت مقداد بن عمر کھڑے ہوئے اور بولے: یارسول اللہ! آپ کو جہاں رب بھیجے وہاں چلیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر حضرت سعد ابن معاذ اٹھے اور بولے: یارسول اللہ! اگر حضور ہم کو سمندر میں کود جانے کو حکم دیں تو ہمیں کوئی عذر نہ ہوگا۔ اس پر حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: چلو اللہ پر توکل کر کے۔ یہ کفار ان شاء اللہ سخت شکست کھائیں گے۔ میں کفار کی قتل گاہ دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد ہی جنگ بدر کا واقعہ پیش آیا۔ (تفسیر روح البیان، روح المعانی، تفسیر کبیر، خازن، مدارک وغیرہ)

(۱۰۶) حضور نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں چار قسم کی ہجرت ہوئی: پہلی حبشہ کی طرف ہجرت اولیٰ، دوسری حبشہ کی طرف ہجرت ثانیہ، تیسری مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت اور چوتھی عرب کے قبیلوں کی مدینہ کی طرف ہجرت۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۷) جب حضور ﷺ بدر کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں بدر کے قریب دو لوگ ملے۔ ان سے حضور ﷺ نے پوچھا کیا یہاں سے ابوسفیان کا قافلہ گزرا تھا؟ وہ بولے: ہاں رات کے وقت گزرا تھا۔ ان دونوں کو مسلمانوں نے مکہ کے کافروں کے حالات جاننے کے لیے پکڑ لیا۔ ان میں ایک تو ابورافع تھا یعنی حضرت عباس کا غلام دوسرا اسلم تھا جو عقبہ ابن ابی معیط کا غلام تھا۔ صحابہ نے ابورافع سے پوچھا: اس جنگ کے لیے مکہ سے کتنے لوگ نکلے ہیں؟

اس نے جواب دیا کہ مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے ہماری طرف پھینک دیے ہیں۔ پھر ابو رافع سے پوچھا: کیا کچھ لوگ واپس بھی لوٹ گئے؟ وہ بولا: ہاں۔ جب ابوسفیان کے قافلے کے خیریت سے نکل جانے کی خبر ملی تو ابی ابن سرجی اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ واپس لوٹ گیا۔ یہ شخص بنی زہرہ کا سردار تھا۔ حضور ﷺ نے ابی کو اخنس کا لقب دیا کیونکہ وہ اپنی قوم سے کٹ گیا تھا۔ اتنی تحقیق کے بعد یہ حضرات بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچنے پر دیکھا کہ مکہ کے کافر وہاں پہلے ہی پہنچ چکے ہیں اور انھوں نے وادی بدر کے اچھے صاف میدانی علاقوں پر قبضہ کرلیا ہے جہاں پانی ہے۔ مسلمان بدر کے ریت والے حصے میں اترے جہاں پانی نہ تھا۔ ان حضرات کو اس وقت دو دشواریاں پیش آئیں: ایک پانی کا نہ ہونا اور سخت پیاس دوسرے ریت میں پاؤں دھنسنے کی وجہ سے اچھی طرح چل نہ سکنا۔ اس موقع پر شیطان انسانی شکل میں ان غازیوں کے پاس آیا اور الگ الگ ایک ایک سے ملا اور بولا: تم کہتے ہو کہ تم حق پر ہو، اللہ کے پیارے ہو، تمھارے نبی سچے ہیں۔ یہ کیسی عجیب سچائی ہے کہ رب نے تمھیں خشک اور ریتیلے علاقے میں اتارا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جب تم پیاس سے بے حال ہو جاؤ گے تو کافر تم کو نہایت آسانی سے ہرا دیں گے۔ تم میں سے کوئی بھی گھر واپس نہ جا پائے گا کہ تم پیاسے ہو گے اور کافر تازہ دم۔ اس پر ان میں سے کچھ لوگوں کو سخت فکر ہوئی۔ ادھر دریائے رحمت جوش میں آیا اور خوب موسلا دھار بارش ہوئی جس سے ریت جم کر نہایت اچھی زمین بن گئی۔ اور صحابہ نے اسی حصے میں لمبی چوڑی حوض جیسی جگہ بنائی جس میں پانی بھر گیا۔ ان لوگوں نے تالابوں کی طرح اس کا استعمال کیا۔ ادھر کافروں والے حصے میں پھسلن ہوگئی جس میں چلنا پھرنا دشوار ہو گیا۔ مومنوں کو اس بارش سے اتنی خوشی حاصل ہوئی جو بیان سے باہر ہے۔ سب کے دل مطمئن ہو گئے اور یہ بارش فتح کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ (تفسیر روح البیان)

(۱۰۸) غزوہ بدر میں حضرت عباس بن عبدالمطلب کو حضرت ابوالیسر ابن عمرو سلمی نے گرفتار کیا۔ حضور ﷺ نے حضرت ابوالیسر سے پوچھا کہ تم دبلے پتلے آدمی ہو اور عباس بھاری بھرکم، تم نے انھیں کیسے گرفتار کرلیا؟ وہ بولے کہ اس کام میں میری مدد ایسے شخص نے کی جسے

میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور اب بھی نظر نہیں آرہا ہے۔ اس کی شکل ایسی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمھاری مدد فرشتے نے کی تھی۔ (خازن)

(۱۰۹) حضرت ابورافع جو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہیں فرماتے ہیں: ہمارے گھر میں اسلام ہجرت نبوی سے پہلے ہی داخل ہو چکا تھا۔ حضرت عباس اپنا اسلام مکہ کے کافروں کے ڈر سے ظاہر نہ کر سکے تھے یہاں تک کہ وہ بدر میں کافروں کے ساتھ بھی انھی کے خوف سے چلے گئے تھے۔ ابولہب نے اپنی جگہ عاص ابن ہشام کو بھیج دیا تھا۔ مگر خود مکہ میں بے چین اور بے قرار تھا۔ جب بدر میں کافروں کی ہار کی خبریں پہنچیں تو اس کی بے قراری اور بڑھ گئی۔ وہ کمزور سا آدمی تھا۔ زم زم کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اپنے تیر سیدھے کررہا تھا۔ میری مالکن ام الفضل یعنی حضرت عباس کی بی بی میرے پاس بیٹھی تھیں کہ ابولہب آگیا۔ شور مچا کہ بدر سے ابوسفیان ابن حارث ابن عبدالمطلب واپس آئے ہیں۔ وہ بھی ابولہب کے پاس آگئے اور سب جمع ہوگئے۔ ابولہب نے ان سے پوچھا کہ تم بدر کی لڑائی کا آنکھوں دیکھا حال سناؤ۔ ابن حارث نے سارا واقعہ سنایا۔ اس نے کہا: ہم نے مسلمانوں کے ساتھ سفید عمامے والے چتکبرے گھوڑوں پر سوار ایسے لوگ دیکھے جنھیں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یہ آسمان اور زمین کے بیچ فضا میں اترتے تھے۔ ابورافع کہتے ہیں: یہ سن کر میرے منہ سے نکلا کہ یہ تو آسمانی مدد تھی۔ اس پر ابولہب مجھ پر پل پڑا اور مجھے زمین پر پٹک دیا اور میرے سینے پر بیٹھ گیا۔ اس پر ام الفضل کو غیرت آئی کہ میرے غلام کو کیوں مار رہا ہے۔ انھوں نے ایک لکڑی اٹھا کر ابولہب کے سر پر ماری جس سے وہ زخمی ہوگیا اور بولیں: کیا ابورافع کو اس لیے مار رہا ہے کہ اس کا مولا عباس قید ہوگیا ہے۔ ابھی تو میں موجود ہوں۔ ابولہب نے اس سے کچھ نہ کہا، میرے سینے سے اتر کر زخمی حالت میں چلا گیا۔ پھر قدرتی طور پر اس کے پاؤں میں ایک زہریلا دانہ نکلا جس سے وہ ساتویں دن مرگیا۔ (تفسیر خازن)

(۱۱۰) بخاری، احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک لشکر میں بھیجا۔ وہاں ہمارے قدم اکھڑ

گئے۔ہم مدینہ منورہ گئے مگر شرم سے حضورا کرم ﷺ کی خدمت میں نہ آسکے کہ ہم کس منہ سے سامنے جائیں۔آخر کار جھجکتے کانپتے حاضر ہوئے۔فجر سے پہلے کا وقت تھا۔فرمایا: کون؟ ہم نے عرض کیا: حضور ہم ہیں بھگوڑے۔فرمایا: تم فرار یعنی بھگوڑے نہیں بلکہ عکّار یعنی اپنی پناہ کے پاس آنے والے ہو۔پھر فرمایا: میں مسلمانوں کی پناہ میں ہوں۔(ضیاءالنبی)

(۱۱۱) صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ غازی کو چاہیے کہ کافروں کے مقابلے میں دو عقیدے اور کچھ صفات لے کر جائے۔عقیدہ یہ کہ بزدلی سے آئی موت ٹل نہیں جاتی۔عقیدہ نمبر دو یہ کہ بہادری سے موت وقت سے پہلے نہیں آجاتی۔اس کے علاوہ غازی شیر کا سا بہادر دل لے کر جائے جو مقابلے سے بھاگنا جانتا ہی نہیں۔شیر ہمیشہ کرّار ہے فرار نہیں۔کبر میں چیتے کی طرح ہو جو ہر ایک کو اپنے مقابل کم زور جانتا ہے۔بہادری میں گوہ کی طرح ہو جو اپنے سارے اعضاء سے لڑتی ہے۔بھاری ہتھیار اٹھانے میں چیونٹی کی طرح ہو جو اپنے سے کئی گنا زیادہ بوجھ اٹھا لیتی ہے۔ثابت قدمی میں پتھر کی طرح ہو جو اپنی جگہ سے ہٹنا ہی نہیں جانتا۔موقع کی تلاش میں مرغ کی طرح ہو،صف میں ثابت قدمی میں پورے دھیان سے نماز پڑھنے والے کی طرح ہو،امیر کی اطاعت میں مقتدی نمازی کی طرح ہو جس کی ہر حرکت امام کے تابع ہوتی ہے۔اگر یہ صفات لے کر غازی میدان میں جائے تو ان شاءاللہ فتح وظفر ہی پائے گا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۲) جو کفار مسلمانوں کی رعایا ہیں ان پر سیاسی ملکی احکام کی اطاعت کرنی لازم ہے۔مذہبی احکام میں وہ آزاد ہیں یعنی بت پرستی، شراب نوشی، سودخوری کرسکتے ہیں کہ یہ ان کے مذہبی احکام ہیں۔مگر چوری ڈکیتی رشوت خوری نہیں کرسکتے کہ یہ ملکی انتظامات ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۳) ایک انصاری ہارون بن منذر بنی عوف ابن مالک قبیلے سے تھے۔ان کی کنیت ابولبابہ تھی۔اسکا گھر بار بال بچے مدینے کے یہودی بنی قریظہ کے محلے میں رہتے تھے۔غزوہ خندق کے بعد حضورا کرم ﷺ نے بنی قریظہ کا اکیس دن محاصرہ رکھا۔وہ تنگ آ

گئے تو انھوں نے بنی نضیر کی طرح حضور ﷺ سے صلح کرنے چاہی۔حضورانور ﷺ نے انکار کیا اور فرمایا کہ اگر چاہو تو سعد ابن معاذ کو ہمارے اور اپنے بیچ حکم بنالو۔یہود نے کہا کہ ابولبابہ کو ہمارے پاس بھیج دیا جائے تاکہ ہم ان سے مشورہ کرلیں۔چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے انھیں بنی قریظہ کے پاس بھیج دیا۔یہود نے ان سے پوچھا کہ اگر ہم ابن معاذ کو حکم بنالیں تو ہمارے بارے میں وہ کیا فیصلہ دیں گے؟ تمھارا کیا خیال ہے؟ ابولبابہ نے اپنے حلق پر انگلی پھیری یعنی تم سب قتل کردیے جاؤ گے۔انھیں اپنے بال بچوں اور گھر بار کی فکر تھی کہ بنی قریظہ انھیں پریشان نہ کریں۔مگر اشارہ کرتے ہی خیال آیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خیانت کی کہ ان کا راز ظاہر کردیا۔مسجد نبوی میں آئے اور ایک ستون سے اپنے کو باندھ لیا اور بولے: اب مجھے حضور ﷺ ہی کھولیں گے تو کھلوں گا ورنہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔میں نے بڑا بھاری جرم کیا ہے۔حضورانور کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا گیا۔فرمایا: اگر ابولبابہ میرے پاس آجاتے تو میں ان کی معافی کی دعا کرتا۔اب وہ براہ راست اپنے رب کے پاس حاضر ہوگئے۔اب وہاں کے فیصلے کا انتظار کرنا چاہیے۔ابولبابہ سات دن بھوکے پیاسے رہے یہاں تک کہ غشی آگئی تب ان کی توبہ قبول ہوئی۔لوگوں نے کہا تمھاری توبہ قبول ہوگئی۔اب تم اپنے کو کھول لو۔وہ بولے: ہرگز نہیں بلکہ مجھے حضورا کرم ﷺ اپنے ہات سے کھولیں تو کھلوں گا۔تب حضور ﷺ نے انھیں اپنے دست مبارک سے کھولا۔جس ستون سے ابولبابہ نے خود کو باندھا تھا اسے ستون توبہ اور استوانہ لبابہ بھی کہتے ہیں۔لوگ وہاں کھڑے ہوکر توبہ استغفار کرتے ہیں اور نوافل پڑھتے ہیں۔اس توبہ قبول ہونے پر ابولبابہ حضورانور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر بولے کہ مجھ سے یہ گناہ گھر بار مال ومتاع کی محبت نے کروایا۔میں آج سے وہس کا رہنا سہنا چھوڑتا ہوں اور اپنا سارا مال غریبوں مسکینوں میں تقسیم کرتا ہوں۔(خازن، تفسیر کبیر)

(۱۱۴) جب مسلمان مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے دوسرے علاقوں میں جا بسے اور وہاں سکون سے رب کی عبادت کرنے لگے تو مکہ کے کفار کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی کہ یہ لوگ ہمارے پنجہ ستم سے کس طرح نکل گئے۔پھر ایک حج کے موقع پر بارہ انصار نے

مدینہ آکر حضور انور ﷺ کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کی۔ دوسرے سال حج کے موقع پر ستر انصار نے بیعت کی جسے بیعت عقبہ کہتے ہیں۔ یہ خبر مکہ کے کافروں کو ملی تو وہ آگ بگولا ہو گئے۔ آخر کار یہ لوگ ایک دن قریش کے سردار قصی بن کلاب کے گھر میں جمع ہوئے جو اب دارالندوہ بن چکا تھا یعنی کمپنی گھر۔ ان لوگوں نے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوسفیان، تیمعہ بن عدی، نضر بن حارث، ابوالبختر یا بن ہشام، زمعہ بن اسود، حکیم بن حزام، منبہ بن حجاج اور امیّہ بن خلف خصوصی مہمان تھے۔ یہ لوگ بولے کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ محمد کا معاملہ ہمارے قابو سے باہر ہوتا جارہا ہے ان کے اثرات اب دوسرے علاقوں میں پہنچ رہے ہیں۔ ابھی یہ بات یہیں تک ہو پائی تھی کہ سفید داڑھی والا ایک بوڑھا دروازے پر آ کھڑا ہوا۔ پوچھا گیا کہ تو کون ہے اور ہماری اس خصوصی میٹنگ میں کیوں آیا ہے؟ وہ بولا: میں شیخ نجدی ہوں مجھے تمھاری اس سبھا کا یہاں آکر پتہ لگا تو میں بھی تمھیں اچھی صلاح دینے آگیا۔ تم کو میرے مشورے سے بہت فائدہ پہنچے گا۔ یہ لوگ بولے: آجایئے آپ بھی ہماری سبھا میں شامل ہو جایئے۔ یہ شیخ نجدی ابلیس تھا جو ان میں شامل ہو گیا۔ اب بات آگے چلی۔ ابلیس سے اب تک کی بات چیت کہی گئی۔ وہ بولا کہ اپنے مشورے پیش کرو۔ پہلے ابوالبختری بن ہشام بولا: مسلمانوں پر سختیاں کر کے ہم دیکھ چکے ہیں۔ کچھ کام نہ بنا۔ اب ہمیں محمد کا انتظام کرنا چاہیے۔ میرا خیال یہ ہے کہ انھیں ایک گھر میں قید کرکے دروازہ پتھروں سے چن دیا جائے تاکہ وہ وہیں ہلاک ہو جائیں۔ اس پر شیخ نجدی بولا: یہ رائے ٹھیک نہیں ہے کیونکہ ان کی قوم بنی ہاشم انھیں زبردستی آزاد کرالے گی اور مکہ میں خانہ جنگی چھڑ جانے کا خطرہ ہے۔ اس صورت میں محمد کو ہی فائدہ ہوگا۔ ابوالبختری کی رائے رد ہوگئی۔ اس کے بعد ابن ہشام اٹھا اور بولا کہ انھیں ایک اونٹ پر سوار کراکے مکہ سے اتنی دور نکال دو کہ وہ پھر مکہ کا رخ نہ کرسکیں اور ہمیں ان سے چھٹکارا مل جائے۔ شیخ نجدی بولا: یہ رائے بھی ٹھیک نہیں ہے کیونکہ تم دیکھتے ہو وہ کیسی میٹھی زبان والے ہیں کہ اپنی باتوں سے خلق کا دل موہ لیتے ہیں۔ جو ان کی بات سن لیتا ہے وہ انھی کا ہو جاتا ہے۔ اگر تم نے انھیں مکہ سے نکال دیا تو وہ کہیں اور جاکر وہاں کے لوگوں کو مسلمان کرلیں گے پھر ان کی مدد سے تم پر حملہ کر

دیں گے۔ تم تو اپنی ہلاکت کی تدبیر کر رہے ہو۔ چنانچہ یہ رائے بھی رد ہوگئی۔ پھر ابوجہل اٹھا اور بولا: میری یہ رائے ہے کہ قریش کے ہر خاندان سے کچھ نوجوان تیز تلوار لے کر ایک دم محمد پر ٹوٹ پڑیں اور انھیں قتل کردیں۔ یہ پتہ نہ لگے کہ کون قاتل ہے۔ بنی ہاشم کا قبیلہ اتنے سارے قبیلوں سے نہ لڑ سکے گا۔ خوں بہا ادا کردیں گے۔ شیخ نجدی بولا: ہاں یہ رائے اچھی ہے۔ چنانچہ یہ قرارداد منظور ہوئی اور مکہ کے کافر اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے اپنے گھر چلے گئے۔ ادھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور انور ﷺ کو اس سارے واقعہ کی خبر دی اور حضور اقدس ﷺ کو ہجرت کا سندیسہ پہنچایا۔ ایک رات قریش کے کافروں نے ننگی تلواریں لے کر حضور اقدس ﷺ کا گھر گھیر لیا۔ حضور ﷺ نے اللہ کے حکم سے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا کہ تم آج رات میرے بستر پر سو رہو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ کفار تمھارا کچھ نہ بگاڑ پائیں گے۔ انھی قاتلوں جلادوں کی امانتیں میرے پاس ہیں ان کی امانتیں ادا کر کے میرے پاس مدینہ چلے آنا۔ مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بخوشی راضی ہوگئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لیا اور کافروں کے گھیرے سے نکل کر غار ثور میں تشریف لے گئے۔ ادھر یہ کفار حضرت علی کو حضور اقدس سمجھے ہوئے گھیراؤ کیے رہے۔ صبح صادق کے وقت جب حضرت علی بستر رسول سے اٹھے تو کفار حیران رہ گئے۔ پوچھنے لگے اے علی محمد کہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا: رب جانے۔ یہ لوگ حضور ﷺ کی تلاش میں دیوانوں کی طرح چاروں طرف پھیل گئے۔ ادھر حضور ﷺ اپنے رفیق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ثور پہاڑ کے ایک غار میں جلوہ گر ہوگئے۔ اللہ کے حکم سے غار کے دہانے پر مکڑی نے جالا تان لیا اور ایک کبوتری نے انڈے دیدیے۔ کچھ کافر تلاش کرتے کرتے یہاں بھی پہنچ گئے مگر جالا اور انڈے دیکھ کر اندر داخل نہ ہوئے۔ حضور انور ﷺ نے غار ثور میں تین دن قیام فرمایا پھر مدینہ منورہ روانہ ہوگئے۔ (تفسیر خازن، بیضاوی، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی وغیرہ)

(۱۱۵) قبیلہ بن عبدالدار کا ایک شخص تھا نضر ابن حارث ابن علقمہ جو تجارت کے سلسلے

میں فارس، روم، کوفہ وغیرہ جایا کرتا تھا اور وہاں فارس والوں کو رستم اور سفندیار وغیرہم کے قصے کہتے سنتے دیکھتا رہتا تھا۔ اس نے وہ قصے یاد کرلیے اور وہاں سے ان داستانوں کی کتاب خرید کر ساتھ لایا۔ اس کے علاوہ اس نے یہودیوں اور عیسائیوں کو سجدے سجود کرتے اور عبادت کرتے دیکھا تو وہ مکہ آکر کافروں سے بولا کہ محمد تم کو عاد اور ثمود قوموں کے قصے سناتے ہیں۔ آؤ میں تم کو سفندیار اور رستم کی کہانیاں سناؤں۔ وہ تم کو قرآن سناتے ہیں میں تمھیں کلیلہ دمنہ کی کتاب دکھاؤں۔ وہ اپنی امت کو رکوع اور سجود کا حکم دیتے ہیں میں یہود اور نصاریٰ کو یہ کام کرتے دیکھ آیا ہوں اگر یہ برحق ہیں تو میں اور یہود اور نصاریٰ بھی سچائی پر ہیں۔ جب نضر ابن حارث نے یہ بکواس کی تو حضرت عثمان بن مظعون نے اس سے کہا: اے بدنصیب اللہ سے ڈر۔ حضور انور ﷺ بالکل حق فرماتے ہیں۔ وہ سچے ہیں ان کا کلام بھی سچا۔ نضر بولا: میں بھی تو سچا ہوں اور میرا کلام بھی سچا ہے۔ وہ کہتے ہیں لا الہ الا اللہ میں بھی کہتا ہوں لا الہ الا اللہ۔ میں اتنا اور کہتا ہوں کہ ملائکہ بنات اللہ یعنی فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ پھر بولا کہ الٰہی اگر قرآن اور محمد کے فرمان سچے ہیں تو مجھ پر اور میری قوم پر قوم لوط کی طرح آسمان سے پتھر برسا دے یا قوم صالح اور قوم ہود کی طرح کا عذاب بھیج دے۔ نضر ابن حارث وہ بدبخت ازلی کافر ہے جس کے بارے میں قرآن کریم میں دس سے زیادہ آیتیں نازل ہوئیں۔ غزوہ بدر میں تین شخصوں کو حضور انور نے قتل کیا: طعمہ بن عدی، عقبہ بن ابی معیط اور نضر ابن حارث یعنی اس کا منہ مانگا عذاب اس پر نازل ہوا۔ (تفسیر خازن)

(۱۱۶) جنگ احد کے موقع پر ابوسفیان ابن حرب نے بہت سے کافروں کو کرائے پر جنگ کے لیے تیار کیا۔ ان پر چالیس اوقیہ سونا خرچ کیا۔ ایک اوقیہ چالیس مثقال کا ہوتا ہے اور ایک مثقال ساڑھے چار ماشے کا۔ (خازن، روح المعانی)

(۱۱۷) مسلم شریف کے آخر میں حدیث ہجرت ہے جس میں روایت ہے کہ حضور انور ﷺ کے مدینہ پاک پہنچنے پر انصار بازاروں میں یا محمد رسول اللہ کے نعرے لگاتے پھرتے تھے۔

(۱۱۸) اللہ کی راہ میں قتل کی تین صورتیں ہیں: مرتد کا قتل، زانی کا رجم اور ظلماً قاتل کا قتل۔ حضور انور ﷺ کے گستاخ کا قتل اگرچہ ہمارا بھائی برادر ہو مگر قتل کا مستحق ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۹) جنت کے سو درجے مجاہدین کے لیے خاص ہیں جن کے بیچ کے حصے کا نام فردوس ہے اسی پر عرش الٰہی ہے اور اس سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۲۰) جب ہجرت کے بعد بھی مکہ والوں کی دشمنی کم نہیں ہوئی بلکہ بڑھتی ہی گئی تو عاجز ہو کر حضور انور ﷺ نے ان کے حق میں بددعا کی جس کے اثر کا ظہور یوں ہوا کہ ادھر بارش رکی اور ادھر یمامہ (یمن کا علاقہ) کے رئیس ثمامہ نے جو مسلمان ہو چکے تھے غلہ بھیجنا بند کر دیا۔ مکہ کی منڈی یمامہ ہی سے تھی۔ اب قحط پورا ہو گیا۔ یہ قحط اتنا سخت تھا کہ لوگوں نے مردار کا گوشت کھال ہڈیاں سب کھانی شروع کر دی تھیں۔ ابوسفیان وغیرہ نے سرکار ﷺ کو لکھا بھی اور آپ کے حضور آئے بھی کہ دعا کروائیں۔ سرکار جانِ رحمت ﷺ نے دعا فرمائی لیکن قرآن کی پیش گوئی کے مطابق اس فارغ البالی کے بعد بھی مشرکوں نے دشمنی نہ چھوڑی بلکہ اور شدت سے مخالفت کرنے لگے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۱) سن چھ ہجری کا رجب مطابق مارچ ۸۲۶ عیسوی تھا اور مکہ کی حکومت پر ابھی بدستور قریش کے مشرکوں کا ہی قبضہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک خواب کی بنا پر کعبے کی زیارت کرنے اور عمرے کا خیال پیدا ہوا۔ آپ تقریباً چودہ سو احرام پوش صحابہ کی جماعت کے ساتھ کعبہ کے طواف کے لیے روانہ ہوئے۔ مکہ شہر سے تین میل اتر میں ایک جگہ حدیبیہ ہے۔ ابھی قافلہ یہیں تک پہنچا تھا کہ ادھر سے مکہ کی حکومت کی طرف سے مزاحمت کی خبر ملی۔ حضور انور ﷺ نے آگے بڑھنے کی بجائے وہیں قیام فرما دیا۔ اور ایک قاصد کے ہات مکہ والوں کو یہ پیام کہلا بھیجا کہ ہم لڑنے نہیں بلکہ صرف صلح اور آشتی کے ساتھ عمرہ ادا کرنے آئے ہیں۔ جواب نہ آیا تو حضور انور ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ ان کی واپسی میں دیر ہوئی اور یہ خبر مشہور ہوگئی کہ حضور انور ﷺ کے یہ سفیر شہید کر دیے گئے۔ سرکار

علیہ ﷺ کو حقیقت کا علم تھا مگر صحابہ ظاہری خبر سے گھبرا گئے اور ان میں غصے کی لہر دوڑ گئی۔ انھوں نے حضور انور ﷺ کے دست مبارک پر جہاد کی بیعت کی۔ مشرکوں نے یہ سن کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس بھیج دیا۔ اب مکہ کے کچھ سردار بھی حضور انور ﷺ کی خدمت میں آئے اور بات چیت کے بعد ایک صلح نامہ تیار ہوا جس کی اکثر دفعات سے بظاہر مسلمانوں کی سبکی ہوتی تھی۔ اس لیے کچھ صحابہ کو درمیان میں بہت جوش بھی آ گیا مگر حضور ﷺ نے سب کو روکا اور آخر میں مشرکوں کی ہی شرائط پر صلح نامہ تیار ہو گیا۔ حضور انور ﷺ اپنے جاں نثاروں کے ساتھ مکہ معظّمہ تک پہنچنے سے پہلے ہی واپس آ گئے۔ مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ فتح مکہ، فتح خیبر بلکہ آئندہ کی تمام اسلامی فتوحات کا سنگ بنیاد یہی صلح حدیبیہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۲) فتح خیبر اسلامی فتوحات میں ایک اہم سنگ میل کا درجہ رکھتی ہے۔ خیبر مدینہ منورہ سے سو میل کے فاصلے پر شام کے راستے میں یہود کی ایک مضبوط گڑھی تھی اور یہیں دولت مند اور طاقتور یہودیوں کی ایک بستی بھی آباد تھی۔ اس جنگ میں کل انیس مسلمان شہید ہوئے۔ یہود کے ترانوے آدمی کام آئے اور رزمین حجاز پر ان کا سب سے مضبوط قلعہ مسخر ہو گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۳) حاطب ابن ابی بلتعا یمنی ثم مکی بدری مرتبے کے بڑے صحابی تھے۔ خود تو ہجرت کر کے مدینے آ گئے تھے مگر سارا خاندان مکہ میں ہی تھا۔ فتح مکہ سے ذرا پہلے اپنے خاندان والوں کو خط لکھا کہ بہت جلد مکہ پر چڑھائی ہونے والی ہے۔ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعے خبر ہو گئی۔ آپ کے حکم سے وہ عورت پکڑ کر لائی گئی جو خط چھپا کر لے جا رہی تھی۔ حضرت حاطب نے اپنے بیان میں کہا کہ میری نیت بری نہ تھی میں نے تو صرف یہ سمجھ کر لکھا کہ اس میں اسلام کا کوئی نقصان نہیں۔ آپ کو فتح تو اللہ کے فضل سے ضرور ہو کر رہے گی ہاں میری اس اطلاع سے مکہ والے ضرور میرا احسان ماننے لگیں گے اور میرے خاندان والوں کی رعایت کریں گے کہ مجھے پردیسی اور میرے خاندان کا مکہ والوں پر کوئی قرابت کا حق وغیرہ بھی نہیں ہے۔ حضور انور ﷺ نے ان کی نیت کی سچائی کی تصدیق کر کے فرمایا کہ تم سچے ہو

بلکہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دینی جوش میں اس دفعہ کو لاگو کرانا چاہا جو دشمن سے مل جانے والوں اور مخبری کرنے والوں کے لیے ہے تو حضور انور ﷺ نے فرمایا: یہ تو بدری ہیں اور تمھیں معلوم ہے کہ بدر والوں کے خلوص اور ایمان کی جانچ خود اللہ تعالیٰ کر چکا ہے۔ حضرت حاطب پر صحابی اور پھر بدری صحابی ہونے کے باوجود اتنی سخت پکڑ ہوئی اس سے ظاہر ہے کہ اسلامی شریعت میں حربی دشمن سے خط و کتابت رکھنا یا تعلق قائم رکھنا کس درجے کا شدید جرم ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۴) حدیث میں آیا ہے کہ جب تک توبہ منقطع نہ ہو گی ہجرت بھی منقطع نہ ہو گی اور توبہ سورج کے مغرب سے نکلنے کے بعد منقطع ہو گی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۵) حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سریہ کو غزوہ ذات الخبط بھی کہتے ہیں۔ خبط کا مطلب ہے پتے جھاڑنا۔ اس لشکر کے سردار حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ توشے کی کمی سے یہ نوبت آ گئی کہ درختوں کے پتے جھاڑ جھاڑ کر کھائے۔ سمندر کے کنارے سے یہ لشکر جا رہا تھا کہ سمندر نے ایک بہت بڑی مچھلی کنارے پر پھینک دی۔ اس مچھلی کا نام عنبر ہے۔ یہ اتنی بڑی تھی کہ آدھے مہینے تک سارا لشکر اس سے پیٹ بھرتا رہا۔ لشکر میں تین سو آدمی تھے۔ اس مچھلی کی ایک پسلی کی ہڈی حضرت ابوعبیدہ نے کھڑی کر دی تو بہت اونچا آدمی اس کے نیچے سے نکل آیا۔ اس کی آنکھ کے ڈھیلے میں منوں آٹا خمیر کیا جاتا تھا۔ مدینہ لوٹ کر صحابہ کرام نے حضور انور ﷺ سے اس مچھلی کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں رزق دیا، کھاؤ اور اگر اس میں سے کچھ بچا ہو تو مجھے بھی دو۔ چنانچہ اس مچھلی کا کچھ گوشت حضور انور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا جسے سرکار ﷺ نے تناول فرمایا۔ (سیرتِ رسولِ عربی)

(۱۲۶) حضور انور ﷺ نے صلح حدیبیہ سے وفات اقدس تک کے عرصہ میں قبیلوں کے سرداروں، علاقائی افسروں، پڑوسی بادشاہوں اور مذہبی پیشواؤں کے نام تقریباً ڈھائی سو خطوط روانہ فرمائے۔ (ضیاء النبی)

(۱۲۷) فقہ کے ماہروں نے لکھا ہے کہ جب ایک ملک میں رہ کر دین کے فرائض

پوری طرح ادا نہ ہو سکتے ہوں اور یہ معلوم ہو کہ کوئی دوسرا ملک ہے جہاں دینی فرائض ادا ہو سکتے ہیں تو پہلے ملک سے دوسرے ملک کی طرف ہجرت واجب ہوجاتی ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲۸) ہجرت کی رات حضور انور ﷺ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کے دروازے پر برآمد ہوئے۔ابوجہل' ابولہب' ابوسفیان اور قریش کے دوسرے سرداروں کو دیکھا کہ وہ مکان کا محاصرہ کیے ہوئے ہیں۔آپ نے سورہ یاسین کی شروع کی آیتیں پڑھیں اور پھر زمین سے تین مٹھی مٹی اٹھا کر شاہت الوجوہ (پھر جائیں ان کے منہ) پڑھتے ہوئے آپ نے سامنے دائیں بائیں کافروں پر پھینک دیں اور انھی کے بیچ سے چلتے ہوئے بیت اللہ شریف تشریف لے گئے۔(ضیاء النبی)

(۱۲۹) جس وقت حضور انور ﷺ ہجرت فرمارہے تھے تو سراقہ نے سرخ اونٹوں کے انعام کے لالچ میں آپ کا پیچھا کیا مگر جب اس کی سواری اللہ کے حکم سے ریت میں دھنس گئی تو اس نے حضور ﷺ سے معافی مانگی۔سراقہ نے عرض کیا مجھے یقین ہے کہ ایک دن آپ مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوں گے لہذا مجھے ایک امان نامہ لکھ دیجیے تاکہ آپ کی فتح کے وقت میرا گھرانہ آپ کی فوج سے محفوظ رہ سکے۔حضور انور ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امان نامہ لکھنے کا حکم دیا۔دنیا کا یہ پہلا امان نامہ سراقہ کو ملا۔اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا: سراقہ میں تیرے ہات میں کسریٰ کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں جب روم فتح ہوا اور مسجد نبوی میں کسریٰ کے زیور لاکر ڈالے گئے تو خلیفۃ المسلمین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ کو کنگن عطا فرمائے۔اس طرح سچے نبی کا قول برسوں بعد سچ ہو کر رہا۔(بخاری)

(۱۳۰) نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے جس وقت مدینے میں داخل ہوئے اس وقت کا منظر یہ تھا کہ ایک اونٹ پر عبداللہ بن اریقط عیسائی رہبر' دوسرے پر عامر بن فہیرہ (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام) تیسرے پر آگے حضور سرور عالم ﷺ اور پیچھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرماتھے۔(سیرتِ رسول عربی)

(۱۳۱) بیعت رضوان ایک بڑے کانٹے دار درخت کے نیچے ہوئی تھی۔جس کو عرب میں ثمرہ کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو ان دیکھا کردیا۔اگلے سال صحابہ کرام نے بہت تلاش کیا مگر یہ درخت کسی کو نظر نہیں آیا۔مفسرین کہتے ہیں کہ بیعت رضوان میں حضرت خضر علیہ السلام نے بھی حضور ﷺ سے بیعت کی۔(تفسیر روح البیان)

(۱۳۲) فتح مکہ سن آٹھ ہجری میں واقع ہوئی۔(بخاری شریف)

(۱۳۳) غنیمت وہ مال ہے جو جہاد میں جبراً کافروں سے چھینا جائے اور منقولی مال ہو۔زمین اور غلام اس میں نہیں آتے۔ساری غنیمت کے پانچ حصے کیے جاتے تھے۔ایک حصہ اللہ ورسول کے نام کا' باقی چار حصے مجاہدوں کے۔پھر اللہ نام کے حصہ کے پانچ حصے کیے جاتے تھے جن میں ایک حصہ حضور ﷺ کا جسے وہ اپنی ذات اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے اور دوسرا حصہ حضور ﷺ کے ان رشتہ داروں کا جو نسب اور نصرت میں ان کے قریب ہیں' امیر ہوں یا غریب۔تیسرا حصہ عام یتیموں کا۔چوتھا حصہ عام مسکینوں کا اور پانچواں حصہ راہ گیر مسافروں کا۔(تفسیر نعیمی) امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حضور ﷺ کی وفات شریف کے بعد حضور اور آپ کے رشتہ داروں کا حصہ دونوں ختم ہوگئے۔اب اللہ نام کے حصے کی تقسیم تین حصوں پر ہوگی: یتیموں' مسکینوں اور مسافروں پر۔ہاں ان تینوں میں حضور کے رشتہ داروں کو ترجیح دی جائے گی۔(تفسیر احمدی' روح البیان)

(۱۳۴) مسلم شریف میں حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو تیراندازی سیکھے پھر اسے چھوڑ دے وہ ہم میں سے نہیں۔

(۱۳۵) ابوداؤد شریف میں حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک تیر کی برکت سے اللہ تین شخصوں کو جنت دے گا: خیر کی نیت سے تیر بنانے والا' تیر چلانے والا اور اسے مدد دینے والا۔اس لیے تیراندازی اور گھڑسواری کرو۔مجھے گھڑسواری سے زیادہ تیراندازی پسند ہے۔

(۱۳۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے کی پیشانی کے بالوں سے قیامت تک خیر

بندھی ہوئی ہے۔ (بخاری، مسلم)

(۱۳۷) بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو خیر کی نیت سے گھوڑا پالے تو قیامت کے دن گھوڑے کی لید اور پیشاب اس کی نیکیوں کے پلہ میں ہوں گے۔

(۱۳۸) نبی کریم ﷺ نے تیرہ یا سترہ رمضان سن آٹھ ہجری میں مکہ مکرمہ فتح کیا۔ مکہ معظّمہ سے تین دن کی راہ پر طائف کے قریب ایک جگہ ہے حنین جہاں کی حضرت حلیمہ تھیں۔ وہاں کے دو قبیلے ہوازن اور ثقیف سخت سرکش تھے۔ انھوں نے آپس میں صلاح کی کہ محمد (ﷺ) کی شان وشوکت بہت بڑھتی جا رہی ہے۔ اگر یہی حال رہا تو وہ ہم پر بھی غالب آ جائیں گے۔ اس لیے ہم دونوں قبیلے مل کر ان پر حملہ کر دیں۔ انھیں پتہ چل جائے گا کہ ہم کتنے بہادر ہیں۔ دونوں قبیلے حملہ کی تیاری کرنے لگے۔ حضور ﷺ نے یہ حالات معلوم کر کے ان پر حملہ کی تیاری کی۔ بارہ ہزار کی جماعت لے کر سن آٹھ ہجری کے شوال کے شروع میں مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے اور دس شوال کو حنین پہنچ گئے۔ مقابلہ میں ہوازن اور ثقیف دونوں قبیلے آئے۔ ہوازن کا سردار مالک ابن عوف تھا اور ثقیف کا سردار کنانہ ابن عبد تھا۔ ان دونوں قبیلوں کی تعداد چار ہزار تھی۔ کچھ مسلمانوں نے کہا کہ آج ہم کافروں سے تین گنا زیادہ ہیں ہم ہرگز مغلوب نہیں ہوں گے۔ یہ قول حضور ﷺ کو ناگوار ہوا کہ مسلمانوں کی نظر اپنی کثرت پر گئی، اللہ کی نصرت پر نہ گئی۔ (مدارج النبوۃ، تفسیر کبیر، خازن، روح المعانی) آخر کار گھمسان کی جنگ ہوئی۔ ہوازن اور ثقیف بھاگ نکلے۔ مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا۔ ان کے ساتھ مال بہت زیادہ تھا۔ مسلمان مالِ غنیمت جمع کرنے اور انھیں قید کرنے میں مصروف ہوئے۔ ان دونوں قبیلوں نے پلٹ کر زوردار حملہ کیا۔ یہ لوگ تیر چلانے میں کمال رکھتے تھے۔ ان کے تیروں کی بارش سے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور بھگدڑ مچ گئی۔ مگر حضور ﷺ اپنی جگہ ڈٹے رہے بلکہ آگے بڑھتے رہے۔ آپ کے ساتھ حضرت عباس بن عبدالمطلب، ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب، جعفر بن ابوسفیان بن حارث، علی ابن ابی طالب، ربیعہ ابن حارث، فضل ابن عباس، اسامہ بن زید،

ایمن ابن عبید جو حضور ﷺ کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہوئے، ابوبکر صدیق، عمر بن خطاب یہ دس حضرات رہے۔ ان کے علاوہ سو صحابہ اور بھی تھے جو جمے رہے مگر حضور ﷺ کے ساتھ نہ تھے بلکہ اپنے اپنے مرکزوں میں تھے۔ (تفسیر ساوی) کافروں نے حضور انور ﷺ پر ایک ساتھ حملہ کیا۔ حضور ﷺ یہ فرماتے ہوئے خچر پر سے تلوار سونت کر اترے کہ میں جھوٹا نبی نہیں ہوں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ حضور ﷺ کی یہ بے مثال شجاعت دیکھ کر کفار کائی کی طرح پھٹ گئے۔ اس وقت حضرت عباس حضور ﷺ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ اور ابو سفیان بن حارث رکاب سنبھالے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے حکم دیا: عباس ان مسلمانوں کو پکارو کہ میں یہاں ہوں تم کہاں جا رہے ہو؟ حضرت عباس کی آواز آٹھ میل تک سنی جاتی تھی۔ (تفسیر ساوی) حضرت عباس نے پکار لگائی: اے سورہ بقر والو، اے مدینہ والو، رسول اللہ یہاں ہیں ادھر آؤ۔ سب لبیک لبیک کہتے ہوئے دوڑ پڑے اور حضور ﷺ کے گرد جمع ہو گئے۔ حضور ﷺ نے ایک مٹھی کنکریاں کافروں کی طرف پھینکیں جو ان کی آنکھوں میں ایک ایک پڑیں۔ پھر جو مسلمانوں نے حملہ کیا تو رب تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ میں مسلمانوں کو شاندار فتح عطا فرمائی۔ اس غزوہ میں کافی مال غنیمت مسلمانوں کے ہات لگا۔ چھ ہزار قیدی جن میں عورتیں بچے بہت تھے، چوبیس ہزار اونٹ، بکریوں کا تو شمار ہی نہیں۔ ان قیدیوں میں رسول اللہ ﷺ کی دودھ شریک بہن یعنی حضرت حلیمہ کی بیٹی بھی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کا بہت احترام کیا اور انھیں بہت سا مال دے کر آزاد فرما دیا۔ دوسرے قیدی بھی واپس کر دیے گئے۔ (تفسیر ساوی) پھر حضور ﷺ یہیں سے طائف تشریف لے گئے۔ مقام جعرانہ میں حضور ﷺ نے مال غنیمت تقسیم کیا۔ یہیں سے حضور ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا اور عمرہ کیا۔ اس موقع پر حضور ﷺ نے ابوسفیان بن حرب، صفوان بن امیہ، عیینہ بن حصین، اقرع ابن حابس کو سو سو اونٹ عطا فرمائے۔ (خازن)

(۱۳۹) غزوہ حنین میں فرشتوں کا شریک ہونا ثابت ہے مگر ان کا مسلمانوں کے ساتھ مل کر کافروں سے جنگ کرنا ثابت نہیں۔ ایک قول کے مطابق ان فرشتوں کی تعداد سولہ

ہزارتھی۔(تفسیرنعیمی)

(۱۴۰) نبی کریم ﷺ فتح مکہ، غزوہ حنین، فتح طائف اور عمرہ جعرانہ سے فراغت پا کر مدینہ منورہ تشریف لائے۔ کچھ قیام فرمایا۔ خبر لگی کہ رومی لشکر بڑی بھاری تعداد میں شام کے شہر تبوک اور اس کے آس پاس کے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے جمع ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے چاہا کہ انھیں پیش قدمی نہ کرنے دیں بلکہ تبوک پہنچ کر وہیں ان پر جہاد کریں۔ حضور ﷺ نے اپنے اس ارادے سے مسلمانوں کو مطلع فرمادیا۔ تبوک مدینہ منورہ سے بہت دور لگ بھگ پانچ سو میل پر تھا۔ موسم سخت گرم تھا۔ مدینہ والوں کے کھجوروں کے باغ تیار تھے اس لیے یہ جہاد منافقوں کو عام طور سے اور کچھ صحابہ کو خاص طور سے بہت بھاری معلوم ہوا۔ حضور ﷺ نے رجب سن نو ہجری میں تیس یا چالیس ہزار کے بھاری لشکر کے ساتھ کوچ فرمادیا۔ اس لشکر میں دس ہزار گھوڑے تھے۔ اس غزوہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ہزار مجاہدوں کو جہاد کا سامان دیا۔ دس ہزار اشرفیاں، نو سو اونٹ، سو گھوڑے سامان کے ساتھ دیے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا مال جہاد میں دے ڈالا۔ اس سامان کی مالیت چار ہزار درہم تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آدھا مال، حضرت عبدالرحمن ابن عوف نے سو اوقیہ سونا دیا۔ حضرت عباس اور حضرت طلحہ نے بھی بھاری عطیہ دیا۔ عورتوں نے اپنے زیور اتار کر نذر کر دیے۔ حضور ﷺ نے مدینے کے انتظام کے لیے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور محمد بن سلمہ انصاری کو چھوڑا۔ اس لشکر میں عبداللہ بن ابی منافق اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوا مگر ثنیۃ الوداع سے ہی لوٹ گیا۔ اس جہاد میں بڑا جھنڈا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا گیا دوسرا بڑا پرچم حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو۔ قبیلہ اوس کا جھنڈا اسید بن حصیر کو، خزرج کا جھنڈا احباب ابن منذر کو۔ اس غزوے میں منافق تو گئے ہی نہیں، کچھ مسلمان ارادہ ہی کرتے رہ گئے، شریک نہ ہو سکے۔ (تفسیر ساوی، خزائن العرفان، روح البیان)

(۱۴۱) غزوہ تبوک نام غزوہ عسرت اور غزوہ فاضحہ بھی ہے کیونکہ اس موقع پر مسلمان بڑی تنگی میں تھے اور اس سے منافقوں کی بڑی فضیحت اور رسوائی ہوئی۔ (تفسیر روح البیان)

(۱۴۲) جب حضور نبی کریم ﷺ تبوک پہنچے تو وہاں پانی کا ایک چشمہ تھا جس میں پانی بہت تھوڑا تھا۔ حضور ﷺ نے اس میں کلی فرمادی جس سے پانی بہت زیادہ ہو گیا۔ اسلامی لشکر اور اس کے تمام جانور سیر ہو گئے۔ روم کے بادشاہ ہرقل نے حضور ﷺ کا مقابلہ نہیں کیا۔ رومی فوجیں واپس چلی گئیں۔ جنگ کی نوبت ہی نہ آئی۔ (خزائن العرفان)

(۱۴۳) مسلمانوں نے حدیبیہ میں پڑاؤ ڈالنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ یہاں کہیں پانی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر ایک صحابی کو دیا کہ اسے وادی کے کسی کنویں میں ڈال دو۔ جیسے ہی ایسا کیا گیا کنویں سے پانی جوش مار کر ابل پڑا اور سب انسان اور جانور سیراب ہو گئے۔ (روح المعانی)

(۱۴۴) جب حضور ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہجرت کے سفر پر نکلے تو حضرت صدیق اکبر کبھی حضور ﷺ کے آگے چلتے کبھی پیچھے، کبھی دائیں کبھی بائیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا: اے ابوبکر یہ کیا؟ عرض کیا: میں ہوں اکیلا اور سمتیں ہیں چار۔ ہر سمت سے حضور پر حملے کا خطرہ ہے۔ اس لیے میں ایسا کر رہا ہوں تاکہ جدھر سے بھی حملہ ہو تو پہلے مجھ پر ہو۔ آخر کار انھوں نے حضور ﷺ کو اپنے کاندھے پر لے لیا اور خود پنجوں کے بل اس طرح چلے کہ ہر پنجہ زمین پر رکھ کر گھمادیتے تاکہ پنجے کا نشان نہ رہ جائے اور کوئی کھوج نہ نکال سکے۔ (تفسیر روح البیان)

(۱۴۵) ہجرت کے سفر میں جب حضور ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار ثور میں رکے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ کو بہت سخت پیاس لگی۔ پانی موجود نہ تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: جاؤ غار کے کونے میں پانی پی لو۔ یہ گئے تو وہاں پانی کا چشمہ دیکھا جس کا رنگ دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں، برف سے زیادہ ٹھنڈا، مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ آپ نے خوب جی بھر کر پیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ کوثر کا چشمہ تھا جو اے ابوبکر اللہ نے تمھارے لیے یہاں بھیجا۔ (تفسیر روح البیان)

(۱۴۶) ہجرت کے وقت مکہ کے کافروں کی ایک ٹولی حضور ﷺ کو ڈھونڈتے

ڈھونڈتے غارِ ثور تک پہنچ گئی۔ یہ سب لاٹھیوں اور تلواروں سے لیس تھے۔ ان میں سے ایک بولا: اس غار کے اندر بھی دیکھ لیتے ہیں۔ اس کا نام علقمہ ابن کُرز تھا جو فتح مکہ کے دن ایمان لایا۔ امیّہ بن خلف بولا: یہ مکڑی کا جالا محمد کی پیدائش سے پہلے کا ہے اگر وہ اس میں داخل ہوئے ہوتے تو یہ جالا ٹوٹ کر بکھر جاتا۔ پھر یہ ٹولی وہاں سے چلی گئی۔ ان کافروں کے چلے جانے کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر یہ لوگ ہمیں دیکھ لیتے تو ہم کہاں جاتے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: وہاں جاتے۔ یہ کہہ کر غار کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں نے دیکھا وہاں ایک سمندر کا کنارہ ہے جس میں ایک کشتی لگی ہوئی ہے۔ (تفسیر روح البیان)

(۱۴۷) غزوہ تبوک کی روانگی کے موقع پر حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر میں تھے۔ جب واپس آئے تو دھوپ تیز تھی۔ دوپہر کا وقت تھا۔ اپنے باغ میں ان کا مکان تھا۔ پہنچے تو دیکھا کہ سایہ دار گھنے باغ میں گھر کے اندر گوشت کی ہانڈی چولھے پر ہے، بیوی خدمت کے لیے حاضر ہے۔ سواری پر بیٹھے بیٹھے ہی پوچھا: جناب مصطفیٰ ﷺ کہاں ہیں؟ بی بی صاحبہ نے عرض کیا: غزوہ تبوک پر تشریف لے گئے ہیں۔ بولے: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضور انور ﷺ دھوپ کے میدان میں ہوں اور میں گھنے باغ کے سائے میں۔ حضور انور ﷺ چھاگل کا گرم پانی پی رہے ہوں اور میں یہاں خمیری روٹی بھنے گوشت سے کھاؤں۔ یہ کہا اور سواری کی لگام تبوک کی طرف پھیر دی، اترے بھی نہیں۔ کچھ آگے گئے تو حضور انور ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ آتے دکھائی دیے۔ آپ بھی حضور ﷺ کے ساتھ خوش خوش واپس آئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۸) بی بی ہندہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنے شوہر ابوسفیان کی شکایت کی کہ وہ کنجوس ہیں مجھے کافی خرچہ نہیں دیتے۔ کیا میں ان کی جیب سے ضرورت بھر کے پیسے نکال سکتی ہوں؟ حضور ﷺ نے انھیں ضرورت بھر کے پیسے نکال لینے کی اجازت دیدی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴۹) غزوہ بنی غطفان کے موقع پر نبی کریم ﷺ ایک منزل میں ایک درخت

کے نیچے آرام فرمارہے تھے۔ صحابہ کرام بھی اس جنگل میں الگ الگ جگہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک غطفانی کافر آیا اور حضور ﷺ کی تلوار قبضے میں کرلی اور وہی تلوار سونت کر حضور ﷺ سے بولا: اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ۔ یہ سنتے ہی اس کا بدن کانپا، تلوار ہات سے گر گئی۔ حضور ﷺ نے تلوار اٹھالی اور فرمایا: اب بتا تجھے میرے ہات سے کون بچائے گا؟ وہ بولا: کوئی نہیں۔ تب حضور ﷺ نے اسے چھوڑ دیا اور اس سے بدلہ نہ لیا۔ یہ کرم دیکھ کر وہ شخص مسلمان ہوگیا۔ (روح المعانی، روح البیان وغیرہ)

(۱۵۰) غازی کو جہاد میں تین چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے اور تین چیزوں پر عمل: جہاد میں صرف مال حاصل کرنے یا ملک گیری کی نیت ہرگز نہ کرے۔ اللہ کے دین کی خدمت، مظلوم مسلمانوں کی مدد اور حمایت کی نیت ہو۔ اپنی تعداد یا اپنی قوت یا اپنے ہتھیار پر ہرگز بھروسا نہ کرے۔ جہاد کے دوران غنیمت لوٹنے کی کوشش نہ کرے۔ پہلے فتح حاصل کرے پھر سب مال غنیمت اللہ کے دیے سے اپنا ہے۔ کرنے والے کام یہ ہیں: جہاد میں اللہ کا نام۔ فتح اور نصرت کو رب تعالیٰ کی دین جانے، اس کا شکر ادا کرے، نماز ہرگز نہ چھوڑے، افراتفری کی حالت میں پیدل یا سواری پر چلتے ہوئے اشارے سے نماز پڑھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۱) غزوہ احد کے لیے مکہ کے کافروں کا لشکر روانہ ہوا اور وہ لوگ جب ابوا نامی مقام پر پہنچے جہاں نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ کی قبر انور ہے تو انھوں نے چاہا کہ قبر اطہر کو کھول کر حضرت آمنہ کی نعش مبارک یا ہڈیاں اپنے ساتھ لے لیں تاکہ اگر اس جنگ میں ہمارے کچھ لوگ مسلمانوں کے قیدی ہوجائیں تو ہم ان سے کہہ سکیں کہ ہمارے قیدی ان ہڈیوں کے بدلے میں رہا کردو۔ ابوسفیان نے اس رائے کو نہ مانا اور کہا: اگر تم نے یہ حرکت کی تو بنوبکر اور بنوخزاعہ جو محمد (ﷺ) کے حلیف ہیں تمھارے مردوں کی ساری قبریں اکھاڑ کر ہڈیاں باہر پھینک دیں گے۔ (مدارج النبوۃ)

(۱۵۲) حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد کے دن حضور اکرم ﷺ کے سامنے ڈھال بن کر کھڑے ہوگئے تھے اور عرض کرتے تھے: یارسول اللہ! رب تعالیٰ میرے

جسم اور جان کو آپ کے لیے ڈھال بنادے۔آپ تیر اندازی میں ماہر تھے۔حضور انور ﷺ آپ کو لکڑیاں اٹھا کر دیتے جب آپ کمان میں لگاتے تو وہ لکڑی تیر بن جاتی۔حضور ﷺ نے آپ کو کھجور کی ایک شاخ دی جو آپ کے ہات میں پہنچتے ہی تلوار بن گئی۔جیسے کہ بدر کے دن حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہات میں لکڑی تلوار بن گئی تھی۔اس تلوار کا نام عرجون تھا۔یہ تلوار معتصم باللہ نے دوسو دینار میں خریدی۔(مدارج النبوۃ)

(۱۵۳)حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت صہیب ابن سنان اور عمار بن یاسر اور ان کی والدہ سمیّہ اور یاسر اور حضرت بلال اور حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہم مکہ مکرمہ سے ہجرت کے ارادے سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔راستے میں تھے کہ مشرکوں نے آگھیرا۔حضرت خباب اور ابوذر تو بھاگ کر نکل گئے۔ان لوگوں نے حضرت یاسر کو قتل کردیا اور حضرت سمیہ کے دونوں پاؤں دو اونٹوں کے پیروں سے باندھ کر انھیں الگ الگ سمتوں میں ہانک دیا جس سے وہ بھی شہید ہوگئیں۔حضرت صہیب سو برس کے بوڑھے تھے اور تیر اندازی میں ماہر تھے۔انھوں نے اپنا تیر کمان سنبھالا اور فرمانے لگے:اے قریش جب تک میرے تیر ختم نہ ہوجائیں تم میرے پاس نہیں پھٹک سکتے۔ایک ایک تیر سے کئی آدمیوں کو ہلاک کروں گا۔تیروں کے بعد تلوار کی باری ہے تمھاری جماعت کو کھیت کی طرح کاٹ کر رکھ دوں گا۔میں بوڑھا آدمی ہوں میرے چلے جانے سے تمھارا کوئی نقصان نہیں اور رہنے سے تمھارا کچھ فائدہ بھی نہیں۔اگر تم مجھے میرے آقا ﷺ کے پاس چلا جانے دو تو مکہ مکرمہ میں میرا بہت سا مال دفن ہے میں تمھیں اس کا پتہ بتاتا ہوں تم جاکر سب لے لو۔کفار اس پر راضی ہوگئے۔آپ نے اپنے مال کا پتہ دیدیا اور مدینہ پاک آگئے۔مدینہ میں اب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی۔آپ نے فرمایا:اے صہیب!تم بڑے نفع کا سودا کر کے آئے۔صہیب نے پوچھا:کون سا سودا؟تب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا:تم جس وقت اپنا مال دے کر کافروں سے جان چھڑا رہے تھے اس وقت یہاں قرآن کی آیت اتر رہی تھی جس میں تمھاری تجارت کی تعریف ہے۔یہ آیت سورہ بقرہ

کی آیت نمبر دوسوسات ہے۔(تفسیر روح البیان)

(۱۵۴)حضور انور ﷺ نے غزوہ احزاب کے موقع پر' جسے غزوہ خندق بھی کہتے ہیں' صحابہ کرام کو خندق کھودنے کا حکم دیا اور ہر دس صحابہ پر چالیس گز زمین تقسیم فرمائی جسے وہ کھودیں۔عمرو بن عوف فرماتے ہیں کہ میں اور سلمان فارسی اور حذیفہ ابن یمان اور نعمان اور چھ انصاری ایک جگہ کھدائی کررہے تھے کہ اچانک زمین میں ایک سخت پتھر نمودار ہوا جس نے ہماری کدال بےکار کردی اور نہ ٹوٹا۔حضرت سلمان فارسی نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر یہ واقعہ عرض کیا کہ ایک پتھر ایسا نکلا ہے جس نے ہماری کدالیں بےکار کردی ہیں۔حضور ﷺ نے کدال سنبھالی اور سلمان فارسی کے ساتھ خندق میں اترے۔آپ نے اس پتھر پر چوٹ ماری تو اس سے سفید روشنی نکلی جیسے اندھیرے گھر میں چراغ۔سب نے تکبیر کہی۔حضور ﷺ نے فرمایا:مجھے اس وقت حیرہ کے محل دکھائے گئے۔پھر دوسری چوٹ پر اور چمک پیدا ہوئی۔حضور ﷺ نے فرمایا:مجھے شام کی زمین دکھائی گئی۔تیسری چوٹ پر پھر روشنی ظاہر ہوئی اور پتھر ٹوٹ گیا۔حضور ﷺ نے فرمایا:مجھے صنعا کے محل نظر آئے اور جبرئیل علیہ السلام نے خبردی کہ میری امت کی سلطنت ان سب پر ہوگی۔مسلمانوں نے خوش ہوکر الحمدللہ کا نعرہ لگایا جس پر منافقین ہنسنے لگے اور بولے:مسلمان مدینے میں بیٹھے ہوئے حیرہ اور کسریٰ کے ملکوں کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ان میں باہر نکل کر کفار سے لڑنے کی طاقت نہیں' چھپنے کے لیے خندق کھود رہے ہیں اور حیرہ و صنعا جیسی مضبوط مملکتوں کی امید باندھ رہے ہیں۔(خازن وخزائن العرفان)

(۱۵۵)اوس اور خزرج انصار کے دو بڑے قبیلے تھے جن میں پہلے دشمنی تھی اور سو برس تک جنگ رہی تھی۔اسلام کے بعد ان میں دوستی اور محبت ہوگئی تھی۔ایک دن ثعلبہ ابن غنم اوسی اور اسعد ابن زرارہ خزرجی بیٹھے ہوئے پیار محبت کی باتیں کررہے تھے کہ اتفاق سے خاندانی بڑپّن کی باتیں چھڑ گئیں۔ثعلبہ بولے:ہمارا اوس قبیلہ تمھارے خزرج قبیلے سے افضل ہے کیونکہ اوس میں خزیمہ ابن ثابت ہیں جن کی اکیلے کی گواہی دو کے برابر ہے اور ہم ہی میں

جناب حنظلہ شہید بھی ہیں جنھیں شہادت کے بعد فرشتوں نے غسل دیا اور ان کا لقب غسیل الملائکہ ہوا۔ اسی اوس میں سعد ابن معاذ بھی ہیں جن کی لاش کی سولی کے بعد شہد کی مکھیوں نے حفاظت کی اور زمین نے ان کی لاش غائب کر دی۔ ہم ہی میں ایک اور سعد بھی ہیں جن کی وفات پر عرش الٰہی ہل گیا۔ اسعد خزرجی بولے: ہمارے خاندان کا کیا پوچھنا۔ ہم خزرج ہی میں وہ چار اصحاب ہیں جن سے قرآن قائم ہے یعنی ابی ابن کعب، معاذ ابن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید۔ ہم خزرج ہی میں سعد بن عبادہ بھی ہیں جو سارے انصار کے خطیب اور رئیس ہیں۔ اس بات چیت کا سلسلہ اتنا بڑھا کہ آپس میں ہاتھا پائی کی نوبت آ گئی۔ حضور ﷺ نے ان لوگوں میں صلح کرائی۔ تبھی وحی نازل ہوئی جس میں ارشاد ہوا کہ ان شیخیوں سے بچو، تقویٰ اختیار کرو، اپنے اندر عمدہ عادتیں پیدا کرو، صرف خاندان پر فخر بے کار ہے۔ (تفسیر خازن)

(۱۵۶) جنگ احد ختم ہونے کے بعد ابوسفیان نے تین آوازیں دیں: کیا قوم میں محمد (ﷺ) ہیں؟ کیا قوم میں ابوبکر ہیں؟ کیا قوم میں عمر ابن خطاب ہیں؟ ادھر حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: خاموش رہو۔ جب ادھر سے کوئی جواب نہیں دیا گیا تو ابوسفیان بولے: یہ تینوں قتل کر دیے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ رہا گیا۔ چیخ پڑے: اے اللہ کے دشمن! اللہ کی قسم یہ تینوں زندہ ہیں اور تیرے سینے میں کھٹکتے رہیں گے۔ تب ابوسفیان فخر سے گانے لگے: اے ہبل! اونچا ہو جا، اے ہبل اونچا ہو جا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جواب دو ہبل بے چارا کیا اونچا ہوگا۔ اونچا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ابوسفیان بولے: ہمارے پاس عزیٰ بت ہے تمھارے پاس کچھ بھی نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جواب دو ہمارا والی اور وارث اللہ تعالیٰ ہے تمھارا وارث کوئی نہیں۔ تب ابوسفیان بولے: بدر کا بدلہ ہو گیا۔ ہم تم برابر ہو گئے۔ حضرت عمر بولے: ہرگز نہیں۔ ہمارے مرنے والے جنتی ہیں تمھارے مرنے والے جہنمی پھر برابری کیسی؟ تب رحمت الٰہی کا دریا جوش میں آیا اور سورہ آل عمران کی ایک سو تیئیسویں آیت نازل ہوئی جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید کی گئی اور مسلمانوں سے اس تکلیف

کے بدلے آئندہ فتح اور نصرت کا وعدہ کیا گیا۔ (تفسیر صاوی، تفسیر کبیر)

گیارہواں باب: کتب حدیث، محدثین، فقہا، اولیاء، صوفیائ

(۱) اصول حدیث کے مطابق صحیح مقبول حدیث کو کہا جاتا ہے۔ اس کے مقابل ضعیف حدیث ہوتی ہے جسے مردود کہا جاتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان حسن حدیث ہوتی ہے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۲) صحیح حدیث کے سات مرتبے ہیں:

(ا) سب سے اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ اس حدیث کو امام بخاری و مسلم دونوں بیان کریں۔

(ب) جس حدیث کو صرف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمائیں۔

(ج) جس روایت کو صرف امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمائیں۔

(د) جو حدیث امام بخاری و مسلم دونوں کی شرائط پر پوری اترتی ہو مگر انھوں نے اسے بیان نہ کیا ہو۔

(ہ) جو حدیث صرف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط کے مطابق ہو مگر انھوں نے اسے بیان نہ کیا ہو۔

(و) جو حدیث صرف امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط کے مطابق ہو مگر انھوں نے اسے بیان نہ کیا ہو۔

(ز) وہ صحیح حدیث جسے امام بخاری ومسلم کے بجائے دوسرے ائمہ میں سے کسی نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہو نیز وہ بخاری ومسلم میں سے کسی کی شرط کے مطابق نہ ہو۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۳) رسول اللہ ﷺ نے ایسے صحابہ کو جو اچھی طرح کتابت جانتے تھے حدیث لکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ اسی طرح ان صحابہ کو بھی لکھنے کی اجازت عطا فرمائی جو زبانی حفظ کرنے پر اچھی طرح قدرت نہیں رکھتے تھے۔ پھر کتابت حدیث عام ہوگئی کیونکہ کتابت کا دور آ گیا اسی لیے بے شمار تابعین حضراتِ صحابہ کرام کے سامنے احادیث لکھا کرتے تھے۔ (اطلس سیرت نبوی)

☆ حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے کئی مجموعے تھے۔

☆ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے آزاد کردہ غلام تھے' ان کے پاس بھی بکثرت احادیث لکھی ہوئی موجود تھیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے صحیفہ صادقہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں مدون فرمایا تھا۔

☆ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کا صحیفہ دورِ صحابہ میں مدون ہوا۔ اس کا کچھ حصہ رسول اللہ ﷺ کے دور ہی میں مدون ہو گیا تھا۔

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دورِ حکومت میں مدینہ منورہ کے علماء کو لکھا: رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو تلاش کرو اور لکھو۔ مجھے خطرہ ہے کہیں اہل علم کی رحلت سے علم مٹ ہی نہ جائے۔

☆ حضرت ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمیں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے احادیث جمع کرنے اور لکھنے کا حکم دیا تو ہم نے کئی نسخے تیار کیے اور انھوں نے اپنی حدود مملکت میں وہ نسخے ایک ایک کر کے بھیج دیے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۴) شیخ الاسلام امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ البخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ وسنتہ و ایامہ تیار کی جسے صحیح بخاری کہتے ہیں۔ آپ نے سن دوسو دس ہجری میں طلب حدیث کے سلسلے میں لمبا سفر شروع کیا اور خراسان' عراق' مصر' شام اور دوسرے علاقوں کا سفر کیا۔ تقریباً ایک ہزار اساتذہ سے حدیث سنی اور لگ بھگ چھ لاکھ احادیث جمع کیں جن میں نہایت قابل اعتماد حافظ ابن حجر کے قول کے مطابق سات ہزار تین سو تانوے احادیث اپنی صحیح میں درج کیں۔ تکرار حذف کر دی جائے تو دو ہزار چھ سو دو احادیث رہ جاتی ہیں۔ اس قسم کی اوّلین کتاب لکھنے والے آپ ہی ہیں۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۵) ائمہ حدیث میں مشہور حافظ حدیث امام ابوالحسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حجاز' مصر' شام اور عراق کے سفر کیے۔ آپ کی سب سے مشہور تالیف صحیح مسلم ہے۔ اس میں تکرار کو حذف کر دیں تو تین ہزار تینتیس احادیث ہیں۔ پندرہ سال میں یہ تیار ہوئی۔ ان کی دو مشہور کتابیں التاریخ اور الضعفاء ہیں (اطلس سیرت نبوی)

(۶) امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر ازدی سجستانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور میں امام حدیث تھے۔ بغداد' بصرہ اور دیگر اسلامی شہروں کے لمبے سفر کیے۔ ان کی مشہور کتاب سنن ابوداؤد ہے جس میں چار ہزار آٹھ سو احادیث ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کی تالیفات میں المراسیل اور کتاب الزھد زیادہ مشہور ہیں۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۷) امام محمد عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ سلمی بوغی رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری کے شاگرد ہونے کے ساتھ ساتھ بعض اساتذہ سے تلمذ میں ان کے ساتھی بھی ہیں۔ خراسان' عراق اور حجاز کے لمبے سفر کیے۔ حافظے میں ضرب المثل تھے۔ مشہور تالیفات الجامع الکبیر (صحیح ترمذی) الشمائل النبویہ' التاریخ اور العلل ہیں۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۸) امام ابوعبدالرحمن احمد بن علی بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار نسائی رحمۃ اللہ علیہ قاضی اور حافظ حدیث تھے۔ کئی شہروں میں گھومے پھرے۔ آخر کار مصر کو وطن بنالیا۔ رملہ

میں فوت ہوئے۔ بیت المقدس میں دفن ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ حج کرنے گئے تو مکہ مکرمہ میں وصال ہوا۔ مشہور تالیفات: السنن الکبریٰ، المجتبیٰ (جسے السنن الصغریٰ بھی کہا جاتا ہے) الضعفاء والمتروکون، مسند علی، مسند مالک۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۹) امام ابن ماجہ ابوعبداللہ محمد بن یزید ربعی قزوینی رحمۃ اللہ علیہ قزوین کے رہنے والے تھے۔ طلب حدیث کے لیے بصرہ، بغداد، شام، مصر، حجاز اور رے کے طویل سفر کیے۔ ان کی مشہور کتاب سنن ابن ماجہ ہے۔ اس میں کل چار ہزار تین سو اکتالیس احادیث ہیں ان میں تین ہزار دو دیگر کتب خمسہ میں موجود ہیں۔ ایک ہزار تین سو انتالیس زائد ہیں جن میں چھ سو تیرہ کی سند میں کم زوری ہے۔ ننانوے ناقابل اعتبار ہیں۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۰) امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی وائلی رحمۃ اللہ علیہ کے آباء واجداد مرو کے رہنے والے تھے۔ امام صاحب بغداد میں پیدا ہوئے۔ اوائل عمر سے ہی طلب علم کے شائق تھے۔ علم کے حصول کے لیے کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن، شام، ثغور (سرحدی علاقہ ترکی) مراقش، الجزائر، عراق، اہواز، فارس، خراسان، اور جبال (ایران) کے طویل سفر کیے۔ مسند تالیف فرمائی جس میں تکرار سمیت تیس ہزار احادیث ہیں۔ دیگر کتب بھی ہیں۔ حنبلی مذہب کے امام ہیں۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۱) امام ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمن بن فضل بن بہرام تمیمی دارمی سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے حجاز، شام، مصر، عراق اور خراسان میں بے شمار محدثین سے احادیث سنیں۔ انتہائی سمجھ دار، صاحب علم وفضل، مفسر قرآن اور فقیہ تھے۔ علم حدیث میں ان کی مشہور کتب المسند اور الجامع الصحیح ہیں۔ جامع کو سنن دارمی بھی کہا جاتا ہے۔ ایک اور کتاب الثلاثیات بھی قابل ذکر ہے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۲) امام ابوعبداللہ مالک بن انس بن مالک اصبحی حمیری رحمۃ اللہ علیہ امام دارالھجرۃ کے لقب سے مشہور ہیں۔ ائمہ اربعہ میں سے ہیں۔ مالکی مسلک آپ کی طرف منسوب ہے۔ دین میں بڑے مضبوط تھے۔ مشہور کتاب مؤطا تالیف فرمائی۔ کتاب تفسیر غریب القرآن

بھی ان کی مفید تالیفات میں سے ہے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۳) ائمہ احادیث کی ولادت ووفات ایک نظر میں:

اسم گرامی ولادت وفات

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بخارا، ایک سو چورانوے ہجری خرتنگ (سمرقند) دو سو چھپن ہجری

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نیشاپور، دو سو چار ہجری نیشاپور، دو سو اکسٹھ ہجری

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سجستان، دو سو دو ہجری بصرہ، دو سو پچھتر ہجری

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ترمذ، دو سو نو ہجری ترمذ، دو سو اناسی ہجری

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نسا، دو سو پندرہ ہجری القدس، تین سو تین ہجری

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ قزوین، دو سو نو ہجری قزوین، دو سو تہتر ہجری

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بغداد، ایک سو چونسٹھ ہجری بغداد، دو سو اکتالیس ہجری

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ سمرقند، ایک سو اکیاسی ہجری سمرقند، دو سو پچپن ہجری

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ، ترانوے ہجری مدینہ منورہ، ایک سو اناسی ہجری

(۱۴) حضرت ابان بن عثمان بن عفان رحمۃ اللہ علیہ (وفات ایک سو پانچ ہجری) نے سب سے پہلے مغازی (جنگیں اور دیگر مہمات) کی تحریر وکتابت شروع کی۔ وہ اس کے علاوہ حدیث اور فقہ کے بھی جید عالم تھے اور وہ بہت ثقہ راوی تھے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۵) حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ (وفات بانوے ہجری) مدینہ منورہ کے سات فقہا میں سے تھے۔ کبار صحابہ سے حدیث حاصل کی اور خوب بیان کی۔ ابن ہشام اور ابن شہاب زہری ان کے مشہور شاگرد تھے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۶) حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ (وفات ایک سو دس ہجری) اعلیٰ درجہ کے تابعی، انتہائی سچے اور معتبر راوی تھے۔ (اطلس سیرت نبوی)

(۱۷) حضرت عبداللہ بن ابوبکر بن حزم رحمۃ اللہ علیہ (وفات ایک سو پینتیس ہجری) کو

سیرت اور تاریخ کے تمام مؤرخین نے ثقہ کہا ہے۔مشہور مؤرخین ابن اسحاق، ابن سعد اور طبری نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔(اطلس سیرت نبوی(

(۱۸)حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ایک سو بیس ہجری) کو محدثین نے ثقہ اور معتبر قرار دیا ہے۔(اطلس سیرت نبوی(

(۱۹)محمد بن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ محدث بھی تھے اور مؤرخ بھی۔ان کے بارے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے علماء کو لکھا تھا: حضرت ابن شہاب سے فائدہ اٹھاؤ۔سنت اور گزشتہ تاریخ میں تم ان سے بڑا کوئی عالم نہ پاؤ گے۔(اطلس سیرت نبوی)

(۲۰)حضرت موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ (وفات ایک سو اکتالیس ہجری) اور معمر بن راشد رحمۃ اللہ علیہ (وفات ایک سو پچاس ہجری) کا تعلق طبقہ ثالثہ کے مؤرخین سے ہے۔(اطلس سیرت نبوی)

(۲۱)محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (وفات ایک سو باون ہجری) کو سیرت و مغازی کے تمام مؤرخین نے شیخ کی حیثیت دی ہے۔زیاد بکائی اور ابن ہشام نے ان سے خوب علم حاصل کیا۔ان کی کنیت عبداللہ تھی۔یہ عبداللہ بن قیس کے مولیٰ تھے۔محمد بن اسحاق پہلے شخص ہیں جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے مغازی پر کتاب تالیف کی۔آخری عمر ان کا قیام بغداد میں رہا یہاں تک کہ بغداد میں ہی ایک سو پچاس یا ایک سو اکیاون ہجری میں انتقال ہوا اور خیزران کے قبرستان میں حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔(اطلس سیرت نبوی)

(۲۲)محمد بن عمر واقدی رحمۃ اللہ علیہ (وفات دو سو سات ہجری) کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انھیں ضعیف ٹھہرایا ہے۔(اطلس سیرت نبوی)

(۲۳)عبدالملک بن ہشام بن ایوب حمیری بصری (وفات دو سو اٹھارہ ہجری) نے امام محمد بن اسحاق کی کتاب سیرت ابن اسحاق ان کے دوسرے شاگرد زیاد بکائی سے نقل

کی۔(اطلس سیرت نبوی)

(۲۴)محمد بن سعد بن مَنیع بصری زہری (وفات دو سو تیس ہجری) واقدی کے کاتب تھے لیکن استاذ سے بھی بڑھ گئے۔نیز یہ ثقہ اور معتبر راوی ہیں۔ان کی سب سے بڑی کتاب طبقات کبریٰ ہے۔(اطلس سیرت نبوی)

(۲۵)حضرات محدثین، فقہا اور دیگر علمائے کرام فرماتے ہیں کہ فضائل اعمال اور ترغیب و ترہیب میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا مستحب ہے جبکہ وہ موضوع نہ ہو لیکن حلال و حرام کے احکام مثلاً بیع، نکاح اور طلاق وغیرہ میں حدیث صحیح یا حسن کے سوا اور کسی پر عمل درست نہیں الا یہ کہ اس میں احتیاط ہو مثلاً بیع یا نکاح کی کراہت میں کوئی حدیث ضعیف وارد ہو۔(شرح مسلم۔ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی، جلد اوّل)

(۲۶)حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: حضور ﷺ پر وحی آتی تھی اسے میں بھی لکھا کرتا تھا۔جب حضور ﷺ پر وحی آتی تو آپ کو سخت تکلیف ہوتی تھی اور موتیوں کی طرح پسینہ چھوٹنے لگتا تھا۔وحی کا سلسلہ جب منقطع ہو جاتا تو میں شانے کی ہڈی یا ٹھیکرا لے کر خدمت میں حاضر ہوتا۔حضور ﷺ لکھواتے جاتے اور میں لکھتا جاتا۔بارِ قرآن کا یہ اثر ہوتا کہ لکھتے لکھتے میرا پاؤں ٹوٹتا ہوا محسوس ہونے لگتا اور میں دل میں کہتا کہ میں اب اپنے پاؤں پر کبھی چل نہ سکوں گا۔جب میں کتابت سے فارغ ہو چکتا تو حضور ﷺ فرماتے: پڑھ کر سناؤ۔میں پڑھتا جاتا اور جہاں کوئی لغزش رہ جاتی اسے حضور ﷺ درست فرما دیتے۔اس کے بعد میں اسے لے کر لوگوں کے پاس آتا۔(اوسط)

(۲۷)یک انصاری نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جب آپ کی باتیں سنتا ہوں تو بڑی پیاری لگتی ہیں مگر یاد نہیں رہتیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے دائیں ہات سے مدد لو یعنی لکھنے کا شارہ فرمایا۔(ترمذی)

(۲۸)حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں صحابہ کرام میں مجھ سے زیادہ حدیث جاننے والا کوئی نہ تھا۔صرف عبداللہ ابن عمر تھے کیونکہ وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں لکھتا

نہ تھا۔(بخاری، ترمذی)

(۲۹)حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہودیوں کا رسم الخط (سریانی) سیکھنے کا حکم دے کر فرمایا: مجھے یہودی منشی پر اعتماد نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے نصف ماہ میں زبان کی پوری پوری مہارت حاصل کر لی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے میں ہی اس زبان میں لکھتا پڑھتا۔(بخاری شریف، ابوداؤد، ترمذی)

(۳۰)مرقات کا قول ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حدیث لے کر بھی نازل ہوتے تھے۔(نزہۃ القاری)

(۳۱)حدیث لکھنے کا کام عہدِ رسالت میں ہی شروع ہو چکا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سینکڑوں حدیثیں لکھیں۔ ان کے مجموعے کا نام صادقہ تھا حدیثوں کا ایک مجموعہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترتیب دیا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت سعد بن عبادہ، حضرت ابوہریرہ، سمرہ بن جندب رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دفتر کے دفتر حدیثیں لکھیں یا لکھوائی تھیں۔(بخاری، طبقات ابن سعد وغیرہ)

(۳۲)حضور اقدس ﷺ نے حیات مبارکہ کے اخیر دنوں میں بہت سی حدیثوں کا ایک صحیفہ لکھوا کر حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہات بھجوایا تھا۔(نزہۃ القاری)

(۳۳)سب سے زیادہ حدیث روایت کرنے والے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کی روایت کی ہوئی حدیثوں کی تعداد صرف پانچ ہزار تین سو چوہتر ہے۔(نزہۃ القاری۔ جلد ایک)

(۳۴)حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو ہزار دو سو چھیاسی حدیثیں مروی ہیں۔(عمدۃ القاری۔ جلد ایک)

(۳۵)ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دو ہزار دو سو دس حدیثیں مروی ہیں۔(عمدۃ القاری۔ جلد ایک)

(۳۶)ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پانچ حدیثیں مروی ہیں۔ ام

المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ساٹھ، ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دو سو اڑسٹھ، ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پینسٹھ، ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چھہتر، ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے گیارہ، ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سات، ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دس حدیثیں مروی ہیں۔(نزہۃ القاری)

(۳۷)حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اپنے اصحاب سے فرماتے تھے کہ حدیث ایک دوسرے سے بیان کرتے رہو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو چلی جائیں گی۔(نزہۃ القاری)

(۳۸)رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میرے جانشینوں پر رحمت نازل فرما۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے جانشین کون ہیں؟ فرمایا: وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے، میری حدیثوں کو روایت کریں گے اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیں گے۔ اللہ رب العزت اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے میری حدیث سنی پھر اسے یاد کیا تا کہ دوسروں تک پہنچائے۔(ابوداؤد۔ کتاب العلم)

(۳۹)حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ہزار پانچ سو چالیس حدیثیں مروی ہیں۔(عمدۃ القاری۔ جلد اوّل)

(۴۰)حدیث کی تین قسمیں ہیں: رسول کریم ﷺ کے قول و فعل و حال اور تقریر کو مرفوع، صحابی کے قول و فعل کو موقوف اور تابعی کے قول و فعل کو مقطوع کہتے ہیں۔(نزہۃ القاری)

(۴۱)مرقاۃ کا قول ہے کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام حدیث لے کر بھی نازل ہوتے تھے۔(نزہۃ القاری)

(۴۲)حدیث لکھنے کا کام عہد رسالت میں ہی شروع ہو چکا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سینکڑوں حدیثیں لکھیں۔ ان کے مجموعے کا نام صادقہ تھا۔ حدیثوں

کاایک مجموعہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ نے ترتیب دیا تھا۔حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت سعد بن عبادہ' حضرت ابو ہریرہ' سمرہ بن جندب رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین نے دفتر کے دفتر حدیثیں لکھیں یا لکھوائیں۔(بخاری یا طبقات ابن سعد وغیرہ)

(۴۳)حضور اقدس ﷺ نے حیات مبارکہ کے اخیر دنوں میں بہت سی حدیثوں کا ایک صحیفہ لکھوا کر حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہات بھجوایا تھا۔(نزہۃ القاری)

(۴۴)سب سے زیادہ حدیث روایت کرنے والے صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد صرف پانچ ہزار تین سو چوہتر ہے۔(عمدۃ القاری۔جلد ایک)

(۴۵)حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو ہزار دو سو چھیاسی حدیثیں مروی ہیں۔(عمدۃ القاری۔جلد ایک)

(۴۶)ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دو ہزار دو سو دس حدیثیں مروی ہیں۔(عمدۃ القاری۔جلد ایک)

(۴۷)ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پانچ حدیثیں مروی ہیں۔ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ساٹھ' ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دو سو اڑسٹھ' ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پینسٹھ' ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے گیارہ' ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چھہتر' ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سات' ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دس حدیثیں مروی ہیں۔(نزہۃ القاری)

(۴۸)حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اپنے اصحاب سے فرماتے تھے کہ حدیث ایک دوسرے سے بیان کرتے رہو اگر ایسا نہ کروگے تو چلی جائیں گی۔(نزہۃ القاری)

(۴۹)رسول کریم ﷺ نے فرمایا:اے میرے اللہ' میرے جانشینوں پر رحمت نازل

فرما۔لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ آپ کے جانشین کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے' میری حدیثوں کو روایت کریں گے اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیں گے۔ اللہ رب العزت اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نیت میری حدھث سنی پھر اسے یاد کیا تا کہ دوسروں تک پہنچائے۔(ابوداؤد۔کتاب العلم)

(۵۰)حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ہزار پانچ سو چالیس احادیث مروی ہیں۔(عمدۃ القاری جلد ایک)

(۵۱)حدیث کی تین قسمیں ہیں:رسول کریم ﷺ کے قول وفعل وحال اور تقریر کو مرفوع' صحابی کے قول وفعل کو موقوف اور تابعی کے قول وفعل کو مقطوع کہتے ہیں۔(نزھۃ القاری)

(۵۲)رافضیوں نے مولا علی اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کی تعریف میں تین لاکھ کے قریب احادیث گھڑی ہیں۔(سبع سنابل شریف)

(۵۳)یہ جو صحاح س!تہ مشہور ہیں ان میں جامع صحیح بخاری' صحیح مسلم' جامع ترمذی' سنن ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ شامل ہیں۔(نزہۃ القاری)

(۵۴)علمائے کرام کا قول ہے کہ دین کا چوتھائی حصہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔(نزہۃ القاری)

(۵۵)مطلق فقہ کے بارتے میں کہا گیا ہے کہ اسے بویا حضرت عبداللہ ابن مسعود نے' سینچا علقمہ نے' کاٹا ابراھیم نخعی نے' گاہا حماد نے' پیسا ابوحنیفہ نے' گوندھا ابویوسف نے' روٹی پکائی امام محمد نے اور ساری دنیا ان کی روٹی کھاتی ہے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین۔(نزہۃ القاری)

(۵۶)حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پاس بہت سی حدیثیں لکھی ہوئی تھیں جنھیں آپ تلوار کے پرتلے رکھتے تھے اور لوگوں کو سنایا کرتے تھے۔(نزہۃ القاری)

(۵۷)فن حدیث میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں مگر کتاب المصابیح تمام کتابوں کی جامع ہے۔اس کے مصنف حسین بن مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔آپ کی کنیت محمد ہے' لقب فرّاع

کیونکہ پوستین کی تجارت کرتے تھے۔(نزہۃ القاری)

(۵۸)مشکوٰۃ شریف میں پانچ ہزار نوسوانچاس حدیثیں ہیں۔(نزہۃ القاری)

(۵۹)حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک سو چورانوے ہجری میں بخارا شہر میں پیدا ہوئے۔دس سال کی عمر میں آپ کو حدیث حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔بچپن میں آپ کی آنکھیں جاتی رہیں تھیں۔اس وجہ سے والدہ صاحبہ کو بہت ملال رہتا تھا۔خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی آنکھوں میں روشنی عطا فرمائی۔صبح اٹھیں تو دیکھا کہ بیٹے کی دونوں آنکھیں روشن ہیں۔(نزہۃ القاری)

(۶۰)حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بادشاہ وقت کی طرف سے تنگ ہو کر خود ہی اپنی وفات کی دعا کی تھی۔تہجد کو دعا کے دوسرے ہی دن وصال ہوگیا۔(نزہۃ القاری)

(۶۱)حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اٹھارہ ہزار محدثین سے حدیثیں نقل کی ہیں۔ایک لاکھ محدثین آپ کے شاگرد ہیں۔(نزہۃ القاری)

(۶۲)حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک بار کوئی حدیث پوچھی گئی۔آپ نے تمام رات وہ حدیث تلاش کرنے کے لیے کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔کسی نے کھجوروں کی ایک ٹوکری برابر میں رکھ دی اور وہ ایک ایک کھجور کھاتے رہے اور حدیث ڈھونڈھتے رہے۔صبح کو حدیث مل گئی۔ٹوکری ختم ہوگئی۔اسی وجہ سے آپ کی وفات ہوئی۔(نزہۃ القاری)

(۶۳)امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حدیث کا علم حاصل کرنے کے لیے دوبار مصر' دوبار جزیرہ گیا۔چار سال حجاز میں رہا' کوفہ اور بغداد کتنی بار گیا اس کا شمار نہیں۔(نزہۃ القاری)

(۶۴)امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میراث میں بہت سی دولت پائی تھی مگر بڑی زاہدانہ زندگی بسر کرتے تھے۔چوبیس گھنٹوں میں دو تین بادام پر گزارہ کرتے تھے۔کبھی صرف سوکھی گھاس پر۔چالیس برس تک بنا شوربے کے سوکھی روٹی کھائی۔(نزہۃ القاری)

(۶۵)امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیر اندازی میں بہت ماہر تھے۔آپ کا تیر بہت

کم خطا کرتا تھا۔(نزہۃ القاری)

(۶۶)امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فیاضی کا یہ عالم تھا کہ کبھی کبھی تین تین سو درہم صدقہ کر دیا کرتے تھے۔(نزہۃ القاری)

(۶۷)امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روزانہ ایک ختم' دس پارے اور چار سو آیتوں کی تلاوت کرتے تھے۔(نزہۃ القاری)

(۶۸)امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دفن کے بعد قبر شریف سے مشک کی خوشبو اٹھتی تھی۔لوگ دور دور سے آ کر مزار پاک کی مٹی لے جانے لگے جس سے گڑھا ہوگیا۔عقیدت مندوں نے لکڑی کا گھیرا بنا دیا۔لوگ اس گھیرے کے باہر کی مٹی لے جانے لگے۔(فتح الباری)

(۶۹)امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی لکھی دوسری کتابوں کی گنتی بیس ہے۔(نزہۃ القاری)

(۷۰)امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو چھ لاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں ان میں سے چن چن کر سولہ سال میں جامع بخاری تیار کی۔(نزہۃ القاری)

(۷۱)علامہ ابن حجر عسقلانی کے شمار کے مطابق صحیح بخاری میں کل ملا کر نو ہزار بیاسی حدیثیں ہیں۔(نزہۃ القاری)

(۷۲)حضور ﷺ کا ارشاد ہے: سنو! بہت جلد مجھ سے روایتیں بیان کی جائیں گی اور وہ پھیلیں گی اس لیے یاد رکھو میری جو حدیث قرآن کے مطابق ہو وہ تو میرا کلام ہوگا اور جو قرآن کے خلاف ہو وہ ہرگز میرا کلام نہ ہوگا۔اسی لیے علماء نے یہ نتیجہ نکالا کہ حدیث چاہے وہ کسی درجہ کی کیوں نہ ہو' قرآن کی ناسخ نہیں ہو سکتی۔(تفسیر نعیمی)

(۷۳)فقہ کے ماہرین فرماتے ہیں کہ عوام کے سامنے فقہی پہیلیاں نہ پیش کرو اور ان سے ایسی باتیں نہ کرو جو ان کی سمجھ سے بالاتر ہوں کہ اس سے ان کے دلوں میں شک و شبہات پیدا ہوں گے اور یہ بھی اللہ کی راہ سے پھیرنے کی ایک صورت ہوگی۔(تفسیر نعیمی)

(۷۴) ایک بار امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کسی باغ میں دعوت تھی۔ ظہر کی نماز کے بعد نفل پڑھنی شروع کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اپنے کرتے کا دامن اٹھایا اور اپنے ایک ساتھی سے کہا: دیکھو تو میرے کرتے کے اندر کچھ ہے۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک بھڑ ہے جس نے سولہ جگہ ڈنک مارا ہے اور یہ ساری جگہیں سوج گئی ہیں۔ کسی نے کہا کہ پہلی بار جب اس نے ڈنک مارا تھا تو نماز کیوں نہیں توڑ دی۔ فرمایا: میں ایک سورۃ پڑھ رہا تھا اسے پوری کیے بنا نماز توڑنے کو جی نہیں چاہا۔ (قسطلانی۔ جلد ایک)

(۷۵) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک سو بیالیس حدیثیں مروی ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۷۶) مشہور محدث حضرت حمّاد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روزانہ پچاس آدمیوں کا روزہ افطار کرانے کا اہتمام کرتے تھے۔ (نزہۃ القاری)

(۷۷) حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے اور جتنی مخلوق زمین اور آسمان میں ہے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلی دریا میں دعا مانگتی ہے اس شخص کے لیے جو دین کا علم سیکھتا ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۷۸) امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی لکھی ہوئی حدیثوں کے ذخیرے کئی اونٹوں پر لادے گئے۔ امام زہری بڑے محدثین کے شیخ ہیں۔ آپ کا نام ابوبکر محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب زہری (وفات: ایک سو چوبیس ہجری) ہے۔ آپ نے اس لگن اور محنت سے حدیثیں جمع کیں کہ مدینہ منورہ کے ایک ایک انصاری کے گھر جا جا کر مرد، عورت اور بچے بوڑھے جو مل جاتا اس سے یہاں تک کہ پردہ نشیں خواتین سے بھی پوچھ پوچھ کر حضور اقدس ﷺ کے حالات اور اقوال سنتے اور لکھتے۔ (نزہۃ القاری)

(۷۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ علماء کے واسطے مومنین پر سات سو درجے زیادہ ہیں ایک سے دوسرے درجے تک پانچ سو برس کی راہ ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۸۰) حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ عالم بہتر ہے صائم و قائم مجاہد سے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۸۱) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور دنیا کی نفرت اس کے دل میں پیدا کر دیتا ہے اور دنیا کی برائیاں اس کے سامنے کھول دیتا ہے۔ (بیہقی)

(۸۲) رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۸۳) حدیث میں ہے کہ دو خصلتیں منافق میں جمع نہیں ہوسکتیں: ایک اچھی سیرت یعنی نیک خُلق دوسری دین میں تفقہ۔ (تحفۃ الواعظین)

(۸۴) رسول معظم ﷺ کا فرمان ہے کہ ہر دین کا ایک ستون ہوتا ہے اور اسلام کا ستون فقہ ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۸۵) حضرت ابوزید مروزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ میں ایک دن مطاف میں رکن کے بیچ سویا ہوا تھا کہ میرا مقدر جاگا، سرکار ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: اے ابوزید! کب تک شافعی کی کتابیں پڑھو گے؟ میری کتاب کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپ کی کون سی کتاب ہے؟ فرمایا: محمد بن اسماعیل (امام بخاری) کی جامع۔ (مقدمہ فتح الباری)

(۸۶) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ اگر کسی عالم کو دیکھو کہ وہ تاویلات کی طرف زیادہ پلٹتا ہے تو سمجھ لو کہ اسے کچھ معلوم نہیں۔ (تحفۃ الواعظین)

(۸۷) حضرت ابوبکر ورّاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں: ایک علماء، دوسرے امراء، تیسرے فقراء۔ علماء بگڑیں تو لوگوں کا دین بگڑتا ہے اور اگر امراء تباہ ہوں تو مخلوق کی معاش اور کسب و ہنر تباہ ہوتے ہیں اور اگر فقراء بگڑیں تو دل خراب اور خستہ ہو جاتے ہیں۔ (تحفۃ الواعظین)

(۸۸) حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عزیز ترین مخلوق پانچ ہیں: ایک عالم زاہد، دوسرا فقیہ صوفی، تیسرا تونگر متواضع، چوتھا درویش شاکر اور پانچواں شریف سنی۔ (مکاشفۃ القلوب: امام محمد غزالی)

(۸۹) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ قرآن اور حدیث سے دلیل کی قوت اور لغت کی وضاحت سے قلبی سکون اور حساب سے متانت رائے حاصل ہوتی ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

(۹۰) علم اصل میں دو ہیں: روح کا علم اور جسم کا علم۔ روح کا علم دین کا علم ہے اور جسم کا علم طب ہے۔ علم حاصل کرنا نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۹۱) صحابہ کرام کے حالات میں سب سے پہلی کتاب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (وفات: دوسو چھپن ہجری) نے لکھی جس کا نام اسماء الصحابہ تھا۔ (اسوہ صحابہ)

(۹۲) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب سولہ سال کے ہوئے، تمام حدیث کی کتابیں آپ کو یاد تھیں۔ (طبقات الکبریٰ جلد ایک)

(۹۳) الجامع صحیح یعنی بخاری وہ کتاب ہے جسے اہل علم قرآن مجید کے بعد اس آسمان کے نیچے سب سے زیادہ صحیح کتاب مانتے ہیں۔ اس کتاب کو امام بخاری سے ان کے نوے ہزار شاگردوں نے پڑھا، سنا اور روایت کیا۔ (نزہۃ القاری)

(۹۴) اس وقت تک صحیح بخاری کی جو شرحیں اور حاشیے لکھے گئے ہیں ان کی تعداد کم و بیش دوسو کے قریب ہے۔ (نزہۃ القاری)

(۹۵) حضرت امام داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حدیث پانچ لاکھ حدیثوں میں سے انتخاب کے بعد ترتیب دی گئی۔ (نزہۃ القاری)

(۹۶) حدیث میں ہے کہ جس عالم سے کوئی دین کی بات پوچھی گئی اور اس نے نہیں بتائی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے آگ کی لگام لگائے گا۔ (تفسیر کبیر)

(۹۷) صحابہ کے عہد سے لے کر تقریبا تیرہ سو برس تک حدیث کا انکار کرنے والا کوئی نہ

ہوا۔ پہلا منکر حدیث نام نہاد قرآنی فرقہ کا بانی عبد اللہ چکڑالوی ہے جو چکڑالہ ضلع میانوالی، پنجاب میں پیدا ہوا۔ یہ بہت مال دار اور لنگڑا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۸) علما دنیا کا تعویذ ہیں۔ علما کے اٹھنے سے اسلام اٹھ جائے گا اور قیامت برپا ہو جائے گی۔ (تحفۃ الواعظین)

(۹۹) عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے بدتر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۰) شروع میں رسول اکرم ﷺ کا محرر یہودی تھا جو رسول معظم ﷺ کی طرف سے عبرانی اور سریانی زبانوں میں احکام کی خط و کتابت کرتا تھا مگر بنو نضیر کی جلاوطنی پر یہ محرر ان کے ساتھ چلا گیا۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عبرانی اور سریانی زبانیں سیکھنے کا حکم دیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۱) محمد بن سعد بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بڑی کتاب الطبقات الکبیر اسلامی تاریخ کا سرچشمہ سمجھی جاتی ہے۔ ابن سعد ایک سو پینسٹھ ہجری میں بصرہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد بغداد آ گئے۔ ہارون رشید کا زمانہ تھا۔ ابن سعد نے بغداد اور حجاز میں بڑے علما اور محدثین سے استفادہ کیا۔ واپس آ کر محمد عمر واقدی کے شاگرد اور خاص بھروسے والے ساتھی بنے۔ سن دوسو تیس ہجری میں وفات پائی۔ ابن سعد رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ جتنی تفصیل سے بیان کرتے ہیں اتنی تفصیل کسی اور کتاب میں نہیں ملتی۔ عہد رسالت کے بعد وہ ایک مقام کے تعین کے ساتھ صحابہ اور تابعین کے حالات طبقہ بہ طبقہ بیان کرتے ہیں۔ آخر میں خواتین کا ذکر کرتے ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۱۰۲) صحابہ کرام کی تعداد رسول اکرم کی حیات طیبہ کے آخری سال حجۃ الوداع میں تقریبا ایک لاکھ تھی ان میں گیارہ ہزار آدمی ایسے تھے جن کے نام و نشان آج تحریری صورت میں تاریخ کے صفحات پر اس لیے موجود ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جن میں ہر ایک نے رسول اکرم ﷺ کے اقوال و افعال اور واقعات میں سے کچھ نہ کچھ حصہ دوسروں تک پہنچایا۔ (اسوہ صحابہ)

(۱۰۳) صحابہ کرام میں جن اصحاب کی سب سے زیادہ روایتیں ہیں وہ درج ذیل ہیں:

نمبر شمار اسم صحابہ وفات تعداد روایات

۱۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن انسٹھ ہجری پانچ ہزار تین سو چوہتّر

۲۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سن اٹھاون ہجری دو ہزار دو سو دس

۳۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سن اڑسٹھ ہجری ایک ہزار چھ سو ساٹھ

۴۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سن تہتر ہجری ایک ہزار چھ سو تیس

۵۔حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن اٹھتر ہجری ایک ہزار پانچ سو چالیس

۶۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن ترانوے ہجری دو ہزار دو سو چھیاسی

۷۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن چوہتر ہجری ایک ہزار ایک سو ستر

(۱۰۴) مسانید میں سب سے بڑی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسند ہے جو چھ جلدوں میں ہے اور ان میں سے ہر جلد مصر کے باریک ٹائپ میں پانچ پانچ سو صفحات سے کم نہ ہوگی۔(نزہۃ القاری)

(۱۰۵) اوستا زرتشتی دھرم کی کتاب ہے۔ محققین کی رائے ہے کہ اس کتاب میں صرف وہ قدیم ترین حصہ، جو گاتھا کے نام سے ہے، زرتشت کے حقیقی اور اصل کلام پر مبنی ہے باقی سب بعد میں ملایا گیا ہے۔

(۱۰۶) ہندو دھرم اور بودھ دھرم کے آواگون کے عقیدے کے مطابق جب انسان کی زندگی کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے اور نجات کا آخری دور انسان کو نصیب ہوتا ہے اسے وہ اپنی اصطلاح میں نروان کہتے ہیں۔ بودھ مت کے ماننے والوں کا عقیدہ ہے کہ گوتم بدھ نے اپنی زندگی کے ایک کے بعد ایک کئی دور ختم کیے تھے اور انھیں اپنی روحانی طاقت سے پچھلی زندگیوں کے حالات یاد رہے۔ ان کے شاگردوں نے ان حالات کو اکٹھا کرلیا۔ ایسے تمام جمع شدہ واقعات اور روایات کی کل تعداد پانچ سو پچاس ہے اور مجموعہ کا نام جاتک ہے۔

(۱۰۷) رامائن منظوم کتاب ہے جس میں رام چندر کے حالات درج ہیں۔ رام کے مرنے کے کئی سو سال بعد حد سے بڑھتے ہوئے عقیدت مندوں نے ان کے بارے میں یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ ان کے اندر وشنو نے اوتار لے لیا تھا۔

(۱۰۸) بھاگود گیتا سری کرشن کی نصیحتوں پر مشتمل ایک منظوم کتاب ہے اس میں سری کرشن کے بارے میں عجیب اور متضاد خیالات ملا دیے گئے ہیں۔

(۱۰۹) کتاب المصابیح کے مصنف حسین ابن مسعود ہیں۔ آپ کی کنیت ابومحمد ہے' لقب فراء ہے کیونکہ پوستین کی تجارت کرتے تھے۔ ہرات اور سرخس کے بیچ ایک بستی ہے بغو' وہاں کے رہنے والے تھے۔ خواب میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو نے میری سُنّت زندہ کی اللہ تجھے زندہ رکھے۔ لہٰذا آپ کا خطاب ہوا محی السنۃ۔ شافعی مذہب کے ماننے والے تھے۔ ہمیشہ روکھی روٹی یا زیتون یا کشمش سے روٹی کھائی۔ اسی برس کی عمر پا کر سن پانچ سو سولہ ہجری میں وفات پائی۔ آپ نے مصابیح' شرح السنۃ' تفسیر معالم التنزیل' کتاب التہذیب' فتاوائے بغوی وغیرہ کتابیں لکھیں۔(نزہۃ القاری)

(۱۱۰) صحیح مسلم شریف کے مصنف امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ بنی قشیرہ قبیلے کے ہیں۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ مسلم شریف' مسند کبیر' کتاب العلل' اوہام المحدثین' کتاب التمییز' طبقات التابعین' کتاب المخفر وغیرہ۔ ان سب میں مسلم شریف زیادہ مشہور اور معتبر ہے۔ اس میں تین لاکھ حدیثوں سے چن کر چار ہزار حدیثیں جمع کی گئی ہیں۔ رجب سن دو سو اکسٹھ ہجری میں وفات ہوئی۔ (نزہۃ القاری)

(۱۱۱) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پورا نام ابوعبداللہ مالک بن انس اصبحی ہے۔ آپ مذہب مالکی کے امام ہیں۔ تبع تابعین میں سے ہیں۔ آپ امام بخاری اور امام مسلم سے پہلے گزرے اور آپ کی کتاب مؤطا امام مالک ان دونوں کی کتابوں سے پہلے لکھی گئی۔ مگر بخاری اور مسلم کا رتبہ حدیث کے فن میں اعلیٰ مانا جاتا ہے۔ بڑے زبردست محدث اور عاشق رسول ہیں۔ مدینہ منورہ میں رہے۔ سوا ایک حج کے کبھی مدینہ شریف سے باہر نہیں

نکلے۔ اس شہر پاک میں کبھی خچر یا گھوڑے پر سوار نہیں ہوئے۔ حالانکہ آپ کے پاس گھوڑے بہت تھے۔آپ کی ولادت شریف ایک سوتین ہجری اور وفات سن ایک سوانا سی ہجری میں ہوئی۔مزار پاک مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں ہے۔(نزہتہ القاری)

(۱۱۲)امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔نام محمد ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبد مناف ہے۔ اس طرح آپ ہاشمی ومطلبی ہیں۔شافع ابن سائب کی نسبت سے آپ کا لقب شافعی ہوااور آپ کے سلسلہ مذہب کا نام بھی شافعی۔شافع کی والدہ خالدہ بنت اسد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خالہ ہیں۔سائب جنگ بدر میں مکہ کے کافروں کے علمدار تھے جو مسلمانوں کی قید میں اور فدیہ دے کر رہائی پائی۔بعد میں اسلام لائے۔امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت عین امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے دن سن ایک سو اسّی ہجری میں مقام عسقلان یا مقام منیٰ میں ہوئی۔مکہ معظّمہ میں پرورش پائی۔چون سال کی عمر میں سن دو سو چار ہجری میں مصر میں وفات پائی۔جب آپ مصیبت میں ہوتے تو بغداد شریف حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پاک پر حاضر ہوکر دو رکعت نفل ادا کر کے حضور امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے توسل سے دعا کرتے۔رب تعالیٰ مصیبت دور کر دیتا۔خود فرماتے ہیں: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر دعا کی قبولیت کے لیے تریاق ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۱۳)حنبلی مذہب کے امام حضرت ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل بن بلال بن سعد بن ادریس بن عبداللہ بن حیان بن سعد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان ہیں۔بڑے محدث‘ فقیہ اور مجتہد ہیں۔بغداد شریف میں سن ایک سو چونسٹھ ہجری میں ولادت ہوئی۔علم حاصل کرنے کے لیے کوفہ‘ بصرہ‘ شام‘ مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ وغیرہ گئے۔امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ آپ کے شاگرد ہیں۔ ساڑھے سات لاکھ حدیثوں سے چھانٹ کر مسند احمد بن حنبل تیار فرمائی۔حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے حنبلی مذہب کے ماننے والے تھے۔جمعہ کے دن چاشت کے وقت سن دو

سوا کتالیس ہجری میں وفات پائی۔آپ پر پچیس لاکھ مسلمانوں نے نماز پڑھی۔وفات کے دن بیس ہزار کافر مسلمان ہوئے۔قرآن مخلوق ہے یا قدیم اس مسئلہ پر آپ کا شاہ بغداد مامون الرشید سے اختلاف ہوگیا تھا۔آپ فرماتے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اس لیے قدیم ہے۔حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی وہ قمیص دھوکر پی جس میں آپ کے کوڑے مارے گئے تھے۔دوسو تیس برس کے بعد آپ کی قبر شریف کھل گئی تو آپ کا جسم مبارک اور کفن پاک ویسا کا ویسا محفوظ تھا۔(نزہتہ القاری)

(۱۱۴)ترمذی شریف کے مصنف ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ہیں۔ترمذ میں سن دو سو انتیس ہجری میں پیدا ہوئے۔شافعی مذہب کے ماننے والے تھے۔سن دو سو اناسی ہجری میں وفات پائی۔(نزہتہ القاری)

(۱۱۵)حضرت ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشر خراسان علاقہ میں ہرات کے قریب سیستان میں جسے سہستان کہتے ہیں‘ سن دو سو دو ہجری میں پیدا ہوئے۔آپ نے پانچ لاکھ حدیثوں میں سے چار ہزار آٹھ سو حدیثیں جمع فرمائیں۔سن دو سو پچہتر ہجری میں بصرہ میں وفات پائی۔وہیں مزار شریف ہے۔(نزہتہ القاری)

(۱۱۶)صحاح ستہ میں کی ایک کتاب نسائی کے مصنف کا نام ابوعبدالرحمٰن بن احمد بن شعیب بن بحر بن سنان نسائی ہے۔خراسان کے علاقہ میں ایک بستی ہے نسا وہیں کے رہنے والے تھے۔آپ کی ولادت سن دو سو پندرہ ہجری اور وفات سن تین سو تین ہجری میں ہوئی۔ (نزہتہ القاری)

(۱۱۷)حدیث کی کتاب ابن ماجہ حضرت محمد بن یزید بن ماجہ ربعی کی لکھی ہوئی ہے۔ قزوین کے رہنے والے تھے۔ولادت سن دو سو نو ہجری اور وفات دو سو تہتر ہجری کی ہے۔آپ کے یہاں حدیثیں غیر صحیح زیادہ ہیں اسی وجہ سے کچھ لوگوں نے ابن ماجہ کی جگہ دارمی یا مؤطا کو صحاح ستہ میں شامل کیا ہے۔(نزہتہ القاری)

(۱۱۸)دارمی شریف کے مصنف ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن فضل بن بہرام ہیں۔

دارم ابن مالک قبیلے سے ہیں۔اسی لیے دارمی کہلاتے ہیں۔آپ کا وطن سمرقند تھا۔ولادت ایک سو اکیاسی ہجری میں ہوئی اور وفات دو سو پچاس ہجری میں۔آپ کی وفات کی خبر پر امام بخاری بہت روئے تھے۔آپ کے شاگرد امام مسلم، ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ مشہور ہیں۔(نزہۃ القاری)

(۱۱۹) دارقطنی نامی کتاب کے مصنف حضرت ابوالحسن بن علی بن عمر ہیں۔بغداد کے ایک محلہ دارقطن کے رہنے والے تھے۔آپ اپنے زمانے کے محدث اور اسماء الرجال کے حافظ تھے۔آپ کے شاگردوں میں ابونعیم، حاکم، امام اسفرائنی وغیرہم جیسے بڑے محدثین ہیں۔آپ کی ولادت سن تین سو پانچ ہجری اور وفات سن تین سو پچاسی ہجری بغداد شریف میں ہوئی۔(نزہۃ القاری)

(۱۲۰) مشہور کتاب بیہقی کے مصنف کا نام ابوبکر احمد بن حسین ہے۔نیشاپور کے علاقہ بیہق کے قریب جزرگاؤں میں پیدا ہوئے۔آپ ان سات مصنفوں میں ہیں جن کی تحریر سے مسلمانوں نے بہت فائدہ اٹھایا۔تیس سال تک مسلسل روزہ دار رہے۔شافعی مذہب کے ماننے والے تھے۔سن ولادت تین سو چوراسی ہجری اور سال وفات چار سو اٹھاون ہجری ہے۔(نزہۃ القاری)

(۱۲۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رمضان میں اکسٹھ ختم کیا کرتے تھے تیس دن میں، تیس رات میں اور ایک تراویح میں۔(مکاشفۃ القلوب)

(۱۲۲) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن شریف عشا کی ایک رکعت میں ختم کیا ہے۔(حیات امام اعظم ابوحنیفہ)

(۱۲۳) جس وقت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور رسول مکرم ﷺ کے روضہ مبارک میں گئے اور کہا: السلام علیک یا سید المرسلین! جواب آیا: وعلیک السلام یا امام المسلمین! (حیات امام اعظم ابوحنیفہ)

(۱۲۴) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک رات میں تین سو رکعت ادا کرتے

تھے پھر ہر رات میں پانچ سو رکعتیں ادا کرنے لگے پھر ہر رات میں ایک ہزار رکعت ادا کرنے لگے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲۵) حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کہنا ہے کہ میں بیس سال امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہا کبھی انھیں ننگے سر اور پاؤں دراز کرتے نہیں دیکھا۔(حیات امام اعظم ابوحنیفہ)

(۱۲۶) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب اپنا قرض وصول کرنے کسی قرضدار کے مکان پر جاتے تو اس کے گھر کے سائے تک میں نہ کھڑے ہوتے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۲۷) ایک بار کوفہ میں کسی کی بکری کھوگئی۔حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں سے پوچھا کہ ایک بکری زیادہ سے زیادہ کتنی مدت تک زندہ رہ سکتی ہے۔لوگوں نے بتایا کہ سات سال تک۔یہ سن کر آپ نے سات سال تک اس شہر کا گوشت کھانا ترک فرما دیا۔(حیات امام اعظم ابوحنیفہ)

(۱۲۸) اینٹوں کو بانس کے ذریعے گننے کا طریقہ سب سے پہلے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی نے اختیار کیا تھا۔(انوار اولیا)

(۱۲۹) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کا وقت آیا تو آپ سجدے میں چلے گئے اور اسی حالت میں آپ کی روح پرواز کرگئی۔(حیات امام اعظم ابوحنیفہ)

(۱۳۰) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جنازے کی نماز چھ بار پڑھی گئی اور جتنے بھی آدمیوں نے پڑھی اس کا جب اندازہ لگایا گیا تو پچاس ہزار سے زیادہ تعداد ثابت ہوئی۔(حیات امام اعظم ابوحنیفہ)

(۱۳۱) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پچپن حج ادا فرمائے۔(حیات امام اعظم ابوحنیفہ)

(۱۳۲) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تین سو تابعین سے علم حاصل کیا۔آپ کے حدیث کے شیوخ کی تعداد چار ہزار تھی۔(حیات امام اعظم ابوحنیفہ)

(۱۳۳) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پینتالیس برس عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔(حیات امام اعظم ابوحنیفہ)

(۱۳۴) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پندرہ سال کی عمر میں فتوے دینے لگے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۵) حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تین لاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۶) حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب تک بغداد میں رہے وہاں کی روٹی ہرگز نہ کھائی۔آپ فرماتے تھے بغداد کی زمین کو حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غازیوں پر وقف فرما دیا ہے اسی واسطے آپ موصل سے آٹا منگوا کر اس کی روٹی کھاتے تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۷) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف ایک حدیث سننے کے لیے ایک ماہ کا سفر طے کر کے گئے۔(نزہۃ القاری)

(۱۳۸) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رجب سن ایک سو پچاس ہجری میں غزہ مقام پر پیدا ہوئے۔سات سال کی عمر میں مؤطا امام مالک زبانی یاد کر لی تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۹) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دادا حضرت صائب رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے۔بدر کی جنگ کے سلسلے میں ایمان لائے تھے۔ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ یہ رسول معظم ﷺ کے ہم شبیہ تھے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۰) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قیافہ شناسی کے فن میں ماہر تھے اسی کو علم فراست بھی کہتے ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۱) دنیائے اسلام میں ابوعبد اللہ کنیت والے چار زبردست فقیہ گزرے ہیں: پہلے ابوعبد اللہ امام مالک، دوسرے ابوعبد اللہ امام سفیان ثوری، تیسرے ابوعبد اللہ امام شافعی اور چوتھے ابوعبد اللہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیھم اجمعین۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۲) یہ جو مشہور ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سے امام محمد نے نکاح فرما لیا تھا اور اس وجہ سے علمی مذاکرات میں امام محمد امام شافعی سے درگذر فرماتے تھے۔یہ واقعہ بالکل غلط ہے۔امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ قبیلہ ازد (یمن) میں ہی رہیں یا وہ مکہ آتی جاتی رہیں۔ان کے عراق سفر کرنے کی کوئی روایت صحیح تاریخ میں نہیں ملتی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۳) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیدائش بغداد میں سن ایک سو چونسٹھ ہجری میں ہوئی تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۴) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے تین موہائے مبارکہ تھے۔آپ نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ ایک موئے مبارک دائیں آنکھ پر اور ایک بائیں آنکھ پر اور ایک زبان پر رکھ دینا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۵) جب شریف ابوجعفر بن ابی موسیٰ کی قبر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پہلو میں کھودی گئی تو حضرت امام کی قبر کا پہلو بھی کھل گیا۔دیکھا تو کفن بھی ویسا ہی تھا اور جسد مبارک بھی ویسا ہی محفوظ تھا۔یہ واقعہ آپ کے دفن سے دو سو تیس برس بعد پیش آیا تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۶) امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھم تمام طبقوں کے مشائخ کے سرمنڈے ہوئے تھے۔(سبع سنابل شریف)

(۱۴۷) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تین سال تک ماں کے پیٹ میں رہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۸) رسالہ قشیریہ کے مصنف امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ولادت: تین سو تہتر ہجری/وفات: چار سو پینسٹھ ہجری) ایک مفسر، مؤرخ، ادیب اور شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے زمانے کے مشہور صوفیا میں سے تھے۔یہ شیخ ابوعلی دقاق کے مرید تھے اور انھوں نے اپنے شیخ کی وفات کے بعد شیخ ابوعبدالرحمٰن السلمی سے استفادہ کیا تھا۔رسالہ قشیریہ کے علاوہ بارہ مشہور کتابوں کے مصنف ہیں۔خصوصا ان کی تفسیر الکبیر کی بڑے

بڑے عالموں جیسے کہ ابن خلقان اور امام سیوطی وغیرہ نے بڑی تعریف کی ہے۔اس تفسیر کا نام انھوں نے التیسیر فی علم التفسیر رکھا ہے۔(رسالہ قشیریہ)

(۱۴۹) سب سے پہلی تفسیر جو تصوف کے رنگ میں لکھی گئی وہ ابو محمد سہل بن تستری (وفات: دوسو تراسی ہجری) کی ہے۔مگر یہ نہایت مختصر سی دوسو صفحات کی کتاب ہے۔دوسری تفسیر ابوعبدالرحمٰن محمد بن الحسین السلمی (وفات: چارسو بارہ ہجری) کی حقائق التفسیر ہے جن پر بہت سے لوگوں نے اعتراض کیے ہیں۔(رسالہ قشیریہ)

(۱۵۰) قرآن مجید کی سب سے پہلی اور مکمل صوفیانہ تفسیر قشیری کی لطائف الاشارات ہی ہے۔ان کے بعد الغزالی نے صرف سورہ اخلاص کی تفسیر تصوف کے رنگ میں لکھی۔(رسالہ قشیریہ)

(۱۵۱) کرامیہ فرقہ کی بنیاد ابوعبداللہ محمد بن کرام نے ڈالی۔اس کا باپ ایک انگور کے باغ میں رکھوالے کا کام کرتا تھا جس سے اسے کرام کہا گیا۔یہ دراصل سجستان کا رہنے والا تھا۔شہر بدر ہوا تو غرجستان چلا گیا۔شمین اور افشین کے لوگوں کو اس کی ظاہری عبادت سے دھوکا ہوا اور وہ اس کے معتقد ہوگئے۔اس کے عقیدے یہ تھے: ایمان کم ہوتا ہے نہ بڑھتا ہے۔اگر کوئی صرف زبان سے ایمان لے آئے چاہے دل میں کفریہ عقائد کیوں نہ رکھتا ہو وہ مومن ہے۔دوسرے اجسام کی طرح اللہ بھی ایک جسم ہے۔اللہ تعالیٰ (معاذ اللہ) عرش پر بیٹھا ہوا ہے اور وہ اپنی ذات کے اعتبار سے اوپر کی جہت میں ہے۔وہ عرش کی اوپری سطح کو چھورہا ہے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے۔نیچے اترتا ہے اور اوپر بھی چڑھتا ہے۔کرامیہ کے بارہ فرقے ہیں مگر کرام کے زیادہ قریب صرف حیثمیہ فرقہ ہے یہ لوگ محمد بن الحیثم کے ماننے والے ہیں۔(رسالہ قشیریہ)

(۱۵۲) معتزلہ اور کرامیہ وغیرہ کے مقابلے میں سلف کی کثیر تعداد اس بات کی قائل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ازلی صفات ہیں جیسی کہ علم، قدرت، حیات، ارادہ، سمع، بصر وغیرہ اور ان کے نزدیک صفات ذاتیہ اور فعلیہ میں کوئی امتیاز نہیں کیا جاتا۔اس کے علاوہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کے ہات پاؤں اور چہرہ وغیرہ بھی ہے۔(رسالہ قشیریہ)

(۱۵۳) سب سے پہلی کتاب جس میں مستقل فن کی حیثیت سے تصوف کے بہت سے مسائل پر بحث کی گئی ہے' کتاب اللمع ہے۔اس کے مصنف کا نام ابونصر عبداللہ بن علی بن محمد بن یحیٰ السراج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔انھیں طاؤس الفقراء کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔(مکاشفۃ القلوب)

(۱۵۴) ابوعلی الحسن بن علی الدقاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے زبردست زاہد گزرے ہیں۔سید علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کشف المحجوب میں ان کا نام الحسن بن محمد علی دیا ہے۔دقاق دقیق یعنی آٹا فروش کو کہتے ہیں۔اس پیشے کی وجہ سے یہ نام پڑا۔ان کا قول ہے کہ جس شخص نے دنیا کی خاطر کسی کے سامنے تواضع کی اس کا دوتہائی دین جاتا رہا۔کیونکہ اس نے زبان اور ارکان سے اس کے سامنے اپنے آپ کو جھکایا ہے اور اگر دل سے اس کی تعظیم کا عقیدہ رکھے یا دل سے اس کے سامنے جھکے تو اس کا سارا دین جاتا رہا۔(کشف المحجوب)

(۱۵۵) امام ابواسحٰق اسفرائنی متکلم اصولی اور شافعی مذہب کے ماننے والے تھے۔اپنے زمانے میں خراسان کے شیخ تھے اور اجتہاد کے مرتبے کو پہنچ گئے تھے۔ان کا لقب رکن الدین ہے۔ان کی بہت سی کتابیں ہیں جن میں سے ایک الجامع فی اصول الدین ورد علی الملحدین پانچ جلدوں میں ہے۔انھوں نے فقہ کے اصول پر شرح بھی لکھی ہے۔تقریباً اسی برس کی عمر میں چارسو پندرہ ہجری میں نیشاپور میں وفات پائی اور انھیں اسفرائن لے جاکر دفن کیا گیا(رسالہ قشیریہ)

(۱۵۶) صحابہ کی صحبت میں رہنے والوں کو تابعین کہا گیا۔انھوں نے اس نام کو بڑا شرف والا سمجھا۔پھر ان کے بعد کے لوگوں کو تبع تابعین کہا گیا۔اس کے بعد کے لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا اور الگ الگ مراتب پیدا ہوگئے۔چنانچہ ان خاص قسم کے لوگوں کو جنھیں دینی کاموں سے خاص لگاؤ تھا' زاہد اور عابد کہنے لگے۔پھر بدعتیں رونما ہونے لگیں۔ہر فرقہ دعویٰ کرنے لگا کہ ان میں زاہد پائے جاتے ہیں چنانچہ اہل سنّت میں سے ان خاص لوگوں

نے جنھوں نے اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کر دیا تھا اور اپنے دلوں کو غفلت کے طاری ہونے سے محفوظ رکھا تھا اپنے لیے الگ نام تصوف رکھ لیا ان بزرگوں کے لیے یہ نام دوسری صدی ہجری سے پہلے مشہور ہو چکا تھا۔ (رسالہ قشیریہ)

(۱۵۷) حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تابعین کرام کی پہلی صف میں سے ہیں۔ نام نامی حسن اور کنیت ابوسعید ہے۔ ایک سوتیس صحابہ کی زیارت کی۔ حضرت حسن بصری کی والدہ حضرت ام سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیز تھیں۔ ان کی والدہ انھیں چھوڑ کر کہیں کام کو چلی جاتیں اور یہ رونے لگتے تو ام المومنین ام سلمہ اپنی نورانی چھاتی ان کے منہ میں دے دیتیں۔ ام المومنین کی کرامت کہ دودھ اتر آتا اور یہ خوب پیتے۔ (رسالہ قشیریہ)

(۱۵۸) حضرت عطار بن ابی ریاح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے درجہ کے تابعین میں ہیں بیس سال تک مسجد میں معتکف رہے۔ ستر حج اور سو عمرے کیے۔ (رسالہ قشیریہ)

(۱۵۹) ایک بار لوگوں نے حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کیا سبب ہے کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ آپ نے فرمایا تم اللہ کو جانتے ہو لیکن اس کی اطاعت نہیں کرتے' رسول اللہ ﷺ کو پہچانتے ہو لیکن ان کی پیروی نہیں کرتے' قرآن کریم پڑھتے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے' اللہ تعالیٰ کی نعمت کھاتے ہو مگر شکر نہیں کرتے' جانتے ہو کہ دوزخ گناہگاروں کے لیے ہے مگر اس سے ذرا بھی نہیں ڈرتے' شیطان کو دشمن سمجھتے ہو مگر اس سے سے دور نہیں بھاگتے' موت کو برحق سمجھتے ہو مگر کوئی سامان نہیں کرتے' عزیز رشتے داروں کو اپنے ہاتوں زمین میں دفن کرتے ہو لیکن عبرت نہیں پکڑتے۔ بھلا جو شخص اس طرح کا ہو اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔ (انوار اولیا از رئیس احمد جعفری)

(۱۶۰) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام کچھ لوگ ثعبان بن ابراہیم بتاتے ہیں اور کچھ لوگ فیض بن ابراہیم۔ یہ تصوف میں فوقیت رکھنے والے اور علم وادب میں یکتائے روزگار تھے۔ انھوں نے دوسو پینتالیس ہجری میں وفات پائی۔ ان کا کہنا تھا کہ کلام کا دارومدار چار چیزوں پر ہے: رب جلیل کی محبت' دنیا (قلیل) سے بغض' قرآن (تنزیل) کی

تابع داری اور تبدیلی (تحویل کا ڈر) یعنی اس بات سے ڈرتے رہنا کہ کہیں اللہ تعالیٰ موجودہ حالت ایمان سے بدل کر اسے کفر کی حالت میں نہ کر دے۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۱۶۱) حضرت فضیل بن عیاض ڈاکو تھے اور ابی ورد اور سرخس کے درمیانی علاقوں میں ڈاکے ڈالتے تھے۔ ایک لڑکی سے انھیں عشق ہو گیا۔ ایک بار دیوار پر چڑھ کر اس کے پاس جار ہے تھے تو ان کے کانوں میں قرآن مجید کی تلاوت کی آواز آئی۔ پڑھنے والا پڑھ رہا تھا: کیا مومنین کے لیے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل عاجزی کریں؟ اس پر انھوں نے کہا: اے میرے رب! ہاں وقت آ گیا ہے۔ پھر یہ واپس چلے آئے۔ انھوں نے ایک رات ویرانے میں گزاری۔ وہاں کچھ مسافر لوگ تھے ان میں سے ایک نے کہا: یہاں سے چلے جاؤ۔ اوروں نے کہا: صبح تک یہیں رکو کیونکہ راستے میں فضیل ہے وہ تمھیں لوٹ لے گا۔ اس پر فضیل نے توبہ کر لی اور آخر دم تک مکہ میں رہے۔ (انوار اولیا)

(۱۶۲) حضرت ابومحفوظ معروف بن فیروز کرخی رحمۃ اللہ علیہ مشائخ کبار میں سے تھے۔ آپ کی دعا میں بڑی تاثیر تھی۔ لوگ ان کی قبر شریف کے توسل سے شفا پاتے ہیں۔ آپ کی وفات دوسو ہجری میں ہوئی۔ معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والدین عیسائی تھے۔ (انوار اولیا)

(۱۶۳) حضرت سرّی سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خالو اور استاد تھے۔ آپ کا پورا نام ابوالحسین سری بن المغالس السقطی تھا۔ بازار میں کباڑ کی تجارت کرتے تھے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں نے سری سقطی سے زیادہ عبادت کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ اٹھانوے سال ان پر بیت گئے مگر سوائے موت کے مرض کے انھیں کبھی لیٹا ہوا نہیں دیکھا۔ آپ کی وفات دوسوستّاون ہجری میں ہوئی۔ (انوار اولیا)

(۱۶۴) حضرت ابونصر بشر بن الحارث الحافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دراصل مرو کے تھے' بغداد میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ آپ کی وفات سن دوسوستائیس ہجری میں ہوئی۔ آپ بڑی

شان والے تھے۔فرماتے تھے کہ جوشخص چاہے کہ لوگ مجھے جانیں وہ آخرت کا مزہ حاصل نہیں کرسکتا۔(انواراولیا)

(۱۶۵) حضرت ابوسلیمان داؤد بن نضیر طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑی شان کے بزرگ تھے۔فرماتے تھے دنیا سے روزہ رکھواور موت سے روزہ کھولواور لوگوں سے اس طرح بھاگوجس طرح درندوں سے بھاگتے ہو۔آپ کی وفات سن ایک سوپینسٹھ ہجری میں ہوئی۔(انواراولیا)

(۱۶۶) حضرت ابوعلی شفیق بن ابراہیم بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خراسان کے مشہور مشائخ میں سے تھے۔حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد تھے۔آپ کا کہنا تھا انسان کا تقویٰ تین باتوں سے معلوم ہوتا ہے: وہ کیا لیتا ہے' کن چیزوں سے اپنے آپ کو روکتا ہے اور کیا باتیں کرتا ہے۔(انواراولیا)

(۱۶۷) حضرت ابویزید طیفور بن عیسیٰ بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دادا پہلے مجوسی تھے پھراسلام لائے۔یہ تین بھائی تھے: آدم'طیفور اور علی۔تینوں بڑے زاہد اور عبادت گزار تھے۔ان میں ابویزید سب سے زیادہ جلیل القدر تھے۔آپ کی وفات سن دوسواکسٹھ ہجری میں ہوئی۔(انواراولیا)

(۱۶۸) حضرت ابومحمد سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صوفیاء کے اماموں میں سے تھے۔بڑی کرامتوں والے بزرگ تھے۔چھ سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کرلیا تھا۔سال بھر روزہ سے رہتے۔آپکی وفات سن دوسوتراسی ہجری میں ہوئی۔کسی شخص نے آپ سے وصیت کی فرمائش کی تو فرمایا: تیری نجات چار باتوں میں ہے: کم کھانا' کم ملنا جلنا' کم سونا اور کم بولنا۔(انواراولیا)

(۱۶۹) حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہا کرتے تھے ہرروز شیطان مجھ سے کہتا ہے: توکیا کھائے گا' کیا پہنے گا کہاں رہے گا؟ میں جواب دیتا ہوں: موت کھاؤں گا' کفن پہنوں گا اور قبر میں رہوں گا۔(انواراولیا)

(۱۷۰) تصوف کے بارے میں مختلف بزرگوں کے مختلف اقوال ہیں: ابومحمد جریری رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: تصوف ہر اعلیٰ خُلق میں داخل ہونے اور ہر ذلیل خُلق سے نکلنے کا نام ہے۔حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: تصوف یہ ہے کہ حق تعالیٰ تجھے تیری ذات سے فنا کردے اور اپنی ذات کے ساتھ زندہ رکھے۔حسین بن منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: صوفی کی ذات یکتا ہوتی ہے' نہ کوئی اللہ کے سوا اسے قبول کرتا ہے اور نہ یہ اللہ کے سوا کسی کو قبول کرتا ہے۔حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ تصوف یہ ہے کہ بندہ ہر وقت اس حالت میں رہے کہ تو کسی چیز کا مالک نہ بنے اور نہ کوئی چیز تیری مالک بنے۔حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ تصوف حقائق پر عمل کرنے اور لوگوں کی چیزوں سے ناامیدی کا نام ہے۔(مکاشفۃ القلوب)

(۱۷۱) توحید کے متعلق بہترین قول وہ ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: پاک ہے وہ ذات جس نے مخلوق کو اپنے جاننے کی صرف ایک راہ بتائی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ اس کی معرفت سے عاجز ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۱۷۲) حضرت امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات: تین سوتینتیس ہجری) مشائخ کبار میں سے بہت بڑے محقق' مدقق اور متکلمین کے امام ہیں۔مسلمانوں کے عقیدوں کی آپ نے درستی فرمائی اور باطل عقیدے والوں کے رد میں کتاب التوحید' کتاب المقالات' کتاب الاوہام المعتزلہ اور کتاب الرد القرامطہ وغیرہ کئی کتابیں لکھیں۔ان کے علاوہ تاویلات القرآن آپ کی ایسی تصنیف ہے جو اپنی نظیر نہیں رکھتی۔آپ کا مزار مبارک سمرقند میں ہے۔(رسالہ قشیریہ)

(۱۷۳) لوگوں نے شیخ سعد الدین عموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ آپ نے شیخ محی الدین عربی کو کیسا پایا؟ فرمایا: وہ ایک اتھاہ موجزن سمندر ہیں۔پھر پوچھا کہ شیخ شہاب الدین سہروردی کو کیسا پایا؟ انھوں نے فرمایا: ان کی پیشانی میں نبی اکرم ﷺ کی متابعت کا نور کچھ اور ہی چیز ہے۔(رسالہ قشیریہ)

(۱۷۴) حضرت نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عربی اور فارسی میں

علوم وفنون کی چوّن کتابیں لکھیں جوآپ کے تخلص جامی کے اعداد ہیں ۔(رسالہ قشیریہ)

(۱۷۵) حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلی صدی ہجری کا مجدد کہا جاتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۷۶) حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول ہے کہ علم کے تین حروف ہیں ۔عین علیین سے، لام لطف الٰہی سے اور میم ملک یا مِلک یعنی بادشاہی سے نکلا ہے۔علم کی عین عالم کو علیین سے برتر مقام پر پہنچادیتی ہے، لام لطیف بنادیتا ہے اور میم مخلوق کا مالک کردیتی ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۱۷۷) نبی کریم کا قول ہے کہ جو شخص علم کو محفوظ رکھنا چاہے وہ پانچ باتوں کی پابندی کرے: ایک، رات کی نماز چاہے دو رکعت ہوں۔ دو، ہمیشہ باوضو رہنا۔ تین، ظاہری و باطنی تقویٰ۔ چار، محض پرہیزگاری کی نیت سے کھانے پینے کی تدبیر۔ پانچ، مسواک۔(تحفۃ الواعظین)

(۱۸۸) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جس نے تکلفاً سماع کو چاہا اس کے لیے یہ فتنہ ہوگا مگر جسے خود بخود یہ چیز حاصل ہوجائے اس کے لیے سماع راحت ہے۔آپ نے یہ بھی فرمایا کہ سماع کے لیے تین چیزوں کی ضرورت ہے: زبان، مکان، اخوان یعنی دوست ۔(رسالہ قشیریہ)

(۱۷۹) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کہنا ہے کہ جب تم کسی مرید کو دیکھو کہ اسے سماع سے محبت ہے تو سمجھ لو کہ ابھی اس میں باطل کا کچھ حصہ باقی ہے۔(رسالہ قشیریہ)

(۱۸۰) حضرت عبداللہ بن ابی صرح وہی ہیں جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رضاعی بھائی اور رسول اللہ ﷺ کے کاتب وحی تھے۔ وحی کی کتابت کے سلسلے میں مرتد ہوکر مشرکوں سے جاملے۔ ایک مدت تک مرتد رہنے کے بعد فتح مکہ کے دن اپنے قتل کیے جانے کے خوف سے روپوش ہوگئے۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارش کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس وقت سے پختہ مسلمان ہوگئے۔ بڑے

بڑے کارنامے انجام دیے ان میں سے فتح مصر اور تسخیر نوبیہ (موجودہ حبشہ) ہیں۔اپنی دعا کے مطابق ٹھیک نماز کی حالت میں فجر کا سلام پھیرتے وقت وفات پائی۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔(رسالہ قشیریہ)

(۱۸۱) حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چار برس کی عمر میں چولھے کی آگ دیکھ کر روتی تھیں کہ کہیں میں وہ تنکا نہ ہوؤں جس سے آگ روشن کی جاتی ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۱۸۲) حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حج کے بعد دوسرا حج نہ کیا کہ کہیں مدینہ سے باہر موت نہ آجائے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۳) حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی مدینہ منورہ میں گھوڑے پر سوار نہ ہوئے۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حاضر ہوئے تو مدینہ کی حدود میں استنجے کو نہ بیٹھے بلکہ اتنے دن کھانا پینا ہی ترک کردیا تاکہ پیشاب پاخانے کی حاجت ہی نہ ہو۔اسی لیے آپ نے وہاں اپنا قیام مختصر کیا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۴) جب لوگ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث سننے کی فرمائش کرتے تو پہلے آپ غسل فرماتے، سفید لباس پہنتے، سر پر عمامہ باندھتے، چادر اوڑھتے، خوشبو لگاتے، کرسی رکھواتے پھر آپ باہر تشریف لاتے اور کرسی پر بیٹھتے۔عود اور عنبر کی دھونی لگائی جاتی اور پھر بھرپور وقار کے ساتھ دل لگا کر حدیث مبارک پڑھتے۔علما بیان کرتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ طریقہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پایا تھا۔(نزہۃ القاری)

(۱۸۵) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک بار پوچھا گیا کہ لوگوں کا عام طور پر خیال ہے کہ حضور ﷺ کا کوئی کام بنا فائدے کا نہیں ہے۔پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ حضور ایک قبیلے کے گھورے پر پہنچے اور وہاں آپ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔اس سے کیا فائدہ حاصل ہوا؟ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: اس سے بہت بڑا فائدہ ہے جو تمھیں معلوم نہیں ہے۔عرب ملک میں یہ مشہور تھا کہ اگر کسی کی کمر میں درد ہو تو کھڑے ہوکر پیشاب کرنے سے درد جاتا رہتا ہے۔چونکہ حضور ﷺ کی کمر میں درد رہتا تھا اس لیے آپ نے

عرب کے تجربہ کے لحاظ سے ایسا کیا لیکن یہ آپ کی عادت تھی ایسا کہیں منقول نہیں ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۶) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نفس نے ایک بار بے موقع ٹھنڈا پانی مانگا۔ آپ نے تین سال تک ٹھنڈا پانی ہی نہ پیا۔ پھر فرمایا: اگر اب تو ایسا کرے گا تو چھ سال تک ٹھنڈا پانی چھوڑ دوں گا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۷) فقہائے کرام کا ارشاد ہے کہ حدیث پر عمل کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا قرآن مجید پر عمل کرنا کیونکہ قرآن مجید اور حدیث ایک زبان ایک ہی لب سے اور ایک ہی دہن سے ملے۔ جن الفاظ کے بارے میں نبی ﷺ نے فرما دیا کہ یہ قرآن ہے ہم نے انھیں قرآن مان لیا اور جن کلمات کے بارے میں فرما دیا کہ یہ حدیث ہے ہم نے انھیں حدیث مان لیا۔ زبان ایک ہے مگر کلام کی قسمیں دو۔ بلانے والے حضور ﷺ ایک ہی ہیں کبھی اپنا نام لے کر کبھی رب کا نام لے کر۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۸) حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: مجھے حضور ﷺ سے حدیث پہنچی کہ جو لا الٰہ الا اللہ ستر ہزار بار کہے اس کی مغفرت ہو جائے گی اور جس کے لیے پڑھا جائے اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی۔ میں نے یہ کلمہ طیبہ سات ہزار بار پڑھا تھا مگر کسی خاص شخص کی نیت نہیں کی تھی۔ ایک دعوت میں گیا وہاں ایک نوجوان موجود تھا جو کشف میں مشہور تھا۔ یہ جوان کھانا کھاتے کھاتے رونے لگا۔ میں نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ میں اپنے ماں باپ کو عذاب میں دیکھ رہا ہوں۔ میں نے اپنے دل میں اس کلمے کا ثواب اس کے ماں باپ کو بخش دیا۔ فوراً نوجوان ہنسنے لگا اور کہا: اب میں اپنی ماں کو اچھی حالت میں دیکھتا ہوں۔(نزہۃ القاری)

(۱۸۹) کچھ احادیث میں آیا ہے کہ بدھ کے دن ناخن ترشوانے سے سفید داغ کی بیماری (برص) ہو جاتی ہے۔ علامہ ابن الحاج نے اس خیال سے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے بدھ کے دن ناخن ترشوا لیے۔ انھیں سفید داغ کی بیماری ہو گئی۔ خواب میں رسول اللہ ﷺ تشریف

لائے اور ابن الحاج سے فرمایا: کیا تم نے نہیں سنا تھا کہ میں نے اس سے منع کیا ہے۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ حدیث میرے نزدیک ثابت نہیں۔ فرمایا: اتنا کافی تھا کہ وہ حدیث میرے نام سے تمھارے کان تک پہنچی۔ پھر حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے بدن پر پھیرا وہ فوراً اچھے ہو گئے۔ اسی وقت توبہ کی کہ اب میں کبھی حدیث سن کر مخالفت نہیں کروں گا۔ (نزہۃ القاری)

(۱۹۰) بخاری شریف کی سو سے زیادہ شرحوں میں اللہ تعالیٰ نے دو شرحوں کو سب سے زیادہ مقبولیت عطا فرمائی۔ ایک فتح الباری دوسری عمدۃ القاری جو عینی کے نام سے مشہور ہے۔(نزہۃ القاری)

(۱۹۱) بخاری شریف کی مشہور شرح فتح الباری علامہ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی نے لکھی۔ آپ شعبان سات سو تہتر ہجری میں مصر میں پیدا ہوئے اور وہیں ذی الحجہ آٹھ سو باون ہجری میں وصال فرمایا۔ وہیں دیلمی کی بغل میں دفن ہوئے۔ یہ شرح سترہ جلدوں میں ہے۔ پچیس سال میں مکمل ہوئی۔(نزہۃ القاری)

(۱۹۲) بخاری شریف کی ایک اور مشہور شرح عمدۃ القاری علامہ ابن حجر عسقلانی کے ہم عصر علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ عینی نے لکھی ہے۔ آپ کے والد قاضی شہاب الدین احمد حلب کے رہنے والے تھے۔ وہاں سے ہجرت کر کے عین تاب آ گئے تھے جو حلب سے تین منزل کی دوری پر ہے۔ کافی زندگی مصر میں گزاری۔ وہیں منگل کی رات چار ذی الحجہ سن آٹھ سو پچپن ہجری میں وصال فرمایا۔ آپ نے اپنی شرح انتیس سال میں پوری کی۔ (نزہۃ القاری)

(۱۹۳) حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عراق کے مشہور فقیہ گزرے ہیں انھیں کھری کھوٹی حدیثوں کا پرکھنے والا کہا جاتا ہے۔ آپ سن پچاس ہجری میں پیدا ہوئے اور سن چھیانوے ہجری میں وصال فرمایا۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو چھبیس سال ان کا زمانہ نصیب ہوا۔(نزہۃ القاری)

(۱۹۴) بعض روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر ہزار سال کے بعد تجدید دین کے لیے اللہ تعالیٰ ایک مجدد مبعوث فرماتا ہے۔

چنانچہ علماء کا اتفاق ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد دوسرے ہزار سال کے مجدد حضرت امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ولادت: چودہ شوال سن نوسو اکہتر ہجری) ہی ہیں۔ اسی لیے آپ کو مجدد الف ثانی کہا جاتا ہے۔ مشہور بزرگ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے خطوط میں شیخ سرہندی کے بارے میں پیش گوئی کرتے ہوئے انھیں مستقبل کا ایسا روشن چراغ قرار دیا تھا جس کے نور سے ظلمتیں کافور ہو جائیں گی۔ بالآخر وہ بشارت پوری ہوئی۔ (نزہۃ القاری)

(۱۹۵) حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی مکہ معظّمہ میں ملاقات ہوئی۔ حضرت ابراہیم نے پوچھا: اے شقیق بلخی! تم نے یہ مرتبہ کیسے پایا؟ حضرت شقیق نے جواب دیا: ایک مرتبہ میرا گزر ایک بیابان سے ہوا وہاں میں نے ایک پرندہ پڑا دیکھا جس کے دونوں باز و ٹوٹ گئے تھے۔ میرے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ دیکھوں تو سہی اسے رزق کیسے ملتا ہے۔ میں وہاں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد ایک پرندہ آیا جس کی چونچ میں ایک ٹڈی تھی اور اس نے وہ پرندے کے منہ میں ڈال دی۔ میں نے دل میں سوچا کہ وہ رازق کائنات جب پرندے کے ذریعے سے دوسرے پرندے کا رزق پہنچا دیتا ہے تو میرا رزق بھی مجھے ہر حال میں پہنچا سکتا ہے لہذا میں نے سب کاروبار چھوڑ دیے اور عبادت میں مصروف ہو گیا۔ حضرت ابراہیم بن ادہم نے کہا: اے شقیق بلخی! تم نے مجبور و معذور پرندہ بننا پسند کیا اور تندرست پرندہ بننا پسند نہ کیا کہ تمھیں بلند مقام نصیب ہوتا۔ کیا تم نے یہ فرمان نبوی نہیں سنا کہ اوپر والا ہات نیچے والے ہات سے بہتر ہے۔ مومن تو ہمیشہ بلندی درجات کی تمنا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ابرار کی صف میں جگہ پاتا ہے۔ حضرت شقیق بلخی علیہ الرحمۃ نے یہ سنتے ہی حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتوں کو چوما اور کہا: بے شک آپ میرے استاد ہیں۔ (تذکرۃ الاولیا)

(۱۹۶) سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی بارات کو صحیح سلامت نکالا تھا۔ اور وہ لوگ بہت عرصہ زندہ رہے۔ اس بارات کے دولھا کا نام سید کبیر الدین ہے اور لقب دریائی دولھا ہے اور اب انھیں شاہ دولہ کہا جاتا ہے۔ ان کی قبر شریف گجرات پاکستان میں ہر خاص و عام کی زیارت گاہ ہے۔ آپ کی عمر شریف لگ بھگ چھ سو برس کی ہوئی۔ آپ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہیں اور آپ نے ایک بار حضور غوث صمدانی محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وضو کراتے ہوئے آپ کے قدم شریف سے ٹپکتے ہوئے قطروں کے پانچ چلو پی لیے۔ فی چلو سو سال عطا ہوئے۔ جو عمر اپنی گزار چکے تھے وہ اس کے علاوہ۔ آپ کی وفات سن ایک ہزار ہجری کے بعد ہے۔ (مقامات محمود)

(۱۹۷) امت محمدیہ میں ہمیشہ چالیس ابدال، سات امنہ، تین خلفاء ایک قطب رہیں گے جن کی برکت سے عالم میں بارشیں آئیں گی، لوگوں کو رزق ملیں گے۔ باقی اولیاء اللہ تو گنتی سے باہر ہیں۔ قطب کے ذریعے عالم کا مرکز قائم ہے۔ داہنے امام کی برکت سے عالم ارواح، بائیں امام کی برکت سے عالم اجسام قائم ہے۔ اوتاد کی برکت سے چار راستے مشرق، مغرب، جنوب، شمال قائم ہیں۔ ابدال کی برکت سے ساتوں اقلیم محفوظ ہیں۔ (تفسیر عرائس البیان)

(۱۹۸) حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار جہاں ہے اس کے آس پاس کئی میل تک بیشمار قبریں ہیں کیونکہ چھ سو برس سے یہ عقیدہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں پایا جاتا ہے کہ جو شخص حضرت سلطان المشائخ کے پڑوس میں دفن ہوگا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔ (انوار اولیا)

(۱۹۹) مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مبارک دور میں ایک ڈاکو تھا حارثہ ابن بدر تیمی بصری جس نے بصرہ میں بڑا ادھم مچا رکھا تھا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق دی۔ اس نے کچھ قریشی لوگوں سے کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں مجھے اسد اللہ حضرت حیدر کرّار علی ابن ابی طالب خلیفۃ المسلمین سے معافی دلا دو۔ کسی نے ہمت نہ کی۔ وہ ڈاکو سعید ابن قیس ہمدانی کے پاس یہ عرض لے کر حاضر ہوا۔ انھوں نے حارثہ کو کوفہ لے جا کر دربار حیدری کے کسی کونے میں

چھپادیا اور خود امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ڈاکوؤں کے احکام پوچھے۔ مولاعلی
کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے یہ حکم بتایا کہ جو ڈاکو پکڑے جانے کے پہلے توبہ کرلے اسے
معافی ہے۔ سعید نے کہا: اگرچہ حارثہ بدری ہی کیوں نہ ہو؟ فرمایا: اگرچہ حارثہ بدری ہی ہو۔
سعید بولے: حارثہ نکل آ اور امیر المومنین کے آگے پیش ہوجا۔ چنانچہ حارثہ نکل آیا۔ سعید نے کہا:
حضور یہ حارثہ ہے۔ توبہ کرکے حاضر ہوا ہے۔ چنانچہ امیر المومنین نے اسے امان دے دی۔
حارثہ بعد میں مخلص دین دار ہوگئے۔ (تفسیر روح المعانی)

(۲۰۰) حضرت امیر حسن علا سجزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر حضرت سلطان المشائخ
محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خاص نظر تھی۔ آپ نے حضرت سلطان المشائخ کے
ارشادات فوائد الفواد کے نام سے جمع کیے۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے تھے کہ
میری سب کتابیں حسن کے نام ہوتیں اور یہ کتاب میرے نام ہوتی تو میرے لیے بڑے فخر
کی بات ہوتی۔ حضرت خواجہ حسن نے ساری زندگی شادی نہیں کی۔ آخر عمر میں دولت آباد
چلے گئے وہیں انتقال ہوا۔ (انوار اولیا)

(۲۰۱) ایک دن سخت بارش ہورہی تھی۔ اندھیری رات تھی۔ حضرت سلطان المشائخ
محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک خاص خادم کو بلاکر فرمایا کہ دلی کے اس کنارے
جمنا پار ایک قطب تشریف فرما ہیں انھیں کھیر کھلا آؤ۔ خادم نے عرض کیا: حضور جمنا جوش پر ہے۔
کوئی کشتی وغیرہ بھی نہیں ہے۔ میں اُس پار کیسے پہنچوں گا۔ فرمایا: جمنا سے کہہ دینا کہ میں اس
کے پاس سے آیا ہوں جو کبھی اپنی بیوی کے پاس نہیں گیا۔ مجھے راستہ دے۔ خادم حیرت میں
پڑگیا۔ سوچا کہ آپ صاحب اولاد ہیں۔ بیوی صاحبہ گھر میں ہیں۔ پھر یہ کیا فرما رہے ہیں۔ مگر
ادب کے مارے کچھ نہ کہا اور چل دیے۔ دریا سے وہی کہا جو حضرت نے بتایا تھا۔ ندی میں
خشک راستہ بن گیا۔ اس طرف جاکر ان بزرگ کو کھیر کھلائی۔ جب واپس ہونے لگے تو انھوں
نے فرمایا: جمنا سے یہ کہہ دینا کہ میں اس کے پاس سے آرہا ہوں جس نے کبھی کچھ کھایا پیا ہی
نہیں۔ خادم کی حیرت اور بڑھ گئی کہ میرے سامنے کھیر کھائی اور یہ فرما رہے ہیں۔ دریا پر آکر

وہی کہا جو بزرگ نے فرمایا تھا۔ دریا نے راہ دیدی۔ خادم حضرت سلطان الاولیاء کے پاس
آگئے مگر حیرت باقی تھی۔ ایک دن موقع پاکر حضرت محبوب الٰہی سے پوچھ ہی لیا کہ سرکار یہ کیا
ماجرا تھا۔ فرمایا: ہم اپنے نفس کے لیے کچھ نہیں کرتے۔ جو کرتے ہیں رب کے لیے کرتے
ہیں۔ اس کے لیے کھاتے ہیں اسی کے لیے پیتے ہیں اور اسی کے لیے بیوی سے ملتے
ہیں۔ (ملفوظات امام احمد رضا محدث بریلوی)

(۲۰۲) یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارہ برس
کنویں میں لٹک کر چلّہ کیا کہ کنویں سے باہر آئے ہی نہیں۔ یہ بالکل من گھڑت بات ہے۔ اگر
بابا فرید الدین نے ایسا کیا تو ان دنوں کی نمازیں جماعت کے ساتھ کیسے ادا کی ہوں گی؟
(تفسیر نعیمی)

(۲۰۳) صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ ایک استقامت ہزار کرامت سے افضل
ہے۔ فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ فرض کے طور پر دس چیزوں کی محافظت
استقامت کی علامت ہے۔: (۱) غیبت سے زبان کی حفاظت یعنی ایک مسلمان دوسرے کی
غیبت نہ کرے۔ (۲) بدگمانی سے پرہیز کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے مسلمانو! گمان سے بچتے رہو
کیونکہ گمان گناہ کا سبب ہوجاتا ہے۔ (۳) کسی کا مذاق اڑانے سے پرہیز۔ (۴) محارم سے نگاہ
بچانا۔ (۵) سچ بولنا۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے جب تم کوئی بات کہو تو انصاف سے کہا کرو۔ (۶) اللہ کی
راہ میں خرچ کرنا۔ (۷) فضول خرچی سے پرہیز۔ (۸) اپنے لیے تکبر پسند نہ کرنا۔ (۹) پنجگانہ
نماز کی محافظت۔ (۱۰) اہل سنّت و جماعت کے طریقے پر قائم رہنا۔ (تنبیہ الغافلین، تفسیر نعیمی)

(۲۰۴) حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوکلین کے سردار تھے کہ کبھی گھر نہ
بنایا، نہ سامان رکھا۔ اس کے باوجود سوئی دھاگا اور کوزہ ساتھ رکھتے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ یہ
سامان بھی کیوں رکھا ہے؟ فرمایا: کوزہ وضو کے لیے۔ سوئی دھاگا پھٹا کپڑا اسی کرتن ڈھاپنے
کے لیے تاکہ نماز درست ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۵) حضرت ابوبکر بن قوام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: معبود کی عزت کی قسم!

مجھے وہ حال عطا ہوا ہے کہ اگر بغداد کو کہوں کہ مراکش کی جگہ چلا جا یا مراکش کو کہوں کہ بغداد کی جگہ چلا جا تو ایسا ہی ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۶) ایک عورت سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اپنا ایک لڑکا لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے بچے کو آپ سے دلی لگاؤ ہے اس لیے اسے میں آپ کے سپرد کرتی ہوں۔ وہ بچہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہنے لگا۔ آپ نے اسے بزرگوں کے طریقے پر مجاہدے اور ریاضتیں کرنے کا حکم دیا۔ کچھ دنوں کے بعد ماں اپنے بچے سے ملنے آئی تو دیکھا کہ وہ بہت دبلا ہو گیا ہے اور دیکھا کہ جو کی روٹی کھا رہا ہے۔ پھر جب وہ سرکار غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ آپ کے سامنے برتن میں مرغ کی ہڈیاں رکھی ہوئی ہیں۔ وہ بولی: میرے سردار! آپ خود تو مرغ کھاتے ہیں اور میرے بیٹے کو جو کی روٹی کھلاتے ہیں۔ تب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مبارک ہات ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا: اس رب کے حکم سے کھڑا ہو جا جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا۔ وہ مرغ فوراً زندہ ہو گیا اور بانگ دینے لگا۔ آپ نے عورت سے فرمایا: جب تیرا بیٹا اس درجہ کو پہنچ جائے گا تو پھر جو جی چاہے کھائے گا۔ (بہجۃ الاسرار)

(۲۰۷) ایک دن حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدرسے میں وضو فرما رہے تھے کہ اچانک ایک چڑیا نے آپ کے کپڑوں پر بیٹ کر دی۔ آپ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو چڑیا مردہ ہو کر نیچے گر پڑی۔ (بہجۃ الاسرار)

(۲۰۸) سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: فنا کی حالت اولیا اور ابدال کی حالتوں کی انتہا ہے۔ پھر انھیں تکوین یعنی کُن کہنا عطا کیا جاتا ہے تو انھیں جس چیز کی حاجت ہوتی ہے وہ سب کچھ اللہ کی مرضی سے ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ابن آدم! میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں وہ ہوں کہ کسی چیز کو کہتا ہوں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ تو بھی میری اطاعت کر میں تجھے بھی ایسا کر دوں گا کہ تو بھی کسی چیز کو کہے گا کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔ (فتوح الغیب، بہجۃ الاسرار)

(۲۰۹) سلطان الہند خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حنفی مذہب رکھتے تھے۔ خراسان میں چودہ رجب پانچ سو ستائیس ہجری کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت غیاث الدین حسینی سید تھے اور والدہ ماجدہ محترمہ ماہ نور حسنی سیدہ تھیں۔ (ہمارے خواجہ)

(۲۱۰) مشہور ہے کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے بعد آپ کی پیشانی پر یہ نقش ظاہر ہوا: حبیب اللہ مات فی حب اللہ یعنی اللہ کا حبیب اللہ کی محبت میں دنیا سے رخصت ہوا۔ (ہمارے خواجہ)

(۲۱۱) حضرت صوفی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرکار خواجہ غریب نواز کے ممتاز خلفاء میں سے ہیں۔ آپ نے فرمایا: دلی کی فتح کے بعد پہلا بچہ جو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا وہ میں ہوں۔ یہ سن پانچ سو اکہتر یا پانچ سو بہتر ہجری بیٹھتا ہے۔ (سبع سنابل شریف)

(۲۱۲) حضرت صوفی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے پیر و مرشد خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسجد اجمیر شریف میں امامت فرماتے تھے جب آپ تکبیر تحریمہ کہتے تو ہر مقتدی کو عرش اعظم نظر آتا تھا۔ ہر شخص اسے اپنی خود کی کرامت سمجھتا تھا۔ ایک روز آپ مسجد میں موجود نہ تھے کسی دوسرے بزرگ نے نماز پڑھائی۔ اس دن کسی کو عرش نظر نہیں آیا تب یہ راز کھلا کہ عرش کا جلوہ محض آپ کی بدولت نظر آتا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۳) حضرت بابا فرید الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گنج شکر مشہور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ایک سوداگر اونٹوں پر شکر لاد کر ملتان سے دلی جا رہا تھا۔ راستے میں پاک پٹن پہنچا تو حضرت نے پوچھا کہ اونٹ پر کیا ہے؟ سوداگر نے مذاق میں کہا کہ نمک ہے۔ یہ سن کر حضرت نے کہا: اچھا تو نمک ہی ہوگا۔ جب منزل پر پہنچ کر سوداگر نے مال دیکھا تو سب نمک نکلا۔ وہ واپس آیا اور خواجہ فرید الدین کے قدموں پر گر کر معافی مانگی۔ آپ نے فرمایا اگر شکر تھی تو شکر ہی ہوگی۔ چنانچہ وہ نمک پھر شکر بن گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۱۴) حضرت مخدوم اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سمنان کے بادشاہ تھے جو اب ایک معمولی قصبے کی حیثیت سے ایران کی حکومت میں شامل ہے آپ نے دس سال حکومت

کے بعد تخت وتاج چھوڑ دیا اور ہندوستان چلے آئے ۔(انواراولیا)

(۲۱۵)حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۔سن ایک ہزار تیرہ ہجری)
حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیرومرشد تھے ۔آپ کی باطنی تربیت براہ راست سرکار اقدس ﷺ اور خواجہ خواجگان حضرت بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روحانیت سے ہوئی ۔(سبع سنابل شریف)

(۲۱۶)حضرت حاجی وارث علی شاہ کے دادا پردادا نیشاپور کے عزت دار سادات میں سے تھے ۔حج کے پہلے سفر میں آپ نے عام لباس ترک کر دیا اور ہمیشہ احرام پہنے رہے ۔(انواراولیا)

(۲۱۷)حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میری آنکھ لوح محفوظ میں رہتی ہے اور میں اللہ کے علوم کے سمندروں میں غوطے لگاتا ہوں ۔(بہجۃ الاسرار)

(۲۱۸)حضرت علی داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اولیائے متقدمین میں سے ہیں ۔سلطان الہند خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے مزار پاک پر حاضر ہوئے وہاں چلّہ کیا اور رخصتی کے وقت حضرت کی شان میں یہ شعر فرمایا:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

(انواراولیا)

(۲۱۹)علامہ جلال الدین رومی شریعت کے رازوں سے واقف اور طریقت کی گہرائیوں کو جاننے والے ہیں ۔عام طور پر مولانا روم کے لقب سے جانے جاتے ہیں ۔کم سنی میں تین چار روز کے بعد ایک بار کچھ کھاتے تھے اور کراما کاتبین وغیرہ کو پانچ سال کی عمر میں دیکھ لیا کرتے تھے ۔قونیہ (ترکی) میں آپ کا مزار مبارک ہے ۔(انواراولیا)

(۲۲۰)حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرتبہ یہ ہے کہ ایک بار جب وہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ دعلیہ سے ملاقات کو آئے تو واپسی کے

وقت حضرت قطب کاکی نے اپنے مبارک ہاتوں سے ان کے جوتے درست کیے ۔(سیر الاولیا)

(۲۲۱)حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے جب تم اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز طلب کرو تو میرے وسیلے سے طلب کرو ۔(بہجۃ الاسرار)

(۲۲۲)حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سن پانچ سو پچپن ہجری میں حج سے فارغ ہو کر حضور سید عالم ﷺ کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور مزار اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر التجا کی: سرکار اپنے دست اقدس کو عطا فرمائیں تا کہ میں ان کا بوسہ لے سکوں ۔اس عرض پر سرکار سید الابرار ﷺ نے مزار مبارک سے اپنا دست مبارک نکالا جسے انھوں نے چوما ۔اس وقت کئی ہزار کا مجمع مسجد نبوی میں موجود تھا جنھوں نے اس واقعہ کو دیکھا ۔ان لوگوں میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی ذکر کیا جاتا ہے ۔(تفسیر نعیمی)

(۲۲۳)حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مرشد خواجہ عثمان ہاروَنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جنھیں عام طور پر ہاروُنی لکھا جاتا ہے) کے ساتھ مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے ۔جب روضہ رسول کی زیارت سے مشرف ہوئے تو خواجہ عثمان ہاروَنی نے ان سے کہا کہ سلام عرض کر ۔خواجہ اجمیری نے سلام عرض کیا ۔روضہ انور سے آواز آئی:
وعلیکم السلام یا قطب المشائخ للبرّ و البحر ۔(انیس الارواح)

(۲۲۴)حضرت خواجہ عثمان ہاروَنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید اور خلیفہ اور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیرومرشد ہیں ۔آپ کا وصال مکہ میں ہوا اور مزار پاک مسجد جنّ کے قریب تھا جسے نجدی حکومت نے توڑ کر روڈ میں ملا دیا ۔(تفسیر نعیمی)

(۲۲۵)حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ظاہری و باطنی علوم میں کمال حاصل کیا ۔چالیس سال تک رات دن اپنی پیٹھ دیوار سے نہیں لگائی اور دوزانو کے سوا بیٹھے نہیں ۔(انواراولیا)

(۲۲۶) حضرت ابوبکر عباس رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس برس تک پہلو زمین سے نہیں لگایا۔ یہاں تک مراقبے میں بیٹھے کہ آنکھوں کی بینائی جاتی رہی اور بیس سال اندھے رہے۔ دن رات میں پانچ سو رکعتیں اور تیس ہزار بار سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔(مکاشفۃ القلوب)

(۲۲۷) حضرت ابومحمد حریری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک برس کعبۃ اللہ میں رہے، نہ کبھی کسی سے بات کی نہ پاؤں پھیلائے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۲۸) حضرت عطائی سلمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایسا خوف الٰہی تھا کہ چالیس برس نہ ہنسے اور نہ سر اٹھا کر آسمان دیکھا۔(رسالہ قشیریہ)

(۲۲۹) جب تک حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد میں زندہ رہے، کسی چوپائے جانور نے آپ کی تعظیم کے سبب راہ میں لید نہ کی کیونکہ آپ ننگے پاؤں رہتے تھے۔ ایک دن ایک چوپائے نے راستے میں لید کر دی تو اس کا مالک یہ بات دیکھ کر گھبرا گیا کہ ہو نہ ہو آج یقینا حضرت بشر حافی دنیا سے پردہ فرما گئے ورنہ یہ جانور کبھی راستے میں لید نہ کرتا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے سن لیا کہ حضرت کا وصال ہو گیا۔(تذکرۃ الاولیا)

(۲۳۰) جن دنوں حسین منصور حلاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ریاضت کرتے تھے ان دنوں بیس برس تک ایک ہی دلق (کرتا) پہنے رہتے تھے۔ ایک روز خادموں نے زبردستی اس دلق کو بدن پر سے اتار لیا۔ اس میں اتنی بڑی بڑی جوئیں تھیں کہ ایک جوں کو تولا گیا تو چھ رتی وزن کی نکلی۔(تذکرۃ الاولیا)

(۲۳۱) اسلام کے سب سے پہلے قاضی قضاۃ قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہوئے۔ یہ ہارون رشید کی خلافت کا زمانہ تھا۔
(تفسیر نعیمی)

(۲۳۲) خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دس برس تک خود کو کھانا نہ دیا۔ بس سات روز کے بعد ایک گھونٹ پانی پی لیا کرتے تھے۔(تذکرۃ الاولیا)

(۲۳۳) حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ستر سال تک رات کو

آرام نہ کیا اور نہ پیٹھ زمین سے لگائی۔ ستر سال تک آپ کا وضو حاجت انسانی کے سوا نہ ٹوٹا۔ عام طور سے آنکھیں بند رکھتے تھے۔ نماز کے وقت کھولتے۔ (ہمارے خواجہ)

(۲۳۴) مخدوم شاہ مینا لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دودھ پینے کی تمام مدت میں یہ معمول رکھا کہ اگر ان کی دایہ بے وضو ہوتی تو آپ دودھ نہ پیتے۔(سبع سنابل شریف)

(۲۳۵) حضرت مجدد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وصیت کی تھی کہ میری بیٹی حمل سے ہے۔ میری وفات کے بعد ان کے بیٹا ہوگا۔ اس بچے سے میری قبر پر پیشاب کرا دیا جائے۔ پھر قبر دھو دی جائے۔ کیونکہ میں نے ساری سنتوں پر تو عمل کیا ایک نواسے سے پیشاب کرا لینے کی سُنّت ادا نہ ہو سکی۔ یہ سُنّت میری قبر پر ادا کرائی جائے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۳۶) امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چھوٹے بھائی حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ بڑے کامل ولی تھے۔ یہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ انھوں نے والدہ سے شکایت کی کہ حامد بھائی مجھ میں کیا خرابی دیکھتے ہیں کہ میرے پیچھے نماز نہیں پڑھتے؟ امام حامد نے عرض کی: ان کا جسم نماز میں رہتا ہے مگر دل کتابوں میں یعنی نماز میں قرات کے وقت فقہی الجھنوں میں رہتے ہیں۔ والدہ نے فرمایا: یہ مرض تو تم میں بھی ہے۔ وہ تو نماز میں مسئلے ڈھونڈھتا ہے اور تم اس میں عیب ڈھونڈھتے ہو۔ تو وہ تم سے بہتر ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۳۷) شیخ ابن محمد جوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے گھر آئے تو دیکھا کہ ان کے فرزند امام ابوالمعالی کو کوئی دوسری عورت دودھ پلا رہی ہے۔ آپ نے اس سے بچہ چھین لیا اور بچے کے منہ میں انگلی ڈال کر تمام دودھ کی الٹی کرا دی۔ اور فرمایا: اچھے دودھ سے شرافت پیدا ہوتی ہے اور جان نکلتے وقت آسانی۔ جب امام ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ جوان ہوئے تو کبھی مناظرے میں دل تنگ ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ شاید اس دودھ کا کچھ اثر میرے پیٹ میں رہ گیا ہے جس کا یہ نتیجہ ہے۔(روح البیان)

(۲۳۸) حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے: اپنے زمانے میں چار لوگ پرہیزگار گزرے ہیں: حذیفہ مرعشی، یوسف بن اسباط، ابراہیم بن ادہم اور سلیمان

الخواص۔(تفسیرنعیمی)

(۲۳۹)ابدال کو ابدال اس لیے کہتے ہیں کہ انھوں نے بری صفات کو اچھی صفات سے بدل دیا ہے اور یہ انسانی صفات سے باہر آئے ہوئے ہیں۔(تفسیرنعیمی)

(۲۴۰)خطیب نے تاریخ بغداد میں ایک کتاب سے نقل کیا ہے کہ نقبا تین سو ہیں٬ نجبا ستر٬ ابدال چالیس٬ اخیار سات٬ اوتاد چار اور غوث ایک ہے۔نقبا کا مسکن مغرب اور نجبا کا مسکن مصر اور ابدال کا مسکن شام اور اخیار زمین میں گھومتے رہتے ہیں۔اوتاد زمین کے گوشوں میں ہیں اور غوث کا مسکن مکہ مکرمہ ہے۔جب کوئی مشکل آن پڑتی ہے تو نقبا دعا کرتے ہیں اور اس مشکل کے آسان ہونے کے لیے رب کی بارگاہ میں عاجزی کرتے ہیں۔ان کے بعد نجبا٬ ان کے بعد ابدال٬ ان کے بعد اخیار٬ ان کے بعد اوتاد۔اگر ان کی دعائیں قبول ہوجائیں تو ٹھیک ورنہ غوث عاجزی کرتے ہیں گڑگڑاتے ہیں اور سوال پورا ہونے سے پہلے غوث کی دعا قبول کر لی جاتی ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۲۴۱)حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں رب تبارک وتعالیٰ کو اس طرح سے پہچانتا ہوں کہ وہ حضرت محمد ﷺ کا رب ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۲۴۲)حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: جہاں چالیس نیک مسلمان جمع ہوتے ہیں وہاں کوئی ولی ضرور ہوتا ہے۔(مرقاۃ)

(۲۴۳)سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب تک شیخ میں بارہ خصلتیں نہ ہوں وہ سجادے پر نہ بیٹھے۔دو خصلتیں خدا کی کہ ستار اور غفار ہو۔دو خصلتیں رسول اللہ ﷺ کی کہ شفیق اور رفیق ہو۔دو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ صادق اور مصدق ہو۔دو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ نیکی کا حکم دینے والا ہو اور برائی سے ہٹانے والا ہو۔دو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ کھانا کھلائے اور رات بھر بیدار رہے۔دو حضرت مولا علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ عالم اور بہادر ہو۔(بہجۃ الاسرار)

(۲۴۴)مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خزانہ جلالی میں لکھا ہے کہ

نیکیوں اور بدیوں میں مکان کی بزرگی٬ زمانے کی بزرگی اور انسان کی بزرگی کا بھی اعتبار ہے۔ مکان کی بزرگی جیسے کہ مکہ مکرمہ کہ ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہوتا ہے۔زمانے کی بزرگی جیسے ماہ رجب اور جمعہ کا دن کہ اس زمانے میں ایک نیکی ستر نیکیاں لاتی ہے اور ایک بدی ستر بدیوں کے عذاب کی بنیاد بنتی ہے۔انسان کی بزرگی جیسے کہ فاطمی سادات اور علماء کہ اگر یہ ایک نیکی کریں تو دوسروں کے مقابلے میں دوگنا ثواب پائیں اور اگر ایک گناہ کریں تو دوسروں سے بڑھ کر عذاب پائیں۔(سبع سنابل شریف)

(۲۴۵)حضرت ابوقاسم گرگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنوں اور انسانوں کے پیر تھے اس کے باوجود آپ فرمایا کرتے تھے ہمارا جی چاہتا ہے کہ دنیا میں ہمارا کوئی ایسا مرید ہو کہ ہم اس کی کھال اتار کر اس میں بھس بھروا کر دھوپ میں لٹکادیں تاکہ دنیا کو یہ معلوم ہوجائے کہ مریدی کسے کہتے ہیں۔(سبع سنابل شریف)

(۲۴۶)شہید کو نبی سے بہت قرب حاصل ہے کہ پیغمبر کی نیند وضو نہیں توڑتی اور شہید کی موت غسل نہیں توڑتی۔نبی کے فضلات شریفہ امت کے لیے پاک اور شہید کے جسم کا خون پاک یعنی اگر نبی کا پیشاب یا شہید کا خون لگا کپڑا کنویں میں گر جائے تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔نبی وفات کے بعد زندہ شہید بھی شہادت کے بعد زندہ۔نبی کو وفات کے بعد رزق الٰہی ملتا ہے اور شہید کو بھی۔نبی قبر کے سوالات سے محفوظ٬ شہید بھی۔اللہ نے زمین پر نبی کے جسم کو کھانا حرام فرمایا ہے شہید کا گوشت اور خون بھی زمین نہیں کھا سکتی۔شہید بھی موت سے پہلے جنت میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے۔شہید ستر آدمیوں کی شفاعت کرے گا۔(تفسیرنعیمی)

(۲۴۷)حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنا لباس راستے پر چھوڑ کر کہیں چلے گئے۔حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں آئے اور لباس پہچان کر حفاظت کے لیے وہاں کھڑے ہوگئے تاکہ کوئی اٹھا نہ لے جائے۔جب حضرت حبیب عجمی واپس آئے تو حضرت حسن بصری کو سلام کیا اور کہا: امام آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ حضرت حسن بصری نے فرمایا: تمھارے کپڑوں کی حفاظت کے لیے۔تم کس کے بھروسے پر یہاں کپڑے چھوڑ گئے تھے؟

حبیب عجمی نے عرض کیا: اس کے بھروسے پر جس نے آپ کو یہاں حفاظت کے لیے لا کھڑا کیا ہے۔ (گلدستہ طریقت)

(۲۴۸) حضرت شیخ محی الدین اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے حضور ﷺ کی تمام سنتوں پر عمل کیا سوائے اس کے کہ میری کوئی بیٹی نہ تھی جس کا نکاح میں اپنے کسی عزیز کے ساتھ کر دیتا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴۹) حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ االلہ تعالیٰ علیہ نے طواف کرتے ہوئے ایک شخص کو کہا: تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ جب تک تو یہ چھ گھاٹیاں طے نہ کر لے تو نیکوں کا رتبہ حاصل نہیں کر سکتا: (۱) ناز اور نعمت کا دروازہ بند کر اور سختی کا دروازہ کھول دے۔ (۲) عزت کا دروازہ بند کر اور ذلت کا دروازہ کھول دے۔ (۳) آرام اور راحت کا دروازہ بند کر اور کوشش کا دروازہ کھول دے۔ (۴) نیند کا دروازہ بند کر اور بیداری کا دروازہ کھول دے۔ (۵) مال داری کا دروازہ بند کر اور فقر کا دروازہ کھول دے۔ (۶) امید کا دروازہ بند کر اور موت کی تیاری کا دروازہ کھول دے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۰) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے: اللہ کو دوست رکھنے کی نشانیاں یہ ہیں کہ وہ اخلاق، افعال، اوامر اور سنن میں اللہ کے حبیب ﷺ کی تابعداری کرے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۱) حضرت ابوعلی فضیل بن ایاز خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت رکھتا ہے تو اس کے غم کو زیادہ کر دیتا ہے اور جب کسی بندے پر غضب فرماتا ہے تو اس پر دنیا کو کشادہ کر دیتا ہے۔ (کشف المحجوب)

(۲۵۲) حضرت حاتم اصم رحمۃ االلہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص ہمارے مذہب میں داخل ہو اس میں موت کی چاروں خصلتیں پائی جانی چاہئیں: سفید موت یعنی بھوک، سیاہ موت یعنی مخلوق کی طرف سے اذیت برداشت کرنا، سرخ موت یعنی خواہشات کی مخالفت میں ایسا عمل جو ہر طرح کی کھوٹ سے پاک ہو اور سبز موت یعنی چیتھڑے پر چیتھڑا لگانا (گلدستہ

طریقت)

(۲۵۳) حضرت یحییٰ بن معاذ رازی (وفات: دوسو اٹھاون ہجری) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے: توابین کی بھوک تحریک کے طور پر ہوتی ہے، زاہدین کی بھوک سیاست نفس کے طور پر اور صدیقین کی بھوک کرامت کی موجب بنتی ہے۔ اور فرمایا: وقت کا فوت ہو جانا موت سے زیادہ سخت ہے کیونکہ وقت کے فوت ہو جانے سے اللہ سے تعلق ٹوٹتا ہے اور موت سے مخلوق سے رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور فرمایا: زہد تین چیزوں کا نام ہے: قلت، خلوت اور بھوک۔ (کشف المحجوب)

(۲۵۴) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے تصوف کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: تصوف یہ ہے کہ حق تعالیٰ تجھے تیری ذات سے فنا کر دے اور اپنی ذات کے ساتھ زندہ رکھے۔ (کشف المحجوب)

(۲۵۵) حضرت حسین بن منصور رحمۃ االلہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے صوفی کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: صوفی کی ذات یکتا ہوتی ہے نہ کوئی اللہ کے سوا اسے قبول کرتا ہے اور نہ یہ اللہ کے سوا کسی کو قبول کرتا ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

(۲۵۶) حضرت ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: سچے صوفی کی نشانی یہ ہے کہ مال دار ہونے کے باوجود وہ فقیر بن جائے اور باعزت ہونے کے باوجود حقیر بنے اور شہرت کے باوجود اپنے آپ کو چھپائے اور جھوٹے صوفی کی نشانی یہ ہے کہ وہ محتاجی کے بعد مال دار بنے، حقیر ہونے کے بعد عزت دار بنے، اور گم نام ہونے کے بعد شہرت والا ہو۔ (رسالہ قشیریہ)

(۲۵۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کب اپنے احباب سے ملوں گا۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان کیا ہم آپ کے احباب نہیں ہیں؟ فرمایا: تم میرے احباب ہو۔ میرے احباب تو وہ لوگ ہیں جنھوں نے مجھے نہیں دیکھا مگر مجھ پر ایمان لائے۔ مجھے ان سے ملنے کا بہت شوق ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۲۵۸) امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سماع کو حرام قرار نہیں دیتے مگر عوام کے لیے مکروہ بتاتے ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی شخص گانے کا پیشہ اختیار کر لے یا لہو ولعب کے طور پر سماع میں لگا رہے تو اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گانے بجانے کو ان چیزوں میں شمار کرتے ہیں جن سے مروت ساقط ہو جاتی ہے۔(رسالہ قشیریہ)

(۲۵۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ آثار مروی ہیں جن میں انھوں نے سماع کو جائز قرار دیا ہے۔(رسالہ قشیریہ)

(۲۶۰) حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے: عوام کے لیے سماع حرام ہے اس لیے کہ ان کے نفوس اپنی حالت پر رہتے ہیں۔ زاہدوں کے لیے مباح ہے کیونکہ انھیں مجاہدات حاصل ہیں اور ہمارے مریدوں کے لیے مستحب تا کہ ان کے دل زندہ رہیں۔ (رسالہ قشیریہ)

(۲۶۱) ایک بار کسی نے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سماع کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: حق تعالیٰ کی طرف سے وارد ہونے والی کیفیت ہے جو دلوں کو بے چین کر کے حق تعالیٰ کی طرف لے جاتی ہے۔ چنانچہ جو حق طریقے پر اس کی طرف کان لگاتا ہے وہ حقیقت کو پالیتا ہے اور جو اپنے نفس سے اس کی طرف کان لگاتا ہے وہ زندیق ہو جاتا ہے۔(رسالہ قشیریہ)

(۲۶۲) حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سماع کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ظاہر میں تو یہ فتنہ ہے اور باطن میں عبرت۔ لہذا جو اس اشارے کو پالے اس کے لیے عبرت کا سننا جائز ہے ورنہ اس نے فتنے کو دعوت دی اور مصیبت کو مول لیا۔(رسالہ قشیریہ)

(۲۶۳) حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سماع اگر شریعت کے مطابق نہ ہو تو زنگ ہے اور اگر حق کی طرف نہ ہو تو بے وقوفی ہے اور اگر عبرت کی وجہ سے نہ ہو تو فتنہ ہے۔(رسالہ قشیریہ)

(۲۶۴) کہا جاتا ہے کہ سماع کی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے جس میں علم اور ہوشمندی

دونوں کی شرط ضروری ہے لہذا اس قسم کے شخص کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ اسماوصفات کو جانتا ہو ورنہ وہ کفر محض میں مبتلا ہو جائے گا۔ اور دوسری قسم حال اور کیفیت کی شرط کے ساتھ سماع کی ہے۔ اس قسم کے شخص کے لیے شرط ہے کہ وہ حالت بشری سے فنا ہو چکا ہو اور احکام حقیقت کے ظاہر ہونے کی وجہ سے وہ نفس کے آثار سے پاک ہو۔(رسالہ قشیریہ)

(۲۶۵) ایک دن ابو علی رود باری رحمۃ اللہ علیہ سے سماع کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: کاش کہ ہم اس سے ہمیشہ کے لیے پوری طرح نجات پاجاتے۔(سبع سنابل شریف)

(۲۶۶) حضرت ابو عثمان حیری فرماتے ہیں: سماع کی تین قسمیں ہیں: ایک قسم مریدوں اور نو سیکھیوں کے لیے ہے۔ وہ سماع کے ذریعے احوال شریفہ کو دعوت دیتے ہیں مگر اس میں فتنے اور ریا کاری کا خطرہ ہوتا ہے۔ دوسری قسم صادقین کے لیے ہے وہ اس کے ذریعے اپنے احوال میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں اور اس سے ایسا کلام سناتے ہیں جو اس کے وقت کے مطابق ہو اور تیسری قسم اہل استقامت عارفین کے لیے ہے یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان حرکات اور سکون کو جو ان کے دلوں پر وارد ہوتے ہیں اللہ پر ترجیح نہیں دیتے۔(رسالہ قشیریہ)

(۲۶۷) حضرت ابو الحارث الاولاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ابلیس کو خواب میں دیکھا کہ وہ اولاس میں کسی مکان کی چھت پر ہے اور ایک چھت پر میں ہوں اور ابلیس کے دائیں بائیں لوگ ہیں جنھوں نے صاف ستھرے کپڑے پہن رکھے ہیں۔ ابلیس نے ان میں سے ایک جماعت سے کہا گانا گاؤ۔ انھوں نے گانے گائے اور گانا اتنا عمدہ تھا کہ میں بہک گیا اور چاہا کہ اپنے آپ کو چھت پر سے پھینک دوں۔ اس کے بعد شیطان نے کہا: ناچو۔ سب نے بہت عمدہ رقص کیا۔ اس کے بعد ابلیس نے مجھ سے کہا: اے ابو الحارث مجھے تو صرف یہی چیز ملتی ہے جس کے ذریعے میں تم لوگوں کے اندر گھس سکتا ہوں۔ (گلدستہ طریقت)

(۲۶۸) حضرت بہلول دانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قبرستان میں رہتے تھے۔ ایک دن

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: آپ شہر میں کیوں نہیں رہتے؟ فرمایا: میں ایسے لوگوں میں رہتا ہوں کہ ان کے پاس بیٹھتا ہوں تو مجھے تکلیف نہیں دیتے اور غائب ہوتا ہوں تو میری غیبت نہیں کرتے۔(گلدستہ طریقت)

(۲۶۹) حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ستو دیکھے جن سے وہ بھوک مٹا لیتے۔ میں نے کہا: آپ کھانا اور دوسری چیزیں کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا: میں نے روٹی چبانے اور ستو کھانے کے بیچ نوے تسبیحوں کا فرق پایا لہٰذا چالیس سال سے میں نے روٹی نہیں چبائی۔(مکاشفۃ القلوب)

(۲۷۰) حضرت ابوحماد اسود رحمۃ اللہ علیہ نے تیس برس تک مسجد حرام میں وقت گزارا اس عرصہ میں کسی نے انھیں کھاتے پیتے نہیں دیکھا اور ان کی کوئی گھڑی اللہ کے ذکر سے خالی نہیں ہوئی۔(مکاشفۃ القلوب)

(۲۷۱) حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک تیلی کی بیوی نے پوچھا: حضرت آپ کی ڈاڑھی اچھی ہے یا میرے بیل کی دم؟ آپ نے فرمایا: مائی مجھے ایمان پر خاتمہ نصیب ہو جائے تو میری ڈاڑھی تیرے بیل کی دم سے کہیں بہتر ہے اور اگر خاتمہ بالخیر میسر نہ ہو تو تیرے بیل کی دم میری ڈاڑھی سے افضل ہے کہ دوزخ میرے لیے ہے اس کے لیے نہیں۔ وہ تو خاک کر دیا جائے گا۔(شرح فقہ اکبر۔ ملا علی قاری)

(۲۷۲) کہتے ہیں کہ جب حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر وفات پا گئے تو حضرت حسن بصری اور ان کے کچھ ساتھی رابعہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ انھوں نے اجازت دیدی اور سامنے پردہ ڈال کر اس کے پیچھے بیٹھ گئیں۔ حضرت حسن بصری بولے: آپ کے خاوند گزر چکے ہیں اب آپ کو دوسرا نکاح کرنا چاہیے۔ رابعہ بولیں: ہاں ہاں ضرور مگر تم میں سب سے بڑے عالم سے نکاح کروں گی۔ لوگوں نے کہا کہ ہم میں سب سے بڑے عالم حسن ہیں۔ رابعہ نے کہا: اے حسن! اگر تم میری چار باتوں کا جواب دیدو گے تو میں تمھاری ہو چکی۔ حسن بولے: اگر اللہ کی مدد شامل حال رہی تو ضرور جواب

دوں گا۔ رابعہ نے کہا: اچھا یہ بتاؤ کہ میں جب مر کر دنیا سے اٹھوں گی تو ایمان کے ساتھ جاؤں گی یا نہیں؟ حسن بولے: یہ تو غیب کی بات ہے جس کا حال اللہ ہی کو معلوم ہے۔ پھر بولیں: قبر میں جب منکر نکیر سوالات کریں گے تو میں انکے سوالوں کا صحیح جواب دے پاؤں گی یا نہیں؟ حسن نے کہا: غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے۔ پھر فرمایا: محشر میں جب نامہ اعمال دیے جائیں گے تو میرا نامہ اعمال دائیں ہات میں ہوگا یا بائیں میں؟ حسن نے جواب دیا: یہ بھی غیب کی بات ہے جسے صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ پھر پوچھا: جس دن لوگوں میں یہ پکار دی جائے گی کہ آج ایک فرقہ جنتی ہے اور ایک دوزخی۔ اس دن میں کون سے فرقہ میں رہوں گی؟ حسن نے کہا: یہ بھی غیب جاننے والے رب کے علم میں ہے۔ رابعہ بولیں: جس جان کے ساتھ چار طرح کے غم لگے ہوئے ہیں اس کو نکاح سے کیا خاص دلچسپی ہو سکتی ہے؟ پھر حسن سے بولیں: اللہ تعالیٰ نے عقل کے کتنے حصے کیے ہیں؟ حسن نے کہا: دس، نو مردوں کے لیے ایک عورتوں کے لیے۔ پھر پوچھا: شہوت کے کتنے حصے ہیں؟ جواب دیا: دس، نو عورتوں کے لیے اور ایک مردوں کے لیے۔ یہ سن کر رابعہ نے کہا: اے حسن! میں ایک حصہ عقل رکھنے کے باوجود نفسانی خواہشات کے نو حصوں کی حفاظت پر قدرت رکھتی ہوں اور تم نو حصہ عقل رکھتے ہوئے ایک حصہ خواہش کے دبانے پر قادر نہیں ہو۔ اس پر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت روئے اور وہاں سے رخصت ہو گئے۔(سبع سنابل شریف)

(۲۷۳) حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہم عصر ہیں۔ آپ کے والد ایک بار کشتی میں سفر کر رہے تھے۔ بیچ دریا میں پہنچ کر جب ملاح نے کرایہ طلب کیا تو فرمایا: میرے پاس دینے کو کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ سن کر ملاح نے آپ کو برا بھلا کہا اور اتنا مارا پیٹا کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو ملاح نے دوبارہ کرایہ مانگا اور کہا اگر تم نے کرایہ نہ دیا تو میں تمھیں دریا میں پھینک دوں گا۔ اسی وقت اچانک کچھ مچھلیاں منہ میں ایک ایک دینار دبائے ہوئے پانی کے اوپر آئیں اور آپ نے ایک مچھلی کے منہ سے دینار لے کر کرایہ ادا کر دیا۔ ملاح یہ حال دیکھ کر قدموں میں گر پڑا۔ آپ کشتی

سے دریا میں اتر گئے اور پانی میں چلتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اسی وجہ سے لفظ دینار آپ کے نام کا حصہ بن گیا۔ (تذکرۃ الاولیا)

(۲۷۴) شیخ حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ کی مجلس وعظ میں چار سو لوگ قلم دوات لے کر بیٹھتے تھے اور جو کچھ سنتے تھے اسے لکھ لیتے تھے۔ (اخبار الاخیار)

(۲۷۵) سرکار بغداد غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحب زادے سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا کہ کوئی مہینہ ایسا نہیں تھا جو اپنے آنے سے پہلے غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نہ آتا ہو۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ نے اس میں کچھ برائی مقدر کر رکھی ہوتی تو وہ بری شکل میں آتا اور اگر اس میں اچھائی' نعمت' سلامتی اور خیر ہوتی تو وہ اچھی شکل میں آتا۔ (فتاویٰ کرامات غوثیہ)

(۲۷۶) سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو سو برس پہلے گزرے ہیں۔ ایک دن آپ مراقبہ میں تھے کہ اچانک سر اٹھایا اور فرمایا: مجھے عالم غیب سے معلوم ہوا ہے کہ پانچویں صدی کے وسط میں رسول اللہ ﷺ کی اولاد اطہار میں سے ایک قطب عالم پیدا ہوگا جن کا لقب محی الدین اور اسم گرامی سید عبدالقادر ہوگا اور وہ غوث اعظم ہوں گے۔ ان کی پیدائش گیلان میں ہوگی۔ (تفریح الخاطر)

(۲۷۷) حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ کا نام مبارک حسن اور کنیت ابو سعید تھی۔ والد کا نام یسار اور والدہ کا نام بی بی خیرہ تھا جو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیز تھیں۔ آپ کے والد سن بارہ ہجری میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر اسلام میں داخل ہوئے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے دو سال پہلے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے تھے۔ ولادت کے بعد آپ کو سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے اپنے ہات سے ان کے منہ میں کھجور کا رس ٹپکایا اور فرمایا: اس بچے کا نام حسن رکھو کیونکہ یہ خوبصورت چہرہ والا ہے۔ حضرت

خواجہ حسن بصری جن دنوں دودھ پیتے تھے اور ان کی والدہ کسی کام میں لگی ہوتیں اور یہ روتے تو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی چھاتی ان کے منہ میں دیدیتیں۔ اللہ کی قدرت کہ ان کی چھاتی سے دودھ نکل آتا۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سو تینتیس صحابہ کرام کو پایا تھا۔ آپ کی وفات چار رجب سن ایک سو گیارہ ہجری میں ہوئی اور مزار شریف بصرہ میں ہے۔ (سیر الاولیاء مصنفہ خواجہ امیر خورد کرمانی نظامی)

(۲۷۸) حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جانشین اور خلیفہ تھے۔ آپ کی کنیت ابوالفضل تھی۔ بصرہ کے رہنے والے تھے۔ آخر عمر میں مفلوج ہو کر رہ گئے تھے۔ ایک دن نماز کا وقت آ گیا آپ کے پاس کوئی نہ تھا جو آپ کو وضو کراتا۔ یہاں تک کہ نماز کا وقت جانے لگا۔ آپ نے رب کی بارگاہ میں دعا کی: اے اللہ مجھے اتنی طاقت عطا فرما کہ میں وضو کر لوں۔ اس کے بعد جو تیرا حکم ہو وہ میرے سر آنکھوں پر۔ چنانچہ آپ اسی وقت صحت مند ہو گئے۔ جب اپنے دل جیسا وضو کر کے اپنے بستر پر آئے تو پھر اسی طرح مفلوج ہو گئے۔ آپ نے سات صفر ایک سو ستھتر ہجری میں وفات پائی۔ مزار پاک بصرہ شہر میں ہے۔ (سیر الاولیا)

(۲۷۹) حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت ابو علی اور ابوالفضل ہے۔ آپ کا اصل وطن کوفہ تھا۔ ولادت سمرقند یا بخارا میں ہوئی۔ آپ کو خلافت خواجہ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تھی۔ کہتے ہیں کہ خواجہ فضیل بن عیاض نے تین ربیع الاوّل ایک سو ستاسی ہجری کو حرم شریف میں ایک قاری کی زبان سے سورہ القارعہ سنی اور ایک نعرہ مار کر جان نذر کر دی۔ مکہ مکرمہ میں جنت المعلیٰ میں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف کے پاس دفن ہوئے۔ (سیر الاولیا)

(۲۸۰) میر خورد کرمانی اپنی کتاب سیر الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھاگ کر حضرت سیدنا لوط علیہ السلام کے مزار کے قریب ایک غار میں وفات پائی۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو غیب سے ایک آواز آئی: آگاہ رہو کہ

زمین کے لیے امان کا سبب آج وفات پا گیا۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ آپ کی وفات ایک سو باسٹھ ہجری میں ہوئی۔ قبر شریف ملک شام میں بتائی جاتی ہے۔ (سیر الاولیا)

(۲۸۱) خواجہ حذیفہ المرعشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب سدید الدین تھا۔ مرعش شام کے قریب ایک شہر کا نام ہے۔ آپ کا سن وفات چودہ شوال دوسو باون ہجری ہے۔ مزار مرعش شہر میں ہے۔ (سیر الاولیا)

(۲۸۲) حضرت خواجہ ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب امین الدین تھا۔ بصرہ میں ایک سو سڑسٹھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ سترہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری و باطنی حاصل کر لیے۔ سات شوال دوسو ستاسی ہجری کو ایک سو بیس سال کی عمر میں بصرہ میں وفات پائی۔ (سیر الاولیا)

(۲۸۳) حضرت خواجہ ممشاد دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب کریم الدین منعم تھا۔ آپ دینور کے رہنے والے تھے جو ہمدان اور بغداد کے درمیان ایک شہر ہے۔ آپ بہت مال دار تھے اور ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرتے تھے۔ اس لیے آپ کا لقب منعم پڑ گیا۔ آپ کی وفات چودہ محرم دوسو ننانوے ہجری کو ہوئی۔ مزار دینور شہر میں ہے۔ (سیر الاولیا)

(۲۸۴) حضرت خواجہ ابواسحٰق چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب شرف الدین یا شریف الدین تھا۔ خراسان کے قریب مشہور شہر چشت میں پیدا ہوئے۔ آپ کے شیخ خواجہ ممشاد دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ سے پوچھا: تمھارا نام کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ابواسحٰق شامی۔ شیخ نے فرمایا: آج سے تمھیں ابواسحٰق چشتی کہیں گے اس لیے کہ چشت والوں کو تم سے ہدایت ملے گی اور تمھارا سلسلہ قیامت تک چشتیہ کہلائے گا۔ آپ کی وفات چودہ ربیع الآخر تین سو انتیس ہجری کو ہوئی۔ (سیر الاولیا)

(۲۸۵) حضرت خواجہ قدوۃ الدین ابواحمد چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چھ رمضان دوسو ساٹھ ہجری کو قصبہ چشت میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر سے آپ نے خواجہ ابواسحٰق چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضری دی اور اپنے مرشد سے ظاہری و باطنی علوم حاصل کیے۔ آپ کی

وفات تین جمادی الآخر تین سو چپن ہجری کو ہوئی۔ مزار پاک چشت میں ہے۔ (سیر الاولیا)

(۲۸۶) حضرت خواجہ ناصح الدین ابومحمد چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شب عاشورہ تین سو اکتیس ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام خواجہ ابواحمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا۔ خواجہ ناصح الدین ابومحمد چشتی بہت مجاہدے کرتے تھے۔ ایک بار ندی کنارے بیٹھے اپنی گدڑی میں پیوند لگا رہے تھے کہ بادشاہ آیا اور اس نے دیناروں کی ایک تھیلی آپ کو پیش کی۔ آپ نے انکار کیا۔ بادشاہ نے اصرار کیا۔ آپ نے کہا: ہمارے بزرگوں کا یہ طریقہ نہیں ہے اس لیے میں نہیں لیتا۔ جب بادشاہ نے بہت مجبور کیا تو آپ نے ندی کی طرف منہ پھیرا۔ ندی سے سینکڑوں مچھلیاں دینار منہ میں دبائے پانی کی سطح پر آگئیں۔ آپ نے فرمایا: جس شخص کے پاس غیب سے اتنا خزانہ موجود ہو وہ تمھاری ایک تھیلی کی کیا قدر کرے۔ آپ کی وفات چودہ ربیع الاوّل چار سو گیارہ ہجری کو ہوئی۔ مزار پاک قصبہ چشت میں ہے۔ (سیر الاولیا)

(۲۸۷) حضرت خواجہ ابویوسف چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چشت میں پیدا ہوئے۔ آپ کا لقب ناصر الدین تھا۔ خواجہ ناصح الدین ابومحمد چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے پیر و مرشد اور ماموں تھے۔ آپ کا نسب تیرہ واسطوں سے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ کہتے ہیں کہ خواجہ ابویوسف چشتی کو قرآن یاد نہ تھا جس کی وجہ سے آپ بہت پریشان رہتے تھے۔ ایک رات اسی فکر میں سو گئے۔ خواب میں اپنے مرشد خواجہ ابومحمد چشتی کو دیکھا کہ فرماتے ہیں: تمھارا کیا حال ہے؟ میں تمھیں پریشان دیکھتا ہوں۔ عرض کیا: میری پریشانی کا سبب کلام اللہ کا یاد نہ ہونا ہے۔ فرمایا: ایک سو مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔ اس کی برکت سے تمھیں کلام اللہ یاد ہو جائے گا۔ جاگنے پر آپ نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے آپ کو پورا قرآن حفظ ہو گیا۔ آپ کا وصال چار رجب چار سو انچاس ہجری کو ہوا۔ مزار پاک شہر چشت میں ہے۔ (سیر الاولیا)

(۲۸۸) خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب نیّر الدین تھا۔ آپ چار سو بانوے ہجری میں زندنہ مقام پر پیدا ہوئے۔ آپ اکثر روتے رہتے اور بے ہوش ہو

جاتے۔ کسی نے پوچھا: آپ اتنا کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: جب رب کے اس فرمان کا خیال آتا ہے کہ ہم نے جن اور انس کو نہیں پیدا کیا مگر صرف عبادت کے لیئے' تو تاب نہیں رہتی اس خیال سے کہ میری پیدائش تو عبادت کے لیے ہوئی ہے اور میں زید وعمرو میں لگا رہتا ہوں۔ آپ کا وصال دس رجب چھ سو بارہ ہجری کو ہوا۔ مزار مبارک شہر زندان میں ہے۔ (سیر الاولیا)

(۲۸۹) سلسلہ چشت کے بڑے بزرگ حضرت خواجہ عثمان ہارَونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت ابوالنور یا ابوالمنصور ہے۔ نیشا پور کے مضافات میں ایک موضع ہے ہارَون' آپ وہیں سن پانچ سو چھبیس ہجری میں پیدا ہوئے۔ کئی سال تک مجاہدہ کیا۔ اور اس عرصہ میں کبھی پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا۔ آپ کی وفات پانچ شوال چھ سو سترہ ہجری کو ہوئی۔ مزار پاک مکہ مکرمہ میں ہے۔ (سیرالاولیا)

(۲۹۰) حضرت خواجہ معین الدین حسن سجزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خواجہ عثمان ہارَونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کے والد کا نام خواجہ غیاث الدین سجزی تھا۔ آپ کی ولادت پانچ سو سینتیس ہجری میں سجز میں ہوئی۔ تیرہ سال کی عمر میں والد محترم کے ہمراہ خراسان کی جانب ہجرت کی۔ علم دین حاصل کرنے کے لیے سمرقند اور بخارا کا سفر کیا۔ ہارَون شہر میں اپنے مرشد گرامی شیخ عثمان ہارَونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چوبیس سال تک رہے۔ حج کو تشریف لے گئے۔ مدینہ منورہ سے ہندوستان تشریف لائے۔ ایک اندازے کے مطابق خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہات پر نوے لاکھ سے زیادہ لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ آپ کی وفات سلطان التمش کے دور میں ہوئی۔ وصال یکم رجب اور چھ رجب کے درمیان کسی تاریخ میں ہوا۔ سال وفات چھ سو تینتیس ہجری ہے۔ مزار مبارک شہر اجمیر میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ (سیرالاولیا)

(۲۹۱) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نسب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے۔ آپ سن پانچ سو بیاسی ہجری میں قصبہ اوش میں پیدا

ہوئے۔ آپ ڈیڑھ سال کے تھے کہ آپ کے والد سید کمال الدین احمد بن سید موسیٰ کا وصال ہو گیا۔ آپ نے قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہات پر قرآن مجید حفظ کیا۔ جب آپ کا وصال ہوا تو دلی کے سلطان شمس الدین التمش نے آپ کو غسل دیا۔ اس کے بعد آپ کے خلیفہ خواجہ ابوسعید تبریزی نے آپ کی وصیت سنائی کہ میرے جنازے کی نماز وہ شخص پڑھائے جس نے کبھی حرام کے لیے کمر بند نہ کھولا ہو اور جس کی عصر کی سُنّت اور جماعت کی پہلی تکبیر کبھی فوت نہ ہوئی ہو۔ یہ سن کر تھوڑی دیر تک خاموشی چھائی رہی پھر سلطان التمش آگے بڑھے اور فرمایا: میں چاہتا تھا کہ میرا حال کبھی کسی پر ظاہر نہ ہو لیکن میرے شیخ نے ظاہر کر ہی دیا۔ حضرت قطب صاحب کی وفات چودہ ربیع الاوّل چھ سو چونتیس ہجری کو ہوئی۔ مزار مبارک دلی شہر کے باہر مہرولی میں ہے۔ (سیرالاولیا)

(۲۹۲) بابا فرید الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام مسعود اور لقب فرید الدین تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے دادا قاضی شعیب ہلاکو کے زمانے میں اپنا وطن چھوڑ کر لاہور تشریف لائے تھے۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت پانچ سو چوراسی ہجری میں ملتان میں ہوئی اور وفات پانچ محرم چھ سو چونسٹھ ہجری کو ہوئی۔ مزار مبارک اجودھن (پاک پٹن) میں ہے۔ (سیرالاولیا)

(۲۹۳) حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدایوں میں سن چھ سو چھتیس ہجری میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام احمد بن علی تھا۔ سولہ سال کی عمر میں دلی آ گئے۔ آپ کے خلفاء میں خواجہ برہان الدین غریب' شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی' مولٰینا شمس الدین یحیٰ' وَ شیخ قطب الدین منور ہانسوی' شیخ حسام الدین ملتانی' مولٰینا فخر الدین زرادی' مولٰینا علاء الدین اور مولٰینا شہاب الدین بڑے نامی گرامی مشائخ گزرے ہیں۔ آپ کا وصال سات سو پچیس ہجری میں ہوا۔ مزار پاک دلی میں ہے۔ وہ پورا علاقہ بستی حضرت نظام الدین کہلاتا ہے۔ آپ کی درگاہ سے ملحق مسجد میں تبلیغی جماعت (اہل حدیث) ملاعنہ نے اپنا مرکز بنا رکھا ہے اور اللہ کے گھر میں گمراہی کی فیکٹری کھول رکھی ہے۔ (سیرالاولیا)

(۲۹۴) حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہیتے خلیفہ اور خواجہ منتجب الدین زرزری بخش کے بڑے بھائی خواجہ برہان الدین غریب کا نام محمد تھا۔حضرت نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو شیخ برہان الدین نام عطا فرمایا آپ کا لقب غریب اور خطاب اسدالاولیاء تھا۔آپ سن چھ سو چوّن ہجری میں شہر ہانسی (ہریانہ) میں پیدا ہوئے۔آپ کا نسب گیارہ واسطوں سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملتا ہے۔شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تیرہ سال کی عمر میں یہ عہد کیا کہ شادی نہیں کروں گا۔اگر رات کو کبھی بدخوابی ہوجاتی تو اس دن روزے کی نیت کر لیتے۔کچھ دن بعد ان کی والدہ کو ان کی شادی کی فکر ہوئی۔انھوں نے بظاہر انکار نہیں کیا۔مگر کھانے میں اتنی کمی کر دی کہ ان کی غذا سات لقموں تک رہ گئی اور کمزوری اتنی بڑھ گئی کہ آسمان کی طرف دیکھنا چاہتے تو بڑی کوشش کرنی پڑتی۔ان کی یہ حالت دیکھ کر والدہ نے ان کی شادی کا خیال دل سے نکال دیا۔آپ کو کیمیا کا بڑا شوق تھا۔مرشد کی تلاش میں دلی آئے اور حضرت خواجہ نظالدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دامن سے جڑ گئے۔ایک بار حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر ہوا تو انھوں نے فرمایا: ہمارے پاس بھی ایک بایزید ہے۔کسی مرید نے پوچھا: وہ کہاں ہے؟ فرمایا: جماعت خانے میں۔اقبال خادم دوڑ کر جماعت خانے میں آئے تو دیکھا وہاں شیخ برہان الدین کے سوا کوئی نہ تھا۔آپ سن سات سو اٹھارہ ہجری میں دولت آباد تشریف لائے۔پھر خلد آباد آ کر مستقل قیام فرمایا۔آپ کا وصال بارہ صفر سن سات سو اڑتیس ہجری کو ہوا۔(سیر الاولیا)

(۲۹۵) حضرت خواجہ منتجب الدین زرزری بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دکن کے بہت مشہور بزرگ گزرے ہیں۔آپ شیخ برہان الدین غرین کے چھوٹے بھائی تھے۔کہتے ہیں کہ آپ کے پاس ہر صبح وشام غیب سے سونے کی ایک تھیلی آتی تھی جسے آپ صدقہ وخیرات میں خرچ کر دیتے تھے اس لیے آپ کا لقب زرزری بخش پڑ گیا۔آپ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم سے سن چھ سو بانوے ہجری میں سترہ سال کی عمر میں دلی سے دکن

آئے۔آپ کے ساتھ سات سو اولیائے کرام تھے۔خلد آباد میں آپ کا قیام سترہ سال رہا۔سن سات سو نو ہجری میں چونتیس سال کی عمر میں وصال ہوا۔(سیر الاولیا)

(۲۹۶) خواجگان چشت کے آخری بزرگ حضرت خواجہ سید زین الدین مولٰینا داؤد شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بائیسواں خواجہ کہا جاتا ہے۔آپ کا نام سید داؤد اور لقب زین الدین ہے۔آپ خواجہ حسین بن محمود شیرازی کے فرزند ہیں۔آپ سن سات سو ایک ہجری میں شہر شیراز میں پیدا ہوئے۔آپ نے پچیس ربیع الاوّل سات سو اکہتر ہجری کو عصر کی نماز پڑھنے کی حالت میں وصال فرمایا۔(سیر الاولیا)

(۲۹۷) مشہور زمانہ کتاب سبع سنابل شریف کے مصنف حضرت میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے شہزادے حضرت میر عبدالجلیل بلگرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارہ سال حالت جذب میں جنگلوں میں گھومتے رہے۔اس عرصہ مین خواجہ خضر نے آپ کی روحانی تربیت فرمائی پھر آپ عالم ہوش میں آکر اتر پردیش کے ایک تاریخی مقام اترنجی کھیڑے میں آکر ٹھہرے۔ایک ہزار سترہ ہجری میں آپ مارہرہ تشریف لائے۔مارہرہ کے رئیس چودھری وزیر محمد خاں کنبوہ نے آپ کی خانقاہ اور مسجد بنوادی۔آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں اپنی مسواک خانقاہ کے آنگن میں گاڑ کر یہ ہدایت دی تھی کہ میری قبر اس کے پاس بنوانا اور اس پر چھت نہ بنانا۔مسواک نے ایک پیڑ کی شکل اختیار کر لی۔اس کی خاصیت یہ تھی کہ جس عورت کے کچے حمل گر جاتے ہوں اسے اس پیلو کے درخت کی ڈھائی پتی کھلا دی جائے تو اللہ کے حکم سے اسے صحیح سلامت بچہ مل جاتا۔مجاوروں نے پیسے کے لالچ میں ان پتیوں کو بیچنا شروع کر دیا جس کی نحوست یہ ہوئی کہ پیلو کا یہ درخت سوکھ گیا۔حضرت میر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے اثر' آسیب' سحر اور جنات کی شورش کا علاج کیا جاتا ہے۔جنوں کے بادشاہ سکندر شاہ نے حضرت میر عبدالجلیل بلگرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہات پر یہ معاہدہ کیا ہے کہ جس جگہ آپ کی اولاد یا خلفاء پہنچ جائیں گے ہم وہاں سے اپنا اثر اٹھا لیں گے۔آپ کے مزار شریف پر جلا ہوا چراغ بھی سحر وآسیب سے حفاظت کے کام آتا ہے۔لوگ نیا چراغ لے جا کر مزار شریف کے

پاس رکھ دیتے ہیں اور وہاں جلا ہوا چراغ لاکر گھر میں جلاتے ہیں۔ سنا ہے موجودہ مجاوران چراغوں کی بھی تجارت کرنے لگے ہیں۔ (نظمی)

(۲۹۸) سلسلہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے امام حضور صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دور عالم گیری کے بہت بڑے صوفی بزرگ گزرے ہیں۔ ہندوستان میں تصوف کے سلسلے کی آپ ایک اہم کڑی ہیں۔ رات دن میں صرف دو سانسیں لیتے تھے۔ آپ کی ولادت چھبیس جمادی الاخرسن ایک ہزار ستر ہجری میں ہوئی۔ آپ چھبیس سال تک مسلسل روزے سے رہے۔ عربی، فارسی، ہندوستانی اور سنسکرت زبانوں کے جید عالم تھے۔ وید پرانوں پر بھی کافی گہری نظر تھی۔ فن موسیقی میں بھی دسترس تھی۔ فارسی اور عربی میں عشقی تخلص کرتے تھے۔ برج بھاشا کے بھی صاحب دیوان شاعر تھے پیمی تخلص کرتے تھے۔ آپ کے ہندی دیوان پیم پرکاس پر کئی لوگوں نے ڈاکٹریٹ حاصل کی ہے۔ آپ کی اور بھی کئی کتابیں تصوف میں مشہور ہیں۔ آپ کا آستانہ درگاہ شاہ برکت اللہ کے نام سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ (تاریخ خاندان برکات از حضرت اولاد رسول محمد میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۲۹۹) مخدوم شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے فرزند حضرت شاہ آل محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے مستجاب الدعوۃ بزرگ تھے۔ آپ کو بڑی سرکار یا سرکار کلاں کہا جاتا ہے۔ آپ کی ولادت اٹھارہ رمضان گیارہ سو گیارہ ہجری میں اودھ کے قصبہ بلگرام میں ہوئی۔ ابوالبرکات لقب مبارک ہے۔ اپنے والد گرامی حضور شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے چہیتے فرزند تھے۔ مکمل اٹھارہ برس تک آپ ریاضت اور مجاہدے میں مشغول رہے۔ تین سال کامل اعتکاف میں گزارے۔ جو کی روٹی سے افطار فرماتے تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ شدید ریاضت کے سبب آپ کے تالو میں گڑھا پڑ گیا تھا۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ مصنفہ مولٰینا عبد المجتبیٰ رضوی)

(۳۰۰) حضور تاجدار بغداد سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتوں شاہ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سات منکے بجھوائے تھے اور

کہلوایا تھا: یہی پیام یہی رسالہ۔ کہیو برکات مارہرہ والا۔ دراصل یہ اس خاندان میں سات قطبوں کے پیدا ہونے کی بشارت تھی۔ ان میں سے تیسرے قطب حضور اسد العارفین سیدنا شاہ حمزہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ پہلے دو قطب خود شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے فرزند اکبر شاہ آل محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ شاہ حمزہ کی ولادت چودہ ربیع الاخرسن گیارہ سو اکتیس ہجری کی ہے۔ گیارہ سال کی عمر تک اپنی جد کریم حضرت شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں زیر تربیت رہے۔ آپ کے کتب خانے میں مختلف علوم وفنون کی سولہ ہزار کتابیں تھیں جو آپ کے مطالعہ سے گزر چکی تھیں۔ تصوف سے آپ کو خاص لگاؤ تھا۔ اپنے دادا حضور صاحب البرکات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس بڑی شان سے کرتے تھے۔ سو سے زیادہ اقسام کے کھانے پکواتے۔ فارسی میں آپ کا تخلص عینی تھا۔ آپ کا منظوم کردہ قصیدہ غوثیہ دنیا بھر میں پڑھا جاتا ہے جس کا مطلع یہ ہے:

غوث اعظم بمن بے سروساماں مددے
قبلہ دیں مددے کعبہ ایماں مددے

شاہ حمزہ کا وصال چودہ محرم گیارہ سو اٹھانوے ہجری کو ہوا۔ (تاریخ خاندان برکات)

(۳۰۱) حضرت شمس الدین ابوالفضل سید آل احمد اچھے میاں مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت اٹھائیس رمضان گیارہ سو ساٹھ ہجری کو مارہرہ میں ہوئی۔ تاریخی نام سلطان مشائخ جہاں ہے۔ اپنے والد ماجد شاہ حمزہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد سجادہ برکاتیہ پر مسند نشین ہوئے۔ سن بارہ سو پینتیس ہجری میں اپنے وصال تک پورے سینتیس برس اس نورانی مسند کو زینت بخشی۔ آپ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں فنا تھے۔ دن بھر مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف رہتے اور رات بھر خالق کائنات کی خدمت میں سجدہ بندگی گزارتے۔ اپنے چھوٹے بھائی شاہ آل برکات ستھرے میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سب سے چھوٹے بیٹے شاہ غلام محی الدین امیر عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نامی کی نسبت سے اتنی محبت فرماتے تھے کہ جب تک انھیں دسترخوان پر نہ

بٹھا لیتے کھانا شروع نہ کرتے۔آپ نے الگ الگ علوم وفنون کا خلاصہ ایک کتابی صورت میں تیار کرایا جسے آئینِ احمدی کا نام دیا گیا۔یہ مجموعہ تیس یا ساٹھ جلدوں میں تھا۔(مدائح حضور نور مصنفہ مرحوم غلام شبّر بدایونی)

(۳۰۲)اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیرو مرشد خاتم الاکابر حضور سید شاہ آل رسول احمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے جد بزرگوار شمس مارہرہ حضور اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامتیں بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ہم انھیں آپا جان کہتے تھے۔ان دنوں ہمارا بچپن تھا۔ہم ان کی خدمت میں جاتے اور عرض کرتے: ہم نہانا چاہتے ہیں آپ پانی برسا دیجیے۔سرکار اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسکرا کر فرماتے: جاؤ پرنالوں سے کہو کہ آپا جان کہتی ہیں برس پڑو بچے نہائیں گے۔ہم پرنالوں کے نیچے جاتے اور کہتے: اے پرنالو! آپا جان نے کہلایا ہے برسنے لگو ہم نہائیں گے۔ہماری بات ختم ہوتے ہی پرنالوں سے پانی گرنا شروع ہوجاتا اور ہم جی بھر کے نہاتے۔پھر ہم دادا حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے اور کہتے: آپ نے ضرور اوپر اپنے آدمی بٹھا رکھے ہیں۔دادا حضرت فرماتے: جا کر دیکھ کیوں نہیں آتے۔ہم جب چھت پر جاتے تو کوئی نظر نہ آتا چھت اور پرنالے بدستور سوکھے ملتے۔(مدائح حضور نور۔غلام شبر بدایونی مرحوم)

(۳۰۳)حضرت شاہ غلام محی الدین امیر عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرکار آل احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے چہیتے بھتیجے تھے۔آپ کی ولادت بارہ سو تیئیس ہجری کی ہے۔اودھ کے نواب واجد علی شاہ کے والد نواب امجد علی شاہ کی سرکار میں نائب وزیر رہے۔ایک بار نواب امجد علی شاہ نے شاہ ایران کو کسی خط میں پیرو مرشد کے لقب سے مخاطب کیا۔وہاں سے عتاب نامہ آیا کہ تم نے ہمیں ایسے القاب سے کیسے مخاطب کیا جو صرف مولا علی کے لیے لکھا اور بولا جاتا ہے؟ نواب صاحب کافی پریشان ہوگئے۔تبھی حضرت امیر عالم نے ان سے فرمایا: لائیے اس عتاب نامہ کا جواب ہم لکھے دیتے ہیں۔آپ نے شاہ ایران کو لکھا: ہم نے تو صحیح لکھا تھا مگر آپ کے پڑھنے والے نے غلطی سے پیرِ و مرشد کی جگہ پیرو مرشد پڑھ

لیا۔نواب امجد علی شاہ اس بات پر بے حد خوش ہوئے اور اسی وقت اپنے دونوں بازو بند کھول کر حضرت امیر عالم کی نذر کردیے۔(نظمی)

(۳۰۴)خاندان برکات، مارہرہ شریف کے آخری قطب حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دادا اور مرشد حضور سیدنا شاہ آل رسول احمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک کرامت نقل کرتے ہیں کہ آپ کی روح مبارک کے پرواز کرنے کے بعد بھی آپ کے مبارک ہونٹوں کی حرکت بند نہ ہوئی اور یہ آپ کی وہی حالت تھی جو حیات مبارکہ میں اسم ذات پڑھنے کی وجہ سے آپ کا معمول اور عادت بن گئی تھی۔نوری میاں صاحب فرماتے ہیں: میں نے سر اور تھوڑی کو رومال سے باندھ دیا تھا مگر اس سے کچھ حاصل نہ ہوا۔آخر کار میں نے دل سے عرض کی تو حرکت بند ہوگئی۔غسل کے بعد پھر ہونٹوں کی حرکت شروع ہو گئی۔میں نے پھر عرض کی تو پھر حرکت بند ہوگئی۔دفن سے پہلے جب چہرہ مبارکہ کھولا تو پھر ہونٹوں کو حرکت میں دیکھا پھر عرض کیا تو حرکت بند ہوگئی۔(سراج العوارف)

(۳۰۵)حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت ۱۹ شوال بارہ سو پچپن ہجری کی ہے۔حضرت کا لقب میاں صاحب آپ کے دادا جان اور مرشد خاتم الاکابر شاہ آل رسول احمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرحمت فرمایا ہوا تھا۔آپ کا تاریخی نام مظہر علی تھا۔سرکار نور کے والد ماجد سید شاہ ظہور حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور شاہ آل رسول احمدی کے بڑے شہزادے تھے۔آپ کی روحانی تربیت جد کریم شاہ آل برکات ستھرے میاں اور والد ماجد حضور خاتم الاکابر کے سائے میں ہوئی۔بارہ برس کی عمر میں والد ماجد سے ہی بیعت اور خلافت حاصل ہوئی۔سرکار نور کا وصال گیارہ رجب سن تیرہ سو چوبیس ہجری کو مارہرہ شریف میں ہوا۔(اہل سُنّت کی آواز، خصوصی شمارہ اکابر مارہرہ حصہ دوم)

بارھواں باب: نماز، اذان اور وضو

(۱)شب معراج سے پہلے دو نمازیں فرض تھیں ایک غروب آفتاب سے پہلے اور ایک طلوع آفتاب سے پہلے۔ابن جوزی نے مقاتل بن سلیمان سے نقل کیا ہے کہ ابتدائے

اسلام میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر دو رکعتیں صبح کو اور دو رکعتیں شام کو فرض کی تھیں۔(سبل الھدیٰ والرشاد علامہ محمد بن یوسف صالحی' جلد دوم)

(۲) نماز کے اوقات سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے مقرر فرمائے۔(تفسیر نعیمی)

(۳) وضو کی آیت مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی لیکن وضو کی فرضیت کا حکم پہلی نماز کی فرضیت کے ساتھ دیا گیا۔حضور نبی کریم ﷺ نے بغیر وضو کے کوئی نماز ادا نہیں کی۔(ضیاء النبی' جلد دوم)

(۴) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک فرشتہ اس مرد یا عورت کے ساتھ رہتا ہے جو باوضو بستر پر جائے۔ یہ فرشتہ اس کے جاگنے تک اس کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ دعا کرتا رہتا ہے۔(ابن حبان)

(۵) حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص وضو کر کے بستر پر جائے اور رات کو اٹھکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے تو وہ دعا ضرور قبول کی جاتی ہے۔(ابوداؤد)

(۶) معراج کی شب رسول اللہ ﷺ پر نمازیں فرض کی گئیں۔ اس کے دوسرے دن زوال کے وقت اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا تا کہ وہ نبی کریم ﷺ کو نماز کے اوقات اور کیفیت نماز کے بارے میں فرمان خداوندی سے آگاہ کریں۔ چنانچہ دو روز جبرئیل امین علیہ السلام ہر نماز کے وقت تشریف لاتے رہے۔ وہ حضور ﷺ کی امامت کراتے اور صحابہ کرام کی نورانی جماعت ان اوقات میں اپنے ہادی و مرشد ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کرتی۔(ضیاء النبی جلد دوم)

(۷) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جبرئیل نے میری امامت کرائی بیت اللہ شریف کے پاس۔ امام شافعی' طحاوی اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہم کے الفاظ میں بیت اللہ شریف کے دروازے کے پاس دو مرتبہ۔ پہلے دن جبرئیل نے مجھے ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب

سورج ڈھلا اور سایہ صرف ایک تسمے کے برابر تھا۔ اور مجھے عصر کی نماز پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی ایک مثل ہو چکا تھا اور مجھے مغرب کی نماز پڑھائی جس وقت روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے۔ مجھے عشاء کی نماز پڑھائی جب شفق غائب ہوتی ہے اور مجھے صبح کی نماز پڑھائی جب روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے یعنی طلوع صبح صادق کے فوراً بعد۔ دوسرے دن پھر جبرئیل آئے اور انھوں نے مجھے اس وقت ظہر کی نماز پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی ایک مثل کے برابر ہو چکا تھا۔ اور عصر کی نماز پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کی دو مثل ہو چکا تھا۔ مغرب کی نماز پڑھائی جس وقت روزہ دار افطار کرتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھائی جب رات کا پہلا تیسرا حصہ گزر چکا تھا اور مجھے صبح کی نماز پڑھائی جب صبح کی روشنی پھیل چکی تھی۔ پھر جبرئیل میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: یا محمد! آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی نمازوں کا یہی وقت تھا اور ہر نماز کا وقت ان وقتوں کے درمیان ہے جن میں دو روز میں نے آپ کی جماعت کرائی ہے۔(سبل الھدیٰ والرشاد مصنفہ امام یوسف الصالحی الشامی' جلد سوم)

(۸) چاند گرہن کی نماز صلوٰۃ الخسوف کا آغاز ۵ ہجری ماہ جمادی الثانی سے ہوا۔(ضیاء النبی جلد چہارم)

(۹) ایک روز ہادی برحق ﷺ مسجد میں تنہا تشریف فرما تھے تبھی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور پاس آبیٹھے۔ رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابوذر مسجد میں حاضری کے کچھ آداب ہیں۔ انھوں نے عرض کیا وہ کیا ہیں؟ فرمایا: جب مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت نماز ادا کرو۔ چنانچہ حضرت ابوذر اٹھے اور دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کیں۔(ضیاء النبی جلد چہارم)

(۱۰) قبلے کی تبدیلی کا حکم رجب یا شعبان سن دو ہجری میں نازل ہوا۔ نبی اکرم ﷺ بشر بن براء بن معرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر دعوت میں گئے ہوئے تھے وہاں ظہر کا وقت ہو گیا اور لوگوں کو نماز پڑھانے کھڑے ہوئے۔ دو رکعتیں پڑھا چکے تھے کہ تیسری رکعت میں یکا یک وحی کے ذریعے تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا اور اسی وقت آپ اور آپ کی اقتدا میں تمام لوگ بیت

المقدس سے کعبہ کی طرف پھر گئے۔اس کے بعد مدینہ اور اطراف میں عام منادی کرادی گئی۔ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک جگہ منادی کی آواز اس حالت میں پہنچی کہ لوگ رکوع میں تھے حکم سنتے ہی سب کے سب اسی حالت میں کعبہ کی طرف مڑ گئے۔خیال رہے کہ بیت المقدس مدینہ کے شمال میں ہے جب کہ کعبہ جنوب میں ہے۔لہذا قبلہ تبدیل کرنے میں رسول اکرم ﷺ کو چل کر مقتدیوں کے آگے آنا پڑا ہوگا اور مقتدیوں کو صرف رخ ہی نہ بدلنا پڑا ہوگا بلکہ کچھ نہ کچھ انھیں بھی چل کر اپنی صفیں درست کرنی پڑی ہوں گی۔(اطلس سیرت نبوی)

(۱۱) مسجد قبلتین کو مسجد بنی سلمہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ بنو سلمہ کے محلہ میں واقع ہے۔یہ مسجد بیر رومہ کے قریب ہے۔اسے مسجد قبلتین اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں ایک نماز دو قبلوں کی طرف (منہ کرکے) پڑھی گئی تھی۔کچھ نماز بیت المقدس کی طرف اور کچھ بیت اللہ کی طرف۔(اطلس سیرت نبوی)

(۱۲) فجر کی نماز حضرت آدم علیہ السلام نے پڑھی جب آپ کی توبہ قبول ہوئی۔ظہر کی نماز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پڑھی حضرت اسماعیل کا فدیہ دنبے کی صورت میں آنے پر۔عصر کی نماز حضرت عزیر نے پڑھی جب سو برس کے بعد آپ زندہ ہوئے۔مغرب کی نماز حضرت داؤد علیہ السلام نے پڑھی اپنی توبہ قبول ہونے پر مگر چار رکعت کی نیت باندھی تھی تین رکعت پر سلام پھیر دیا کیونکہ تھک گئے تھے لہذا مغرب میں تین رکعتیں ہی رہ گئیں۔عشاء کی نماز ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ نے پڑھی۔کچھ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھی جب آگ لینے طور پر گئے وہاں نبوت مل گئی۔واپسی میں اپنی بیوی کو خیریت سے پایا کہ بچہ پیدا ہو چکا تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مرد کی نماز مسجد میں باجماعت گھر میں اور بازار میں پڑھنے سے پچیس درجہ بڑھ کر ہے اور یہ یوں ہے کہ جب اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے لیے نکلا تو جو قدم چلتا ہے اس کا درجہ بلند ہوتا ہے اور

گناہ مٹتا ہے اور جب وہ نماز پڑھتا ہے تو ملائکہ اس پر برابر درود بھیجتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اپنے مصلے پر ہے اور وہ ہمیشہ نماز میں ہے جب تک نماز کا انتظار کر رہا ہے۔(مسلم' ابوداؤد' ابن ماجہ' ترمذی)

(۱۴) نسائی میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص اچھی طرح وضو کر کے فرض نماز کو گیا اور مسجد میں نماز پڑھی اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

(۱۵) حضور انور ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز چھوڑ دی گویا اس کا مال اور اہل و عیال سب کچھ ختم ہوگیا۔(طبرانی)

(۱۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص صدق دل اور اعتقاد صحیح کے ساتھ رمضان میں قیام کرلے یعنی تراویح پڑھے تو اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔(مسلم شریف)

(۱۷) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم صحابہ کرام حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔(بیہقی)

(۱۸) حدیث شریف میں ہے کہ شرعی سبب سے اگر مصلی امام سے ناراض ہوں تو ایسے امام کے پیچھے نماز مقبول نہیں ہوتی۔(بحوالہ درمختار مع شامی جلد اوّل)

(۱۹) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت کی نماز گھر کے اندر (دالان) میں افضل ہے اس کی نماز سے جو صحن میں ہو اور اس کی نماز اندر کی کوٹھری میں بہتر ہے اس کی نماز سے جو دالان میں ہو۔(ابوداؤد 'مشکوٰۃ شریف)

(۲۰) دُرِّ مختار میں ہے کہ قرآن شریف میں دیکھ کر نماز پڑھنا یا دیکھ کر سننا دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہوجاتی ہے۔(ردالمحتار جلد اوّل)

(۲۱) ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جنت میں اس مرد یا عورت کے لیے ایک گھر تعمیر کرتا ہے جو مغرب کی نماز کے بعد بیس رکعت نفل ادا کرتا ہے۔ (ترمذی)

(۲۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام رکوع کرنے کے بعد **سمع اللہ لمن حمدہ** کہہ کر سر اٹھائے تو تم کہو **ربنا لک الحمد**۔ جو شخص اس طرح کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے سارے پچھلے گناہ معاف فرما دے گا۔ (بخاری شریف، مالک)

(۲۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان لوگوں پر جو صف کی خالی جگہوں کو پُر کر دیتے ہیں۔ (احمد، ابن ماجہ)

(۲۴) ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی صف کی خالی جگہ کو پُر کر دے اللہ تعالیٰ اس کے درجہ کو بلند فرمائے گا اور جنت میں اس کے لیے گھر تعمیر فرمائے گا۔ (طبرانی)

(۲۵) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ کی بارگاہ میں سب سے پسندیدہ قدم اس آدمی کا ہے جو چل کر صف کی خالی جگہ کو پُر کر دے۔ (ابوداؤد)

(۲۶) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی صف کو پُر کر دیا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے جوڑ دے گا اور جس نے صف کو کاٹ دیا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے کاٹ دے گا۔ (نسائی)

(۲۷) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو نمازی فجر نماز کے بعد اپنی جگہ بیٹھا رہے اور دس مرتبہ یہ پڑھے: **لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہُ الملک و لہ الحمد یحیی و یمیتُ بیدہ الخیر و ھو علیٰ کلِّ شیئٍ قدیر**۔ تو وہ شیطان کی شرارت سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کے دس درجے بڑھائے جاتے ہیں اور اس کے

نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔ (ترمذی شریف)

(۲۸) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص چاشت کی دو رکعت پڑھتا ہے اس کا نام غافلوں میں نہیں لکھا جاتا اور جو شخص چار رکعت چاشت پڑھے اس کا نام پاکباز اور مصلین میں لکھا جاتا ہے اور چھ رکعت چاشت پڑھنے والا دن بھر ہر طرح کے رنج و غم سے محفوظ رہتا ہے، اس کا نام پرہیزگاروں میں درج کیا جاتا ہے۔ اور جو شخص چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھے اس کے لیے (جنت میں) ایک محل تعمیر کیا جاتا ہے۔ (طبرانی)

(۲۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ پہلا جو کسی قوم کی امامت کے لیے آگے بڑھے اس حال میں کہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں۔ دوسرا جو آدمی نماز کو بلا عذر قضا کرنے کے بعد پڑھے اور تیسرا وہ شخص جو آزاد آدمی کو اپنا غلام بنالے۔ (ابوداؤد)

(۳۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی نماز اسے بے حیائی اور برائی سے نہ روکے اس کی نماز کوئی نماز نہیں ہے۔ (الحدیث)

(۳۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ کھلے طور پر نماز پڑھتا ہے تو خوب اچھی طرح پڑھتا ہے اور جب پوشیدہ طور پر پڑھتا ہے تب بھی اچھی طرح پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ سچا ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

(۳۲) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: جس شخص نے کوئی کپڑا دس درہم میں خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا ہے تو جب تک اس کے جسم پر وہ کپڑا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔ (احمد، مشکوٰۃ)

(۳۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے پیٹ میں حرام ہو۔ (احیاء العلوم)

(۳۴) حضرت روابصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے صفائی و پاکیزگی کے تمام مسائل دریافت کیے ہیں یہاں تک کہ اس میل کے بارے میں پوچھا ہے جو ناخنوں کے اندر ہوا کرتا ہے۔حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا: مشتبہ کام کو غیر مشتبہ کام کے مقابلے میں ترک کر دیا کرو۔(ترمذی)

(۳۵) حضرت معاویہ بن الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر رہا تھا کہ کسی کو چھینک آ گئی۔ میں نے یرحمک اللہ کہہ دیا۔لوگ مجھے گھور گھور کر دیکھنے لگے۔ میں نے کہا میری کیا شامت آ گئی؟ مجھے تم لوگ اس طرح کیوں گھور گھور کر دیکھ رہے ہو؟ بس لوگوں نے اپنی رانوں پر ہات مارنا شروع کر دیا۔پھر جب میں نے محسوس کیا کہ لوگ مجھے خاموش کرنا چاہتے ہیں تو میں خاموش ہو گیا۔جب حضور ﷺ نماز پڑھ چکے تو میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں۔ میں نے آپ ﷺ سے بہتر تعلیم دینے والا معلم نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ بخدا نہ مجھے جھڑ کا نہ مارا اور نہ گالی دی بلکہ فرمایا: دیکھو نماز نام ہے تسبیح و تکبیر اور تلاوت قرآن کا اس لیے اس میں عام انسانی گفتگو زیب نہیں دیتی۔بس اسی قسم کی باتیں حضور ﷺ نے فرمائیں۔(مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

(۳۶) حضرت حکم بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے جمعہ میں حضور ﷺ کا وعظ سنا۔اس وقت رسول اللہ ﷺ عصا یا کمان پر ٹیک لگائے ہوئے کھڑے تھے۔پہلے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور اس کی تعریف کی چند ہلکے پھلکے اور پاکیزہ کلمات ارشاد فرمائے پھر فرمایا: لوگو تمھیں جو احکام دیے جاتے ہیں ان کی پوری تعمیل تمھاری قدرت سے باہر ہے البتہ عمل میں میانہ روی قائم رکھو اور خوش رہو۔(ابوداؤد)

(۳۷) حضرت ابو رفاعۃ العدوی رضی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ خطبہ جمعہ فرما رہے تھے۔ میں اسی موقع پر حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! یہ غریب الدیار دین کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہے۔اسے معلوم نہیں دین کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ خطبہ چھوڑ کر میرے پاس ہی تشریف لے آئے۔ایک آہنی پایوں کی کرسی پر بیٹھ کر مجھے سمجھاتے رہے اور

پھر خطبہ کے لیے واپس تشریف لے گئے۔(مسلم، نسائی)

(۳۸) رسول اللہ ﷺ (بعض اوقات) اتنا قیام فرماتے کہ آپ کے پائے مبارک سوج جاتے تھے۔آپ سے عرض کیا گیا کہ حضور آپ کے رب نے آپ کو تمام گناہوں سے مامون کر رکھا ہے پھر قیام میں اتنا انہماک کیوں ہے؟ فرمایا: کیوں میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ (ترمذی، نسائی، شیخین)

(۳۹) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ جب کوئی نفل نماز پڑھتے تو اس کی مداومت کو پسند فرماتے تھے اور جب نیند یا کسی تکلیف کی وجہ سے قیام لیل نہ ہو سکتا تو دن کے وقت بارہ رکعتیں ادا فرما لیتے۔ جہاں تک مجھے علم ہے حضور ﷺ نے ایک رات میں پورا قرآن کبھی نہیں پڑھا اور کسی رات میں صبح تک قیام نہیں فرمایا اور رمضان کے سوا کسی پورے ماہ کے روزے نہیں رکھے۔(مسلم، ابوداؤد، نسائی)

(۴۰) کعبہ کو منہ کرنے کے یہ معنی نہیں کہ کعبہ ناک کی سیدھ میں رہے بلکہ پیشانی کا کوئی حصہ اس طرف ہونا کافی ہے۔لہذا کوئی شخص اگر نصف زاویہ قائمہ یعنی پینتالیس ڈگری سے کم کعبہ سے ہٹ کر نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی۔(تفسیر نعیمی)

(۴۱) چار صورتوں میں غیر قبلہ کی طرف نماز ہو جاتی ہے: (۱) نمازی جنگل یا اندھیرے میں ہو اور سمت قبلہ کا پتہ نہ چلے اس صورت میں جدھر دل گواہی دے ادھر منہ کر کے نماز پڑھ لے۔(۲) مسافر سواری پر نفل پڑھے تو نیت کے وقت کعبہ کو رخ کرے پھر جدھر بھی رخ ہو جائے نماز پڑھتا رہے۔(۳) سخت جنگ کی حالت میں جب کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا موقع نہ ملے۔(۴) لشکر کے بھاگتے وقت کہ جب خدانخواستہ اسلامی لشکر شکست کھا کر بھاگے اور وقت نماز آ جائے۔(تفسیر نعیمی)

(۴۲) یہودیوں کی نماز میں رکوع نہیں ہوتا۔(تفسیر نعیمی)

(۴۳) ساری عبادتوں میں نماز کا درجہ سب سے افضل ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۴۴) کچھ مفسروں کا قول ہے کہ اسلام کے شروع میں ہر نماز کے لیے الگ وضو

فرض تھا بعد میں منسوخ ہوگیا۔ اور جب تک حدث یعنی پیشاب یا پاخانہ واقع نہ ہو ایک ہی وضو
سے فرائض اور نوافل پڑھے جاسکتے ہیں۔ (نزہۃ القاری)

(۴۵) رسول اکرم ﷺ سے سال میں پانچ چلے مروی ہیں: (۱) ایک چلہ حضرت
آدم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جمادی الاخریٰ کی بیس تاریخ سے ماہ رجب کے ختم
تک۔ (۲) ایک چلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شعبان کی بیس تاریخ سے عید الفطر کی رات
تک۔ (۳) ایک چلہ حضرت یونس علیہ السلام کا ذی الحجہ کی پندرہویں سے محرم الحرام کی پچیس
تک۔ (۴) ایک چلہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا یکم ذی القعدہ کی رات سے لے کر عید
الاضحیٰ کی رات تک۔ (۵) ایک چلہ خود سرکار دو عالم ﷺ کا اپنا رمضان کی بیس تاریخ سے ماہ
شوال کے آخر تک۔ (سبع سنابل شریف)

(۴۶) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم حبشہ کی طرف
ہجرت سے پہلے مکہ میں نماز کی حالت میں حضور ﷺ کو سلام کرتے تھے اور آپ جواب دیتے
تھے۔ جب ہم حبشہ کی ہجرت سے واپس آئے پھر ہم نے سلام کیا تو آپ ﷺ نے جواب
نہیں دیا بلکہ نماز سے فارغ ہوکر ارشاد فرمایا کہ اللہ نے نماز کی حالت میں سلام کلام سے منع
فرمایا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۷) اسلام کے شروع میں معراج سے پہلے تیرہ برس تک کوئی عبادت نہ تھی صرف
حضور کو ماننا عبادت تھا۔ اس وقت فوت ہونے والے مومن سب جنتی تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۸) علماء فرماتے ہیں کہ دوسری مسجدوں میں پہلی صف کا دایاں حصہ بائیں سے
افضل ہوتا ہے مگر مسجد نبوی میں بایاں حصہ دائیں سے افضل ہے کیونکہ وہ روضہ مطہرہ سے قریب
ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۹) ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوا اور اس نے ہلکی نماز پڑھی اس پر حضرت علی
کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اس پر کوڑا لے کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا: نماز دوہرا۔ اس نے نماز
اطمینان سے دوہرائی پھر انہوں نے اس سے پوچھا کہ یہ بہتر ہے یا پہلی نماز؟ اس نے جواب

دیا: پہلی نماز کیونکہ وہ میں نے خدا کے لیے پڑھی تھی اور یہ کوڑے کے خوف سے پڑھی ہے۔
(تفسیر نعیمی)

(۵۰) شرح مہذب میں ہے کہ جو شخص روزہ اور نماز میں سے کسی کی کثرت کرنا چاہے تو
نماز کی کثرت افضل ہے البتہ ایک دن کا روزہ دو رکعت نماز سے افضل ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۱) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد سن ایک
ہجری میں خواب میں اذان دیکھی۔ وہی اذان اسلام میں رائج ہوئی۔ (بخاری)

(۵۲) اسلام میں پہلے صرف توحید کا عقیدہ فرض ہوا پھر سورہ مزمل والی نماز یعنی رات
کی پھر پنجگانہ نماز کے فرض ہونے کے بعد رات کی نماز کی فرضیت منسوخ ہوگئی پھر ہجرت کے
بعد روزے اور زکوٰۃ وغیرہ فرض ہوئے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۳) فقہ کے ماہروں کا قول ہے کہ سورج چمکنے سے بیس منٹ تک سجدہ حرام ہے۔
(تفسیر نعیمی)

(۵۴) کچھ علماء نے کہا ہے کہ سجدہ ایک لاکھ بیس ہزار برس کی عبادت کے برابر ہے
اور یہ اس لیے کہ ابلیس نے جب کہ وہ جنت کا خازن تھا اللہ تعالیٰ کی چالیس ہزار برس عبادت
کی تھی اور چالیس ہزار برس فرشتوں کا استاد رہا تھا اور چالیس ہزار برس زمین میں جہاد کرتا رہا
تھا۔ جب اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو ایک سجدہ نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی ساری
عبادت اس کے منہ پر ماردی۔ (تحفۃ الواعظین)

(۵۵) سب سے پہلے اذان حضرت جبرئیل علیہ السلام نے معراج کی رات بیت
المقدس میں دی جب حضور ﷺ نے سارے انبیاء کی نماز کی امامت فرمائی مگر مسلمانوں میں
ہجرت کے بعد شروع ہوئی۔ سب سے پہلے فجر کے وقت اذان دی گئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۶) حضور ﷺ کے چار مؤذن تھے۔ پہلے حضرت بلال بن رباح۔ ان کی والدہ کا
نام حمامہ تھا۔ یہ اسلام کے پہلے مؤذن ہیں۔ سن بیس ہجری میں دمشق میں وصال فرمایا۔
دوسرے ابن مکتوم۔ ان کا نام عمر تھا اور اکثر کے نزدیک یہ مدینہ منورہ میں اذان دیا کرتے

تھے۔تیسرے سعد بن عائذ۔ یہ عمار بن یاسر کے آزاد کردہ غلام تھے۔ یہ مسجد قبا میں اذان دیتے تھے۔چوتھے ابومحضورہ۔ان کا نام سلیمان تھااور کچھ نے جابر بتایا ہےاور کچھ نے سمرہ بن معیر کہاہے۔(تفسیرنعیمی)

(۵۷) نماز کے علاوہ نوجگہ اذان کہنا مستحب ہے: بچے کے کان میں' آگ لگتے وقت' جنگ میں' جنات کے غلبہ کے وقت' غم زدہ اور غصہ والے کے کان میں' مسافر جب راستہ بھول جائے' مرگی والے کے پاس' میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر۔(تفسیرنعیمی)

(۵۸) اگر پوری قوم کی نماز رہ جائے تو قضا با جماعت ادا کی جائے گی اور اس کے لیے اذان اور اقامت بھی ہوگی۔(تفسیرنعیمی)

(۵۹) تہجد کم سے کم دو رکعتیں یا چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں ہیں۔سُنّت یہ ہے کہ دو دو رکعت کی نیت سے پڑھی جائے۔جو شخص تہجد کی نماز کا عادی ہو اس کے لیے تہجد چھوڑنا مکروہ ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۶۰) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جس کی نماز اسے بے حیائی اور ممنوعات سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۶۱) نماز میں ساری مخلوقات کی عبادت جمع ہے۔وہ اس طرح کہ درخت ہر وقت قیام میں ہیں' چوپائے رکوع میں' سانپ بچھو وغیرہ ہر وقت سجدے میں اور مینڈک وغیرہ ہر وقت قعدے میں۔(تفسیرنعیمی)

(۶۲) ہمیشہ وضو سے رہنے والا آدمی دماغی بیماریوں میں کم مبتلا ہوتا ہے۔اور نماز کا پابند شخص تلّی کی بیماریوں اور جنون وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۶۳) مسجد کی جھاڑو جنت کی حوروں کا مہر ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۶۴) نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: جب انسان وضو میں ہات دھوتا ہے تو اس کے ہاتوں کے کیے ہوئے گناہ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں اور جب کلی کرتا ہے تو منہ کے کیے ہوئے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جب منہ دھوتا ہے تو آنکھوں سے کیے ہوئے

سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور جب سر کا مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ (بدگمانی اور برے خیالات وغیرہ) معاف ہوجاتے ہیں۔ جب پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کے کیے ہوئے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔(تفسیرنعیمی)

(۶۵) اذان کی شروعات سن ایک ہجری میں ہوئی۔اذان کے جو کلمات آج کل ادا کیے جاتے ہیں وہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں عطا ہوئے۔(تفسیر نعیمی)

(۶۶) سن دو ہجری ماہ شعبان روز دوشنبہ نماز ظہر سے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔کچھ روایتوں میں آیا ہے کہ ۱۵ رجب سن دو ہجری دوشنبہ کے دن قبلہ تبدیل کیا گیا۔(تفسیرنعیمی)

(۶۷) وضو کی آیت نماز فرض ہونے کے برسوں بعد نازل ہوئی مگر حضور صحابہ کرام کو وضو کا قانون پہلے ہی سکھا چکے تھے۔نماز ہجرت سے دو سال پہلے شب معراج میں فرض ہوئی مگر وضو کی آیت سورہ مائدہ میں آئی۔سورہ مائدہ کا نزول سن پانچ ہجری میں شروع ہوا۔ان سات آٹھ برسوں میں مسلمانوں نے نمازیں وضو کے بنا نہیں پڑھیں۔اس زمانے میں قرآن نے وضو نہیں کرایا بلکہ حضور ﷺ نے وضو کرایا۔(تفسیرنعیمی)

(۶۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز جنت کی کنجی ہے اور نماز کی کنجی طہارت۔(تفسیرنعیمی)

(۶۹) حدیث میں ہے کہ ہر چیز کی ایک علامت ہوتی ہے۔ایمان کی علامت نماز ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۷۰) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو بندہ نماز پڑھ کر اس جگہ جب تک بیٹھا رہتا ہے' فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں' اس وقت تک کہ وہ شخص بے وضو ہو جائے یا اٹھ کھڑا ہو۔(تفسیرنعیمی)

(۷۱) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے چالیس دن فجر اور عشاء کی نماز جماعت

کے ساتھ پڑھی اسے اللہ تعالیٰ دو براتیں (چھٹکارے) عطا فرمائے گا۔ایک نار سے دوسرے نفاق سے۔(تحفۃ الواعظین)

(۷۲) جوشخص سال بھر اذان کہے اور اس پر اجرت طلب نہ کرے تو قیامت کے دن وہ بلایا جائے گا اور جنت کے دروازے پر کھڑا کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا جس کے لیے تو چاہے شفاعت کر۔(تحفۃ الواعظین)

(۷۳) حدیث میں ہے کہ مؤذنوں کا حشر یوں ہوگا کہ جنت کی اونٹنیوں پر سوار ہوں گے۔ان کے آگے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔سب کے سب اونچی آواز سے اذان کہتے ہوئے آئیں گے۔لوگ ان کی طرف نظر کریں گے۔ پوچھیں گے: یہ کون لوگ ہیں؟ کہا جائے گا: یہ امت محمدیہ کے مؤذن ہیں۔لوگ خوف میں ہیں اور ان کو خوف نہیں۔ لوگ غم میں ہیں اور انھیں غم نہیں۔(تحفۃ الواعظین)

(۷۴) نبیء کریم ﷺ نے فرمایا اذان اور اقامت کے بیچ کی دعا رد نہیں کی جاتی۔(تحفۃ الواعظین)

(۷۵) حدیث میں ہے کہ جس نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اس نے گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اس نے گویا پوری رات قیام کیا۔(تحفۃ الواعظین)

(۷۶) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: باجماعت نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ افضل ہے۔(بخاری شریف)

(۷۷) رسول معظم ﷺ نے فرمایا: مردوں کی صفوں میں بہتر پہلی صف ہے اور سب سے کم تر پچھلی صف ہے۔عورتوں کی صفوں میں بہتر پچھلی ہے اور کم تر پہلی۔(تفسیر نعیمی)

(۷۸) امام ابو داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک باجماعت نماز پڑھنا فرض ہے۔(سبع سنابل شریف)

(۷۹) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: وضو مومن کا محافظ ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۸۰) جو شخص ہمیشہ وضو سے رہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سات خصلتوں کی عزت بخشتا ہے: (۱) فرشتے اس کی صحبت سے رغبت رکھتے ہیں۔(۲) اعمال کے لکھنے والوں کا قلم ہمیشہ ثواب لکھنے میں جاری رہتا ہے۔(۳) اس کے بدن کے تمام اعضاء تسبیح کرتے ہیں۔(۴) اس سے پہلی تکبیر فوت نہیں ہوتی۔(۵) فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں اس کے سوتے وقت دیو اور پریوں سے۔(۶) اللہ تعالیٰ اس پر جان نکلنے کی مشکل آسان کردیتا ہے۔(۷) وہ اللہ تعالیٰ کی امان میں رہتا ہے جب تک وضو سے رہے۔(سبع سنابل شریف)

(۸۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کسی کو مصیبت پہنچے اور وہ بے وضو ہو تو وہ ملامت نہ کرے مگر اپنے نفس کو۔(بخاری)

(۸۲) بزرگوں کا قول ہے کہ جسم کی نماز آدمی کو گناہوں اور ممنوعات سے روکتی ہے، نفس کی نماز بری عادتوں اور برے تعلقات سے منع کرتی ہے، دل کی نماز فضول باتوں کے ظہور اور غفلت میں پڑے رہنے سے روکتی ہے، روح کی نماز غیروں کی طرف متوجہ ہونے سے روکتی ہے، سرّی نماز ماسوای اللہ کی طرف التفات سے روکتی ہے اور نماز خفی سالک کو دوئی کے شہود اور انانیت سے گزار دیتی ہے۔(سبع سنابل شریف)

(۸۳) مغرب اور عشاء کے درمیان جاگنا سنّت مؤکدہ ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۸۴) حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ مسجد سے نکل رہے تھے کہ شیطان آپ کو مل گیا۔آپ نے فرمایا: مسجد کی طرف آنے کا سبب کیا ہے؟ شیطان بولا: خدا لے آیا۔حضور ﷺ نے فرمایا: کیا کام تھا؟ بولا: تا کہ آپ مجھ سے کچھ سوال کریں۔ابن عباس کا قول ہے کہ اوّل آپ ﷺ نے یہ پوچھا: اے ملعون تو میری امت کو جماعت کی نماز سے کیوں روکتا ہے؟ بولا: جب آپ کی امت جماعت سے نماز پڑھنے کا ارادہ کرتی ہے تو مجھے بخار چڑھ آتا ہے جو اس وقت تک نہیں اترتا جب تک کہ نمازی اپنے اپنے گھروں کو نہ سدھاریں۔آپ نے فرمایا: قرآن پڑھنے سے کیوں روکتا ہے؟ جواب

دیا: میں قرآن پڑھتے وقت رانگے کی طرح پگھل جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: جہاد سے کیوں روکتا ہے؟ عرض کیا: جب مسلمان جہاد کو نکلتے ہیں تو ان کی واپسی تک میرے پاؤں میں بیڑیاں پڑجاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا: حج سے کیوں روکتا ہے؟ شیطان بولا: جب لوگ حج کا سفر کرتے ہیں تو میری گردن میں طوق پڑ جاتا ہے اور جب کوئی صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو میرے سر پر آرہ رکھ دیا جاتا ہے جو لکڑی کی طرح مجھے بیچ سے چیر ڈالتا ہے۔ (زہرۃ الریاض)

(۸۵) پندرہ شعبان سن دو ہجری چار رکعت والی نماز ظہر یا عصر کے وقت دو رکعت کے ختم کے بعد نماز کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ امامت بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل میں منتقل ہو چکی ہے لہذا قبلہ اوّل بیت المقدس کے بجائے بیت اللہ قبلہ مقرر ہونے کا حکم صادر ہو جاتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ تبھی حضرت جبرئیل امین علیہ السلام تحویل قبلہ کا حکم لے کر حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے باقی کی دو رکعتیں بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف گھوم کر ادا فرمائیں جس کی وجہ سے پہلی صف آخری اور آخری صف پہلی بن گئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۶) سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے استوانہ حنانہ کو زندگی کی دعا دینی چاہی کہ لوگ اس کے پھل کھائیں مگر اس نے قبول نہ کیا۔ جنت میں جانا بھی منظور نہ کیا بلکہ درخواست کی: یا رسول اللہ آپ نماز پڑھانے مصلے پر یا خطبے کے لیے منبر پر تشریف فرما ہوں گے لہذا مجھے منبر اور مصلے کے بیچ دفن کرا دیجیے تاکہ میں ہر حال میں قدم مبارک کے نیچے رہ سکوں۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۷) صبح کی سُنّت اور فرض کے بیچ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی میم کے ساتھ الحمدللہ کا لام ملا کر چالیس روز تک پڑھنا دنیاوی مرادوں کے حصول کے لیے بہترین نسخہ ہے۔ (مجموعہ اعمال)

(۸۸) جب فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں عرض کیا تھا: کیا تو زمین میں ایسے کو مقرر کرتا ہے جو اس میں فساد پیدا کرے گا تو ان پر اللہ تعالیٰ کا

غضب ہوا۔ پھر کچھ فرشتوں کو ہلاک کر ڈالا اور کچھ کی توبہ قبول کر لی۔ چنانچہ انہی میں سے منکر نکیر ہیں اور ان کو اس چشمے میں وضو کرنے کا حکم دیا جو عرش کے نیچے سے نکلا ہے۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انھیں دو رکعت نماز پڑھائی۔ یہ وضو اور باجماعت نماز کی اصل ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۹) نماز جنازہ باجماعت چار تکبیروں کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شروع فرمائی۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۰) اذان کے لیے سب سے پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مینار تعمیر کرایا۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۱) زمانہ رسالت میں آج کل کی مسجدوں کی طرح محراب کی علامت نہیں تھی بلکہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولید بن عبدالملک کی طرف سے مدینہ کے گورنر تھے تو مسجد نبوی کی تعمیر کے سلسلے میں محراب بنوائی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۲) اسلام کی تاریخ میں حضرت اسد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے شخص تھے جنھوں نے مدینہ میں جمعہ قائم کیا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد جب جمعہ کی اذان ہوتی تو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان پر رحمت کی دعا کرتے تھے۔ ان کے بیٹے نے ایک روز اس کی وجہ پوچھی تو بولے کہ وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے ہمیں جمعہ کے لیے جمع کیا۔ اس وقت ہماری تعداد صرف چالیس تھی۔ (ابوداؤد)

(۹۳) حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن اور رات میں چوبیس گھنٹے میں کوئی گھنٹہ ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے چھ لاکھ لوگوں کو آزاد نہ کرتا ہو جن پر جہنم واجب ہو گیا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۴) پنج گانہ نماز میں پہلی صف کو اور جنازے کی نماز میں آخری صف کو تمام صفوں پر فضیلت حاصل ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۵) محراب کے معنی ہیں آلہ حرب یعنی لڑنے کا ہتھیار۔ مسجد کو بھی محراب کہتے ہیں

کیونکہ وہ شیطان سے لڑنے کی جگہ ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۹۶) مسجد حرام (مکہ مکرمہ) میں نمازی کے سامنے سے گزرنا گنہگار نہیں بناتا مگر یہ حکم مسجد نبوی کے لیے نہیں ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۹۷) نماز بنا وضو نہیں ہوتی مگر اذان وضو کے بغیر دی جا سکتی ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۹۸) وضو کے بعد دو مختصر رکعتیں پڑھنا مستحب ہے چاہے جو وقت ہو۔(مکروہ اوقات کے علاوہ)۔اور اس میں تحیۃ الوضو کی نیت کرے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے جس میں وہ اپنے جی میں سوائے خیر کے اور بات نہ کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۹۹) وضو میں چار اعضاء کا دھونا فرض ہوا۔اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ممنوعہ درخت کی طرف اپنے دونوں پیروں سے چل کر گئے تھے۔دونوں آنکھوں سے اسے دیکھا تھا' دونوں ہاتوں سے اس میں سے لیا تھا اور اس کے پتے ان کے سر سے چھو گئے تھے۔(نزہۃ المجالس)

(۱۰۰) ایک بار حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ان کے پاس ایک سونے کا تخت تھا جس کے پائے چاندی کے تھے اور اس میں جگہ جگہ یاقوت اور موتی جڑے ہوئے تھے اور اس پر سندس اور استبرق کا فرش بچھا ہوا تھا۔مکہ کے پہاڑی علاقہ میں آ کر زمین پر ٹھہرے اور حضرت نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا اور اس تخت پر بٹھایا۔اس وقت ان کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے۔حضرت جبرئیل علیہ السلام نے زمین پر اپنا بازو جو مارا تو پانی کا ایک چشمہ جاری ہو گیا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وضو کیا اس طرح کہ اپنے اعضا تین تین بار دھوئے' تین بار کلی کی' تین بار ناک میں پانی ڈالا پھر پڑھا: اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ اِنَّکَ مُحَمَّدُ رسولُ اللّٰہِ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ (یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بے شک آپ محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں۔آپ کو حق کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔) پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ

سے کہا: اٹھیے اور آپ بھی ایسا ہی کیجیے جیسا کہ میں نے کیا ہے۔چنانچہ حضور ﷺ نے بھی ویسا ہی کیا۔اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے کہا: جو آپ کی طرح یہ عمل کرے گا اس کے سارے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور اس کا گوشت اور خون دوزخ پر حرام ہو جائے گا۔(نزہۃ المجالس)

(۱۰۱) خطیب کو خطبہ کی حالت میں خطبہ کے علاوہ بات چیت کرنی جائز ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۰۲) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جو عرش کے نیچے قائم ہے۔اس کے چالیس ہزار سینگ ہیں۔ایک سینگ سے دوسرے سینگ تک ہزار برس کی راہ ہے۔ہر سینگ پر فرشتوں کی چالیس ہزار صفیں ہیں۔یہ فرشتہ جمعہ کے دن سجدہ کرتا ہے اور دعا مانگتا ہے کہ الٰہی امت محمدیہ میں جو شخص جمعہ ادا کرے اس کے گناہ معاف کر دے۔اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے جمعہ کی نماز ادا کرنے والوں کو بخش دیا۔(کنز الاخبار)

(۱۰۳) عورتوں کے لیے ہمیشہ فجر کی نماز اوّل وقت میں پڑھنا مستحب ہے باقی نمازوں میں بہتر ہے کہ مردوں کی جماعت کا انتظار کریں۔جب جماعت ہو جائے تب پڑھیں۔(دُرِّمختار' فتاویٰ رضویہ جلد دوم)

(۱۰۴) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب تراویح کو باجماعت کر دیا تو امام ایک ایک رکعت میں سو سو آیتیں پڑھتا تھا۔اس لیے صحابہ کرام کھڑے کھڑے اس قدر تھک جاتے تھے کہ لکڑی کے سہارے کی ضرورت ہوتی تھی اور سحر کے وقت فارغ ہو کر واپس آتے تھے۔(مؤطا امام مالک)

(۱۰۵) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نماز خدا کی رضامندی' پیغمبروں کی سُنّت' فرشتوں کی محبت کا باعث' معرفت کا نور' ایمان کی جڑ' دعا اور اعمال کی قبولیت کا سبب' مال اور کمائی میں برکت کا ذریعہ' خدا کے دشمنوں کے مقابلے میں ہتھیار' شیطان کے بے زار ہونے کی علت'

نمازی اور موت کے فرشتے کے بیچ شفیع، قیامت تک قبر کا چراغ، محشر کے دن سر کا سایہ اور تاج، بدن کا لباس، نمازی اور دوزخ میں مضبوط آڑ، خدا کے سامنے حجت، ترازو میں بوجھل، پل صراط سے گزر جانے کا باعث اور جنت کی کنجی ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۰۶) کچھ علماء کا قول ہے کہ رکوع ایک اور سجدے دو ہیں حالانکہ دونوں فرض ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ رکوع عبودیت کا مدعی ہے اور سجدے اس کے گواہ ہیں اور شرعی گواہی دو کی مانی جاتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰۷) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: جب اذان ہوتی ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے تاکہ اذان نہ سنے۔ جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو لوٹ آتا ہے۔ پھر اقامت کے وقت چلا جاتا ہے اور اقامت ختم ہوتے ہی لوٹ آتا ہے اور نمازیوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۰۸) مصطفی جانِ رحمت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا یہ جان لیتا کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو بے شک اسے چالیس روز تک کھڑا رہنا اچھا معلوم ہوتا اس بات سے کہ نمازی کے سامنے سے گزرے۔ (بخاری شریف)

(۱۰۹) حدیث میں ارشاد ہے کہ چڑھے دن تک فجر کے بعد سوئے رہنا رزق روک دیتا ہے یعنی ایسے شخص کو جو صبح کے بعد بستر پر خرّاٹے لیتا ہو اس کے لیے روزی تنگ ہو جاتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۰) شرعی سفر کی مسافت تین منزل قرار پائی ہے اور منزل کا اندازہ فقہائے کرام نے بیس میل کیا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ سے اس سے بہت کم فاصلے پر بھی قصر نماز ثابت ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۱) امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک سفر میں قصر نماز مستحب نہیں واجب ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کافر اور

مومن میں ترک نماز کا فرق ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۳) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤذنوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے اونچی ہوں گی۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۱۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جس وقت رسول اللہ ﷺ مؤذن کو اشہد ان محمد رسول اللہ کہتے ہوئے سنتے تو فرماتے: میں ہی ہوں وہ شخص۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۵) حضرت سہل بن تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: عبادت تین چیزوں سے ہوتی ہے: زندگی، عقل اور قوت سے۔ اگر تمھیں یہ ڈر ہو کہ بھوکے رہنے سے کم زور ہو جاؤ گے اور طاقت جواب دے جائے گی تو بھی کھانا نہ کھاؤ کیونکہ بھوکے کم زور کا بیٹھ کر نماز پڑھنا پیٹ بھرے طاقت ور کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (سبع سنابل شریف)

(۱۱۶) حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: دو رکعت نفل نماز جو تم خلوص سے تنہائی میں ادا کرو یہ اس سے اچھا ہے کہ تم ستر یا سات سو حدیثیں اعلیٰ سند کے ساتھ لکھو۔ (رسالہ قشیریہ)

(۱۱۷) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے تو اس کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب مسجد کی طرف چلتا ہے تو ہر قدم کے بدلے بیس سال کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جب نماز پڑھ لیتا ہے تو دو سو برس کے اعمال کی نیکیاں ملتی ہیں۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۱۸) حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جمعہ کی نماز نفل حج سے بہتر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱۹) حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوہ قاف کے پرے سفید چاندی کے رنگ کی ایک زمین ہے جس میں کسی طرح کا سبزہ نہیں اگتا۔ یہ زمین دنیا سے سات حصہ بڑی ہے۔ اس میں فرشتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی ایک سوئی پھینکے تو فرشتے پر گرے۔ ہر فرشتے کے ہات میں

چالیس فرسخ لمبا ایک جھنڈا ہے۔ ہر جھنڈے پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ تمام فرشتے جمعہ کی رات کو کوہ قاف کے چاروں طرف جمع ہو کر نہایت عاجزی سے اللہ تعالیٰ سے امت محمدیہ کی سلامتی چاہا کرتے ہیں۔ اور صبح ہوتے ہی یہ کہتے ہیں کہ الٰہی جو شخص غسل کرے اور جمعہ میں حاضر ہو اس کے گناہ معاف کر دے۔ پھر یہ سب مل کر اونچی آواز میں روتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے فرشتو! تم کیا چاہتے ہو؟ عرض کرتے ہیں: ہم امت محمدیہ کی مغفرت چاہتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے: اچھا ہم نے انھیں بخشا۔ (مجالس الابرار)

(۱۲۰) رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: جو شخص پہلی ساعت میں جمعہ کے لیے جاتا ہے اسے اونٹ کی قربانی کا، دوسری ساعت میں جانے والے کو گائے کی قربانی کا، تیسری ساعت میں جانے والے کو دنبہ کی قربانی کا، چوتھی ساعت میں جانے والے کو مرغ خیرات کرنے کا، پانچویں ساعت میں جانے والے کو انڈا صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے۔ پھر جب امام منبر کی طرف خطبہ کے لیے آتا ہے تو صحیفے لپیٹ دیے جاتے ہیں قلم اٹھا لیے جاتے ہیں اور فرشتے منبر کے قریب آ کر خطبہ سنتے ہیں۔ اب جو شخص آیا گویا صرف نماز کے لیے آیا ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۲۱) پہلے زمانے میں یہ حال تھا کہ فجر کے بعد جمعہ کی نماز میں جانے والوں سے تمام راستے بھرے رہتے تھے اور لوگ عید کی طرح چراغ جلا کر جامع مسجد کی طرف جایا کرتے تھے۔ بعد میں یہ طریقہ ختم ہو گیا۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۲۲) حدیث شریف میں ہے کہ جو مسلمان جہنم میں جائے گا اس کے پورے بدن کو آگ کھا جائے گی سوائے ان اعضا کے جن سے وہ سجدہ کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان اعضا کا کھانا آگ پر حرام کر دیا ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۲۳) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: جب کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے دیکھو تو کہو اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۲۴) حدیث شریف میں ہے ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسجدوں میں دنیا کی باتیں

ہوں گی۔ تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا کہ اللہ تعالیٰ کو ان سے کچھ کام نہیں۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۲۵) شیطان ملعون کا قول ہے کہ لوگوں کے اعمال میں سب سے غضب ناک میرے لیے دو چیزیں ہیں ایک ایام بیض یعنی چاند کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے دوسرے چاشت کی نماز۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۲۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا: اگر کسی کو جمعہ کے دن روزہ رکھنا ہو تو ایک دن پہلے بھی روزہ رکھے یا اس کے بعد روزہ رکھے یعنی فقط ایک روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۷) یہ مسئلہ عوام میں غلط مشہور ہے کہ اپنا پرایا ستر دیکھنے سے وضو میں خلل آتا ہے۔ البتہ پرایا ستر جان بوجھ کر دیکھنا حرام ہے اور نماز میں اور بھی زیادہ حرام۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۲۸) مرد مومن کے لیے اعتکاف کی سب سے افضل جگہ مسجد حرام (مکہ مکرمہ) ہے پھر مسجد نبوی شریف پھر بیت مقدس اس کے بعد شہر کی جامع مسجد پھر اپنے محلے کی مسجد۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲۹) وضو کی شروعات میں ہات دھونے، کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ پانی میں تین وصف ہیں: رنگ، بو اور مزہ۔ ہات میں پانی لینے سے رنگ معلوم ہو گیا، کلی کرنے سے مزے کا پتہ چل گیا اور ناک میں پانی لینے سے بو معلوم ہو گئی۔ (نزہۃ القاری)

(۱۳۰) فجر کی شروعات صبح صادق سے ہوتی ہے اور جب تک سورج نہ نکلے اس کا وقت رہتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۱) ظہر کی شروعات اس وقت ہوتی ہے جب سورج نصف النہار سے ڈھلنے لگے اور انتہا اس وقت ہوتی ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر یا دوگنا ہو جائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۲) عصر کی شروعات ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد ہوتی ہے اور انتہا سورج غروب ہونے پر۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۳) مغرب کی شروعات سورج غروب ہونے کے بعد ہوتی ہے اور انتہا شفق گائب ہونے پر۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۴) عشا کی شروعات شفق غائب ہونے کے بعد ہوتی ہے اور انتہا فجر ثانی یعنی صبح صادق کے طلوع ہونے تک۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۵) تاجدار دو عالم ﷺ نے فرمایا: میری امت کے ثواب مجھے دکھائے گئے ان میں وہ ثواب بھی شامل تھا جو مسجد میں جھاڑو دینے والے کا ہوتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۶) قصر نماز کے لیے مسافت کی حد ساڑھے ستاون میل ہے ریل میں ہو چاہے پیدل۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۷) نبی کریم ﷺ عیدین کی نماز جنگل میں ادا کرتے تھے جب کہ مسجد نبوی بہترین مسجد ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۳۸) نبی کریم ﷺ نے کل تیس ہزار نمازیں پڑھی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳۹) نماز میں تکبیر تحریمہ یعنی وہ تکبیر جس کے ذریعے نماز میں داخل ہوتے ہیں سارے اماموں کے نزدیک فرض ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۰) سلام امام شافعیؒ امام مالک اور اما!م احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک فرض اور امام!عظم رحمۃ اللہ تعا!لیٰ علیہ کے نزدیک واجب ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۱) اگر عورت سجدہ میں سو جائے تو وضو جاتا رہتا ہے اور اگر مرد سجدے میں سو جائے تو وضو نہیں جاتا کیونکہ مرد سجدے میں غافل سو ہی نہیں سکتا ورنہ لڑھک جائے گا!۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۲) جب نبی معظم ﷺ مسجد میں بیٹھتے تو دونوں ہاتوں سے گھٹنے باندھ لیتے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۳) حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ ایک کنویں کا حریم دس ہات ہے کہ اس حد میں دوسرا کنواں نہ کھودا جائے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۴) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک تیمم وضو کی طرح مکمل طہارت ہے لہذا ایک تیمم سے ایک وقت میں بھی چند نمازیں پڑھ سکتے ہیں اور ایک وقت کے تیمم سے کئی وقت کی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں کیونکہ اسے حضور ﷺ نے وضو قرار دیا ہے تو جو حکم وضو کا ہے وہی اس کا حکم ہوگا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک تیمم طہارت کی ضرورت ہے کہ وقت نکل جانے سے ٹوٹ جاتا ہے اور ایک تیمم سے چند نمازیں نہیں پڑھ سکتے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۵) معراج کی رات کی صبح حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو دو دن نماز پڑھائی۔ سب سے پہلے ظہر پڑھائی۔ یہ واقعہ بیت اللہ کے دروازے سے سٹ کر ہوا جہاں اب بھی لوگ نفل نماز پڑھتے ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۶) نماز میں جس نے رکوع پالیا اس نے رکعت پالی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۷) لیٹ کر نماز پڑھنے والا کعبہ کی طرف پاؤں کرے اور تکیہ پر سر رکھے تاکہ اس کا منہ کعبہ کی طرف ہوجائے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۸) شب معراج اگلے پیغمبروں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے بیت المقدس میں نماز ادا کی۔ حجۃ الوداع میں پچھلے پیغمبروں نے بھی سرکار ﷺ کے ساتھ حج کیا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۴۹) چلتی ریل میں سوائے فرض اور وتر سب نمازیں جائز ہیں لیکن فجر کی سنتیں نہیں پڑھ سکتے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۵۰) نماز تہجد بہت اعلیٰ عبادت ہے۔ رسول معظم ﷺ پر پنجگانہ کے علاوہ تہجد بھی فرض تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۱۵۱) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص امام کے پیچھے تلاوت کرے اس کے منہ میں پتھر ہوں۔(تفسیر نعیمی)

(۱۵۲) ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھی تو دوسرے صحابی نے انھیں روکا۔ انھوں نے حضور ﷺ سے شکایت کی۔ فرمایا: وہ ٹھیک کہتے ہیں۔ امام کی

قرات مقتدی کی قرات ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۵۳) ایک بار رسول مکرم ﷺ نے نماز پڑھائی تو کچھ صحابہ نے حضور ﷺ کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھی۔ سلام پھیرنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم مجھ سے قرآن میں کیوں جھگڑتے ہو؟ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۴) امام شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: بدر والے ستّر صحابہ سے میں ملا ہوں وہ سب مقتدی کو قرات سے منع کرتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو امام کے پیچھے تلاوت کرے اس کا منہ آگ سے بھر جائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۶) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو امام کے پیچھے تلاوت کرے اس کے منہ میں خاک۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۷) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو امام کے پیچھے تلاوت کرے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۸) جس شخص کی اگلی رکعتیں جماعت سے رہ گئی ہوں تو جب وہ اپنی رکعتیں پوری کرے تو قرات کرے کیونکہ اب وہ مقتدی نہیں ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵۹) مسافر امام کے پیچھے مقیم مقتدی نے نماز پڑھی تو جب یہ اپنی دو رکعتیں پوری کرے تو انھیں بنا تلاوت ادا کرے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۰) تیمم میں نیت شرط ہے وضو میں شرط نہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۱) مسلمان اگر جنگل میں بھی نماز پڑھے تو اذان کہہ لے تاکہ اس جنگل کے گھاس تنکے اس کے ایمان کے گواہ بن جائیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۲) چند صورتوں میں نماز توڑ دینا چاہیے: (۱) ماں کے بلانے پر نفل نماز توڑ دے جب کہ اسے خبر نہ ہو کہ میرا بیٹا نماز پڑھ رہا ہے۔ (۲) اگر کوئی شخص بے خبری میں چھت سے یا کنویں سے گرا جا رہا ہو تو نماز توڑ دے اور اسے بچائے۔ (۳) اگر نمازی کا گھوڑا بھاگا

جاتا ہے یا ریل گاڑی چھوٹی جا رہی ہے، یہ نیچے نماز پڑھ رہا ہے مگر ان صورتوں میں نماز ٹوٹ جائے گی، دوبارہ پڑھنی ہوگی۔ (شامی)

(۱۶۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: نبی معظم ﷺ نے فرمایا اپنی صفیں برابر کرو کیونکہ صفوں کی برابری بھی نماز کا قیام ہے (اور نماز کی درستی ہے) (تفسیر نعیمی)

(۱۶۴) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ لوگ ایک دوسرے کی امامت سے انکار کریں گے اور ان کو امامت کرنے والا نہیں ملے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: جو شخص امام سے پہلے اٹھتا بیٹھتا ہو اس کی پیشانی (کے بال) شیطان کے ہات میں ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۶) مسواک میں دس خصلتیں ہیں: (۱) منہ کو پاک کرتی ہے۔ (۲) رب کو خوش کرتی ہے۔ (۳) شیطان کو تکلیف دیتی ہے۔ (۴) کراماً کاتبین کو دوست بناتی ہے۔ (۵) دانتوں کو مضبوط کرتی ہے۔ (۶) بلغم کو دور کرتی ہے۔ (۷) سانس کو خوشبودار بناتی ہے۔ (۸) تلخی کو بجھاتی ہے۔ (۹) نظر کو تیز کرتی ہے۔ (۱۰) کینہ کو دور کرتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۷) احیاء العلوم میں حضور ﷺ سے یہ روایت ہے: آپ نے فرمایا تمھارا منہ قرآن کا راستہ ہے تو اسے مسواک سے خوشبودار رکھا کرو۔

(۱۶۸) بزار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: اس میں شک نہیں کہ بندہ جب مسواک کرتا ہے پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے تو فرشتہ پیچھے کھڑا ہوا اس کی قرات سنتا رہتا ہے اور اس کے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھ دیتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۶۹) صحیح مسلم شریف میں آیا ہے کہ اگر لوگوں کو مسجد کے اندر پہلی صف میں بیٹھنے کا ثواب معلوم ہو جائے تو اس کے لیے قرعہ ڈالا کریں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۰) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب کوئی شخص کسی کھلی زمین پر رہتا ہے اور وہاں نماز پڑھتا ہے تو اس کے ساتھ دو فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور جب وہ اذان اور تکبیر بھی کہہ لیتا ہے تو اس کے ساتھ اتنے فرشتے نماز پڑھتے ہیں کہ انکی صف کے کنارے نظر نہیں آتے۔ اس کے رکوع پر رکوع اور سجدے پر سجدہ کرتے ہیں اور اس کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔ (تحفۃ الواعظین)

(۱۷۱) سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی صبح کی نماز کے بعد اسی جگہ آفتاب نکلنے تک بیٹھا رہے اور جب سورج سوا نیزے پر آجائے تو اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھے۔ حق تعالیٰ اس نماز کی ہر رکعت کے بدلے میں جنت میں ہزار حویلیاں عطا کرے گا۔ ہر ایک حویلی میں ہزار ہزار حوریں ہوں گی اور ہزار ہزار خادم ہوں گے جو جناب کبریا میں رجوع کرنے والے ہوں گے اور وہ شخص مخلوق کا ہرگز محتاج نہ ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۲) اذان میں دو فرض ہیں: اوّل حَيَّ علی الصلوٰۃ دوسرا حَيَّ عَلَى الْفَلَاح۔ اور دس سنتیں ہیں: اوّل باوضو ہونا' دوسرے اونچائی پر کھڑے ہونا' تیسرے مسجد میں دائیں جانب کھڑا ہونا' چوتھے دائیں بائیں گردن گھمانا' پانچویں انگلیاں کانوں میں ڈالنا' چھٹے قبلے کی طرف منہ ہونا' ساتویں صحیح اذان کہنا' آٹھویں سارے کلمات اذان کے الگ الگ ادا کرنا' نویں انگلیاں کانوں میں ہلانا اور دسویں باہر صحن میں کھڑے رہنا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۳) اذان میں تیرہ کلمات کفر ہیں: (۱) اللہ کو مد سے بولنا۔ (۲) اکبر کو اکبار پڑھنا۔ (۳) اشھدُ کو اَشْھَادُ پڑھنا۔ (۴) اشھدُ کو اسھدُ یعنی سین سے پڑھنا۔ (۵) حَیَّ کو ہائے ہوّز سے پڑھنا۔ (۶) چھوٹی ہا کو بڑی بڑی حا سے پڑھنا۔ (۷) لا الہ الا اللہ کو بغیر تشدید کے بولنا۔ (۸) شہادتین کو بنا الف کے بولنا۔ (۹) محمد کو محامّد بولنا۔ (۱۰) اَنَّ کو اَنَّا پڑھنا۔ (۱۱) فلاح کو مد سے نہ پڑھنا۔ (۱۲) اَلصَّلوٰۃ کو مد سے بولنا۔ (۱۳) حَیَّ کو بنا تشدید بولنا۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۴) رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن پانچوں نمازیں ایک ہی وضو سے ادا فرمائیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۵) امام نیشاپوری نے لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام رات کے وقت اترے تھے۔ جب فجر طلوع ہوئی تو انھوں نے تاریکی سے روشنی میں نکل آنے کے شکریہ میں دو رکعت نماز ادا کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر چار چار فکریں اکٹھی ہو گئی تھیں: ذبح کی فکر' فدیہ کی فکر' حکم الٰہی کی بجا آوری کی فکر اور غربت کی فکر۔ جب اللہ تعالیٰ نے انھیں ان فکروں سے رہائی دی تو انھوں نے زوال کے بعد شکر کے طور پر چار رکعت نماز ادا کی۔ حضرت یونس علیہ السلام کو چار چار تاریکیوں نے گھیر لیا تھا: اپنی قوم پر غصہ کرنے کی تاریکی' رات کی تاریکی' سمندر کی تاریکی اور مچھلی کے پیٹ کی تاریکی۔ کچھ نے کہا ہے کہ جس مچھلی کے پیٹ میں وہ تھے وہ دوسری مچھلی کے پیٹ میں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جب انھیں عصر کے وقت اس سے نکالا تو انھوں نے چار رکعت نماز ادا کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے الوہیت کی نفی کے شکر میں اللہ کے لیے دو رکعت نماز ادا کی اور ان کی والدہ نے خدا کے لیے الوہیت ثابت کرنے کے شکر میں ایک رکعت ادا کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چار فکروں سے رہائی پانے کے شکریہ کے طور پر چار رکعتیں ادا کی تھیں۔ وہ فکریں یہ تھیں: راستہ گم ہونے کی فکر' بکریوں کے بھاگ جانے کی فکر' سفر کی فکر اور اپنی زوجہ کی فکر جب ان کے زچگی کا درد شروع ہوا۔ (نزہۃ المجالس)

(۱۷۶) شیطان اذان سے ایسے بھاگتا ہے جیسے چور کوتوال سے۔ کچھ نے کہا اذان میں چونکہ نماز کے لیے بلاوا ہوتا ہے اور نماز میں سجدہ ہے اس سے اسے اپنا قصہ یاد آتا ہے جو کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی پاداش میں وہ راندہ بارگاہ الٰہی ہوا۔ اس لیے اذان نہیں سننا چاہتا۔ کچھ نے کہا ہے اس لیے کہ اذان کی گواہی آخرت میں نہ دینی پڑے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۷) جب امام کے ساتھ ایک ہی آدمی ہو تو وہ امام کی دائیں طرف کھڑا ہو۔ جوان ہو یا نابالغ۔ اب اگر ایک اور شخص آجائے تو وہ امام کی بائیں طرف اللہ اکبر کہے۔ اب امام کو چاہیے کہ ایک قدم آگے بڑھ جائے یا دونوں مقتدی پیچھے ہٹ جائیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۷۸) اگر تھوک میں خون نکلا اور تھوک زیادہ ہے تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر خون زیادہ ہے تو وضو ٹوٹ گیا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۷۹) امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک جنبی اور حیض و نفاس والی عورت کو نہ قرآن مجید کی تلاوت جائز' نہ چھونا جائز' نہ لکھنا جائز۔ دوسرے اذکار کے پڑھنے لکھنے کی اجازت ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۰) مسواک زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی اور چھوٹی انگلی کے برابر موٹی ہو۔ حدیث میں ہے کہ ایک بالشت سے زیادہ لمبی مسواک پر شیطان بیٹھتا ہے۔ پیلو' زیتون وغیرہ کی ہو' کسی خوشبودار یا پھل دار لکڑی کی نہ ہو۔ استعمال سے پہلے مسواک دھوئیں اور مسواک کرنے کے بعد بھی دھولیں اور کسی محفوظ جگہ کھڑی کر کے رکھیں۔ ریشہ اوپر کی طرف رہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۱) معراج سے پہلے بھی حضور ﷺ اور صحابہ کرام نماز پڑھتے تھے۔ حدیث حرا کے کچھ طریق میں یہ ہے کہ اقرا نازل ہونے کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے زمین پر پاؤں مارا جس سے چشمہ جاری ہو گیا اور اسی سے وضو کیا۔ رسول اکرم ﷺ دیکھتے رہے۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: آپ بھی وضو کرلیں۔ حضور ﷺ نے وضو فرمایا پھر جبرئیل علیہ السلام نے دو رکعت کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی۔ ان کے ساتھ حضور ﷺ نے بھی پڑھی۔ پھر دولت کدہ پر تشریف لائے اور ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم دیا۔ انھوں نے وضو کیا اور حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ امتیوں میں نماز پڑھنے کا شرف سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہی حاصل ہوا اور ان کے بعد حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو۔ حضور ﷺ نے دوشنبہ کو اوّل روز میں نماز پڑھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی روز آخری حصہ میں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منگل کے دن۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۲) معراج سے پہلے صرف تہجد فرض تھا وہ بھی بعد میں امت کے لیے منسوخ ہو

گیا۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۳) نماز کی پانچ وقتوں کے ساتھ تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ ظہر کے وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے تو جس نے اسوقت نماز پڑھی وہ اپنے گناہوں سے ایسا نکل آیا گویا آج ہی پیدا ہوا ہے۔ اور عصر کے وقت حضرت آدم علیہ السلام نے درخت میں سے گیہوں کھایا تھا تو جس نے اس وقت نماز پڑھی اللہ نے اس کا بدن دوزخ پر حرام کر دیا۔ مغرب کے وقت اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی تھی تو جس نے اس وقت نماز پڑھی وہ خدا سے کچھ نہ مانگے گا جو اسے عطا نہ ہو جائے۔ عشا اور صبح کا وقت قبر اور قیامت کی تاریکی سے ملتا جلتا ہے تو جس نے عشا اپنے وقت پر پڑھی یا اس کے پڑھنے کے لیے چلا اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں اور قیامت میں نور عطا فرمائے گا۔ اور جس نے فجر کی نماز وقت پر پڑھی اللہ تعالیٰ اسے دوزخ اور نفاق سے نجات عنایت کرے گا۔(نزہۃ المجالس)

(۱۸۴) نزہۃ المجالس میں علامہ عبد الرحمٰن صفوی شافعی نے فرمایا میں نے حنفیہ کی کتاب تتارخانیہ میں دیکھا ہے: جس کی عورت نماز نہ پڑھتی ہو اسے چاہیے کہ طلاق دیدے اگرچہ اس کے مہر دینے سے عاجز ہو کیونکہ اپنے ذمہ اس کا مہر لے کر خدا سے ملنا ایک بے نمازی عورت سے صحبت کرنے سے بہتر ہے۔

(۱۸۵) شروع میں نماز دو دو رکعت تھی۔ جب رسول اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے اور اطمینان ہو گیا تو مغرب کے علاوہ اور نمازوں میں دو دو رکعتوں کا اضافہ فرمایا۔ مغرب میں اس لیے اضافہ نہیں فرمایا کہ یہ دن کی نمازوں کا وتر ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۱۸۶) شروع شروع میں حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے پھر مکہ ہی میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہو گیا۔ مکہ میں تین سال تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرماتے رہے۔(تفسیر عزیزی)

(۱۸۷) اگر کسی شخص کی نیت نماز کی توہین یا تحقیر کی ہے اور وہ یہ سوچ کر کہ نماز ایسی کوئی بڑی شان والی چیز نہیں ہے کہ ٹوپی پہنی جائے اس نیت سے ننگے سر نماز پڑھے تو یہ کفر

ہے۔(بہارِشریعت' جلدسوم)

(۱۸۸) پوری حیاتِ طیبہ میں رسولِ معظم ﷺ کو پانچ بار نماز میں سہو واقع ہوا۔اوّل نمازِظہر یا کچھ روایتوں کے مطابق عصر کی نماز میں پانچ رکعتیں پڑھیں۔دوسرے نمازِظہر میں دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔تیسرے قعدہ اولیٰ ترک ہوگیا۔چوتھے قرات کے دوران آیت چھوٹ گئی۔پانچویں ایک بار مغرب میں دو ہی رکعتوں پر سلام پھیر دیا تھا۔(تفسیرنعیمی)

(۱۸۹) شیطان کی ذریت کی مختلف جماعتیں ہیں ان کے نام اور کام الگ الگ ہیں چنانچہ وضو میں بہکانے والی جماعت کا نام خنزب ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۱۹۰) جو کوئی نماز کے بعد دایاں ہات سر پر رکھ کر اکیس بار یاقویُّ پڑھ کر دم کرلیا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا حافظہ قوی ہوگا۔(تفسیرنعیمی)

(۱۹۱) رکوع مستقل عبادت نہیں ہے صرف نماز ہی میں عبادت ہے اور سجدہ نماز کے علاوہ بھی عبادت ہے جیسے شکر کا سجدہ' تلاوت کا سجدہ' توبہ اور استغفار کا سجدہ۔(تفسیرنعیمی)

(۱۹۲) کعبہ کو منہ یا پیٹھ کرکے استنجا کرنا حرام ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۱۹۳) غسل میں تین فرض ہیں: کلی کرنا' ناک میں پانی ڈالنا اور تمام ظاہری بدن پر پانی بہانا۔(تفسیرنعیمی)

(۱۹۴) اسلام میں غسل چار طرح کے ہیں: فرض' سُنّت' مستحب اور مباح۔فرض غسل تین ہیں: جنابت سے' حیض سے اور نفاس سے۔سُنّت غسل پانچ ہیں: جمعہ کا غسل' عید الفطر کا غسل' عید الاضحیٰ کا غسل' احرام کے وقت کا غسل' عرفہ کے دن کا غسل۔مستحب غسل بہت ہیں: مسلمان ہوتے وقت' مدینہ طیبہ حاضری کے وقت' مردے کو نہلا کر' قربانی کے دن' طواف زیارت کے لیے وغیرہ وغیرہ۔مباح غسل جو ٹھنڈک کے لیے کیا جائے۔(تفسیرنعیمی)

(۱۹۵) حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: جنت میں پہلے نبی اور رسول جائیں گے پھر بیت اللہ کے مؤذن یعنی حضرت بلال' پھر بیت المقدس کے مؤذن پھر سارے مؤذن۔(تفسیر نعیمی)

(۱۹۶) حضرت مولا علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اگر رب مجھے جنت اور مسجد میں جانے کا اختیار دے تو میں جنت کے بجائے مسجد کو اختیار کروں۔(تفسیرنعیمی)

(۱۹۷) حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بالغ عورت کا سر ستر ہے جس کا ڈھکنا نماز میں فرض ہے لہذا ایسے باریک دوپٹے میں جس میں سر یا سر کے بال نظر آئیں نماز نہیں ہوگی۔(تفسیرنعیمی)

(۱۹۸) حدیث میں ہے کہ عمامہ کی نماز بنا عمامہ کی نماز سے ستر درجہ افضل ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۱۹۹) فقہائے کرام فرماتے ہیں: چٹائی اور جو چیز زمین میں سے اگی ہو اس پر نماز افضل ہے کیونکہ اس میں انکساری کا اظہار ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۲۰۰) امام کا سترہ (آڑ) جماعت کا سترہ ہوتا ہے۔اس کے آگے سے گزرنا جائز ہے۔جانور اور انسان کا سترہ ہوسکتا ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۲۰۱) نماز میں کوئی واجب رکن چھوٹ جائے تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر جان بوجھ کر چھوڑا ہے تو نماز کا دوہرانا واجب ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۲۰۲) نماز کے ارکان کو اطمینان سے ادا کرنا کہ ہر رکن میں تین تسبیحوں کے برابر ٹھہرنا تعدیل ارکان کہلاتا ہے۔یہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک فرض ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک تعدیل واجب ہے کہ جس کے رہ جانے سے نماز ناقص واجب الاعادہ (لوٹائے جانے کے قابل) ہوتی ہے۔لیکن فرض ادا ہوجاتا ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۲۰۳) فرض کی پہلی دو رکعتوں میں قرآن پڑھنا فرض ہے باقی میں نفل۔(تفسیر نعیمی)

(۲۰۴) نماز میں قبلہ کی طرف منہ ہونا شرط ہے اور تکبیر تحریمہ رکن۔اگر کوئی تکبیر پہلے کہہ دے اور قبلہ کو رخ بعد میں کرے تو نماز نہیں ہوگی۔(تفسیرنعیمی)

(۲۰۵) اگر جمعہ کی جماعت جاری ہے اور امام آخر التحیات میں ہو تو جماعت کے

لیے بھاگنا فرض ہے ورنہ بلاضرورت دوڑتے ہوئے نماز کے لیے آنے کو منع کیا گیا ہے۔ (تفسیرنعیمی)

(۲۰۶) تہجد کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جاسکتی ہے شرط یہ ہے کہ اس جماعت کا اہتمام نہ کیا جائے۔ اگر اتفاق سے دو چار نمازی جمع ہوجائیں اور جماعت کرلیں تو کوئی قباحت نہیں ہے۔ (تفسیرنعیمی)

(۲۰۷) مال کے چور سے نماز کا چور بدتر ہے کیونکہ مال کا چور اگر سزا پاتا ہے تو کچھ نفع بھی اٹھالیتا ہے مگر نماز کا چور سزا پوری پائے گا اور نفع کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس کے علاوہ مال کا چور بندے کا حق مارتا ہے اور نماز کا چور اللہ تعالیٰ کا حق۔ مال کا چور یہاں سزا پاکر آخرت میں سزا سے بچ جاتا ہے مگر نماز کے چور کو یہ سہولت نہیں ہے۔ کچھ صورتوں میں مال کے چور کو مال کا مالک معاف بھی کرسکتا ہے لیکن نماز کے چور کی معافی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ یہاں نماز کی چوری کا مطلب ہے ناقص نماز پڑھنا۔ (تفسیرنعیمی)

(۲۰۸) نماز میں کپڑے سمیٹنا، روکنا سب منع ہے لہذا آستین یا پائنچے چڑھا کر یا پاجامے پر لنگوٹ باندھ کر نماز پڑھنا منع ہے۔ ایسے ہی دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا منع ہے کہ ان سب میں کپڑے کا روکنا ہے۔ ہاں اگر پاجامے کے نیچے لنگوٹ بندھا ہو تو منع نہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۰۹) سنّت یہ ہے کہ سجدے میں جاتے وقت زمین کے قریب والا عضو زمین پر پہلے رکھے کہ پہلے گھٹنے پھر ہات پھر ناک پھر پیشانی رکھے اور سجدے سے اٹھتے وقت اس کا الٹ کرے کہ پہلے پیشانی اٹھائے پھر ناک پھر ہات پھر گھٹنے۔ (تفسیرنعیمی)

(۲۱۰) مسجد میں اپنے لیے کوئی جگہ خاص کرلینا کہ اور جگہ میں دل ہی نہ لگے مکروہ ہے۔ ہاں شرعی ضرورت کے لیے جگہ مقرر کرنا جائز ہے جیسے امام کے لیے محراب مقرر ہے اور کچھ مسجدوں میں مکبروں کے لیے امام کے پیچھے کی جگہ۔ (تفسیرنعیمی)

(۲۱۱) اگر نماز میں ہاہ منہ سے نکل جائے تو نماز جاتی رہتی ہے کہ اس میں تین حروف

ادا ہوگئے۔ اگر فقط ہا نکلا تو نماز مکروہ ہوگی۔ (تفسیرنعیمی)

(۲۱۲) مستحب یہ ہے کہ قیام میں سجدے کی جگہ پر نگاہ رکھے، رکوع میں پاؤں کی پشت پر، سجدے میں ناک کے بانسے پر اور تشہد یعنی التحیات میں گود پر۔ ہر نماز کا یہی حکم ہے۔ ہاں حرم شریف میں نمازی قیام میں کعبہ معظّمہ کو دیکھے۔ (تفسیرنعیمی)

(۲۱۳) اگر نمازی کو نماز کی حالت میں سانپ یا بچھو نظر آئے تو وہ اسے مار سکتا ہے۔ اگر تھوڑی سی حرکت میں ماردیا تو نماز نہیں ٹوٹے گی اور اگر اس کے لیے قبلہ سے سینہ پھر گیا یا لگاتار تین قدم چلنا پڑا یا تین چوٹیں مارنی پڑیں تو نماز ٹوٹ جائے گی اور اسے دوہرانا پڑے گا۔ البتہ وہ شخص نماز توڑنے کا گنہ گار نہ ہوگا۔ (تفسیرنعیمی)

(۲۱۴) تین وقت وہ ہیں جن میں فرض یا نفل ہر نماز منع ہے: سورج نکلنے کا وقت، نصف النہار اور سورج ڈوبنے کا وقت۔ پانچ وقت وہ ہیں جن میں صرف فرض کی اجازت ہے، نفل منع ہے: صبح صادق سے طلوع آفتاب تک، نماز عصر کے بعد سے سورج ڈوبنے تک، پھر سورج ڈوبنے کے بعد سے مغرب کے فرض پڑھنے تک، جمعہ کے خطبہ کے وقت، عید کے دن عید کی نماز سے پہلے۔ (تفسیرنعیمی)

(۲۱۵) امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ میرا کھانا نماز بن جائے یہ اچھا ہوگا مگر میری نماز میرا کھانا بن جائے یہ برا۔ (تفسیرنعیمی)

(۲۱۶) نماز کی تکبیر کے بعد جماعت سے جڑے ہوئے دوسری نماز پڑھنی حرام ہے۔ لہذا فجر کی سُنّتیں اس حالت میں جماعت سے دور ہٹ کر پڑھ سکتے ہیں جب کہ جماعت ملنے کی امید ہو کیونکہ یہ سنّتیں بہت اہم ہیں یہاں تک کہ علماء نے فرمایا کہ بڑا مفتی جسے فتویٰ کا بہت کام رہتا ہے وہ تمام سنّتیں چھوڑ سکتا ہے سوائے فجر کی سنتوں کے۔ (تفسیرنعیمی)

(۲۱۷) تہجد سے پہلے سو لینا ضروری ہے اگر کوئی بالکل نہ سویا تو اس کے نوافل تہجد نہیں مانے جائیں گے۔ جن بزرگوں کے متعلق یہ مشہور ہے کہ انھوں نے عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے جیسے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وہ حضرات اس قدر اونگھ لیتے تھے جس

سے تہجد درست ہوجائے اور وضو بھی نہ جائے۔لہذا ان بزرگوں پر یہ اعتراض نہیں کہ انھوں نے تہجد کیوں نہ پڑھی۔حضرت ابوالدرداء،حضرت ابوذرغفاری وغیرھم صحابہ جو رات بھر جاگتے تھے ان کا بھی یہی عمل تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۱۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کے سر کی گدی میں تین گانٹھیں لگا دیتا ہے۔ ہر گانٹھ پر یہ ڈالتا ہے کہ ابھی رات بہت ہے سوتا رہ۔ پھر اگر وہ بندہ جاگ جائے اور اللہ کا ذکر کرے تو ایک گانٹھ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر وہ وضو کرے تو دوسری گانٹھ کھل جاتی ہے پھر اگر نماز پڑھے تو تیسری گانٹھ کھل جاتی ہے اور وہ خوش دل، پاک نفس صبح کرتا ہے ورنہ پلید طبیعت اور سست صبح پاتا ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۲۱۹) کسی نے حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔پوچھا: کیا گزری؟ فرمایا: عبادتیں ضایع ہوگئیں، اشارات فنا ہوگئے، صرف تہجد کی رکعتیں کام آئیں۔(تفسیر نعیمی)

(۲۲۰) وتر میں علما کے تین اختلاف ہیں: ایک یہ کہ وتر سنّت ہے یا واجب؟ ہمارے یہاں واجب ہے۔ دوسرے یہ کہ وتر ایک رکعت ہے یا تین رکعت؟ ہمارے یہاں یعنی حنفیوں میں تین رکعت ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر تین رکعت ہے تو ایک سلام سے ہے یا الگ سلام سے ہے۔ ہمارے یہاں ایک سلام سے ہے۔ چوتھے یہ کہ وتر میں دعائے قنوت رکوع کے بعد ہے یا رکوع سے پہلے؟ ہمارے یہاں رکوع سے پہلے ہے۔ پانچویں یہ کہ وتر میں دعائے قنوت ہمیشہ پڑھی جائے یا صرف رمضان کے آخری پندرہ دن؟ ہمارے یہاں ہمیشہ پڑھی جائے گی۔(تفسیر نعیمی)

(۲۲۱) قنوت نازلہ کی وجہ ان ستر قاریوں کی شہادت تھی جو نہایت بے رحمی سے قتل کیے گئے تھے۔ یہ حضرات بڑے غریب صحابہ تھے جو دن میں لکڑیاں جمع کر کے بیچتے اور جو کچھ ملتا اس سے اصحاب صفہ کے لیے کھانا تیار کرتے تھے۔ رات عبادت میں گزارتے۔ انھیں حضور ﷺ نے نجدیوں میں تبلیغ کے لیے بھیجا۔ جب یہ بیر معونہ پر پہنچے جو مکہ مکرمہ اور اسفان

کے بیچ ہے جہاں بنی ہزیل رہتے تھے تو عامر بن طفیل نے قبیلہ بنی سلیم، عصیّہ، رعل، ذکوان، قعرہ کے ساتھ انھیں گھیر لیا اور سب کو شہید کر دیا۔صرف حضرت کعب بن زید انصاری بچے جنھیں وہ مردہ سمجھ کر سخت زخمی حالت میں چھوڑ گئے تھے۔ پھر یہ غزوہ خندق میں شہید ہوئے۔ قتل کا یہ واقعہ سن چار ہجری میں ہوا تھا۔ انھیں شہیدوں میں عامر بن فہیرہ بھی تھے جنھیں فرشتوں نے دفن کیا۔ کسی کو ان کی نعش نہ ملی۔ اس واقعہ پر حضور ﷺ کو سخت صدمہ ہوا جس پر آپ نے ایک ماہ تک قنوت نازلہ پڑھی۔ اسی موقع پر ایک واقعہ یہ بھی تھا کہ قبیلہ عزل اور قعرہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کی کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں ہماری تعلیم کے لیے کچھ علما دیجیے۔ تو آپ نے چھ صحابہ کو ان کے ساتھ بھیج دیا جن کا امیر حضرت عاصم ابن ثابت کو بنایا۔ ان کافروں نے مقام رجیع میں پہنچ کر حضرت عاصم کو قتل کر دیا اور حضرت خبیب اور حضرت زید بن سدانہ کو قید کر کے مکہ مکرمہ میں فروخت کر دیا۔ یہ دونوں واقعات ایک ہی ماہ میں ہوئے یعنی ہجرت سے چھتیس ماہ بعد ماہ صفر میں۔ ان دونوں واقعات کی بنا پر قنوت نازلہ پڑھی گئی۔(تفسیر نعیمی)

(۲۲۲) بزرگان دین فرماتے ہیں: دوزانو بیٹھ کر جمعہ کا خطبہ سننا بہتر ہے۔ پہلے خطبہ میں ہات باندھے دوسرے میں زانوؤں پر ہات رکھے تو ان شاء اللہ دو رکعت کا ثواب ملے گا کیونکہ جمعہ کا فرض خطبہ ظہر کی دو رکعتوں کی جگہ ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۲۳) ایک اندازے کے مطابق نبی کریم ﷺ نے تقریبا پانچ سو جمعے پڑھے ہیں اس لیے کہ جمعہ ہجرت کے بعد شروع ہوا جس کے دس سال بعد آپ کی حیات ظاہری رہی۔ اس عرصہ میں اتنے ہی جمعہ ہوتے ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۲۲۴) حضور اقدس ﷺ نے عیدالفطر کبھی نہ چھوڑی۔ بقرعید حج میں چھوڑی کیونکہ حاجی پر بقرعید کی نماز نہیں ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۲۵) عیدگاہ کا منبر مروان ابن حکم نے ایجاد کیا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۲۶) اذان اور تکبیر سوائے نماز پنجگانہ اور جمعہ کے کسی نماز کے لیے نہیں ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۲۷) استسقا یعنی رب سے پانی طلب کرنا سُنّت ہے۔حضورا کرم ﷺ نے کبھی تو فقط دعا فرمائی اور کبھی اس کے لیے نماز استسقا بھی پڑھی۔اب بھی ہر طرح جائز ہے۔بہتر یہ ہے کہ جب بارش کے لیے دعا کرنی ہو تو پہلے توبہ کریں پھر صدقہ خیرات دیں۔اگر روزہ بھی رکھیں تو بہتر ہے۔پھر معمولی لباس پہن کر عاجزی کرتے ہوئے ننگے سر ننگے پاؤں عیدگاہ یا کسی میدان میں جمع ہوں۔جانور اور کم زور بچے بھی ساتھ لے جائیں۔کافر اور مشرکوں کو ہرگز ساتھ نہ لیں۔پھر وہاں نماز استسقا ادا کریں اور دعا کریں۔تین دن تک یہ عمل کریں۔(تفسیر نعیمی)

(۲۲۸) علماء فرماتے ہیں جو مستحب کو ہلکا جانے گا وہ سُنّت سے محروم کر دیا جائے گا اور جو سُنّت کو ہلکا جانے یا اس میں سستی کرے وہ فرائض سے محروم ہو جائے گا۔اور جو فرائض سے محروم ہے وہ معرفت سے دور ہوگا اور جب معرفت دل سے نکلی تب اہل معرفت سے محبت چھوٹی اور اس کے چھوٹنے سے بدعقیدگی پیدا ہوگی۔(تفسیر نعیمی)

(۲۲۹) مردوں کے لیے فجر کے اوّل وقت میں نماز پڑھنے کے بجائے تاخیر کرنی مستحب ہے یعنی اتنی تاخیر کرنی کہ اسفار ہو جائے یعنی اتنا اجالا پھیل جائے کہ زمین روشن ہو جائے اور آدمی ایک دوسرے کو آسانی سے پہچان سکے۔(ردمحتار)

(۲۳۰) مسلمان کا ایک سجدہ فرشتوں کی بہت سی عبادتوں سے افضل مانا گیا ہے کیونکہ فرشتوں کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں اور مومنوں کے لیے ہزار رکاوٹیں ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۲۳۱) عبادتوں میں بدنی عبادتیں سب سے افضل اور بدنی عبادت میں نماز اور نماز میں سجدہ سب سے اعلیٰ ہے۔قیامت کے دن کوئی عبادت نہ ہوگی مگر رب کا جمال دیکھ کر مسلمان اسے سجدہ کریں گے۔باقی عبادتیں ہر وقت ہر جگہ ہو سکتی ہیں مگر نماز اور سجدے کے لیے وقت اور جگہ مقرر ہے اسی کے لیے سمت بھی۔(تفسیر نعیمی)

(۲۳۲) حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام تک زمین والوں کا قبلہ کعبۃ اللہ رہا مگر موسیٰ علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک بیت المقدس قبلہ بنا۔مگر یہودیوں

نے اس کا مغربی حصہ اور عیسائیوں نے مشرقی حصہ اپنایا۔رسول اللہ ﷺ نے نبوت کے ظہور کے بعد اور معراج کی رات میں جو سجدے کیے وہ بیت المقدس ہی کی طرف۔معراج کی رات میں جب بیت المقدس میں تمام انبیاء و رسل کی امامت فرمائی تو یہ نماز بیت المقدس کی طرف ہوئی۔معراج کے بعد جب تک مکہ معظمہ میں قیام رہا بیت المقدس کی طرف اس طرح رخ اقدس کرتے کہ کعبہ سامنے آجاتا۔مدینہ منورہ پہنچ کر اس طرح دو قبلوں کا جمع کرنا ممکن نہ تھا اس لیے بیت المقدس کی طرف نماز ہوتی رہی۔مگر سرکار ﷺ کو یہی لگن تھی کہ کعبہ ہمارا قبلہ ہو چنانچہ ہجرت سے ایک سال ساڑھے پانچ ماہ بعد پندرہ رجب پیر کے دن مسجد بنی سلمہ میں مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نماز پڑھا رہے تھے۔ظہر کے فرض کی دو رکعتیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ہو چکی تھیں کہ ٹھیک نماز کی حالت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کا حکم سنایا اور سرکار ﷺ نے صحابہ سمیت کعبہ کی طرف رخ پھیر لیا۔یہ نماز نماز قبلتین ہوئی اور مسجد بنی سلمہ جامع قبلتین کہلائی۔یہ مسجد اب تک موجود ہے اور اس کا یہی نام ہے۔فقیر برکاتی نے اصل مسجد کی زیارت کی ہے اور وہاں نوافل بھی پڑھے ہیں۔اس میں شمال اور جنوب کی طرف دو محرابیں بھی ہیں۔ہمارے آقا و مولا ﷺ کا لقب مبارک نبی القبلتین بھی ہے یعنی دو قبلوں والے پیغمبر۔(تفسیر احمدی، تفسیر عزیزی وغیرہ)

(۲۳۳) جب جنگل میں قبلہ کا پتہ نہ چلے تو جدھر دل گواہی دے ادھر ہی منہ کر کے نماز پڑھ لے کہ وہی نمازی کا قبلہ ہے۔مگر نماز کی حالت میں قبلہ کی صحیح سمت پتہ چلے تو پچھلی نماز درست ہے اور اب اس وقت سے اپنا رخ بدل لے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۳۴) لیٹ کر نماز پڑھتے وقت، میت کو نہلاتے وقت اور میت کو مشرق رخ قبرستان لے جاتے وقت کعبہ کو پاؤں کر دینا جائز ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۳۵) بخاری شریف میں ہے: بندہ نوافل سے رب کا پیارا بن جاتا ہے۔رب اس کا کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہات ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے۔

(۲۳۶) جس شخص کے ہات اور پاؤں نہ ہوں اس پر وضو کے وقت دو ہی فرض ہیں: منہ دھونا اور سر کا مسح کرنا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۳۷) خودکشی کرنے والے پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔ ہاں اپنے ماں باپ کے قاتل کی نماز جنازہ نہ پڑھے ویسے ہی دفن کر دے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۳۸) مرد اپنی بیوی بچوں کے مقیم ہونے سے مقیم مانا جائے گا لہذا جہاں کسی کی بیوی مقیم ہو کر موجود ہو وہاں پہنچ کر یہ شخص مقیم ہوگا نہ کہ مسافر اور نماز پوری پڑھے گا نہ کہ قصر۔(تفسیر نعیمی)

(۲۳۹) ایک بار حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر صحابہ کرام کی دعوت تھی۔ کھانے کے بعد شراب کا دور چلا۔ اتنے میں مغرب کا وقت آ گیا۔ ایک بڑے رتبہ والے صحابی امام بنے۔ انھوں نے نماز میں سورہ کافرون پڑھی مگر نشہ کی حالت میں ہر جگہ لا بھول گئے یعنی لا اعبد کی جگہ اعبد ما تعبدون پڑھ گئے۔ تب قرآن کی یہ آیت اتری جس کا ترجمہ ہے کہ نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔ اس کے بعد شراب کا استعمال کم ہو گیا۔ لوگ یا تو عشا کے بعد پیتے تھے یا فجر کے بعد کیونکہ ظہر سے عشا تک لگا تار نمازوں کی وجہ سے انھیں شراب پینے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ پھر البان ابن مالک نے کچھ لوگوں کی دعوت کی جن میں سعد بن ابی وقاص بھی تھے۔ کھانے کے بعد شراب کا دور چلا۔ نشہ میں یہ لوگ آپس میں لڑ پڑے اور زخمی ہو گئے۔ یہ مقدمہ بارگاہ نبوی میں پیش ہوا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی کہ مولا شراب کے بارے میں بیان نازل فرما۔ تب وحی الٰہی اتری اور شراب بالکل حرام کر دی گئی۔(تفسیر روح المعانی، تفسیر نعیمی)

(۲۴۰) حدیث شریف میں ہے کہ جمعہ کی رات میں اپنی بیوی کے ساتھ سونے والے کو دو ثواب ملتے ہیں ایک اپنے غسل کا دوسرا بیوی کے غسل کا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۴۱) قرآن مجید میں جس صلوٰۃ وسطیٰ کا ذکر ہے یعنی بیچ کی نماز اس سے مراد عصر ہے۔ اس کی کچھ دلیلیں یہ ہیں: (۱) خندق کے دن حضور ﷺ کی نماز عصر قضا ہوگئی تو فرمایا کہ

ان کافروں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ سے روک دیا۔(۲) رب نے قرآن میں عصر کے وقت کی قسم یاد فرمائی ہے۔(۳) حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کی نماز عصر رہ گئی تو گویا اس کا مال اور گھر برباد ہوگیا۔(۴) نماز عصر میں دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں کہ دن کے جا نہیں پاتے اور رات کے آ جاتے ہیں۔(۵) عصر ہی کی نماز حضرت سلیمان علیہ السلام سے رہ گئی تھی کہ آپ گھوڑوں میں مشغول ہو کر یہ نماز نہ پڑھ سکے تھے۔(۶) عصر سے پہلے دن کی دو نمازیں ہیں: ایک ناقابل قصر اور دوسری قصری یعنی ظہر۔ اور اس کے بعد رات کی دو نمازیں ہیں ایک ناقابل قصر یعنی مغرب دوسری قصری یعنی عشا تو گویا عصر کی نماز بالکل بیچ کی نماز ہے۔(۷) مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی عصر کے لیے ڈوبا ہوا سورج واپس کیا گیا(۸) قبر میں نکیرین کے سوال کے وقت مردے کو عصر کا وقت محسوس ہوتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے کہ پہلے مجھے عصر پڑھ لینے دو پھر سوالات کرنا۔ گویا اس نماز کی پابندی اس آخری امتحان میں مدد دے گی۔(۹) تمام نمازوں کے اوقات محسوس ہوتے ہیں پر عصر کا وقت محسوس نہیں ہوتا لہذا اس کی پابندی ضروری۔ دیکھو، پو پھٹنے سے فجر، سورج ڈھلنے سے ظہر، سورج ڈوبنے سے مغرب اور شفق غائب ہونے سے عشا کا وقت آتا ہے مگر عصر کے وقت کی کوئی نشانی نہیں ہے۔(تفسیر کبیر)

(۲۴۲) نماز کی بہت سی قسمیں ہیں: (۱) نماز پنجگانہ۔(۲) نماز جمعہ۔(۳) وتر۔(۴) عیدین۔(۵) نماز منت۔(۵) نماز نفل۔ پھر نفل نماز کی بہت سی قسمیں ہیں: (۱) تحیۃ المسجد(۲) تحیۃ الوضو۔(۳) نماز اشراق۔(۴) نماز چاشت۔(۵) سفر کی نماز۔(۶) واپسی کی نماز۔(۷) استخارے کی نماز۔(۸) حاجت کی نماز۔(۹) نماز اوّابین۔(۱۰) صلوٰۃ التسبیح۔(۱۱) صلوٰۃ الاسرار یعنی نماز غوثیہ۔(۲۱) نماز توبہ۔(۳۱) غایب کی نماز۔(۴۱) نماز تراویح۔(۵۱) نماز قضائے عمری۔(۶۱) سورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز۔(۷۱) بارش کی نماز۔(۸۱) نماز تہجد۔(تفسیر نعیمی)

(۲۴۳) صوفیائے کرام فرماتے ہیں: نمازیں پانچ ہیں: (۱) سر کی نماز جس میں

غیب کا مشاہدہ ہے۔(۲) نفس کی نماز جس سے نفس کی خواہشات بجھ جائیں۔(۳) نماز قلب جس میں کشف کے انوار ظاہر ہوں۔(۴) روح کی نماز جس میں وصال ہو۔(۵) بدن کی نماز جس میں حواس کی حفاظت ہو۔(تفسیر نعیمی)

(۲۴۴) بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ جمعہ کا دن وہم پرست مسیحیوں کے یہاں منحوس سمجھا جاتا ہے اور شادی بیاہ کے معاملے میں اس دن سے خاص طور پر بچا جاتا ہے۔نحوست کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ ابن اللہ (معاذ اللہ!) کو اسی دن سولی پر چڑھایا گیا تھا۔قرآن مجید نے جمعہ کے دن کا خاص طور پر ذکر کر کے مسیحیوں کا بھرپور رد فرمایا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۴۵) اسلام کے شروع کے دنوں میں مدینہ منورہ میں جمعہ کا خطبہ نماز کے بعد ہوتا تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۴۶) حدیث شریف میں ہے کہ امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ میں شریک ہونا ہزار حج اور عمرے سے بہتر ہے اور اتنا ثواب ملتا ہے گویا پہاڑ کے برابر سونا مسکینوں کو خیرات کیا۔پھر ہر رکعت کے بدلے ایک سال کی عبادت کا اجر عنایت ہوتا ہے اور نمازی کے لیے خلاصی کے دو پروانے لکھے جاتے ہیں ایک آگ سے دوسرا نفاق سے نجات کا۔ایسا آدمی جنت میں اپنا ٹھکانہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر دنیا سے اٹھے گا اور بنا حساب کے جنت میں جائے گا۔(مجالس الانوار)

(۲۴۷) حدیث میں ہے کہ طہارت پر ہمیشگی کرنا روزی میں کشادگی پیدا کرتا ہے گویا جو شخص ہمیشہ پاک صاف اور باوضو رہنا اپنی عادت بنا لے اسے رزق کی تنگی نہیں ہوتی۔(تفسیر نعیمی)

(۲۴۸) اگلے زمانے میں شیطان مجسم نظر آیا کرتا تھا۔ایک شخص نے اسے دیکھ کر کہا: میں تجھ جیسا بننا چاہتا ہوں۔شیطان بولا: آج تک یہ فرمائش مجھ سے کسی نے نہیں کی آخر تمھیں ایسی کیا ضرورت ہے؟ جواب دیا: میں اسے پسند کرتا ہوں۔شیطان نے کہا: مجھ جیسا بننا چاہتے ہو تو نمازوں میں کاہلی کرتے رہو اور جھوٹی قسم کی پرواہ نہ کیا کرو۔اس شخص نے کہا:

میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ کبھی نماز ترک نہیں کروں گا اور نہ قسم کھاؤں گا۔ابلیس کہنے لگا: تیرے سوا فریب دے کر مجھ سے کسی نے نصیحت حاصل نہیں کی آج سے میں کسی کو نصیحت نہیں کروں گا۔(تحفۃ الواعظین)

(۲۴۹) مخدوم ملت شیخ مینا لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: صوفی کو ایک کروٹ سے دوسری کروٹ بدلنا بنا وضو کے حرام ہے کہ اگر جان اسی وقت نکل جائے تو روح جسم سے بے وضو نکلے گی اور جو شخص باوضو رہتا ہے اور اس حالت میں اسے موت آتی ہے تو اسے شہادت کا مرتبہ دیا جاتا ہے۔(سبع سنابل شریف)

(۲۵۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز میں دو موذیوں کو مار دیا کرو؛ ایک سانپ کو دوسرے بچھو کو۔(تفسیر نعیمی)

(۲۵۱) ایک شخص عصر کی نماز کے بعد اکثر دو رکعت نفل پڑھتا تھا۔اس نے اپنے اس عمل کے بارے میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا: کیا اللہ مجھے اس نماز کی وجہ سے عذاب دے گا؟ حضرت نے فرمایا: نہیں۔نفل پر تو اللہ تعالیٰ تجھے عذاب نہیں دے گا لیکن سُنّت رسول ﷺ کی مخالفت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ضرور تجھے عذاب دے گا۔(مسند دارمی)

(۲۵۲) رات کے وقت آٹھ رکعت سے زیادہ اور دن کے وقت میں چار رکعت سے زیادہ ایک سلام سے نفلی نماز پڑھنی حنفی علماء کے نزدیک مکروہ ہے۔اس لیے مکروہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۵۳) ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام دریا کے کنارے جا رہے تھے کہ آپ کی نظر ایک سفید نورانی رنگ کے جانور پر پڑی۔آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ جانور دریا کی کیچڑ میں لوٹ پوٹ رہا ہے جس سے اس کا بدن میلا ہو جاتا ہے۔وہ جانور وہاں سے نکل کر دریا میں نہاتا ہے جس سے وہ پھر سے اجلا ہو جاتا ہے۔یہی عمل اس جانور نے پانچ بار کیا۔حضرت روح اللہ

علیہ السلام کو جانور کی حرکت پر حیرت ہوئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو حیرت میں دیکھ کر عرض کیا: اے اللہ کے نبی! یہ جانور جو آپ کو دکھایا گیا ہے یہ امت محمدیہ کے نمازیوں کی مثال ہے اور یہ دریا ان کی نمازوں کی مثال ہے۔ یہ کیچڑ میں لوٹنا ان کے گناہوں کی مثال ہے۔ جس طرح یہ جانور کیچڑ میں لوٹا اور نہا کر پاک صاف ہو گیا اسی طرح امت محمدیہ کے گنہ گار ان پانچ نمازوں کے سبب اپنے گناہوں سے پاک صاف ہو جائیں گے۔ (نزہۃ القاری)

(۲۵۴) حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اللہ تعالیٰ کے لیے چالیس دن تکبیر اولیٰ کے ساتھ باجماعت نماز پڑھے اس کے لیے دو آزادیاں لکھدی جاتی ہیں ایک نار سے دوسری نفاق سے (ترمذی)

(۲۵۵) عیدین اور جمعہ کے لیے جماعت بھی شرط ہے۔ اسلامی بہنوں کو جماعت سے نماز ادا کرنا گناہ ہے اس لیے ان پر عید کی نماز نہیں ہے اور جمعہ کی جگہ وہ حسب معمول ظہر پڑھیں۔ وہ پانچوں وقت کی نماز تنہا اپنے گھر میں ہی پڑھیں بلکہ اندر کے کمرے میں پڑھیں تو زیادہ بہتر ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: عورت کا دالان (یعنی بڑے کمرے) میں نماز پڑھنا صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے اور کوٹھری میں پڑھنا دالان سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد)

(۲۵۶) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص وضو کر کے میری مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے نکلے یہ اس کے لیے ایک حج کے برابر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۷) کعبہ کو منہ کرنا صرف نماز میں فرض ہے۔ تلاوت قرآن، وضو، قربانی کے وقت سُنّت، شیطان کو کنکریاں مارنے کے وقت مکروہ اور پیشاب پاخانے کی حالت میں حرام ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵۸) حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کی ایک جانب سفید چاندی کا مینار پیدا کیا ہے جس کی لمبائی سو برس کی راہ ہے۔ جمعہ کے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام اس مینار پر چڑھ کر خطبہ پڑھتے ہیں، حضرت میکائیل علیہ السلام امام بنتے ہیں اور

دوسرے فرشتے مقتدی۔ نماز کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اس اذان سے جو ثواب حاصل ہوا ہے میں نے امت محمدیہ کے مؤذنوں کو بخشا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے خطبہ کا ثواب روئے زمین کے خطیبوں کو بخشا۔ حضرت میکائیل علیہ السلام کہتے ہیں میں نے امامت کا اجر جمعہ کے اماموں کو ہبہ کیا۔ دوسرے فرشتے کہتے ہیں کہ ہم نے جماعت کا ثواب ان لوگوں کے نام کیا جو امام کے پیچھے جمعہ کی نماز ادا کرتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو! کیا تم ہمارے سامنے اپنی سخاوت کا اظہار کرنا چاہتے ہو؟ ہمیں اپنی عزت وجلال کی قسم آج ہم نے ان تمام نمازیوں کو بخش دیا جو ہمارا ارشاد بجالانے اور ہمارے حبیب کی اقتدا کرنے کی نیت سے جمعہ ادا کر چکے۔ (زبدۃ الواعظین)

(۲۵۹) حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان میں امامت فرماتے تو ایک رات میں آپ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرات کرتے دوسری رات میں حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی، تیسری رات میں کسی اور صحابی کی۔ اس طرح پورے رمضان ہر رات نئی قرات ہوتی تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶۰) ایک دن حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک چڑیا اڑتی ہوئی آئی اور باغ چونکہ گھنا تھا اور کھجوروں کی شاخیں آپس میں ملی ہوئی تھیں ان میں پھنس گئی اور نکلنے کی راہ ڈھونڈنے لگی۔ حضرت ابوطلحہ کو اپنے باغ کی شادابی اور چڑیا کی اچھل کود کا منظر پسند آیا اور اسے تھوڑی دیر تک دیکھتے رہے پھر نماز کی طرف توجہ کی تو یاد نہ آیا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ دل میں کہا کہ اس باغ نے یہ فتنہ پیدا کیا۔ فوراً رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کرنے کے بعد کہا: یارسول اللہ میں اس باغ کو صدقہ کرتا ہوں۔ (اسوہ صحابہ)

(۲۶۱) حضور انور ﷺ فرماتے ہیں: وضو کے لیے ایک شیطان ہے جس کا نام ولہان ہے جو آدمی کو وضو اور پانی ضائع کرنے میں وسوسے ڈالتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶۲) کل قیامت میں مؤذن کے ایمان کی گواہی ہر وہ ذرہ دے گا جو اس کی اذان

سنا کرتا تھا۔(تفسیر نعیمی)

(۲۶۳) کافر پر مسلمان ہوتے ہی نماز فرض ہے۔ نماز سیکھنے کا زمانہ گھٹایا نہ جائے گا۔ اگر ظہر کے وقت ایمان لایا تو اسی وقت نماز پڑھے۔ جماعت میں امام کے پیچھے کھڑا ہو جائے۔ اگر نماز سیکھنے میں کچھ دن لگیں تو ان دنوں کی نماز قضا کرے۔ ہاں اگر عورت حیض کی حالت میں مسلمان ہوئی ہے تو اس پر پاک ہونے کے بعد ہی نماز فرض ہوگی۔(تفسیر نعیمی)

(۲۶۴) شریعت میں چوری صرف مال کی ہوتی ہے طریقت میں چوری اعمال کی بھی ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سب سے برا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! نماز میں چوری کیسی ہوتی ہے؟ فرمایا: نماز میں رکوع اور سجدہ پورا نہ کرنا نماز کی چوری ہے۔(تفسیر روح البیان)

(۲۶۵) رب فرماتا ہے: اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی پر تیمم کرلو۔ پانی نہ پانے کی کئی صورتیں ہیں: پانی موجود نہ ہو' پانی کا کنواں ہو مگر ڈول اور رسی نہ ہو' پانی پر دشمن یا سانپ کا قبضہ ہو۔ پانی موجود ہے' قبضہ بھی ہے مگر بیماری کی وجہ سے استعمال نہیں کر سکتے۔ ان تمام صورتوں میں تیمم جائز ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۶۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جماعت سے الگ ہوگا اللہ اس سے کلمہ شہادت روک لے گا۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس میکائیل اور جبرئیل آئے اور یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ سلام کے بعد فرماتا ہے کہ آپ کی امت میں جو جماعت کو چھوڑنے والا ہوگا اسے جنت کی خوشبو تک نہ ملے گی چاہے اس کے اعمال کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں۔ جماعت ترک کرنے والا دنیا اور آخرت دونوں میں ملعون ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۲۶۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ بیت المقدس کی طرف گئے تو عابدوں کی ایک جما عت دیکھی جو انتہا درجہ کی کوشش سے اللہ کی عبادت میں مصروف تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: آپ لوگ کون ہیں؟ عرض کیا: ہم آپ کی امت میں ہیں اور ستر برس سے عبادت کر رہے ہیں۔ صبر ہمارا لباس' گھاس ہماری خوراک' اور بارش ہمارا پانی ہے۔ حضرت

موسیٰ علیہ السلام بہت خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی: اے موسیٰ! امت محمدیہ کے لیے ایک خاص دن مقرر کیا گیا ہے اس میں دو رکعتیں پڑھ لینی اس ستر برس کی عبادت سے افضل ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: الٰہی وہ کون سا دن ہے؟ ارشاد ہوا: جمعہ کا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کے ملنے کی آرزو کی۔ حکم ہوا: سنیچر تمھارے لیے ہے' اتوار عیسیٰ کے لیے' پیر ابراہیم کے لیے' منگل زکریا کے لیے' بدھ یحیٰ کے لیے' جمعرات آدم کے لیے' جمعہ محمد اور ان کی امت کے لیے۔ علیٰ نبینا وعلیہم السلام۔(زبدۃ الواعظین)

(۲۶۸) رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کئی باتوں میں ہمیں لوگوں پر فضیلت دی ہے۔ ان میں یہ تین باتیں ہیں: ایک' ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح کی گئیں۔ دو' ہمارے لیے تمام زمین مسجد کر دی گئی۔ تین' جب ہم پانی نہ پائیں زمین کی مٹی ہمارے لیے پاک کرنے والی بنادی گئی۔(صحیح مسلم شریف)

(۲۶۹) امت محمدیہ کے خصائص میں سے پانچ نمازیں بھی ہیں۔ پچھلی امتوں میں چار نمازیں تھیں' عشا کی نماز نہیں تھی۔ سب سے پہلے ہمارے نبی ﷺ نے عشا کی نماز ادا کی۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: عشا کی نماز میں تاخیر کرو (ایک تہائی رات تک) اس لیے کہ تمھیں پچھلی امتوں کی نمازوں پر فضیلت دی گئی ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۲۷۰) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ فرمایا: سب سے پہلے ہم نے جس نماز میں رکوع کیا وہ عصر کی نماز تھی۔(تفسیر نعیمی)

(۲۷۱) ایک روایت میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ہزار سال تک خدا کی راہ میں جہاد کیا تھا اور اپنے جسم سے ہتھیار نہ اتارے تھے۔ صحابہ کہنے لگے: کیا ہم میں سے کسی میں اتنی طاقت ہے جو ایسا کرسکیں۔ اس وقت سورہ قدر نازل ہوئی کہ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور اس ایک رات میں قیام کرنا ہزار مہینے راہ خدا میں جہاد کرنے سے افضل ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۲۷۲) ایک بار رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: کل تم

مجھ سے پہلے جنت میں کیسے داخل ہو گئے؟ انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا معمول ہے کہ جب اذان کہتا ہوں تو دو رکعت نماز لازمی طور پر پڑھ لیتا ہوں اور جس وقت وضو ٹوٹ جاتا ہے اسی وقت فوراً وضو کر لیتا ہوں۔ (مستدرک، حاکم۔ جلد سوم)

(۲۷۳) رسول اکرم ﷺ پانچوں وقت مسواک فرماتے تھے اور فرماتے: اگر امت پر بوجھ نہ ہوتا تو میں پنج وقتہ نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا بھی حکم دیتا۔ (اسوہ صحابہ)

(۲۷۴) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شدت کے ساتھ مسواک کا استعمال اپنے اوپر لازم کر لیا تھا کہ ہمیشہ کان پر قلم کی طرح مسواک رکھے رہتے تھے۔ (ابو داؤد)

(۲۷۵) کچھ لوگ شب قدر یا رمضان کے آخر میں جو نماز قضائے عمری کے نام سے پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضا نمازوں کے لیے یہ کافی ہے یہ بالکل غلط اور باطل خیال ہے۔ (قانون شریعت)

(۲۷۶) علمائے اہل سُنّت نے ہر مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے چاہے صالح (نیک) ہو چاہے فاسق البتہ فاسق معلن کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ اگر جمعہ میں دوسرا امام نہ مل سکے تو جمعہ پڑھیں کہ وہ فرض ہے۔ اسی طرح اگر اس کے پیچھے نہ پڑھنے میں فتنہ ہو تو پڑھ لیں بعد میں دوہرا لیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

(۲۷۷) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ ایک طرح کی چوری ہے جو شیطان بندے کی نماز میں سے کر لیتا ہے۔ (بخاری شریف)

(۲۷۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ لوگ یہ کیا کرتے ہیں کہ نماز میں اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔ پس اس کے بارے میں آپ کی گفتگو بہت سخت ہو گئی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے باز

آئیں ورنہ ان کی بینائیاں لے لی جائیں گی۔ (بخاری شریف)

(۲۷۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھا لیتا ہے وہ اس بات کا خوف نہیں کرتا کہ اللہ اس کا سر گدھے کا سا سر بنا دے یا اللہ اس کی صورت گدھے کی سی کر دے۔ (بخاری شریف)

(۲۸۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں اور نماز کی حالت میں نہ بال درست کروں اور نہ لباس۔ (بخاری شریف)

(۲۸۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: سجدوں میں اعتدال کرو اور کوئی شخص اپنی دونوں کہنیاں (زمین پر) اس طرح نہ بچھائے جس طرح کتا بچھا لیتا ہے۔ (بخاری شریف)

(۱) روزہ نبوت کے پندرھویں سال یعنی دس شوال سن دو ہجری میں فرض ہوا۔ تفسیر کبیر اور تفسیر احمدی میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہر امت پر روزے فرض رہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام پر قمری مہینے کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کے روزے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت پر عاشورہ کا روزہ فرض رہا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے روزے رکھے۔ (تفسیر نعیمی، جلد دوم)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب ماہ رمضان شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں۔ (انوار الحدیث)

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے روزہ رکھے گا تو اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام یعنی نماز تراویح پڑھے گا تو اس کے بھی اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اور جو ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کرے گا اس کے بھی اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ (مسلم شریف)

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب ماہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر لیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی پکارتا ہے اے بھلائی طلب کرنے والے متوجہ ہو اور اے برائی کا ارادہ رکھنے والے برائی سے باز رہ اور اللہ تبارک وتعالیٰ بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور ہر رات ایسا ہوتا ہے۔

(ترمذی شریف)

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: کہ رمضان آیا۔ یہ برکت کا مہینہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین کو طوق پہنا دیے جاتے ہیں اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو اس کی برکتوں سے محروم رہا وہ بے شک محروم رہا۔ (نسائی)

(۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کو رمضان شریف میں پانچ چیزیں مخصوص طور پر دی گئی ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں ملیں۔ ایک یہ کہ ان کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے اور دریا کی مچھلیاں افطار کے وقت تک دعا کرتی ہیں اور جنت ہر روز ان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے۔ پھر حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: قریب ہے کہ میرے بندے مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آئیں اور سرکش شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے کہ وہ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے اور رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لیے مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ کیا مغفرت کی رات شب قدر ہے؟ فرمایا نہیں۔ بلکہ مزدور کا کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دیدی جاتی ہے۔ (بیہقی)

(۷) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کے قریب ارشاد فرمایا: رمضان کا مہینہ آ گیا ہے جو بڑی برکت والا ہے۔ رب تبارک وتعالیٰ اس میں تمھاری طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنی رحمت خاصہ نازل فرماتا ہے، خطاؤں کو معاف کرتا ہے، دعا قبول کرتا ہے، تمھارے تنافس (دوسرے کی حرص میں کام کرنے کو تنافس کہتے ہیں) کو دیکھتا ہے اور ملائکہ سے فخر کرتا ہے۔ پس اللہ کو نیکی دکھلاؤ۔ بدنصیب ہے وہ شخص جو اس مہینے میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔ (طبرانی)

(۸) حدیث پاک میں آیا ہے کہ رمضان شریف کی ہر شب آسمانوں میں صبح صادق تک ایک منادی یہ ندا کرتا ہے کہ اے بھلائی کے مانگنے والے بھلائی مانگنا ختم کر اور خوش ہو جا کہ تیری دعا قبول ہو چکی ہے۔ اور اے شریر! شر سے باز آجا اور عبرت حاصل کر ہے کوئی مغفرت کا طالب کہ اس کی طلب پوری کی جائے۔ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ ہے کوئی دعا مانگنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے۔ ہے کوئی سائل کہ اس کا سوال پورا کیا جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ رمضان المبارک کی ہر شب میں افطار کے وقت ساٹھ ہزار گناہگاروں کو دوزخ سے آزاد فرما دیتا ہے اور عید کے دن سارے مہینے کے برابر گناہوں کی بخشش کی جاتی ہے۔ (زواجر)

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص (قصداً) بلا کسی عذر شرعی کے ایک دن بھی رمضان کا روزہ افطار کرے پھر غیر رمضان کا روزہ چاہے تمام عمر رکھے تو اس کا بدل نہیں ہو سکتا۔ (احمد، ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ، دارمی، بخاری شریف)

(۱۰) ایک موقع پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظر کرم فرماتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی طرف نظر کرم فرمائے تو اسے کبھی عذاب نہ دے گا۔ اور ہر روز دس لاکھ گنہگاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انتیسویں رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد ہوئے ان کے مجموعے کے برابر اس ایک رات میں آزاد کرتا ہے۔ پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے تو ملائکہ خوشی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا ہے اور فرشتوں سے کہتا ہے: اے گروہ ملائکہ! اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے کام پورا کر لیا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اس کو پورا پورا اجر دیا جائے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: تم گواہ رہنا کہ میں نے سب کو بخش دیا۔ (اصبہانی بحوالہ بہار شریعت)

(۱۱) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خود حق تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت نازل کرتے ہیں۔ (طبرانی)

(۱۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبر ایمان کا آدھا حصہ ہے اور روزہ صبر کا آدھا حصہ۔ انسان کا ہر عمل مظالم کے بدلے میں جاری رہتا ہے مگر روزہ کسی کے بدلے میں ضائع نہیں ہوتا بلکہ خداوند تعالیٰ قیامت کے دن یہ فرمائے گا کہ روزہ کا مجھ سے تعلق ہے اس کے ذریعے کوئی اپنا بدلہ نہیں لے سکتا۔ (الحدیث)

(۱۳) حضرت سہل بن تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر پندرہ دن کے بعد ایک مرتبہ کھانا کھاتے اور جب ماہ رمضان آتا تو عید الفطر تک کچھ نہ کھاتے اس کے باوجود آپ روزانہ چار سو رکعتیں نمازیں پڑھتے تھے۔ ارباب علم بیان کرتے ہیں کہ آپ جس دن پیدا ہوئے تو روزے سے تھے اور جس دن دنیا سے رخصت ہوئے اس دن بھی روزے سے تھے۔ کسی نے پوچھا یہ کس طرح؟ بتایا گیا کہ ان کی پیدائش کا وقت صبح صادق تھا اور شام تک انھوں نے دودھ نہ پیا اور وہ دنیا سے رخصت ہوئے تو وہ روزے کی حالت میں تھے۔ یہ بات حضرت ابو طلحہ مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی۔ (کشف المحجوب)

(۱۴) سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے لیکن اللہ والے دوستوں میں سے کوئی آتا تو اس کی وجہ سے روزہ افطار فرما لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ (ایسے) دوستوں کے ساتھ کھانے کی فضیلت کچھ روزہ کی فضیلت سے کم نہیں ہے۔ (عوارف المعارف)

(۱۵) حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ماہ رمضان میں اوّل سے آخر تک کچھ نہ کھاتے تھے حالانکہ شدید گرمی کا زمانہ ہوتا اور روزانہ مزدوری کو جاتے تھے اور جتنی مزدوری ملتی تھی وہ سب فقیروں میں بانٹ دیتے تھے اور رات بھر عبادت کرتے اور نمازیں پڑھتے یہاں تک کہ دن نکل آتا اور وہ لوگوں کی نظروں کے سامنے رہتے تھے اور لوگ انھیں دیکھا کرتے کہ وہ کچھ کھاتے پیتے نہیں ہیں اور رات کو سوتے بھی نہیں ہیں۔ (احکام الصیام والاعتکاف مصنفہ صوفی شبیر احمد چشتی)

(۱۶) حضرت شیخ ابونصر سراج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کو طاؤس الفقراء کہا جاتا ہے جب ماہ رمضان آیا تو بغداد پہنچے اور مسجد شعر یزیہ میں قیام فرمایا تو ان کو علاحدہ کوٹھری دی گئی اور درویشوں کی امامت ان کے سپرد کر دی گئی۔ چنانچہ عید تک انھوں نے امامت فرمائی اور تراویح میں پانچ ختم کیے اور ہر رات خادم ان کی کوٹھری میں ایک روٹی لے جاتا۔ جب عید کا دن آیا تو وہ نماز پڑھ کر چلے گئے تو خادم نے کوٹھری میں نظر ڈالی تو تیسوں روٹیاں یوں ہی اپنی جگہ پڑی تھیں۔ (کشف المحجوب)

(۱۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص روزہ دار کو افطار کرائے اتو اس کو بھی روزہ دار کے مثل ثواب ملتا ہے اور اس روزہ دار کے ثواب میں بھی کچھ کمی واقع نہیں ہوتی۔ (ترمذی شریف)

(۱۸) حضرت اابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو فی سبیل اللہ ایک دن کا روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کی آگ کے درمیان اس قدر خندق بناتا ہے جس قدر آسمان وزمین کے درمیان ہے۔ (ترمذی شریف)

(۱۹) حضرت عباس بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رجب کے روزے کی کیفیت پوچھی تو انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ روزہ رکھتے تھے تو گمان ہوتا تھا کہ اب افطار ہی نہ کریں گے اور جب چھوڑتے تھے تو گمان ہوتا تھا کہ اب روزہ ہی نہ رکھیں گے۔ (ابوداؤد)

(۲۰) ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ روزہ رکھتے تھے تو محسوس ہوتا کہ رکھتے ہی چلے جائیں گے اور جب چھوڑتے تھے تو یہ گمان ہوتا تھا کہ اب نہ رکھیں گے۔ میں نے ان کو رمضان کے علاوہ کبھی پورے مہینے کا روزہ رکھتے ہوئے نہ پایا نہ کسی اور مہینے میں اتنے روزے رکھتے جتنا کہ شعبان میں رکھتے تھے۔ (ابوداؤد)

(۲۱) حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے رمضان کا روزہ رکھا اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ صائم الدہر ہے یعنی اس نے پوری زندگی روزے میں گزاری۔ (ترمذی)

(۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بندے کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیر اور جمعرات کو پیش کیے جاتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں پیش کیے جائیں کہ میں روزہ دار ہوں۔ (ترمذی شریف)

(۲۳) ایام بیض یعنی ہر ماہ کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزوں کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ شیخ ابونصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے فرمایا کہ تیرہ تاریخ کا روزہ تین ہزار برس کے روزوں کے برابر ہے اور چودہ تاریخ کا روزہ دس ہزار برس کے روزوں کے برابر ہے اور پندرھویں کا روزہ ایک لاکھ تیرہ ہزار روزوں کے برابر ہے۔ (نسائی شریف)

(۲۴) حضرت سعید ابن ابی ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انھوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے ان تین باتوں کی وصیت کی کہ مرتے دم تک مہینے کے تین روزے (یعنی ایام بیض کے تین روزے) رکھوں اور مرنے سے پہلے چاشت اور وتر کی نماز نہ چھوڑوں۔ (غنیۃ الطالبین)

(۲۵) روزہ کی حالت میں عورت کا بوسہ لیا یا چھوا یا مباشرت کی یا گلے لگایا اور یہ سب کرنے میں انزال ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (بہار شریعت)

(۲۶) عورت کو کپڑے کے اوپر سے چھوا اور کپڑا اتنا موٹا ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تو روزہ فاسد نہ ہوا اگر چہ انزال ہو گیا۔ (بہار شریعت)

(۲۷) ناک میں بلغم جمع ہو گیا اور سانس کے ذریعے کھینچ کر نگل لیا تو روزہ نہ گیا۔ اپنا ہی تھوک ہات پر لے کر نگل لیا تو روزہ جاتا رہا۔ (بہار شریعت)

(۲۸) مسافر نے اقامت کی، حیض ونفاس والی عورت پاک ہوگئی، مریض تھا اچھا ہو گیا، کافر تھا مسلمان ہوگیا اور مجنوں کو ہوش آگیا، نابالغ تھا بالغ ہوگیا ان سب صورتوں میں جو کچھ دن کا حصہ باقی رہ گیا ہو اسے روزے کی طرح گزارنا واجب ہے۔(بہار شریعت)

(۲۹) پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا فرض کفایہ ہے: شعبان، رمضان، شوال، ذیقعدہ، ذی الحجہ۔ شعبان کا اس لیے کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت ابر یا غبار ہو تو یہ تیس روزے پورے کر کے رمضان شروع کریں۔ اور رمضان کا روزہ رکھنے کے لیے اور شوال کا روزہ ختم کرنے کے لیے، اور ذی قعدہ کا ذی الحجہ کے لیے اور ذی الحجہ کا بقر عید کے لیے۔(فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت)

(۳۰) حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان کے (آخری) دس دنوں کے اعتکاف کا ثواب دو حج اور دو عمروں کے برابر ہے۔(بیہقی)

(۳۱) حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ بہت سے کام کبھی کرتے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے لیکن جب سے مدینہ منورہ تشریف لائے اخیر زندگی تک کبھی بھی رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف نہیں چھوڑا۔(ابن ماجہ)

(۳۲) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اعتکاف کرنے والے کے لیے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اعتکاف کرنے والا گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کے لیے (بغیر کیے بھی) اتنی ہی نیکیاں لکھی جاتی ہیں جتنی کرنے والے کے لیے لکھی جاتی ہیں۔(ابن ماجہ)

(۳۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کے کسی کام کے لیے چلے پھرے اور کوشش کرے اس کے لیے دس برس کے اعتکاف سے افضل ہے اور جو شخص ایک دن کا بھی اعتکاف اللہ کی رضا کے واسطے کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرما دیتا ہے جن کی

مسافت آسمان وزمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہے۔(طبرانی، بیہقی)

(۳۴) اعتکاف کے چار ارکان ہیں: پہلا رکن یا شرط نیت ہے۔ دوسرا رکن معتکف کا ہونا ضروری ہے۔ تیسرا رکن مسجد کا ہونا ہے۔ چوتھا رکن معتکف کا مسجد میں رہنا ہے۔(احکام الصیام والاعتکاف)

(۳۵) شب قدر کی علامت یہ ہے کہ وہ رات کھلی ہوئی اور چمکدار ہوتی ہے صاف شفاف نہ زیادہ گرمی اور نہ زیادہ سردی بلکہ معتدل گویا اس میں چاند کھلا ہوا ہے۔ اس رات صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے۔ نیز اس کی علامتوں میں یہ بھی ہے کہ اس کے بعد صبح کو سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے بالکل ہموار ٹکیہ کی طرح ہوتا ہے جیسا کہ چودھویں رات کا چاند۔ اللہ عزوجل نے اس دن کے آفتاب کے طلوع کے وقت شیطان کو اس کے ساتھ نکلنے سے روک دیا۔(درمنثور)

(۳۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو میں کیا دعا مانگوں؟ فرمایا: یہ دعا مانگو: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ یعنی اے اللہ تو بے شک معاف کرنے والا ہے اور پسند کرتا ہے معاف کرنے کو پس معاف کردے مجھے بھی۔(احمد، ابن ماجہ، ترمذی، مشکوٰۃ)

(۳۷) حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے چھ سو بازو ہیں ان میں سے دو کبھی نہیں کھلتے مگر شب قدر میں یہ دونوں بازو مغرب و مشرق سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کو کہتے ہیں کہ کھڑے بیٹھے ذکر الٰہی کرنے والے نماز ادا کرنے والوں کو سلام ومصافحہ کریں اور جو دعا مانگتے ہوں اس پر آمین کہیں۔(غنیۃ الطالبین)

(۳۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ جمع ہوکر اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہیں اور سوائے رضائے الٰہی کے ان کا کوئی اور مقصد نہیں ہوتا تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ کھڑے ہوجاؤ تمھاری مغفرت ہوگئی اور تمھارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا۔(امام احمد)

(۳۹) سن دو ہجری میں مومنوں پر روزے فرض اور صدقہ فطر واجب ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۰) مہینوں میں صرف رمضان کا نام قرآن میں لیا گیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۱) فقہا کا قول ہے کہ اگر کسی نے نذر مانی کہ میں رمضان بعد اللہ کے لیے اس سال کے بہترین دنوں میں روزے رکھوں گا تو اس پر ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں کے روزے واجب ہوں گے کیونکہ سارے سال میں یہ دس دن سب سے بہتر ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۲) حدیث میں ہے کہ جس نے ذی الحجہ کے عرفہ کا روزہ رکھ لیا اللہ تعالیٰ اسے سات برس کے روزوں کا ثواب عطا کرتا ہے اور اس کا نام قانتین میں لکھتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۳) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: شب قدر میں چار جھنڈے نازل ہوتے ہیں: ایک لواء الحمد، دوسرا لواء الرحمۃ، تیسرا لواء المغفرت، چوتھا لواء الکرامۃ۔ ہر جھنڈے کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوتے ہیں اور ہر جھنڈے پر کلمہ طیبہ لکھا ہوتا ہے۔ لواء الحمد آسمان اور زمین کے بیچ، لواء المغفرت رسول اللہ ﷺ کے روضہ پاک کے اوپر، لواء الرحمۃ کعبہ معظّمہ پر اور لواء الکرامۃ بیت المقدس کے گنبد پر گاڑا جاتا ہے اور ہر جھنڈا مسلمانوں کے دروازے پر ستر بار سلام کرنے آتا ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۴۴) رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: جو شخص لیلۃ القدر میں اتنی دیر عبادت کے لیے کھڑا رہا جتنی دیر چرواہا بکری دوہ لے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ماہ کے روزے رکھنے والے سے بہتر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۵) رسول معظم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے اور اس کے چار منہ بنائے ہیں ایک منہ سے دوسرے منہ تک اسی ہزار برس کی راہ ہے۔ اس فرشتے کا ایک منہ سجدے میں ہے جو قیامت تک رہے گا۔ اس منہ سے سجدے کی حالت میں ہی فرشتہ یوں کہتا ہے: الٰہی میں تیری تسبیح کرتا ہوں تیرا جمال نہایت عظیم الشان ہے۔ دوسرے منہ سے جہنم کی طرف دیکھ کر کہتا ہے: اس پر افسوس جو اس میں داخل ہوا۔ تیسرے منہ سے جنت کی طرف دیکھ کر کہتا ہے: اس میں داخل ہونے والے کو مبارکباد۔ چوتھے منہ سے عرش

الٰہی کی طرف دیکھ کر کہتا ہے: الٰہی رحم کر اور امت محمدیہ میں جو رمضان کے روزہ دار ہیں انھیں عذاب نہ دے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۴۶) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین کو رمضان میں حکم دیتا ہے کہ امت محمدیہ کی نیکیاں لکھو اور بدیاں لکھنی چھوڑ دو۔ (زہرۃ الریاض)

(۴۷) روزے تین طرح کے ہوتے ہیں: عوام کا روزہ، خواص کا روزہ اور اخص الخواص کا روزہ۔ عوام کا روزہ یہ ہے کہ پیٹ اور شرم گاہ کو اس کی خواہشوں سے روکا جائے۔ خواص کا روزہ یہ ہے کہ تمام اعضاء گناہوں سے بچیں۔ اخص الخواص کا روزہ یہ ہے کہ دل تمام دنیوی اور دینی فکروں اور اللہ کے سوا ہر ایک سے رکا رہے۔ یہ روزہ نبیوں اور صدیقین کا ہوتا ہے۔ (زبدۃ الواعظین)

(۴۸) تیس روزے فرض ہونے میں کچھ علما کے مطابق یہ حکمت ہے کہ آدم علیہ السلام کے پیٹ میں گیہوں کے دانے تیس روز تک رہے تھے۔ پھر جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے تیس روزوں کا حکم دیا۔ ان میں راتیں بھی شامل تھیں۔ امت محمدیہ پر صرف دن کو روزہ فرض کیا گیا۔ (بہجۃ الانوار)

(۴۹) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو روزہ دار کا تنا ہوا پیٹ تمام برتنوں سے زیادہ پسند ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۵۰) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: جو شخص رمضان کے مہینے میں علم دین کی مجلس میں حاضر ہوا اس کے نامہ اعمال میں ہر قدم کے بدلہ ایک سال کی عبادت لکھی جاتی ہے اور وہ عرش کے نیچے میرے ساتھ رہے گا۔ (ذخیرۃ العابدین)

(۵۱) تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابن آدم کے کل عمل اس کے لیے ہیں مگر روزہ صرف میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ (بخاری شریف)

(۵۲) حدیث میں ہے کہ جو عورت رمضان میں اپنے خاوند کی مرضی پر چلے گی اسے

حضرت مریم اورآسیہ کاساثواب ملےگا۔(تفسیرنعیمی)

(۵۳)حدیث شریف ہے کہ جوشخص رمضان میں پابندی کے ساتھ جماعت میں نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ہر رکعت کے بدلے اپنی نعمتوں سے بھرا ہوا ایک شہر عطا کرے گا۔(تحفۃالواعظین)

(۵۴)جس نے رمضان میں کسی مسلمان بھائی کی حاجت پوری کی قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کی ہزار حاجتیں پوری کرے گا۔(تحفۃالواعظین)

(۵۵)حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: قبروں سے اٹھنے کے وقت تین فرقوں سے فرشتے مصافحہ کریں گے: ایک شہید' دوسرے رمضان میں عبادت کرنے والے اور تیسرے عرفہ کے دن روزہ رکھنے والے۔(زبدۃالواعظین)

(۵۶)کہا گیا ہے کہ صوم میں تین حروف ہیں: صاد دلالت کرتا ہے نفس کی صیانت پر یعنی گناہوں سے حفاظت۔ واؤ نفس کی ولایت پر کہ اعضاء کو اطاعت پر لگائے اور میم روزے کی مداومت یعنی ہیشگی پر موت کے وقت تک۔(سبع سنابل شریف)

(۵۷)نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بھوکے پیٹ ہنسنا پیٹ بھرے رونے سے اچھا ہے۔(تحفۃالواعظین)

(۵۸)حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ اپنے سفر اور اقامت میں ہر ماہ کی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخوں کے روزے ترک نہ فرماتے اور آپ فرماتے کہ یہ روزے میرے ہیں۔ جو کوئی یہ روزے رکھے وہ دس ہزار سال کی عبادت کا ثواب پائے گا۔ یہ روزے دلوں کو منور اور چہروں کو نورانی کرتے ہیں۔ ایسا روزہ دار کل حشر کے دن جنتی اونٹنیوں پر سوار ہوگا اور اس کا چہرہ چودھویں کے چاند سے زیادہ روشن ہوگا۔(سبع سنابل شریف)

(۵۹)کسی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا میں نفلی روزہ کس طرح رکھوں۔ فرمایا: اگر حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنا چاہو تو ایک دن روزہ رکھو

دوسرے دن کھول دو اور اگر ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کا روزہ رکھنا چاہو تو ہر ماہ کے پہلے تین روزے رکھو اور اگر خاتون جنت حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روزہ رکھنا چاہو تو دو روز روزے رکھو اور ایک روز کھول دو اور اگر ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روزہ رکھنا چاہو تو ہمیشہ روزہ دار رہو۔ اور اگر رسول اللہ ﷺ کا روزہ رکھنا چاہو تو ہر ماہ کی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخوں کے روزے رکھو۔ اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جوشخص ایام بیض کا پہلا روزہ رکھتا ہے اس کے تہائی گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور جو دو روزے رکھتا ہے اس کے دو تہائی گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور جب وہ تیسرے دن کا روزہ رکھتا ہے تو تمام گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسا اس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔(سبع سنابل شریف)

(۶۰)شیطان ملعون کا قول ہے کہ لوگوں کے اعمال میں مجھے سب سے زیادہ غصہ دلانے والی دو چیزیں ہیں: ا ایک ایام بیض کے روزے دوسرے نماز چاشت۔(سبع سنابل شریف)

(۶۱)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کسی کو جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا ہو تو ایک دن پہلے بھی رکھے یا اس کے بعد روزہ رکھے۔ یعنی فقط ایک روزہ رکھنا مکروہ ہے۔(تحفۃالواعظین)

(۶۲)نبی کریم ﷺ نے عرفہ کا روزہ میدان عرفات میں رکھنے سے منع فرمایا ہے۔(تفسیرنعیمی)

(۶۳)رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میری امت کو یہ معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا ہے تو میرے امتی یہ تمنا کریں کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے۔(زبدۃالواعظین)

(۶۴)ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اپنی اپنی عبادتیں چھوڑ کر روزہ داروں کی دعاؤں پر آمین کہو۔(تحفۃالواعظین)

(۶۵)جس سال نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تھا اس سال آپ نے بیس روز کا اعتکاف فرمایا تھا۔(بخاری شریف)

(۶۶) نفل اعتکاف یہ ہے کہ انسان جب بھی مسجد میں آئے تو دائیں پاؤں سے داخل ہو اور یہ کہہ لے کہ میں نے اعتکاف کی نیت کی۔ اب جب تک وہ مسجد میں رہے گا اعتکاف کا ثواب پائے گا۔ دوسرے مسجد میں کھانا پینا بھی جائز ہو جائے گا۔ تیسرے مسجد میں سو سکے گا۔ چوتھے مسجد میں دنیا کی باتیں کر سکے گا۔ (بہار شریعت)

(۶۷) شریعت میں عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔ یہ بہت پرانی عبادت ہے۔ پچھلے نبیوں رسولوں کے دین میں بھی جاری تھی۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۸) اعتکاف کرنے والا ایسے بھکاری کی طرح ہے جو غنی کے دروازے پر اڑ کر بیٹھ جائے اور کہے کہ میں تو لے کر ہی ٹلوں گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۹) امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک روزے میں دوپہر کے بعد مسواک کرنا ممنوع اور مکروہ ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک بلاکراہت جائز ہے بلکہ وضو کی سُنّت ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۰) روزے نبوت کے پندرھویں سال یعنی دس شوال سن دو ہجری کو فرض ہوئے۔ پہلے صرف ایک روز یعنی عاشورہ کے دن کا فرض ہوا پھر یہ منسوخ ہو کر چاند کی تیرھویں، چودھویں اور پندرہویں تاریخوں کے روزے فرض ہوئے۔ پھر یہ بھی منسوخ ہو کر ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے مگر لوگوں کو اختیار تھا کہ چاہے روزہ رکھیں چاہے فدیہ ادا کریں یعنی ہر روزے کے بدلے آدھا ساع یعنی ایک سو پچھتر روپیہ اٹھنی بھر گیہوں صدقہ کریں۔ پھر یہ اختیار منسوخ ہو کر روزے لازم ہوئے مگر یہ پابندی رہی کہ رات کو سونے سے پہلے جو چاہے کھالو۔ سو کر کچھ بھی نہیں کھا سکتے۔ پھر صبح تک کھانے پینے کا اختیار دیا گیا مگر عورت سے ہم بستری پھر بھی حرام رہی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ پیش آنے پر رات میں بھی یہ حلال کر دیا گیا۔ (تفسیر احمدی)

(۷۱) انسانوں کے تیسرے بادشاہ تہمورس کے زمانے میں سخت قحط سالی ہوئی تو مال داروں کو روزہ کا حکم دیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ تم دوپہر کا کھانا فقیروں کو دو تا کہ شام کو تم

اور وہ دونوں کھانا کھا سکیں۔ (تفسیر روح البیان)

(۷۲) نماز سجدہ وغیرہ فرشتے اور دوسری مخلوق بھی ادا کرتے ہیں مگر روزہ صرف انسانوں ہی کی عبادت ہے۔ فرشتے اور دوسری مخلوق بلکہ جنات پر بھی روزہ فرض نہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۳) ماہ رمضان کے کل چار نام ہیں: ماہ صبر، ماہ مواسات، ماہ وسعت رزق اور ماہ رمضان۔ رمضان یا تو رحمٰن کی طرح اللہ کا نام ہے۔ چونکہ اس ماہ میں رات دن اللہ کی عبادت ہوتی ہے اس لیے اسے ماہ رمضان یعنی اللہ کا مہینہ کہا جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ یہ نہ کہو کہ رمضان آیا اور رمضان گیا بلکہ یوں کہو کہ ماہ رمضان آیا اور گیا۔ یا یہ رمضاءٌ سے مشتق ہے۔ رمضاءٌ موسم خریف کی بارش کو کہتے ہیں اس سے زمین دھل جاتی ہے اور ربیع کی فصل خوب ہوتی ہے۔ چونکہ یہ مہینہ بھی دل کے گرد و غبار کو دھو دیتا ہے اور اس سے اعمال کی کھیتی ہری بھری رہتی ہے اس لیے اسے رمضان کہا گیا۔ یا یہ رمضٌ سے بنا ہے جس کے معنی ہیں گرمی یا جلنا۔ چونکہ اس زمانے میں مسلمان بھوک اور پیاس کی شدت برداشت کرتے ہیں یا یہ گناہوں کو جلا ڈالتا ہے اس لیے اسے رمضان کہتے ہیں۔ کچھ نے کہا کہ جب مہینوں کے نام رکھے گئے تو جو مہینہ جس موسم میں پڑا اس کا نام اسی مناسبت سے رکھ دیا گیا۔ جو مہینہ گرمی میں تھا اس کو رمضان کہہ دیا گیا۔ اس مہینہ کا دوسرا نام ماہ صبر ہے۔ روزہ صبر ہے جس کی جزا رب ہے اور روزہ اسی مہینے میں رکھا جاتا ہے اس لیے اسے ماہ صبر کہا گیا۔ مواسات کے معنی ہیں بھلائی کرنا۔ چونکہ اس مہینے میں سارے مسلمانوں سے خاص کر قریبی رشتے داروں سے بھلائی کرنا زیادہ ثواب کا کام ہے اس لیے اسے ماہ مواسات کہتے ہیں۔ اس میں رزق کی فراخی بھی ہوتی ہے کہ غریب بھی نعمتیں کھا لیتے ہیں۔ اسی لیے اس کا نام ماہ وسعت رزق رکھا گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۴) رمضان میں پانچ حروف ہیں: ر م ض ا ن۔ ر سے مراد ہے رحمت الٰہی، میم سے مراد ہے محبت الٰہی، ضاد سے مراد ہے ضمان الٰہی، الف سے مراد ہے امان الٰہی، نون سے مراد ہے نور الٰہی۔ رمضان میں پانچ عبادتیں مخصوص ہیں: روزہ، تراویح، تلاوت قرآن،

اعتکاف اورشب قدر کی عبادت۔ جوکوئی سچے دل سے یہ پانچ عبادتیں ادا کرے وہ ان پانچ انعاموں کا مستحق ہے جو رمضان کے حروف سے منسوب ہیں۔(تحفۃ الواعظین)

(۷۵) رمضان کے چاند میں ایک مسلمان کی گواہی بھی مانی جاسکتی ہے۔ اگر قاضی اس کی گواہی کو نہ مانے تو صرف اس دیکھنے والے پر ہی روزہ واجب ہوگا مگر شوال کے چاند میں کم سے کم دو گواہ ضروری ہیں کیونکہ پہلے عبادت میں داخل ہونا تھا اور یہاں فرض سے نکلنا ہے اور عبادت کا ثبوت آسان ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۷۶) اگلی شریعتوں میں افطار کے بعد عشا تک کھانا پینا اور عورتوں سے ہم بستری کرنا حلال تھا۔ عشا کی نماز کے بعد یہ سب چیزیں رات میں بھی حرام ہو جاتی تھیں۔ اسلام کے شروع میں بھی یہی حکم رہا۔ پھر صرمہ ابن قیس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ پیش آجانے سے صبح تک کھانا پینا درست ہوا۔(تفسیر نعیمی)

(۷۷) صرمہ ابن قیس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ یوں ہے کہ آپ بڑے محنتی انسان تھے۔ دن بھر محنت کرتے تھے، تھک جاتے تھے۔ ایک دن روزے کی حالت میں کام کیا رات کو گھر آئے بیوی سے کھانا مانگا وہ پکانے میں مصروف ہوئیں یہ لیٹ گئے۔ تھکے تو تھے ہی آنکھ لگ گئی۔ جب بیوی نے کھانا تیار کرلیا اور انھیں بیدار کیا تو انھوں نے کھانے سے انکار کردیا کیونکہ سونے کے بعد کھانا حرام ہو چکا تھا۔ حضرت صرمہ نے اسی حالت میں دوسرا روزہ رکھ لیا جس سے بہت کمزور ہو گئے۔ دوپہر کو غشی آگئی۔ اس واقعہ کے بعد صبح تک کھانا پینا حلال کردیا گیا۔(خزائن العرفان)

(۷۸) جیسے صبح سے روزہ شروع کردینا فرض ہے ایسے ہی رات آنے پر افطار کرنا فرض ہے۔ کچھ صورتوں میں کھانا پینا شرعی فرض ہے۔ ایک جب بھوک پیاس کی شدت سے جان جانے کا خطرہ ہو کیونکہ جان کی حفاظت فرض ہے۔ دوسرے روزہ افطار کے وقت کہ روزے پر روزہ رکھنا حرام ہے۔ تیسرے جب کسی کو سرکار ﷺ حکم دیں اور حکم بھی شرعی ہو محض مشورہ نہ ہو۔ مرن برت رکھ کر جان دینا یا بھوک ہڑتال کرنا سخت منع ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۷۹) بیسویں رمضان کی عصر سے عید کا چاند دیکھنے تک اعتکاف کرنا سنّت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ اگر ایک بستی میں ایک نے کرلیا تو سب بری ہو گئے۔(تفسیر نعیمی)

(۸۰) اعتکاف میں عورتوں سے ہم بستری کرنا، لپٹنا چپٹنا، بوسہ وغیرہ سب حرام ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۸۱) سنّت اعتکاف کی مدت نو یا دس دن ہے اس میں روزہ بھی شرط ہے۔ فرض اعتکاف نذر کا اعتکاف ہے اس کی مدت کم سے کم ایک دن ہے۔ اس میں بھی روزہ شرط ہے۔(بہار شریعت، شامی وغیرہ)

(۸۲) نفلی روزہ بھی شروع کردینے سے واجب ہو جاتا ہے اور اس کا پورا کرنا فرض ہو جاتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۸۳) روزہ وصال یعنی روزہ پر روزہ رکھنا منع ہے۔ حضور اقدس ﷺ پر یہ حکم جاری نہیں۔ آپ نے سب سے پہلے سات دن کا روزہ رکھا پھر پانچ دن کا پھر تین دن کا۔ جب صحابہ کرام نے بھی ایسا روزہ رکھنا چاہا تو انھیں منع فرمادیا اور فرمایا: تم میں کون ہم جیسا ہے؟ ہمیں تو رب کھلاتا پلاتا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۸۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک نہر کا نام رجب ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں سے اسے پلائے گا جس نے رجب میں ایک دن کا بھی روزہ رکھا ہوگا۔(تحفۃ الواعظین)

(۸۵) سرکار مدینہ ﷺ فرماتے ہیں: رجب اللہ کا، شعبان میرا اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۸۶) مسائخ نے لکھا ہے کہ شب قدر میں ہر چیز سجدہ کرتی ہے یہاں تک کہ درخت زمین پر گر جاتے ہیں اور پھر اپنی جگہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۸۷) حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار مجھے رمضان کی پہلی رات میں نیند کا غلبہ ہوا۔ خواب میں مجھے جنت دکھائی دی۔ میں نے اپنے آپ کو جنت میں یاقوت

اور موتیوں کی ایک نہر کے کنارے بیٹھا ہوا دیکھا اور وہاں جنت کی حوریں نظر پڑیں جن کے چہرے سورج سے زیادہ چمک رہے تھے۔ میں نے کہا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس کے جواب میں انھوں نے بھی کلمہ دوہرایا اور کہا کہ ہم خدا کی تعریف کرنے وا! لوں' روزہ داروں اور رمضان میں رکوع اور سجود کرنے والوں کے لیے ہیں۔ (تحفۃ الواعظین)

(۸۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت چار طرح کے آدمیوں کی مشتاق ہے: قرآن مجید پڑھنے والوں کی' بے ہودہ باتوں سے زبان روکنے والوں کی' بھوکوں کو کھانا کھلانے والوں کی اور رمضان کے روزہ داروں کی۔ (رونق المجالس' گلدستہ طریقت)

(۸۹) حدیث شریف میں ہے کہ جب رمضان کا چاند نظر آتا ہے تو عرش' کرسی اور فرشتے بلند آواز سے کہتے ہیں: امت محمدیہ کو اس بزرگی کی بشارت ہو جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے رکھ چھوڑی ہے اور ان کے لیے شیطان کو چھوڑ کر چاند سورج ستارے پرندے مچھلیاں اور ہر جاندار رات دن مغفرت مانگتا ہے اور پہلی تاریخ کی صبح کو اللہ تعالیٰ ایک ایک کرکے سب کو بخش دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ تم رمضان میں اپنی عبادت اور تراویح کا ثواب امت محمدیہ کے نام کردو۔ (تحفۃ الواعظین)

(۹۰) حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رمضان میں روزہ دار نیند سے جاگتا ہے اور بستر پر کروٹیں بدلتا ہے تو ایک فرشتہ کہتا ہے: خدا تجھے برکت دے اور تجھ پر رحم کرے۔ اٹھ کھڑا ہو۔ پھر جب وہ نماز کی نیت سے کھڑا ہو جاتا ہے تو بستر اس کے لیے دعا کرتا ہے اور کہتا ہے: الٰہی اسے جنت کے عمدہ فرش عنایت فرما۔ پھر جب وہ کپڑے پہنتا ہے تو وہ لباس یہ دعا کرتا ہے کہ الٰہی اسے جنت کا لباس عطا فرما۔ جب وہ جوتے پہنتا ہے تو جوتے کہتے ہیں کہ الٰہی تو اسے پل صراط پر ثابت قدم رکھ۔ جب پانی کا برتن لیتا ہے تو وہ برتن یہ دعا کرتا ہے کہ الٰہی تو اسے جنت کے کوزے عطا فرما۔ جب وضو کرتا ہے تو پانی یہ دعا کرتا ہے الٰہی اسے گناہوں اور خطاؤں سے پاک صاف کر دے۔ جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو گھر یہ دعا کرتا ہے کہ الٰہی تو اس کی قبر کو فراخ اور لحد کو

نورانی کردے اور اپنی رحمت نازل فرما۔ پھر اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کی نظر فرماتا ہے اور دعا کے وقت یہ فرماتا ہے کہ اے بندے تیری طرف سے دعائے حاجت ہماری طرف سے قبولیت' تیری طرف سے سوال ہماری طرف سے عطا' تیری طرف سے استغفار ہماری طرف سے بے شمار مغفرت۔ (زبدۃ الواعظین)

(۹۱) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے رمضان کی فضیلت و برکت کے بارے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: رمضان کی پہلی رات میں مومن بندہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ دوسری رات میں اس کی اور اس کے مسلمان ماں باپ کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ تیسری رات میں فرشتہ عرش کے نیچے سے پکارتا ہے کہ اب نئے سرے سے اعمال کر کیونکہ تیرے پچھلے گناہ معاف ہو چکے ہیں۔ چوتھی رات میں اسے توراۃ' انجیل' زبور اور قرآن مجید پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ پانچویں رات میں اللہ تعالیٰ اسے اس شخص کا ثواب عطا کرتا ہے جس نے مسجد نبوی' مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کی ہو۔ چھٹی رات میں بیت المعمور کے طواف کرنے والے کی برابر ثواب ملتا ہے۔ اور تمام پتھر اور ڈھیلے اس کی مغفرت چاہتے ہیں۔ ساتویں رات میں اتنا ثواب ملتا ہے گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات اور فرعون کے مقابلے میں ان کی مدد کی۔ آٹھویں رات میں اسے اتنا ثواب ملتا ہے جتنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملا۔ نویں رات میں رسول اللہ ﷺ کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ دسویں رات میں دین دنیا کی بہتری عنایت کرتا ہے۔ گیارہویں رات میں دنیا سے اس طرح الگ ہو جاتا ہے گویا آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ بارھویں رات میں یہ فضیلت ملتی ہے کہ اس کا چہرہ قیامت کے دن چودھویں کے چاند کی طرح روشن رہے گا۔ تیرھویں رات کی برکت سے قیامت میں اسے ہر طرح کی برائی سے امن ملے گا۔ چودھویں رات کی عبادت سے فرشتے اس کی عبادت کی گواہی دیں گے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے حساب سے آزاد کردے گا۔ پندرھویں رات میں فرشتے اور عرش اور کرسی اٹھانے والے ملائکہ اس پر رحمت بھیجتے

ہیں۔سولہویں رات میں اللہ تعالیٰ دوزخ سے آزادی اور جنت میں داخل ہونے کا پروانہ لکھ دیتا ہے۔سترھویں رات میں نبیوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔اٹھارویں رات میں ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ اے خدا کے بندے تجھ سے اور تیرے ماں باپ سے خدا رضامند ہے۔انیسویں رات میں اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اس کے درجات بلند کردیتا ہے۔بیسویں رات میں شہیدوں اور نیکوکاروں کا ثواب ملتا ہے۔اکیسویں رات میں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک محل تیار کرتا ہے۔بائیسویں رات میں یہ برکت حاصل ہوتی ہے کہ وہ قیامت کے دن ہر طرح کے غم اور اندیشے سے بے خوف رہے گا۔تیئیسویں رات میں اللہ تعالیٰ اس کے لیے بہشت میں ایک شہر تیار کرتا ہے۔چوبیسویں رات میں چالیس سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔پچیسویں رات میں اس سے قبر کا عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔چھبیسویں رات میں چالیس سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ستائیسویں رات کی فضیلت سے وہ پل صراط پر سے کوندتی بجلی کی طرح گزر جائے گا۔اٹھائیسویں رات میں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ہزار درجے بلند کردیتا ہے۔انتیسویں رات میں ہزار مقبول حج کا ثواب ملتا ہے۔تیسویں رات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندے جنت کے میوے کھا اور سلسبیل کے پانی میں نہا اور آب کوثر پی۔میں تیرا رب ہوں اور تو میرا بندہ۔(نزہۃ المجالس)

(۹۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھ لیے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۹۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص رمضان کے پورے روزے رکھ کر شوال کے چھ روزے رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس چھ پیغمبروں کا ثواب دیتا ہے جن میں پہلے حضرت آدم علیہ السلام ہیں، دوسرے حضرت یوسف علیہ السلام، تیسرے حضرت یعقوب علیہ السلام، چوتھے حضرت موسیٰ علیہ السلام، پانچویں حضرت عیسیٰ علیہ السلام چھٹے حضرت محمد ﷺ۔(زبدۃ الواعظین)

(۹۴) حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن رمضان نہایت اچھی صورت میں ہو

کر اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرے گا۔وہاں اسے حکم ہوگا: اے رمضان! مانگ کیا مانگتا ہے۔اور جس نے تیرا حق ادا کیا ہو اس کا ہات پکڑ لے۔رمضان اپنا حق ادا کرنے والوں کا ہات پکڑ کر حضور میں کھڑا ہوجائے گا۔پھر حکم ہوگا: اے رمضان! تو کیا چاہتا ہے؟ رمضان عرض کرے گا: الٰہی جس نے میرا حق ادا کیا ہے اس کے سر پر عزت اور وقار کا تاج رکھ دے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ اسے ایک ہزار تاج عطا فرمائے گا اور ستر ہزار گناہ کبیرہ کرنے والوں کی بابت اس کی شفاعت قبول فرمائے گا اور ایسی ایک ہزار حوروں کے ساتھ اس کا نکاح کردے گا جن میں ایک ایک حور کے آگے ستر ستر ہزار لونڈیاں ہوں گی۔پھر اسے براق پر سوار کراکے پوچھے گا: اے رمضان اب تو کیا چاہتا ہے؟ رمضان عرض کرے گا: الٰہی اسے اپنے پیغمبر کے پڑوس میں جگہ دے۔تو اللہ تعالیٰ اسے فردوس میں بھیج دے گا اور ارشاد فرمائے گا کہ اے رمضان اب کیا چاہتا ہے۔رمضان کہے گا: الٰہی تو نے میری حاجت تو پوری کردی لیکن اس شخص کا ثواب اور عزت کدھر ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ اسے سرخ یاقوت اور سبز زبرجد کے سو شہر کہ ہر شہر میں ایک ہزار محل ہوں گے اور عنایت کرے گا۔(تحفۃ الواعظین)

(۹۵) روزہ رکھنے کی منت مانی تو کام پورا ہوجانے کے بعد اس کا رکھنا واجب ہوگیا۔(قانون شریعت)

(۹۶) اگر کسی نے نفل روزہ رکھ کر توڑ دیا تو اب اس کی قضا واجب ہے۔(قانون شریعت)

چودھواں باب: حج اور عمرہ

(۱) حجۃ الوداع کو مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے: حجۃ الوداع، حجۃ التمام، حجۃ البلاغ اور حجۃ الاسلام۔ان ایام میں مختلف مقامات پر حضور ﷺ نے جو خطابات فرمائے ہیں ان میں صاف بتادیا کہ اس مقام پر میری تم سے یہ آخری ملاقات ہے۔ان خطبوں میں اپنی امت کو الوداع کہا ہے اس لیے اس حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔(ضیاء النبی جلد چہارم)

(۲) حجۃ الوداع میں قربانی سے فارغ ہونے کے بعد حضور ﷺ نے سر منڈوانے کے لیے حجام کو طلب کیا جس کا نام معمر بن عبداللہ بن نضلہ اور کنیت ابوطلحہ تھی۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۳) عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ جو حج جمعہ والے دن آئے وہ حج اکبر ہوتا ہے' یہ بے اصل ہے۔ (احسن البیان)

(۴) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مال حرام لے کر حج کو جاتا ہے اور جب لبیک کہتا ہے تو ہاتف غیبی اسے جواب دیتا ہے: نہ تیری لبیک قبول نہ خدمت پذیر اور تیرا حج تیرے منہ پر مردود ہے یہاں تک کہ تو مال حرام جو کہ تیرے قبضے میں ہے اس کے مستحقین کو واپس کردے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دس)

(۵) حج ہمیشہ سے کعبہ کا ہی ہوا۔ بیت المقدس کا حج کبھی نہ ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶) رجب سن نو ہجری میں غزوہ تبوک پیش آیا اسی سال حج فرض ہوا۔ مسلمانوں کا پہلا تین سو حاجیوں کا قافلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت میں روانہ ہوا۔ اس حج کے بعد کافروں کو آئندہ حرم میں داخل ہونے کی ممانعت صادر ہوگئی۔ یہی آخری حج تھا جس میں مسلمانوں کے ساتھ حج میں کافر بھی شریک تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۷) احرام کی حالت میں عورت سے ہم بستری کرنا حرام ہے مگر نکاح حرام نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح فرمایا تھا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸) حجۃ الوداع سن دس ہجری میں واقع ہوا۔ (بخاری شریف)

(۹) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مزدلفہ سے منیٰ میں آئے اور جمرہ عقبہ میں کنکریاں پھینک کر اپنے مکان پر تشریف لائے پھر آپ نے حجام کو بلایا اور سر مبارک کے دائیں طرف سے بال منڈوائے اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے بائیں طرف کے بال منڈوا کر ابوطلحہ انصاری رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائے اور ارشاد فرمایا: یہ تمام لوگوں میں تقسیم کردو۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۰) اگر کوئی حاجی مرتد ہوکر دوبارہ ایمان لائے تو اس پر حج دوبارہ کرنا فرض ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۱) حضور انور ﷺ نے عمرہ قضا کے موقع پر طواف میں رمل کیا یعنی تین چکروں میں اکڑ کر چلے تاکہ اس وقت کے کافر مومنوں کو کمزور نہ سمجھ لیں۔ لیکن سرکار ﷺ کی یہ ادا قیامت تک حضور ﷺ کی ساری امت کے لیے سنّت ہوگئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۲) احرام کی حالت میں صرف خشکی کے جانوروں کا شکار حرام ہے۔ دریائی شکار جائز ہے۔ شرط یہ ہے کہ ہات یا نیزے سے نہ کیا جائے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۳) احرام یا حرم والے مسلمان کا شکار اور ذبح کیا ہوا جانور کچھ اماموں کے نزدیک مردار سے بھی بدتر ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے تمام عمر میں چار عمرے کیے ہیں اور سب ذی القعدہ کے مہینے میں۔ اوّل' ذی القعدہ میں حدیبیہ کے سال حج کے ہمراہ عمرہ کی نیت کی تھی۔ دوسرے سال ذی القعدہ کے مہینے میں۔ تیسرے ایک عمرہ جعرانہ سے جہاں حنین کی غنیمتیں تقسیم کی گئی تھیں۔ یہ بھی ذی القعدہ ہی کا مہینہ تھا۔ چوتھے حج وداع کے ساتھ۔ (تفسیر نعیمی)

(۱۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا: جو شخص حج کے واسطے آیا پھر اس نے میری زیارت کی تو اس نے مجھ کو گویا حیات میں دیکھ لیا۔ (بخاری شریف)

(۱۶) احرام کی حالت میں مچھلی کا شکار کیا جاسکتا ہے۔ (بخاری شریف)

(۱۷) احرام کی حالت میں موذی جانوروں جیسے کہ چیل' کوا' دیوانہ کتا' شیر' بھیڑیا وغیرہ کا شکار کیا جاسکتا ہے۔ (بخاری)

(۱۸) حرم کی حدود جن میں شکار کرنا حرام ہے یہ ہیں: مکہ معظّمہ سے مشرق کی طرف چھ

میل‘ مغرب کی طرف بارہ میل‘ جنوب کی طرف اٹھارہ میل اور شمال کی طرف چوبیس میل۔
(تفسیر روح البیان)

(۱۹) حج کے لفظی معنی ہیں ارادہ کرنا یا کسی کے پاس آنا جانا۔ شریعت میں خاص ارکان کا نام حج ہے کیونکہ اس میں بیت اللہ کا ارادہ بھی ہے اور وہاں بار بار حاضری بھی اور اس کے گرد بار بار چکر بھی۔ کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ حج کے معنی ہیں مونڈنا۔ چونکہ اس میں سر منڈایا جاتا ہے یا حاجی کے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے حجامت سے بال اس لیے اسے حج کہتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

(۲۰) زمانہ جاہلیت میں حج کے زمانے میں عمرہ کرنا سخت گناہ سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ جب اونٹوں کے زخم اچھے ہو جائیں اور ماہ صفر آ جائے تب عمرہ حلال ہے۔ اسلام نے یہ عقیدہ توڑا اور عمرہ کو حج میں داخل فرمایا۔ (تفسیر دُرِ منثور)

(۲۱) حج و عمرہ کے چار طریقے ہیں: ایک افراد بالحج۔ دوٗ افراد بالعمرہ‘ تیسرا‘ قران اور چوتھا تمتع۔ افراد بالحج یہ ہے کہ صرف حج کا احرام باندھ کر وہی ادا کرے اس کے ساتھ عمرہ نہ کرے۔ اس کا احرام دسویں ذی الحجہ کو طواف زیارت سے کھلے گا چاہے کبھی باندھا ہو۔ افراد بالعمرہ یہ ہے کہ صرف عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ ہی کرے یا تو اس سال حج کرے ہی نہیں یا گھر لوٹ آئے اور پھر نئے سفر سے حج کرے۔ اس واپسی کا نام اتمام ہے۔ اگر اسی سفر میں اسی سال حج کر لیا تو تمتع ہو گیا۔ اس کا احرام مکہ معظّمہ پہنچ کر عمرہ کے ارکان یعنی طواف اور سعی کرتے ہی کھل جاتا ہے۔ قران یہ ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کو ایک ہی احرام میں جمع کر لے یعنی دونوں کا احرام باندھ کر مکہ معظّمہ پہنچکر پہلے طواف اور سعی عمرہ کے لیے کرے پھر حج کا طواف قدوم اور سعی کرے پھر احرام پر ہی قائم رہ کر آٹھویں ذی الحجہ سے دسویں ذی الحجہ تک ارکان حج یعنی قیام منیٰ اور وقوف عرفات و مزدلفہ اور دوبارہ منیٰ میں حاضر ہو کر شیطان کو کنکریاں مار کر قربانی کرے اور سر منڈوائے اور پھر طواف زیارت کر کے احرام کھول دے۔ تمتع کی دو صورتیں ہیں: ایک قربانی والا دوسرا بنا قربانی کا۔ قربانی والے تمتع کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھے اور حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے بنا احرام کھولے مکہ میں رہے اور

آٹھویں ذی الحجہ کو اس احرام پر حج کا احرام بھی باندھ کر حج بھی ادا کرے۔ بنا قربانی کا تمتع یہ ہے کہ پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ معظّمہ پہنچ کر عمرہ کر کے احرام کھول دے پھر آزادی سے رہے اور آٹھ تاریخ کو حج کا احرام باندھ کر حج کرے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲) مکہ والوں بلکہ میقات والوں کے لیے نہ تمتع ہے نہ قران کیونکہ انھیں زمانہ حج میں عمرہ کرنا ہی منع ہے۔ اگر وہ لوگ تمتع یا قران کر بھی لیں تو ان پر کفارے کی قربانی واجب ہو گی نہ کہ شکر کی کیونکہ انھوں نے یہ جرم کر لیا۔ لہٰذا وہ اس قربانی سے خود کچھ بھی نہیں کھا سکتے۔ (تفسیر روح البیان)

(۲۳) ذبیحے کی دو قسمیں ہیں: ذبیحہ عادت اور ذبیحہ عبادت۔ ذبیحہ عادت تو وہ ہے جو ہم دن رات کھانے کے لیے جانوروں کو ذبح کرتے ہیں۔ ان پر نہ عذاب ہے نہ ثواب۔ ذبیحہ عبادت وہ ہے کہ جو رب کو راضی کرنے کے لیے کیا جائے۔ اس ذبیحے کی دو قسمیں ہیں: ذبیحہ جنایت اور ذبیحہ شکر۔ ذبیحہ جنایت تو حج اور عمرہ میں ہوتا ہے جب کوئی واجب چھوٹ جائے۔ اس ذبیحہ کی نہ تاریخ مقرر ہے نہ اس میں سے خود کھا سکتے ہیں۔ شکر کا ذبیحہ تین طرح کا ہے: بچہ کا عقیقہ‘ بقر عید کی قربانی اور تمتع یا قران کا ذبیحہ۔ اس ذبیحہ کی تاریخ بھی مقرر ہے اور ذبیحہ کرنے والا خود بھی کھا سکتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۴) حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں حج طواف اور عرفات میں ٹھہرنے کا نام تھا۔ پھر زمانہ ابراہیمی سے اس میں رمی‘ قربانی‘ صفا و مروہ کی سعی کا اضافہ ہوا۔ ہمارے حضور ﷺ کے زمانے میں طواف قدوم‘ طواف وداع اور اکڑ کر چلنے کا اضافہ ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے وہ چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶) مشعر حرام مزدلفہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔ اسی کو قزح اور میقدح بھی کہتے ہیں زمانہ جاہلیت میں لوگ عرفات سے واپس آ کر تمام رات اس پر آگ جلاتے تھے۔ اسلام نے حکم دیا کہ یہ بے ہودہ بات ہے یہاں آ کر اللہ کا ذکر کرو۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۷) آٹھویں ذی الحجہ کو یوم الترویہ، نویں کو یوم عرفہ اور دسویں کو یوم النحر کہتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۸) جب حضرت آدم علیہ السلام کو بیت اللہ بنانے کا حکم دیا گیا تو آٹھویں ذی الحجہ کو آپ نے غور کیا اور رب سے عرض کی کہ مجھے اس کی کیا اجرت ملے گی؟ حکم الٰہی ہوا کہ اس کے اوّل طواف میں تمھاری ساری خطائیں معاف ہوجائیں گی۔ عرض کیا: مولا کچھ اور دے۔ فرمایا: تمھاری اولاد میں بھی جو طواف کرے گا اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ عرض کیا: الٰہی کچھ اور دے۔ حکم ہوا کہ حاجی طواف کرتے وقت جس کے لیے بھی دعا کرے گا اس کی بھی مغفرت کر دی جائے گی۔ عرض کیا: بس بس مجھے یہی کافی ہے۔ چونکہ اس تاریخ کو آدم علیہ السلام نے غور وفکر کیا تھا اس لیے اس دن کا نام یوم الترویہ ہوا۔ دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آٹھویں ذی الحجہ کو خواب دیکھا تھا جس میں بیٹے کی قربانی کا حکم تھا۔ دن بھر غور کیا کہ یہ سچا خواب ہے یا فقط میرا وہم۔ یہ دن غور میں گزرا۔ نویں رات کو پھر یہی خواب دیکھا تو پہچان لیا کہ خواب سچا ہے۔ اس لیے آٹھویں ذی الحجہ کا نام یوم الترویہ یعنی غور کرنے کا دن اور نویں ذی الحجہ کا یوم عرفہ یعنی پہچاننے کا دن رکھا گیا۔ تیسرے یہ کہ مکہ والے آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ میں دعائیں سوچا کرتے تھے کہ کل عرفات میں رب سے کیا کیا مانگیں گے۔ لہذا اس کا نام یوم الترویہ یعنی دعائیں سوچنے کا دن پڑا۔ چوتھے یہ کہ مکہ والے آٹھویں ذی الحجہ کو اپنے جانوروں کو بھی پانی پلایا کرتے تھے اور عرفات میں اپنے پینے کے لیے جمع کر لیتے تھے اس لیے اس کا نام یوم الترویہ یعنی پانی پلانے کا دن رکھا گیا۔ (تفسیر کبیر)

(۲۹) یوم عرفہ کے دس نام ہیں: عرفہ، یوم ایاس، یوم اکمال، یوم اتمام، یوم رضوان، یوم حج اکبر، شفع، وتر، شاہد، مشہود۔ یہ سب نام قرآن مجید میں آئے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

(۳۰) حج میں طواف کے دوران رکن یمانی اور حجر اسود کے بیچ ربنا اتنافی الدنیا حسنۃ (آخر تک) دعا ضرور مانگے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: رکن اسود پر اسی دن سے ایک فرشتہ بیٹھا ہوا ہے جب سے آسمان اور زمین بنے ہیں اور آمین آمین کہہ رہا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے آمین کہتے رہتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۱) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ منیٰ کو منیٰ اس لیے کہتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام توبہ قبول ہونے کے بعد عرفات سے یہاں پہنچے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: کچھ تمنا کرو۔ آپ نے جنت کی آرزو کی۔ لہذا اس کا نام منیٰ ہوا یعنی خواہش کی جگہ۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۲) حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۳) سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: قیامت کے دن حجر اسود کے آنکھیں اور منہ ہوگا اور یہ حاجیوں کی شفاعت کرے گا۔ (تفسیر نعیمی)

(۳۴) قربانی کی سنّت ابراہیمی کو اہتمام اور پابندی کے ساتھ زندہ کرنے کی بنیاد سن دو ہجری میں مدینہ منورہ میں پڑی۔ (نزہۃ القاری)

(۳۵) حضور اکرم ﷺ ہمیشہ دو ابلق مینڈھے قربان فرمایا کرتے تھے ایک اپنی طرف سے اور دوسرا اپنے امتیوں کی طرف سے جن کو ناداری یا فراموشی کی وجہ سے قربانی کی توفیق حاصل نہیں ہوئی۔ (بخاری شریف)

(۳۶) مزدلفہ کا دوسرا نام جمع بھی ہے۔ اس کا سبب ایک تو یہی ہے کہ لوگ دنیا کے کونے کونے سے آ کر یہاں جمع ہوتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہاں اکٹھے رات گزاری تھی۔ (نزہۃ القاری)

(۳۷) حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب حج کی آیت نازل ہوئی اور حضور انور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ حج کرنا فرض ہے تو حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہر سال فرض ہے؟ حضور ﷺ خاموش رہے۔ انھوں نے پھر یہی پوچھا۔ حضور ﷺ پھر خاموش رہے۔ انھوں نے پھر یہی سوال کیا تب فرمایا: اگر ہم ابھی ہاں کہہ دیتے تو ہر سال فرض ہو جاتا۔ حج عمر میں ایک بار فرض ہے۔

(تفسیرخازن)

(۳۸)جعرانہ ایک عورت ریطۃ بنت سعد کا لقب تھا۔ یہ وہی عورت تھی جو دن بھر سوت کات کررات کوتوڑ دیتی تھی۔ یہاں سے ہی حضور ﷺ نے جنگ حنین کے بعد عمرہ کیا۔ یہاں سے ستر نبیوں نے عمرہ کیا ہے جسے اب بڑا عمرہ کہا جاتا ہے۔(تفسیر روح البیان)

(۳۹) جب سن نو ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں سورہ برات کا اعلان کیا گیا اور فرمایا گیا کہ اگلے سال سے کوئی مشرک حج نہ کرے گا اور نہ کوئی ننگے ہوکر کعبہ کا طواف کرے گا۔ تو عرب کے مشرکوں نے مکہ کے مسلمانوں سے کہا: تم نے ہمیں حج سے تو روک دیا اس کا انجام بھی دیکھ لینا۔ حج میں تجارت کا سامان ہم ہی باہر سے لاتے ہیں۔ تمھاری آمدنی ہمارے ہی ذریعے ہوتی ہے۔ اگر ہم نے آنا چھوڑ دیا تو تم بھوکے مرجاؤ گے۔ اس پر کچھ مکہ والے پریشان ہوئے تب سورہ توبہ کی یہ آیت نازل ہوئی: رزق دینے والا اللہ ہے اسی پر توکل کرو۔ وہ تمھیں پہلے سے زیادہ روزی عطا فرمائے گا۔(تفسیر کبیر، خازن، تفسیر روح المعانی)

(۴۰) ماہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ بہت ہی عظمتوں والا ہے۔ امام نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی عشرہ میں موسیٰ علیہ السلام نے رب سے پہلا کلام کیا۔ اسی عشرہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی عشرہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذبح اور فدیہ کا واقعہ پیش آیا۔ اسی عشرہ میں حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے اور حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان سے نجات پائی۔ اسی عشرہ میں بیعت رضوان، صلح حدیبیہ، فتح خیبر کی بشارت ہوئی۔(زبدۃ الواعظین)

(۴۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ دن جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی خطا معاف کی تھی وہ ذی الحجہ کا پہلا دن تھا۔ اس دن روزہ رکھنے والے کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ دوسرے دن حضرت یونس علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے انھیں مچھلی کے پیٹ سے نکالا۔ اس

دن روزہ رکھنے والے کو اس شخص کا ثواب ملتا ہے جس نے سال بھر کی عبادت میں ایک پل خدا کی نافرمانی نہ کی ہو۔ تیسرے دن حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی۔ اس دن روزہ رکھنے والے کی تمام دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ چوتھے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس دن روزہ رکھنے والے کو خوف اور فقر سے نجات ملتی ہے اور قیامت کے دن نیکوں کی راہ نصیب ہوتی ہے۔ پانچویں دن حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس دن روزہ رکھنے والا نفاق سے آزاد اور قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔ چھٹے دن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے خیر کے دروازے کھولے۔ اس دن روزہ رکھنے والے کی طرف اللہ تعالیٰ رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے اور پھر کبھی عذاب نہیں کرتا۔ ساتویں دن دوزخ کے دروازے بند ہوتے ہیں۔ اس دن روزہ رکھنے والے پر مشکلوں کے تیس دروازے بند ہوتے ہیں اور آسانیوں کے تیس دروازے کھل جاتے ہیں۔ آٹھواں ترویہ کا دن ہے۔ اس دن روزہ رکھنے والے کو اتنا ثواب ملتا ہے کہ اس کا اندازہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں کرسکتا۔ نواں دن عرفہ کا ہے۔ جو شخص اس دن روزہ رکھے گا ایک پچھلے سال اور ایک اگلے سال کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا۔ دسواں دن قربانی کا ہے۔ اس دن جو شخص قربانی کرتا ہے خون کی پہلی بوند کے ساتھ اس کے اور اس کے گھر والوں کے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف کردیتا ہے اور جو اس دن مومن کو کھانا کھلادے یا خیرات کرے قیامت کے دن امن کے ساتھ رہے گا اور میزان کو احد سے بھاری ہوجائے گی۔(نزہۃ المجالس)

(۴۲) سیدنا عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: بقرعید کے عشرہ میں ہر روزہ کا ثواب ایک ماہ کے برابر ہوتا ہے اور آٹھویں ذی الحجہ کا روزہ ایک سال کے برابر اور نویں ذی الحجہ کا روزہ دو سال کے برابر۔(تفسیر نعیمی)

(۴۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آٹھویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنے والے کو رب تعالیٰ صبر ایوب کا ثواب عطا کرتا ہے اور نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنے والے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ثواب عطا کرتا ہے۔(تفسیر کبیر

(۴۴) امام نہرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک تنور والے نے ایک اونٹ کی رسی کو تنور میں جلانا چاہا مگر وہ نہ جلی۔ بہت کوشش کرنے پر بھی وہ کامیاب نہ ہوا۔ غیب سے آواز آئی کہ یہ اس اونٹ کی رسی ہے جس پر دس بار حج کیا گیا آگ اسے کیسے جلائے گی۔ (تفسیر روح البیان)

(۴۵) کہا گیا ہے کہ ایک حج مقبول بیس جہادوں سے افضل ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۴۶) علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جس اونٹ پر سات حج کر لیے جائیں اللہ تعالیٰ اسے جنت کے باغوں میں چرنے کی اجازت دیتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

پندرہواں باب: زکوٰۃ، صدقہ، خیرات

(۱) مسلمان رعایا بیت المال میں جو رقم جمع کراتی ہے اسے زکوٰۃ و عشر کہتے ہیں۔ یہ زکوٰۃ و عشر مردوں اور عورتوں بچوں (بچوں پر صرف عشر) سب پر فرض ہے اور ذمی رعایا جو رقم بیت المال میں جمع کراتی ہے اسے جزیہ کہا جاتا ہے۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۲) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک جزیہ کے نقطہ نظر سے غیر مسلموں کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: دولت مند طبقہ، متوسط طبقہ اور فقرائ۔ دولت مند طبقہ پر اڑتالیس درہم سالانہ یعنی چار درہم ماہوار، متوسط طبقہ پر چوبیس درہم سالانہ یعنی دو درہم ماہوار اور فقراء پر بارہ درہم سالانہ یعنی ایک درہم ماہوار۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۳) مسلمانوں کے پاس اگر مویشی ہوں بھیڑ، بکریاں، گائیں، بھینسیں، گھوڑے اور اونٹ تو ان کی زکوٰۃ بھی مسلمانوں کو ادا کرنا پڑتی ہے حالانکہ ذمی رعایا سے مویشیوں پر کسی قسم کا لگان یا ٹیکس وصول نہیں کیا جاتا۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۴) مسلمان عورت اگر صاحب نصاب ہو یا مسلمان بچہ اگر صاحب نصاب ہو تو اسے بھی لازمی طور پر اپنے اموال کی زکوٰۃ و عشر دینا پڑتا ہے۔ ان کے برعکس کسی ذمی عورت اور بچے سے کوئی جزیہ نہیں لیا جاتا۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۵) نبی کریم ﷺ نے فرمایا ساز و سامان کی کثرت سے کوئی شخص غنی نہیں ہوتا۔ غنی

وہ ہے جو دل کا غنی ہو۔ (شیخین، ترمذی)

(۶) فرعون بہت سخی تھا۔ اس کے مطبخ میں روزانہ ایک ہزار بکرے کٹتے تھے۔ جب اس کی ہلاکت کا وقت قریب آیا تو ہامان نے اسے خیرات بند کر دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے کم کرتے کرتے آخر خیرات بند کر دی۔ یہاں تک کہ اس کے ڈوبنے کے دن اس کے باورچی خانے میں صرف ایک بکرا ذبح ہوا تھا اور وہ بھی صرف اپنے گھر کے استعمال کے لیے۔ اتنے دن تک اسے اس کی خیرات ہی بچائے رہی۔ (تفسیر نعیمی)

(۷) نبی کریم ﷺ نے کوئی چیز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بطور عطیہ بھیجی آپ نے اسے لوٹا دیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا: اسے کیوں لوٹایا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا یہ آپ ہی کا ارشاد نہیں ہے کہ ہمارے لیے یہی بہتر ہے کہ ہم کسی سے بھی کوئی چیز نہ لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ سوال نہیں ہونا چاہیے اور جو بغیر سوال کے میسر آئے وہ تو اللہ تعالیٰ کی دین ہے جس سے اس نے تمھیں بہرہ مند کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے آئندہ میں کسی سے از خود کوئی شے طلب نہیں کروں گا اور جو چیز بغیر طلب کے میرے پاس آئیگی اسے قبول کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ (مالک، شیخین، ترمذی)

(۸) وفات سے ایک روز پہلے حضور ﷺ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمایا: اے عائشہ وہ دینار کہاں ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فوراً اُٹھیں اور آٹھ دینار جو رکھے ہوئے تھے لے آئیں اور آقا کی بارگاہ میں پیش کر دیے۔ حضور ﷺ دیناروں کو کچھ دیر تک الٹتے پلٹتے رہے پھر فرمایا: اے عائشہ اگر میں یہ دینار اپنے گھر میں چھوڑ کر اپنے رب سے ملاقات کروں تو میرا رب کیا فرمائے گا کہ میرے بندے کو مجھ پر اعتماد نہیں تھا۔ عائشہ! ان کو فوراً مساکین میں تقسیم کر دو۔ چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے گھر میں جو آخری پونجی تھی اسے نکال کر مساکین میں تقسیم کر دیا۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۹) وہ ذات اقدس جسے اللہ تعالیٰ نے زمین کے سارے خزانوں کی کنجیاں مرحمت

فرمائی تھیں اس کے گھر کی یہ کیفیت تھی کہ زندگی کی آخری رات میں چراغ میں تیل نہیں تھا۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنا چراغ اپنی ایک پڑوسن کی طرف بھیجا اور کہا کہ اپنی تیل کی کپی سے چند قطرے اس چراغ میں ڈال دو تاکہ آج کی رات گزر جائے۔ (تاریخ الخمیس جلد۲)

(۱۰) حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: حضور ﷺ نے فرمایا کہ انسان کا اپنی زندگی کے ایام میں ایک درہم صدقہ کرنا مرنے کے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

(۱۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سخی اللہ تعالیٰ سے قریب ہے‘ جنت کے قریب ہے‘ لوگوں کے قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے‘ اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہے‘ جنت سے دور ہے‘ لوگوں سے دور ہے اور جہنم سے قریب ہے اور جاہل سخی خدا کے نزدیک عبادت گزار بخیل سے کہیں بہتر ہے۔ (ترمذی)

(۱۲) یک حدیث میں آیا ہے کہ کوئی ولی ایسا نہیں ہوا کہ جس میں اللہ عزوجل نے دو عادتیں پیدا نہ کر دی ہوں: ایک سخاوت دوسری خوش خلقی۔ (کنز العمال)

(۱۳) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور بولا: یارسول اللہ! میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا۔ میرا خیال ہے اگر وہ کچھ بول سکتی تو ضرور مجھے صدقہ خیرات کرنے کا حکم دیتی۔ آپ فرمائیں اب اگر میں اس کی طرف سے کچھ صدقہ خیرات کروں تو کیا اس کا ثواب اس کو ملے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے اس کا ثواب یقیناً ملے گا۔ (بخاری شریف‘ مسلم شریف)

(۱۴) حضرت عقبیٰ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمھارے مرحومین صدقہ وخیرات کے سبب قبر کی تپش سے محفوظ رہتے ہیں۔ (طبرانی)

(۱۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے کسی نیک کام کا ثواب کسی گزرے ہوئے شخص کو پیش کرتا ہے تو اس ثواب کو حضرت

جبرئیل علیہ السلام ایک نورانی رکابی میں رکھ کر اس شخص کی قبر پر لے جاتے ہیں اور اسے خبر کرتے ہیں کہ تمھارے فلاں فلاں رشتہ دار نے یہ تحفہ تمھیں بھیجا ہے اسے قبول کرو۔ یہ سن کر وہ مردہ بہت خوش ہوتا ہے اور اس کے پڑوسی جو ایسے تحفے سے محروم رہے بہت غمگین ہوتے ہیں۔ (طبرانی)

(۱۶) حضور ﷺ کا ارشاد ہے عنقریب لوگ ایسا وقت دیکھ لیں گے کہ انسان اپنی زکوٰۃ کا سونا لے کر مستحق کو تلاش کرتا پھرے گا اور کوئی لینے والا نہ ملے گا۔ (بخاری و مسلم)

(۱۷) حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص حرام کے مال سے صدقہ دیتا ہے وہ اس شخص جیسا ہے جو ناپاک کپڑے کو پیشاب سے دھوتا ہے جس سے اور بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

(۱۸) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: صدقہ ادا کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ صحابہ نے پوچھا: اگر وہ اس قابل نہ ہو؟ فرمایا: اپنے ہاتوں سے کوئی کام کرے اور اس کمائی سے اپنے آپ کو نفع پہنچائے اور کچھ صدقہ کرے۔ عرض کیا: اگر اس کا مقدور نہ ہو؟ فرمایا: کسی حاجت مند کی مدد کرے۔ پوچھا: اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو؟ فرمایا: امر بالمعروف کرے۔ سوال کیا: اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ فرمایا: اپنے آپ کو شر پہنچانے سے باز رکھے یہی اس کا صدقہ ہے۔ (شیخین)

(۱۹) حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: میں جاہلیت کے ایام میں کئی ایک نیک کام کرتا تھا مثلاً نماز‘‘ غلاموں کی رہائی اور صدقہ وغیرہ۔ اب اسلام لانے کے بعد کیا مجھے ان نیکیوں کا اجر ملے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو نیکیاں تم کر چکے ہو ان ہی کی برکت سے تم مسلمان ہوئے ہو۔ (شیخین)

(۲۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین کو صدقہ دینا تو ایک صدقے کا ثواب ہے لیکن کسی ذی رحم (رشتہ دار) کو دینا دوہرا ثواب ہے ایک تو صدقہ کا دوسرا صلہ رحمی کا۔ (نسائی)

(۲۱) کلام پاک میں ڈیڑھ سو جگہ خیرات کی تاکید آئی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۲) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قبیلہ طے کا صدقہ لے کر حاضر ہوئے تو چونکہ اسلام میں یہ پہلا صدقہ تھا اس لیے اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے چہرے خوشی سے چمک اٹھے۔ (نزہۃ القاری)

(۲۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ فطر دینے والے کو ہر دانے کے بدلے میں ستر ہزار محل ملیں گے جن کی لمبائی مشرق سے مغرب تک ہوگی۔ (تحفۃ الواعظین)

(۲۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ فطر اس لیے واجب کیا گیا ہے کہ جو کچھ روزے کی حالت میں لغو اور بے ہودگی کی جاتی ہے اس کے بدلے مساکین کو کھانا کھلانا چاہیے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۵) حضرت عبدالمطلب ابن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: صدقہ کے اموال لوگوں کے میل ہوتے ہیں یہ محمد اور آل محمد کے لیے جائز نہیں ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے جب کبھی کھانا لایا جاتا تو حضور ﷺ پوچھ لیتے کہ یہ صدقہ ہے یا تحفہ۔ اگر کوئی کہہ دیتا کہ یہ صدقہ ہے تو صحابہ سے فرماتے تم لوگ کھاؤ اور اگر یہ کہہ دیتا کہ پیشکش ہے تو اپنا دست مبارک بڑھا کر نوش فرمانا شروع کر دیتے۔ (نزہۃ القاری)

(۲۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اس کا عوض بھی پورا عطا فرمایا کرتے تھے۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۸) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ غنی کے واسطے صدقہ لینا جائز ہے اور نہ تندرست کے واسطے جو محنت کر سکتا ہو۔ (تفسیر نعیمی)

(۲۹) رسول خدا ﷺ کا فرمان ہے: طالب علم پر ایک درہم خرچ کرنے والے کو اتنا ثواب ملتا ہے گویا اس نے کوہ احد کے برابر سونا خیرات کیا۔ (تحفۃ الواعظین)

(۳۰) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: صدقہ ستر بلاؤں کو ٹالتا ہے ان میں سب سے کم

درجہ کی بلا جذام اور برص ہے۔ (جامع صغیر)

(۳۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے سارے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں مگر تین چیزیں باقی رہتی ہیں: پہلی صدقہ جاریہ، دوسری نیک اولاد جو والدین کے لیے دعا کرتی ہے اور تیسری علم جو اس کے بعد لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔ (تنبیہ الغافلین)

(۳۲) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی ننگے کو کپڑا دے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت کے سبز لباس عطا کرے گا۔ جو کسی بھوکے کو کھانا کھلائے گا اسے بہشت کے میوے دیے جائیں گے۔ جو کسی پیاسے کو پانی پلائے گا اسے جنت کی خوشبو اور شراب سے سیراب کیا جائے گا۔ (تحفۃ الواعظین)

(۳۳) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنی زندگی میں ایک درہم خیرات کرنا موت کے وقت سو درہم دینے سے افضل ہے۔ (تحفۃ الواعظین)

(۳۴) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے کسی مسلمان کو پیٹ بھر کھانا کھلایا اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے دور رکھے گا اور اس کے اور جہنم کے بیچ ایسی خندقیں بنا دے گا کہ ہر خندق کے بیچ پانچ سو برس کی راہ کا فاصلہ ہوگا۔ (تحفۃ الواعظین)

(۳۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: سخاوت کے درخت کی جڑ بہشت میں اور اس کی شاخیں دنیا میں جھکی ہوئی ہیں۔ جو اس کی ایک ٹہنی کو پکڑ لے گا وہ ٹہنیوں ٹہنیوں جنت میں پہنچ جائے گا اور کنجوسی کے درخت کی جڑ بیچ دوزخ میں اور اس کی شاخیں دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ایک ہی ٹہنی سیدھی دوزخ میں پہنچا دے گی۔ (تحفۃ الواعظین)

(۳۶) حدیث میں ہے کہ اوپر کا (دینے والا) ہات نیچے کے (لینے والے) ہات سے بہتر ہوتا ہے۔ (بخاری شریف)

(۳۷) حدیث میں ارشاد ہے کہ غریبوں اور بیواؤں کی خدمت کرنے والا وہی درجہ رکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کا یا رات بھر نماز پڑھنے والے اور دن بھر

روزہ رکھنے والے کا ہوتا ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۳۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور اس نے مال کی زکوٰۃ نہ دی تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس مال کو ایک خوف ناک سانپ کی شکل میں ظاہر کرے گا جس کے سر پر بال کھڑے ہوں گے اور جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ یہ سانپ اس کے گلے کا ہار بنایا جائے گا اور سانپ اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑ کر رکھے گا پھر کہے گا کہ میں ہوں تیرا مال، میں ہوں تیرا خزانہ۔(مشکوٰۃ شریف)

(۳۹) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان نے کوئی درخت لگایا اور اس کا پھل آدمیوں اور جانوروں نے کھایا تو اس لگانے والے کے لیے بڑا ثواب اور صدقہ ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۴۰) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جبرئیل علیہ السلام مجھے پڑوسی پر احسان کی یہاں تک وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال ہوا کہ پڑوسی کو میرا وارث ہی کر کے چھوڑیں گے۔(بخاری شریف)

(۴۱) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے اگر کسی کے پاس زمین ہو تو اسے چاہیے کہ اس کی کاشت کرے ورنہ اپنے کسی بھائی کو دیدے۔(تفسیر نعیمی)

(۴۲) حدیث میں ہے کہ بیوہ عورت اور مسکین کے ساتھ سلوک کرنے والا ایسا ہے جیسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا یا تمام رات نوافل پڑھنے والا اور دن کو روزہ رکھنے والا۔(تفسیر نعیمی)

(۴۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ساز وسامان کی بہتات سے کوئی غنی نہیں ہوتا۔ غنی وہ ہے جو دل کا غنی ہو یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کر سکتا ہو۔(تفسیر نعیمی)

(۴۴) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں کا کوئی شخص اپنے سے امیر کی طرف دیکھے تو چاہیے کہ پھر اپنے سے غریب کی طرف بھی خیال کرے۔(تفسیر نعیمی)

(۴۵) رسول معظم ﷺ نے فرمایا: تم اس سے رحم کے ساتھ پیش آؤ جو تم سے کٹے، اسے دو جو تمھیں محروم رکھے اور اسے معاف کر دو جو تم پر ظلم کرے۔(سبع سنابل شریف)

(۴۶) رسول معظم ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے اچھا شخص وہی ہے جو سب سے اچھے اخلاق والا ہو۔(بخاری شریف)

(۴۷) درہم اور دینار یعنی مال و زر میں گرفتار جس قدر انسان ہیں جن کے دلوں پر دنیوی مال کی ہوس قبضہ کر چکی ہے ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی لعنت اور پھٹکار ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۴۸) مال و زر رکھنے والا غنی نہیں ہوتا بلکہ غنی وہ ہے جو دل کا غنی ہو یوں ہی تونگری دل سے ہوتی ہے نہ کہ مال و زر سے۔(تحفۃ الواعظین)

(۴۹) حدیث میں ہے کہ غنی کی صحیح تعریف یہ ہے کہ دوسروں کے پاس جو کچھ ہے اس سے فائدہ اٹھانے کی خواہش دل میں نہ رکھے یعنی غیروں کے مال سے بے نیاز ہونا ہی حقیقت میں غنی ہونا ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۵۰) حدیث میں ہے کہ یقینی نفع دینے والی تجارت سخاوت ہے یعنی اللہ کی راہ میں دینا اکارت نہیں جاتا اس میں نفع ہی نفع ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۵۱) سخا!وت کے لیے سب سے زیادہ نقصان دینے والی چیز ہے سخاوت کرنے کے بعد احسان جتانا۔ علما نے کہا ہے احسان جتانا سخاوت کا سود ہے جو حرام ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۵۲) حدیث میں ہے کہ پاکیزہ بات اور نرمی کا جواب سائل کا صدقہ ہے۔ اگر جیب خالی ہو تو میٹھی بات خیرات کا نعم البدل ہوتی ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۵۳) مومن کے لیے اس میں اسلامی خو کا شائبہ بھی نہ ہوگا کہ وہ پیٹ بھر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو گو یا ہمسائے کی خبر گیری مومن پر واجب اور لازم ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۵۴) حدیث میں ہے کہ جو شخص عطا کرنے اور منع کرنے اور محبت کرنے میں

صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتا ہو وہی ایمان میں کامل ہوتا ہے۔یعنی اس کی عطا اور منع اور محبت اور کینہ میں کسی غیر خدا کا دخل اور نفس کی خوشنودی مراد نہ ہو۔(تحفۃ الواعظین)

(۵۵) حدیث میں ہے جو شخص بے کسوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم اور رحمت نہیں فرماتا یعنی رب کریم کے رحم کو قریب لانے والی چیز اس کی نادار مخلوق پر رحم کرنا ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۵۶) نبی کریم ﷺ ہمیشہ غریبوں اور مسکینوں سے اس طرح پیش آتے تھے کہ وہ لوگ اپنی غریبی کو رحمت سمجھنے لگتے اور امیروں کو حسرت ہوتی تھی کہ ہم غریب کیوں نہ ہوئے۔(نزہۃ القاری)

(۵۷) رسول اللہ ﷺ کی دعا ہوا کرتی تھی: اے میرے رب مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین اٹھا اور مسکینوں کے ساتھ ہی میرا حشر کر۔(نزہۃ القاری)

(۵۸) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت کے دروازے پر کھڑے ہوکر دیکھا کہ اس میں زیادہ غریب اور مسکین تھے اور مالدار دروازے پر روک دیے گئے تھے۔(تحفۃ الواعظین)

(۵۹) ایک بار رسول اکرم ﷺ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کو ملا کر فرمایا: میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں ان دونوں کی طرح قریب ہوں گے۔(بخاری شریف)

(۶۰) حضور انور ﷺ نے فرمایا: تم کو روزی اور مدد تمھارے بوڑھوں اور کمزوروں کی بدولت دی جاتی ہے۔ گویا بوڑھوں کی خدمت اللہ تعالیٰ کے رحم کا وسیلہ ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۶۱) نبی کریم نے فرمایا: جو شخص پانچ چیزیں روکے گا اللہ تعالیٰ اس سے پانچ چیزیں روک لے گا: ایک، جو زکوٰۃ روکے گا اللہ تعالیٰ آفتوں سے اس کے مال کی حفاظت کو روک لے گا۔ دو، جو زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ روک لے گا اللہ تعالیٰ اس کی تمام کمائی کی

برکت روک لے گا۔ تین، جو صدقہ روکے گا اللہ اس کی عافیت کو روک لے گا۔ چار، جو صرف اپنے نفس کے لیے دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قبولیت کو روک لے گا۔ پانچ، جو نماز کے لیے جماعت میں حاضر ہونے سے رکے گا اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کے کمال کو روک لے گا یعنی اس کا ایمان کامل نہ ہوگا۔(زبدۃ الواعظین)

(۶۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: صدقہ ستر بلاؤں کو دفع کر دیتا ہے ان میں سب سے ہلکی بلا کوڑھ کی بیماری ہے۔(بخاری شریف)

(۶۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ابلیس سے پوچھا کہ تیرا سب سے زیادہ محبوب لوگوں میں کون ہے؟ اس نے کہا کنجوس مسلمان اس لیے کہ اس کی عبادت اور بندگی اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہرگز قبول نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: لوگوں میں تیرا سب سے بڑا دشمن کون ہے؟ اس نے کہا: نافرمان سخی۔ اس لیے کہ اس کی سخاوت کی وجہ سے اس کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔(سبع سنابل شریف)

(۶۴) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صدقہ دینا اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ اس میں چھ باتیں ہیں: تین دنیا میں اور تین آخرت میں۔ دنیا میں تو یہ ہے کہ رزق بڑھتا ہے، مال میں زیادتی ہوتی ہے، بستیاں آباد ہوتی ہیں اور جو آخرت میں ہیں وہ یہ ہیں: پردہ پوشی ہوگی، سر پر سایہ ہوگا اور آگ سے بچاؤ ہوگا۔(تحفۃ الواعظین)

(۶۵) شوہر پر کچھ لازم نہیں ہے کہ وہ عورت کی زکوٰۃ ادا کرے۔ اگر نہ دے تو اس پر الزام نہیں۔ زیورات کی مالکہ عورت جس پر زکوٰۃ فرض ہے اسے لازم ہے جہاں سے جانے زکوٰۃ ادا کرے اگرچہ زیور ہی فقیر کو دے یا بیچ کر اس کی قیمت سے ادا کرے۔(بہار شریعت)

(۶۶) ماں باپ کو زکوٰۃ، فطرہ اور کوئی واجب صدقہ دینا جائز نہیں ایسے ہی بیوی اور اپنی اولاد کو۔(خزائن العرفان)

(٦٧)سارا مال خیرات کر دینا منع ہے کہ اس میں اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(٦٨)حدیث میں ہےکہ جو کوئی محبت سے یتیم کے سر پر ہات پھیرے گا اسے ہر بال کے بدلے نیکی ملے گی۔(تحفۃ الواعظین)

(٦٩)ابوداؤد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: بخل سے بچو۔پچھلی امتیں بخل کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔

(٧٠)مختلف بخیلوں کی سزائیں مختلف ہیں: جانوروں کا بخیل قیامت میں جانور لادے رہے گا اور دوزخ میں ان سے روندا جائے گا۔سونے چاندی کا بخیل داغا جائے گا۔دوسرے تجارتی مالوں کے بخیل کو طوق پہنایا جائے گا۔(تحفۃ الواعظین)

(٧١)حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی نسبت رکوع کی حالت میں چاندی کا چھلّہ زکوٰۃ میں دینے کی جو بات مشہور ہے وہ خیالی بات ہے۔مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کبھی زکوٰۃ فرض ہی نہیں ہوئی۔آپ کی زندگی فقر اور فاقہ میں گزری۔(تحفۃ الواعظین)

(٧٢) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان پودا لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے اور اس میں سے پرندے یا انسان جو کچھ بھی کھا لیتے ہیں وہ اس کے لیے صدقہ ہو جاتا ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(٧٣) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: بہترین صدقہ وہ ہے جو آدمی کو غنی رہنے دے۔(تحفۃ الواعظین)

(٧٤) رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں صدقہ فطر صرف چھوہارہ، منقہ اور جو تھا۔گیہوں نہ تھا۔گیہوں کی شروعات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دور سے ہوئی۔(تفسیر نعیمی)

(٧٥)صوفیائے کرام فرماتے ہیں جو چاہتا ہے کہ فرشتوں کے ساتھ اڑے وہ مہربانی میں سورج کی طرح، پردہ پوشی میں رات کی طرح، عاجزی میں زمین کی طرح، بردباری میں

میت کی طرح اور سخاوت میں جاری نہر کی طرح رہے۔(تفسیر نعیمی)

(٧٦) حضرت ابوالدحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا حبیب اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے پاس دو باغ ہیں اگر ان میں سے ایک صدقہ کر دوں تو کیا مجھے اس جیسا باغ جنت میں ملے گا؟ فرمایا: ہاں۔عرض کیا: میرے ساتھ میری بیوی ام دحداح بھی اس باغ میں ہوگی؟ فرمایا: ہاں۔عرض کیا: میرے بچے بھی میرے ساتھ ہوں گے؟ فرمایا: ہاں۔حضرت ابوالدحداح نے ان میں سے بہترین باغ حنینیہ خیرات کر دیا۔اس میں چھ سو درخت تھے۔ان کے بال بچے اسی باغ میں رہتے تھے۔آپ اس باغ کے دروازے پر پہنچے اور بیوی بچوں کو آواز دی: اے دحداح کی ماں! یہاں سے نکل چلو میں نے یہ باغ رب کے ہاتھ بیچ دیا۔اب یہ ہمارا نہ رہا۔اس پاک بیوی نے کہا: مبارک ہو کہ تم نے بہترین گاہک کے ہات بڑے ہی نفع کا سودا کیا۔(تفسیر کبیر)

(٧٧)قرضہ حسن اردو میں اسے کہتے ہیں جس کا قرض لینے والے پر تقاضہ نہ ہو اگر وہ دیدے تو ٹھیک ورنہ معاف۔(تفسیر نعیمی)

(٧٨) بزرگوں کا کہنا ہے کہ ہر خرچ کا مصرف الگ الگ ہے۔صدقات کا مصرف فقراء، ہدیہ کا مصرف رشتہ دار اور اہل قرابت، جان کا مصرف جہاد کا میدان، سانس کا مصرف ذکر رحمٰن اور ساری نیکیوں کا مصرف اللہ و رسول کی رضا۔(تفسیر نعیمی)

(٧٩) مکحول شامی کہتے ہیں کہ صدقہ کرتے وقت جہنم رب سے درخواست کرتا ہے کہ مولا مجھے شکر کے سجدے کی اجازت دے کہ امت محمدیہ میں سے ایک شخص مجھ سے آج آزاد ہوا کیونکہ مجھے محمد مصطفیٰ ﷺ سے حیا آتی ہے کہ ان کے امتی کو جلاؤں مگر تیری اطاعت ضروری ہے۔(تفسیر روح البیان)

(٨٠) حضرت نافع جو سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاذ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو دوستوں سے کہا کہ میری چارپائی کی جگہ کھودو۔جگہ کھودی گئی تو وہاں ایک مٹکا نکلا جس میں بیس ہزار درہم تھے۔فرمایا

کہ میرے دفن کے بعد انھیں خیرات کر دینا۔ لوگوں نے پوچھا: یہ مال کیسا ہے۔ فرمایا: میں نے اللہ کے حقوق اور بیوی کے حقوق کبھی نہ مارے مگر یہ مال اس لیے جمع رکھا کہ میرے دل کو سکون رہے۔ اس کے ذریعے زکوٰۃ دیتا رہوں اور وقت پڑنے پر کسی کے سامنے ہات نہ پھیلانا پڑے۔ اب جبکہ یہ تینوں چیزیں ختم ہو رہی ہیں تو اسے رب کے بینک میں جمع کر دینا۔ (تفسیر روح المعانی)

(۸۱) غزوہ تبوک کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو چندہ دینے کا حکم دیا تا کہ جہاد پر خرچ ہو۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا سارا مال یہاں تک کہ سوئی دھاگا بھی لے کر حاضر ہوئے جس کی مالیت چار ہزار درہم تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے سارے مال کا آدھا لے کر حاضر ہوئے۔ جب حضور انور ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: تم نے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول گھر والوں کے لیے کافی ہے۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ تم نے گھر میں کیا چھوڑا تو عرض کیا کہ اتنا ہی جتنا یہاں حاضر کیا۔ فرمایا: تم دونوں میں وہی فرق ہے جو تمھارے کلاموں میں فرق ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ہزار غازیوں کو جہاد کا سامان دیا جس پر دس ہزار دینار خرچ کیے اور ایک ہزار دینار حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر کیے۔ اس کے علاوہ تین اونٹ ان کے سامان کے ساتھ اور پچاس گھوڑے بھی پیش کیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عثمان! تم جو چاہو کرو تم جنتی ہو چکے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار ہزار درہم لائے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے آدھے یہاں لایا آدھے گھر رکھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو لائے اور جو گھر چھوڑے اللہ دونوں میں برکت دے۔ ان کے مال میں اتنی برکت ہوئی کہ کچھ روایتوں میں ہے کہ ان کی چار بیویاں تھیں۔ ان کی وفات کے بعد انھیں آٹھواں حصہ میراث ملی تو ایک بیوی کے حصہ میں اسی ہزار درہم آئے۔ حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سو وسق کھجوریں لائے۔ ایک وسق ساٹھ ساع اور ایک ساع ساڑھے چار سیر کا۔ مگر حضرت ابوعقیل

انصاری جن کا نام حجاب یا سہل بن رافع ہے وہ ایک ساع کھجوریں لائے اور بولے: یارسول اللہ! آج رات میں نے باغ میں پانی دینے کی مزدوری کی۔ رات بھر کی مزدوری دو ساع کھجوریں ہوئیں۔ ایک ساع میں نے گھر پر چھوڑ دیں ایک ساع یہاں لے آیا ہوں۔ حضور انور ﷺ نے ان کے اس معمولی صدقہ کی ایسی قدر فرمائی کہ فرمایا: ان کھجوروں کو سارے جمع شدہ مال پر چھڑک دو تا کہ یہ سب میں شامل ہو جائیں۔ (تفسیر روح البیان، تفسیر روح المعانی، خازن، تفسیر کبیر وغیرہ)

(۸۲) ایک بار مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے گھر کھانا نہ تھا۔ آپ نے مجبور ہو کر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قمیص چھ درہم میں فروخت کر دی۔ پیسے لے کر آ ہی رہے تھے کہ کوئی سائل مل گیا۔ سب درہم اسے عطا فرما دیے۔ آگے بڑھے کہ ایک شخص اونٹنی بیچتا ہوا ملا۔ آپ نے اس سے ادھار خرید لی۔ لے کر چلے ہی تھے کہ ایک خریدار مل گیا جس نے بہت نفع سے خرید لی۔ آپ نے چاہا کہ قرض خواہ کا قرض ادا کر دیں۔ بازار میں بہت تلاش کیا مگر نہ پایا۔ تب آ کر یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: سائل جنت کے مالک رضوان تھے اور بیچنے والے حضرت میکائیل علیہ السلام اور خریدار حضرت جبرئیل علیہ السلام۔ (تفسیر روح لبیان)

(۸۳) امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک زمین کی ہر پیداوار پر زکوٰۃ واجب ہے چاہے پیداوار تھوڑی ہو یا بہت چاہے سڑنے گلنے والی ہو یا باقی رہنے والی۔ لہٰذا غلہ، پھل ترکاریاں، سب میں زکوٰۃ واجب ہے۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۴) اگر کرائے کی جگہ میں کھیتی کی گئی تو بیج والے پر زکوٰۃ ہے نہ کہ زمین کے مالک پر۔ یعنی جس کی پیداوار اسی پر زکوٰۃ۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۵) نذر پوری کرنا فرض ہے شرط یہ ہے کہ اللہ کے لیے ہو اور جنس واجب سے ہو یعنی ایسی چیز کی نذر مانے جو شریعت میں واجب ہے جیسے نماز، روزہ، حج، قربانی وغیرہ۔ اولیا کے نام کی نذر، ایسے ہی غیر واجب کام کی نذر کا پورا کرنا واجب نہیں جیسے مسجدوں میں چراغ

جلانے کی نذر، وہاں جھاڑو دینے کی نذر یا کسی ولی کے آستانے تک پیدل سفر کرنے کی نذر کہ یہ کام شریعت میں کہیں واجب نہیں ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۶) عام فقیروں کے مقابلہ میں غریب علما، دین کے طالب علم اور مدرسین کو خیرات دینا افضل ہے جنھوں نے اپنے کو دینی خدمت کے لیے وقف کر دیا ہے۔ اگر ان کی خدمت نہ کی گئی اور وہ روزی روٹی کے لیے مجبور ہو گئے تو دین کا سخت نقصان ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

(۸۷) حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: جو مسلمان بھیک نہ مانگنے کا عہد کر لے میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔ (مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ)

(۸۸) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس ہزار دینار (لگ بھگ ایک لاکھ روپے سے زیادہ) خیرات کیے۔ دس ہزار دینار دن میں، دس ہزار دینار رات میں، دس ہزار پوشیدہ اور دس ہزار کھلم کھلا۔ (بیضاوی، مدارک)

(۸۹) گروی رکھی ہوئی چیز کی زکوٰۃ کسی پر نہیں۔ کیونکہ مالک کا اس پر قبضہ نہیں اور قرض خواہ کی اس پر ملکیت نہیں۔ ہاں جب گروی رکھنے والا اپنا مال چھڑا لے تب اس پر پچھلے سالوں یعنی قرض کے زمانے کی زکوٰۃ بھی واجب ہوگی مگر قرض الگ کر کے۔ (تفسیر نعیمی)

(۹۰) اگر سید کسی غیر سید عورت سے نکاح کرلے تو اولاد سید ہے کہ انھیں زکوٰۃ لینا حرام ہے اور اگر غیر سید کسی سید عورت سے نکاح کرلے تو اولاد سید نہ ہوگی انھیں زکوٰۃ حلال۔ سید کی اولاد ہر حال میں سید ہے چاہے لونڈی سے ہو یا غیر سید عورت سے۔ (احکام القرآن)

(۹۱) کعب احبار سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہو گئیں۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ان سے پوچھا کہ دنیا کی چیزوں میں سے تمھارا دل کس چیز کو چاہتا ہے؟ جواب دیا: انار کو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ دیر کے لیے سوچ میں پڑ گئے کیونکہ ان کے پاس کوڑی پیسہ نہ تھا۔ پھر بازار میں آئے اور ایک درہم ادھار لے کر انار خریدا اور گھر کی طرف چل دیے۔ راستے میں ایک بیمار آدمی کو سڑک پر پڑا

دیکھا۔ آپ ٹھہر گئے اور اس سے پوچھا: تیرا دل کس چیز کو چاہتا ہے؟ اس نے کہا: اے علی! میں پانچ دن سے یہاں پڑا ہوں بہت سے آدمی میرے پاس سے گزرے مگر کسی نے میری طرف نگاہ نہ کی۔ میرا دل انار کھانے کو چاہتا ہے۔ حضرت علی اپنے دل میں کہنے لگے کہ اگر میں اسے انار کھلا دوں تو فاطمہ محروم رہی جاتی ہیں اور اگر منع کر دوں تو اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے جو فرماتا ہے کہ سائل کو نہ جھڑکو۔ چنانچہ آپ نے انار توڑ کر اس بیمار کو کھلایا اور وہ اسی وقت تندرست ہو کر اٹھ بیٹھا۔ ادھر صدقہ کی برکت سے بی بی فاطمہ کو صحت حاصل ہوگئی۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم شرمائے ہوئے گھر میں داخل ہوئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انھیں دیکھ کر کھڑی ہو گئیں۔ حضرت علی نے انھیں سارا ماجرا سنایا۔ وہ بولیں: آپ غمگین کیوں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عزت و جلال کی قسم، ادھر آپ نے اس بیمار کو انار کھلایا ادھر میرے دل سے اس کی خواہش جاتی رہی۔ حضرت علی اس بات سے بہت خوش ہوئے۔ اتنے میں کسی نے زنجیر کھٹکھٹائی۔ حضرت علی نے فرمایا: کون؟ جواب آیا: سلمان فارسی۔ ذرا دروازہ کھولیے۔ آپ نے دروازہ کھولا۔ دیکھا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہات میں کپڑے سے ڈھکا ہوا ایک تھال ہے۔ سلمان نے وہ تھال حضرت علی کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت علی نے پوچھا: یہ کہاں سے آیا۔ سلمان نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول کو اور رسول کی طرف سے آپ کو ہدیہ بھیجا گیا ہے۔ کپڑا اٹھا کر دیکھا تو نو انار تھے۔ اس وقت حضرت علی نے فرمایا کہ اگر یہ ہدیہ اللہ کی طرف سے ہوتا تو دس انار ہوتے کیونکہ اللہ کا قول ہے کہ جو ایک نیکی کرتا ہے اسے دس ملا کرتی ہیں۔ سلمان یہ سن کر ہنس پڑے اور اپنی آستین میں سے ایک انار نکال کر تھال میں رکھ دیا اور بولے: اے علی! خدا کی قسم انار تو دس ہی تھے لیکن میں نے آپ کا امتحان لینے کی نیت سے ایک چھپا لیا تھا۔ (روضۃ المتقین)

(۹۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی طرف سے اور اپنے گزرے ہوؤں کی طرف سے صدقہ دیا کرو چاہے ایک گھونٹ پانی ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو قرآن مجید کی ایک آیت سکھا دیا کرو اور اگر یہ بھی معلوم نہ ہو تو مغفرت اور رحمت کی دعا مانگا کرو کیونکہ اللہ

تعالیٰ نے قبولیت کا وعدہ فرما لیا ہے۔(حیاۃ القلوب)

(۹۳) صدقہ چار طرح کا ہے: ایک کے بدلے دس گنا ثواب ملتا ہے' دوسرے کے بدلے ستر حصے' تیسرے کے بدلے سات سو حصے' چوتھے کے بدلے سات ہزار۔ پہلا صدقہ یہ ہے کہ فقیروں کو کچھ دیدیا جائے۔ دوسرا صدقہ یہ ہے کہ اپنے محتاج رشتہ داروں کو دے۔ تیسرا یہ کہ اپنے محتاج بھائی کو دے۔ چوتھا یہ کہ طالب علم کی نذر کرے۔(تحفۃ الواعظین)

(۹۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی کہ ایک نبی نے عرض کیا: الٰہی مومن بندے پر' جو تیرا فرماں بردار اور گناہوں سے دور رہتا ہے' زیادہ مصیبتیں کیوں پڑتی ہیں اور کافر جو نافرمان اور سراسر گناہگار ہے اکثر بلاؤں سے محفوظ کیوں رہتا ہے اور اس پر دنیا کیوں فراخ کر دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ بندے بھی میری ملک ہیں اور بلا بھی۔ مومن کے ذمہ کچھ گناہ ہوتے ہیں اس لیے میں اس سے دنیا سمیٹ کر کسی بلا میں ڈال دیتا ہوں تا کہ گناہوں کا کفارہ ہو جائے اور کافر کچھ نیکیاں کر لیا کرتا ہے۔ اس کے صلہ میں اس کی روزی فراخ کر دیتا ہوں اور بلائیں دفع کر دیتا ہوں تا کہ قیامت کے دن گناہوں کی پوری سزا دوں۔(تفسیر نعیمی)

(۹۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبر تین طرح کا ہوتا ہے: ایک مصیبت پر' دوسرا طاعت پر اور تیسرا معصیت پر۔ پہلے کو تین سو درجے' دوسرے کو چھ سو درجے اور تیسرے کو نو سو درجے ملیں گے۔ ایک درجے سے دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہوگا جتنا آسمان اور زمین یا ساتویں زمین سے پہلی زمین یا پہلی زمین سے عرش کے بیچ فاصلہ ہے۔(تحفۃ الواعظین)

(۹۶) قرآن مجید میں ستر یا پچھتر جگہ صبر کا ذکر آیا ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۹۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کا اپنی بیوی سے مباشرت کرنا بھی صدقہ ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کوئی شخص اپنی شہوت پوری کرے گا اور اسے اجر بھی ملے گا؟ فرمایا: اگر وہ حرام مباشرت کرتا تو کیا وہ گنہگار نہ ہوتا۔ اسی طرح وہ جائز مباشرت کرنے پر اجر کا مستحق ہے۔(تفسیر نعیمی)

(۹۸) فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ جو کافر اہل حرب میں سے نہ ہوں بلکہ ذمی ہوں ان کے لیے صدقات جائز ہیں۔(تفسیر نعیمی)

(۹۹) ایک شخص نے جنگل میں دیکھا کہ ایک کتا پیاسا ہے پیاس کے مارے دم نکلا جا رہا ہے۔ اس نے ٹوپی کو ڈول بنایا اور عمامہ کو رسی اور ایک کنویں سے پانی کھینچ کر کتے کو پلایا۔ اس کی جان بچ گئی۔ اس زمانے کے پیغمبر کو حکم ہوا: جاؤ اس شخص سے کہو ہم نے تیرے سارے گناہ معاف کیے تیری یہ خیرات ہمیں پسند آئی۔(گلدستہ طریقت)

(۱۰۰)۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس دین کی خدمت کے لیے چندہ ہو رہا تھا۔ مال دار سینکڑوں روپے لا رہے تھے۔ ایک شخص دو سیر گیہوں لایا۔ لوگ ہنسنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہنسنے کی کیا بات ہے؟ تم نے اپنی حیثیت کے مطابق دیا اور اس نے اپنی حیثیت سے۔ اس کی غریبی کی وجہ سے سب سے پہلے اسکی خیرات مقبول ہوئی۔(گلدستہ طریقت)

(۱۰۱) خیرات جیسے مال کی ہوتی ہے ایسے ہی اور طرح کی بھی ہوتی ہے: کسی نے کوئی اچھی بات کہی جیسے خود بھی نیک کام میں چندہ دیا اور دوسروں سے بھی چندہ دینے کو کہا تو اس کی یہ نیک بات بھی خیرات میں گنی جائے گی۔ دو شخصوں میں انصاف کرنا یا کسی کی مدد کرنا بھی خیرات ہے۔ کلمہ شریف کا ذکر کرنا' مسجد کی طرف نماز کے لیے جانا بھی خیرات ہے۔ راستے سے تکلیف دینے والی چیز دور کرنا بھی خیرات ہے۔ جتنے نوافل ہیں چاہے نماز ہو یا روزہ ہو یا کچھ اور ہو سب خیرات ہے۔(گلدستہ طریقت)

(۱۰۲) ترمذی شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوتیں: ایک بخل دوسری بد خلقی۔(تفسیر نعیمی)

سولھواں باب: حسن سلوک' صلہ رحمی' حقوق العباد

(۱) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ

ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں ہی اللہ ہوں اور میں ہی رحمن ہوں۔ میں نے رحم (رشتہ داری) کو پیدا کیا۔ میں نے اس کا نام اپنے نام سے نکالا ہے۔ جو اسے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا اور جو اس سے قطع تعلق کرے گا میں بھی اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ (ترمذی)

(۲) اللہ کے رسول ﷺ وحی الٰہی سے سرفراز ہونے سے پہلے ہی صلہ رحمی پر عمل پیرا تھے۔ اس کا ثبوت ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گواہی ہے کہ غار حرا میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر حضور ﷺ کو پہلی وحی سنائی اور نبوت کا بار آپ پر ڈالا گیا۔ اس کی وجہ سے آپ ﷺ پر اضطراری کیفیت طاری تھی۔ آپ گھر تشریف لائے اور جو واقعہ پیش آیا تھا اس سے ام المومنین کو آگاہ کیا اور کہا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ اس وقت آپ کو تسلی دیتے ہوئے ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے جو باتیں کہیں وہ یہ تھیں: ہرگز نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رنجیدہ نہیں کرے گا کیونکہ آپ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں، بے سہاروں کا سہارا بنتے ہیں، محتاجوں کے لیے کماتے ہیں، مہمانوں کی تواضع کرتے ہیں، ضرورت مندوں کی مدد کرتے ہیں۔ (بخاری)

(۳) صلح حدیبیہ (سن چھ ہجری) کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مختلف سلاطین کے پاس خطوط ارسال کیے جن میں انھیں اسلام کی دعوت دی۔ جب آپ کا نامہ مبارک ہرقل کے پاس پہنچا تو اس نے آپ ﷺ کے بارے میں جاننے کی غرض سے اپنے درباریوں سے کہا کہ مکہ کے کسی آدمی کو دربار میں پیش کرو۔ انھوں نے ابوسفیان کو پیش کیا جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے۔ ہرقل نے ان سے بہت سے سوالات کیے جن میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ تمھارے نبی تمھیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ ابوسفیان نے جواب دیا: وہ ہمیں نماز، زکوٰۃ، صلہ رحمی اور پاک دامنی کا حکم دیتے ہیں۔ (مسلم)

(۴) سیدنا عمرو بن عنبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں اسلام کے جملہ اصول و آداب بیان کیے گئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کی خدمت

میں حاضر ہوا۔ یہ آغاز نبوت کا زمانہ تھا۔ میں نے عرض کیا: آپ کیا ہیں؟ فرمایا میں نبی ہوں۔ میں نے عرض کیا: نبی کسے کہتے ہیں؟ فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا چیز دے کر بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے رشتوں کو جوڑنے اور بتوں کو توڑنے کے لیے بھیجا ہے اور اس بات کے لیے بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھا جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ (مسلم)

(۵) سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول مجھے ایسا عمل بتائیے جس سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ (بخاری)

(۶) سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا اگر کسی سلطان پر غصہ سوار ہو تو سمجھ لو کہ شیطان اس پر مسلط ہو گیا ہے۔ (احمد کبیر)

(۷) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جانتے ہو کہ غیبت کیا چیز ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ و رسول ہی بہتر جانے۔ فرمایا: کسی کا اپنے بھائی کے متعلق ایسی بات بیان کرنا جو اسے ناگوار ہو۔ ایک شخص نے عرض کیا: اگر واقعی اس میں وہ بات موجود ہو جو میں کہتا ہوں؟ فرمایا: تم جو کچھ کہو اگر وہ واقعی اس میں موجود ہے تو یہ غیبت ہوگی اور اگر اس میں وہ بات نہ ہو تو یہ بہتان ہوگا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

(۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صفیہ (ام المومنین) کی مذمت کے لیے تو ان کا پستہ قد ہونا ہی کافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو وہ اسے بھی گدلا کر دے گی۔ (ابوداؤد، ترمذی)

(۹) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بدترین ربا (سود) کسی مسلمان کی عزت پر حملہ کرنا ہے۔ (ابوداؤد)

(۱۰) سرکار ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ (شیخین، ابو داؤد، ترمذی)

(۱۱) حضور ﷺ نے ایک کبوتر باز کو کسی کبوتر کے پیچھے جاتے دیکھا تو فرمایا: شیطانہ کے پیچھے شیطان لگا ہوا ہے۔ (ابوداؤد)

(۱۲) جو شخص کسی ذی روح پر نشانہ بازی کی مشق کرے اس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ (شیخین، نسائی)

(۱۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن نہ لعن طعن کرتا ہے نہ بے حیائی نہ فحش گوئی۔ (ترمذی)

(۱۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کو گالی دینا فسق اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے۔ (شیخین، ترمذی، نسائی)

(۱۵) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کسی کو فاسق کہا جائے اور وہ دراصل ایسا نہ ہو تو یہ الفاظ پلٹ کر کہنے والے ہی پر آئیں گے۔ (بخاری شریف)

(۱۶) جب بندہ کسی پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف جاتی ہے اور آسمان کے دروازے اس لعنت کو روکنے کے لیے بند ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ زمین کی طرف آتی ہے تو زمین کے دروازے بھی اس کے لیے بند ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ دائیں بائیں جاتی ہے اور جب اسے کوئی ٹھکانہ نہیں ملتا تو اس کی طرف جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہے۔ اگر وہ واقعی اس کا مستحق ہوا تو فبہا ورنہ لعنت کرنے والے پر پلٹ جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

(۱۷) نبی کریم ﷺ نے فرمایا مصافحہ کیا کرو اس سے باہمی رنج دور ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرو اس سے باہمی محبت قائم رہتی ہے اور کینہ دور ہوتا ہے۔ (مالک)

(۱۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ

کرے اور نیک باتوں کا حکم نہ دے اور بری باتوں سے نہ روکے۔ (ترمذی)

(۱۹) حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خُلق اس کو کہتے ہیں کہ جفائے خلق کا اثر نہ ہو۔ (نفحات الانس)

(۲۰) حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کے دل میں خدا کی محبت نہیں ہوتی جو خلق اللہ پر شفقت نہیں کرتا۔ (نفحات الانس)

(۲۱) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت و رحمت کی دعا کرتے ہیں اور جو شام کے وقت عیادت کرتا ہے اس کے لیے ستر ہزار فرشتے صبح تک دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مریض کی عیادت کو جاتا ہے تو وہ رحمت کے دریا میں غوطہ زن ہوتا ہے اور جب بیٹھ جاتا ہے تو غریق دریائے رحمت ہو جاتا ہے۔ (احمد، مالک)

(۲۲) حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مسترشدین سے بطور ہدایت فرمایا: جس کا خُلق جتنا زیادہ اچھا ہے اتنا وہ اللہ سے قریب تر ہے۔ (تذکرۃ الاولیائ)

(۲۳) حضرت ابوقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خلق شامل ہے سخاوت، الفت، نصحت اور شفقت پر۔ (احیاء العلوم)

(۲۴) حضرت ابوالعباس احمد بن محمد سہل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی کا مرتبہ نماز روزہ سے بلند ہو نہ خیرات اور مجاہدات کی زیادتی سے بلکہ عمدہ اخلاق سے۔ (طبقات الکبریٰ)

(۲۵) حضور نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: قیامت کے دن تم میں سے اسی شخص کو مجھ سے قریب جگہ ملے گی جو زیادہ خوش خلق ہوگا۔ (طبقات الکبریٰ)

(۲۶) نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: کسی مسلمان کی بے عزتی یا بے حرمتی ہو رہی ہو اور دوسرا مسلمان اس کی مدد نہ کرے تو دوسرے موقع پر جب کہ اسے مدد کی ضرورت ہوگی تو

اللہ تعالیٰ اس کی کوئی مدد نہ کرے گا اور جب کسی مسلمان کی بے عزتی یا بے حرمتی کے وقت دوسرا مسلمان اس کی مدد کرے گا تو دوسرے موقع پر جب خود اسے مدد کی ضرورت ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کی امداد فرمائے گا۔ (ابوداؤد)

(۲۷) نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے کسی بھائی کی آبرو کی مدافعت کرے گا' اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس کے چہرے سے آگ کو دور کردے گا۔ (ترمذی)

(۲۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہدایت کے بعد وہی قوم گم راہی کی طرف آتی ہے جس میں جھگڑے کی عادت پیدا ہوجاتی ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی: (ترجمہ) اے رسول! یہ لوگ محض جھگرنے کے لیے آپ پر ضرب المثل چسپاں کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔ (ترمذی)

(۲۹) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل نفرت وہ لوگ ہیں جو جھگڑنے میں سب سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ (شیخین' ترمذی' نسائی)

(۳۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے ہلاکت میں جاتا دیکھ کر چھوڑ دیتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرمائے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی ایک تکلیف دور کرے گا اللہ تعالیٰ بروز حشر اس کی تکلیف دور فرمائے گا اور جو اس کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ ایک روایت میں ہے: جو شخص کسی مظلوم کے ساتھ چل کر جائے اور اس کا حق ثابت کردے تو اللہ تعالیٰ اسے اس دن ثابت قدم رکھے گا جس دن بہت سے قدم پھسل جائیں گے۔ (شیخین' ترمذی)

(۳۱) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حشر کے دن تین طرح کے آدمیوں کا میں مخالف ہوؤں گا: ایک وہ شخص جو مجھ سے کوئی معاہدہ کرے پھر عہد شکنی کرے۔ دوسرے وہ جو کسی آزاد کو بیچ کر اس کے دام کھا جائے اور تیسرے وہ جو کسی مزدور سے معاملہ طے کرے اس سے محنت تو پوری لے مگر اس کی اجرت پوری نہ دے۔ (بخاری شریف)

(۳۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بھی غیرت مند ہے اور مومن بھی غیرت مند ہوتا ہے اور مومن کا حرام کام کرنا خود اللہ تعالیٰ کے لیے بھی باعث غیرت ہے۔ (شیخین' ترمذی)

(۳۳) حضور انور ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنی دو ٹانگوں کی درمیان کی چیز (شرم گاہ) کی اور دو جبڑوں کے درمیان والی شے (زبان) کی ضمانت دے میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری شریف' ترمذی)

(۳۴) حدیث میں ہے کہ جو شخص دعوت ولیمہ میں بلایا جائے اور نہ جائے وہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور جو شخص بنا بلائے گھس جائے وہ داخل ہوتے وقت چور اور نکلتے وقت ڈاکو ہوتا ہے۔ (شیخین' ابوداؤد' ترمذی)

(۳۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کانوں کا زنا شہوانی گفتگو سننا ہے' ہات کا زنا اُدھر بڑھنا ہے اور پاؤں کا زنا اُدھر چلنا ہے۔ (شیخین)

(۳۶) حضور ﷺ یہ شعر پڑھا کرتے تھے: اے اللہ! تیری مغفرت تو ہے ہی بڑے گناہوں کے لیے ورنہ چھوٹے گناہوں کے ارتکاب سے تیرا کون بندہ بچ سکا ہے؟ (ترمذی)

(۳۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے اچھائی کی امید رکھتا رہے گا میں تیرے گناہوں کی پوشش کرتا رہوں گا خواہ وہ کوئی سا بھی گناہ ہو۔ اے بنی آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک بھی پہنچ جائیں اور تو مجھ سے مغفرت کا طلب گار ہو تو مجھے پروانہ ہوگی اور میں تیری مغفرت کردوں گا۔ خواہ وہ کیسا ہی گناہ ہو اور اگر کرہ ارض کے برابر بھی تو گناہ کا بوجھ لے کر میرے پاس آئے بشرطیکہ تو نے کسی کو میرا شریک نہ کیا ہو تو مجھے پرواہ نہ ہوگی بلکہ اسی مقدار کے مطابق برابر مغفرت عطا کردوں گا۔ (ترمذی)

(۳۸) ایک شخص تھا جس نے اپنے اوپر (گناہ کر کے) بڑی زیادتیاں کی تھیں۔ جب اس کا آخری وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی: جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا کر

چکی میں باریک پیس ڈالنا اور ہوا میں اڑا دینا کیونکہ مجھ پر اگر اللہ نے قابو پالیا تو مجھے ایسی سزا دے گا جو کسی کو بھی نہ دی ہوگی۔ جب وہ مر گیا اور اس کی وصیت پوری کر دی گئی تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ وہ وہ تمام ذرّے جو تیرے اندر ہیں یک جا کر لے۔ جب زمین نے تعمیل حکم کی تو وہ مردہ سامنے حاضر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا: تونے ایسی وصیت کیوں کی تھی؟ اس نے عرض کیا: مولا! صرف تیرا خوف تھا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما ہی دی۔ (شیخین، مؤطا، نسائی)

(۳۹) حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں: میں نے حضور ﷺ کو منبر پر یہ آیت تلاوت کرتے سنا (ترجمہ) خدا ترس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ خدا ترس زنا اور چوری کر چکا ہو؟ حضور ﷺ نے دوسری بار یہی آیت پڑھی۔ میں نے پھر وہی سوال کیا اور حضور ﷺ نے تیسری بار یہی آیت تلاوت فرمائی۔ میں نے پھر یہی سوال کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں ہاں اگرچہ ابودرداء کو ناگوار ہو۔ (احمد، تفسیر کبیر)

(۴۰) حضور ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! تقویٰ کو اپنی تجارت بنالو تو تمھارے پاس بنا مال اور بنا دوکان رزق آئے گا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے: جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے سبیل پیدا فرما دے گا اور وہاں سے رزق پہنچائے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو۔ (حدیث شریف)

(۴۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ایک ایسے دور میں ہو کہ اگر کوئی شخص احکام الٰہی کا دسواں حصہ بھی چھوڑ دے تو برباد ہو جائے۔ پھر وہ زمانہ آنے والا ہے کہ اگر کوئی احکام الٰہی کے دسویں حصے کے برابر بھی عمل کرے تو اس کی نجات ہو جائے گی۔ (حدیث شریف)

(۴۲) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ یہ سن کر ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! میں مظلوم کی تو مدد کرسکتا ہوں لیکن یہ فرمائیے کہ ظالم کی مدد کس طرح ہوگی؟ فرمایا اسے ظلم سے روک دو یہی اس کی مدد ہے۔ (بخاری شریف)

(۴۳) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر مقابلے پر آجاتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جاتے ہیں۔ میں نے یا کسی اور نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! ایک تو قاتل ہوا لیکن مقتول کا کیا قصور؟ فرمایا: اس نے بھی تو اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ (حدیث شریف)

(۴۴) سرکار ﷺ نے فرمایا: جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا وہ بہشت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے کہا: انسان تو یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا جوتا اچھا ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ یہ کبر نہیں بلکہ انکار حق اور لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا کبر ہے۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

(۴۵) صحابہ کرام کی نظر میں حضور ﷺ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا لیکن جب حضور ﷺ کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے تھے اس لیے کہ انھیں علم تھا کہ حضور ﷺ اسے پسند نہیں فرماتے۔ (ترمذی)

(۴۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ لوگ اس کے لیے تعظیماً کھڑے ہوجایا کریں اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہیے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

(۴۷) ایک شخص نے پوچھا: یارسول اللہ! بعض اوقات انسان چھپا کر نیک عمل کرتا ہے لیکن جب وہ ظاہر ہو جاتا ہے تو اسے خوشی ہوتی ہے۔ یہ ریاکاری تو نہیں؟ فرمایا: اُس کے لیے دوہرا اجر ہے۔ ایک پوشیدہ رکھنے کا اور دوسرا ظاہر ہوجانے کا۔ (ترمذی)

(۴۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمھیں اکبر الکبائر یعنی سب سے بڑے گناہوں کی نشان دہی نہ کردوں؟ یہ تین بار دوہرانے کے بعد فرمایا: یہ گناہ ہیں: اللہ کے ساتھ شریک کرنا، اور والدین کی نافرمانی اور سن لو جھوٹی گواہی اور جھوٹا بیان بھی۔ حضور ﷺ اس وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر اٹھ بیٹھے اور اس کی (یعنی جھوٹی گواہی اور جھوٹے بیان کی) اتنی بار تکرار فرماتے رہے کہ لوگ دل میں کہنے لگے کہ کاش حضور ﷺ اب بس فرمائیں۔ (شیخین،

ترمذی)

(۴۹) ایک شخص نے حضور ﷺ سے کبائر (بڑے گناہوں) کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کون کون سے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ نو ہیں۔(۱) شرک۔(۲) سحر۔(۳) قتل۔(۴) سودخوری۔(۵) یتیم کا مال کھانا۔(۶) جہاد کے موقع پر فرار اختیار کرنا۔(۷) پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔(۸) والدین کی نافرمانی کرنا۔(۹) کعبۃ اللہ میں خلاف حرمت کام کرنا خواہ زندوں کے ذریعے سے یا مردوں کے۔(رزین)

(۵۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار خصلتیں ایسی ہیں جو کسی کے اندر اکٹھی ہوں تو وہ منافق ہوتا ہے اور اگر کسی میں ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ وہ اسے ترک کردے۔ وہ یہ ہیں: (۱) جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔(۲) بات کرے تو جھوٹ بولے۔(۳) جب معاہدہ کرے تو عہد شکنی کرے۔(۴) جب جھگڑے تو حد سے تجاوز کرجائے۔(مالک)

(۵۱) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! ابن جدعان جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا۔ کیا اس کے یہ اعمال اسے کچھ نفع پہنچائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں! کیونکہ اس نے ایک دن بھی یہ نہیں کہا: اے میرے رب قیامت کے دن میرے گناہ بخش دے۔(مسلم شریف)

(۵۲) سرکار ﷺ نے فرمایا: دین نام ہے بہی خواہی کا۔ لوگوں نے پوچھا: کس کی بہی خواہی کا، یارسول اللہ؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی، اس کی کتاب کی اور اولی الامر کی۔ اور مسلمان تو دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ نہ اس کی مدد سے پہلوتہی کرتا ہے نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اس پر ظلم کرتا ہے۔ تم میں ہر شخص دوسرے کا آئینہ ہے لہذا جب اسے تکلیف میں دیکھے تو اسے دور کرے۔(ترمذی)

(۵۳) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن مومن کے لیے ایسی عمارت ہے جس کا ایک جزو دوسرے سے مضبوط جڑا ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے یہ گفتگو فرماتے ہوئے اپنے ایک پنجے

کو دوسرے پنجے میں ڈال لیا۔(شیخین، ترمذی)

(۵۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی کو ہدایت کی طرف دعوت دیتا ہے اس کا اجر ویسا ہی ہے جیسے اس پر عمل کرنے والے کا، بغیر اس کے کہ عمل کرنے والے کے اجر میں کوئی کمی واقع ہو اور جو کسی گمراہی کی طرف دعوت دے اس کا گناہ بھی ویسا ہی ہے جیسے اس پر عمل کرنے والے کا۔ بغیر اس کے کہ عمل کرنے والے کے بوجھ میں کوئی کمی آئے۔(شیخین، ابوداؤد، ترمذی)

(۵۵) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: باہمی یگانگت، محبت و رحمت اور لطف و کرم میں اہل ایمان کی مثال ایک جسم کی طرح ہے کہ اگر ایک عضو میں کوئی تکلیف ہو تو سارا جسم ہی شب بیداری اور بخار میں اس کا شریک ہوجاتا ہے۔(شیخین)

(۵۶) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے محبت رکھتا ہو تو اسے بتادینا چاہیے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔(ابوداؤد، ترمذی)

(۵۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدترین خصلت والا وہ شخص ہے جو حریص اور بے صبر ہو یا بزدل اور بے حیا ہو۔(ابوداؤد)

(۵۸) حضور انور ﷺ نے فرمایا: دغاباز، کنجوس اور احسان جتانے والا جنت میں نہیں جائے گا۔(ترمذی)

(۵۹) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اپنے دوست سے اعتدال کے ساتھ محبت کرو۔ ہوسکتا ہے کہ وہ کسی روز تمہارا دشمن ہوجائے اور اپنے دشمن سے دشمنی بھی اعتدال کے ساتھ رکھو ممکن ہے کسی روز وہ تمہارا دوست ہوجائے۔(ترمذی)

(۶۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی ہے کہ تم سب ایسا انکسار پیدا کرو کہ کوئی ایک دوسرے پر نہ زیادتی کرے اور نہ فخر۔(ابوداؤد)

(۶۱) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بروز قیامت فرمائے گا: میری خاطر باہم محبت کرنے والے لوگ کہاں ہیں؟ آج میں انھیں اپنے سایہ رحمت میں لوں گا جبکہ میرے

سائے کے سوا کوئی اور سایہ موجود نہیں۔ (مالک، مسلم)

(۶۲) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: بہترین عمل ہے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے بغض رکھنا۔ (ابوداؤد)

(۶۳) سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو نبی یا شہید تو نہیں مگر انبیاء اور شہداء کو بھی ان کا مرتبہ دیکھ کر رشک آئے گا۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد ہوا: یہ وہ لوگ ہیں جو آپس میں وحدتِ روح کی وجہ سے محبت رکھتے ہیں، نہ رشتہ داری کو اس میں دخل ہوتا ہے نہ مالی لین دین کو۔ خدا کی قسم ان کے چہرے ہمہ تن نور ہوں گے اور یہ نور پر ہی قائم ہوں گے۔ دوسرے لوگ خوف اور حزن میں مبتلا ہوں گے اور ان کو کوئی خوف نہ ہوگا۔ پھر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ ہے: اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف ہوگا نہ کوئی حزن۔ (ابوداؤد)

(۶۴) رسول اللہ ﷺ نے رات کو بھوکا سونے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے بڑھاپا جلد آتا ہے۔ (بخاری شریف)

(۶۵) حضور انور ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص نے بائیں ہات سے کھانا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا: سیدھے ہات سے کھا۔ وہ بولا: میرا سیدھا ہات منہ تک نہیں آتا۔ فرمایا: اب تک تو آتا تھا اب نہ آئے گا۔ ایسا ہی ہوا۔ (تفسیر نعیمی)

(۶۶) نبی کریم ﷺ نے جس طرح زمانہ جاہلیت کی دیگر قبیح رسوم کا قلع قمع فرمایا اسی طرح متعہ کی حیا سوز رسم کا بھی خاتمہ کر دیا۔ ایک مرد اور عورت کا باہمی رضامندی سے ایک مقررہ مدت تک ایک متعین رقم کے عوض میاں بیوی کی طرح ایک ساتھ مباشرت کو متعہ کہتے ہیں۔ غزوہ خیبر کے موقع پر سرکار دو عالم ﷺ نے یہ اعلان کر دیا کہ متعہ حرام ہے۔ (ضیاء النبی جلد چہارم)

(۶۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت رکھتا ہوں تم بھی اس سے محبت رکھو۔

پھر جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور وہ آسمان میں پکار کر بتا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ غرض اہل آسمان بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اس کے بعد مقبولیت کا پروانہ زمین پر نازل ہوتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر بتاتا ہے کہ میں فلاں سے بغض رکھتا ہوں تم بھی اس سے بغض رکھو۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے بغض کرنے لگتے ہیں اور آسمان والوں کو ندا دے کر بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے بغض رکھتا ہے تم بھی اس سے بغض رکھو۔ چنانچہ آسمان والے بھی بغض رکھنے لگتے ہیں اور پھر اس کے لیے پروانہ بغض زمین پر نازل ہوتا ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

(۶۸) ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ حضور ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے جواب دیا: اور کچھ تو نہیں بس اتنی سی بات ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ فرمایا: پھر تم اسی کے ساتھ رہو گے جس سے محبت رکھتے ہو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ کے اس ارشاد سے کہ تم اسی کے ساتھ رہو گے جس سے محبت رکھتے ہو، جتنی خوشی ہوئی اتنی کسی چیز سے نہیں ہوئی کیونکہ میں حضور سے اور حضرت ابوبکر و عمر سے محبت رکھتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اس اپنی محبت کی وجہ سے میرا حشر بھی انھی بزرگوں کے ساتھ ہوگا اگرچہ میرے عمل ان جیسے نہیں ہیں۔ (شیخین، ابوداؤد، ترمذی)

(۶۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمھیں بتا نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ضرور ارشاد ہو۔ فرمایا سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی وہی ہے جو انسانوں کو سب سے زیادہ محبوب ہو۔ پھر فرمایا: کیا میں بتا نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے زیادہ قابل نفرت کون ہے؟ لوگوں نے عرض کی: ضرور ارشاد ہو۔ فرمایا: جو انسانوں کی نگاہ میں زیادہ قابل نفرت ہے وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی زیادہ قابل نفرت ہے۔ (حدیث شریف)

(۷۰) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتادوں جس کا درجہ صوم وصلوٰۃ اور صدقہ سے افضل ہے؟ لوگوں نے عرض کی: ضرور ارشاد ہو۔ فرمایا: باہم صلح رکھنا کیونکہ باہمی فساد تباہ کن چیز ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

(۷۱) حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: جس وقت میں سفر میں جارہا تھا اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے جو آخری وصیت فرمائی وہ یہ تھی کہ اے معاذ لوگوں کے ساتھ اپنے اخلاق اچھے رکھو۔ (مؤطا امام مالک)

(۷۲) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں مبعوث ہی اسی لیے ہوا ہوں کہ حسن اخلاق کو کمال تک پہنچاؤں۔ (ابوداؤد)

(۷۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن محض اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے صائم النہار اور شب زندہ دار کے درجہ کو پالیتا ہے۔ (ابوداؤد)

(۷۴) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں اور جو اپنے اہل وعیال پر سب سے زیادہ مہربان ہو وہی ایمان میں بھی سب سے زیادہ کامل ہے۔ (ترمذی)

(۷۵) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! نجات کیا ہے؟ فرمایا: اپنی زبان پر قابو رکھو، تمھارا گھر کشادہ رہے اور اپنی خطاؤں پر آنسو بہاؤ۔ (ترمذی)

(۷۶) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اچھے اخلاق سے زیادہ کوئی چیز بھی مومن کی میزان میں زیادہ وزن نہیں رکھتی اور اللہ تعالیٰ بے حیا بے ہودہ گو سے بغض رکھتا ہے۔ (ترمذی)

(۷۷) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کے لیے آپ اپنی تذلیل کرنا اچھا نہیں ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! اپنے آپ کو ذلیل کرنا کیا ہے؟ فرمایا: ایسی آزمائشوں کے درپے ہونا جو طاقت برداشت سے باہر ہوں۔ (ترمذی)

(۷۸) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس مضمون کا خط لکھا: مجھے کوئی نصیحت لکھ کر بھیجیں لیکن وہ لمبی چوڑی نہ ہو۔ ام المومنین نے لکھا: امابعد! میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا: جو شخص انسانوں کی ناراضی کے مقابلے میں اللہ کی رضا جوئی کرتا ہے تو لوگوں کی سختی دور کرنے کے لیے اللہ کافی ہوجاتا ہے اور جو اللہ کی ناراضی کے مقابلے میں انسانوں کی رضا جوئی کرتا ہے اسے اللہ انسانوں ہی کے حوالے کردیتا ہے۔ والسلام علیک۔ (ترمذی)

(۷۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے سب سے زیادہ محبوب اور بروز حشر مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو اخلاق میں سب سے زیادہ بہتر ہوں اور میری نگاہ میں سب سے زیادہ مبغوض اور بروز قیامت مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو زیادہ بکواس کرتے ہوں اور خواہ مخواہ کلام کو طول دیتے ہوں اور تکبر کرتے ہوں۔ (ترمذی)

(۸۰) سرور عالم ﷺ کا ارشاد ہے: برّ (نیکی) حسن خلق کا نام ہے اور اثم (گناہ) وہ ہے جو تمھارے دل پر اثر کرے اور تمھیں یہ پسند نہ ہو کہ دوسروں کو اس کا علم ہو۔ (مسلم، ترمذی)

(۸۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: مومن سادہ دل اور سخی ہوتا ہے اور فاجر دغاباز اور بخیل ہوتا ہے۔ (ترمذی)

(۸۲) حضور انور ﷺ نے فرمایا: حیا ایمان ہی کا ایک حصہ ہے اور ایمان کا انجام بہشت ہے۔ فحش کلامی بدخلقی ہے اور بدخلقی کا انجام دوزخ ہے۔ (مسلم، ترمذی)

(۸۳) سرکار ﷺ نے فرمایا: بے حیائی جس چیز میں شامل ہوگی اسے معیوب بنا دے گی اور حیا جس شے میں ہوگی اسے مزیّن کردے گی۔ (ترمذی)

(۸۴) نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر دین کا ایک خاص اخلاقی مزاج ہوتا ہے۔ اسلام کا اخلاقی قوام حیا ہے۔ (مالک)

(۸۵) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: انسان اپنے دوست کے دین (طریقہ

زندگی) پر ہوا کرتا ہے اس لیے ہر شخص کو یہ دیکھ لینا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔ (ابو داؤد، ترمذی)

(۸۶) نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: باہم عفو و درگذر سے کام لیا کرو اس سے باہمی کینے دور ہو جاتے ہیں۔ (الحدیث)

(۸۷) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک بروز قیامت سب سے بدتر اسے پاؤ گے جو دورُخی پالیسی والا ہوگا ادھر اُس کا کچھ اور رُخ اور اُدھر کچھ اور۔ (نسائی)

(۸۸) رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: سنجیدگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے۔ (ترمذی)

(۸۹) ایک شخص نے حضور ﷺ کے سامنے ایک دوسرے شخص کی تعریف کی۔ نبی کریم ﷺ نے تین بار فرمایا: تم نے اپنے رفیق کی گردن کاٹ ڈالی۔ پھر فرمایا: اگر تمھیں اپنے بھائی کی تعریف ہی کرنی پڑے تو یوں کہو: میرا گمان فلاں کے متعلق یہ ہے اور حقیقت حال کا علم اللہ ہی کو ہے۔ کسی کی تعریف میں اللہ تعالیٰ سے آگے مت بڑھ جاؤ۔ تمھیں اگر کسی کے متعلق قابل تعریف ہونے کا یقین ہے تو بس اتنا کہہ دو میرے خیال میں وہ ایسا ہے۔ (شیخین، ابوداؤد)

(۹۰) سرکار ﷺ نے فرمایا: جو نرمی سے محروم ہوا وہ ساری خوبیوں سے محروم ہوا۔ (مسلم، ابوداؤد)

(۹۱) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص کوئی عمارت بنائے اور اس میں ظلم و زیادتی نہ ہو یا کوئی درخت لگائے اور اس میں کوئی ظلم و زیادتی نہ ہو تو جب تک مخلوق خدا اس سے فائدہ اٹھاتی رہے گی اس کے لیے ثواب جاری رہے گا۔ (الحدیث)

(۹۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب فرزند آدم یہ کہتا ہے کہ یہ نامراد زمانہ تو دراصل مجھے اذیت پہنچاتا ہے (لہذا کوئی زمانہ کو نامراد نہ کہے) کیونکہ زمانہ میں خود ہی ہوں یعنی رات اور دن کو میں ہی گردش دیتا ہوں۔ (شیخین، ابوداؤد، مؤطا)

(۹۳) ہوا ایک آدمی کی چادر کو اڑانے لگی تو اس نے ہوا پر لعنت کی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہوا پر لعنت نہ کرو یہ تو مامور و مسخر ہے یعنی ارادے سے نہیں چلتی۔ جو شخص کسی پر لعنت کرے اور وہ اس کا مستحق نہ ہو تو وہ لعنت کرنے والے پر پلٹ آتی ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

(۹۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرے ہوؤں کو بُرا بھلا نہ کہا کرو کہ وہ جو کچھ آگے بھیج چکے ہیں اُدھر ہی جا چکے ہیں۔ (بخاری شریف، ابوداؤد، ترمذی)

(۹۵) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: علم کا سرچشمہ بنو اور ہدایت کی شمع، گھر کا ٹاٹ بنو اور رات کا چراغ، ہموار دل اور کہنہ پوش بنو۔ اس طرح آسمان والوں میں تو پہچان لیے جاؤ گے اور زمین والوں سے پوشیدہ رہو گے۔ (دارمی)

(۹۶) نبی کریم ﷺ نے فرمایا مردوں کی نیکیوں کا ذکر کرو اور برائیوں کے ذکر سے پرہیز کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی)

(۹۷) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک سفر کے موقع پر حضور ﷺ کے ساتھ ایک انصاریہ عورت بھی اپنی اونٹنی پر سوار تھی۔ اس کی کسی بات سے زچ ہو کر اس نے اپنی اونٹنی پر لعنت کی۔ حضور ﷺ نے یہ سنا تو فرمایا: اسے نیچے اتار کر چھوڑ دو، یہ ملعونہ ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اس وقت میری آنکھوں کے سامنے وہ منظر ہے کہ وہ عورت پیدل چلی جا رہی ہے اور کوئی اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ (مسلم، ابوداؤد)

(۹۸) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ حسد و رشک صرف دو مواقع پر مضر ہو سکتا ہے۔ ایک تو ایسے آدمی سے جسے اللہ نے حکمت دی ہو اور وہ اسی کے مطابق فیصلے دیتا ہو اور اس کی تعلیم دیتا ہو۔ دوسرے اس آدمی سے جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اسے راہ حق میں فنا کرنے کے درپے ہو۔ (شیخین)

(۹۹) نبی کریم ﷺ نے فرمایا حسد سے بچو یہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح

آگ لکڑی کو۔(ابوداؤد)

(۱۰۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو مفلس کسے کہتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: ہم میں تو مفلس اسے کہا جاتا ہے جس کے پاس نہ روپیہ پیسا ہو نہ مال واسباب۔ فرمایا: نہیں بلکہ مفلس وہ ہے جو قیامت میں اپنی نماز روزہ زکوٰۃ لے کر آئے گا۔ لیکن دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی کسی پر بہتان لگایا ہوگا کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا کسی کا خون بہایا ہوگا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان میں سے کسی کو فلاں نیکی دی جائے گی اور کسی کو فلاں (اس طرح ہوتے ہوتے) اس کے ذمے جو حق آتا ہے اگر چکائے جانے سے پہلے ہی اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان لوگوں کی خطائیں اس کے حصے میں آتی جائیں گی اور آخر کار اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔(مسلم، ترمذی)

(۱۰۱) جہالت کے ساتھ جو عبادت کرتا ہے اس کا فساد اس کی اصلاح سے زیادہ ہوتا ہے اور جو اپنی گفتگو کا مقابلہ اپنے عمل سے کرے اس کی گفتگو کم ہو جاتی ہے۔ صرف وہیں گفتگو ہوتی ہے جہاں گفتگو مفید ہو اور جو شخص جھگڑوں کو دین کا مقصد بناتا ہے اس کی رائے بدلتی رہتی ہے۔(دارمی)

(۱۰۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بدگمانی سے بچو کیونکہ یہ سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ ٹوہ بھی نہ لیا کرو۔ خودغرضی، حسد، بغض اور دشمنی نہ کیا کرو۔ اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بنے رہو جیسا کہ حکم الٰہی ہے: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ ایک مسلمان دوسرے پر ظلم نہیں کرتا اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا اور اس کی تحقیر نہیں کرتا۔ پھر اپنے دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تقویٰ اس جگہ ہوتا ہے، اس جگہ ہوتا ہے، اس جگہ ہوتا ہے۔ کسی کی طرف سے شر ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ ہر مسلمان کا خون، آبرو اور مال دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ اللہ تمھارے جسموں، شکلوں اور عملوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمھارے دلوں کو دیکھتا ہے۔(نسائی)

(۱۰۳) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کے لیے یہ حلال نہیں کہ دوسرے

مومن سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کیے رہے۔ اگر تین دن ہو جائیں تو چاہیے کہ وہ اس سے ملے اور اسے سلام کرے۔ اگر وہ سلام کا جواب دیدے تو دونوں ہی اجر میں شریک رہیں گے اور اگر وہ جواب نہ دے تو خود گناہ کی لپیٹ میں آجائے گا۔(ابوداؤد)

(۱۰۴) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے علم ہے کہ سب سے آخری جنتی اور سب کے بعد دوزخ سے نکلنے والا کون ہوگا؟ ایک شخص ہوگا جو قیامت کے دن حاضر کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کرو اور بڑے گناہوں کو الگ رکھو۔ پھر اس کے چھوٹے گناہ پیش کیے جائیں گے اور پوچھا جائے گا: تم نے فلاں دن فلاں گناہ اور فلاں فلاں دن فلاں فلاں گناہ کیے تھے؟ وہ کہے گا: ہاں۔ اسے انکار کی مجال نہ ہو سکے گی۔ وہ اس خوف سے کانپ رہا ہوگا کہ دیکھیے بڑے بڑے گناہوں کی باری کب آتی ہے۔ پھر اس سے کہا جائے گا: جاؤ تمھاری ہر برائی کے بدلے ویسی ہی نیکی لکھ دی گئی ہے۔ یہ سن کر وہ بول اٹھے گا: مولا! میں نے تو اور بھی بہت سے گناہ کیے ہیں جو یہاں ابھی میرے سامنے نہیں آئے ہیں۔ یہ فرمانے کے بعد حضور ﷺ کو ایسی ہنسی آئی کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔(حدیث شریف)

(۱۰۵) حضور ﷺ نے ایک بار منبر پر چڑھ کر زوردار آواز میں پکار کے فرمایا: اے وہ لوگو جو زبان سے اسلام لے آئے ہو اور دل میں ابھی ایمان نہیں اترا ہے، مسلمانوں کو اذیت نہ پہنچاؤ، ان کو شرمندہ نہ کرو اور ان کے پردے کی باتوں کے پیچھے نہ پڑو۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے پردے کی باتوں کے پیچھے پڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی پردہ دری کر کے رسوا کرے گا خواہ وہ اپنے گھر میں کیوں نہ بند ہو۔(ترمذی)

(۱۰۶) حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک دن کعبے کو دیکھ کر فرمایا: تیری شان اور تیرا احترام زبردست ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی نظروں میں ایک مسلمان کا احترام تجھ سے بھی زیادہ ہے۔(ترمذی)

(۱۰۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے ارشاد فرمایا: شگون بدلینا شرک ہے۔ آپ نے یہ بات تین بار فرمائی۔ (ترمذی)

(۱۰۸) نبی کریم ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ لوگ بعض اوقات کچھ باتیں بتاتے ہیں جو سچی نکلتی ہیں۔ فرمایا: ایک آدھ سچی بات شیطان اڑا لیتا ہے اور اسے اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے اور اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔ (شیخین)

(۱۰۹) حضرت قطن ابن قبیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عیافہ (پرندوں کے ذریعے فال لینے کی ایک صورت ہے جس میں پرندوں کو اڑا کر یا اس کے خود بخود اڑنے اور اس کی آواز کے ذریعے نیک فالی یا بدفالی لی جاتی ہے) اور طرق (کنکریاں مار کر فال لینا یا ریت پر لکیریں کھینچنے کو طرق کہتے ہیں جیسا کہ رمل کے جاننے والے ریت پر لکیریں کھینچ کر غیب کی باتیں جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں) اور شگون بدلینا یہ سب چیزیں سحر و کہانت یا شیطانی کام میں سے ہیں۔ (ابوداؤد)

(۱۱۰) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری شریف)

(۱۱۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ظلم کرنے سے بچو اس لیے کہ ظلم قیامت والے دن کے اندھیروں کا باعث ہوگا اور بخل سے بچو اس لیے کہ اسی حرص نے تم سے پہلے کے لوگوں کو ہلاک کیا۔ (مسلم شریف)

(۱۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بخل و حرص اور ایمان کبھی ایک دل میں یکجا نہیں ہو سکتے۔ (بخاری شریف)

(۱۱۳) ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے: اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے ارشاد ہے تم دوسروں پر خرچ کرتے رہو میں تم پر خرچ کرتا رہوں گا۔ (سنن نسائی)

(۱۱۴) رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے ابو ذر! مجھے پسند نہیں کہ میرے پاس کوہ احد کے برابر سونا ہو اور تیسرے دن تک اس میں سے

ایک اشرفی بھی میرے پاس بچ جائے۔ سوائے اس کے جو ادائے قرض کے لیے ہو۔ تو اے ابوذر! میں اس مال کو دونوں ہاتوں سے اللہ کی مخلوق میں تقسیم کر کے اٹھوں گا۔ (بخاری شریف)

(۱۱۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسے شخص کے دولت مند ہونے میں کوئی ہرج نہیں جس کے مال میں حق داروں کا حق نکلتا ہو۔ (الحدیث)

(۱۱۶) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: کسی انسان کا گناہ ثابت ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی طرف انگلیاں اٹھنے لگیں (کہ یہ بڑا اچھا آدمی ہے)۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگرچہ وہ اشارہ نیکی کی وجہ سے ہو؟ فرمایا: اگر نیکی کی وجہ سے ہو تب بھی وہ اس کے لیے شر ہے بجز اس کے جس پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہو اور اگر وہ اشارہ کسی شر کی وجہ سے پھر تو شر ہے ہی۔ (کبیر)

(۱۱۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوسرے گناہوں کے مقابلے میں بغاوت اور قطع رحمی ایسے گناہ ہیں کہ رب تعالیٰ ان کے ارتکاب کرنے والے کو دنیا ہی میں عذاب دیتا ہے۔ آخرت میں ان پر جو سزا ہوگی وہ تو ہوگی ہی۔ (ترمذی)

(۱۱۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں۔ اس نے پھر پوچھا: اس کے بعد کون؟ فرمایا: تیری ماں۔ اس نے دریافت کیا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: تیرا باپ۔ ایک دوسری روایت میں باپ کے بعد قریبی رشتہ دار کا بھی ذکر ہے۔ (مسلم)

(۱۱۹) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پڑوسی تین قسم کے اور تین درجے کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ پڑوسی جس کا صرف ایک ہی حق ہو اور وہ حق کے لحاظ سے سب سے کم درجہ کا پڑوسی ہے اور دوسرا وہ پڑوسی جس کے دو حق ہوں اور تیسرا وہ جس کے تین حق ہوں تو ایک حق والا وہ مشرک (غیر مسلم) پڑوسی

ہے جس سے کوئی رشتہ داری بھی نہ ہو۔(تو اس کا صرف پڑوسی ہونے کا حق ہے)۔اور دو حق والا وہ پڑوسی ہے جو پڑوسی ہونے کے ساتھ ساتھ مسلم بھی ہو۔اس کا ایک حق مسلمان ہونے کی وجہ سے ہوگا اور دوسرا پڑوسی ہونے کی وجہ سے۔اور تین حق والا پڑوسی وہ ہے جو پڑوسی بھی ہو اور مسلم بھی ہو اور رشتہ دار بھی ہو تو اس کا ایک حق مسلمان ہونے کا ہوگا دوسرا حق پڑوسی ہونے کا اور تیسرا حق رشتہ داری کا ہوگا۔(مسند بزار)

(۱۲۰) حضور ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کیا کرو ورنہ اسے تو اللہ تعالیٰ عافیت دیدے گا اور تمھیں اسی میں مبتلا کردے گا۔(ترمذی)

(۱۲۱) چار باتیں بڑی بدبختی کی ہیں: (۱) آنسو کا نہ نکلنا۔(۲) دل کا سخت ہونا۔(۳) آرزوؤں کا دراز ہونا اور (۴) دنیا کی ہوس ہونا۔(رزین)

(۱۲۲) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص لوگوں کو دام میں لانے کے لیے خوش بیانی کا فن سیکھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے جرم کی تلافی کے لیے کوئی قیمت و معاوضہ قبول نہ فرمائے گا۔(ابوداؤد)

(۱۲۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن وہ ہے کہ وہ دوسروں سے اور دوسرے اس سے مانوس ہوں۔جس میں یہ دونوں باتیں نہ ہوں وہاں کون سی خیر ہوسکتی ہے؟ (احمد ' کبیر)

(۱۲۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون یہ کلمے قبول کرتا ہے جن پر وہ خود عمل کرے یا کسی عمل کرنے والے کو بتادے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا: میں یارسول اللہ! حضور نے میرا ہاتھ پکڑ کے پانچ باتیں بتائیں: (۱) حرام باتوں سے بچو تو سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے۔(۲) اللہ تعالیٰ نے جو کچھ قسمت میں لکھ دیا ہے اس پر شاکر اور راضی رہو تو سب سے زیادہ غنی بن جاؤ گے۔(۳) اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرو تو مومن بن جاؤ گے۔(۴) انسانوں کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے کرتے ہو تو مسلم بن جاؤ گے۔(۵) زیادہ ہنسا نہ کرو کیونکہ اس سے دل مردہ ہوجاتا

ہے۔(ترمذی)

(۱۲۵) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: میرے رب نے مجھے ان نو باتوں کا حکم دیا ہے: (۱) باطناً اور ظاہراً ہر حال میں اللہ کا ڈر ہو۔(۲) خوشی اور غصے میں عدل باقی رہے۔(۳) غنا اور فقر ہر ایک میں میانہ روی باقی رہے۔(۴) قطع رحمی کرنے والے کے ساتھ بھی صلہ رحمی ہو۔(۵) محروم رکھنے والے کو بھی حق دیا جائے۔(۶) زیادتی کرنے والے سے درگزر رہو (۷) خاموشی میں فکر ہو۔(۸) گفتگو میں ذکر الٰہی ہو۔(۹) نگاہ میں عبرت پذیری ہو اور امر بالمعروف ہو۔(رزین)

(۱۲۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن ایک بل سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا۔(شیخین' ابوداؤد)

(۱۲۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نکاح میری سُنّت ہے لہٰذا جو میری سُنّت پر عمل نہیں کرتا وہ مجھ سے نہیں۔(ابن ماجہ)

(۱۲۸) حضور انور ﷺ کا ارشاد ہے: ایک عورت دوسری عورت سے اس قدر گھل مل کر نہ رہے کہ وہ اس کی تعریفیں اپنے شوہر سے اس طرح بیان کرے کہ گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے۔(ابوداؤد' ترمذی)

(۱۲۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی رفیقہ حیات سے مواصلت کرے تو بے لباس اونٹوں کی طرح برہنگی اختیار نہ کرے بلکہ پردے کا خیال رکھے۔(بزار)

(۱۳۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت ایام حمل سے لے کر زچگی بلکہ دودھ چھڑانے تک ایسی ہے جیسے سرحد کی فی سبیل اللہ نگرانی کرنے والا۔اگر وہ اس دوران مر جائے تو وہ بھی شہید کا اجر و ثواب حاصل کرے گی۔(کبیر)

(۱۳۱) حضور انور ﷺ نے فرمایا: اگر میں کسی کو کسی کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔(ترمذی)

(۱۳۲) سرکار ﷺ نے فرمایا: جو عورت ایسی حالت میں مرے کہ اس کا شوہر اس

سے راضی رہا تو وہ جنت میں داخل ہوگئی۔(ترمذی)

(۱۳۳) آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ بہترین عورت کون سی ہے؟ فرمایا: وہ جس کو شوہر دیکھے تو خوش ہو جائے اور جب وہ حکم دے تو بجالائے اور خود اس کی اپنی ذات اور اپنے مال کے بارے میں بھی شوہر جس بات کو ناپسند کرے اس کی مخالفت نہ کرے۔(نسائی)

(۱۳۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر عورت پانچ نمازیں ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھ لے نیز اپنی عصمت کو محفوظ رکھے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرتی رہے تو اسے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہوجا۔(الحدیث)

(۱۳۵) حضور ﷺ نے فرمایا: میری اس وصیت کو قبول کرو اور عورتوں کے ساتھ دانش مندی اور رحم دلی سے سلوک کرو کیونکہ عورت کی خلقت ٹیڑھی پسلی سے ہوئی ہے۔ پسلی کی ہڈی جتنی اوپر ہوتی ہے اتنی ہی زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے اگر اسے سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو اسے توڑ کر رکھ دوگے اور اگر اسے چھوڑ دوگے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ لہٰذا ان کے متعلق میرے اچھے سلوک کی وصیت کو پیش نظر رکھو (یعنی ان سے اسی ٹیڑھ کے رہتے ہوئے فائدہ اٹھاؤ اور سیدھا کر کے توڑنے کی کوشش مت کرو)۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ عورت کو طلاق دینا ایسا ہی ہے جیسے پسلی کی ٹیڑھی ہڈی کو سیدھا کرنے کے لیے توڑ ڈالنا۔(الحدیث)

(۱۳۶) ایک صحابی رسول نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بیوی کا شوہر پر کیا حق ہے؟ فرمایا: جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ۔ اس کے چہرے پر نہ مارو اور اس کی فضیحت نہ کرو اور اگر تنبیہ کی خاطر اس سے علاحدگی اختیار کرنی پڑے تو یہ گھر کے اندر ہی ہو (یعنی خفا ہو کر گھر نہ چھوڑو)۔(الحدیث)

(۱۳۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد مردوں کے لیے جو سب سے زیادہ نقصان رساں امتحان ہے وہ عورتوں کا وجود ہے۔(الحدیث)

(۱۳۸) مہر کی تین قسمیں ہیں: (۱) مہر معجّل۔ (۲) مہر مؤجل۔ (۳) مہر مطلق۔ مہر معجّل وہ مہر ہے کہ خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو۔ مہر مؤجل وہ مہر ہے کہ جس کی ادائیگی کے لیے کوئی میعاد مقرر رہو۔ مہر مطلق وہ مہر ہے کہ نہ خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو اور نہ کوئی میعاد مقرر ہو اور یہی ہمارے ہندوستان میں رائج ہے۔ مہر معجّل وصول کرنے کے لیے عورت اپنے کو شوہر سے روک سکتی ہے اور مؤجل میں میعاد پوری ہونے کے بعد مطالبہ کرسکتی ہے مگر اپنے آپ کو اس کے لیے روک نہیں سکتی۔ مہر مطلق کا موت یا طلاق سے پہلے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ نہ عورت اس کے لیے اپنے نفس کو روک سکتی ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد پانچ)

(۱۳۹) ہندوستان میں عام دستور ہے کہ عورت جب مرنے لگتی ہے تو اس سے مہر معاف کراتے ہیں حالانکہ مرض الموت میں معافی دوسرے وارثوں کی اجازت کے بنا معتبر نہیں ہے۔ یعنی بیوی نے معاف بھی کردیا تو ایسی حالت میں ورثاء کی اجازت کے بغیر معاف نہیں ہوگا۔(فتاویٰ رضویہ)

(۱۴۰) حضور ﷺ نے بیوی کو شوہر کی اجازت کے بغیر غیر عورت کے پاس جانے سے منع فرمایا ہے۔(الحدیث)

(۱۴۱) مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: مومن کے لیے تقویٰ اللہ کے بعد سب سے بڑی نعمت وہ صالح بیوی ہے کہ شوہر جو حکم دے اسے بجالائے اسے شوہر دیکھے تو خوش ہو جائے۔ شوہر قسم کھائے تو وہ اسے پورا کردے اور شوہر غیر حاضر ہو تو اپنی ذات اور شوہر کے مال میں خیر خواہی کا پورا حق ادا کرے۔(تزوینی)

(۱۴۲) آنحضرت ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور کہا میرا شوہر صفوان بن معطل ہے۔ جب میں نماز پڑھتی ہوں تو مجھے مارتا ہے اور روزہ رکھتی ہوں تو تڑوا دیتا ہے اور خود ہر صبح کی نماز سورج نکلنے کے بعد پڑھتا ہے۔ صفوان بھی حضور ﷺ کے پاس ہی موجود تھا۔ جب اس سے صورت حال دریافت ہوئی تو کہنے لگا: یارسول اللہ! یہ کہتی ہے کہ میں نماز پڑھتی ہوں تو یہ مجھے مارتا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ یہ نماز میں دو دو سورتیں پڑھتی ہے اور میں اسے منع

کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر قرآن کی ایک ہی سورت ہوتی تو لوگوں کے لیے کافی
ہوتی۔ پھر بولا: اس کا کہنا ہے کہ جب روزہ رکھتی ہوں تو تڑوا دیتا ہے۔ تو اصل بات یہ ہے کہ روزہ
رکھنا شروع کر دیتی ہے اور میں ایک نوجوان ہوں اور مجھے صبر نہیں ہوتا۔ آنحضرت ﷺ
نے فرمایا: شوہر کی اجازت کے بنا عورت روزہ نہ رکھے۔ پھر وہ کہنے لگا کہ اس کا یہ کہنا کہ میں
سورج نکلنے سے پہلے نماز فجر ادا نہیں کرتا تو بات یہ ہے کہ ہم ایسے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں کہ
جہاں کی یہ عادت مشہور ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے ہم لوگوں کی آنکھ ہی نہیں کھلتی۔ حضور ﷺ
نے فرمایا: اچھا اب پہلے ہی جاگ کر نماز ادا کرلیا کرو۔ (ابوداؤد)

(۱۴۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمھارے حکام بہترین لوگ ہوں اور دولت
مند فیاض لوگ ہوں اور حکومت اصول شوریٰ پر ہو تو اس زمین کی پشت اس کی آغوش سے
(یعنی زندگی موت سے) بہتر ہے۔ اور جب بدترین لوگ حکام ہوں اور دولت مند کنجوس ہوں
اور حکومت کے معاملات عورتوں کے سپرد ہو جائیں تو آغوش زمین پشت زمین سے (یعنی
موت زندگی سے) بہتر ہے۔ (ترمذی)

(۱۴۴) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اماموں کو گالیاں نہ دو بلکہ ان کے لیے دعائے خیر
کرو کیونکہ تمھاری اصلاح بھی ان ہی کی اصلاح سے وابستہ ہے۔ (کبیر، اوسط)

(۱۴۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں دو قسم کے لوگ ایسے ہیں جنھیں
میری شفاعت نصیب نہیں ہوگی ایک تو ظالم و غاصب امام اور دوسرے وہ خود پسند جو دین
(نظام اجتماع) سے نکل جائیں۔ (کبیر، اوسط)

(۱۴۶) حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی الگ ہوا اس نے
اسلام کا قلادہ اپنی گردن سے اتار پھینکا۔ (ابوداؤد)

(۱۴۷) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کا اجتماع گمراہی پر نہ ہوگا لہٰذا
تم لوگ جماعت سے وابستہ رہو کیونکہ جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی امداد ہوتی ہے۔ (کبیر)

(۱۴۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بھیڑ بکری کی طرح انسان کے بھی بھیڑیے

ہوتے ہیں اور انسان کا بھیڑیا شیطان ہے۔ دور اور کنارے رہنے والی بکری کو بھیڑیا اٹھا لے
جاتا ہے لہٰذا تفریق سے بچو اور جماعت سے عوام سے اور مسجد سے جُڑے رہو۔ (احمد، کبیر)

(۱۴۹) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اسلام کی چکی چل پڑی ہے لہٰذا جدھر کتاب اللہ
لے جائے ادھر تم بھی گھوم جاؤ۔ سنو! کتاب اللہ اور حکومت عنقریب الگ الگ ہو جائیں گی۔ تم
اس وقت کتاب کو نہ چھوڑنا۔ سنو! عنقریب تم پر ایسے امیر مسلط ہونے والے ہیں جن کے فیصلے
تمھارے لیے کچھ اور ہوں گے اور اپنے لیے کچھ اور۔ ان کی نافرمانی کرو گے تو وہ تمھیں قتل
کر دیں گے اور اگر اطاعت کرو گے تو گمراہ کر دیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ!
اس وقت ہمارا طرز عمل کیسا ہو؟ فرمایا: وہی جو اصحاب عیسیٰ کا تھا۔ انھیں آروں سے چیرا گیا اور
سولی پر لٹکایا گیا۔ اللہ کی اطاعت میں مرجانا اس کی نافرمانی میں زندہ رہنے سے بہتر ہے۔
(کبیر)

(۱۵۰) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حکام کے پاس حتی الامکان نہ جایا کرو۔ اگر ایسا کرنا
ہی پڑے تو میری سُنّت سے تجاوز نہ کرو اور انھیں خوف خدا کا حکم سنانے میں تلوار اور کوڑے
سے نڈر رہو۔ (اوسط)

(۱۵۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخر زمانہ میں ظالم اولی الامر، فاسق وزراء، خائن قاضی
اور جھوٹے فقہا ہوں گے۔ تم میں سے جو کوئی بھی ایسا دور دیکھے وہ نہ ان کا محصل بنے، نہ نقیب
اور نہ سپاہی۔ (الحدیث)

(۱۵۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص راعی (حاکم) کی حیثیت رکھتا
ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔ امام ایک حاکم ہے اور اس سے
اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ مرد بھی اپنے بال بچوں کا حاکم ہے اور اس سے
اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ عورت بھی اپنے شوہر کے گھر کی راعی ہے اور
اس سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ نوکر بھی اپنے آقا کے مال کا راعی ہے
اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ راوی کہتے ہیں میں نے حضور

ﷺ سے ان تمام راعی اور رعیت کا ذکر سنا اور مجھے خیال آتا ہے کہ میں نے حضور کو یہ بھی کہتے
سنا ہے کہ آدمی اپنے باپ کے مال کا بھی راعی ہے اور اس سے اس کی بھی باز پرس ہوگی۔
حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور اپنے دائرے میں اپنی رعیت کے
متعلق جواب دہ ہے۔(شیخین، ابوداؤد، ترمذی)

(۱۵۳) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: عدل کرنے والے اللہ کے دائیں طرف نورانی
منبروں پر بیٹھیں گے اور اللہ کے تو دونوں ہی ہات داہنے ہیں۔ یہ لوگ جب تک اپنے
عہدے پر رہتے ہیں اپنے فیصلوں میں اپنے اہل وعیال کے معاملے میں بھی عدل ہی سے
کام لیتے ہیں۔(ابوداؤد)

(۱۵۴) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی رعیت کا حاکم بنائے اور وہ
اپنے فرض میں خیانت کا ارتکاب کر کے مرے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دے گا۔(ابو
داؤد)

(۱۵۵) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حشر کے دن اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ محبوب اور
اللہ کے حضور سب سے زیادہ قریب بیٹھنے والا شخص امام عادل ہوگا اور سب سے زیادہ قابل
نفرت اور سب سے زیادہ دور جگہ پانے والا شخص ظالم امام ہوگا۔(ابوداؤد)

(۱۵۶) آنحضرت ﷺ نے مقدام بن معدی کرب کے کاندھوں پر ہات مار کر
فرمایا: اے مقدام! اگر کہیں کے امیر یا منشی یا چودھری بنے بغیر مرجاؤ تو سمجھو کہ تم نے فلاح
حاصل کرلی۔(ابوداؤد)

(۱۵۷) حضور ﷺ نے فرمایا: اے عبدالرحمن کبھی امارت کی طلب نہ کرو اگر تمھیں
مانگنے سے امارت ملی تو نفس کے پھندوں میں آجاؤ گے اور اگر بے طلب ملی تو اللہ تعالیٰ کی
طرف سے تمھاری مدد ہوگی۔(ابوداؤد)

(۱۵۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں میں عنقریب امارت کی حرص پیدا
ہونے لگے گی لیکن ایسی امارت بروز حشر ندامت بنے گی۔ یہ دودھ پلانے والی تو بڑی اچھی

ہے مگر دودھ چھڑاتے وقت بڑی بری ہوتی ہے۔(بخاری شریف، نسائی)

(۱۵۹) ایک صحابی اپنے دو چچازاد بھائیوں کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت اقدس
میں حاضر ہوئے۔ان میں سے ایک نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اپنے عطا شدہ اختیارات
سے مجھے بھی کہیں کی امارت سپرد کر دیجیے۔دوسرے شخص نے بھی ایسی ہی درخواست پیش کی۔
حضور ﷺ نے جواب دیا: قسم خدا کی میں اس عہدے پر کسی ایسے شخص کو مقرر نہ کروں گا جو اس
کی طلب یا حرص رکھتا ہو۔(شیخین، ابوداؤد، نسائی)

(۱۶۰) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی امیر کی بھلائی چاہتا ہے تو
اسے ایک مخلص وزیر بھی دیدیتا ہے۔امیر اگر کچھ بھول جائے تو وہ یاد دلا دیتا ہے۔اور اگر یاد
رکھے تو مدد دیتا ہے اور اگر کسی امیر کی بھلائی مقصود نہ ہو تو اس کے لیے ایک برا وزیر پیدا کر
دیتا ہے جو بھولتے وقت کچھ یاد نہیں دلاتا اور یاد رہے تو کوئی مدد نہیں پہنچاتا۔(ابوداؤد،
نسائی)

(۱۶۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سن لو عنقریب کچھ نالائق امراء ہوں گے۔جو شخص
ان کے پاس جائے اور ان کے جھوٹ کی تصدیق کر کے ان کے ظلم میں اعانت کرے وہ مجھ
سے اور میں اس سے الگ ہوں گا اور وہ میرے پاس حوض سے سیراب ہونے کے لیے نہ
آسکے گا۔لیکن جو ان امراء کے پاس جا کر نہ ان کے مظالم میں ہات بٹائے گا اور نہ ان کی جھوٹی
باتوں کو سچا بتائے گا وہ میرا اور میں اس کا ہوں گا اور وہ حوض سے سیراب ہونے کے لیے
میرے پاس پہنچ جائے گا۔(ترمذی، نسائی)

(۱۶۲) حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! جو شخص میری امت کے کسی معاملے
کا امیر ہو اور وہ لوگوں کو مشقت میں ڈالے تو بھی اسے مشقت میں ڈال۔اور جو امیر ان سے
نرمی کا برتاؤ کرے تو بھی اس کے ساتھ نرمی کا سلوک فرما۔(مسلم)

(۱۶۳) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا: میں
اپنے عمّال کو اس لیے نہیں بھیجتا کہ تمھارے جسموں کو مار کر تکلیف پہنچائیں یا تمھارا مال چھین

لیں۔ جس کے ساتھ ایسا ہو وہ میرے سامنے معاملہ پیش کرے تاکہ میں اس عامل سے قصاص لوں۔ یہ سن کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے: اگر کوئی عامل تادیباً ایسا کرے جب بھی آپ اس سے قصاص لیں گے؟ فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قصاص پھر بھی لوں گا۔ میں نے حضور ﷺ کو تو یہاں تک دیکھا ہے کہ خود اپنی ذات سے بھی قصاص لیا ہے۔(ابوداؤد)

(۱۶۴) حضور ﷺ نے فرمایا: اس امت میں کوئی برکت نہیں ہوسکتی جس میں عادلانہ فیصلے نہ ہوتے ہوں اور جس میں کمزور کوئی پریشانی اٹھائے بغیر اپنا حق زبردست سے وصول نہ کرلے۔(کبیر)

(۱۶۵) حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنی حاجت اور ضرورت حاکم تک نہ پہنچا سکتا ہو اس کی حاجت وہاں تک پہنچانے والے کا اجر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس دن ثابت قدم رکھے گا جس دن (یعنی بروز حشر) قدموں میں لغزش پیدا ہوگی۔(بزار)

(۱۶۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا جو امتی کہیں کا امیر بننے کے بعد لوگوں کی اسی طرح نگہداشت نہ کرے گا جس طرح وہ اپنی یا اپنے بال بچوں کی نگہداشت کرتا ہے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا۔(اوسط صغیر)

(۱۶۷) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو مسلمانوں کا امیر ہو اس کی ضرورتوں پر اللہ تعالیٰ نگاہ بھی نہ ڈالے گا جب تک کہ وہ لوگوں کی ضرورتوں پر نظر نہ رکھے۔(کبیر)

(۱۶۸) مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جو کسی حاکم کی کسی معاملے میں خیر خواہی کرنا چاہے وہ اسے علانیہ رسوا نہ کرے بلکہ اس کا ہات پکڑ کر تنہائی میں لے جائے (اور سمجھا دے)۔ اگر وہ مان جائے تو فبہا ورنہ سمجھانے والا تو اپنے فرض سے سبکدوش ہو ہی جائے گا۔(احمد، مؤطا)

(۱۶۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو امام کے پاس جائے وہ یا تو اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ یعنی ہر ہاں میں ہاں نہ ملائے اور بری بات زبان سے نہ نکالے۔(اوسط)

(۱۷۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خلیفہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے مال میں سے دو پیالے سے زیادہ لینا جائز نہیں۔ یعنی ایک پیالہ تو اس کے اور اس کے بال بچوں کے لیے اور دوسرا وہ جو لوگوں کے سامنے رکھے۔(احمد)

(۱۷۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم پر کوئی حبشی غلام بھی، جس کا سر مویز منقیٰ کی طرح چھوٹا ہو، امیر بنا دیا جائے تو جب بھی وہ کتاب اللہ کے مطابق چلائے اس کی سنتے رہنا اور اطاعت کرنا۔(بخاری شریف)

(۱۷۲) حبیب خدا ﷺ نے فرمایا: جو میری اطاعت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مطیع ہے اور جو میرا نافرمان ہے وہ اللہ تعالیٰ کا بھی نافرمان ہے اور جو امیر کا اطاعت گزار ہے وہ میرا فرماں بردار ہے اور جو امیر کی نافرمانی کرے وہ میرا بھی نافرمان ہے۔(رواہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۱۷۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام ایک سپر ہے جس کی پناہ میں جنگ کی جاتی ہے اور جس کے ذریعے بچاؤ کیا جاتا ہے پس اگر وہ تقوی اللہ کا حکم دے اور عدل قائم رکھے تو اس کے لیے اجر ہے اور اگر اس کے علاوہ کچھ کہے تو اس کا بوجھ اسی پر ہوگا۔(شیخین، نسائی)

(۱۷۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان پر امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند۔ ہاں اگر اسے گناہ کا کام کرنے کا حکم دیا جائے تو اسے سننا اور اس پر عمل کرنا واجب نہیں۔(مالک)

(۱۷۵) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کچھ لوگ ایسے تمھارے امیر ہوں گے جو سنّت کو ہٹا کر بدعتیں جاری کریں گے اور نماز کے اوقات میں تاخیر کریں گے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ایسے لوگ مجھے ملیں تو کیا کروں؟ فرمایا: اے ام عبد کے فرزند (ابن مسعود) مجھ سے پوچھتے ہو کہ ایسی صورت میں کیا کروں؟ ارے اللہ کا جو نافرمان ہو اس کی اطاعت کیسی؟(قزوینی)

(۱۷۶) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں پر امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت

واجب ہے تنگی میں بھی، فراخی میں بھی، خوشی میں بھی اور ناخوشی میں بھی اور اپنے آپ پر ترجیح دینے میں بھی۔ (مسلم شریف، نسائی)

(۱۷۷) تاجدار دوعالم ﷺ نے فرمایا: تمھارے بہترین امام وہ ہیں جن سے تم اور جو تم سے محبت رکھتے ہوں۔ تم انھیں اور وہ تمھیں دعائے خیر سے یاد کرتے ہوں۔ بدترین امام وہ ہیں جن سے تم اور جو تم سے بغض رکھتے ہوں اور جن پر تم اور جو تم پر ملامت اور لعنت کرتے رہتے ہوں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم ایسے اماموں سے قطع تعلق یا اعلان جنگ نہ کرلیں؟ حضور ﷺ نے تین بار فرمایا: جب تک تم میں اقامت صلوٰۃ کرتے رہیں اس وقت تک ایسا مت کرو۔ پھر فرمایا: جس پر کوئی امیر مقرر کردیا جائے اور وہ اس امیر کو کسی معصیت کا ارتکاب کرتے دیکھے تو اس معصیت کو تو ضرور برا سمجھے لیکن اس کی اطاعت سے اپنا ہات نہ کھینچے۔ (مسلم شریف)

(۱۷۸) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: تین قسم کے آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ حشر کے دن بات بھی نہیں کرے گا نہ ان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھے گا نہ انھیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ ایک وہ شخص جو کسی بیابان میں ضرورت سے زیادہ پانی پر قابض ہو اور مسافروں کو پانی نہ لینے دے۔ دوسرا وہ شخص جو بعد عصر کوئی سودا یہ کہہ کر بیچے کہ خدا کی قسم میں نے تو اتنے کو خریدا ہے اور خریدار اسے سچا سمجھ کر خرید لے۔ حالانکہ اس نے غلط قسم کھائی تھی۔ تیسرا وہ شخص ہے جو کسی امام کی بیعت محض دنیا کے لیے کرے یعنی اگر وہ امام اس کا دنیوی مطالبہ پورا کردے تو پھر اس کے ساتھ وفا کرے اگر اسے کچھ نہ دے تو بے وفائی پر اتر آئے۔ (شیخین، ابوداؤد، نسائی)

(۱۷۹) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو قوم بدعہدی کرتی ہے اس پر دشمن مسلط کردیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

(۱۸۰) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور جھوٹ بولنا فسق و فجور ہے اور فسق و فجور دوزخ

میں لے جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

(۱۸۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہٹ جاتا ہے۔ (ترمذی شریف)

(۱۸۲) حضرت صفوان بن سُلَیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ سے پوچھا گیا: کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں ہوسکتا ہے۔ پھر عرض کیا گیا: کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں ہوسکتا ہے۔ پھر پوچھا گیا: کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ (مشکوٰۃ، بیہقی)

(۱۸۳) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار مجوس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: سمجھ میں نہیں آتا کہ ان لوگوں کے ساتھ کیا روش اختیار کروں؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے: میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ان کے ساتھ وہی معاملہ کرو جو اہل کتاب کے ساتھ ہوتا ہے۔ (مالک)

(۱۸۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غداری (معاہدے کی خلاف ورزی اور بدعہدی) کرنے والوں کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور یہ بتایا جائے گا کہ فلاں شخص کی بدعہدی کا یہ نشان ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

(۱۸۵) صفوان بن امیہ نے کلدہ کو حضور ﷺ کی خدمت میں کچھ دودھ، پیوسی اور سبزی لے کر بھیجا۔ حضور ﷺ اس وقت وادی کے بالائی حصے میں تشریف رکھتے تھے۔ کلدہ کا بیان ہے: میں بلا اجازت لیے اندر داخل ہوگیا اور سلام بھی نہیں کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: باہر واپس جاؤ اور پہلے السلام علیکم کہہ کر پوچھو کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ یہ واقعہ صفوان کے اسلام لانے کے بعد کا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

(۱۸۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: مجھے حضور ﷺ نے فرمایا: اے فرزند! جب تم اپنے گھر کے اندر داخل ہو تو پہلے سلام کرلیا کرو۔ یہ سلام تمھارے لیے اور تمھارے گھر والوں کے لیے بھی باعث برکت ہوگا۔ (ترمذی)

(۱۸۷) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا: گفتگو سے پہلے سلام ہوتا ہے۔(ترمذی)

(۱۸۸) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دوپہر سے پہلے چار رکعتیں چاشت کی پڑھے تو گویا اس نے شب قدر میں پڑھیں اور دو مسلمان مصافحہ کریں تو کوئی گناہ باقی نہ رہے مگر جھڑ جائے گا۔(بیہقی)

(۱۸۹) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا: کیا صحابہ کرام میں مصافحہ کا دستور تھا؟ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا: ہاں۔(بخاری شریف)

(۱۹۰) حضرت عطا خراسانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: آپس میں مصافحہ کرو دل کی عداوت جاتی رہے گی اور آپس میں تحفہ کا لین دین کرو محبت پیدا ہوگی اور دشمنی ختم ہو جائے گی۔(العطیۃ النوریہ فی الاحادیث النبویہ مصنفہ علامہ شبیر احمد چشتی)

(۱۹۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا: جب دو مسلمانوں نے ملاقات کی اور ایک نے دوسرے سے مصافحہ کیا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ ان کی دعا قبول کرے اور ہات جدا نہ ہونے پائیں کہ ان کی مغفرت فرمادے۔(امام احمد)

(۱۹۲) ایک شخص آیا اور اس نے حضور سے اندر آنے کی اجازت چاہتے ہوئے یوں کہا: میں اندر آجاؤں؟ نبی کریم ﷺ نے اپنے خادم سے کہا: باہر جا کر اسے اجازت لینے کا طریقہ بتادو۔ اس سے کہو پہلے السلام علیکم کہے پھر پوچھے کہ میں اندر آسکتا ہوں؟ اس شخص نے یہ گفتگو باہر ہی سے سن لی اور وہیں سے بولا: السلام علیکم! میں اندر آسکتا ہوں؟ حضور ﷺ نے اجازت دیدی اور وہ اندر آگیا۔(ابوداؤد)

(۱۹۳) قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک بار

ہمارے غریب خانے پر تشریف لائے اور باہر ہی سے فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میرے والد سعد نے دھیمی آواز سے سلام کا جواب دیا۔ میں نے اپنے والد سعد سے کہا: حضور تشریف لائے ہیں اندر آنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے؟ انھوں نے کہا: چھوڑو بھی۔ حضور ﷺ کو ہم پر بار بار سلامتی بھیجنے دو۔ نبی کریم ﷺ نے پھر فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سعد نے پھر دھیرے سے جواب دیا۔ حضور ﷺ پھر تیسری بار سلام کہہ کر واپس ہونے لگے تو سعد پیچھے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں حضور کا سلام سن رہا تھا اور دھیرے سے جواب بھی دیتا رہا۔ میں چاہتا تھا کہ حضور بار بار ہم پر سلامتی بھیجتے رہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ سعد کے ساتھ واپس آئے اور سعد نے غسل کا پانی تیار کرنے کا حکم دیا۔ حضور ﷺ نے غسل فرمایا اور سعد نے زعفران سے رنگی ہوئی ایک چادر حضور ﷺ کو پیش کی۔ حضور ﷺ نے وہ اوڑھ لی اور ہات اٹھا کر یوں دعا فرمائی: اے اللہ! آل سعد پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرما۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے کھانا نوش فرمایا۔ پھر جب واپس ہونے کا ارادہ کیا تو سعد نے ایک گدھا تیار کیا اور اس پر نرم چھوردار چادر کا گدا بچھا دیا اور اپنے فرزند قیس سے کہا: حضور ﷺ کے ساتھ جاؤ۔ میں نے ادباً انکار کیا تو فرمایا: یا تو تم بھی میرے ساتھ سوار ہو جاؤ یا پھر واپس جاؤ۔ آخر میں واپس آگیا۔(ابوداؤد)

(۱۹۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ کچھ بچوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام کیا اور کہا کہ حضور ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔(شیخین، ترمذی، ابوداؤد)

(۱۹۵) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آنے والوں میں اگر پوری جماعت ہو تو ایک آدمی کا سلام کرنا سب کی طرف سے کافی ہے اور اسی طرح ایک آدمی کا سلام کا جواب دیدینا تمام اہل محفل کی طرف سے کفایت کرتا ہے۔(ابوداؤد)

(۱۹۶) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب وہ ہوتا ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔(ترمذی، ابوداؤد)

(۱۹۷) حدیث شریف میں ہے کہ سوار پیدل چلنے والے کو، کھڑا ہوا بیٹھے ہوئے کو اور

قلیل التعداد کثیر التعداد کو سلام کرے۔

(۱۹۸) ایک شخص نے حضور ﷺ سے پوچھا: کیا میں اپنی ماں سے بھی اندر آنے کی اجازت لیا کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: میں اسی کے ساتھ ایک گھر کے اندر رہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: پھر بھی اجازت لے کر اندر آؤ۔ عرض کیا: اس کی خدمت بھی میں کرتا ہوں۔ فرمایا: پھر بھی اجازت لے لیا کرو۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ کسی وقت تم اسے برہنہ دیکھ لو؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: پھر اجازت لے لیا کرو۔ (مالک)

(۱۹۹) ایک صحابی کی روایت ہے: میرے والد کے ذمہ جو قرض تھا اس کے متعلق کچھ پوچھنے کے لیے میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دستک دی تو فرمایا: کون ہے؟ میں نے کہا: میں۔ حضور ﷺ بھی میں کہتے ہوئے باہر آئے۔ یعنی اس میں کے جواب کو پسند نہیں فرمایا۔ (شیخین، ابوداؤد، ترمذی)

(۲۰۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں بغیر اطلاع کے اچانک گھس آئے تو گھر والوں کے لیے اس کی آنکھ پھوڑ دینا روا ہے۔ (شیخین، ابوداؤد، نسائی)

(۲۰۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک شخص کو حضور نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کرتے سنا کہ اگر کوئی آدمی اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اس کے لیے جھکنا بھی چاہیے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ (ترمذی)

(۲۰۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی چھینک مار کر الحمد للہ کہے تو ہر سننے والے مسلمان پر اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا حق ہو جاتا ہے اور جمائی شیطانی فعل ہے اگر جمائی نماز میں آئے تو اسے جہاں تک ممکن ہو دبا لو۔ اور ہاہا نہ کرو۔ یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ جس پر خود شیطان ہنستا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب جمائی آئے تو منہ پر اپنا ہاتھ رکھ لو اور ہاہا کرنے سے شیطان اندر سے ہنستا ہے۔ (شیخین، ابوداؤد، نسائی)

(۲۰۳) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

نے فرمایا: سلام اللہ تعالیٰ کے اسمائے حُسنیٰ میں سے ہے جسے اس نے زمین پر رکھ دیا ہے لہٰذا اسے آپس میں پھیلاؤ۔ اگر ایک مسلمان کچھ لوگوں کے پاس سے گزرتا ہوا انھیں سلام کرے اور وہ اسے سلام کا جواب دیں تو اس مسلمان کا ایک درجہ فضیلت ان لوگوں سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے ان لوگوں کو سلام یاد دلایا۔ اگر لوگ اس کے سلام کا جواب نہ دیں تو اس کا جواب وہ دیتا ہے جو ان سب سے بہترین اور پاکیزہ تر ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کا مقرب فرشتہ) (کبیر)

(۲۰۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے زیادہ عاجز وہ ہے جو دعا سے عاجز ہو اور سب سے زیادہ بخیل وہ ہے جو سلام میں بخل کرے۔ (کبیر)

(۲۰۵) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا ایک شخص اللہ تعالیٰ کے لیے ایک کام کرتا ہے اور لوگ اس سے اس کام کی وجہ سے محبت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ مومن کے لیے دنیا میں نقد بشارت ہے۔ (ابن ماجہ)

(۲۰۶) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب بھی دو مسلمان باہم ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے تک کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (ترمذی، ابوداؤد)

(۲۰۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راستوں پر بیٹھنے سے بچو۔ یہ سن کر کچھ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! ہمیں بعض اوقات گفتگو سننے کے لیے راستے پر ہی بیٹھنا پڑتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تمھیں مجبوراً ایسا کرنا پڑے تو راستے کے حقوق بھی ادا کر دیا کرو۔ لوگوں نے پوچھا: راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا: نگاہیں نیچی رکھنا، ایذا رسانی سے بچنا، سلام کا جواب دینا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خیال رکھنا۔ ابوداؤد کی ایک دوسری روایت میں یہ بھی کہا گیا ہے: مصیبت زدوں کی مدد کرنا اور بھٹکے ہوؤں کو راہ بتانا۔ (شیخین، ابوداؤد)

(۲۰۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: محفل میں کسی آدمی کو اٹھا کر اپنے لیے جگہ نہ پیدا

کرو بلکہ ذرا پھیل کر کشادگی پیدا کرلو تو اللہ تعالیٰ تمھارے لیے کشادگی پیدا فرمادے گا۔ (شیخین، ابو داؤد، ترمذی)

(۲۰۹) حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اگر کوئی شخص محفل سے اٹھ کر کہیں چلا جائے اور پھر واپس آئے تو وہی اس جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔ (مسلم، ابو داؤد)

(۲۱۰) صحابہ کرام سے روایت ہے کہ ہم لوگ جب حضور ﷺ کی مجلس میں آتے تو کنارے بیٹھ جایا کرتے تھے۔ (ابو داؤد)

(۲۱۱) رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے: دو آدمیوں کے بیچ اجازت کے بنا نہیں بیٹھنا چاہیے۔ (ابو داؤد، ترمذی)

(۲۱۲) جو شخص بیچ حلقے میں جا کر بیٹھے حضور ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابو داؤد، ترمذی)

(۲۱۳) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: مومن پر مومن کے چھ حق ہیں: (۱) مریض ہو تو عیادت کرے۔ (۲) مرے تو جنازے میں شرکت کرے۔ (۳) دعوت کرے (یا بلایا جائے) تو آ جائے۔ (۴) ملے تو سلام کرے۔ (۵) چھینکے تو یرحمک اللہ کہے۔ (۶) سامنے یا پیٹھ پیچھے ہو تو اس کی خیر خواہی کرے۔ (مالک، نسائی)

(۲۱۴) سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی دوسرے سے کوئی بات کر کے چلا جائے تو وہ بات امانت کی ایک قسم میں داخل ہے۔ (ابو داؤد، ترمذی)

(۲۱۵) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: کسی بوڑھے مسلمان، حامل قرآن اور عادل سلطان کی تعظیم کرنا بھی اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم ہے بشرطیکہ اس میں نہ غلو ہو نہ کمی (بلکہ اعتدال ملحوظ رہے)۔ (ابو داؤد)

(۲۱۶) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو نوجوان کسی بوڑھے کی کبرسنی کی وجہ سے تعظیم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی کبرسنی کی تعظیم کے لیے کسی کو متعین کر دیتا ہے جب وہ بوڑھا ہو۔ (ترمذی)

(۲۱۷) ایک بوڑھا شخص حضور ﷺ سے ملنے کے لیے آیا۔ لوگوں نے اسے جگہ دینے میں کوتاہی کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی توقیر نہ کرے وہ میری جماعت سے باہر ہے۔ (ترمذی)

(۲۱۸) جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاشانۂ نبوت میں داخل ہوئے تو وہاں بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ حضور ﷺ نے اپنی ردائے مبارک ان کی طرف پھینک دی اور فرمایا: اس پر بیٹھ جاؤ۔ حضرت جریر نے وہ چادر لی اور چوم کر سینے سے لگا لی اور کہا: یا رسول اللہ! اللہ آپ کا اکرام فرمائے جس طرح آپ نے میرا اکرام فرمایا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جب کسی قوم کا کوئی باعزت آدمی آئے تو اس کا اکرام کیا کرو۔ (اوسط، بزار، نجفی)

(۲۱۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے اور وہ جزاک اللہ خیراً (اللہ تعالیٰ تمھیں بہتر جزا دے) کہہ دے تو یہ بڑی کافی تعریف ہے۔ (ترمذی)

(۲۲۰) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جسے کوئی عطیہ ملے وہ اس کا بدلہ بھی دے اور اگر یہ میسر نہ ہو تو ثناء و تعریف ہی کر دے۔ کیونکہ ثنا اس کا شکریہ ہے اور اسے دبا رکھنا ناشکری ہے۔ (ابو داؤد، ترمذی)

(۲۲۱) رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جو انسان کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں۔ (ترمذی)

(۲۲۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی کے جھوٹے ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ (جو سنے اسے بنا تحقیق) بیان کرتا پھرے۔ (مسلم، ابو داؤد)

(۲۲۳) ایک صحابی نے اپنی کم سنی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ میرے غریب خانے پر تسریف لائے۔ میری والدہ نے مجھے یہ کہہ کر بلایا: آؤ تمھیں ایک چیز دوں۔ حضور ﷺ نے پوچھا: کیا دینے کا ارادہ ہے؟ بولیں: کھجور۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تم اسے کچھ نہ دیتیں تو تمھارے اعمال میں ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔ (ابو داؤد)

(۲۲۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو جھوٹ بولنے پر تمھیں کیا چیز ابھارتی

ہے۔جھوٹ بھی ایسا مسلسل کہ جیسے پروانے یکے بعد دیگرے آگ میں گر رہے ہوں۔فرزند آدم سے ہر جھوٹ کا مواخذہ ہوگا۔صرف تین موقع مستثنیٰ ہیں: (۱) بیوی کو خوش رکھنے کے لیے۔(۲) جنگ کے موقع پر کیونکہ جنگ نام ہی ہے فریب کا۔(دو مسلمانوں میں صلح کرانے کے لیے۔(ترمذی)

(۲۲۵) ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میری معیت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ فرمایا: تمھاری ماں۔اس نے پوچھا: اس کے بعد کون؟ فرمایا تمھاری ماں۔اس نے پھر پوچھا: اس کے بعد؟ فرمایا: تمھارا باپ۔(شیخین)

(۲۲۶) کلیب کے دادا نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: میں کس کس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ فرمایا: اپنی ماں، باپ، بہن، بھائی اور قریبی مولا کے ساتھ۔یہی ضروری حق اور صلہ رحمی ہے۔(ابوداؤد)

(۲۲۷) حضور ﷺ کے پاس ایک شخص نے آکر دریافت کیا: میرے پاس دولت بھی ہے اور اولاد بھی اور میرے ماں باپ کو بھی میرے مال کی ضرورت ہے۔فرمایا: تم اپنے مال سمیت اپنے باپ کے ہو اور تمھاری اولاد تمھاری بہترین کمائی میں شامل ہے لہذا اپنی اولاد کی کمائی میں سے کھا سکتے ہو۔(ابوداؤد)

(۲۲۸) بیٹیوں کے تعلق سے مسلمانوں کے چند حقوق ہیں: (۱) بیٹی کے پیدا ہونے پر رنج کا اظہار نہ کرے بلکہ نعمت الٰہی جانے۔(۲) سینا پرونا کاتنا کھانا پکانا سکھائے۔(۳) سورہ نور کی تعلیم دے۔(۴) لکھنا نہ سکھائے کہ فتنہ کا احتمال ہے۔(۵) بیٹوں سے زیادہ بیٹیوں کی دلجوئی اور خاطرداری رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔(۶) کچھ دینے میں انھیں اور بیٹیوں کو کانٹے کی تول برابر رکھے۔(۷) جو کچھ دے تو پہلے بیٹیوں کو دے پھر بیٹوں کو۔(۸) نو برس کی عمر سے نہ اپنے پاس سلائے نہ ہی بھائی وغیرہ کے پاس سونے دے۔(۹) نو برس کی عمر ہی سے خاص نگہداشت شروع کر دے۔(۱۰) شادی برات میں جہاں ناچ گانا ہو ہرگز نہ جانے دے اگرچہ اپنے بھائی کے یہاں ہی کیوں نہ ہو۔گانا سخت سنگین جادو ہے اور

ان نازک شیشوں کو تھوڑی سی ٹھیس بہت ہے۔(۱۱) گھر میں لباس و زیور سے آراستہ کرے کہ پیام رغبت کے ساتھ آئیں۔(۲۱) جب کفو ملے تو نکاح میں دیر نہ کرے۔(۳۱) حتی الامکان بارہ برس کی عمر میں ہی نکاح کر دے۔(۴۱) کسی فاسق و فاجر خصوصاً بدمذہب کے نکاح میں نہ دے۔(مشعلۃ الارشاد الیٰ حقوق العباد مؤلفہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۲۲۹) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت سوال کرتی آئی اس کے ساتھ دو لڑکیاں بھی تھیں۔میرے پاس اس وقت ایک چھوہارے کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔میں نے وہی اسے دیدیا۔اس نے اس کے دو حصے کیے اور اپنی لڑکیوں کو دیدیے اور خود کچھ نہ کھایا اور چلی گئی۔جب حضور ﷺ تشریف لائے تو میں نے اس واقعہ کا آپ سے تذکرہ کیا۔فرمایا: جوان معصوم بچیوں کے سلسلے میں کسی آزمائش میں پڑے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا حق ادا کرے تو وہ لڑکیاں اس کے لیے آگ سے بچاؤ کا ذریعہ بن جائیں گی۔(شیخین، ترمذی)

(۲۳۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمھیں سب سے افضل صدقہ (کارخیر) بتاتا ہوں۔تمھاری وہ بیٹی جس کی کفالت تم کرو اور تمھارے سوا اس کا کوئی کمانے والا نہ ہو۔(قزوینی)

(۲۳۱) نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: جو دو لڑکیوں کی ان کے جوان ہونے تک کفالت کرے وہ قیامت کے دن ان انگلیوں کی طرح میرے ساتھ ہوگا۔(ترمذی، مسلم)

(۲۳۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمدہ تربیت سے بہتر کوئی عطیہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکے۔(ترمذی)

(۲۳۳) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں بہترین انسان وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے لیے بہترین ہو اور میں اپنے اہل و عیال کے حق میں تم سے بہتر ہوں۔(ترمذی)

(۲۳۴) نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص رسوا ہوا، ذلیل ہوا، بے عزت ہوا۔لوگوں نے عرض کیا: کون یارسول اللہ؟ فرمایا: وہ جس نے اپنے ماں باپ دونوں کو یا کسی ایک کو

بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان کی خدمت کر کے بہشت میں داخل ہونے کا موقع حاصل نہ کیا۔(مسلم شریف)

(۲۳۵) ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میرے والدین کے مرنے کے بعد بھی کوئی ایسا حسن سلوک ہے جو میں کروں تو والدین ہی کے ساتھ حسن سلوک میں شمار ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! ان کے لیے دعا اور استغفار کرو۔ جو عہد وہ پورا نہ کر سکے ہوں ان کو تم پورا کرو۔ ان کی وجہ سے جس کے ساتھ صلہ رحمی ہو سکتی تھی وہ کرو۔ اور ان کے مخلصوں کا اکرام قائم کرو۔(ابوداؤد)

(۲۳۶) نبی کریم ﷺ ایک دن تشریف فرما تھے کہ آپ کے رضاعی والد آئے۔ حضور ﷺ نے اپنے کپڑے کا ایک گوشہ ان کے لیے بچھا دیا اور وہ اس پر بیٹھ گئے۔ پھر حضور ﷺ کی رضاعی والدہ آئیں۔ حضور ﷺ نے اس کپڑے کا دوسرا گوشہ ان کے لیے بچھا دیا اور وہ وہاں بیٹھ گئیں۔ پھر آپ کے رضاعی بھائی آئے تو حضور ﷺ کھڑے ہوگئے اور انھیں اپنے سامنے بٹھالیا۔(ابوداؤد)

(۲۳۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو تو تمھاری اولاد تمھارے ساتھ حسن سلوک کرے گی اور تم خود پاک دامن رہو تو تمھاری عورتیں بھی پاک دامن رہیں گی۔(اوسط)

(۲۳۸) ایک شخص نے حضور ﷺ سے اپنی سخت دلی کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے اس کا علاج یہ بتایا کہ یتیم کے سر پر رحمت کا ہات پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ۔(احمد)

(۲۳۹) ایک شخص نے حضور ﷺ سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! میں نے بعض بڑے گناہ کیے ہیں کیا ان کی توبہ ہو سکتی ہے؟ حضور ﷺ نے پوچھا: کیا تمھاری کوئی ماں زندہ ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ پوچھا: کوئی خالہ ہے؟ کہا: ہاں۔ فرمایا: بس اس کے ساتھ حسن سلوک کرو (یہی بڑے گناہ کی توبہ ہے)۔(ترمذی)

(۲۴۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے بہتر وہ گھر ہے جس میں

کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ عمدہ سلوک کیا جاتا ہو۔ اور بدترین گھر وہ ہے جہاں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔(قزوینی)

(۲۴۱) نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: میں اور وہ عورت ان دو انگلیوں (وسطیٰ اور سبابہ) کی طرح حشر کے دن قریب قریب ہوں گے یعنی وہ عورت جو بیوہ ہوگئی ہو عزت اور دولت رکھتی ہو (بن باپ کے بچوں کی خدمت کرتے کرتے) اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا ہو اور وہ عقد ثانی سے باز رہی ہو یہاں تک کہ وہ بچے جدا ہو جائیں یا مر جائیں۔(ابوداؤد)

(۲۴۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیوہ اور مسکین کے لیے کوشش کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا۔ مجھے خیال آتا ہے کہ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا: جیسے ساری رات قیام کرنے والا اور ہمیشہ روزہ رکھنے والا۔(شیخین، ترمذی، نسائی)

(۲۴۳) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی روزی میں کشادگی پیدا کرے اور اس کی زندگی دراز ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔(بخاری، ترمذی)

(۲۴۴) رسول کریم ﷺ نے فرمایا: رشتہ داروں سے برا سلوک کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔(ابوداؤد، ترمذی)

(۲۴۵) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی ایسا گناہ نہیں جس کے کرنے والے کو اُخروی مواخذے کے ساتھ ساتھ دنیوی سزا دینے میں بھی جلدی کی جائے بجز بغاوت اور قطع رحمی کے۔(ترمذی اور ابوداؤد)

(۲۴۶) ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے کچھ اہل قرابت ہیں جن کے ساتھ میں صلہ رحمی کرتا ہوں مگر وہ میرے ساتھ قطع رحمی کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔ میں ان کی باتوں پر حلم سے کام لیتا ہوں اور وہ مجھ سے اجڈپن کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر واقعہ یہی ہے جو تم کہتے ہو تو تم گویا ان کے منہ پر خاک ڈالتے ہو اور جب تک اس روش پر قائم رہو گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے

ایک مددگار (فرشتہ) تمھارے ساتھ رہے گا۔ (مسلم شریف)

(۲۴۷) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاں ایک بکری ذبح ہوئی۔ جب ابن عمر رضی اللہ عنہ آئے تو انھوں نے کہا: ہمارے یہودی پڑوسی کا حصہ بھیجا؟ اسے بار بار کہا۔ پھر فرمایا: میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے پڑوسی کے متعلق اس قدر وصیت کی کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ یہ پڑوسی کو وارث ہی بنا دیں گے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

(۲۴۸) نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آکر اپنے پڑوسی کی شکایت کرنے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: واپس جاؤ اور صبر سے کام لو۔ وہ دو یا تین بار حضور ﷺ کے پاس پھر آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: واپس جاکر اپنا تمام مال واسباب سڑک پر ڈال دو۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اب جو لوگ ادھر سے گزرتے اس سے اس کا سبب پوچھتے۔ اور وہ پورا قصہ بیان کر دیتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اس (پڑوسی) کو کوسنے اور بددعائیں دینے لگے کہ خدا اس کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے۔ آخر وہ پڑوسی اس کے پاس آکر کہنے لگا: خدا کے لیے تم واپس چلو مجھ سے اب تمھیں کوئی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔ (ابوداؤد)

(۲۴۹) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بخدا وہ مومن نہیں بخدا وہ مومن نہیں بخدا وہ مومن نہیں۔ عرض کیا گیا: کون یا رسول اللہ؟ فرمایا: وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (شیخین)

(۲۵۰) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر اس کا ایمان ہی نہیں جو ایسی حالت میں مرے کہ اس کا پیٹ تو بھرا ہوا ہو اور اس کے بغل میں اس کا پڑوسی بھوکا ہو اور اسے اس کے بھوکے ہونے کا علم بھی ہو۔ (کبیر)

(۲۵۱) نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: پڑوسی کے حق کا دائرہ دائیں بائیں آگے پیچھے چالیس چالیس گھر تک وسیع ہوتا ہے۔ (الحدیث)

(۲۵۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین مصیبتیں بڑی سخت ہوتی ہیں ایک یہ کہ کسی

اولی الامر کے ساتھ تم حسن سلوک کرو تو وہ شکر گزار نہ ہو۔ اور برا سلوک کرو تو وہ معاف نہ کرے۔ دوسرے وہ پڑوسی جو تمھاری کوئی نیکی دیکھے تو اسے دفن کر دے اور کوئی برائی دیکھے تو اس کی اشاعت کرتا پھرے۔ تیسرے وہ عورت کہ جب تم گھر آؤ تو تمھیں ایذا پہنچائے اور جب تم باہر ہو تو تمھاری خیانت کرے۔ (کبیر)

(۲۵۳) ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک عورت ہے جس کی نماز، صدقہ اور روزہ کی کثرت مشہور ہے مگر وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسی کو ایذا پہنچاتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ جہنمی ہے۔ پھر اس نے عرض کیا: ایک دوسری عورت ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ نماز روزہ سے کم تعلق رکھتی ہے اور صرف پنیر کے ٹکڑے صدقے میں دیتی ہے لیکن اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو دکھ نہیں دیتی؟ فرمایا: وہ جنتی ہے۔ احمد، بزار)

(۲۵۴) حضور ﷺ نے ایک بار حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو چوما۔ اس وقت اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ بھی موجود تھے۔ وہ بولے: میرے دس بچے ہیں لیکن میں نے آج تک کسی کو نہیں چوما۔ حضور ﷺ نے اقرع کی طرف دیکھ کر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ (شیخین، ترمذی، ابوداؤد)

(۲۵۵) حضور ﷺ کے پاس ایک دیہاتی آکر کہنے لگا: آپ لوگ بچوں کو چومتے ہیں لیکن ہم لوگ تو کبھی نہیں چومتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تمھارے دل سے اللہ تعالیٰ جذبہ رحم نکال لے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ (شیخین)

(۲۵۶) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا تو اپنی کتاب میں جو اس کے عرش کے اوپر رکھی ہے یہ لکھ دیا: میری رحمت میرے غضب پر غالب رہا کرے گی۔ (شیخین، ترمذی)

(۲۵۷) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اپنے خادم اور غلام کی غلطیاں ہمیں کس حد تک معاف کر دینی چاہئیں؟ حضور ﷺ نے سکوت فرمایا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ اس

شخص نے دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں یہی عرض کیا۔حضور ﷺ پھر خاموش رہے اور جواب میں کچھ نہیں ارشاد فرمایا۔پھر جب تیسری دفعہ اس نے عرض کیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر روز ستّر دفعہ۔(سنن ابوداؤد)

(۲۵۸) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ اپنی باندیوں کو برتن توڑنے پر سزا نہ دیا کرو اس لیے کہ برتنوں کی بھی عمریں مقرر ہیں تمھاری عمروں کی طرح۔(دیلمی)

(۲۵۹) حدیث شریف میں ایک صحابی فرماتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں غیر ضروری طور پر اپنی عورتوں کو کچھ کہنے اور ان سے بے تکلفی کرنے سے بچتے تھے کہ ہمارے بارے میں کوئی چیز نازل نہ ہو جائے پھر جب رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو ہم لوگوں نے بات کی اور ہم بے تکلفی سے پیش آنے لگے۔(بخاری شریف)

(۲۶۰) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضور ﷺ میرے پاس سے گزرے۔اس وقت میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔آپ نے قدم مبارک سے مجھے ہلایا اور فرمایا: اے جندب! (ابوذر غفاری کا اصل نام) یہ دوزخیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے۔(ابن ماجہ)

(۲۶۱) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک بچہ کو دیکھا جس کے سر کے کچھ بال تو مونڈ دیے گئے تھے اور کچھ چھوڑ دیے گئے تھے۔تو حضور ﷺ نے لوگوں کو منع فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ یا تو پورا سر مونڈا جائے یا پورے سر پر بال چھوڑ دیے جائیں۔(مسلم شریف)

(۲۶۲) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں یہ بات سُنّت سے ثابت ہے کہ جب کوئی شخص بیٹھے تو اپنے جوتے اتار لے اور ان کو اپنے پہلو میں رکھ لے۔یعنی جوتے پہن کر نہ بیٹھے بلکہ اتار کر بیٹھے کہ یہ آداب مجلس کا تقاضا ہے اور تہذیب وشائستگی کی علامت بھی۔نیز جوتوں کو بائیں پہلو کی طرف رکھے تا کہ دائیں پہلو کی تکریم برقرار رہے۔(ابوداؤد)

(۲۶۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی غلام اور مملوک کے لیے بڑی اچھی اور کامیابی کی بات ہے کہ اللہ اسے ایسی حالت میں اٹھائے کہ وہ اپنے پروردگار کا عبادت گزار اور اپنے سید وآقا کا فرماں بردار ہو۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

(۲۶۴) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی غلام جب اپنے سید وآقا کی خیر خواہی اور وفاداری کرے اور خدا کی عبادت بھی اچھی طرح کرے تو وہ دوہرے ثواب کا مستحق ہوگا۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

(۲۶۵) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہات میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اس کے ہات سے نکال کر پھینک دی اور فرمایا: تم میں سے کسی کا یہ حال ہے کہ وہ اپنی خواہش سے دوزخ کا انگارہ لے کر اپنے ہات میں پہن لیتا ہے۔(مسلم شریف)

(۲۶۶) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اپنے لیے اس کو لازم جانو کہ سچ ہی بولو کیونکہ سچائی تم کو نیکوکاری کی طرف لے جائے گی اور نیکوکاری تمھیں جنت میں پہنچادے گی اور جو شخص ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچائی کا طلب گار رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کے لیے صدیق کا لقب لکھ دیا جاتا ہے اور تم لوگ جھوٹ سے بچتے رہو کیونکہ جھوٹ تمھیں بدکاری کی طرف لے جائے گا اور بدکاری تمھیں جہنم میں پہنچادے گی۔اور جو شخص مسلسل جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کا ہی طلب گار رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔(ترمذی، جلد دوم)

(۲۶۷) سود کھانے میں تہتر گناہ ہیں۔سب سے ادنیٰ گناہ یہ ہے کہ اس نے اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا۔(بخاری شریف)

(۲۶۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو چاہے کہ اس کے رزق اور عمر میں برکت ہو وہ رشتہ داروں سے سلوک کرے۔(مسلم و

بخاری)

(۲۶۹) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رشتوں کو کاٹنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (مسلم و بخاری)

(۲۷۰) امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کے نام پر تم سے مانگے اسے ضرور دو اور جو رشتہ داری کا واسطہ دے کر مانگے اسے ضرور دو۔ (خازن)

(۲۷۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رشتہ داروں سے سلوک کرنے والا فقیری اور برے خاتمہ سے محفوظ رہے گا۔ (تفسیر کبیر)

(۲۷۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحم عرش سے لٹکا ہوا ہے اور پکار رہا ہے جس نے مجھے جوڑا اللہ اسے اپنے سے ملائے گا اور جس نے مجھے توڑا اللہ اسے اپنے سے جدا کر دے گا۔ (مسلم و بخاری)

ستر ہواں باب: معلومات ہفت رنگ

(۱) ایک روز حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کو مسجد میں تنہا بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان لمحوں کو غنیمت جان کر کچھ سوالات کیے۔

ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: یارسول اللہ! اللہ کے نزدیک کون سے اعمال سب سے پسندیدہ ہیں؟

حضور رحمت عالم ﷺ: اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے راستے میں جہاد۔

ابوذر رضی اللہ عنہ: کس مومن کا ایمان زیادہ مکمل ہے؟

حضور ﷺ: جو اخلاق حسنہ سے مزین ہو وہ زیادہ کامل ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ: مسلمانوں میں افضل کون ہے؟

حضور ﷺ: جس کی زبان اور ہات سے مسلمان محفوظ رہیں۔

ابوذر رضی اللہ عنہ: کون سی ہجرت افضل ہے؟

حضور ﷺ: جس نے بدی کو ترک کر دیا۔

ابوذر رضی اللہ عنہ: جو کتاب اللہ تعالیٰ نے آپ پر اتاری ہے اس میں سب سے افضل آیت کون سی ہے؟

حضور ﷺ: آیۃ الکرسی۔

ابوذر رضی اللہ عنہ: یارسول اللہ! انبیاء کی تعداد کتنی تھی؟

حضور ﷺ: ایک لاکھ چوبیس ہزار۔

ابوذر رضی اللہ عنہ: ان میں سے رسولوں کی تعداد کتنی تھی؟

حضور ﷺ: تین سو تیرہ۔

ابوذر رضی اللہ عنہ: یارسول اللہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔

حضور ﷺ: میں تمھیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ یہ تقویٰ تمھارے حالات کو مزین کر دے گا۔

ابوذر رضی اللہ عنہ: یارسول اللہ اور وصیت فرمائیں۔

حضور ﷺ: خاموشی اختیار کرو۔ زیادہ ہنسنے سے پرہیز کرو یہ دلوں کو مردہ کر دیتا ہے اور چہرے کی نورانیت ختم کر دیتا ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ: یارسول اللہ کچھ اور وصیت فرمائیں۔

حضور ﷺ: مسکینوں سے محبت اور ان کے پاس بیٹھنے کو محبوب جانو۔

ابوذر رضی اللہ عنہ: اور یارسول اللہ!

حضور ﷺ: سچ کہا کرو خواہ کڑوا ہو۔

ابوذر رضی اللہ عنہ: یارسول اللہ اور وصیت فرمائیں۔

حضور ﷺ: اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کرو۔(اطلس سیرت نبوی)

(۲) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم سے میری کوئی حدیث بیان کی جائے تو اگر وہ قرآن مجید کے موافق ہو قبول کرلو ورنہ اسے چھوڑ دو۔(سبع سنابل شریف)

(۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت تہتر فرقوں پر تقسیم ہوجائے گی ان میں نجات پانے والا صرف ایک گروہ ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا اہل سُنّت و جماعت۔(سبع سنابل شریف)

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی بیماری کا ایک دوسرے کو اڑ کر لگنا اور ہامہ یعنی الو کو منحوس سمجھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ جس گھر پر بیٹھ جائے وہ ویران ہوجاتا ہے یا گھر کا کوئی فرد مرجاتا ہے اور صفر کے مہینے کو منحوس جاننا' ان سب کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ایک دیہاتی نے عرض کیا: یارسول اللہ' تو پھر ان اونٹوں کے بارے میں کیا کہا جائے گا جو ہرن کی طرح ریگستان میں دوڑتے پھرتے ہیں لیکن جب کوئی خارش والا اونٹ ان میں مل جاتا ہے تو دوسروں کو بھی خارش زدہ بنا دیتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اچھا یہ بتاؤ کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش زدہ بنایا؟(بخاری شریف)

(۵) لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا تھا: اے فرزند! لوگوں سے جس بات کا وعدہ کیا گیا تھا اسے بہت دن گزر گئے لیکن وہ آخرت کی طرف تیزی سے جارہے ہیں۔ جب سے تمھارا وجود ہوا تم دنیا کو پیچھے چھوڑتے جارہے ہو۔ وہ گھر جس کی طرف تم جارہے ہو اس گھر سے زیادہ قریب ہے جس سے تم نکل رہے ہو۔(رزین)

(۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی کو یہ کہتے سنو کہ لوگ تو برباد ہوگئے تو سمجھ لو کہ سب سے زیادہ برباد ہونے والا وہ خود ہے۔(مسلم' مؤطا' ابوداؤد)

(۷) حضور انور ﷺ نے فرمایا: کبر و نخوت کرنے والے لوگ قیامت کے دن چیونٹیوں کی شکل میں اٹھائے جائیں گے یعنی جتنے بڑے بنتے تھے اتنے ہی چھوٹے بنا دیے

جائیں گے۔(بزازنجی)

(۸) حضور ﷺ نے فرمایا: عورت کو عموماً چار وجوہ سے نکاح میں لایا جاتا ہے: مال' خاندان' حسن اور دین۔ لہٰذا تم دین والی عورت ہی حاصل کرو۔ اللہ تمھارا بھلا کرے۔(شیخین' ابوداؤد' نسائی)

(۹) حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے شادی کی اس نے نصف ایمان حاصل کرلیا۔ اب دوسرے نصف میں اسے تقویٰ اللہ اختیار کرنا چاہیے۔(اوسط)

(۱۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین باتیں ایسی ہیں جو اگر یقین اور حسن نیت سے کی جائیں تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہوجاتا ہے کہ اس کی مدد فرمائے اور اس میں برکت عطا فرمائے: (۱) جو شخص یقین اور حُسن نیت کے ساتھ کسی قیدی کو آزاد کرانے کی کوشش کرے۔ (۲) جو مردہ زمین کو زندہ کرے اور (۳) جو شادی کرے۔ ان تینوں میں سے ہر ایک کام میں مدد اور برکت دینا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایک ضروری حق ہوجاتا ہے اگر حسن نیت اور یقین موجود ہو۔(اوسط صغیر)

(۱۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نکاح علی الاعلان کیا کرو اور مساجد میں کیا کرو اور دف کے ذریعے اعلان کیا کرو۔(ترمذی) زرین کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حلال (نکاح) اور حرام (خفیہ آشنائی) کے درمیان فرق ہی اعلان کا ہے۔(اوسط)

(۱۲) بخاری کی روایت میں ہے کہ ایک انصاری کے گھر میں ایک لڑکی کی رخصتی ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا: کیا کھیل وغیرہ تمھارے ساتھ نہیں؟ انصاری تو کھیل کو پسند کرتے ہیں۔

(۱۳) حضور ﷺ نے پوچھا: اس یتیمہ کا کیا ہوا؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: ہم نے اسے اس کے شوہر کے پاس رخصت کردیا۔ فرمایا: تم نے کوئی عورت اس کے ساتھ نہ کردی جو ذرا گاتی اور دف بجاتی ہوئی ساتھ جاتی؟ عرض کیا: ایسے گیت کے بول کیا ہونے چاہئیں؟ فرمایا: یہ مصرعے گاتی ہوئی جاتی: اتیناکم اتیناکم فحیونا

نحییکم 'لو لا الذھب الاحمر ما حلت بوادیکم ولو لا الحنطة السمراء ماس منت عذارکم ۔(ترجمہ) ہم تمھارے گھر آئے ہم تمھارے دوارے آئے ۔تم ہم پر سلامتی بھیجو اور ہم تم پر۔اگر زرِ سرخ نہ ہوتا تو تمھارے دیہات میں کون آتا اور اگر گندمی رنگ کے گیہوں نہ ہوتے تو تمھاری دوشیزائیں گداز نہ ہوتیں ۔(اوسط)

(۱۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے اور یہ ممکن ہو کہ وہ اس کی کوئی ایسی چیز (جمال) دیکھ لے جو اپنے اندر ازدواجی کشش رکھتی ہو تو اسے دیکھ لینا چاہیے۔ایک شخص نے کسی انصاری عورت کو پیغام نکاح دیا۔حضور ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا تم نے اسے دیکھ لیا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔فرمایا جا کر اسے دیکھ لو کیونکہ بعض اوقات انصاری کی آنکھ میں کچھ نقص بھی ہوتا ہے۔(ابوداؤد' مسلم' نسائی)

(۱۵) رسول پاک ﷺ نے فرمایا: بندہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی مرتبہ مقرر ہوتا ہے اور بندہ اعمال کے سبب اس رتبے کو نہیں پہنچ پاتا تو بدن یا مال یا اولاد میں اس کو آزماتا ہے پھر اسے صبر دیتا ہے یہاں تک کہ اسے اسی رتبہ کو پہنچا دیتا ہے جو اللہ کے علم میں ہے۔(احمد' ابوداؤد)

(۱۶) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کے دن بلا والوں کو ثواب دیا جائے گا تو عافیت والے تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں قینچیوں سے ان کی کھالیں کاٹی جاتیں۔ (ترمذی)

(۱۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مومن ایک دسترخوان پر ایک ساتھ کھانے کے لیے بیٹھتے ہیں تو دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لیے اور تین کا چار کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔(الحدیث)

(۱۸) ایک شخص نے حضور ﷺ کے سامنے ڈکار لی۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنی ڈکار کو روکو (یعنی کم کھاؤ تو ڈکار نہیں آئے گی) کیونکہ دنیا میں زیادہ کھانے والا بروزِ حشر زیادہ بھوکا رہے گا۔(ترمذی)

(۱۹) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شکم سے زیادہ برا کوئی برتن نہیں ہے جو انسان بھرتا ہو۔فرزند آدم کو کمر سیدھی رکھنے کے لیے چند لقمے کافی ہیں۔اگر اس سے زیادہ کھانا ضروری ہو تو (اپنے شکم کا) تہائی حصہ کھانے سے پُر کرے اور ایک تہائی حصہ پانی کے لیے رکھے اور ایک تہائی سانس کے لیے۔(ترمذی)

(۲۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب (دعوت وغیرہ کے موقع پر) دسترخوان بچھایا جائے تو کوئی آدمی دسترخوان اٹھائے جانے سے پہلے نہ اٹھ کھڑا ہو۔بلکہ اس کا پیٹ بھر گیا ہو تب بھی اپنا ہات اس وقت تک نہ روکے جب تک تمام لوگ فارغ نہ ہو جائیں۔اس طرح کرنے سے اس کا ساتھی شرمندہ ہوتا ہے اور وہ بھی اپنا ہات کھینچ لیتا ہے حالانکہ بہت ممکن ہے کہ اسے ابھی اور کھانے کی ضرورت ہو۔(قزوینی)

(۲۱) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ان کے بدن پر باریک کپڑے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: اے اسماء! جب عورت جوان ہو جائے تو اس کے لیے چہرے اور ہاتوں کے سوا اور کچھ نظر آنا درست نہیں۔(ایسا کہتے ہوئے چہرے اور ہتھیلیوں کو حضور نے اشارے سے بتایا) (ابوداؤد)

(۲۲) ایک صحابی رسول ایک بار حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اس وقت ان کے جسم پر بہت معمولی لباس تھا۔حضور نے پوچھا: تمھارے پاس کچھ مال بھی ہے؟ انھوں نے عرض کیا: ہاں۔پوچھا: کس قسم کا مال ہے؟ عرض کیا: ہر قسم کا مال اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے اونٹ' گائے' بکری' گھوڑے اور خدام وغیرہ سب کچھ ہے۔فرمایا: جب اللہ نے تمھیں اتنا کچھ دیا ہے تو اس کے انعام و اکرام کا لباس سے بھی کچھ اظہار ہونا چاہیے۔(الحدیث)

(۲۳) کئی فرزندانِ صحابہ اپنے آبا کے حوالے سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو معاہدہ کرنے والے پر ظلم کرے یا معاہدے میں کوئی کمی پیدا کرے یا

اس کی قوت برداشت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالے یا اس کی خوش دلی کے بغیر اس سے کچھ وصول کرے تو قیامت کے دن میں اس کی طرف سے وکیل ہوؤں گا۔(ابوداؤد)

(۲۴) جب حضور ﷺ نے مسیلمہ کذاب کا خط پڑھا (سنا) تو قاصدوں سے پوچھا: تم دونوں کا کیا عقیدہ وخیال ہے؟ بولے: وہی جو مسیلمہ کا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر قاصدوں کو قتل کیا جاسکتا تو میں تم دونوں کی گردنیں ماردیتا۔(ابوداؤد)

(۲۵) اگر عورت کسی کو مسلمانوں کے مقابلے میں پناہ دے تو جائز ہے۔(ابوداؤد)

(۲۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خواب تین طرح کے ہوتے ہیں (۱) صالح خواب تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہوتی ہے۔(۲) غم انگیز خواب جو شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اور (۳) حدیث النفس جو اپنے خیالات کا عکس ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی ناگوار بات نظر آئے تو وہ اٹھ کر نماز ادا کرے اور اس کا ذکر کسی سے نہ کرے۔(ابوداؤد)

(۲۷) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اچھے خواب اللہ کی جانب سے اور پریشان کرنے والے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ پس جب تمھیں ناگوار خواب نظر آئے تو اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دو اور اس سے اللہ کی پناہ مانگو (یعنی اعوذ باللہ وغیرہ پڑھ لو) تو وہ خواب کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔(نسائی)

(۲۸) رسول کریم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد نبوت کی کوئی خصوصیت بجز مبشرات کے باقی نہ رہے گی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مبشرات کیا چیز ہے؟ فرمایا: (صالح) اچھے خواب۔(مالک، ابوداؤد، بخاری شریف)

(۲۹) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ میرے حجرے میں تین چاند گرے ہیں۔ میں نے یہ خواب اپنے باباجان سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا تو وہ خاموش رہے۔ رسول اللہ ﷺ جب وفات پاکر میرے حجرے میں دفن ہوئے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ان تین چاندوں میں سے ایک یہ ہے جو سب سے بہتر چاند ہے۔ (اس کے بعد دوسرے دو چاند

حضرت ابوبکر اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما دفن ہوئے)(مالک، کبیر)

(۳۰) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ نے بیماری بھی پیدا کی ہے اور دوا بھی۔ ہر مرض کی دوا ہوتی ہے لہٰذا دوائیں استعمال کیا کرو۔ ہاں حرام چیزوں کو دوا کے طور پر استعمال نہ کرو۔(ابوداؤد)

(۳۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوا استعمال کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کے لیے دوا بھی پیدا کی ہے۔ صرف ایک مرض کی دوا نہیں ہے اور وہ ہے بڑھاپا۔(ابوداؤد، ترمذی)

(۳۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: معدہ بدن کا حوض ہے جس سے سیراب ہونے کے لیے رگیں ملی ہوئی ہیں۔ اگر معدہ درست ہے تو یہ رگیں بھی جام صحت پی کر واپس ہوتی ہیں ورنہ بیماری کے گھونٹ پی کر لوٹتی ہیں۔(اوسط)

(۳۳) ابوخزامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! ہم لوگ جھاڑ پھونک بھی کرتے ہیں اور دوائیں بھی استعمال کرتے ہیں اور بچاؤ کی دوسری تدبیریں بھی کر لیتے ہیں۔ حضور ﷺ کی رائے میں کیا یہ چیزیں قضا وقدر پر اثر انداز ہوتی ہیں؟ فرمایا: جو کچھ تم کرتے ہو یہ بھی قضا وقدر میں شامل ہے۔(ابوداؤد)

(۳۴) حضرت معاویہ بن الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میں بہت قریبی دور میں جاہلیت سے وابستہ رہا ہوں اور اب اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام سے سرفراز کیا ہے۔ ہماری قوم میں بعض لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نہ جاؤ۔(مسلم، ابوداؤد، نسائی)

(۳۵) حضور ﷺ نے زہریلے گوشت کا اثر دور کرنے کے لیے اپنے سر مبارک پر پچھنا لگوایا تھا۔ معمر کا بیان ہے کہ میں نے بھی بغیر اس کے کسی زہر کا اثر دور کرنا مقصود ہو اپنی چندیا پر پچھنا لگوایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میری قوت حافظہ ختم ہوگئی حتیٰ کہ نماز میں سورہ فاتحہ تک میں لقمہ دیا جانے لگا۔(ابوداؤد)

(۳۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص علم نجوم سے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے مقصد کے علاوہ استفادہ کرتا ہے وہ گویا سحر (جادو) سے استفادہ کرتا ہے۔ منجم ایک طرح کا کہان ہے اور کاہن ساحر ہے اور ساحر کافر۔ (ابوداؤد)

(۳۷) سرور عالم ﷺ نے فرمایا: لَا اٰکُلُ مُتَکِیًا۔ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔ (بخاری و مسلم) اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ لیٹ کر کھانا یا ایک ہات کا سہارا زمین پر لگا کر کھانا' دیوار وغیرہ سے تکیہ لگا کر کھانا' پالتی مار کر یا کھڑے ہو کر کھانا' بلا عذر یہ سب صورتیں مکروہ ہیں اور اگر کوئی عذر ہو تو معافی ہے۔ (ابن ماجہ)

(۳۸) خزانۃ الروایات میں لکھا ہے کہ ایک بار حضور ﷺ چار زانو بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے تبھی وحی نازل ہوئی: کُلْ کَمَا یَاکُلُ الْعَبْدُ۔ یعنی عاجزی سے بیٹھ کر کھاؤ۔ پھر آپ نے کبھی چار زانو بیٹھ کر کھانا نہیں کھایا۔

(۳۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا اور اگر بھوک ہوتی تو آپ کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ آپ نے فرمایا اپنے کھانے کو اللہ کے ذکر اور نماز سے گلاؤ اور کھا کر نہ سوجایا کرو اس سے دل سخت ہو جاتے ہیں۔ (الحدیث)

(۴۰) حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا بدترین انسان وہ ہے جو اپنے غلام کو مارے اور اپنے عطیہ کو روکے اور تنہا کھانا کھائے۔ اور فرمایا: بہترین کھانا وہ ہے جس میں زیادہ ہات پڑیں۔ دینی بھائیوں کے ساتھ کھانا شفا ہے۔ (الحدیث)

(۴۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا دار آدمی کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں تب بھی وہ تیسرے جنگل کی آرزو کرے گا اور ایسے حریص آدمی کا پیٹ قبر کی مٹی کے سوا کوئی اور چیز نہیں بھر سکتی۔ (بخاری شریف و مسلم شریف)

(۴۲) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور سید عالم ﷺ نے

فرمایا کہ دو بھوکے بھیڑیے جنھیں بکریوں میں چھوڑ دیا جائے وہ اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ مال اور منصب کا لالچ انسان کے دین کو نقصان پہنچاتا ہے۔ (ترمذی شریف)

(۴۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: درہم و دینار کے بندے پر لعنت کی گئی ہے۔ (ترمذی شریف)

(۴۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: آدمی بوڑھا ہوتا ہے اور اس کی دو باتیں جوان رہتی ہیں: مال کا لالچ اور لمبی عمر کی آرزو۔ (بخاری و مسلم شریف)

(۴۵) حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: حرص کی پیروی حق سے بے راہ کرتی ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

(۴۶) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا طمع انسان کو ذلیل اور اس کے یقین کو خراب کرتی ہے۔ (تذکرۃ الاولیائ)

(۴۷) حضرت ابوسعید حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حرص و طمع عالم کو بدنما بنا دیتی ہے (طبقات الکبریٰ) اور آپ سے پوچھا کہ اصل دین کیا ہے؟ فرمایا: ورع۔ سائل نے سوال کیا: ورع کو تباہ کون کرتا ہے؟ فرمایا: طمع۔ (تذکرۃ الاولیائ) آپ خدا کی قسم کھا کر کہتے تھے کہ جس شخص نے زر کی عزت کی اسے اللہ نے ذلت دی۔ (طبقات الکبریٰ)

(۴۸) حضرت حبیب بن سلیم راعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک شخص نے کہا کہ مجھے نصیحت فرمائیے۔ ارشاد ہوا: دل کو حرص کا صندوق اور پیٹ کو حرام کا برتن نہ بنا۔ (کشف المحجوب)

(۴۹) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور تمام کاموں کو رب کے سپرد کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہے۔ (ابن ماجہ)

(۵۰) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو

فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر توکل کر لو جیسا کہ توکل کا حق ہے تو وہ تمھیں اس طرح روزی دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔ (ترمذی شریف)

(۵۱) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: حلال کو اپنے اوپر حرام کر لینے اور مال کو ضائع کر دینے کا نام ترک دنیا نہیں ہے بلکہ دنیا سے بے رغبتی یہ ہے کہ جو کچھ مال و دولت تیرے ہات میں ہے اس پر بھروسا نہ کر بلکہ اس پر بھروسا کر جو اللہ کے دست قدرت میں ہے۔ (ترمذی شریف)

(۵۲) حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن کا معاملہ عجیب ہے کہ اس کے ہر کام میں بھلائی ہے اور یہ شرف مومن کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔ اگر اسے خوشی کا موقع نصیب ہو اور وہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے تو اس میں اس کے لیے بہتری ہے اور اگر کبھی مصیبت پہنچے اور وہ اس پر صبر کرے تو اس میں اس کے لیے بہتری ہے۔ (مسلم شریف)

(۵۳) رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ تین چیزوں کی محافظت کرنے والا میرا سچا دوست اور انھیں ضائع کرنے والا میرا قطعی دشمن ہے۔ وہ تین چیزیں ہیں: نماز، روزہ اور ناپاکی کا غسل۔ (تحفۃ الواعظین)

(۵۴) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: آدمی کی نیک بختی یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقدر کر دیا ہے اس پر راضی رہے اور آدمی کی بد بختی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بھلائی مانگنا چھوڑ دے اور آدمی کی بدبختی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں جو کچھ مقدر کر دیا ہے وہ اس پر آزردہ ہو۔ (احمد، ترمذی شریف)

(۵۵) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اگر تو اتنی نماز پڑھ لے کہ تیری پیٹھ جھک جائے اور اس قدر روزے رکھے کہ بال کی طرح باریک اور دبلا ہو جائے تو جب تک حرام سے پرہیز نہ کرے گا یہ روزہ نماز کچھ مفید نہ ہوگا اور نہ ہی قبول ہوگا۔ (العطیۃ

النوریہ فی الاحادیث النبویہ مصنفہ علامہ شبیر احمد چشتی)

(۵۶) حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبادت خزانہ خدا ہے اور دعا اس کی کنجی ہے اور لقمہ حلال اس کنجی کے دندانے ہیں۔ (العطیۃ النوریہ فی الاحادیث النبویہ مصنفہ علامہ شبیر احمد چشتی)

(۵۷) حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کوئی شخص ایمان کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا مگر چار چیزوں کی بدولت: (۱) سب فرائض سُنّت کی رعایت کے ساتھ ادا کرے۔ (۲) لقمہ حلال زہد کے ساتھ کھائے۔ (۳) ظاہر اور باطن دونوں حالتوں میں برے کام کو چھوڑ دے۔ (۴) مرتے دم تک اسی روش پر قائم رہے۔ (العطیۃ النوریہ فی الاحادیث النبویہ مصنفہ علامہ شبیر احمد چشتی)

(۵۸) حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شبہ کا ایک درہم اصل مالک کو لوٹا دینا لاکھ درہم صدقہ دینے سے مجھے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (العطیۃ النوریہ فی الاحادیث النبویہ مصنفہ علامہ شبیر احمد چشتی)

(۵۹) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے روکا تھا تو اب میں تمھیں اجازت دیتا ہوں کہ ان کی زیارت کرو اس لیے کہ قبروں کی زیارت کرنا دنیا سے بے زار کرتا ہے اور آخرت کی یاد دلاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

(۶۰) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب بغداد میں تشریف رکھتے تھے تو فرمایا: میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے برکت لیتا ہوں ان کی قبر مبارک کی زیارت کرتا ہوں اور جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر کے پاس جاتا ہوں اور وہاں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تو فوراً حاجت روائی ہو جاتی ہے۔ (الخیرات الحسنات۔ اردو ترجمہ)

(۶۱) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب تم اپنے امور

میں حیران و پریشان ہوجاؤتواصحاب قبور سے مدد طلب کرو۔(انفاس العارفین)

(۶۲) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اپنی مونچھ نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقے کے خلاف ہے۔(ترمذی ونسائی)

(۶۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا: مونچھیں کتراؤاورڈاڑھیاں بڑھاؤاس طرح مجوسیوں کی مخالفت کرو۔(مسلم شریف)

(۶۴) حضور سید عالم ﷺ جب کبھی کسی آدمی کی مونچھیں بڑھی ہوئی دیکھتے توقینچی اور مسواک لیتے اور پھر مسواک مونچھوں پر رکھ کرباقی کاٹ دیتے۔(نصرۃ الملہم فی سبلۃ المسلم)

(۶۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے سامنے بخار کا ذکر کیا گیا تو ایک شخص نے بخار کو برا کہا۔حصور ﷺ نے فرمایا بخار کو برامت کہواس لیے کہ وہ مومن کو گناہوں سے اس طرح پاک کرتا ہے جیسے آگ لوہے کے میل کو صاف کر دیتی ہے۔(مشکوٰۃ وابن ماجہ)

(۶۶) نبی کریم ﷺ نے سورہ نساء کی تفسیر میں فرمایا: شہد کی مکھی کے علاوہ باقی مکھیاں جہنم میں داخل ہوں گی۔آپ کا ارشاد ہے کہ مومن کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے وہ اپنے چھتے سے نکلتی ہے پس وہ پاکیزہ چیزیں کھاتی ہے پھر کھایا ہوا گرا دیتی ہے (یعنی بیٹ وغیرہ کر دیتی ہے) نہ کسی کو نقصان پہنچاتی ہے نہ توڑ پھوڑ کرتی ہے۔پس مومن بھی اپنے کام سے کام رکھتا ہے اور کسی کو اذیت میں مبتلا نہیں کرتا اور حلال رزق کھاتا ہے۔مومن کی مثال سونے کے اس سرخ ٹکڑے کی سی ہے جسے آگ میں ڈالا جائے لیکن نہ اس کا رنگ بدلے نہ اس کے وزن میں کمی ہو۔پس مومن بھی اسی طرح ہے۔(مستدرک)

(۶۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہد ہر بیماری کے لیے شفا ہے اور قرآن سینوں میں پائی جانے والی ہر بیماری کے لیے شفا ہے۔پس تمھارے لیے ضروری ہے کہ قرآن اور شہد سے شفا حاصل کرو۔(ابن ماجہ،

حاکم)

(۶۸) نبی کریم نے فرمایا: جو شخص ہر مہینے میں تین دن صبح نہار منہ شہد چاٹ لیا کرے تو اسے کوئی بڑی بیماری لاحق نہیں ہوگی۔(ابن ماجہ)

(۶۹) مکھیوں کی جس جماعت سے شہد کی مکھی کا تعلق ہے اس کی بیس ہزار قسمیں ہیں ان میں چار خاص شہد کی مکھیاں ہیں جن کے سائنسی نام (۱) ایپس سیرانا، (۲) ایپس میلی فیرا، (۳) ایپس ڈورسیٹا اور (۴) ایپس فلوریا۔ان میں ایپس سیرانا اور ایپس میلی فیرا ایسی شہد کی مکھیاں ہیں جنھیں بکس میں پال کر رکھا جا سکتا ہے اور دیگر دو قسمیں کھلے آسمان کے نیچے چھتہ بناتی ہیں۔(شہد کی مکھی، قرآن، حدیث اور سائنس۔مقالہ پرنسپل محمود پرویز انصاری)

(۷۰) حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: تم لوگوں میں اس طرح رہو جیسے پرندوں میں شہد کی مکھی رہتی ہے۔اور فرماتے ہیں: سب سے بہتر کھانے کی چیز شہد ہے جو ایک کیڑے (شہد کی مکھی) کا لعاب ہے۔مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے شہد کی مکھی کے قتل کو حرام قرار دیا ہے۔اصح قول کے مطابق اس کا کھانا حرام ہے۔نبی کریم ﷺ نے اس کے قتل سے منع فرمایا ہے۔امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شہد کی مکھی کو بیچنا جائز نہیں ہے جب کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیچ سکتے ہیں بشرطیکہ خریدار کو مکھیوں کی تعداد کا علم ہو اور چھتہ کے ساتھ بیچا جائے۔(شہد کی مکھی، قرآن۔حدیث اور سائنس۔مقالہ پرنسپل محمود پرویز انصاری)

(۷۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی تمام وکمال رحمت کا علم اگر کافر کو ہو جائے تو وہ جنت سے ابھی ناامید نہ ہو اور اگر اس کے کل عذاب کا علم اگر مومن کو ہو جائے تو وہ کبھی آگ سے اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھے۔(شیخین، ترمذی)

(۷۲) ایک بار حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور تین بار آواز دے کر اندر آنے کی اجازت چاہی۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کام میں مصروف تھے اس لیے جواب نہ دے سکے۔جب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ

تعالیٰ عنہ واپس ہونے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر آئے اور فرمایا: واپس کیوں جا رہے ہو؟ انھوں نے کہا: حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین بار اجازت طلب کرنے کے بعد جواب نہ ملے تو واپس ہو جاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اس حدیث کے لیے کوئی گواہ لاؤ ورنہ تمھیں عبرت بنا کر رکھ دوں گا۔ ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گواہی دی تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جان چھوٹی۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے ابن خطاب! حضور ﷺ کے اصحاب کے لیے عذاب جان مت بنو۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں تم پر غلط حدیث بیان کرنے کا اتہام نہیں لگاتا۔ مجھے یہ ڈر رہتا ہے کہ لوگ حضور ﷺ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب نہ کرنے لگیں۔ (نسائی)

(۷۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ لذتوں کو ختم کرنے والی چیز (موت) کو اکثر و بیشتر یاد کیا کرو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں کوئی موت کی آرزو نہ کرے (اس لیے کہ) وہ یا تو نیکو کار ہو گا تو ممکن ہے کہ اس کے نیک عمل میں زیادتی ہو جائے اور اگر بدکار ہو گا تو ہو سکتا ہے کہ آئندہ توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر لے۔ (بخاری شریف)

(۷۴) حضرت معاویہ بن الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میری ایک لونڈی تھی جو میرے گلّے کو احد اور جوانیہ کی طرف لے جا کر چرایا کرتی تھی۔ ایک دن ایسا ہوا کہ وہ باہر نکلی اور ایک بھیڑیا ہمارے گلّے میں سے ایک بکری لے بھاگا۔ میں بھی آخر انسان ہوں اور انسانوں ہی کی طرح صدمہ بھی ہوتا ہے۔ میں نے لونڈی کو صرف ایک طمانچہ مار دیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چونکہ یہ حرکت مجھ پر بہت شاق تھی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اسے آزاد نہ کر دوں؟ فرمایا: اسے یہاں لے آؤ۔ چنانچہ میں لے آیا۔ حضور ﷺ نے اس سے پوچھا: اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: آسمان میں۔ پھر پوچھا: میں کون ہوں؟ وہ بولی: اللہ کے رسول۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ مومنہ ہے اسے آزاد کر دو۔ (مسلم، ابو

داؤد، نسائی)

(۷۵) حضرت مصعب بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! آزمائشوں میں سختی کس انسان کے ساتھ ہوتی ہے؟ فرمایا: انبیاء کے ساتھ پھر جوان سے مشابہ ہو پھر جوان سے نسبتاً کم مشابہ ہو۔ ہر شخص کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر وہ اپنے دین میں پختہ ہے تو ویسی ہی سخت اس کی آزمائش بھی ہوگی اور اگر اس کے دین میں ڈھیلا پن ہے تو اسی کے مطابق اللہ اس کی آزمائش کرے گا۔ بندے کے ساتھ آزمائشوں کا یہ سلسلہ اسی طرح قائم رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر اس طرح چلتا پھرتا ہے کہ اس پر گناہ کا کوئی بوجھ نہیں ہوتا۔ (ترمذی)

(۷۶) جہاز رانی کی شروعات امیر المومنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔ (تفسیر نعیمی)

(۷۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حلال کمائی سے شہد خرید کر بارش کے پانی میں ملا کر پینے سے ہر بیماری سے شفا ہے۔ (کنز العمال)

(۷۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلو کے درد کا سبب گردے کی نس ہے جب وہ حرکت کرتی ہے تو انسان کو تکلیف ہوتی ہے اور اس کا علاج گرم پانی اور شہد سے کرو۔ (مستدرک)

(۷۹) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شفا تین چیزوں میں ہے۔ شہد پینے میں، لگانے میں اور آگ سے داغنے میں۔ مگر میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔ (بخاری شریف)

(۸۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر ماہ تین دن صبح کے وقت شہد چاٹے گا تو اسے کوئی بڑی بیماری نہیں لگے گی۔ (ابن ماجہ)

(۸۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے نظر بد،

ڈنک مارنے اور پہلو کے پھوڑے کے لیے جھاڑ پھونک کرنے کی رخصت دی ہے۔(صحیح مسلم)

حوالے

(۱) کنزالایمان اردوترجمہ قرآن مجید۔اعلیٰ:حضرت امام احمد رضا خاں برکاتی محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲) خزائن العرفان حاشیہ کنزالایمان۔صدرالافاضل مولینٰا نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۳) صحیح البخاری،جلد ۱۔۹،انگریزی ترجمہ:ڈاکٹر محمد محسن خاں۔

(۴) صحیح مسلم،جلد ۱۔۴،انگریزی ترجمہ:عبدالحمید صدیقی۔

(۵) سنن ابوداؤد،جلد ۱۔۳،انگریزی ترجمہ:احمد حسن۔

(۶) سنن نسائی شریف،جلد ۱۔۳،ترجمہ وحیدالزماں۔

(۷) سنن ابن ماجہ،جلد ۱۔۲،ترجمہ عبدالحکیم خاں اختر شاہجہاں پوری۔

(۸) مؤطاامام مالک ترجمہ:محمد رحیم الدین۔

(۹) مشکوٰۃ المصابیح،جلد ۱۔۴،انگریزی ترجمہ فضل الکریم۔

(۱۰) سیرتِ رسول عربی مصنفہ علامہ نور بخش توکلی۔

(۱۱) سیرت ابن ہشام کامل اردوترجمہ۔

(۱۲) تفسیر نعیمی مصنفہ مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۳) منہاج السالکین ترجمہ تنبیہ الغافلین:فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۴) رسالہ قشیریہ مصنفہ امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۵) مدارج النبوۃ مصنفہ علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۶) سبع سنابل شریف مصنفہ میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۷) آداب السالکین مصنفہ سیدنا آل احمد اچھے میاں مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۸) جاءالحق مصنفہ مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۹) مکاشفۃ القلوب مصنفہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۰) تذکرہ غوثیہ مصنفہ شیخ غوث علی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۱) تذکرۃ الاولیاء مصنفہ شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۲) سراج العوارف فی الوصایا والمعارف مصنفہ سیدنا ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۳) تاریخ جدولیہ۔

(۲۴) نزہۃ القاری شرح بخاری مصنفہ مفتی محمد شریف الحق امجدی برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۵) نزہۃ المجالس مصنفہ عبدالرحمٰن صفوی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۶) بہارشریعت مصنفہ صدرالشریعۃ علامہ محمد امجد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۷) تحفۃ الواعظین مصنفہ محمد عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۸) گلدستہ طریقت (تفسیر سورہ یوسف) مصنفہ سید عبداللہ شاہ صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۹) السیرۃ النبویہ مصنفہ علامہ احمد زینی دحلان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۳۰) ضیاءالنبی مصنفہ پیر کرم علی شاہ ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۳۱) جذب القلوب مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۳۲) حدیث دفاع مصنفہ میجر جنرل محمد اکبر خاں۔

(۳۳) ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں مصنفہ ڈاکٹر سالم قدوائی۔

(۳۴) سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر۔

(۳۵) سیارہ ڈائجسٹ رسول اللہ نمبر۔

(٣٦)اسوہ صحابہ مصنفہ عبدالسلام ندوی۔

(٣٧)اسوہ رسول اور تزکیہ نفس مصنفہ ریاض احمد خاں۔

(٣٨)استقامت ڈائجسٹ' کانپور عقائد نمبر۔

(٣٩)استقامت ڈائجسٹ' کانپور محمد رسول عربی نمبر۔

(٤٠)اسلام میں حلال اور حرام مصنفہ یوسف قرضاوی۔

(٤١)تبیید اللہفان من مکائد الشیطان مصنفہ صوفی شبیر احمد صاحب چشتی۔

(٤٢)تفسیر عزیزی مصنفہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(٤٣)قصص الانبیاء مصنفہ علامہ حبیب احمد۔

(٤٤)حیات امام اعظم ابوحنیفہ مصنفہ محمد مجاہد حسین حبیبی۔

(٤٥)سیرت المصطفیٰ مصنفہ علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(٤٦)قانون شریعت مصنفہ قاضی شمس الدین احمد جونپوری رضوی۔

(٤٧)دعوۃ الرسل الی اللہ مصنفہ محمد احمد عدوی۔

(٤٨)اطلس القرآن۔

(٤٩)اطلس سیرت نبوی۔

(٥٠)معجم البلدان۔

(٥١) الطبری۔

(٥٢)زرقانی مصنفہ محمد بن حسین بن مسعود بغوی۔

(٥٣)دلائل النبوۃ مصنفہ ابوبکر البیہقی۔

(٥٤)الشرف المؤبد لآل محمد مصنفہ علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(٥٥)اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔

(٥٦)عشرہ مبشرہ مصنفہ بشیر ساجد۔

(٥٧)خیر البشر کے چالیس جاں نثار مصنفہ طالب ہاشمی۔

(٥٨)صفۃ الصفوۃ۔

(٥٩)روض الریاحین۔

(٦٠)احیاء العلوم دین مصنفہ امام غزالی۔

(٦١)فتاوی الاسلام سوال و جواب۔

(٦٢)ریاض الصالحین۔

(٦٣)الفرج بعد البشارۃ مصنفہ حضرت ابوبکر ابن ابی الدنیا۔

(٦٤)امتاع الاسماع مصنفہ علامہ مقریزی۔

(٦٥)سبل الہدیٰ والرشاد مصنفہ علامہ محمد بن یوسف الشامی۔

(٦٦)ضیاء القرآن۔

(٦٧)تفسیر صاوی۔

(٦٨)اخبار الاخیار۔

(٦٩)فتاویٰ کرامات غوثیہ۔

(٧٠)تفریح الخواطر۔

(٧١)سیر الاولیاء مصنفہ خواجہ امیر خورد کرمانی نظامی۔

(٧٢)انوار الحدیث۔

(٧٣)عوارف المعارف۔

(٧٤)احکام الصیام والاعتکاف مصنفہ صوفی شبیر احمد چشتی۔

(٧٥)غنیۃ الطالبین۔

(٧٦)نفحات الانس۔

(٧٧)طبقات کبریٰ۔

(٧٨)مشعلۃ الارشاد الی حقوق العباد مصنفہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۷۹)العطیۃ النوریہ فی احادیث النبویہ مصنفہ صوفی شبیر احمد چشتی۔

(۸۰)انفاس العارفین۔

(۸۱)شہد کی مکھی، قرآن، حدیث اور سائنس مصنفہ پرنسپل محمود پرویز انصاری۔

(۸۲)خصائص کبریٰ مصنفہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۸۳)آں حضور کے نقش قدم پر مصنفہ پروفیسر عبدالرحمٰن عبد۔

(۸۴)مقتل امام ابو اسحٰق اسفرائنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۸۵)نسیم الفکر فی بیان الذکر مصنفہ علامہ صوفی شبیر احمد چشتی۔

(۸۶)بہجۃ المجالس مصنفہ ابن عبدربہ۔

(۸۷)تواریخ حبیب الہ مصنفہ مفتی عنایت احمد کاکوروی۔

(۸۸)تاریخ ارض القرآن مصنفہ سید سلیمان ندوی۔

(۸۹)زرقانی علی المواہب مصنفہ علامہ محمد ابن عبدالباقی زرقانی مالکی۔

(۹۰)مواہب لدنیہ مصنفہ علامہ قسطلانی۔

(۹۱)رحمت دارین کے سوشیدائی مصنفہ طالب ہاشمی۔

ان کے علاوہ وہ بے شمار رسالے اور کتابیں جو میں نے اس کتاب کو تیار کرنے کے سلسلے میں پچھلے تیس چالیس برسوں میں پڑھیں مگر جن کے نام اس وقت میرے ذہن میں نہیں ہیں۔